فہرست الفاظ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

مولانا محمد عبد الرشید نعمانی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

مکمل

لغات القرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد پنجم - غ تا م

تالیف

مولانا سید عبدالدائم الجلالی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اپریل ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست

باسمہٖ تقدس وتعالیٰ

باب الغین

اَلْغَابِرِیْنَ: باقی رہنے والے، پیچھے رہ جانے والے، نجات سے رہ جانے والے، ہلاک ہونیوالے، اسمِ فاعل جمع مذکر قیاسی بحالتِ نصب و جر، اَلْغَابِرُ واحد، بحیرۂ مردار کے ساحل پر سدوم بستی کے رہنے والوں نے حضرتِ لوطؑ کی نصیحت نہیں مانی، امرد پرستی اور بعض دوسری اخلاقی وسماجی خباثتوں میں الودہ رہے، حضرتِ لوطؑ اپنے ساتھیوں کو لیکر بحکمِ الٰہی بستی سے نکل کھڑے ہوئے آپ کی بیوی دل سے سدوم والوں کی طرفدار تھی اس لئے اس نے ساتھ نہیں دیا، حضرتِ لوطؑ کو جھوٹا سمجھنے والے کافر سدوم میں باقی رہے تو وہ عورت بھی انہیں کے ساتھ رہی اور بستی والوں کی طرح وہ بھی عذابِ الٰہی سے تباہ ہوئی۔

محقق عبدالرؤف مصری نے لکھا ہے کہ اصل چیز کے گزر جانے کے بعد جو چیز باقی رہ جاتی ہے اس کو لغت میں غابِر کہتے ہیں اس لئے غبار اس خاک کو کہتے ہیں جو قافلہ کے گزر جانے کے بعد اڑ کر پیچھے رہ جاتی ہے۔

(معجم القرآن حصہ دوم)

اہلِ لغت نے مادہ غَبْرٌ کو اضداد میں سے شمار کیا ہے شیخ فیروزآبادی نے لکھا ہے غَبَرَ غُبُوْرًا مَكَثَ و ذَهَبَ ضدوھا غابرٌ من غُبَّرٍ یعنی غَبَرَ غُبُوْرٌ کے معنی ہیں رہ گیا اور چلا گیا، یہ لفظ متضاد المعنی ہے اسم فاعل غابر ہے جس کی جمع غُبَّرٌ ہے (القاموس باب الراء فصل الغین)

صاحب منتہی الارب نے مؤلف قاموس سے کسی قدر اختلاف کیا ہے، لغات اضداد میں سے اس لفظ کا ہونا تسلیم کیا ہے لیکن اسی کے ساتھ لکھا ہے غَبَرَ غُبُوْرًا (ن) درنگ کرد و باقی ماند و غَبَرَ غَبْرًا بالفتح رفت و درگزشت و علی الوجہین یفسر قولہ

تعالیٰ الا عجوزا فی الغابرین یعنی باب نصر سے غَبَرَ
غُبُورًا کے معنی ہیں توقف کیا، باقی رہا، اور غَبَرَ
غَبْرًا کے معنی ہیں، چلا گیا، گزر گیا، آیت اِلَّا عَجُوزًا
فِی الْغَابِرِیْنَ کی تفسیر دونوں طرح کی گئی ہے۔

مجمع البحار میں ہے وفی حدیث اویس اکون
فی غبر الناس احب الیّ ای اکون مع المتأخرین
لا المتقدمین المشہورین من الغابر الباقی
الکوکب الدری الغابر ای الذاھب الماضی
(مجمع البحار جلد ثالث ص۳) یعنی حدیث اویس میں جو لفظ
غُبَّر الناس آیا ہے وہ غابر کی جمع ہے اور غَابِر کا
معنی ہے باقی یعنی پیچھے رہنے والے لوگ پیش رو
اور مشہور نہیں اور الکواکب الدری الغابر میں لفظ
غابر کا معنی ہے چلا جانے والا، گزرا ہوا، زمخشری
نے آیت من الغابرین کی تشریح کرتے ہوئے لکھا
ہے من الذین غبروا فی دیارھم ای بقوا فھلکوا
یعنی وہ لوگ جو اپنی بستیوں میں رہ گئے اور ہلاک
ہو گئے (کشاف جزء اول ص۴۹۲)

تفسیر کبیر میں امام رازی نے غبور کے معنی
بقا لکھ کر نجات نہ پانے کا مفہوم مراد لیا ہے،
لکھا ہے:۔

غبر الشیٔ غبورا اذا مکث وبقی قال الھذلی
فغبرت بعدھم بعیش ناصب ' واخال انی لاحق مستتبع
یعنی بقیت فمعنی الآیۃ انھا کانت من الغابرین
عن النجاۃ ای من الذین بقوا عنہا ولم یدرکوا
النجاۃ یقال فلان غبر ھذا الامر ای لم یدرکہ انتہی
یعنی غبر الشیٔ غبورا کا معنی ہے رک گیا، باقی رہا
ہذلی شاعر کا قول ہے' دوستوں کے جانے کے بعد
میں دکھ کے ساتھ جینے کے لئے رہ گیا اور مجھے
خیال ہوتا ہے کہ اب میں بھی ان کے پیچھے جانے ہی
والا ہوں' اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوا کہ
وہ عورت رہ جانے والے اور نجات نہ پانے
والوں کے ساتھ رہ گئی، محاورے میں بولا جاتا ہے
فلان غبر ھذا الامر یعنی فلاں شخص اس امر کو
نہ پا سکا، انتہیٰ۔

امام راغب اصفہانی نے تضادِ معنوی کو نقل کرنے
کے بعد ایک لطیف توجیہ کی ہے جس سے دونوں
میں حقیقی فرق باقی نہیں رہتا، صرف اعتباری تضاد
رہ جاتا ہے، فرماتے ہیں:۔

کہا جاتا ہے کہ غابر ماضی کو بھی کہتے ہیں اور مستقبل
کو بھی، اگر یہ صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ غبار زمین سے
اٹھ کر اوپر کو چڑھ جاتا ہے لیکن قافلہ گزر جاتا
ہے اور غبار پیچھے رہ جاتا ہے، اول معنی

کی مناسبت سے غابر بمعنی ماضی اور دوسرے معنی کے لحاظ سے بمعنی مستقبل ہے (مفردات القرآن)

پ ۱۴ ، ۳۰/۱۶ ، ۱۴/۴ ، ۱۹/۱۲،۱۹ ، ۲۳/۸

اَلْغَارِ: الف لام عہدی، کوہِ ثور والا غار۔ مکہ سے سیدھی جانب تقریباً تین میل دُور کوہ ثور کے بالائی حصہ میں ایک غار ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق نے مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے قیام فرمایا تھا۔ اس کا منہ اتنا تنگ تھا کہ ایک آدمی لیٹ کر بمشکل سینہ کے بل اندر گھس سکتا تھا، ۱۲۹۹ھ میں شریف عون کے حکم سے کشادہ کر دیا گیا، اب پورا دروازہ لگا ہوا ہے (معجم القرآن احمد الرؤف المصری) پ ۱۰/۱۲

اَلْغَارِمِیْنَ: غارم کی جمع، اسمِ فاعل جمع مذکر، بحالتِ جر، قرضدار، ایسے قرضدار جو مسلمانوں کی اندرونی اصلاحات کے سلسلے میں قرض لیکر صرف کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں یا خود اپنے صرف کے سبب قرضدار ہوں بشرطیکہ گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو یا بد حیلتی ہی کے سبب قرضدار ہوں لیکن سچی توبہ کر لی ہو۔ (سیوطی وجمل برحاشیہ جلالین)

غارم کا مادہ غُرم ہے، غُرم قرض تاوان اور ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو ادا کرنا لازم ہو (قاموس، منتہی الارب) غریم قرضدار اور قرضخواہ دونوں کو کہتے ہیں۔ (منتہی الارب) پ ۱۰/۱۴

غَاسِقٍ: غسق سے اسم فاعل واحد مذکر، تاریک رات، گرہن کے سبب سیاہ پڑ جانے والا چاند (معجم القرآن) صراح میں ہے غاسق تاریکی بعد از غروبِ شفق، یا غروبِ آفتاب کے بعد آنیوالی تاریک رات (لغوی) یا ڈوبنے والا چاند، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا استعیذ باللہ من القمر فانہ الغاسق (ترمذی) حضرتِ عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر چاند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تعوّذی باللہ من شر ھٰذا فانہ الغاسق اذا وقب (ابوالسعود) یا مراد حوادث شب (المفردات و معجم القرآن) رات کو آنے والی مصیبتوں سے بچاؤ دشوار ہوتا ہے، دشمن کا شب خون چوری، نقب زنی، ڈاکہ اور طرح طرح کے حوادث عموماً رات کی تاریکی میں ہوتے ہیں، اسی لئے عربی مثل ہے اللیل اخفی للویل رات اپنے اندر ہلاکتوں کو چھپائے رکھتی ہے، (معجم القرآن) پ ۳۰/۳۸

اَلْغَاشِیَۃِ: غشی غشاۃ سے اسم فاعل

واحد مؤنث، ہر چھپا لینے والی ڈھانک دینے والی، چھا جانے والی چیز، یہ اصل وصفی معنی ہے لیکن مراد قیامت ہے اس لئے کہ اس کی ہولناکیاں سب پر چھا جائیں گی (معجم المفردات، جلالین)

حاصل مطلب یہ کہ لغوی اعتبار سے وصفی معنی تھا کسی چیز کا نام نہ تھا لیکن قرآنی اصطلاح میں قیامت کا علم بن گیا، ۳۰/۱۳

غَاشِيَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ہر طرف سے گھیر لینے والی عقوبت اور چھا جانے والا عذاب (جلالین) ۱۳/۹

غَافِرِ الذَّنْبِ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف، الذنب مضاف الیہ، بخشنے والا، معاف کرنے والا، ۲۴/۹

مزید تشریح آئندہ غفر کے ذیل میں آئے گی۔

اَلْغَافِرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر بحالت جر، غافر واحد، معاف کرنے والے، بخشنے والے، درگذر کرنے والے، ۹/۹

بِغَافِلٍ: با حرف جر، غافل اسم فاعل مذکر مجرور، مادہ غفل، بے خبر، لاعلم، ۱/۹، ۱۲، ۱۶/۱، ۲/۱۲، ۴/۱، ۵/۳ ۱۲/۱ ۳۰/۱۳

غَافِلًا: اسم فاعل واحد مذکر بحالت نصب، بے خبر، ۱۳/۱۹

اَلْغَافِلَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث معرف باللام الغافلۃ واحد، ناتجربہ کار، بھولی عورتیں۔ ۱۸/۹

غَافِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالت رفع، غافل واحد، غفلت کرنے والے، بے خبر ہونے والے، ۸/۳، ۹/۱۲ ۱۱/۱۴، ۱۲/۱۳، ۱۴/۲۰، ۲۱/۴، ۲۲/۱۸، ۲۶/۱

غَافِلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصب و جر، غافل واحد، بے خبر ہونے والا، نادان، ۸/۷ ۹/۱۴، ۱۲، ۱۶ ۱۱/۸، ۱۲/۱۱، ۱۸/۱

غَالِبٌ: اسم فاعل واحد مذکر، غَلَبٌ و غَلَبَۃٌ مصدر، باب ضرب، قابو رکھنے والا، مزید تشریح غلبہ کے ذیل میں آئے گی، ۱۲/۱۳

لَا غَالِبَ: لا نافیہ، غالب اسم فاعل نکرہ حالت نصب، تم پر کوئی غلبہ پانے والا نہیں، ۴/۱، ۱۰/۸

اَلْغَالِبُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالت رفع، غالب آنے والے، قابو پانے والے، ۶/۱۲، ۸/۹ ۱۴/۴، ۲۰/۷، ۲۳/۴

اَلْغَالِبِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصب غالب واحد، غلبہ پانے والے، ۹/۴، ۹/۴، ۲۳/۸

اَلْغَاوُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ، حالت رفع، غَوَایَۃٌ مصدر، گمراہ اور کج راہ، یہ لفظ دو جگہ آیا ہے ۱۹/۹ میں بت پرست مراد ہیں، یعنی بت اور

بت پرست اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے، ۱۹/۱۵ میں شاعروں کے کج راہ پیرو مراد ہیں مبالغہ آمیز مدح، بیجا مذمت، جھوٹا تغزل، جذباتِ محبت کی فحش اور غلط تصویر کشی، رندی، مے نوشی، بے حیائی، عریانی، نسبی فخر، شخصی اور قومی شیخی، غرض اخلاقِ ذمیمہ کا انبار عموماً شعراء (باستثناءِ اہلِ حق وصداقت) کے کلام میں ہوتا ہے، کج راہ، بیوقوف، سبک سر، پڑھے لکھے اور جاہل پرستارانِ ادب ایسے کلام کو مزے لے کر پڑھتے گاتے سنتے سر دھنتے اور جولانِ فکر کا سیرگاہ بناتے ہیں، اسی جگہ ایسے ہی غلط رو، کجراہ، گمراہ مراد ہیں، ۱۹/۱۵ (معجم القرآن)

اَلْغَاوِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، غاوی واحد، حالتِ نصب، گمراہ، کج ناہ، مراد بتوں کے پجاری ۹/۱۲ ۱۴/۳ ۱۹/۹ ۲۳/۶

غَائِبَۃٍ: اسم فاعل واحد مذکر، تاء آخر میں مبالغہ کی ہے مؤنث کی نہیں ہے (محلی) یعنی بہت ہی چھپنے والی اور زیادہ سے زیادہ پوشیدہ رہنے والی چیز، (روح المعانی) سمین میں اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض اقوال کے موافق اس میں تاء مصدری ہے جیسے عَاقِبَۃٌ اور عَافِیَۃٌ، زمخشری نے کشاف میں مصدری تاء کی نظیر پیش کرتے ہوئے لکھا ہے جیسے ذَبِیْحَۃٌ نَطِیْحَۃٌ اور دَمِیَّۃٌ اسم مصدر ہیں، صفت کے صیغے نہیں ہیں، ۳۰/۲

غَائِبِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ جر، غائب واحد، چھپنے والے، غیر حاضر، غائب ہونے والے، ۸/۳ ۱۹/۱۷ ۳۰/۷

اَلْغَائِطِ: نشیبی وسیع میدان، مراد قضاء حاجت کا مقام یا قضاء حاجت، عمرو بن معدی کرب کا شعر ہے ؎ وَکَمْ مِنْ غَائِطٍ مِنْ دُوْنِ سَلْمٰی (سلمیٰ سے ادھر بہت وسیع میدان ہیں) عرب قضاء حاجت کے لئے نشیبی وسیع میدانوں میں جاتے تھے اس لئے بطورِ کنایہ براز یا قضاءِ حاجت کا مقام مراد ہے (معجم القرآن) ۵/۴ ۷/۶

لَغَائِظُوْنَ: لام تاکید، غَائِظُوْنَ اسمِ فاعل جمع مذکر (حالتِ رفع) غَائِظٌ واحد غائظ کا معنی غصہ دلانے والا، غضب پیدا کرنیوالا (معجم القرآن) اس لفظ کا مادہ غیظ ہے، غیظ انتہائی غضب کو کہتے ہیں، اگر اللہ کی طرف غیظ کی نسبت کی جاتی ہے جیسا اس جگہ ہے تو انتقام مراد ہوتا ہے، یعنی وہ اپنی حرکتوں سے ہم کو انتقام پر آمادہ کرتے ہیں۔ (المفردات لراغب) ۹/۸

غَبَرَةٌ : خاک ، گرد و غبار جو کسی چیز پر جمی ہوئی خاک دور ہونے کے بعد بھی باقی رہ جاتا ہے، مراد یہ کہ غم کے سبب چہروں کا رنگ بگڑ جائیگا (راغب) پ۳۰ ع۵

غُثَاءً : سیلاب کا کوڑا اور جھاگ، ہانڈی کے جھاگ، سوکھے سڑے گلے پتے، مراد بے سود، تباہ، غُثَّاء تشدید کے ساتھ بھی اسی معنی میں مستعمل ہے (تاج، قاموس، منتہی الارب، مجمع البحار، المفردات) اس سے غَثَا يَغْثُو غَثْوًا (نصر) اور غَثَا يَغْثِي غَثْيًا نا (ضرب) آتا ہے، مؤخر الذکر کا معنی ہے، خبثِ نفس، بدباطنی، غَثَتْ نَفْسُہٗ محاورہ ہے، (المفردات) پ۱۸ ع۳ پ۳۰ ع۱۲

لِغَدٍ : لام حرفِ جر، غَدٍ مجرور، اصل میں غَدْوٌ تھا، آنے والا کل، فردا، آئندہ زمانہ جو جلد آنیوالا ہو، پ۲۸ ع۶

غَدًا : غَدٌ کا ہم معنی، حالتِ نصب، اگرچہ بلفظ غَد میں غَدْوٌ کا واؤ بلا عوض حذف کر دیا گیا ہے لیکن شعر میں غَدْوٌ بھی آیا ہے، اصحابِ فیل کے کعبہ پر حملہ کرنے کے وقت عبدالمطلب نے جو شعر پڑھے تھے، ان میں یہ شعر بھی ہے،

وَمِحَالُهُم غَدْوًا مِحَالَكَ (مجمع البحار)

پ۱۲ ع۱۲ پ۱۵ ع۱۶ پ۲۱ ع۱۳ پ۲۷ ع۹

بِالْغَدَاةِ : با حرفِ جر، الغداۃ مجرور، اَلْغَدَاةَ تڑکا یا طلوعِ فجر اور طلوعِ آفتاب کا درمیانی وقت (تاج، منتہی الارب) پ۷ ع۱۲ پ۱۵ ع۱۶

اَلْغُدُوُّ : صبح صبح کو نکلنا، صبح کو پہنچنا یا فجر اور طلوعِ آفتاب کا درمیانی وقت (مجمع البحار) یا دن کا ابتدائی حصہ (المفردات) یا دن کے ابتدائی حصہ میں چلنا (مجمع البحار) اَلْغُدُوُّ اَلْغَدَاة کی جمع بھی ہے اور آیت بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ میں جمع ہی مراد ہے (منتہی الارب) پ۹ ع۱۴ پ۱۳ ع۸ پ۱۸ ع۱۱ پ۲۲ ع۸

غُدُوًّا : تڑکا، اَلْغُدُوّ کا ہم معنی، پ۲۴ ع۱۲

غَدَوْتَ : غُدُوٌّ سے واحد مذکر حاضر ماضی معروف یعنی جب آپ مدینے سے سویرے نکلے تھے اس آیت میں گھر والوں کے پاس سے نکل کر جانے سے مراد ہے مدینہ سے باہر نکلنا (معالم، خازن، مدارک) پ۴ ع۴

غَدَوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف، غُدُوٌّ مصدر غَدَا يَغْدُو ماضی اور مضارع باب نصر، جب وہ تڑکے سے نکلے، پ۲۹ ع۲

غَدَاءَنَا : غداء مضاف نا مضاف الیہ، ہمارا صبح کے دن کا کھانا، دن کے ابتدائی حصے کے

کھانے کو غدا کہتے ہیں، اسی کو سحور بھی کہا جاتا ہے،
(زبدۃ عین افسفار) غدا کے غین کو فتحہ ہے
(کرمانی شرح بخاری، قاموس صحاح) آخر میں مد
ہے (نہایہ) تغدی اسی سے بنا ہے یعنی ناشتہ
کرنا حضرت ابن عباس نے تغدی کو سحری کھانے
کے لئے بھی استعمال کیا ہے، فرمایا ہے کُنْتُ
اَتَغَدّٰی عِنْدَ عُمَرَ فِی رَمَضَانَ میں حضرتِ
عمر کے پاس سحری کھاتا تھا (مجمع البحار) ۱۵/۲۱

غَدَقًا: بارش کا کثیر پانی (معجم المفردات) موسلا دھار
بارش کا کثیر پانی جو سات برس کی خشک سالی کے
بعد برسا تھا (معجم) مراد وسعتِ رزق (ابن جریر
طبری) مالِ کثیر (مجاہد) اس سے فعل باب سَمِعَ سے
آتا ہے غَدِقَتْ عَیْنُہٗ (اس کی آنکھ سے خوب
پانی بہا) غَیْدَاق سیال پانی کی طرح گفتگو کی روانی،
بہیم دوڑ (راغب) ۱۹/۱۱

غُرَابًا: حالتِ نصب، کوا، حدیث میں غراب کو
فاسق بھی فرمایا ہے (مجمع البحار) ۳/۴

اَلْغُرَاب: الف لام تعریف کا ہے، غراب کی جمع
اَغْرُبٌ اور اَغْرِبَۃٌ اور غِرْبَانٌ اور غُرُبٌ آتی
ہے اور جمع الجمع غَرَابِیْنُ ہے (قاموس) غَرَبٌ
کا معنی چونکہ تیزی ہے اور کوا چالاک جانور ہوتا ہے
غالباً اسی وجہ سے اس کو غراب کہا گیا، مثل مشہور ہے
فُلَانٌ اَحْذَرُ مِنَ الْغُرَابِ (فلاں شخص کوے سے
زیادہ چالاک ہے) ممکن ہے وجہ تسمیہ یہ ہو کہ کوے
کی آواز سے کسی مسافر یا مہمان کے آنے کا شگون لیا جاتا
ہے اور غریب اجنبی مسافر کو کہتے ہیں۔

غَرَابِیْبُ: جمع، غربیب واحد، گہرے سیاہ،
مراد کالے پہاڑ (المفردات، خازن، بیضاوی) غربیب
اس بوڑھے آدمی کو بھی کہتے ہیں جو خضاب سے ہمیشہ
بال سیاہ رکھے (منتہی الارب) اس جگہ غرابیب
سُوْدٌ کی صفت نہیں ہے، عربی میں کسی رنگ کی
تاکیدی صفت کو موصوف سے پہلے نہیں ذکر کیا جاتا
ہے (کشاف، کبیر، روح المعانی) لیکن غریب سجستانی
میں ہے کہ اصل میں یہ لفظ سُوْدٌ غَرَابِیْبُ تھا۔
سود موصوف غرابیب صفت، استعمال میں
الٹ کر غرابیب سود کر دیا۔ علامہ نسفی نے لکھا ہے
کہ اَصْفَرُ فَاقِعٌ (خالص زرد) کی طرح اَسْوَدُ غِرْبِیْبٌ
کہا جاتا ہے یعنی اگر اسود کی تاکیدی صفت ذکر کرنی ہوتی
ہے تو غربیب کو اسود کے بعد لاتے ہیں۔
(معجم القرآن) ۲۲/۱۶

غَرَبَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، غروب اور
غرب مصدر، ڈوبنا، چھپنا، عربی زبان میں سورج

مؤنث استعمال ہوتا ہے اسی سے تغرب مضارع
واحد مؤنث غائب بنا ہے، ۱۵/۱۴ (دیکھو باب التاء
فصل غین)

اَلْغَرْبِیِّ: غربی جانب، مغرب کی طرف والا، صاحب
منتہی الارب نے غربی کا معنی لکھا ہے وہ درخت جس کو
غروب کے وقت سورج کی گرمی پہنچتی ہو، ۲۰/۷

غَرْبِیَّۃٍ: یہ غربی کا مؤنث ہے (منتہی الارب)
جلال محلی نے لکھا ہے بَلْ بَیْنَہُمَا فَلَا یَتَمَکَّنُ
حر ولا برد مضرتین (وہ درخت نہ شرقی ہے نہ
غربی بلکہ دونوں کے درمیان واقع ہے، اس لئے
اس کو نہ ضرر رساں گرمی ستاتی ہے نہ سردی) گویا شیخ
محلی کے نزدیک غربیۃ کا معنی ہوا واقع بجانب
غرب، قاضی بیضاوی نے اس کی عجیب تفسیر کی ہے
فرماتے ہیں وہ ایسا نہیں کہ کبھی اس پر دھوپ پڑے
کبھی نہ پڑے بلکہ پورے دن پڑتی رہتی ہے یعنی
وہ درخت کسی ٹیلے پر ہے یا کھلے میدان میں ایسے
درخت کے پھل نہایت پختہ اور تیل بہت صاف
ہوتا ہے یا یہ مطلب کہ وہ درخت نہ ہمیشہ دھوپ
میں رہتا ہے کہ سورج کی گرمی سے جل جائے
نہ ہمیشہ سائے میں کہ اس کے پھل کچے رہ جائیں یا
یہ مطلب کہ وہ درخت نہ آبادی کے شرقی حصہ میں
واقع ہے نہ غربی جانب بلکہ وسط میں ہے، یہ آخری
مطلب ہی اکثر اہل تفسیر نے پسند کیا ہے، ۱۸/۱۱

غَرَّتْکُمْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، کُمْ
ضمیر مفعول، غرور مصدر، حیات دنیوی نے تم کو فریب
دے رکھا تھا اور باطل آرزوؤں نے، ۲۵/۲، ۲۷/۱۸

غَرَّتْہُمْ: واحد مؤنث غائب ماضی، ھُمْ ضمیر
مفعول، دنیوی زندگی نے ان کو بہکا رکھا ہے
۷/۱۴، ۸/۱۳، ۱۳

غُرْفَۃً: ایک چلو پانی، اس آیت میں لفظ اِغْتَرَفَ
بھی آیا ہے جو باب افتعال سے واحد مذکر غائب ہے
اس کا مادہ غَرْفٌ ہے، غرف کا معنی کسی چیز کو اٹھانا،
ہاتھ سے لینا (المفردات) اغتراف کا معنی ہوا، چلو
بھر کر پانی لیا، اس صورت میں غرفۃ کا ترجمہ ہوا ایک
چلو یعنی جس نے نہر میں سے ایک چلو پانی لے لیا تو کوئی
حرج نہیں، ۲/۱۷

اَلْغُرْفَۃَ: مکان کی بالائی منزل یا اونچا مکان (کشاف)
مراد جنت میں خاص منزل (محلی بروایت عطار
خراسانی) ۱۹/۴

غُرَفًا: جمع غرفۃ واحد حالت نصب، اونچے
مکان، جنت کے اندر شاندار منزلیں، ۲۱/۲

غُرَفٌ: جمع غُرْفَۃ واحد، حالت رفع، جنت کی

منازل، ۲۳/۱۶

اَلْغُرُفَاتِ: جمع اَلْغُرْفَۃ واحد، اہلِ لغت نے بضم راء بسکون راء اور بفتحہ راء، تینوں طرح سے جائز لکھا ہے (قاموس، منتہی الارب) اونچے مکان، منازلِ عالیہ، ۲۲/۱۱

اَلْغَرَقُ: اسم فعل، پانی یا مصیبت یا نعمت میں ڈوب جانا (معجم القرآن) اس جگہ مراد پانی میں ڈوبنا ہے، ۱۱/۱۴

غَرْقًا: مصدر حالتِ نصب ڈوبنا، گہرائی کے اندر سے شدت کے ساتھ کھینچنا، مراد کافروں کی جانیں کھینچنا (ملی) یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کافروں کی جانیں شدت اور سختی کے ساتھ کھینچتے ہیں، اس جگہ غرق بمعنی اغراق ہے (روح المعانی) کذا روی عن علی اخرجہ سعید بن منصور (کرخی) ۳۰/۳

غَرَامًا: اسم فعل، پیہم تکلیف، ہلاکت، بشر بن جازم کا شعر ہے ؎

ویوم الجفار ویوم النسار کان عذابا وکان غراما

جفار اور نسار کی لڑائیاں سراسر دکھ اور پیہم تکلیف کا سبب تھیں (معجم القرآن) اسی لئے تکلیف دہ محبت کو بھی غرام کہا جاتا ہے (المفردات) ۱۹/۴

غُرُوْرًا: مصدر و اسم فعل، جھوٹی امید، دھوکہ دینا، غرّ بمعلا فریب خوردہ، ناتجربہ کار، غَرِیْر فریب خوردہ، جھوٹے لالچ میں آجانے والا، ڈرانے والا، (قاموس) ۱۵/۸ ، ۱۸/۲۱ ، ۱۴/۲۲ ، ۱/۸ ، ۷/۱۵

اَلْغُرُوْرِ: اسم فعل یعنی غرور، ۱۰/۴ ، ۹/۸ ، ۱۹/۲۷ ، ۲/۲۹

غَرَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، غرور مصدر، دھوکہ دیا، فریب دیا، ۱۱/۳ ، ۱۳/۳ ، ۱۸/۲۶ ، ۷/۳

اَلْغُرُوْب: مصدر اور اسم فعل، سورج ڈوبنے کا وقت، غروب (مدارک، معالم) غُرُوْبٌ غَرْبٌ کی جمع بھی ہے جس کے معنی ہیں تیز تلوار، تیر بلکہ ہر چیز کی تیزی شباب، آنسو اور آبِ دہن وغیرہ کا تیزی سے بہنا، غَرَبَ غُرُوْبًا چھپ گیا، دور ہو گیا، غائب ہو گیا، غَرَبَ غُرُوْبًا (نصر) کے معنی ہیں چاند یا سورج چھپ گیا، غَرِبَ غَرَبًا (سمع) سخت سیاہ ہو گیا غَرُبَ (کرم) چھپ گیا، تاریک ہو گیا (قاموس، محیط) ۲۶/۱۷

غُرُوْبِہَا: مصدر مضاف ہا ضمیر مضاف الیہ، ڈوبنا، چھپنا، غائب ہو جانا، ۱۶/۱۷

اَلْغَرُوْرُ: صیغہ صفت، دھوکہ دینے والا، جھوٹی امید دلانے والا (معجم) مال ہو یا دنیا یا خواہشِ نفس یا شیطان (المفردات و زبدۃ علی الشفاء) صاحبِ نہایہ نے شیطان مراد لیا ہے کیونکہ شیطان

انسان سے پیہم گناہ کراتا ہے اور مغفرت الٰہی کا امیدوار بنائے رکھتا ہے، گویا مغفرت کی امید کو سامنے لاکر وہ متواتر گناہ کرنے کی جرأت پیدا کرتا ہے مغفرت اگرچہ ممکن ہے لیکن اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اس اعتماد پر زہر کھائے کہ زہر کے اثر کو طبیعت خود رفع کر دے گی۔ (نہایہ) ۲۱/۱۳ ۲۲/۱۳

غَزْلَهَا: مصدر اور اسم فعل مضاف، ہا ضمیر مضاف الیہ، سوت کاتنا، سوت، تاگہ، غَزَلَ ماضی باب ضرب (قاموس) اس جگہ مصدر بمعنی اسم مفعول ہے یعنی کاتا ہوا سوت (جلالین) مکہ میں ایک بے وقوف قریشی عورت تھی جو صبح سے دوپہر تک یا دن بھر باندیوں کو ساتھ لیکر سوت کاتتی تھی اور آخر میں تمام کاتا ہوا سوت توڑ ڈالتی تھی، اس کا نام ربطہ بنت عمرو بن سعد تھا (بغوی) یا رائطہ یا جعوار، یا خرقا تھا، (خطیب فی السراج المنیر) یہ اسد بن عبد العزیٰ کی ماں اور سعد کی بیٹی تھی (بلاذری) آیت کی مراد یہ ہے کہ تم نے جو معاہدہ اللہ سے کر رکھا ہے اس کو نہ توڑو، کی کرائی محنت برباد نہ کرو، اس عورت کی طرح نہ کرو جو (دن بھر) کاتنے کے بعد (آخر میں کاتا ہوا سوت) توڑ ڈالتی تھی، ۱۴/۱۹

غُزًّى: جمع، غازی واحد، غزاۃ بھی جمع ہے دشمن سے لڑنے والے، جہاد کے لئے نکلنے والے غزو کے مصدر غَزَا ماضی یَغْزُو مضارع (باب نصر) (مجمع البحار) ۲/۸

غَسَقِ اللَّیْلِ: رات کی سخت تاریکی (معجم و مفردات) اول رات کی تاریکی (قاموس و منتہی الارب) غَسَقَ اللَّیْلُ غَسَقًا (رات خوب تاریک ہوگئی) غَسَقَتْ عَیْنُہٗ غُسُوْقًا (آنکھ متحیر ہوگئی، آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا) (منتہی الارب) آیت میں نمازِ عشاء مراد ہے (معجم) ۵/۹

غَسَّاقًا: ٹھنڈا بدبودار پانی (معجم القرآن عبد الرؤف و غریب القرآن) یا دوزخیوں سے بہنے والا لہو (جلالین، صاوی، معجم القرآن، المفردات) ایک حدیث ہے کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والوں کے دماغ سڑ جائیں (مجمع البحار) صاحب مجمع البحار نے غساق کے معنی لکھے ہیں دوزخیوں سے بہنے والا لہو یا ان کا دھوون یا آنسو یا انتہائی ٹھنڈ تک [illegible] صاحب قاموس نے ترجمہ میں زمہریر (تیخ بنا دینے والی تری) لکھا ہے، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود کا بھی یہی قول ہے، تاج میں بھی یہی تشریح ہے اور بخاری نے بھی اسی کی صراحت کی ہے، پروفیسر عبد الرؤف مصری نے پانی

کتاب معجم القرآن کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ غساق ترکی لفظ ہے جس کے اصل معنی ہیں بدبودار ٹھنڈا پانی (شرح ادب الکاتب للجوالیقی، الاشتقاق و التعریب، ترجمۃ القاموس لعاصم آفندی؛ المعرب من الکلام الاعجمی) میرا خیال ہے کہ اگر قرآن میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو دوسری زبانوں میں مستعمل ہیں اور ان کا ماخوذ عنہ عربی یا سریانی یا عبرانی یا حبشی دیا میں ہیں تو ان کو اصلاً عربی کہا جائے گا ورنہ توافق پر محمول کیا جائے گا بہر حال معرب نہیں کہا جائے گا۔ ٣٨

غَسَّاقٌ: دوزخیوں سے بہنے والا لہو (جلالین، المفردات) ٢٣/١٣

غِسْلِيْنٍ: انتہائی گرم ابلتا ہوا پانی (تاج) یہ لغت صرف قبیلہ ازد کا ہے یا زخموں کا دھوون یعنی کافر دوزخیوں کے زخموں سے نکلنے والا پانی (راغب) دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے (جلالین) ٢٩

غِشَاوَةٌ: سرپوش، ڈھکنا، پردہ، یہ مصدر بھی ہے مگر اس جگہ ڈھانکنے والی چیز مراد ہے یعنی آنکھوں پر پڑ جانے والا پردہ (معالم) ١

غِشَاوَةً: تاریکی کا پردہ کہ جب آنکھوں پر اللہ نے ڈال دیا تو پھر راہ حق نہیں سوجھتی۔ ٢٥/١٩

غَشِيَهُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف غشیان، غشاء، غشاوۃ مصدر (قاموس) ڈھانک لیا، چھا گیا، اوپر آ پڑا۔ ١٦/١٣ ٢١/١٣

غَشّٰهَا مَا غَشّٰى: غشّٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف، تغشیۃ مصدر باب تفعیل، چھا گیا، چھپا لیا، اڑھا دیا، ڈھانک دیا، یہاں چھا جانے اور چھپا لینے کے معنی ہیں، ہا ضمیر اول غشّٰی کا مفعول ہے اور دوسرے غشّٰی کا مفعول محذوف ہے۔ ٢٧

غَصْبًا: مصدر، حالت نصب، چھیننا، جبر، ظلم۔ ١٦

غُصَّةٍ: حلق میں کسی چیز کا پھنسنا، پھندہ لگنا، وہ ہڈی جو حلق میں پھنس جائے (المفردات) مراد درخت زقوم یا ضریع جو دوزخیوں کی خوراک ہوگی یا غسلین یا دوزخ کے کانٹے (عملی) ٢٩/١٣

غَضَبٌ: اسم فعل سخت غصہ، بہت غصہ ہونا، انتقام کے لئے دل کے خون میں جوش آ کر گردن کی رگیں پھول جانا اور آنکھیں سرخ ہو جانا، گویا بدن کے اندر ایک آگ بھڑک جانا لیکن اللہ کے غضب سے مراد ہوتا ہے انتقام سخت عذاب دینا (المفردات، بیضاوی) ١/٢ ٩/٩ ٢٥/٣ ١٩ ١٦/١٣

بِغَضَبٍ: با حرفِ جر، غضب مجرور، ناراضگی، عذاب، پ۱/۱۱ پ۴/۱۱ پ۹/۱۶ پ۳/۴

عَلٰى غَضَبٍ: علیٰ حرفِ جر، غضب مجرور، غضب بالائے غضب یا دوہرا عذاب، پ۱/۱۱

غَضَبَ اللّٰهِ: اسم فعل مضاف، حالتِ نصب، اللہ مضاف الیہ، اللہ کا غضب، اللہ کی ناراضگی، اللہ کا عذاب۔ پ۷/۱۵

غَضَبِيْ: اسم فعل مضاف، یا، متکلم مضاف الیہ، میرا غضب، میرا عذاب، پ۱۳/۱۶

غَضْبَانَ: صیغہ مبالغہ، سخت غضبناک (حالتِ نصب) امام راغب نے لکھا ہے، غضبان وہ شخص جس کے غصہ میں شدت ہو اور غضوب وہ شخص جس کو غصہ بہت آتا ہو اور غُضُبَّۃٌ وہ شخص جس کو غصہ جلد آئے (المفردات) پ۹/۸ پ۱۳/۱۶

غَضِبَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، غَضَبٌ مصدر، وہ ناراض ہوا وہ غضبناک ہوا، امام راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ غَضِبَ لَہٗ کے معنی ہیں کسی زندہ کے سبب سے غضب ناک ہوا اور غَضِبَ بِہٖ کے معنی ہیں کسی مردہ کے سبب سے غضبناک ہوا اور غَضِبَ عَلَيْہِ کے معنی ہیں اس پر غضبناک ہوا۔ پ۵/۱۰ پ۶/۱۳ پ۲۶/۹ پ۲۸/۸،۳

غَضِبُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، وہ ناراض ہوئے، وہ غضبناک ہوئے، پ۲۵/۵

غِطَاءٍ: (حالتِ جر) ڈھکنا یعنی وہ سرپوش جو طباق کی قسم کے ہوں، کپڑے وغیرہ کا نہ ہو، مراد غفلت مٹا پردہ (المفردات و معجم) پ۱۶/۲

غِطَاءَكَ: حالتِ نصب، غطا مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ، تیری جہالت یا غفلت کا پردہ، پ۲۶/۱۶

غَفَرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف غُفْرَانٌ اور مَغْفِرَةٌ مصدر غَفْرٌ مادہ، باب ضرب، اس نے معاف کر دیا، مغفرت کے معنی ہیں ڈھانکنا، مٹانا، رد کرنا، (معجم و منتہی الارب) امام راغب نے لکھا ہے کہ غَفَرَ کے معنی ہیں کسی چیز کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی چیز میں چھپانا عربی محاورہ ہے اِغْفِرْ ثَوْبَكَ فِي الْوِعَاءِ اپنے کپڑے محفوظ رکھنے کے لئے کسی برتن میں چھپا دو دوسرا قول ہے اُصْبُغْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَغْفَرُ لِلْوَسَخِ کپڑے رنگ لو اس سے میل سے کپڑا محفوظ رہتا ہے یا رنگ کپڑے کے میل کو چھپا لیتا ہے مَغْفِرَةُ اللّٰهِ کے معنی ہیں بندہ کو عذاب سے محفوظ رکھنا، بچانا، کبھی ظاہری طور پر درگزر کرنے کے معنی بھی مراد لے لئے جاتے ہیں خواہ دل سے معاف نہ کیا جائے جیسے قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

لِقَاءَ اللّٰهِ: اہلِ ایمان سے کہہ دو کہ منکرین قیامت سے ظاہری درگزر کریں (المفردات) ۲۰/۵، ۲۳/۱، ۲۵/۵

غَفَرْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، مَغْفِرَةٌ مصدر، ہم نے بخشدیئے، ہم نے معاف کر دیا، ۲۳/۱۱

غُفْرَانَكَ: غفران مصدر، كَ ضمیر مضاف الیہ، تیری بخشش، تیری پناہ، ۳/۸

غَفَّارًا: صیغہ مبالغہ، حالتِ نصب بہت بخشنے والا، بکثرت معاف کرنے والا، ۲۹/۹

لَغَفَّارٌ: صیغہ مبالغہ، حالتِ رفع، لامِ تاکید، بڑا معاف کرنے والا، ۱۶/۱۲

اَلْغَفَّارُ: صیغہ مبالغہ، حالتِ رفع الف لام تعریف کا، بڑا معاف کرنے والا، ۲۳/۱۴، ۱۵

اَلْغَفَّارَ: صیغہ مبالغہ، حالتِ نصب الف لام تعریف کا، بڑا معاف کرنے والا، ۲۴/۱۰

اَلْغَفُوْرُ: صیغہ مبالغہ معرف باللام، خوب بخشنے والا بڑا معاف کرنے والا، ۱۱/۱۶، ۱۳/۵، ۱۴/۴، ۱۵/۲۰، ۲۰/۵، ۲۲/۲، ۲۵/۲، ۲۴/۳، ۲۶/۱

غَفُوْرًا: صیغہ مبالغہ نکرہ، حالتِ نصب بڑا معاف کرنے والا، ۱۵/۳، ۵، ۱۸/۱۶، ۴/۵، ۵/۴، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۶/۱، ۲۶/۱۰، ۱۹/۴، ۲۱/۱۷، ۱۹، ۲۲/۳، ۵، ۶، ۱۷

غَفُوْرٍ: صیغہ مبالغہ نکرہ، حالتِ جر، ترجمہ سابق، ۲۴/۱۸

غَفُوْرٌ: صیغہ مبالغہ نکرہ، حالتِ رفع، ترجمہ سابق ۲/۶، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۴/۴، ۶/۵، ۱۴، ۷/۳، ۴، ۱۲، ۱۰/۵، ۷، ۱۱، ۱۸، ۱۱/۱، ۱۲/۴، ۱۳/۱، ۱۴/۸، ۱۵/۸، ۱۷/۱۵، ۱۸/۹، ۱۰، ۱۹/۱۶، ۲۲/۱۲، ۹، ۱۶، ۲۶/۱۲، ۱۳، ۲۷/۲۰، ۲۸/۱، ۲

غَلَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، غُلُول مصدر (باب نصر) خیانت کی، کچھ مال غنیمت تقسیم سے پہلے چھپا لیا، چرا لیا، ابوعبیدہ لغوی کا قول ہے کہ صرف مال غنیمت میں ہی خیانت کرنے کو غلول کہتے ہیں، (تاج) ۴/۸

غِلًّا: اسم فعل، کینہ، دل میں چھپی ہوئی دشمنی، کدورتِ قلبی، غَلَّ ماضی یَغِلُّ مضارع، باب ضرب، ۲۸/۴

غِلٍّ: اسم فعل، دلی کدورت قلبی عداوت، ۸/۱۲، ۱۴/۴

غُلُّوْهُ: جمع مذکر حاضر امر، ہُ ضمیر مفعول غُلٌّ مصدر، باندھ دو، جکڑ دو، ہاتھ پاؤں گردن میں قید ڈال دو، ۲۹/۶

غُلَّتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، مادہ غَلٌّ باب نصر، ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں یعنی پہلے سخت کنجوس ہیں، ہاتھ بالکل نہیں پھیلتے، یا ان کے ہاتھ بندھ جائیں (بد دعائیہ) غُلٌّ کے معنی ہیں باندھنا، جکڑنا، طوق، ہتھکڑی، بیڑی، تپش، پیاس کی سوزش، پیٹ کی جلن، بدخلق عورت وغیرہ

(قاموس) یہاں اول معنی مراد ہے بطورِ کنایہ انتہائی کنجوسی مراد ہے (جلالین، مدارک) یا بددعائیہ جملہ ہے، ۶/۳

غِلَاظٌ: جمع غلیظ واحد، سخت دل بے رحم (جمل) ۲۹/۱۹

غِلْظَةً: اسم مصدر، سختی، دل کی سختی، قوت، محنت، امام راغب نے صراحت کی ہے کہ غِلْظَت کا مفہوم رقّت کی ضد ہے، کسی سیّال قوام والی چیز کے گاڑھے ہونے کو غِلْظَۃ کہتے ہیں مثلاً شربت، سرکہ، شراب وغیرہ کا گاڑھا ہونا، بطورِ استعارہ صفات میں اس کا استعمال ہوتا ہے، مزاج میں غلظت، اخلاق میں غلظت، دل میں غلظت، (المفردات) غلظت کا ہم معنی غِلَاظَۃٌ اور غِلَظٌ بھی آتا ہے، اس سے فعل باب کَرُمَ اور ضَرَبَ سے آتا ہے، ۹/۵

غُلَامٌ: لڑکا، بچہ، ۳/۱۲، ۱۲/۱۲، ۱۶/۴، ۵

بِغُلَامٍ: بٓ حرفِ جر، غلام مجرور، لڑکا، ۱۴/۴، ۲۳/۷، ۲۶/۱۹

غُلَامًا: بچہ اور جوان، اس کی جمع غِلْمَانٌ ہے (راغب، رازی) أَغْلِمَۃٌ و غِلْمَۃٌ بھی جمع ہے، (قاموس) حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ خضر کے قصہ میں غلام سے مراد جوان ہے (رازی فی الکبیر) ۱۵/۲۲، ۱۶/۵

اَلْغُلَامُ: الف لام تعریف، لڑکا مراد جوان ہے (رازی) ۱۶/۱

لِغُلَامَیْنِ: لام حرفِ جر. غلامین مجرور، تثنیہ غلام واحد، دو بچوں کی، دو لڑکوں کی. ۱۶/۱

غِلْمَانٌ: جمع، غلام واحد، بہت لڑکے، بہشت کی ایک خاص نعمت جو حسین لڑکوں کی شکل میں ہوگی، ۲۷/۳

غُلْبًا: جمع، غُلْبَاءُ واحد، حالتِ نصب، موٹی گردن والی، مراد وہ باغ جن میں درخت بہت ہوں (جلال جمل) گھنے درختوں والے باغ، (بیضاوی) ۳۰/۵

غَلَبِهِمْ: مصدر مضاف (حالتِ جر) ہِمْ ضمیر مضاف الیہ، قوت کے ساتھ غالب آنا یا مغلوب ہونا، اس جگہ مغلوب ہونا مراد ہے یعنی مصدر مجہول، غَلَبَۃٌ غَلَبَۃٌ اور غَلْبٌ بھی مصدر ہیں (قاموس) اصلی لغت میں غَلَبٌ موٹی گردن کو اور أَغْلَبُ موٹی گردن والے آدمی اور شیر کو کہتے ہیں اس لئے لغوی اعتبار سے غَلَبَۃٌ کے معنی ہوئے کسی کی موٹی گردن کو اپنی گرفت میں لے لینا (راغب) عمرو بن معدی کرب کا شعر ہے:

یَمْشِیْ بِہَا غُلْبُ الرِّقَابِ کَأَنَّہُمْ

بُزْلٌ كُسِيْنَ مِنَ الْكَحِيْلِ جِلَالًا

ایسی موٹی گردنوں والے وہاں پھرتے ہیں جیسے تارکول کی جھولیں پہنے ہوئے موٹی گردنوں والے طاقتور اونٹ (معجم) غالب آنے اور قابو پانے کے معنی بھی اسی مناسبت سے لئے ہیں، مؤلف قاموس نے لکھا ہے غَلِبَ بروزن فَرِحَ گردن موٹی ہوگئی۔

اگر غَلَبَۃٌ یا اس کے کسی مشتق کے بعد لام آتا ہے تو غالب آنے کا مفہوم ہوتا ہے اور عَلٰی آتا ہے تو قابو پانے کا، دونوں میں بہت نازک فرق ہے، ۲۱/۴

غَلَبَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، غَلَبَۃٌ مصدر، غالب ہوگئی، ۲/۱۷، ۱۵/۹

غُلِبَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، مغلوب ہوگئی، ۲۱/۴

غَلَبُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف غَلَبَۃٌ مصدر انہوں نے قابو پالیا، وہ غالب آگئے، ۱۵/۱۵

غُلِبُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول، غَلَبَۃٌ مصدر وہ مغلوب ہوگئے۔ ۹/۴

غُلْفٌ: جمع، اَغْلَفُ واحد، اصل میں لام پر ضمہ تھا جو تخفیفاً ساقط کردیا گیا، اَغْلَفُ وہ چیز جو کسی غلاف میں بند ہو (تاج) یعنی یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں کے اندر بند ہیں تمہاری نصیحت کی رسائی ہمارے دلوں تک ناممکن ہے (بیضاوی) مؤلف قاموس نے لکھا ہے کہ غُلُفٌ کا واحد غِلَافٌ بھی ہے اور غلاف کے معنی مخزن (قاموس) یعنی یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے دل علوم کے خزانے ہیں، تمہاری نصیحت کی ہم کو ضرورت نہیں (راغب و بیضاوی) ۱۱/۱، ۲/۲

غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، مصدر تَغْلِیْقٌ باب تفعیل، خوب بند کرنا، غَلْقٌ مادہ، غَلْقٌ بھی متعدی ہے غَلَقْتُ الْبَابَ غَلْقًا میں نے دروازہ بند کردیا، باب تفعیل میں پہنچکر معنی میں کثرت یا قوت ہوگئی یعنی بہت بند کرنا یا مضبوطی کے ساتھ بند کرنا (قاموس و منتہی الارب) مطلب یہ کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے بہت دروازے بند کردئے یا مضبوطی کے ساتھ بند کردئے۔

امام راغب نے لکھا ہے کہ غَلْقٌ متضاد المعنی لفظ ہے وہ جس چیز سے کھولا جائے یا بند کیا جاوے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے بندش کا لحاظ کیا جائے تو اسم آلہ مِغْلَقٌ اور مِغْلَاقٌ آتا ہے اور کھولنے کے مفہوم کے اعتبار سے اسم آلہ مِفْتَحٌ اور مِفْتَاحٌ آتا ہے (المفردات) ۱۲/۱۲

غَلْيُ الْحَمِيْمِ: مصدر، گرم پانی کا جوش مارنا، کھولانا غَلٰی ماضی یَغْلِیْ اور یَغْلُوْ مضارع، امام راغب نے لکھا ہے کہ غَلَاءٌ کے معنی ہیں کسی چیز کا حد سے آگے بڑھ جانا، اگر چیزوں کا نرخ حدِ اعتدال سے آگے بڑھ جائے تو اس کو غَلَاءٌ (گرانی، مہنگائی) کہتے ہیں اگر کسی کے بیانِ مرتبہ اور تعریف میں زیادتی کر دی جائے تو غُلُوْ (حد سے بڑھ کر مبالغہ) کہتے ہیں، اگر تیر حدِ مقرر سے آگے بڑھ جائے تو غَلْوٌ کہا جاتا ہے ان تینوں صورتوں میں ماضی و مضارع باب نصر سے آتا ہے لیکن اگر یہ لفظ ہانڈی وغیرہ کے جوش کے لئے استعمال کیا جائے تو بابِ ضرب سے آتا ہے (المفردات) ۲۵/۱۶

غَلِيْظٌ: غِلْظَةٌ سے صفتِ مشبہ، سخت، شدید (حالتِ رفع) جمع غِلَاظٌ، ۱۳/۱۵

غَلِيْظٍ: صفتِ مشبہ، سخت، شدید (حالتِ جر) جمع غِلَاظٌ، ۱۲/۵ ۲۱/۱۲ ۲۵/۱

غَلِيْظًا: صفتِ مشبہ، سخت (حالتِ نصب) جمع غِلَاظٌ ۴/۱۲ ۶/۲ ۲۱/۱۷

غَلِيْظَ الْقَلْبِ: غلیظ مضاف (حالتِ نصب) الْقَلْبِ، مضاف الیہ، سخت دل والا یعنی بد اخلاق، بد خو، ۴/۸

غَمٌّ: اسم فعل رنج، اندوہ، لفظ کی اصل وضع، تاریکی اور گرمی کے لئے ہے اسی لئے یَوْمٌ غَمٌّ کے معنی ہیں تاریک اور دم گھوٹنے والی گرمی کا دن، لَیْلَةٌ غَمَّةٌ تاریک اور دم گھوٹنے والی گرمی کی رات، جس رنج سے دل گھٹتا ہے اور سینہ کے اندر اندھیرا محسوس ہوتا ہے اس کو غم اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے، لفظ غَمَّ لازم بھی ہے اور متعدی بھی غَمَّ یَوْمُنَا ہمارا دن تاریک اور گھٹن والا ہو گیا، غَمَّہٗ غَمًّا فلاں نے فلاں کو رنجیدہ اور غمگین کر دیا۔

غَمٌّ کے معنی چھپانا بھی ہیں غَمَّ الشَّیْءَ اس چیز کو چھپا دیا، غُمَّ الْهِلَالُ ابر میں چاند چھپ رہا دیکھا نہ گیا، غُمَّ عَلَيْهِ الْخَبَرُ اس کو خبر معلوم نہ ہوئی چھپی رہی (قاموس، تاج، منتہی الارب) رنج بھی دل کو چھپا لیتا ہے، چھا جاتا ہے اس لئے اس کو غم کہا جاتا ہے یعنی دل پر چھا جانے والا اندوہ، ۴/۱۷

غَمًّا بِغَمٍّ: رنج کے سبب سے رنج، تم نے نافرمانی کر کے رسول اللہ کو رنج پہنچایا، اللہ نے اس کے عوض تم کو شکست کا رنج دیا یا رنج بالائے رنج ساتھیوں کے مارے جانے اور نتیجہ میں شکست کا رنج، ۴/۷

اَلْغَمِّ: الف لام تعریف، حالتِ جر، رنج، اندوہ، ۴/۷ ۱۶/۱۱ ۱۴/۶

غُمَّۃً : تاریک، مشتبہ، پوشیدہ، دشوار، ۱۱/۱۳

اَلْغَمَامَ : جمع ابر، سفید ابر، غَمَامَۃٌ واحد غَمَامَۃٌ کی جمع غَمَائِم بھی ہے (منتہی الارب) ۲/۶ ۹/۱

اَلْغَمَامُ : جمع ابر، سفید ابر، غَمَامَۃٌ واحد غَمَامَۃٌ کی جمع غَمَائِم بھی ہے (منتہی الارب) ۲/۹ ۱۹/۱

غَمْرَۃٌ : وہ کثیر پانی جس کی تہ نظر نہ آئے، بطورِ تشبیہ مراد جہالت، چھا جانے والی غفلت، غَمْرٌ کے اصلی معنی ہیں کسی چیز کے اثر کو زائل کر دینا، اسی لئے غَمْرٌ اور غَامِرٌ اس کثیر پانی کو کہتے ہیں جو سیلاب کے اثر کو دور کر دیتا ہے، فیاض آدمی اور تیز رو گھوڑے کو بھی اسی مناسبت سے غَمْرٌ کہا جاتا ہے جو جہالت آدمی پر چھا جائے وہ غَمْرَۃٌ کہلاتی ہے (المفردات ومعجم) ۱۸/۴ ۲۶/۸

غَمْرَتِھِمْ : غَمْرَۃ مضاف (حالتِ جر) ہِم ضمیر مضاف الیہ، سخت جہالت اور غفلت۔ ۱۸/۴

غَمَرَاتِ الْمَوْتِ : جمع غَمْرَۃٌ واحد، حالتِ جر، موت کی سختیاں جو سارے اعضاء پر چھا جائیں، ۷/۱۲

اَلْغَنَمِ : اسم جنس معرف باللام بکری بکریاں، ۵/۸

غَنَمُ الْقَوْمِ : غنم حالتِ رفع، مضاف اَلْقَوْم مضاف الیہ، قوم کی بکریاں، ۱۷/۶

غَنَمِی : غنم مضاف ی متکلم مضاف الیہ، میری بکریاں

۱۶/۱۰

غَنِمْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف (باب سمع) غُنْم اور غَنِیْمَۃٌ مصدر، غُنْم کے اصلی معنی کامیابی، فتح، استعمالی معنی فتح کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال تم نے دشمن سے چھینا اور پایا۔ ۱۰/۱، ۵/۱

غَنِیٌّ : بے نیاز، غیر محتاج، کم محتاج، قانع، مالدار، غنی، صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، اَغْنِیَا جمع غِنَا اسم فعل۔

امام راغب نے لکھا ہے کہ غَنَا کے تین معنی ہیں :

(۱) بالکل محتاج اور ضرورتمند نہ ہونا بے نیاز ہونا، ایسا غنی سوائے خدا کے کوئی نہیں (۲) کم ضرورتمند ہونا، قانع ہونا، یہ صفت ہر قانع کی ہے آیت وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ میں یہی غَنَا مراد ہے یعنی اے نبی ہم نے تم کو مفلس پایا تو قانع بنا دیا (۳) مالدار ہونا (المفردات) ۳/۴ ۳/۵ ۴/۱

۱۳/۴ ۱۹/۱۸ ۳۰/۱۲ ۲۱/۱۱ ۲۸/۱۵

اَلْغَنِیُّ : صفتِ مشبہ، الف لام تعریف، غنی کا ہم معنی، ۸/۳ ۱۱/۱۲ ۱۷/۱۵ ۲۱/۱۲ ۲۲/۱۵ ۲۶/۸ ۲۷/۱۹ ۲۸/۷

غَنِیًّا : غنی (حالتِ نصب) نکرہ، تفصیل کے لئے پڑھو سطور بالا، ۱۲/۲ ۵/۱۶، ۱۷

غَوَاشٍ : جمع غَاشِیَۃٌ واحد (حالتِ رفع) اصل میں غَوَاشِی تھا، حالتِ رفع کے سبب یاء کو ساقط کر دیا،

مراد آگ کے پردے، ہر طرف سے ڈھانک لینے والی آگ (مدارک بیضاوی) دیکھو غاشیۃ باب الغین مع الف، ۵۰ / ۱۲

غَوَّاصٍ: مبالغہ کا صیغہ، حالت جر، غوصٌ مصدر، غوطہ خور، غوص کے معنی پانی میں غوطہ مار کر کچھ نکالنا، علم کی گہرائی میں جا کر باریک نکتے حل کرنا، کوئی نادر چیز نکالنا، بنانا اور عجیب عجیب کام کرنا (المفردات) امام راغب کے نزدیک آیت میں موتی نکالنے والے غوطہ خور ہی مراد نہیں ہیں بلکہ نادر کام اور عجیب صنعتوں کے ماہر بھی مراد ہیں، ۲۳ / ۱۲

غَوْرًا: نشیبی جگہ، گڑھا، پانی کا زمین کے اندر گھس جانا، کسی چیز کا اندر کی طرف چلا جانا، غَوْرٌ اور غُؤُوْرٌ مصدر ہے، غارَ ماضی ہے، غارَ الرجلُ فلاں شخص نیچے گھس گیا، غارَتْ عَيْنُهٗ اس کی آنکھ اندر کو گھس گئی، غِیار بھی مصدری معنی میں مستعمل ہے یعنی سورج کا غروب ہو جانا، افق سے نیچے آفتاب کا چلا جانا (المفردات) ایک شاعر کا قول ہے:

هَلِ الدَّهْرُ اِلَّا لَيْلَةٌ وَّ نَهَارُهَا
وَ اِلَّا طُلُوْعُ الشَّمْسِ ثُمَّ غِيَارُهَا

زمانہ نام ہے صرف رات دن اور آفتاب کے طلوع و غروب کا (معجم)

آیت میں مصدر بمعنی اسم فاعل ہے یعنی زمین میں گھس کر خشک ہو جانے والا پانی (بیضاوی، مدارک، معالم) ۱۵ / ۱۷ ، ۲۹ / ۲

غَوْلٌ: اسم فعل اور مصدر، نشہ، دردِ سر، مستی، بگاڑ، اچانک ہلاک کر دینا (باب نصر) یعنی جنت کی شراب میں دردِ سر اور بدمستی نہ ہو گی (نہایۃ الایجاز، خازن) صاحب منتہی الارب نے لکھا ہے: لَا فِيْهَا غَوْلٌ ای لَيْسَ فِيْهَا غَائِلَةُ الصُّدَاعِ یعنی جنت کی شراب میں سر چکرانے کا اثر نہ ہو گا۔

غَوْلٌ کے معنی ہلاک، بلا، سختی، ناگہاں ہلاک کر دینے والی چیز، عقل کو زائل کر دینے والی ہر چیز (قاموس منتہی الارب) ۲۳ / ۶

غَوٰى: واحد مذکر غائب ماضی معروف مثبت غَیٌّ اور غَوَایَۃٌ مصدر غَوَایَۃٌ کے معنی ہیں بہک جانا، بے راہ ہو جانا (قاموس) نادان ہونا (راغب) ناکام ہونا (تاج، لسان، راغب) امام راغب نے آخری معنی کے ثبوت میں کسی شاعر کا یہ مصرعہ لکھا ہے:

وَمَنْ يَّغْوِ لَا يُعْدَمْ عَلَى الْغَيِّ لَائِمًا

ناکام ہونے والے کو ناکامی پر ملامت کرنے والا بھی ضرور ملتا ہے یعنی ایک تو ناکامی دوسرے ناکامی پر ملامت دوہری تکلیف ہوتی ہے، مطلب یہ کہ وہ بہک گیا، بے راہ ہو گیا یا نادان ہو گیا، یا ناکام ہو گیا، یا مراد ہے

اس کی زندگی کا مزہ جاتا رہا عیش چھن گیا (راغب لسان) پ۱۶ ع۱۶

مَا غَوٰی: واحد مذکر غائب ماضی معروف منفی، وہ نہیں بہکا، وہ نہیں بھٹکا (جلالین، صاوی) پ۲۷ ع۵

غَوَیْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، غوایۃ مصدر، ہم برباد ہوئے، ہم ہلاک ہوئے، ہم بدراہ ہوئے، ہم ناکام ہوئے، ہم بھٹک گئے پ۲۰ ع۱

غَوِیٌّ: صفتِ مشبہ بروزن نَبِیٌّ غَیٌّ مصدر بے راہ، برباد، ناکام، ہلاک، پ۲۰ ع۵

غَیًّا: اسم فعل، گمراہی، بدراہی، امام راغب نے لکھا ہے کہ لفظِ غَیٌّ سے کبھی عذاب مراد ہوتا ہے کیونکہ گمراہی عذاب کا سبب ہے اور سبب کا اطلاق مسبب پر ہوجاتا ہے جیسے فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا کچھ مدت کے بعد وہ عذاب پائیں گے، یا اس آیت میں مضاف محذوف ہے یعنی یَلْقَوْنَ اَثَرَ الْغَیِّ وہ گمراہی کا نتیجہ پائیں گے (المفردات) پ۱۶ ع۷

اَلْغَیِّ: اسم فعل، گمراہی، بدراہی، پ۳ ع۲، پ۹ ع۱۴

غَیٰبَتِ الْجُبِّ: تاریک کنواں، کنوئیں کی اندھیری گہرائی اسی طرح غَیَابَۃُ الْوَادِیِ پہاڑی وادی کی گہرائی اور تاریک گڑھا ہے وَقَعْنَا فِیْ غَیَابَۃٍ ہم زمین کی ایسی گہرائی میں پہنچ گئے کہ اوپر والی ہر چیز اوجھل ہوگئی (منتہی الارب) پ۱۲ ع۱۲

غَیْبٌ: پوشیدہ ہونا، غیر حاضر ہونا، انسان کے علم و احساس سے بالاتر ہونا، وہ چیزیں جو آدمی کی حسی اور عقلی رسائی سے خارج ہیں اور جن کا علم انبیاء کی اطلاع کے بغیر نہیں ہو سکتا، انبیاء پر آنے والی وحی، اندرون اور باطن، غیب کا استعمال قرآنِ مجید میں ان تمام معانی میں ہوا ہے، لفظِ غیب پورے قرآنِ مجید میں بصورت نکرہ کہیں نہیں آیا، مضموم بھی آیا ہے مفتوح بھی اور مکسور بھی مگر ہر جگہ معرفہ ہے کل ۴۹ مقامات پر لفظ غیب آیا ہے۔ ایک جگہ ضمیر کی طرف اضافت کی گئی ہے یعنی غیبہ فرمایا ہے باقی ۴۸ مقامات ہیں یا الف لام کے ساتھ آیا ہے یا اسم ظاہر کی طرف اضافت کی شکل میں ہم ہر پارے اور رکوع کے حوالے سے تفصیل کے ساتھ آخر میں لکھیں گے لیکن چونکہ ہر جگہ آیت میں ایک ہی معنی مراد نہیں ہے اس لئے امام راغب کی تشریح کے موافق اول چند آیات کی تفسیری مراد بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَۃِ یعنی جن چیزوں کو تم دیکھتے اور جانتے ہو اور جن چیزوں کو نہیں جانتے ان سب کو اللہ جانتا ہے (الحشر آیت ۲۲) اَطَّلَعَ الْغَیْبَ (مریم ۸۰) یعنی جو چیزیں بصر اور بصیرت کی حدود سے

بالا ہیں اور وہاں تک کسی نظر اور تصور کی رسائی نہیں کیا اس نے ان کو جھانک کر دیکھ لیا ہے، کیا ان کا علم اس کو ہو گیا ہے لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل ۶۵) جو چیزیں مخلوق کی حس اور علمی رسائی سے خارج ہیں ان کو آسمان و زمین کی کل کائنات سوا خدا کے نہیں جانتی مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ (آل عمران ۱۷۹) جو چیزیں تم پر ظاہر کرنے کی نہیں اور تمہاری نظر و فہم سے ماوراء ہیں ان پر تم کو اللہ اطلاع نہیں دے گا (یا اس جگہ غیب کے معنی وحی ہیں) یعنی اللہ ایسا نہیں کہ براہ راست تمہارے پاس وحی بھیجکر تم کو مطلع کر دے اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (المائدہ ۱۰۹) یہ حقیقت ہے ناقابل شک کہ مخلوق کی علمی رسائی سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں ان سے تو ہی بخوبی واقف ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ (الانعام ۵۹) جو راز کائنات سربستہ ہیں اور مخلوق کا علم وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، اللہ ہی کے پاس ان کے کھولنے کی کنجیاں ہیں لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ کا بھی یہی مطلب ہے رَجْمًا بِالْغَیْبِ (الکہف ۲۲) بے جانے بن دیکھے یہ وہ تیر چلاتے تھے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ ۲) جن چیزوں کا صحیح علم بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا

حس اور بداہت عقل کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی اور انبیاء وحی کے ذریعہ سے ان کی اطلاع دیتے ہیں مثلاً اللہ کی ذات صفات قیامت حشر نشر جنت دوزخ وغیرہ ان کو انبیاء کے بتانے سے وہ مانتے اور یقین رکھتے ہیں، یا یہ مطلب کہ جب وہ مسلمانوں سے الگ ہوتے ہیں کسی کے سامنے نہیں ہوتے اس وقت بھی وہ مومن ہی ہوتے ہیں یعنی ان کا ایمان مخلصانہ ہے دکھاوٹ کا نہیں اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ (الانبیاء ۴۹) وہ جو تنہائی میں اللہ سے ڈرتے ہیں لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان و زمین میں جو چیزیں تم سے پوشیدہ ہیں اللہ ہی کو ان کا علم ہے یا اللہ ہی ان کا خالق مالک اور متصرف ہے حَافِظَاتٌ لِّلْغَیْبِ (النساء ۳۴) شوہروں کی غیبت میں اپنی عزت اور ان کے مالوں کی حفاظت رکھتی ہیں یا غیب سے مراد ہیں وہ اعضاء جن کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا ممنوع ہے مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ (المائدہ ۹۴) جو تنہائی میں اللہ سے ڈرتا ہے لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ (یوسف ۵۲) میں نے اس کی غیر حاضری میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کی فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا (الجن ۲۶)

اللہ اپنی وحی کی اطلاع سوائے پیغمبروں کے کسی کو نہیں دیتا، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (التکویر ۲۴) اللہ کا رسول وحی کے معاملے میں بخل نہیں کرتا یعنی اللہ کی بھیجی ہوئی وحی چھپا کر نہیں رکھتا بلکہ پہنچاتا ہے ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ (آلِ عمران ۴۴) گذشتہ خبریں جو تمہارے زمانہ میں نہیں تھیں اور نہ تمہیں معلوم تھیں، یہ خبر انہیں میں سے ہے وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِينَ (یوسف ۶۱) ہم غیبی مصیبت سے بچا نہیں سکتے تھے یا ہم کو آنے والی چھپی بات کا علم نہیں تھا، مذکورہ بالا حوالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ آیاتِ مصرحہ میں غیب کا استعمال پانچ معانی کے لئے ہوا ہے ۱ غیب وہ چیز ہے جہاں تک احساس اور بداہتِ عقل کی رسائی نہ ہو سکے اور انبیاء کی اطلاع کے بغیر اس کا علم ہونا ممکن نہ ہو ۲ تنہائی کا وقت لوگوں سے الگ ہو کر ۳ وحی ۴ بعض گذشتہ واقعات ۵ آئندہ واقعات، ان معانی کے علاوہ اگر کسی آیت میں استعمال ہوا ہے تو خفیف غور کرنے کے بعد اس کو انہیں معانی کی طرف لوٹایا جا سکتا ہے، کوئی جدید نوع پیدا نہیں ہو سکتی اب ہم لفظِ غیب کے محل استعمال نمبروار بیان کرتے ہیں ۱/۱،۴ ۳/۱۳ ۴/۹ ۵/۳ ۷/۳،۱۱،۱۳،۱۵ ۹/۱۳،۱۴ ۱۱/۲،۷
۱۲/۳،۴،۱۰،۱۷ ۱۳/۴،۵،۸ ۱۴/۱۷ ۱۵/۱۵،۱۶ ۱۶/۷،۸ ۱۷/۴ ۱۸/۵
۲۰/۱ ۲۱/۱۴ ۲۲/۷،۸،۱۲،۱۵،۱۷،۱۸ ۲۴/۲ ۲۶/۱۴،۱۷ ۲۷/۷،۴
۲۷/۱۹ ۲۸/۶،۱۱،۱۶ ۲۹/۱،۴،۱۲ ۳۰/۶

غُيُوْبِ: غیب کی جمع، معرفہ غَيْبٌ ۱/۱۰ ۷/۵،۶ ۱۰/۱۶ ۲۲/۱۲

غَيْثٍ: بارش، غَاثَ يَغِيْثُ ماضی و مضارع بر فعل متعدی ہے، کہا جاتا ہے غَاثَنِي مجھ پر بارش کی، غَيْث اجوف یائی ہے اس کے مشابہ لفظِ غَوث (مددگار) ہے جو اجوف واوی ہے، غَوث سے أَغَاثَ يُغِيْثُ (باب افعال) ماضی و مضارع آتا ہے باب استفعال میں پہنچ کر غیث اور غوث دونوں کی شکل ظاہری ایک طرح کی ہو جاتی ہے۔

امام راغب نے لکھا ہے کہ آیت وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ میں دونوں معنی کا استعمال ہے یعنی جب دوزخی مدد طلب کریں گے یا پانی مانگیں گے تو پگھلے ہوئے تانبے کا پانی ان کو دیا جائے گا یا پگھلے ہوئے تانبے کا پانی دے کر ان کی فریاد رسی کی جائے گی (المفردات)
۲۱/۱۲ ۲۵/۴ ۲۷/۱۹

غَيْرُ: لفظِ غیر قرآنِ مجید میں ۱۱۳ جگہ آیا ہے جس کی

تفصیل ہم آخر میں لکھیں گے، اول یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہر جگہ غیر کا استعمال ایک طرح نہیں ہے نہ ہر آیت میں ایک ہی معنی ہیں، امام راغب نے اس کی کچھ توضیح کی ہے، توضیح بجائے خود اگرچہ ناکافی ہے تاہم اس میں کسی قدر زیادتی کر کے ہم نقل کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں غیر کا استعمال چار طور پر ہوا ہے ۱ صرف نفی کے لئے جیسے بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ (القصص ۵۰) یعنی اللہ کی طرف سے ہدایت نہ ہونے کی صورت میں وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (الزخرف ۱۸) دلیل پیش کرنے کے وقت، مناظرہ کے وقت وہ کھول کر نہیں بیان کر سکتا ۲ لفظِ اِلَّا کی طرح صرف استثنار کے لئے جیسے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِي (القصص ۳۸) مجھے تمہارے لئے کوئی اِلٰہ معلوم نہیں، ہاں میں اِلٰہ ہوں مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (الاعراف ۵۹) سوا اس کے تمہارا کوئی اِلٰہ نہیں ہے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ (الفاطر ۳) اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ ۳ اصل چیز کو باقی رکھتے ہوئے صرف ظاہری شکل وصورت کی نفی کے لئے جیسے كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا (النسار ۵۶) جب دوزخیوں کے بدن کی

کھال پک جائے گی تو اللہ ان کی کھال کی صورت ازسرِ نو بدل دے گا، کھال وہی ہو گی، صورت نئی پیدا ہو جائے گی ۴ صورت اور اصل شے سب کی نفی یعنی کسی چیز کی مکمل نفی کر کے دوسری چیز کو اس جگہ قائم کرنا جیسے بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ (الانعام ۹۴) تم اللہ پر ناحق بات کہتے یعنی باطل بہتان بندی کرتے تھے وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (القصص ۳۹) اس نے اور اس کی جماعت نے ملک میں باطل پر غرور کیا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (التوبہ ۳۹) تمہاری جگہ اللہ دوسری قوم کو لے آئے گا یا لے آئے ۲ غَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِي رَبًّا (الانعام ۱۶۵) کیا اللہ کو چھوڑ کر میں کوئی اور رب ڈھونڈوں ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا (الرعد ۱۲) یہ نہیں کوئی دوسرا قرآن پیش کرو۔

ضروری تنقیح : اگر غیر نفی کے معنی میں مستعمل ہو تو منفو ہوتا ہے، اگر اس سے پہلے کوئی اور عامل نہ ہو اگر غیر استثنائی ہو تو مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر بغیر مضاف الیہ کے ذکر کئے کلام کے معنی پورے طور پر سمجھ میں آجاتے ہوں اور لفظِ غیر سے پہلے لفظ لَيْسَ مذکور ہو تو مضاف الیہ کو لفظاً حذف

کیا جاسکتا ہے مگر معنیٔ اضافت بہرحال قائم رہے گی

سیرافی کا قول ہے کہ:

اگر اِلَّا اور غَیْر سے پہلے لَیْسَ مذکور ہو تو مضاف الیہ کو حذف کرنا جائز ہے، اگر لَیْسَ نہ ہو بلکہ لَیْسَ کا ہم معنی کوئی دوسرا حرفِ نفی ہو تو مضاف الیہ کو حذف نہیں کیا جاسکتا، اس لئے لَاغَیْرُ کہنا غلط ہے البتہ اگر کوئی مثال کلامِ عربی میں ایسی مل جائے تو اس قسم کا استعمال اسی مثال پر محصور رکھا جائے گا، قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ابنِ مالک نے شرح تسہیل میں سیرافی کے قول کی تنقیح کے سلسلے میں ایک شعر نقل کیا ہے:

جَوَابًا بِہٖ تَنْجُو اعْتَمِدْ فَوَرَبِّنَا

لَعَنْ عَمَلٍ اَسْلَفْتَ لَاغَیْرُ تُسْاَلُ

گویا ابنِ مالک کی نظر میں لَاغَیْرُ کو غلط کہنے والے غلطی پر ہیں، لفظِ غیر مندرجہ ذیل مقامات میں استعمال کیا گیا ہے:

۱/ ۷، ۷ — ۲/ ۵، ۱۰، ۱۲۳، ۱۵۰ — ۳/ ۱۱، ۱۲، ۱۷ — ۴/ ۳، ۷، ۱۰۲، ۱۳۴ — ۵/ ۳، ۱، ۵، ۸، ۱۰، ۱۴، ۱۷

۶/ ۲، ۵، ۱۴۶ — ۷/ ۴، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۱۶، ۱۹ — ۸/ ۱، ۳، ۴، ۵، ۷، ۱۱، ۱۳

۸/ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۹ — ۹/ ۴، ۷، ۱۰، ۱۵ — ۱۰/ ۷، ۱۲ — ۱۱/ ۷، ۸ — ۱۲/ ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹

۱۳/ ۷، ۱۸، ۱۹ — ۱۴/ ۹، ۱۰، ۱۳، ۲۱ — ۱۵/ ۸، ۲۲ — ۱۶/ ۱۰ — ۱۷/ ۸، ۱۱، ۱۳ — ۱۸/ ۲، ۲۰، ۱۱، ۱۴

۱۹/ ۶، ۱۶، ۱۷ — ۲۰/ ۷، ۸، ۱۰ — ۲۱/ ۷، ۹، ۱۰، ۱۲ — ۲۲/ ۴، ۱۳، ۱۶ — ۲۳/ ۱۲، ۹، ۱۶

۲۴/ ۴، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶ — ۲۵/ ۵، ۸ — ۲۶/ ۲، ۴، ۸، ۱۱، ۱۷ — ۲۷/ ۱، ۶، ۱۶

۲۹/ ۳، ۷، ۱۵ — ۳۰/ ۹، ۲۰

غِيضَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، غَیْضٌ مصدر اور اسم فعل، پانی کو زمین میں جذب کردیا گیا، پانی خشک کردیا گیا (باب ضرب) ۱۲/۴

اَلْغَيْظِ: اسم فعل معرف باللام (حالتِ جر) سخت غصہ، وہ گرمی جو انتہائی غضب کے وقت دل میں محسوس ہوتی ہے (المفردات ومعجم) ۴/۳

اَلْغَيْظَ: اسم فعل معرف باللام (حالتِ نصب) ۴/۵

غَيْظَ: اسم فعل۔ حالتِ نصب۔ ۱۰/۸

بِغَيْظِكُمْ: بَا حرفِ جر، غَیْظ مضاف، کُم ضمیر مضاف الیہ، اپنے غصہ میں مرجاؤ، ۴/۳

بِغَيْظِهِمْ: بَا حرفِ جر، غَیْظ مضاف، ہِم ضمیر مضاف الیہ، ۲۱/۱۹

باب الفاء

ف: حرفِ فَ قرآنِ مجید میں ۲۳۶۱ مرتبہ سے بھی زیادہ آیا ہے لیکن سب مقامات پر ایک ہی معنی کے لئے نہیں استعمال کیا گیا، سیاق وسباق کو دیکھ کر اہلِ تفسیر نے ہر جگہ فَ کا خصوصی فائدہ بیان کیا ہے

جو جامع البیان، روح المعانی، کبیر اور دوسری بڑی بڑی تفسیروں میں ہر آیت اور آیت کے ہر ٹکڑے کے ذیل میں آتا ہے، تئیس چوبیس سو مقامات میں استعمال کئے ہوئے حرف کا الگ الگ بیان تو اس مختصر رسالے کی وسعت سے خارج ہے تاہم اتنا بالاجمال جان لینا ضروری ہے کہ اکثر مقامات پر قرآنِ مجید میں فَ کو عطف کے لئے استعمال کیا ہے تعقیب ہو یا نہ ہو، سببی ہو یا غیر سببی۔

ہم بطور تمثیل چند آیات نقل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں فَ کو کس کس معنی کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو طالبِ قرآن پوری توضیح چاہتا ہے اس کو طویل الذیل تفسیروں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا کم سے کم ہماری تفسیر بیان السبحان کا ہی مطالعہ کر لینا چاہیئے فَ کا استعمال مختلف معانی کے لئے ہوا ہے۔

۱۔ عاطفہ مع ترتیب یعنی جس طرح کسی واقعہ کی ترتیب حقیقت میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ اس کو بیان بھی کیا جیسے فَرَاغَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیْهِمْ یعنی ابراہیم کے گھر انجان مہمان آئے تو وہ اپنے گھر گئے پھر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لے کر آئے پھر مہمان کے سامنے رکھا (الذاریات، آیت ۲۶-۲۷) فرا نحوی ترتیب کا منکر ہے کہتا ہے فَ مطلق عطف کے لئے آتا ہے ترتیب کے لئے نہیں، جمہور علماء نحو کی تنقیح فرا کے خلاف ہے ان کے نزدیک فَ کا واؤ سے اصلی وضعی فرق ہی یہ ہے کہ واؤ مطلق عطف کے لئے آتا ہے اور فَ کے عاطفہ ہونے میں ترتیبِ ذکری کا ترتیبِ واقعی کے موافق ہونا ضروری ہے۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا یعنی ہم نے نطفہ بنایا پھر نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا پھر بوٹی کو ہڈیاں دیں (المؤمنون آیت ۱۴)

۲۔ عطف مع تعقیب یعنی مابعدِ فَ کا ماقبلِ فَ سے اتنی دیر پیچھے آنا جتنی تاخیر ضروری ہو جیسے حضرتِ مریم کے واقعہ میں ہے اور سورہ مریم کی آیت ۲۱ سے شروع ہو کر آیت ۲۸ پر ختم ہوا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ ۔۔۔۔۔۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ ۔۔۔۔۔۔ فَنَادٰىهَا ۔۔۔۔۔۔۔۔ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ ۔۔۔۔۔۔۔۔ فَاِمَّا تَرَیِنَّ ۔۔۔۔۔ فَقُوْلِیْٓ ۔۔۔۔۔ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا ۔۔۔۔ فَاَشَارَتْ

ہم نے وسط میں نقطے لگا کر بتایا ہے کہ پہلے

اور دوسرے ٹکڑے میں جتنا فصل واقع ہیں ہوا تھا،
قرآنِ مجید نے طرزِ بیان میں اسی فصل کو پیشِ نظر
رکھا اور تذکرہ میں بھی اول کے بعد دوسرے
کو اور دوسرے کے بعد تیسرے کو اور تیسرے کے
بعد چوتھے کو اور چوتھے کے بعد پانچویں کو پھر چھٹے کو
پھر ساتویں کو پھر آٹھویں ٹکڑے کو فصل دے کر
بیان کیا۔ پورا قصہ اس طرح ہے: جبرئیل کے پھونکنے
کے بعد مریم حاملہ ہو گئیں، حاملہ ہونے کے کچھ وقت
یا دنوں کے بعد سب لوگوں سے الگ ایک
دور جگہ پر چلی گئیں اور گوشہ گیر ہو گئیں، جب حمل
کی مقررہ مدت گزر گئی تو دردِ زہ سے مجبور ہو کر
درخت کے ایک تنے کے نیچے آ گئیں، درد کی تکلیف
سے مجبور ہو کر موت کی تمنا کرنے لگیں، اتنے میں
غیبی ندا آئی، غمگین اور رنجیدہ نہ ہو اللہ نے تیرے
نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے، کھجور کے خشک تنے کو
ہلا، تازہ کھجوریں گر پڑیں گی مریم نے تنے کو ہلایا کھجوریں
گر پڑیں اللہ نے فرمایا کھجوریں کھا، چشمہ کا پانی پی،
بچے سے آنکھوں کو ٹھنڈا کر، بچے کو اٹھا کر لے جا،
اگر کوئی پوچھے تو (اشارہ سے) کہہ دینا میں نے
روزے کی منت مانی ہے میرا روزہ ہے کسی شخص
سے بات نہیں کروں گی۔ مریم بچے کو اٹھا کر آبادی کی
طرف لائیں، لوگوں نے دیکھا کہا مریم تو نے برا کام کیا
تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بھی بدکار نہ تھی،
مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ سے پوچھو
قصہ مزید تفصیل طلب ہے ہم نے مختصراً یہ ذکر کیا ہے،
دیکھو ف کہاں کہاں اور کتنے فاصلے سے آئی
ہے پس وہ حاملہ ہو گئی پھر حمل کو لے کر گوشہ گیر
ہو گئی ------ پھر دردِ زہ اس کو کھجور کے تنے
کے پاس لے گیا ------ پھر اس کو ندا آئی۔
------ پھر کہا اور پی ------ پھر اگر تو کسی کو دیکھے
------ پس کہہ دینا ------ پھر وہ بچے کو
لے کر قوم کے پاس آئی ------ پھر بچے کی طرف
اس نے اشارہ کیا۔

۳۔ عطف سببی کے لئے یعنی ف کا ماقبل مابعد
کے لئے سبب ہو جیسے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ
فَتَابَ عَلَيْهِ آدم نے اپنے رب سے چند (دعائیہ)
الفاظ سیکھ لئے (اور دعا کی) تو اللہ نے ان کی توبہ قبول
کر لی، الفاظ سیکھنا اور دعا کرنا توبہ قبول ہونے
کا سبب ہے۔ (البقرہ ۳۷)

۴۔ سببیت محض بلا عطف جیسے فَصَلِّ لِرَبِّكَ
وَانْحَرْ (کوثر ۲) عطیہ کوثر شکریہ کا سبب ہے جس کا
مظاہرہ نماز اور قربانی سے ہوتا ہے۔

۵ محض جواب کے لئے جیسے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (المائدہ ۱۱۸)

۶ بالکل زائد جیسے بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ (الزمر ۶۶)

۷ استیناف یعنی آغازِ کلام کے لئے جیسے كُنْ فَيَكُوْنُ (البقرہ ۱۱۷)

اَفَ: یہ لفظ اصل میں فَ اَ تھا، فا حرفِ عطف اور ہمزہ سوالیہ ہے۔ پس کیا، پھر کیا، اَفَ پورے قرآن میں تقریباً ۱۱۴ جگہ آیا ہے۔

فَاءَتْ: واحد مؤنث غائب، ماضی معروف فَيْئٌ مصدر، لوٹ گئی، باب افعال میں پہنچ کر یہ لفظ متعدی ہو جاتا ہے (دیکھو اَفَاءَ باب الالف فصل الفاء) پ ۲۶/ع ۱۳

فَآءُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف فَيْئٌ مصدر، اگر وہ قسم سے لوٹ جائیں۔ پ ۲/ع ۱۲

اَلْفَاتِحِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر (حالتِ جر) فَتَحَ ماضی يَفْتَحُ مضارع، فَتْحٌ مصدر واسم فعل، فیصلہ کرنے والے، حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والے، ۹/۱

فَاتَكُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف كُمْ مفعول فَوْتٌ مصدر واسم فعل، تم سے فوت ہو جائے، تمہارے ہاتھ سے نکل جائے، تم سے چھوٹ جائے، تم سے بچ کر نکل جائے، پ ۲۷/ع ۱۹ پ ۲۸/ع ۸

بِفَاتِنِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالتِ جر، فِتْنَةٌ مصدر واسم فعل فُتُوْنٌ مصدر، باء زائد، تم بہکا نہیں سکتے، پ ۲۳/ع ۹

فَاجِرًا: اسم فاعل واحد مذکر، حالتِ نصب، فُجُوْرٌ مصدر، باب نصر۔ دین کا پردہ پھاڑنے والا، علی الاعلان گناہ کرنے والا، حق سے انحراف کرنے والا، پ ۲۹/ع ۱۰

فَاحِشَةً: اسم، حد سے بڑھی ہوئی بدی، (قاموس) ایسی بے حیائی جس کا اثر دوسروں پر پڑے (مرزا ابو الفضل) ہر وہ چیز جس کی ممانعت اللہ نے کر دی ہے (منتہی الارب) بُرا قول یا عمل (النور ۲۹) زنا۔ ابن عباس (النساء ۱۴) برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرنا (الاعراف ۲۷) پ ۵/ع ۱ پ ۴/ع ۱۴، ۵ پ ۸/ع ۱۰، ۱۷ پ ۱۵/ع ۴ پ ۱۸/ع ۸ پ ۱۹/ع ۱۹ پ ۲۰/ع ۵ پ ۲۱/ع ۲۰ پ ۲۵/ع ۱۲

فَارَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف فَوْرٌ، فُوُرٌ اور فَوَرَانٌ مصدر، جوش مارا، ابلا (باب نصر) کبھی یہ فعل متعدی بھی آتا ہے جیسے فُرْتُهُ اَنَا میں اس کو جوش میں لایا، پ ۱۲/ع ۴ پ ۱۸/ع ۲

فَارِضٌ: اسم فاعل واحد مذکر، مادہ فَرْضٌ، فرض کے معنی کسی ٹھوس چیز کو کاٹ دینا (راغب) فارض سے مراد وہ بیل یا گائے جس نے اپنی جوانی کی عمر کاٹ دی ہو اور عمر رسیدہ ہو گئی ہو (جلالین) یا زمین کو کاٹنے یعنی جوتنے والا بیل یا سخت کاموں کو کاٹنے والا اور برداشت کرنیوالا بیل (راغب) ۸

فَارِغًا: اسم فاعل واحد مذکر، حالتِ نصب، فَرَاغَۃٌ اسم مصدر، بے صبر، صبر سے خالی یا خوف سے خالی ۲۰

اَلْفَارِقَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث (حالتِ جر) اَلْفَارِقَۃُ واحد فَرْقٌ مصدر، قرآنِ مجید کی آیات جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہیں (مملی، کذا رواہ ابن جریر عن قتادۃ) یا اللہ کے حکم کے مطابق اشیاء کو الگ الگ کرنے والے فرشتے (راغب) یا حق کو باطل سے جدا کرنے والے فرشتے (منتہی الارب وروی ابن المنذر عن ابن عباس ہٰکذا ونقل ابن کثیر الاجماع علیہ) یا بادلوں کو الگ الگ کر دینے والی ہوائیں (مجاہد) ۲۹/۲۱

فَارِقُوا: جمع مذکر امر حاضر معروف، مُفَارَقَۃٌ مصدر، باب مُفَاعَلَۃٌ، فرق مادہ، چھوڑ دو الگ کر دو (یعنی ارادہ طلاق رکھتے ہوئے) رجوع مت کرو بلکہ اس حد تک ان کو چھوڑ دو کہ ان کی عدت کا زمانہ ختم ہو جائے (مملی) ۲۸/۱

فَارِهِيْنَ: جمع مذکر اسم فاعل، حالتِ نصب فَارِہٌ واحد، مہارت کے ساتھ یا غرور کے ساتھ اتراتے ہوئے (راغب) مملی نے لکھا ہے کہ فارِہِیْنَ کی قراءت پر ترجمہ ہوگا، مہارت اور ہنر کے کمال کے ساتھ اور فَرِہِیْنَ کی قراءت پر ترجمہ ہوگا اتراتے ہوئے (جلالین) امام راغب اور مملی دونوں کی تشریح اس جگہ مجمل ہے، اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ فَرُہَ فَرَاهَۃً وَفَرَاهِيَۃً (بابِ کَرُمَ) کے معنی ہیں دانا ہو گیا، ماہر ہو گیا، اس سے اسم فاعل فَارِہٌ آتا ہے جس کی جمع فَارِهِيْنَ فَرِہَ فَرَهًا (باب سَمِعَ) کے معنی ہیں اترایا، مٹک کر چلا، اس سے صفتِ مشبہ کا صیغہ فَرِہٌ بروزن کَتِفٌ آتا ہے جس کی جمع فَرِهِيْنَ ہے یعنی اترانے والے (قاموس)

پروفیسر عبدالرؤف مصری نے لکھا ہے کہ فَرِهِيْنَ یا فَارِهِيْنَ میں ھا ہوز حاء حطی کے عوض آئی ہے اصل میں فَرِحِيْنَ یا فَارِحِيْنَ تھا جیسے مَدَحْتُہٗ مَدَھْتُہٗ پڑھنا جائز ہے (معجم القرآن) اور چونکہ فرحین اور فارحین دونوں کے معنی ہیں اترانے والے غرور کے ساتھ خوش ہونیوالے، اس لئے حاذق اور ماہر کا ترجمہ کسی صورت میں نہ ہوگا۔ ۱۹/۱۲

فَازَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فَوْزٌ مصدر واسم فعل، مَفَازَۃٌ بھی مصدر ہے، کامیاب ہوا، فتح پائی، مصیبت سے نجات پائی۔

امام راغب نے لکھا ہے کہ فَوْزٌ کے معنی ہیں حصولِ سلامتی کے ساتھ خیر کو پالینا (المفردات) جلال الدین سیوطی اور محلی نے لکھا ہے فَازَ غَایَۃَ مَطْلُوْبِہٖ اپنا انتہائی مقصد پالیا، پ۲۲ ع۱

فَاسِقٌ: اسم فاعل واحد مذکر، فِسْقٌ اور فُسُوْقٌ مصدر فَسِیْقٌ بدکردار، راستی سے نکل جانے والا۔ فُسَقٌ ہمیشہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا، بدچلن مرد، فَسَاقِ نافرمان، بدچلن عورت فُسُوْقٌ کا لغوی ترجمہ ہے کھجور کا اپنے چھلکے کے اندر سے باہر نکل آنا (قاموس) اصطلاحِ شریعت میں فسق کے معنی ہیں حدودِ شریعت سے نکل جانا، گناہ کرنا یا کفر عمومًا عملی گناہ کو فسق کہا جاتا ہے اور ضروریاتِ دین کے انکار کو کفر، فاسق کے معنی ہوئے اللہ کی طاعت سے خارج ہونے والا، قاموس میں ہے فَسَقَ کے معنی ہیں جَارَ (جور کیا) اور فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا کھجورا اپنے چھلکے سے باہر نکل آئی اسی سے فاسق بنایا گیا کیونکہ فاسق بھی خیر سے باہر نکل آتا ہے عرب جاہلیت کے کلام یا شعر میں یہ لفظ نہیں آیا مختار میں ہے کہ ابن اعرابی کا جو یہ قول ہے کہ جاہلیت کے کلام یا شعر میں لفظِ فاسق نہیں آیا، عجیب قول ہے لفظِ فاسق تو عربی لفظ ہے۔

صاحبِ مصباح نے لکھا ہے یہ لفظ فصیح عربی ہے اور قرآن میں بھی آیا ہے (حکاہ السر قسطی) تاج، لسان اور محیط المحیط میں بھی اسی طرح مذکور ہے، حاصل یہ کہ ابن اعرابی کے قول کو نقل کرنے والوں کی روایت میں اختلاف ہے، راغب کی روایت کے بموجب ابن اعرابی کے نزدیک عربی زبان میں لفظ فاسق کا اطلاق کسی انسان پر نہیں سنا گیا یعنی لفظا اگرچہ عربی ہے لیکن انسان پر اس کا اطلاق سننے میں نہیں آیا، مختار، تاج، لسان وغیرہ کی روایات کے بموجب ابن اعرابی لفظِ فاسق کے جاہلی ہونے کا منکر ہے بہرحال قرآن میں یہ لفظ آیا ہے، اس لئے فصیح عربی ہے، پ۲۶ ع۱۳

فَاسِقًا: اسم فاعل واحد مذکر، حالتِ نصب، (دیکھو لفظِ فاسق) پ۲۱ ع۱۵

فَاسِقُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالتِ رفع، فَاسِقٌ واحد (دیکھو لفظِ فاسق) پ۱ ع۱۲، پ۳ ع۱۷، پ۴ ع۳، پ۶ ع۱۱، ۱۳، ۱۵، پ۸ ع۱۵، ۱۷، پ۱۵ ع۱۳، ۷، پ۲۶ ع۴، پ۲۷ ع۱۸، ۲۰، پ۲۸ ع۹

فَاسِقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالتِ نصب و جر،

فاسق واحد، نافرمانِ خدا (دیکھو لفظِ فَاسِقٌ) پ ۱/۲ پ ۶/۸ پ ۷/۴ پ ۹/۳،۷ پ ۱۰/۹،۱۳،۱۶ پ ۱۱/۱ پ ۱۷/۵ پ ۲۰/۷ پ ۲۵/۱۱ پ ۲۷/۱ پ ۲۸/۴،۹،۱۳

اَلْفَاصِلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، حالتِ جر، فَصْلٌ مصدر، فَاصِلٌ واحد، فیصلہ کرنے والے، حق کو باطل سے الگ کرنے والے، پ ۷/۱۲

فَاطِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، فَطْرٌ مصدر (باب نصر و ضرب) عدم کو پھاڑ کر وجود میں لانے والا، نیست سے ہست کرنے والا، اہلِ تفاسیر نے اس کا ترجمہ مُبدِع کیا ہے یعنی بغیر نظر و مثال کے عدم محض سے عالمِ وجود میں لانے والا، لغت میں فَطْرٌ کے معنی ہیں پھاڑنا (قاموس و صحاح) اللہ بھی کائنات کو عدم کا پردہ پھاڑ کر وجود میں لایا ہے اس لئے ان کو فاطر کہا جاتا ہے، پ ۷/۸ پ ۱۳/۱۵،۱۶ پ ۲۲/۱۳ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۲

فَاعِلٌ: اسم فعل واحد مذکر، فَعْلٌ مصدر، فِعْلٌ اسم مصدر یعنی کردار و عمل، فِعْلَۃٌ خصلت، عادت، فَعَلَ ماضی یَفْعَلُ مضارع (باب فتح) کرنیوالا، پ ۱۵/۱۶

فَاعِلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر (حالتِ نصب) فَاعِلٌ واحد، کرنیوالے۔ سورۃ الحجر رکوع ۵ پارہ ۱۴ میں جو یہ لفظ آیا ہے اس سے مراد ہے نکاح کرنے والے (سیوطی) یا ضمانت میں مکفول کرنے والے، (معجم القرآن) پ ۱۲/۱۴ پ ۵/۱۷ پ ۱۷/۲،۵،۶،۷

فَاعِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر (حالتِ رفع) کرنے والے، یہ لفظ جو پارہ ۱۸ رکوع ۱ میں آیا ہے اس سے مراد ہے ادائے زکوٰۃ کرنیوالے، (بیضاوی) پ ۱۳/۲ پ ۱۸/۱

فَاقِرَۃٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، یہ اگرچہ اسم فاعل مؤنث ہے لیکن غالباً ان اسماء کی جگہ اس کا استعمال ہوتا ہے جو موصوف سے بے نیاز ہیں اور بغیر کسی ذات کے ان کا استعمال ہوتا ہے جیسے دَاهِيَۃٌ حَادِثَۃٌ اسی لئے منتہی الارب میں اس کا ترجمہ بلاء و سختی لکھا ہے اور عملی نے فقراتِ ظہر یعنی پشت کے مہرے (کڑے) توڑ دینے والی مصیبت کہا ہے۔ پ ۲۹/۱۷

فَاقِعٌ: اسم فاعل واحد مذکر فَقْعٌ، فَقَعٌ، فُقُوعٌ تینوں مصدر ہیں (باب فتح و نصر و سمع) گہرا زرد یا خالص زرد (جلالین، بیضاوی، مدارک، معجم القرآن، خازن) قاموس اور تاج وغیرہ میں گہرا زرد، خالص زرد، گہرا سرخ اور خالص سرخ بھی فاقع کی تشریح میں لکھا ہے بلکہ مادہ فُقُعٌ سے دوسرے صفت کے صیغے بیشتر سرخ رنگ کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں جیسے نَقِعٌ سرخ فُقَاعٌ سرخ رنگ والا،

لیکن اَفْقَعُ بہت زیادہ سفید کو کہتے ہیں اگر زردی
کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو فَقِعَ فَقَعًا (باب فتح)
اور فَقَعَ فُقُوعًا (باب نصر) سے آتا ہے اور سرخی کے لئے
مستعمل ہو تو فَقِعَ فَقَعًا سے آتا ہے اس جگہ زرد مراد
ہے اس کے تمام افعال باب فتح یا نصر سے آئیں گے
(تاج قاموس وغیرہ) پ۱، ۸

فَاكِهَةٌ: ہر قسم کا میوہ سیب انگور انار وغیرہ، یہ
اسم فاعل کا صیغہ بھی ہے بروزن فَاعِلَۃٌ تاء آخر
میں مبالغہ کی ہے۔ فَاكِهَةٌ ظریف اور ہنس ہنس
کے باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں اور فَاكِهَةٌ بہت
زیادہ ہنس مکھ ظریف دوستوں سے ہنسی کرنیوالے
اور خوب ٹھٹھے لگانے والے کو کہتے ہیں (قاموس)
بعض نے انگور اور انار کو فواکہ میں شمار نہیں کیا ہے
(معجم) آیات میں مراد پھل اور میوے ہیں (خازن)
پ۲۳، ۲، ۱۳ پ۲۵، ۱۳، ۱۶ پ۲۷، ۳، ۱۱، ۱۳، ۱۵ پ۳۰، ۵

فَاكِهِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، فَاكِهَةٌ واحد
(حالتِ نصب) فُكَاهَةٌ اسم مصدر، محلی نے اس کا
ترجمہ کیا ہے نَاعِمِيْنَ یعنی آرام پانے والے یا مزہ
اڑانے والے، صاوی نے اس کی تائید کے بعد یہ
بھی لکھا ہے کہ فَكِهِيْنَ کے معنی ہیں استہزاء کرنے
والے، صاحب معجم القرآن نے لکھا ہے کہ فَكِهِيْنَ
اور فَاكِهِيْنَ کے معنی ہیں مسلمانوں کا مذاق بنا کر مزے
اڑانے والے یا دل لگی کرنیوالے۔ پ۲۵، ۱۴ پ۲۷، ۲

فَاكِهُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، فَاكِهَةٌ واحد،
(حالتِ رفع) آرام پانیوالے یا راحت پانیوالے، پ۲۳، ۲

فَالِقُ: اسم فاعل واحد مذکر، فَلْقٌ مصدر، پھاڑنے
والا، بیج اور گٹھلی کو پھاڑ کر سبزہ نکالنے والا، تاریکی
کو پھاڑ کر صبح نکالنے والا۔ پ۷، ۱۳

فَانٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اصل میں فَانِی تھا، فنا
ہونے والا، بالکل معدوم ہو جانیوالا، ماضی فَنِیَ
مضارع یَفْنٰی (باب سمع) محلی نے فانی کا ترجمہ
ہالک لکھا ہے لیکن علامہ تفتازانی کا جو قول عقائد
نسفی کی شرح میں جنت و نار کی بحث میں ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ ہالک فانی سے جدا چیز ہے جس
چیز کی ہیئتِ ترکیبی زائل ہو جائے جو اجزاء الگ
الگ باقی رہیں اس کو ہالک کہتے ہیں، کُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ کا یہی مطلب ہے اور فانی وہ ہے
جو معدوم ہو جائے۔ پ۲۷، ۱۱

فَاهُ: فَا مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ (حالتِ نصب)
اس کے منہ کو، اس کے منہ تک، فَاہُ بھی منہ کو کہتے
ہیں، اس وقت ہٗ ضمیر کی نہیں ہے اور نہ حالتِ نصبی
ہے اس طرح فِیہٖ، فُوْہٌ، فُوْهَةٌ، فَمٌ سب کے معنی

منہ کے ہیں، اَفْوَاہٌ جمع ہے (قاموس صحاح) ۱۳/۸

فَائِزُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر (حالت رفع)، فائز واحد، کامیاب، انتہائی مقصود پانیوالے (دیکھو فاز)

۱۰/۹ ۱۸/۶ ۱۸/۱۳ ۲۸/۶

فَتْحٌ: مصدر اور اسم فعل، فتح کا استعمال قرآن مجید میں تین طرح ہوا ہے ۱ اس ظاہری بندش کو جو آنکھوں سے دیکھ سکتی ہو دور کر دینا، کھول دینا ۲ مصائب کو دور کر دینا، زائل کر دینا ۳ علمی بندش کھول دینا، شبہات دور کر دینا، جہالت کے پردے ہٹا دینا، تفصیل و توضیح ابھی آتی ہے، ۵/۱۷ ۲۵/۱

اَلْفَتْحُ: اسم فعل (حالت جر) کامیابی وغیرہ، ۱۶/۱۲ ۲۶/۱۷ ۲۱/۱۶

فَتْحًا مُّبِيْنًا: اسم فعل نکرہ (حالت نصب) کھلی فتح مراد فتح مکہ یا علم وہدایت کا دروازہ کھول دینا (راغب) ۲۶/۹

فَتْحًا قَرِيْبًا: اسم فعل نکرہ (حالت نصب) مراد فتح خیبر (محلی) جو حدیبیہ سے چھ مہینے بعد ۷ھ میں ہوئی (رواہ عکرمہ و الشعبی) ۲۶/۱۱، ۱۲

فَتْحًا: مصدر نکرہ (مفعول مطلق) فیصلہ کر دینا۔ ۱۹/۱

اَلْفَتْحُ: اسم فعل (حالت رفع) یہ لفظ تین جگہ آیا ہے، ۹/۱۶ ۲۱/۱۶ ۳۰/۳۵

پارہ ۹ رکوع ۱۶ میں فیصلہ ہلاکت مراد ہے یعنی جن کافروں نے دعا کی تھی ان کی ہلاکت کا فیصلہ آپہنچا (سیوطی)، پارہ ۲۱ رکوع ۱۶ میں بھی آخری فیصلہ مراد ہے اور پارہ ۳۰ رکوع ۳۵ میں فتح مکہ مراد ہے (محلی) امام راغب کے نزدیک حکم اور عملی بھی مراد ہونا جائز ہے۔

اَلْفَتْحِ: اسم فعل (حالت جر) ۱۶/۱۲ ۲۶/۱۷ ۲۱/۱۶

پارہ ۱۶ اور ۲۷ میں کامیابی نصرت اور فتح مراد ہے اور پارہ ۲۱ میں فیصلہ اور حکم (محلی) امام راغب نے کہا یا شبہات کو زائل کرنے کا دن یا عذاب کھول دینے کا دن (المفردات)

فَتَحَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فتح، مصدر، علم دیا (سیوطی) کھول کر بیان کر دیا (عباسی) ۱/۹

فُتِحَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، کھول دیا گیا، پھاڑ دیا جائے گا، ۱۷/۶ ۲۴/۵ ۳۰/۱

پارہ ۱۷ اور ۲۴ میں مراد ہے کھول دیا گیا اور پارہ ۳۰ میں مراد ہے پھاڑ دیا جائے گا (محلی) یعنی ۳۰ میں آسمان کے دروازے کھول دینا مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمان پھاڑ دیا جائے گا (صاوی)

فَتَحْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، فتح، مصدر ۷/۱۱

۹/۲ ۱۴/۱ ۱۷/۴ ۱۸/۹ ۲۶/۹ ۲۷/۸

پارہ ۷ ۱۱ میں توسیع رزق مراد ہے، پارہ ۹/۲ میں بھی یہی مراد ہے ۱۴/۱ میں محسوس طور پر کھول دینا

مراد ہے، ۱۵/۴ میں غیر محسوس دروازہ کھولنا مراد ہے، یعنی بدر کی شکست اور کافروں کا قتل، ۲۶/۹ میں فتح مکہ کا فیصلہ کرنا مراد ہے اور ۲۷/۱۸ میں بکثرت پانی برسانا، (معالم، مدارک وخازن)

فَتَحُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف فتح، انہوں نے کھولا، ۱۲/۲

اَلْفَتَّاحُ: صیغہ مبالغہ، بہت بڑا فیصلہ کرنیوالا، ۲۲/۹

فَتْرَةٍ: اسم فعل مصدر، دھیما ہو جانا، سست ہو جانا کسی نبی کی شریعت کا دھیما پڑجانا اور آئندہ نبی کا اس وقت تک مبعوث نہ ہونا، دونوں کے درمیانی وقفہ کو فترۃ کہتے ہیں، (راغب) سیوطی نے فترۃ کا ترجمہ کیا ہے، منقطع ہونا (جلالین) ۶/۶

فَتَقْنٰهُمَا: جمع متکلم ماضی معروف، فتق مصدر، فتق کے معنی ہیں پھاڑ دینا، جڑی ہوئی چپکی ہوئی چیز کو الگ الگ کر دینا، عطاء، قتادہ اور ابن عباس کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان پہلے باہم جڑے ہوئے تھے پھر اللہ نے ان کو جدا جدا کر دیا (کمالین) محلی کے ایک قول سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے محلی کا دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان کا فتق ہے پانی برسانا اور زمین کا فتق ہے سبزہ اگانا پہلے آسمان سے پانی نہیں برستا تھا نہ زمین سے سبزہ اگتا تھا، پھر اللہ نے ان میں یہ قابلیت پیدا کی، قاضی بیضاوی نے اس قول کو نقل کیا ہے مگر اس کے ضعف کو اشارۃً ظاہر بھی کیا ہے حقیقت میں یہ قول عطیہ اور عکرمہ کا ہے اور حاکم کی روایت کے بموجب حضرت ابن عباس سے بھی یہ تفسیر مروی ہے، ۱۷/۳

فِتْنَةً: ۹/۱۷، ۱۷/۱۳،۳، ۱۸/۱۷، ۲۳/۷، ۲۷/۹، ۲۷/۷، ۲۹/۱۵

فِتْنَةٌ: ۱/۱۱، ۲/۷، ۶/۱۳، ۹/۱۹، ۱۰/۶، ۱۷/۹،۷، ۱۸/۱۵، ۲۴/۲، ۲۸/۱۶

اَلْفِتْنَةُ: ۲/۱۱

اَلْفِتْنَةَ: ۱۰/۱۳، ۲۱/۱۸

اَلْفِتْنَةِ: ۳/۷، ۵/۹

فِتْنَةً لِّلنَّاسِ: ۲/۱۳

لغت میں فتن کے معنی ہیں سونے کو آگ میں تپا کر کھرا کھوٹا جانچنا یا آگ میں ڈالنا (تاج) قرآن مجید میں لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات کو مختلف معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ آزمائش اور آزمائش کرنا، ۱/۱۱، ۱۷/۷، ۲۴/۲، ۲۸/۱۶، ۱۷/۱۳،۳، ۱۸/۱۷، ۲۷/۹، ۲۹/۱۵، ۹/۹

۲۔ آفت، مصیبت، ۶/۱۳، ۱۷/۹، ۱۸/۱۵، ۹/۱۷

۳۔ فساد، ۳/۷، ۲/۷

۴ فساد انگیزی، فساد ڈالنا، ۲/۱۱، ۹/۵، ۱/۱۳

۵ باہم فساد، خانہ جنگی، ۲۱/۱۸

۶ کفر، ۹/۱۹

۷ بدنظمی، خرابی، ۲/۴

۸ تختۂ مشق، عبرت، یعنی ہم کو ان کا تختۂ مشق نہ بنا، ابنِ عباس نے فرمایا ان کو ہم پر مسلط نہ کر کہ وہ ہم کو دکھ دے سکیں، بیضاوی میں ہے ہم کو آزمائش کا مقام نہ بنا، ۲۵/۷

۹ ایذاء، ۲/۱۴

۱۰ دکھ، عذاب، ۲۳/۷، ۲۶/۱۸

۱۱ عذر، ۷/۹

فِتْنَتُكَ: فِتْنَةٌ مضاف، كَ ضمیر مضاف الیہ تیری آزمائش، ۹/۹

فِتْنَتَكُمْ: فِتْنَةٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، تمہارا عذاب، تم اپنا عذاب ۲۶/۱۸

فِتْنَتُهُمْ: فِتْنَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، ان کا عذر (ابن عباس) ۷/۷

فَتَنَّا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے آزمائش میں ڈالا، ہم نے آزمائش کی، ہم نے سزا دی، ہم نے مصیبت سے بچایا، ۷/۱۲، ۱۶/۱۳، ۲۰/۱۳، ۲۳/۱۴، ۲۵/۱۴

پارہ ۱۶/۱۱ میں متواتر تکلیفوں اور دکھوں سے بچا لینے کے معنی ہیں (ابن عباس) اور ۷/۱۲ میں سزا دینے کے معنی ہیں باقی مقامات پر آزمائش کے۔

فُتِنْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی مجہول، تمہاری آزمائش کی گئی، ۲۷/۱۸

فُتِنُوا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول، ان کو ایذاء دی گئی، ان کو دکھ دیا گیا، ۲۰/۱۴

فَتَنُوا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، انہوں نے ایذاء دی، دکھ دیا۔ ۱۰/۳۰

فُتُونًا: اسم فعل، مصدر، آزمائش اور آزمانا، یہ لفظ جمع بھی ہے فَتْنٌ واحد، آزمائشیں، طرح طرح کی تکلیفیں، ہم نے تمہاری طرح طرح کی آزمائشیں کیں، یا بقول ابنِ عباس طرح طرح کی تکلیفوں سے بچایا، ۱۶/۱۱

فَتًى: لڑکا، جوان، بوڑھا، عربی میں سب کے لئے بولا جاتا ہے، خادم کے لئے بھی کہا جاتا ہے اور غلام کو بھی کبھی فَتیٰ کہہ دیتے ہیں، اس جگہ نوجوان مراد ہے، ۱۷/۵

فَتَاهُ: فَتًا مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب، مضاف الیہ، اس کا خادم، ۱۵/۲۱

فَتَاهَا: فَتًا مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب، مضاف الیہ، اس کا غلام خادم، ۱۲/۱۴

فَتَیَانِ: تثنیہ، فتیٰ واحد (حالتِ رفع) دو جوان آدمی، ۱۲/۱۵

فَتَیٰتِ: نوجوان عورتیں، باندیاں، خواہ لڑکی ہوں یا جوان یا بوڑھی، یہ لفظ جمع ہے، فَتَاۃٌ واحد، یہاں مراد باندیاں ہیں، ۵/۱، ۱۸/۱

اَلْفِتْیَۃُ: جمع، فَتیٰ واحد معرف باللام، چند آدمی، چند جوان، ۱۵/۱۴

فِتْیَۃٌ: جمع نکرہ، فَتیٰ واحد، چند جوان، ۱۵/۱۴

لِفِتْیَانِہٖ: جمع، فَتیٰ واحد، لام حرفِ جر، فِتْیَان مضاف (حالتِ جر) ہٖ ضمیر مضاف الیہ، اپنے خادموں سے، ۱۳/۲

فَتِیْلًا: باریک تاگہ، ڈورہ جو دو انگلیوں میں پکڑ کر بٹا جاتا ہے، کھجور کی گٹھلی کے شگاف میں جو ڈورا یا سوتا ہوتا ہے وہ بھی فتیل کہلاتا ہے، مراد حقیر، قلیل، ۵/۱۴، ۸/۱۸، ۱۵/۸

فَجٌّ: دو پہاڑوں یا پہاڑ کے دو حصوں کے درمیان چوڑا راستہ، ۱۷/۱۱ **فجاج** کے بھی یہی معنی ہیں۔

فِجَاجًا: جمع، فَجٌّ واحد، حالتِ نصب، دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستے، ۱۷/۳، ۲۹/۹

اَلْفَجْرُ: اسم فعل، مصدر، پو پھٹنا، صبح کی روشنی نمودار ہونا، پھاڑ کر بہانا، وقتِ فجر، گناہ کرنا، فَجْرٌ بخشش، سخاوت، مروت، احسان، مال، مال کی کثرت، ۲/۷، ۱۵/۹، ۱۵/۱۴، ۱۴/۱۲، ۳۰/۲۲۔ قرآنِ مجید میں صرف وقتِ فجر اور طلوعِ سحر کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے۔

فُجِّرَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، تَفْجِیْرٌ مصدر، بابِ تفعیل، پھاڑ دیے جائیں گے یعنی ایک کا دہانہ دوسرے کی طرف کھول دیا جائیگا، سب سمندر آپس میں مل جائیں گے۔ ۳۰/۷

فَجَّرْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تَفْجِیْر مصدر، بابِ تفعیل، ہم نے پھاڑا، ہم نے بہایا ہم نے پھاڑ کر بہایا، ۱۵/۷، ۲۳/۲، ۲۷/۸

اَلْفَجَرَۃُ: جمع، فَاجِرٌ واحد، سخت نافرمان، شریعت کا پردہ پھاڑنے والے، دیکھو فاجر ۳۰/۵

اَلْفُجَّارِ: جمع، فَاجِر واحد، بدکار، نافرمان، کافر (دیکھو فاجر) ۲۳/۱۲، ۳۰/۸

اَلْفُجَّارَ: جمع، فَاجِر واحد، بدکار، کافر، (دیکھو فاجر) ۳۰/۷

فُجُوْرَھَا: مصدر، مضاف، ھَا ضمیر مضاف الیہ لغوی معنی سوار کا زین سے ایک طرف کو جھک جانا، جھوٹ بولنا، کسی کو جھوٹا قرار دینا، نافرمانی کرنا،

تباہ ہو جانا، بینائی کا کمزور ہو جانا، مرادی معنی دین کا پردہ پھاڑنا، علی الاعلان گناہ کرنا، اس سے ماضی فَجَرَ اور مضارع یَفْجُرُ (نصر) آتا ہے، فَجَرَ عَنِ الْحَقِّ حق سے روگردانی کی، فَجَرَ الْمَاءَ پانی بہا دیا۔ فَجَرَ مِنَ الْمَرَضِ بیماری سے اچھا ہو گیا، آیت میں بدکاری اور شریعت کی نافرمانی مراد ہے، پ۳۰ ع۱۶

فَجْوَةٍ: وسیع میدان (راغب) غار کے اندر کشادہ زمین (غریب القرآن میرزا ابو الفضل) دو پہاڑوں کے درمیان شگاف اور وسیع زمین (قاموس) پ۱۵ ع۱۴

اَلْفَحْشَاءِ: اسم تفضیل، واحد مؤنث، اس سے مذکر اَفْحَشُ آتا ہے، مادہ فُحْش برا کام (صحاح)، وہ قول و عمل جس کی برائی کھلی ہوئی ہو اور اس سے سننا یا کرنا برا لگے، (تاج) بخل (قاموس) پ۵ ع۵، پ۳ ع۵، پ۸ ع۱۰

اَلْفَحْشَاءَ: برا کام، بے حیائی کا کام، زنا، پ۱۲ ع۱۲، پ۱۹ ع۱۹، پ۱۸ ع۹، پ۲۱ ع۱

قرآن مجید میں یہ لفظ مختلف معانی میں مستعمل ہے، پ۵ ع۵ میں وہ کلام مراد ہے جو شرعاً برا ہو، پ۳ ع۵ میں بخل اور زکوٰۃ نہ دینا مراد ہے، پ۸ ع۱۰ میں بے حیائی، پ۱۲ ع۱۲ اور پ۱۹ ع۱۹ میں زنا مراد ہے، پ۱۸ ع۹ پ۲۱ ع۱ میں امر قبیح مراد ہے، (سیوطی و عملی)

اَلْفَخَّارِ: جمع، اَلْفَخَّارَةُ واحد ٹھیکرے، پ۲۷ ع۱۱

فَخُوْرٌ: صیغہ مبالغہ (حالت رفع) فَخْرٌ مصدر، واسم فعل، امام راغب نے لکھا ہے کہ ظاہری چیزوں پر اترانا (مثلاً مال، عزت، جاہ، حکومت وغیرہ) فخر کہلاتا ہے، بہت زیادہ فخر کرنے والا، پ۱۲ ع۲

فَخُوْرٍ: صیغہ مبالغہ (حالت جر) اترانے والا، بڑا شیخی خورا، پ۱۱ ع۱۲، پ۲۷ ع۱۹

فِدَاءً: وہ چیز جو جان کے بدلے دی جاتی ہے اسی کو فدی بھی کہتے ہیں، فَدٰی یَفْدِیْ (ضرب) ماضی اور مضارع کے صیغے ہیں، پ۲۶ ع۵

فَدَيْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے اس کو بچا لیا اور اس کے عوض دوسری چیز دیدی، پ۲۳ ع۷

فِدْيَةٌ: وہ چیز جو جان بچانے کے لئے لی یا دی جاتی ہے ایک مثل ہے خُذْ عَلٰی هٰذِيَتِكَ وَ فِدْيَتِكَ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی پہلی چال پر چلو، پ۲ ع۷، ۸ پ۲۷ ع۱۸

فُرَاتٌ: بہت شیریں پانی، مصدر فُرُوْتَةٌ شیریں ہونا، ماضی فَرُتَ شیریں ہو گیا، مضارع یَفْرُتُ شیریں ہو رہا ہے یا ہو گا (باب کَرُمَ) لیکن اگر

باب نَصَرَ سے اس کے مشتقات بنائے جائیں تو
فَرَّتَ فُرُوْتًا کہا جائے گا اور معنی ہوں گے زناکار
اور بد چلن ہونے کے اور باب سَمِعَ میں اس کے
معنی ہوں گے بیوقوف ہو جانے کے (قاموس)
۱۹/۱۳ ، ۲۲/۱۴

فُرَاتًا: آبِ شیریں، خوش مزہ (حالتِ نصب)
(دیکھو سطورِ بالا) ۲۹/۲۱

فُرَادٰی: جمع غیر قیاسی فَرْدٌ واحد، اکیلے
اکیلے، ایک ایک، عربی محاورہ ہے جَاءُوْا فُرَادٰی
وہ اکیلے اکیلے آئے، ۷/۱۷ ، ۲۲/۱۲
۷/۱۷ میں مال و عیال سے تنہا ہونا مراد ہے
اور ۲۲/۱۲ میں ایک ایک ہونا یعنی دو دو نہ ہونا،
(بیضاوی)

اَلْفِرَارُ: خوف سے بھاگنا، مصدر (باب ضَرَبَ)
ماضی و مضارع فَرَّ یَفِرُّ ۔ فرار لازم ہے لیکن
کبھی متعدی بھی آتا ہے فَرَّ الدَّابَّۃَ عمر معلوم
کرنے کے لئے گھوڑے کے دانت دیکھے، ایک
مثل ہے اَلْجَوَادُ عَیْنُہٗ فِرَارُہٗ گھوڑے کی
آنکھ ہی عمر بتا دیتی ہے، اس معنی میں یہ لفظ باب
ضَرَبَ اور نَصَرَ دونوں سے آتا ہے، ۲۱/۱۸

فِرَارًا: مصدر، حالتِ نصب، ڈر کر بھاگنا، مزید
تحقیق سطورِ بالا میں دیکھو، ۵/۱۵ ، ۲۱/۱۸ ، ۲۹/۹

فَرَّتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، مصدر
فِرَارٌ اور مَفَرٌّ، وہ بھاگی، ۲۹/۱۶

فَرَرْتُ: واحد متکلم ماضی معروف مصدر فِرَارٌ
اور مَفَرٌّ، میں بھاگا، ۱۹/۱۶

فَرَرْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، مصدر
فِرَارٌ اور مَفَرٌّ، تم بھاگے، ۲۱/۱۸

فَفِرُّوْا: جمع مذکر حاضر امر، فَا حرفِ تعقیب،
مصدر فِرَارٌ اور مَفَرٌّ، بھاگ چلو، ۲۷/۲
(چاروں لفظوں کی مزید تحقیق کے لئے اَلْفِرَارُ دیکھو)

اَلْفَرَاشُ: جمع، فَرَاشَۃٌ واحد، پروانے،
چست اور سبک آدمی، یہاں مراد اول معنی ہے،
آیت میں اَلْفَرَاشُ کو بطور اسم جنس استعمال
کیا گیا ہے اسی لئے اس کی صفت کو مفرد لایا گیا،
اور بجائے اَلْمَبْثُوْثَۃِ کے اَلْمَبْثُوْثُ فرمایا
جس طرح السحاب اگرچہ سَحَابَۃٌ کی جمع ہے
(قاموس) لیکن اسم جنس بھی ہے اسی لئے سَحَابٌ
مَرْکُوْمٌ کہا جاتا ہے، ۳۰/۲۶

فِرَاشًا: فرش جس کو بچھایا جاتا ہے یعنی بستر، اس
کی جمع فُرُشٌ ہے، ۱/۳

فُرُشٌ: جمع، فِرَاشٌ واحد، فرش، بستر، ۲۷/۱۴ ۱۳

فَرَشْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے بچھایا، فَرْش و فِرَاش مصدر، فَرَشَہٗ اس کو بچھایا، اس کے لئے فرش بچھایا، فَرَشَ فُلَانًا اس سے چھوٹی بات کہی (قاموس) پ۲۷

فَرْشًا: فَرْش مصدر بھی ہے لیکن اس جگہ ایسے چھوٹے چوپائے مراد ہیں جن پر بوجھ نہیں لادا جاتا (رازی فی الکبیر) جیسے بکریاں اور چھوٹے چھوٹے اونٹ (ابن عباس) پ۸

فَرْثٍ: واحد، وہ گوبر جو جانور کی آنتوں کے اندر ہو، فُرُوث جمع، اسی کو فُرَاثَۃٌ بھی کہتے ہیں فَرِثَ فَرَثًا سیر ہو گیا فَرِثَ الْقَوْمُ قوم منتشر ہو گئی، پ۱۴

فَرْجَهَا: فرج مضاف (حالت نصب) ہا ضمیر مضاف الیہ، فَرْجٌ واحد، فُرُوْجٌ جمع، فرج کے معنی پھاڑنا، چیرنا، شق کرنا (مصدر) شگاف (حاصل مصدر) عورت اور مرد کی شرمگاہ، آیت میں آخری معنی مراد ہے، پ۱۷ پ۲۸

فُرُوْجٍ: اسم فعل، شگاف (راغب) پ۲۶

فُرُوْجِهِمْ: جمع، فَرْج واحد، فروج مضاف (حالت جر) ہِمْ ضمیر مضاف الیہ، ان مردوں کی شرمگاہیں، پ۱۸ پ۲۹

فُرُوْجَهُمْ: جمع، فرج واحد، فروج مضاف (حالت نصب) ہُمْ مضاف الیہ، اپنی شرمگاہوں کو، پ۱۸ پ۲۲

فُرُوْجَهُنَّ: جمع، فرج واحد، فروج مضاف (حالت نصب) ہُنَّ مضاف الیہ، ان عورتوں کی شرمگاہیں، پ۱۸

فُرِجَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، فَرْجٌ مصدر، آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔ پ۲۹

عربی میں آسمان (سَمَاءٌ) مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔

فَرِحَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فَرَحٌ مصدر، وہ خوش ہوا، فرح کا استعمال پسندیدہ اچھی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے اور بُری مذموم خوشی کے لئے بھی جس کے معنی ہیں اترانا، بدمست ہونا، عموماً اس کا اطلاق دنیوی جسمانی لذتوں سے حاصل شدہ خوشی پر ہوتا ہے اور کہیں علمی خوشی پر بھی، پ۱۱ پ۲۵

فَرِحُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف وہ خوش ہوئے وہ اترا گئے، پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۳ پ۲۴

فَرِحٌ: صیغہ صفت مشبہ واحد، خوش، اترانے والا۔ پ۱۲

فَرِحُوْنَ: جمع (حالت رفع) فَرِحٌ واحد، خوش

اترانے والے، پ۱۲ ع۳

فَرِحِيْنَ: جمع (حالتِ نصب) فَرِحٌ واحد، خوش، اترانے والے، پ۲۱ ع۱۱

فَرْدًا: واحد (حالتِ نصب) فُرَادٰی جمع غیر قیاسی، اکیلا، تنہا جو کسی غیر کے ساتھ مخلوط نہ ہو لفظ فَرد، وِتر (طاق) سے عام ہے اور واحد سے خاص (راغب) اللہ کے فرد ہونے کے معنی ہیں اس کا جوڑا نہ ہونا، ماسوا سے بے نیاز ہونا، (المفردات) پ۱۶ ع۸، پ۱۷ ع۶

اَلْفِرْدَوْسَ: لفظ فارسی ہے یا قبطی، فارسی میں فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس کے درخت پھیلتے جائیں اور قبطی زبان میں انگور کی ٹٹیوں کو کہتے تھے (معجم القرآن لعبد الرؤف) صاحب قاموس و منتہی الارب نے لکھا ہے، فردوس پانی کی وہ چھوٹی نہر جس میں ہر طرح کا سبزہ اگا ہوا ہو وہ باغ جس کے اندر انگور اور ہر طرح کے پھل اور پھول ہوں اور جنت، یہ لفظ یا عربی ہے یا رومی یا سریانی، جمع فرادیس، محلی نے کہا فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت، جو وسط میں واقع ہے، میرے خیال میں یہ لفظ عربی ہے کیونکہ اس کے ہم مادہ دوسرے الفاظ عربی میں مستعمل ہیں مثلاً فُرْدُوْس مہمان کے سامنے رکھا جانے والا کھانا، صَدْرٌ مُفَرْدَسٌ چوڑا سینہ، فَرْدَسَۃٌ کشادگی، فراخی، زمین پر کسی کو پٹک دینا، گرا دینا (قاموس) پ۱۶ ع۳

اَلْفِرْدَوْسَ: دیکھو اَلْفِرْدَوْس، پ۱۶ ع۳

فَرَضَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فَرْضٌ مصدر، لغت میں فرض کے معنی ہیں کسی حجم والی چیز کو جس میں صلابت ہو، کاٹ دینا، قرآنی اصطلاح میں اس کے کئی معنی ہیں :-

۱۔ مقرر اور معین کرنا،

۲۔ عزم کرنا، اپنے اوپر لازم کر لینا،

۳۔ واجب کرنا اگر مفعول دوم پر علیٰ آئے،

۴۔ اجازت یعنی روک اور بندش نہ ہونا بشرطیکہ اس کے بعد لام آئے (المفردات و غریب القرآن)

فرض کا ترجمہ ہوا اس نے واجب کر دیا، مقرر کر دیا، اجازت دیدی، عزم کر لیا، (دیکھو تَفْرِضُوْا) پ۲ ع۹، پ۲۰ ع۱۲، پ۲۲ ع۳، پ۲۵ ع۱۹، اب پ۲ ع۹ عزم، پ۲۰ ع۱۲ واجب کر دینا، پ۲۲ ع۳ اجازت دیدی پ۲۵ ع۱۹ اجازت دیدی)

فَرَضْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، فَرْضٌ مصدر، تم نے مقرر کیا، تم نے معین کیا، پ۲ ع۱۵

فَرَضْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، فَرْضٌ مصدر، ہم نے واجب کیا، ہم نے عمل کرنا ضروری قرار دیدیا

ہم نے مقرر کیا، پ۱۸ ۲۲/۳

فُرُطًا: حد سے بڑھا ہوا یا ضائع (راغب)
فُرُطٌ ظلم اور حد سے بڑھ جانے کو بھی کہتے ہیں،
لیکن اس جگہ اول معنی ہی مراد ہے، فَرَطٌ پیش رو
پہلے سے کام کو درست کرنے کے لئے چلا جانے والا،
پہلے سے بھیجا ہوا سامان، پ ۱۵/۱۶

فَرَّطْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، تَفْرِیْطٌ
مصدر باب تفعیل فَرْطٌ مادہ، میں نے کمی کی، میں نے کوتاہی
کی، پ ۲۴/۳

مَافَرَّطْنَا: جمع متکلم ماضی معروف منفی، تفریط
مصدر، باب تفعیل، ہم نے کمی کوتاہی نہیں کی، ہم نے کسی
(ضروری) چیز کو نہیں چھوڑا، پ ۷

فَرَّطْتُمْ: جمع مذکر حاضر معروف، تَفْرِیْطٌ مصدر، باب
تفعیل، تم نے قصور کیا، تم نے کوتاہی کی، پ ۱۳/۴

فِرْعَوْنَ: اصل میں یہ لفظ فارا، اوہ تھا، مصری
زبان میں فارا کے معنی محل اور راوہ کے معنی اونچا بڑا
تھا فارا اوہ محل کبیر عالی، اس سے مراد شاہ مصر
کی ذات ہوتی تھی جیسے خلافتِ عثمانی کے زمانہ میں
باب عالی سے مراد خلیفہ کی ذات ہوتی تھی، یورپ
کی زبانوں میں بھی لفظِ فرعون آیا ہے (مؤلفاتِ
بروکسن)، حضرتِ یوسف کے زمانے میں فرعون کا
نام اپوفس تھا، حضرتِ موسیٰ کو جس فرعون نے
پرورش کیا تھا اس کا نام رعمیس دوئم یا رعمسیس
تھا، یونانی اس کو سوسترلبس کہتے تھے اور عبرانی
فرعون التسخیر، رعمسیس کے بیٹے، منفتاح کے زمانہ
میں حضرتِ موسیٰ کی بعثت ہوئی، اسی سے مقابلہ
ہوا اور یہی ۱۴۹۱ قبل مسیح میں غرق ہوا:
(معجم القرآن) پ ۱/۶ ۳/۱۰ ۹/۳، ۴، ۵، ۶ ۱۰/۳ ۱۱/۱۳، ۱۴ ۱۲/۹
۱۳/۱۳ ۱۵/۱۲ ۱۶/۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ۱۸/۳ ۱۹/۶، ۷، ۸، ۱۶
۲۰/۴، ۷، ۱۹ ۲۲/۱۰ ۲۴/۸، ۹، ۱۰ ۲۵/۱۱، ۱۴، ۱۵ ۲۶/۱۵ ۲۵/۱، ۱۰
۲۸/۲۰ ۲۹/۵، ۱۳ ۳۰/۳، ۱۰، ۱۴

فَرْعُهَا: واحد، جمع فروع، شاخ، فرع مضاف
ہا ضمیر مضاف الیہ، اس کی شاخ، فَرْعٌ ہر چیز کا
بالائی حصہ، فَرْعُ الْقَوْمِ قوم کا سردار، فَرْعُ الْمَالِ
مال کا نفع، پ ۱۳/۱۶

فَرَغْتَ: واحد مذکر حاضر معروف، جب تم فارغ
ہو جاؤ نماز سے، محلی، یا (جہاد سے) حسن بصری، یا
(تبلیغ سے) لبعض اہل تفسیر پ ۳۰/۹۴ (دیکھو اَفْرِغْ)

فِرَاقُ: اسم فعل، جدائی، پ ۱۶/۱ پ ۲۹/۱۷ پارہ ۲۹/۱۷
میں موت مراد ہے۔

فِرْقٍ: اسم فعل، مجموعہ میں سے کاٹ کر الگ کیا ہوا
ایک ٹکڑا (تاج، لسان) پ ۱۹/۸

فِرْقَةٌ: واحد، آدمیوں کا گروہ، جماعت، جمع فِرَقٌ شعر میں اَفَارِقَةٌ بھی جمع کے لئے استعمال کیا گیا ہے اَفْرَاقٌ جمع الجمع اَفَارِیْقُ جمع الجمع کی جمع (قاموس) پ ۱۱/۴

فَرْقًا: مصدر، حالتِ نصب، الگ الگ کر دینا، پھاڑ کر جدا جدا کر دینا (دیکھو الفارقات) پ ۲۹/۲۱

اَلْفُرْقَانَ: فرقان مصدر بھی ہے یعنی الگ الگ کرنا، حق کو باطل سے جدا کرنا اور صیغہ صفت بھی، یعنی حق کو باطل سے الگ کر دینے والی شے، قرآن مجید، توراۃ، دلیل و حجت، وہ نور جس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جائے، جنگِ بدر کا دن، مندرجہ ذیل آیات میں بقول امام راغب وہ معانی مراد ہیں جو ان کے ساتھ ہم نے لکھے ہیں، پ ۱/۶ معجزات، پ ۳/۹ قرآن، پ ۱۸/۱۶ قرآن، پ ۱۷/۴ توراۃ یا دلیل و حجت یا وہ نور جو حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے یا معجزات۔

اَلْفُرْقَانِ: پ ۲ میں وہ دلائل مراد ہیں جو حق کو باطل سے الگ کر دینے والی ہیں اور پ ۱۰/۱ میں جنگِ بدر کا دن جو حق و باطل میں فیصلہ کر دینے کا دن تھا۔

فُرْقَانًا: وہ نور جو حق و باطل سے الگ کرنے والا ہے، پ ۹/۱۸

فَرَّقْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، مصدر تفریق، باب تفعیل۔ تو نے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے، تو نے پھوٹ ڈال دی، پ ۱۶/۱۴

فَرَقْنَا: جمع متکلم واحد مذکر غائب، مصدر فَرْق، یہ لفظ دو جگہ آیا ہے، پ ۱ میں ترجمہ ہے ہم نے پھاڑ دیا، ہم نے پانی کو الگ الگ کر دیا، پ ۱۵/۱۲ میں مراد ہے ہم نے الگ الگ حکم بیان کیا، تفصیل کی الگ الگ کر کے بتا دیا (راغب) یا ہم نے تھوڑا تھوڑا نازل کیا (سیوطی)

فَرَّقُوْا: جمع مذکر غائب، ماضی معروف، مصدر تفریق، انہوں نے ٹکڑے کر دئے، پ ۸ پ ۲۱/۷

فَرِیْقٌ: آدمیوں کی جماعت، گروہ، فِرْقَةٌ بھی گروہ کو کہتے ہیں لیکن فریق (گروہ) فِرْقَةٌ (گروہ) سے بڑا ہوتا ہے اس کی جمع اَفْرِقَةٌ۔ فُرُقٌ اور فُرُوْقٌ ہے (قاموس) پ ۱/۱۲،۹ پ ۳/۱۱ پ ۵/۸ پ ۱۴/۱۳ پ ۱۸/۱۲،۶ پ ۲۱/۱۸،۷ پ ۲۵/۲

فَرِیْقٍ: دیکھو فَرِیْقٌ، پ ۱۱/۳ (حالتِ جر)

فَرِیْقًا: دیکھو فَرِیْقٌ (حالتِ نصب) پ ۱/۱۱،۲ پ ۳/۱۶،۷،۱ پ ۴/۱ پ ۶/۱۴ پ ۸/۱۰ پ ۹/۱۵ پ ۲۱/۱۹ پ ۲۳/۸

فَرِیْقَانِ: تثنیہ (حالتِ رفع) فَرِیْقٌ واحد، دو گروہ، پ ۱۹/۱۹

فَرِيْقَيْنِ: تثنیہ (حالتِ جر) فَرِيْقٌ واحد، دو گروہ مشرک اور مومن، پ ۱۵ ۱۲/۲

فَرِيْضَةً: صیغہ صفت مشبہ واحد مؤنث، مادہ فرض، لازم کیا ہوا حکم، مقرر کیا ہوا مہر، پ ۲ پ ۱۵ ۴/۱۳ پ ۵/۱ پ ۱۰/۱۴، پارہ ۲/۱۵ و ۵/۱ میں مقرر کیا ہوا مہر مراد ہے اور ۴/۱۳ و ۱۰/۱۴ میں اللہ کی طرف سے لازم کیا ہوا حکم۔

فَزِعَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فَزَعٌ مصدر و اسم فعل، ڈر گیا، گھبرا گیا۔ یہ باب سَمِعَ سے بھی آتا ہے اور فَتَحَ سے بھی (قاموس) قرآن مجید میں باب سَمِعَ سے آیا ہے۔ پ ۲۰ ۲۳/۱۱

پارہ ۲۰ میں اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن معنی مضارع کے ہیں یعنی گھبرا جائیں گے، ڈر جائیں گے۔

فُزِّعَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، مصدر تَفْزِيْعٌ باب تفعیل، تَفْزِيْعٌ کے معنی ڈرانا اور خوف دور کرنا (لغاتِ اضداد میں سے ہے) یہاں آخری معنی مراد ہے، علی نے ترجمہ کیا ہے کُشِفَ عَنْهَا الْفَزَعُ دلوں سے خوف دور کر دیا گیا، پ ۲۲/۹

فَزِعُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، مصدر و اسم فعل فَزَعٌ، وہ ڈر گئے، گھبرا گئے (باب افعال میں اس کے معنی ڈرانے، بے خوف کرنے اور آگاہ کر دینے کے ہو جاتے ہیں)

اَلْفَزَعُ: اسم فعل، گھبراہٹ، خوف، رسول اللہ نے انصار سے فرمایا تھا اِنَّكُمْ لَتَكْثُرُوْنَ عِنْدَ الْفَزَعِ وَتَقِلُّوْنَ عِنْدَ الطَّمَعِ تم خوف کے وقت کثیر ہو جاتے ہو اور مال کی طمع کے وقت تمہاری تعداد کم ہو جاتی ہے یعنی کسی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور دشمن سے مقابلے کا وقت ہوتا ہے تو بلا خوف و خطر باہم مدد کرنے کیلئے سب جان کی بازی لگا دیتے ہو اور مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آتا ہے تو لالچ نہیں کرتے اِدھر اُدھر منتشر ہو جاتے ہو، مال لینے والوں کی تعداد کم رہ جاتی ہے (مجمع البحار) پ ۱۷/۷

فَزَعٍ: اسم فعل (حالتِ جر) گھبراہٹ، ڈر، پ ۲۰/۲

اَلْفَسَادُ: اسم فعل و مصدر، بگاڑ، خرابی، تباہی بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ ۲۱/۲

اَلْفَسَادِ: اسم فعل و مصدر، بگاڑ، خرابی، تباہی، بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ ۲/۱۰۔

اَلْفَسَادَ: اسم فعل و مصدر، بگاڑ، خرابی، تباہی، بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ ۲/۹ پ ۲/۱۱ پ ۶/۸ پ ۲۳/۱۴

فَسَادٍ: اسم فعل نکرہ، حالتِ جر، بگاڑ، خرابی، تباہی، بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ ۶/۹

فَسَادٌ: اسم فعل نکرہ حالتِ رفع، بگاڑ، خرابی، تباہی

بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ۱

فَسَادًا: اسم فعل نکرہ، حالتِ نصب، بگاڑ، خرابی، تباہی، بگڑ جانا، خراب ہو جانا، پ۶ ۱۲،۹، پ۲۰ ۱۲

فَسَدَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، زمین تباہ ہو جاتی، ملک برباد ہو جاتا، پ۲ ۱۷، پ۸ ۱

فَسَدَتَا: تثنیہ مؤنث غائب ماضی معروف، فساد مصدر (زمین آسمان) دونوں تباہ ہو جاتے، پ۱۷ ۲

فَسَقَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، فِسق مصدر اس نے نافرمانی کی، حدودِ اطاعت سے نکل گیا (دیکھو فَاسِقًا و اَلْفَاسِقُوْنَ) پ۱۵ ۱۹

فِسْقٌ: اسم فعل اور مصدر، گناہ، نافرمانی کرنی، حدودِ شریعت سے نکل جانا، گناہ کبیرہ کرنا وغیرہ (دیکھو فَاسِقًا) پ۶ ۱

فِسْقًا: اسم فعل، حالتِ نصب، گناہ کی چیز، پ۸

فُسُوْقٌ: اسم فعل، گناہ، نیز مصدر، گناہ کرنا، پ۲

فُسُوْقَ: اسم فعل، گناہ، نیز مصدر، گناہ کرنا مراد گالی گلوچ، (ابن عباس و مجاہد معجم القرآن) پ۲ ۹

اَلْفُسُوْقُ: الف لام تعریف، اسم فعل، گناہ یا کبیرہ گناہ یا گناہ والا کام، پ۲۶ ۱۱

اَلْفُسُوْقَ: معرف باللامِ تعریف، گناہ، پ۲۶ ۱۳
(فُسُوْقٌ و فِسْقٌ کی تفہیم کے لئے دیکھو فَاسِقًا)

فَشِلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، مصدر فَشَلٌ (باب سمع) فَشَلٌ کے معنی ہیں پست ہمت ہو جانا (معجم القرآن) بزدلی کے ساتھ کمزور ہو جانا (راغب فی المفردات) تم پست ہمت ہو گئے یا ہو جاؤ گے، تم بزدلی کے ساتھ کمزور ہو گئے یا ہو جاؤ گے۔

صاحب قاموس نے لکھا ہے فَشِلَ فَشَلًا سست ہو گیا، کاہل ہو گیا، پست ہمت ہو گیا، دیر کی، فَشِلٌ صیغہ صفت بھی ہے، ڈرنے والا، سست، فَشْلٌ بھی صفت مشبہ ہے، سست، پ۴ ۱

فِصَالًا: اسم فعل، بچہ کا دودھ چھڑانا، یہ باب مفاعلہ کا مصدر بھی ہے یعنی باہم جدا ہونا، آیت میں اول معنی مراد ہے، پ۲ ۱۴

فِصَالُهٗ: اسم فعل، بچہ کا دودھ چھڑانا، فِصَالُ مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، اس کا دودھ چھڑانا، پ۲۱ ۱۱، پ۲۶ ۲

فَصَلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر فُصُوْلٌ باب ضرب، جدا ہونا، نکلنا، آیت میں یہی مراد ہے، لیکن اگر مصدر فَصْلٌ ہو تو معنی ہوتے ہیں کاٹنا، جدا کرنا، ٹکڑے کر دینا، بچہ کا دودھ چھڑانا، یعنی متعدی آتا ہے (قاموس) لیکن اہل لغت نے فَصَلَ فَصْلًا کو لازم بھی کہا ہے (منتہی الارب) پ۲ ۱۷

فَصَلَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، مزید توضیح

کے لئے دیکھو فصل، ۱۳/۵

فَصَّلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر تَفْصِیْل، باب تفعیل، الگ الگ بیان کر دیا، تفصیل وار بیان کر دیا، ۵

فُصِّلَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، مصدر تفصیل، باب تفعیل، کھول کر بیان کر دی گئیں، وضاحت کر دی گئی، تفصیل وار بیان کر دی گئیں، ۱۱/۱، ۱۷/۱، ۲۴/۱۵، ۱۹

فَصَّلْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، مصدر تفصیل، باب تفعیل، ہم نے کھول کر بیان کر دیا، الگ الگ تفصیل کر دی، وضاحت کر دی، ۷/۱۸، ۱۳/۲، ۱۵/۲

فَصْلٌ: حق و باطل کی تمیز، حق بات، سچا فیصلہ کرنیوالا قول، حق کو باطل سے الگ کرنیوالا کلام، ہڈیوں کا اور اعضاء کا جوڑ، دو چیزوں کو ملنے سے روکنے والا اور دونوں کو جدا جدا رکھنے والا پردہ، آیت میں اول الذکر تینوں معنی مراد ہیں، ۳۰/۱۱

فَصْلَ الْخِطَابِ: فصل مضاف، الخطاب مضاف الیہ، اصل میں الخطاب موصوف اور فصل صفت تھا فصل الخطاب میں صفت کی اضافت موصوف کی جانب کر دی گئی ہے۔

صاحب منتہی الارب نے اس لفظ کی تشریح کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اَمَّا بَعْدُ کا لفظ ہے یا اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ ہے، اس کلام کا مطلب شاید یہ ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے لفظ اما بعد فرمایا، کسی عربی شاعر یا خطیب نے حضور سے پہلے یہ لفظ نہیں بولا تھا، اسی طرح البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر، اتنا بلیغ کلام ہے کہ اس بلاغت و ایجاز کے ساتھ عدالتی مقدمات کا فیصلہ کرنے کیلئے کسی شخص نے کوئی ضابطہ نہیں بنایا اور اس جملہ کے موجد بھی حضور اقدس ہی ہیں لیکن یہ مؤلف منتہی الارب کا صرف دعویٰ ہی ہے ثبوت دشوار ہے، لغت میں فصل الخطاب کے معنی ہیں حق کو باطل سے جدا کرنیوالا کلام، قول فیصل اور بیان شافی (معجم القرآن) آیت میں بھی یہی مراد ہے، ۲۳/۱۱

اَلْفَصْلُ: قیامت کا دن، فیصلے کا دن، حق و باطل سے جدا کرنے کا دن (معجم القرآن اور المفردات) ۲۳/۵، ۲۵/۴، ۱۵، ۲۹/۲۱، ۳۰/۱

فَصِیْلَتِہٖ: فصیلۃ (حالت جر) مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مرد کے اقارب و اعزہ (منتہی الارب) قبیلہ (عملی)، ماں باپ، لڑکا والدین سے ہی جدا ہوتا ہے یعنی ان سے پیدا ہوتا ہے، ماں باپ بھی اس سے الگ ہوتے ہیں یعنی اپنے بدن سے

اولاد کو قطع کر کے جدا ہو جاتے ہیں (کبیر) یک جدی افراد خاندان (معجم) پ ۲۹/۷

فَضْلُ اللّٰهِ: اللہ کی مہربانی۔ اسم فعل۔ فضل کے معنی ہیں برتری، بڑھوتری، مال، قوت، حسن، مرتبہ، عزت، حکومت، عقل، علم اور حلم وغیرہ میں زیادتی، مہربانی، اپنی طرف سے بغیر استحقاق کے کسی کو کچھ دینا۔

فضل بمعنی زیادتی کی دو صورتیں ہیں ۱۔ اچھی اور پسندیدہ زیادتی جیسے علم، حلم، حیا وغیرہ کی زیادتی، ۲۔ بری زیادتی جیسے غضب وغیرہ کی زیادتی۔ لفظ فضل کا زیادہ استعمال اچھی زیادتی کے لئے ہوتا ہے اور بری زیادتی کے لئے لفظ فضول مستعمل ہے اگرچہ وضع لغت کے لحاظ سے لفظ فضل دونوں کو شامل ہے۔

فضل بمعنی برتری کی تین صورتیں ہیں ۱۔ ایک جنس کا دوسری جنس سے برتر ہونا جیسے جنس حیوان کا افضل ہونا ۲۔ ایک نوع کا دوسری نوع سے اعلیٰ ہونا جیسے نوع انسان کا حیوان کی ہر نوع سے اشرف ہونا ۳۔ ایک شخص کا دوسرے شخص سے برتر ہونا جیسے زید کا خالد سے افضل ہونا۔ اول الذکر دونوں صورتوں میں ادنیٰ کا ترقی کر کے اعلیٰ کی صف میں داخل ہونا ناممکن ہے، صرف تیسری صورت کی بعض شقوں میں امکان ہے (قرآن میں فضل بمعنی برتری سے تیسری ہی صورت مراد ہوتی ہے اگرچہ کسی جگہ نوعی برتری بھی مراد ہے (راغب فی المفردات) پ ۱/۸ ۵/۱۴،۸ ۶/۱۲ ۱۵/۷،۸ ۲۷/۱۹ ۲۸/۱۱
(دیکھو تفضیلاً)

فَضْلِ اللّٰهِ: اسم فعل، حالت جر، مضاف۔ اللہ مضاف الیہ، اللہ کی مہربانی، فضل، پ ۱۱/۱۱ ۱۲/۱۵ ۱۹/۱۸ ۲۷/۲۰ ۲۸/۱۲ ۲۹/۱۴

اَلْفَضْلُ: اسم فعل، پ ۵/۶ اہل طاعت کا جنت میں انبیاء شہداء اور صدیقوں کے ساتھ ہونا، ۱۹/۱۷ سلیمان کا پرندوں کی بولی سمجھنا اور شاندار سلطنت پانا، ۲۲/۱۶ نیکیوں میں سب سے بڑھ جانا، ۲۵/۴ نیک عمل والے اہل ایمان کو جنت میں مرضی کے موافق ہر چیز ملنا۔

اَلْفَضْلَ: اسم فعل، پ ۲/۱۵ آپس کے تعلقات کی بھلائی، میاں بی بی کے سلوک میں خوشگواری، پاسداری، لحاظ، مروت۔ ۳/۱۶ اللہ کی طرف سے ہدایت اور کتاب اور شریعت۔

اَلْفَضْلِ: اسم فعل، پ ۱/۱۳ خیر، برکت، ہدایت، شریعت، وحی، ۳/۱۶ مہربانی، عطاء، شریعت، ہدایت، پ ۹/۱۸ مغفرت، امتیاز، ۵/۹ مال، ۲۷/۱۹ مہربانی، کرم، ۲۸/۱۱

مہربانی، نبوتِ عامہ الی یوم القیامہ۔

فَضْلٍ: اسم فعل، ١٢/١٦ مہربانی، موت کے بعد زندگی، ٢/١٢ مہربانی، بعض آدمیوں کو بعض پر حملہ نہ کرنے دینا، امن قائم رکھنا، ٤/٧ معافی، ٤/٨ انعام، شہدا کو عطاءِ درجات، ١٠/٣ مہربانی، مدد، ٤/٤ مغفرت، جنت، ١١/٦ فضیلت، برتری، ١١/١٢ نیکی، مرتبہ، ١٢/٢ برتری، فضیلت، ٢/٢ مہربانی، قیامت کا فوراً آجانا، ٢٧/١٢ مہربانی، دن کو روشن اور رات کو آرام کے لئے بنانا، ١١/١١ مہربانی، عطاءِ رزق۔

فَضْلٌ: اسم فعل، اللہ کی طرف سے فضل، فتح، کامیابی، مالِ غنیمت، ٧/٥

فَضْلًا: اسم فعل (حالتِ نصب) ٩/٢ تجارت کے ذریعے سے رزق، ٥/٣ رحمت، شاید اس جگہ رحمت سے مراد مالی وسعت ہو، ٥/٦ مغفرت۔ ٢/١٥ روزی ٢٣/٣ فضل، رتبہ، جنت۔ ٨/٢٢ فضیلت، برتری، ١٦/٢٥ عنایت، مہربانی۔ ١٢/٢٦ مغفرت، رحمت ١٣/٢٦ مہربانی، ٤/٢٨ رحمت، مغفرت۔

فَضْلِہٖ: فضل مجرور مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ ١١/١ رحمت، وحی ٨/٤ رحمت، مہربانی، خاص رزق، ٩/٤ مہربانی بلا استحقاق، ٢، ٣، ٥/٥ رحمت، مہربانی، مال، ٤/٤، ١٠، ١٣، ١٦/١ فضل و کرم ١٦/١١ خیر بھلائی ٨/٤

معاش، مال ٧/١٥، روزی ١٨/١٥ عنایت مہربانی، ١٠، ١١/١٥ مہربانی، ١/٢٠ معاش، ٦/٢١ معاش، ٨/٢١ معاش، ١٤/٢٢ معاش، ١٦/٢٢ عنایت مہربانی، ٤/٢٥ مہربانی، ١٨/٢٥ معاش۔

فَضَّلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر تفضیل باب تفعیل ٢، ٣، ١٠/٥ اس نے فضیلت دی، برتری دی، ١٦/١٤ اس نے زیادتی کی، زیادہ دیا۔

فَضَّلَکُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، کُمْ ضمیر مفعول، اس نے تم کو فضیلت بخشی، بزرگی عطا کی ٦/٩

فَضَّلَنَا: واحد مذکر غائب ماضی معروف، نَا ضمیر مفعول، اس نے ہم کو برتری عطا کی، فضیلت بخشی ١٧/١٩

فَضَّلْتُکُمْ: واحد متکلم ماضی معروف، کُمْ ضمیر مفعول، میں نے تم کو بزرگی عطا کی ٦، ١٥/١

فَضَّلْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے فضیلت دی، ہم نے بزرگی عطا کی، ١/٣، ١٦/٦ ٢، ٦، ٧/١٥ ١٨/٢٥

فُضِّلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول، مصدر تفضیل، باب تفعیل، ان کو رزق زیادہ دیا گیا، ان کی معاش بڑھائی گئی۔ ١٦/١٤

فِضَّةٍ: اسم جنس نکرہ، چاندی، پ ۲۵ ۹، پ ۲۹ ۱۹

اَلْفِضَّةَ: اسم جنس معرف باللام، حالتِ نصب، چاندی۔ پ ۴ ۱۱

اَلْفِضَّةِ: اسم جنس معرفہ (حالتِ جر) چاندی پ ۳ ۱۰

فَطَرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر فطرٌ، اس نے نیست سے ہست کیا، وہ عدم سے وجود میں لایا، اس نے پیدا کیا، لغوی لحاظ سے فَطْرٌ کے مفہوم میں پھاڑنے کے معنی ضرور ہونا چاہیے کیونکہ لغت میں فَطْر کے معنی ہیں پھاڑنا، عدم کے پردے کو پھاڑ کر وجود میں لانا یعنی پیدا کرنا، اسی مناسبت سے اس کا مفہوم قرار پایا، پ ۱۵ ۷، پ ۲۱ ۷

فَطَرَنِیْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، نِیْ مفعول اس نے مجھے پیدا کیا، پ ۱۲ ۵، پ ۲۳ ۱، پ ۲۵ ۹

فَطَرَکُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، کُمْ ضمیر مفعول، اس نے تم کو پیدا کیا، پ ۱۵ ۵

فَطَرَنَا: واحد مذکر غائب ماضی معروف، ھَا ضمیر مفعول، اس نے ہم کو پیدا کیا، پ ۱۶ ۱۲

فَطَرَهُنَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف هُنَّ ضمیر مفعول، اس نے ان کو پیدا کیا، پ ۱۷ ۵

فِطْرَةَ اللّٰهِ: اسم فعل۔ فِطْرَةَ مضاف، اللّٰہ مضاف الیہ، تخلیق، بناوٹ، بنائی، بنی چیز، پ ۲۱ ۷

پروفیسر عبدالرؤف مصری نے لکھا ہے کہ فطرة ان خصوصی صفات کو کہتے ہیں جن سے کسی قوم یا فرد کی اچھی بری شخصیت بنتی ہے مثلاً شجاعت قوت، ذہانت، محنت، دانشمندی، مکاری وغیرہ، فطرة کے اصلی معنی ہیں، آٹا گوندھ کر فوراً بغیر خمیر کے روٹی پکانا، خُبْزٌ فَطِیْرٌ (چپاتی) رَأْیٌ فَطِیْرٌ (بے سوچی رائے) اصل لغت میں توسیع ہوئی تو ایجاد و اختراع کے معنی ہو گئے (معجم القرآن)

امام راغب نے لکھا ہے فطرة اللّٰہ سے مراد ہے انسان کی وہ پیدائشی (تخلیقی) قوت جس سے ایمان کا حصول ہوتا ہے (المفردات)

فُطُوْرٍ: اسم فعل، رخنہ، انشگاف، عیب، پ ۲۹ ۱

فَظًّا: بدکلام، بدخو، بداخلاق، لفظ کی اصل وضع اس گندے پانی کے لئے ہے جو غلاظت سے بھری ہوئی آنتوں کے اندر ہوتا ہے (معجم القرآن و مفردات) پ ۴ ۷

فَعَلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، کیا۔ امام راغب نے لکھا ہے ہر قسم کی تاثیر کو فعل کہتے ہیں ناقص ہو یا کامل دانستہ ہو یا نادانستہ، ارادے کے ساتھ ہو یا بلا ارادہ، انسان کی طرف سے ہو یا حیوان

کی طرف سے، یا کسی اور کی طرف سے فعل اور عمل دونوں کے ایک ہی معنی ہیں البتہ صَنَعَ کا مفہوم خاص ہے یعنی بنانا۔

لفظ فعل اسم فعل بھی ہے، مصدر بھی ہے اور اس کام کو بھی کہتے ہیں جو کیا گیا ہو، مفعول اور منفعل میں کوئی فرق نہیں، بعض اہلِ لغت کا قول ہے کہ فاعل کے فعل سے جو چیز بطور نتیجہ بلا ارادہ ظاہر ہو جاتی ہے وہ انفعال ہے جیسے محبوب کو دیکھنے سے چہرے کی شگفتگی اور دل میں سرور گانا سننے سے دل میں ہوک اور طرب، لیکن مفعول میں یہ شرط نہیں ہے (المفردات) ۹/۱۲، ۴۷/۱۱، ۱۷/۵، ۳۰/۱۴ (دیکھو افعل)

فُعِلَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، کیا گیا یعنی ان کو عذاب دیا گیا، ۲۲/۱۲

فَعَلْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، تو نے کیا، ۱/۱۶ یعنی شرک کیا، خدا کو چھوڑ کر دوسرے کو پکارا، ۱۷/۵ یعنی کیا تو نے ہمارے معبودوں کو توڑا ۱۹/۱۶ یعنی تو نے قتل کیا۔

فَعَلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، تم نے کیا ۳/۴ یعنی تم نے کیا سلوک کیا، ۲۶/۱۴ یعنی نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دیا۔

فَعَلْنَا: جمع متکلم ماضی معروف ہم نے کیا ۳/۱۹ یعنی ہم نے ان کو برباد کر دیا، ہلاک کر دیا۔

فَعَلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف انہوں نے کیا ۲/۵ یعنی کھلا گناہ کیا، ۵/۳ یعنی وہ تعمیلِ حکم (نہیں) کرتے ۲/۵ یعنی بدی ۱/۳، ۳/۳ یعنی نہ گمراہ ہوتے نہ اغوا کرتے ۳/۳ یعنی کھلا گناہ کیا، بے حیائی کا کام کیا، ۲۷/۳ یعنی جو کام انہوں نے کیا۔

فَعَلْنَ: جمع مؤنث غائب ماضی معروف، ان عورتوں نے کیا ۲/۱۴، ۱۵/۱ یعنی نکاح۔

فَعَلْتُهٗ: واحد متکلم ماضی معروف، ہٗ ضمیر مفعول ۱۶/۱ یعنی میں نے خود اپنی رائے سے نہیں کیا۔ (ابن عباس)

فَعَلْتُهَا: واحد متکلم ماضی معروف ھا ضمیر مفعول میں نے وہ حرکت کی، ۱۹/۱۶ یعنی قتل۔

فَعَلَهٗ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، ہٗ ضمیر مفعول، ۱۷/۵ ہاں کسی نے تو کیا (کسائی و رازی) یعنی اس جگہ فَعَلَهٗ کا فاعل غیر معین اور نامعلوم ہے اس لئے حذف کر دیا گیا، رازی کی یہ تشریح اس بنا پر ہے کہ فَعَلَهٗ پر وقف ہے، کَبِیْرُهُمْ جو اس کے بعد آیا ہے وہ اس کا فاعل نہیں ہے، عام اہلِ تفسیر نے کَبِیْرُهُمْ کو فاعل قرار دیا ہے اور یہ مطلب

لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا میں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ بڑے بت نے کیا ہے یعنی ان لوگوں کو قائل کرنے اور ان کے عقیدے کا مذاق اڑانے کے لئے حضرت نے انکار کر دیا اور اپنے فعل کو بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا۔

فَعَلْتَكَ: اسم فعل مضاف، ک ضمیر مخاطب مضاف الیہ، فَعْلَۃٌ بمعنی فعل یعنی تو نے اپنی ایک اور حرکت کی تھی۔ ۱۹/۶

فَعَّالٌ: صیغہ مبالغہ، زبردست کام کرنے والا، خود مختاری سے کرنے والا، ۱۲/۹ ۳۰/۱۰

اَلْفَقْرُ: اسم فعل اور مصدر، تنگ دستی، ناداری، مفلس ہو جانا، محتاج ہو جانا، ۳/۵

پروفیسر عبدالرؤف نے لکھا ہے کہ اگر صرف اہل و عیال کی کفالت کے لئے رزق ہو زائد نہ ہو تو ایسا شخص فقیر ہے، اتنا بھی نہ ہو تو مسکین ہے اصل میں فقیر اس شخص کو کہتے تھے جس کے فِقَارُ الظَّهر (پشت کے مہرے، کریے) ٹوٹ گئے ہوں اس کے بعد ہر کمزور کو کہنے لگے، استعمال میں مزید توسیع کی گئی تو اس شخص پر اطلاق ہونے لگا جس کے پاس روزی زائد نہ ہو، مشہور راعی کا قول ہے،

اما الفقیر الذی کانت حلوبتہ ۔ وفق العیال فلم یترک لہ سبد

یعنی میں وہ فقیر ہوں جس کے پاس دودھ دینے والی اونٹنی صرف اہل و عیال کی ضرورت کے لائق دودھ دیتی ہے (معجم القرآن)

امام راغب نے لکھا ہے فقر کا استعمال چار طور پر ہوا ہے:-

۱۔ ضرورت کے لائق روزی نہ ہونا۔

۲۔ صرف ضرورت کے لائق ہونا، اندوختہ نہ ہونا آیۃ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ میں یہی مفہوم مراد ہے۔

۳۔ فقر نفس، کتنا ہی مال ہو مگر نفس حریص رہے۔

۴۔ اللہ کی طرف احتیاج، ایسا فقر ہر آدمی ہر جانور بلکہ کائنات کی ہر چیز میں ہے سب اللہ کے محتاج ہیں آیت رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ میں یہی معنی مراد ہیں (المفردات) (دیکھو فاقرۃ)

فَقِیْرًا: صفت مشبہ نکرہ واحد (حالت نصب) فُقَرَآءُ جمع، محتاج، ۵/۴ ۲/۶ ۱۲/۲ ۱۰

فَقِیْرٌ: صفت مشبہ نکرہ واحد (حالت رفع) فُقَرَآءُ جمع، ۱/۴ محتاج، ۲/۱۰ ضرورت مند۔

اَلْفَقِیْرُ: صفت مشبہ معرف باللام (حالت نصب) محتاج، ۱/۴

اَلْفُقَرَآءُ: صفت مشبہ جمع معرفہ حالت رفع، الفقیر واحد

ضرورتمند (بے نیاز نہیں ہو) ۲۲/۱۵ ، ۲۶/۸

اَلْفُقَرَاءَ: صفت مشبہ جمع معرفہ، حالتِ نصب،
اَلْفَقِیْرُ واحد، محتاج، ۳/۵

لِلْفُقَرَاءِ: لام حرفِ جر، اَلْفُقَرَاءِ مجرور صفتِ مشبہ جمع، حالتِ جر، محتاج۔ ۳/۵ ، ۱۰/۱۴ ، ۲۸/۴

فُقَرَاءَ: صفتِ مشبہ نکرہ، جمع (حالتِ نصب)
محتاج، ۱۸/۱۰

فَكُّ رَقَبَةٍ: مصدر (باب نصر) مضاف رَقَبَةٍ مضاف الیہ، غلامی سے آزاد کرنا۔

امام راغب نے لکھا ہے بعض کا قول ہے کہ گردن کی آزادی سے مراد ہے، اللہ کے عذاب سے اپنی اور دوسروں کی گردنوں کو آزاد کرنا،
(المفردات) ۳۰/۱۵

فَكَّرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر تَفْكِيْر باب تفعیل، اس نے سوچا۔ فِكْرٌ، فَكْرٌ، فِكْرَةٌ، فِكْرَى اسم مصدر بمعنی سوچ وچار فِكْرٌ اور فَكْرٌ کے معنی حاجت بھی ہیں، محاورے میں کہتے ہیں مَالِیْ فِيْهِ فَكْرٌ یا مَالِیْ فِيْهِ فِكْرٌ، مجھے اس کی حاجت نہیں
(قاموس ولسان)

امام راغب نے لکھا ہے کسی چیز میں تفکر اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس کی صورت دماغ میں آسکے جیسے آسمان زمین سارا جہان، اگر دماغ میں صورت نہ آسکے تو ایسے مقام میں تفکر کا استعمال صحیح نہیں اس لئے کہا گیا ہے، اللہ کی آیات اور نعمتوں پر غور کرو، اس کی ذات کو نہ سوچو (المفردات) ۲۹/۱۵

فَكِهِيْنَ: جمع، حالتِ نصب فَكِهٌ واحد، باتیں بناتے ہوئے، اتراتے ہوئے، مذاق اڑاتے ہوئے۔ (دیکھو فَاكِهِيْنَ وفَاكِهُوْنَ وتَفَكَّهُوْنَ) ۳۰/۸

فُلَانًا: فلاں شخص کو، اگر چہ کسی کا نام نہ لیا جائے اور اسمی تعیین نہ کی جائے تو نام کی جگہ لفظِ فلاں آتا ہے۔

پروفیسر عبد الرؤف مصری نے لکھا ہے کسی شخص یا چیز کے نام کی طرف کنایہ کرنے کے لئے لفظِ فلاں بولا جاتا ہے بلکہ شریفوں کی جماعت کی طرف کنایہ کرنے کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے، ابو النجم کا شعر ہے:

تَدَافُعَ الشَّيْبُ وَلَمْ تَقْتُلْ
فِیْ لُجَّةٍ اَمْسِكْ فُلَانًا عَنْ فُلٍ

(معجم القرآن)

راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ فُلَانٌ اور

فُلَانَۃٌ کا استعمال انسان (مرد و عورت) کے لئے ہوتا ہے اور اَلْفُلَانُ اور اَلْفُلَانَۃُ کا استعمال حیوان (مذکر و مؤنث) کے لئے ہوتا ہے۔ ۱۹/۱

اَلْفَلَقِ: اسم فعل، تڑکا، اول صبح (صحاح، قاموس، زجاج، راغب) یا مخلوق (ابن عباس) لفظی ساخت کے اصل معنی ہیں پھاڑنا، صبح کا نور سیاہی کے پردے کو پھاڑ کر نکلتا ہے مخلوق عدم کے پردے کو چاک کرکے آئی ہے، اسی مناسبت سے اول صبح یا مخلوق مراد ہوئی۔ (دیکھو فَالِقُ) ۳۰/۲۸

فَلَكٍ: واحد فُلْكٌ و اَفْلَاكٌ جمع، گھیرا دائرہ، لفظ کی اصل وضع اس پانی کے لئے ہے جس پر ہوا لگنے سے گول گول دائرے پیدا ہو جاتے ہیں (معجم القرآن) ۱۷/۴ ۲۳/۳

اَلْفُلْكِ: یہ لفظ مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی، جمع بھی ہے اور واحد بھی، یا جمع بصورت واحد ہے اگر جمع ہوگا تو اس کا واحد فَلَكٌ ہوگا جیسے اُسُدٌ (قاموس) کشتی، جہاز۔ ۲/۴ ۸/۱۵ ۱۱/۸،۱۳ ۱۸/۲ ۱۹/۱۰ ۲۱/۲ ۲۳/۲ ۲۴/۱۴ ۲۵/۷

اَلْفُلْكَ: حالت نصب (دیکھو اَلْفُلْكِ) ۱۲/۴ ۱۳/۱۷ ۱۴/۸ ۱۵/۷ ۱۷/۱۶ ۱۸/۲ ۲۲/۱۴

اَلْفُلْكُ: حالت رفع (دیکھو اَلْفُلْكِ) ۲۱/۸ ۲۵/۱۸

فَوَاحِشَ: جمع، واحد فَاحِشَۃٌ، بے حیائی کے کام، کھلے گناہ (دیکھو فَاحِشَۃٌ) ۸/۶،۱۱ ۲۵/۲ ۲۷/۶

فَوَاقٍ: اسم فعل، واحد، اس کی جمع اَفْوِقَۃٌ اور اَفِقَۃٌ ہے، درمیانی وقفہ، وہ وقفہ جو دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان ہوتا ہے، دوہنے والا ایک مرتبہ دودھ دھکتا ہے پھر بچے کو پینے کے لئے چھوڑ دیتا ہے، بچے کے پینے سے جانور کے تھنوں میں دوبارہ دودھ اُتر آتا ہے، دوہنے والا بچے کو ہٹا کر خود دوبارہ دودھ لیتا ہے۔ اس درمیانی وقفے کا نام اصل لغت میں فواق ہے (قاموس) یہاں مراد سکون اور مرض کا افاقہ (منتہی الارب، لسان، ابو عبیدہ) یا رجوع (عکلی، راغب اور معجم) یا راحت (راغب و منتہی الارب) ۲۳/۱۱

فَوَاكِهَ: جمع فَاكِهَۃٌ واحد، پھل، میوہ (دیکھو فَاكِهَۃٌ) ۱۸/۱ ۲۳/۶ ۲۹/۲۲

فَوْتَ: اسم فعل، آگے بڑھ جانا، گرفت سے باہر ہو جانا، رسائی سے نکل جانا، هُوَ فَوْتَ رُمْحِهٖ وہ اس کے نیزے کی رسائی سے آگے ہے هُوَ فَوْتَ يَدِهٖ وہ ہاتھ کی پہنچ سے باہر ہے هُوَ فَوْتَ فَمِهٖ وہ اس کے منہ کی رسائی سے باہر ہے یعنی منہ

وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، بددعا کے وقت کہا جاتا
ہے جَعَلَ اللّٰہُ رِزْقَہٗ فَوْتَ فَمِہٖ اللہ اس کے
رزق کو اس کے منہ کی رسائی سے باہر کر دے یعنی رزق
سامنے ہو مگر منہ وہاں تک نہ پہنچ سکے (تاج لسان)
دیکھو فَاتَکُمْ پ۲۲/۱۲

فَوْجٌ: واحد، حالتِ رفع، اَفْوَاجٌ جمع، گروہ، جماعت
فُوُوْجٌ بھی جمع ہے اَفَاوِجُ اور اَفَاوِیْجُ جمع الجمع
ہے۔ پ۲۳/۱۳ پ۲۹/۱

فَوْجًا: واحد، حالتِ نصب، گروہ، پ۲۰

فَوْرِ: اسم فعل، جوش، ابال، عجلت، فوراً۔ اور
آجائیں تم پر اپنے جوش سے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)
اور وہ آویں تم پر اسی دم (شاہ عبد القادر) (دیکھو
فَارَ) پ۴/۴

اَلْفَوْزُ: اسم فعل و مصدر، فتح، کامیابی، کامیاب
ہونا (باب نصر) (دیکھو فَازَ) پ۴/۱۳ پ۷/۸،۶ پ۱۰/۱۵،۱۷ پ۱۱/۱۲،۳،۲
پ۲۳/۶ پ۲۴/۶ پ۲۵/۲۰،۱۶ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۱۵،۱۰ پ۳۰/۱۰

فَوْزًا: اسم فعل و مصدر، حالتِ نصب، دیکھو اَلْفَوْزُ
پ۵/۷ پ۲۲/۶ پ۲۶/۲۹

فَوْقَ: ظرف، مکان، اوپر، اونچا جیسے رَفَعْنَا
فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ۔
مرتبہ[۲] میں زیادتی، برتری، جیسے رَفَعْنَا بَعْضَہُمْ فَوْقَ
بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَالَّذِیْنَ
اتَّقَوْا فَوْقَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔
بلندی[۳] بلحاظ غلبہ جیسے وَہُوَ الْقَاہِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ
وَاِنَّا فَوْقَہُمْ قٰہِرُوْنَ۔
جسمانیت[۴] کے لحاظ سے بڑا یا چھوٹا ہونا جیسے بَعُوْضَۃً
فَمَا فَوْقَہَا یعنی مچھر اور مچھر سے کوئی بڑی چیز (مثلاً
مکڑی) یا چھوٹی چیز (مثلاً مچھر کی ٹانگ)
حقارت[۵] اور ذلت میں زیادتی جیسے بَعُوْضَۃً فَمَا
فَوْقَہَا یعنی مچھر اور مچھر سے بھی زیادہ حقیر چیز۔
تعداد[۶] میں زیادتی فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ
پ۳/۱۴ پ۴/۱۳ پ۷/۱۴،۸ پ۸/۷ پ۹/۱۶ پ۱۲/۱۵ پ۱۳/۳ پ۱۴/۱۸ پ۲۵/۱۶،۹ پ۲۶/۱۳،۹

فَوْقِ: ظرفِ مکان مجرور، اوپر سے، اونچائی سے۔
حالتِ جر میں فوق کے عموماً یہی معنی ہوتے ہیں جیسے
وَجَعَلَ فِیْہَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِہَا۔ عَلَیْکُمْ
عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ۔ اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ
فَوْقِکُمْ۔ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ۔ یُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوْسِہِمْ۔ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ۔
پ۱۳/۱۶ پ۱۷/۹ پ۱۸/۱۱۔

فَوْقَکُمْ: فَوْقَ منصوب، مضاف کُمْ ضمیر
مضاف الیہ، تمہارے اوپر، پ۱/۸،۱۱ پ۱۵/۱ پ۳۰/۱

فَوْقِکُمْ: فَوْقِ مجرور مضاف، کُمْ ضمیر مضاف الیہ

تمہارے اوپر سے، ۱۴ ۲۱/۱۸ ۔

فَوْقَهَا : فوق ظرف منصوب مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، اس کے اوپر، ۱/۲

فَوْقِهَا : فوق ظرف مجرور مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، اس کے اوپر سے۔ ۲۳/۱۶ ۲۴/۱۶

فَوْقَهُمْ : فوق ظرف منصوب مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کے اوپر۔ ان سے بڑھ کر۔ ان سے زیادہ۔ ان پر غالب۔ ۲/۱۰ ۶/۲ ۹/۵،۱۱ ۲۶/۱۵ ۲۹/۲،۵

فَوْقِهِمْ : فوق ظرف مجرور مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کے اوپر سے، ۶/۱۳ ۸/۱۲ ۱۷/۱۰،۱۲ ۲۱/۲ ۲۳/۱۶

فَوْقِهٖ : فوق ظرف مجرور مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اس کے اوپر سے، ۱۸/۱۱

فَوْقِهِنَّ : فوق ظرف مجرور مضاف ھِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، ان کے اوپر سے ۲۵/۲

فُوْمِهَا : فُوم مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، گیہوں (راغب) یا لہسن (عام اہل تفسیر) حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس کی قراءت میں یہ لفظ ثُوْمِهَا ہے۔

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ فُوم اصل میں ثُوم تھا ثاء کو فاء سے بدل دیا اور یہ جائز ہے جیسے جَدَث کو جَدَف اور مَغَاثِیْر کو مَغَافِیْر کہا جاتا ہے (القرطین لابن قتیبہ) ۱/۲

فُؤَادُ : واحد، معرفہ۔ اَفْئِدَةٌ جمع، دل۔ لغت میں تَفَوُّدٌ کے معنی ہیں روشن ہونا۔ علمی ادراکی اور عرفانی نور کا مرکز بھی دل ہے اسی لحاظ سے اس کو فُؤاد کہا جاتا ہے۔ ۲۰/۴

اَلْفُؤَادُ : واحد، معرف باللام اَلْاَفْئِدَةُ جمع، دل۔ ۲۷/۵

اَلْفُؤَادَ : واحد، حالتِ نصب، دل، ۱۵/۴

فُؤَادَكَ : فؤاد منصوب مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر، مضاف الیہ، تیرے دل کو، ۱۲/۱ ۱۶/۱

فِئَةٌ : واحد، حالتِ رفع، گروہ اور بقول امام راغب وہ گروہ جو باہم مددگار رہو اور ایک دوسرے کی طرف مدد کرنے کے لئے لوٹے (المفردات) ۱۳/۱۰ ۱۵/۱۷

فِئَةً : واحد، حالتِ نصب، گروہ (دیکھو فِئَةٌ) ۲/۴ ۲/۱

فِئَةٍ : واحد، حالتِ جر، گروہ (دیکھو فِئَةٌ) ۱۲/۱۷ ۹/۱۶ ۳۰/۱۱

فِئَتُكُمْ: فِئَةٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، تمہارا گروہ۔ پ ۹/۱۶

فِئَتَانِ: تثنیہ فِئَةٌ واحد، حالتِ رفع، دو گروہ۔ پ ۳/۲

فِئَتَيْنِ: تثنیہ فِئَةٌ واحد، حالتِ جر و حالتِ نصب، دو گروہ۔ پ ۳/۱۰، پ ۵/۹

فَهَّمْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، مصدر تَفْهِيْمٌ باب تفعیل، اس کا مجرد باب سمع سے مستعمل ہے ہم نے سمجھا دیا۔ پ ۱۷/۶

اَلْفِيْلِ: اسم جنس، مذکر و مؤنث واحد و جمع، اگر اس کو واحد قرار دیا جائے تو فُيُوْلٌ اور فِيَلَةٌ جمع آتی ہے ہاتھی اصحاب الفیل سے مراد ہیں ابرہۃ حبشی شاہ یمن اور اس کا لشکر جس نے کعبہ ڈھانے کے لئے چڑھائی کی تھی اور اللہ نے اس کو غیبی حادث بھیجکر تباہ کیا، قصہ اس سورت میں مذکور ہے۔ پ ۳۰/۳۱

فِيْ: حرف جر ہے اس کا استعمال قرآن مجید میں مختلف طور پر ہوا ہے۔

۱ ظرفیت کے لئے ایسا استعمال قرآن مجید میں زیادہ ہے، ظرف مکان جیسے اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ، ظرف زمان جیسے وَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ۔

۲ بمعنی مع یعنی شمول الخ اور مصاحبت کے لئے جیسے اُدْخُلُوْا فِيْ اُمَمٍ قوموں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

۳ بمعنی باءِ سببیت یا بابت متعلق فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ یہی وہ ہے جس کے سبب جس کے متعلق تم نے مجھے برا کہا تھا۔

۴ بمعنی لام (واسطے) اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا اگر تم ان کے لئے بھلائی سمجھو (ابن عباس)

۵ بمعنی علیٰ (اوپر) لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ کھجور کے تنوں پر میں تم کو صلیب دوں گا۔

۶ بمعنی الیٰ (طرف) فَرَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ ای اِلٰى اَفْوَاهِهِمْ۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ایک نظر ستاروں کی طرف دیکھا۔ (ابن عباس)

۷ بمعنی عن (اعراض) فَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔

۸ بمعنی مِنْ (سے) وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا جس روز ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے۔

۹ باہم اندازہ کرنا، مقابلہ اور موازنہ کرنا فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگانی کا سامان حقیر ہے۔

۱۰ تاکید یا زائد وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا عربی میں باب رَكِبَ متعدی ہے رَكِبَ الْفَرَسَ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس لئے آیت میں فِيْ زائد ہے، اردو میں کشتی پر یا کشتی میں سوار ہونا بولا جاتا ہے اس لئے

ترجمہ میں فِیْ کو زائد نہیں قرار دیا جا سکتا، قرآن پاک میں حرف فِیْ ۱۲۹۱ مرتبہ سے بھی زیادہ آیا ہے کل آیات یا حوالجات کو نقل کرنا غیر مفید طوالت ہے ذیل میں ان مقامات کے حوالے لکھے جاتے ہیں جہاں ضمیروں پر فِیْ آیا ہے۔

فِیْہِ : فِیْ حرف جر، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور

اس میں ۱/ ۱، ۲، ۴، ۸، ۱۴ — ۲/ ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۶ — ۳/ ۲، ۴، ۵، ۶، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۴ — ۴/ ۱، ۱۴ — ۵/ ۸ — ۶/ ۲، ۱۱ — ۷/ ۸، ۱۳ — ۸/ ۳، ۵ — ۹/ ۶، ۱۱ — ۱۱/ ۲، ۷، ۹، ۱۲، ۱۵ — ۱۲/ ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶ — ۱۳/ ۱۷، ۱۹ — ۱۴/ ۱، ۳، ۵، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۲ — ۱۵/ ۷، ۱۱، ۱۳، ۱۸ — ۱۶/ ۲، ۵، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷ — ۱۷/ ۱، ۲، ۶، ۱۰، ۱۶ — ۱۸/ ۴، ۸، ۱۱ — ۱۹/ ۴ — ۲۰/ ۲، ۳، ۱۰ — ۲۱/ ۷، ۱۴، ۱۶ — ۲۲/ ۱۴، ۱۶ — ۲۳/ ۱۴، ۱۵، ۱۷ — ۲۴/ ۴، ۱۲، ۱۸، ۲۰ — ۲۵/ ۲، ۳، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۱۹ — ۲۶/ ۱، ۲ — ۲۷/ ۴، ۸، ۱۷، ۱۸، ۱۹ — ۲۸/ ۲۰ — ۲۹/ ۴، ۱۱ — ۳۰/ ۱

فِیْہَا : فِیْ حرف جر، ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور

اس میں ۱/ ۳، ۴، ۸، ۹، ۱۴ — ۲/ ۳، ۴، ۹، ۱۱ — ۳/ ۲، ۴، ۶، ۱۰، ۱۷ — ۴/ ۲، ۳، ۵، ۱۱، ۱۲، ۱۳ — ۵/ ۵، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵ — ۶/ ۳، ۸، ۱۰، ۱۱ — ۷/ ۱، ۵، ۶، ۱۰ — ۸/ ۲، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲ — ۹/ ۱، ۶ — ۱۰/ ۹، ۱۴، ۱۵، ۱۷ — ۱۱/ ۳، ۶، ۸ — ۱۲/ ۲، ۴، ۶، ۸، ۹ — ۱۳/ ۶، ۷، ۱۶ — ۱۴/ ۲، ۴، ۷، ۱۰ — ۱۵/ ۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷ — ۱۶/ ۱، ۳، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶ — ۱۷/ ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ — ۱۸/ ۱، ۲، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۷ — ۱۹/ ۴، ۵، ۹ — ۲۰/ ۵، ۱۶ — ۲۱/ ۲، ۱۰، ۱۵ — ۲۲/ ۵، ۷، ۸، ۱۵، ۱۶ — ۲۳/ ۲، ۴، ۶، ۱۳ — ۲۴/ ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۸ — ۲۵/ ۲، ۷، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۲۰ — ۲۶/ ۲، ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۵، ۱۷ — ۲۷/ ۱، ۳، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۱۸ — ۲۸/ ۳، ۵، ۱۵، ۱۸ — ۲۹/ ۱، ۵، ۹، ۱۲، ۱۹، ۲۱ — ۳۰/ ۱، ۲، ۵، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۷، ۲۲، ۲۳

فِیْہِمَا : فِیْ حرف جر، ہِمَا ضمیر تثنیہ مذکر و مؤنث غائب مجرور، ان دونوں میں ۳/ ۱۱ — ۱۷/ ۲ — ۲۴/ ۹ — ۲۵/ ۴ — ۲۷/ ۱۳

فِیْہِمْ : فِیْ حرف جر، ہِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور ان سب میں ۱/ ۱۵ — ۳/ ۸ — ۵/ ۱۲ — ۶/ ۱۲ — ۷/ ۶ — ۹/ ۱۷، ۱۸ — ۱۴/ ۱۰ — ۱۵/ ۱۵ — ۱۶/ ۲ — ۱۸/ ۲، ۱۰ — ۲۰/ ۱۴ — ۲۳/ ۶ — ۲۸/ ۷

فِیْہِنَّ : فِیْ حرف جر، ہِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مجرور، ان سب میں ۲/ ۹ — ۵/ ۱۶ — ۷/ ۶ — ۱۰/ ۱۱ — ۱۵/ ۵ — ۱۸/ ۴ — ۲۷/ ۱۳ — ۲۹/ ۹

فِیْکُمْ : فِیْ حرف جر، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور۔ تم میں ۳/ ۲ — ۴/ ۱ — ۶/ ۸ — ۷/ ۱۴ — ۱۰/ ۵، ۸، ۱۳ — ۱۱/ ۵، ۷ — ۲۱/ ۱۸ — ۲۶/ ۱۳ — ۲۸/ ۵

فِیْنَا : فِیْ حرف جر، نَا ضمیر جمع متکلم مجرور۔ ہم میں ۱۲/ ۶، ۸ — ۱۹/ ۶ — ۲۱/ ۳

باب القاف

ق : چھبیسویں پارہ میں سورۃ ۵۰ کا نام، حرف

ہجار ہیں سے ایک حرف، حروفِ مقطعات میں سے
ایک حرف جس کا صحیح علم امت میں کسی کو نہیں، اللہ
ہی کو اصلی مراد معلوم ہے۔ ۲۶/۱۵

قاب: اندازہ، مقدار یا کمان کے قبضہ سے نوک
تک کا فاصلہ یعنی آدھی کمان کی لمبائی (تاج صحاح،
راغب، معجم)

اہلِ عرب کسی مسافت کا اندازہ کرنے کے لئے
مختلف الفاظ بولتے تھے مثلاً کمان برابر، ایک تیر
کے برابر، ایک کوڑے کے برابر، ہاتھ برابر، بانہہ برابر،
بالشت بھر، انگل برابر وغیرہ۔ آیت میں لفظی قلب
کر دیا گیا ہے، اصل میں قَابَیْ قَوْسٍ تھا یعنی کمان
کے دو قاب کی برابر۔ ایک کمان کے دو قاب ہوتے
ہیں یعنی وسطی قبضہ سے دونوں طرف کے حصے
برابر ہوتے ہیں، دو قاب پوری کمان کی برابر
ہو گئے (معجم القرآن) صاحبِ منتہی الارب نے
بھی آیت میں لفظی قلب مکانی نقل کیا ہے لیکن
قَابَ کے معنی (عام) اندازہ و مقدار بھی لکھا ہے۔
محلی نے بھی مقدار ترجمہ کیا ہے یعنی جبریل رسول اللہ
کے اتنے قریب آ گئے کہ دونوں کے درمیان
دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی
کم۔ بات یہ تھی کہ حضور والا نے حضرتِ جبریل سے
خواہش کی تھی کہ اپنی اصلی صورت مجھے دکھایئے
جبریل اصلی شکل میں مشرقی افق میں نمودار ہوئے
اور سامنے آسمان پر چھا گئے، حضور والا پر اتنا
خوف طاری ہوا کہ بے ہوش ہو گئے، جبریل انسانی
صورت میں قریب آئے اتنے کہ دو کمان برابر یا
اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور حضور کو تسلی دی
اور خوف دور کیا۔

لیکن عام اہلِ تفسیر نے لکھا ہے کہ نہ قلبِ مکانی
کہنے کی ضرورت ہے نہ دو کمانوں کے برابر
فاصلہ قرار دینے کی کیونکہ اس جگہ کلام کی بنا
عرب کے رواج اور دستور پر ہے، عرب میں جب
دو شخص گہری دوستی اور ایک روح دو قالب
ہونے کا پیمان باندھتے تھے تو ہر ایک اپنی کمان نکال کر
لاتا تھا، پھر دونوں کمانوں کو اس طرح ملا دیا جاتا تھا
کہ دونوں کے قبضے مل جاتے تھے، گوشے
مل جاتے تھے، تانت مل جاتی تھی گویا دونوں
کمانیں جڑ کر ایک ہو جاتی تھیں پھر دونوں سے
ملا کر ایک تیر پھینکا جاتا تھا مطلب یہ ہوتا تھا کہ ہم
دونوں ان دونوں کمانوں کی طرح ایک ہو گئے
اور دونوں یک ذات ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے
ایک کسی سے صلح کرے گا تو دوسرے کی بھی صلح

مانی جائے گی اور ایک کی کسی سے جنگ ہوگی تو دوسرے کی بھی جنگ سمجھی جائے گی (کذا نقل عن مجاہد) اس صورت میں جبرئیل اور رسول اللہ کے درمیان فاصلہ ثابت ہوگا جتنا دو کمانوں کو جوڑنے کے بعد دونوں کے درمیان ہوتا ہے یعنی بالکل فاصلہ نہ رہے گا، دونوں کا بالکل متصل ہونا سمجھا جائیگا واللہ اعلم ۔

قَابِلِ التَّوْبِ: اسم فاعل (بحالتِ جر) مضاف اَلتَّوْب مضاف الیہ، توبہ قبول کرنے والا، اس کا ماضی مضارع باب نصر سے بھی آتا ہے اور ضرب سے بھی اور سمع سے بھی، سب کے معنی قبول کرنے کے ہوتے ہیں بشرطیکہ متعدی بالباء ہو جیسے قَبِلَ بِہٖ۔ یَقْبَلُ بِہٖ۔ قَبَلَ بِہٖ۔ یَقْبِلُ بِہٖ۔ قَبَلَ بِہٖ۔ یَقْبُلُ بِہٖ، سب کا مصدر قَبَالَۃٌ آتا ہے۔

اگر متعدی بالباء نہ ہو تو کبھی لازم آتا ہے اس وقت سامنے سے آنے کے معنی ہوتے ہیں اور باب سمع سے آتا ہے جیسے قَبِلَتِ اللَّیْلَۃُ رات سامنے آگئی اور کبھی بغیر حرف جر کی وساطت کے خود متعدی آتا ہے اس وقت بھی باب سمع سے ہی آتا ہے جیسے قَبِلَہٗ اس کو قبول کیا، اس وقت مصدر قَبُوْلٌ اور قُبُوْلٌ آتا ہے، آیت میں صیغہ اسم فاعل اسی سے آیا ہے۔

اگر قَبِلَ کے بعد عَلٰی آئے تو چمٹنے اور شروع کرنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے قَبِلَ عَلَی الشَّیْءِ اس چیز پر چمٹ گیا یا اس کو شروع کیا اس وقت بھی باب سمع سے آتا ہے (لسان و قاموس) ۔

(باقی تتبع کے لئے دیکھو اَقْبَلَ اور تَقَبَّلَ)

قَاتَلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف مُقَاتَلَۃٌ مصدر، باب مُفَاعَلَۃٌ۔ جنگ کی، نیکی سے دور کر دیا، رحمت سے دور کر دیا، اس جگہ آخری معنی مراد ہے یعنی خدا ان پر لعنت کرے۔

(ابن عباس)

امام راغب نے ایک دقیق معنی لکھے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے ان کو مغلوب کر دیا اس لئے کہ وہ خداوندی احکام کی مخالفت کر کے گویا خدا سے لڑائی پر تلے ہوئے ہیں، بس اللہ نے ان کو مغلوب کر دیا (اس وقت جملہ بد دعائیہ نہ ہوگا) یا خدا ان کو مغلوب کرے (اس وقت جملہ بد دعائیہ ہوگا) انتہیٰ کلامہ۔ لیکن جس کلام کا قائل خدا ہے اس میں بد دعا کے کوئی معنی نہیں، اللہ کس سے بد دعا کرتا ہے اس لئے کلام کو محاورہ عرب پر محمول کیا جائے گا کہ جملہ بد دعائیہ ہے مگر معنی میں صرف ذم کے

یعنی یہ لوگ مستحق لعنت ہیں یا مؤلف معجم القرآن کے موافق یہ بددعا کی تعلیم ہے یعنی لوگوں کو کافروں کے متعلق بددعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ ان کو رحمت سے دور کر دے۔ پ۲۷/۱۷

قَاتِلْ: واحد مذکر حاضر امر معروف مُقَاتَلَۃٌ مصدر باب مُفَاعَلَۃٌ، لڑ، قتال کر، یعنی اگر منافق پیچھے بیٹھتے ہیں کافروں سے جہاد نہیں کرتے تو تنہا تم جہاد کرو، کافروں سے جنگ کرو، یہ خطاب رسول اللہ کو ہے (روح المعانی وسیوطی) پ۵/۸

قَاتِلَا: تثنیہ امر حاضر معروف قَاتِلْ واحد مُقَاتَلَۃٌ مصدر، باب مُقَاتَلَۃٌ، تم دونوں لڑو، جنگ کرو، یعنی یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تم اور تمہارا رب جا کر کافروں سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، ہم نہیں لڑیں گے، شاید یہودی خدا کی جسمانیت کے قائل تھے حقیقت یہ ہے کہ یہودی جاہل تھے، اللہ کی ذات اور صفات سے ناواقف تھے اسی لئے ایسی بدتمیزی کی بات کہی تھی۔ (خازن) پ۶/۸

قَاتَلَکُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مفعول، مُقَاتَلَۃٌ مصدر، باب مُفَاعَلَۃٌ یعنی اگر حدیبیہ میں کافر تم سے لڑتے

(محلی وخازن) پ۲۶/۱۱

قَاتَلَهُمُ: واحد مذکر غائب ماضی معروف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مفعول۔ پ۱۱/۱۰ پ۲۸/۱۳ دونوں جگہ بددعائیہ جملے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ کی مار ہو۔ (دیکھو قَاتِلْ)

قَاتَلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، مُقَاتَلَۃٌ مصدر، باب مُفَاعَلَۃٌ پ۲/۷ اگر وہ حرم کے اندر تم سے لڑیں، پ۴/۱۱ وہ کافروں سے لڑے۔ پ۵/۹ وہ ضرور تم سے لڑتے۔ پ۲۱/۱۸ اگر وہ تمہارے ساتھ موجود ہوتے اور مدینے کو نہ چلے گئے ہوتے تب بھی نہیں لڑتے (بیضاوی) پ۲۶/۱۷ اور کافروں سے لڑے۔ پ۲۸/۸ جو تم سے لڑے تھے۔

قَاتِلُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، مُقَاتَلَۃٌ مصدر باب مُفَاعَلَۃٌ لڑو۔ پ۲/۱۶،۸ پ۴/۸ پ۵/۷ پ۹/۱۹،۸،۲،۱ پ۱۰/۱۱،۲،۱ پ۲۶/۱۳

بِقَادِرٍ: بِ حرف جر، قَادِرٍ اسم فاعل واحد مذکر مجرور، قَادِرُوْنَ اور قَادِرِیْنَ جمع، طاقت رکھنے والا۔ قابو پانے والا۔ غالب گرفت کرنے والا۔ پ۲۳/۴ پ۲۶/۴ پ۲۹/۱۷

قَادِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر نکرہ حالت رفع، قابو پانے والا۔ طاقت رکھنے والا۔ گرفت کرنے والا، غالب

پ ۱۵ ،۳۰

اَلْقَادِرُ: اسم فاعل معرفہ، باقی معانی مذکورہ بدستور سابق۔ پ ۱۴

اَلْقَادِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ، اَلْقَادِرُ واحد، اندازہ کرنے والے۔ پ ۲۹

قَادِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر نکرہ حالتِ رفع قَادِرٌ واحد، قابو پانے والے۔ گرفت کرنے والے غالب۔ پ ۱۱، ۱۸، ۲۹

قَادِرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر نکرہ، حالتِ نصب قدرت رکھنے والے، قابو پانیوالے، ۲۹ (تحقیق کے لئے دیکھو تَقْدِيْرًا)

قَارِعَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، قَارِعَاتٌ اور قَوَارِعُ جمع، مصیبت، بلا۔ حادثہ یا اچانک آجانے والی مصیبت قَارِعَةُ الدَّارِ مکان کا صحن قَارِعَةُ الطَّرِيْقِ وسطِ راہ قَوَارِعُ الْقُرْاٰنِ وہ آیات جن کے پڑھنے سے آدمی خبیث جنات سے محفوظ رہتا ہے اصل مادہ قَرْعٌ ہے، بابِ فتح میں اس کے معنی ہیں کھٹکھٹانا مثلاً قَرَعَ الْبَابَ دروازہ کھٹکھٹایا قَرَعَ رَاْسَهٗ بِالْعَصَا لاٹھی سے اس کے سر کو کھٹکھٹایا یعنی لاٹھی سر پر ماری قَرَعَ الشَّابُ جَبْهَتَهٗ بِالْاِنَاءِ جوان نے اپنی پیشانی برتن سے کھٹکھٹائی یعنی برتن میں جو کچھ تھا سب پی لیا، قَرَعَ زَيْدٌ سِنَّهٗ زید نے اپنے دانت پیسے یعنی پشیمان ہوا۔ قَرَعَ سے اسم فاعل مؤنث قَارِعَةٌ ہے اصل معنی سے مناسبت ظاہر ہے، ساعتِ قیامت بھی ناگہاں آجانیوالی مصیبت اور حادثۂ عظیم ہے اسی لئے اس کو اَلْقَارِعَةُ کہا گیا ہے۔ پ ۱۳

اَلْقَارِعَةِ: روزِ قیامت یا ساعتِ ہلاکت، دیکھو قَارِعَةٌ) پ ۲۹

اَلْقَارِعَةُ: ساعتِ قیامت، اصل میں یہ لفظ صیغۂ صفت تھا، پھر قیامت کا وصفی نام بنادیا گیا، پ ۳۰

قَارُوْنَ: بنی اسرائیل میں حضرتِ موسٰے کے زمانہ میں ایک مالدار سردار تھا، توراۃ اور قاموس مقدس میں اس کا نام قورح بن یصہار لکھا ہے لیکن روڈول نے کورا (Kora) نقل کیا ہے اس نے ۲۵۰ سرداروں کو ملاکر حضرتِ موسٰی کے کوہِ طور پر جانے کے بعد حضرتِ ہارون پر چڑھائی کی تھی اور عہدۂ کہانت یعنی بنی اسرائیل کی مذہبی سیادت کا خواستگار تھا، حضرتِ موسٰی کی بددعا سے زمین میں مکان سمیت دھنس گیا، لیکن ایک عیسائی مذہبی مؤرخ یوت یوست نے توراۃ کے سفر خروج

سے نقل کرکے لکھا ہے کہ :

" آسمان سے ایک آگ اتری جس سے قارون اور اس کے ساتھی سب جل گئے (معجم القرآن)

۲۰/۱۱،۱۶ ۲۴/۸

اَلْقَاسِطُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع، قَاسِطٌ واحد، ناانصافی کرنے والے، انصاف نہ کرنے والے، قِسْطٌ دوسرے کا حق لے لینا قَسَطَ الرَّجُلُ غَیْرَہٗ اس آدمی نے دوسرے کا حق لے لیا (المفردات) مراد راہِ حق سے مڑ جانے والے کافر (معجم القرآن) مملی اور دوسرے اہلِ تفسیر نے بھی یہی لکھا ہے، ۲۹/۱۱ (دیکھو اقسطوا)

قَاسَمَھُمَا : قَاسَمَ واحد مذکر غائب ماضی معروف ھُمَا ضمیر تثنیہ مفعول، مُقَاسَمَۃٌ مصدر باب مُفَاعَلَۃٌ، پختہ قسم کھائی (معجم) (دیکھو اَقْسَمَ و اقسموا باب الالف مع القاف) ۸/۹

قَاسِیَۃً : اسم فاعل واحد مؤنث قَاسِیَاتٌ جمع قَسَاءٌ قَسْوٌ قَسْوَۃٌ اور قَسَاوَۃٌ مصدر، سخت دل، سنگدل ایسے کہ ایمان کے لئے نرم نہیں پڑتے (مملی، خازن) ۵/۶

لِلْقَاسِیَۃِ : لام حرفِ جر، القاسیۃ مجرور سخت۔ ۲۳/۱۷

قَاصِدًا : متوسط یا قریب، اس کا مادہ قَصْدٌ ہے جس کے معنی ہیں وسطی راستے پر چلنا، درمیانی راستہ قریب بھی ہوتا ہے اس لئے سَفَرًا قَاصِدًا کے معنی ہوئے قریبی سفر۔ ۱۰/۱۲

قَاصِرَاتٌ : اسم فاعل جمع مؤنث قَاصِرَۃٌ واحد نظر کو روکنے والیاں، پاک دامن عورتیں، وہ عورتیں جن کی نظر اپنے شوہروں سے ہٹ کر دوسروں پر نہ پڑے (راغب و معجم و لسان و مملی و خازن) قَصَرَ الْبَصَرَ کے معنی ہیں نظر کو روکنا، سمیٹنا (معجم) ۲۳/۱۳،۶ ۲۷/۱۳ (دیکھو تَقْصُرُوْا)

قَاصِفًا : اسم فاعل واحد مذکر (حالتِ نصب) طوفانِ ہوا - ایسی تیز سخت آندھی کہ جو چیز اس کی زد میں آجائے اس کو توڑ دے (بیضاوی و جلالین) لغت میں قَصْفٌ کے معنی ہیں توڑ دینا بشرطیکہ بابِ ضرب سے آئے جس طرح اس آیت میں ہے، باب سَمِعَ سے یہ لفظ لازم آیا ہے جیسے قَصِفَ الْعُوْدُ لکڑی اتنی نرم ہوگئی کہ ٹوٹنے کے قابل بن گئی۔ قَصِفَ النَّبْتُ سبزی کی شاخ لمبی ہو کر جھک گئی کہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہوگیا۔ قَصِفَتِ الشَّجَرَۃُ درخت بنا بوسیدہ ہوگیا کہ ٹوٹ جانے کا خطرہ ہوگیا، باب ضرب سے

توڑ کرنے اور گرجنے کے معنی بھی ہوتے ہیں اسی لئے رعد کو قَاصِفٌ کہا جاتا ہے (قاموس و تاج) ۱۵/۷

قَاضٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اصل میں قَاضِیٌ تھا یار کو حذف کر دیا گیا۔ قَاضُوْنَ قَاضِیْنَ اور قُضَاۃٌ جمع، قَضَاءٌ مصدر، قضار کے معنی ہیں آخری قطعی حکم اور قطعی عمل، اسی لئے اہلِ تفسیر نے اس جگہ فَاقْضِ کی تفسیر کی ہے عملی قضار اور قَاضٍ کی تشریح کی ہے قَوْلِی قَضَاءٌ یعنی جو کچھ تو نے آخری بات کہی تھی وہی کر گزر، فَاصْنَعْ مَا قُلْتَہٗ (مظہری وخازن و بیضاوی و راغب و کبیر) (لفظ قضار کے لئے دیکھو اقض اور قضی) ۱۶/۱۲

اَلْقَاضِیَۃَ: اسم فاعل واحد مؤنث، اس جگہ عملی قضار مراد ہے یعنی ختم کر دینے والی ایسی موت جس کے بعد زندگی نہ ہو، کام تمام ہو جائے (مظہری و خازن) ۲۹/۵

قَاطِعَۃً: اسم فاعل واحد مؤنث، اس کا مذکر قَاطِعٌ ہے، قطعی فیصلہ کرنے والی قولی اور عملی یعنی آخری حکم اور اس کا نفاذ کرنے والی، امامِ راغب نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ:

" قَطْعُ الْاَمْرِ کے معنی ہیں کسی امر کا آخری فیصلہ کر دینا (المفردات) حقیقت میں قَطْعٌ کے معنی ہیں کاٹ دینا محسوس طور پر ہو یا صرف عقلی طور پر اول کی مثال ہے ہاتھ یا پاؤں قطع کرنا۔ دوسری کی مثال میں آیتِ مذکورہ کو پیش کیا جا سکتا ہے، ہر رائے اور امر کو چھوڑ کر ایک رائے مقرر کر لینا اور ہر عمل کو چھوڑ کر صرف ایک ہی آخری حکم نافذ کرنا یہی قطع امر ہے۔" ۱۹/۱۸

قَاعًا: نرم ہموار نشیبی میدان جو پہاڑوں اور ٹیلوں سے دور واقع ہو (قاموس) اس کی جمع قِیْعٌ، قِیْعَۃٌ، قِیْعَانٌ اَقْوَاعٌ اَقْوُعٌ ہے قیامت کے دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر پھیل جائیں گے اور سب چٹیل میدان کی شکل اختیار کر لیں گے۔ ۱۶/۱۵

قَاعِدًا: اسم فاعل واحد مذکر، قُعُوْدٌ جمع، کھڑے سے بیٹھنے والا، بیٹھا رہنے والا، سستی کرنیوالا، کام میں نہ شریک ہونے والا، کام سے پیچھے ہٹنے والا، ۵/۱۱

اَلْقَاعِدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع، اَلْقَاعِدُ واحد، بیٹھ رہنے والے جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والے۔ (بخاری) ۵/۱۰

قَاعِدُوْنَ: یعنی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا ہم یہیں بیٹھے رہیں گے ملک شام کو لڑنے کے لئے تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے (سیوطی) ہم یہیں انتظار کریں گے۔ (راغب) ۶/۸

اَلْقَاعِدِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ جر، پ۵،
۱۔ کسی جسمانی عذر اور بیماری کی وجہ سے بیٹھے رہنے والے، جہاد میں شریک نہ ہونے والے پ۵ ۲۔ بغیر بیماری کے جہاد میں شریک نہ ہونے والے، بیٹھ رہنے والے ([illegible])
پ۱۰: ۱۳، ۱۷ جہاد میں شریک نہ ہونے والے اور گھروں پر رہ جانے والے بیمار عورتیں اور بچے۔

قَالَ: واحد مذکر ماضی معروف، قَوْلٌ مصدر
عربی میں قول کے معانی اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے، عموماً مندرجہ ذیل معانی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے:
۱۔ بولنا یا لفظ خواہ مفرد ہو یا مرکب، ایک ہو یا چند اس معنی پر عموماً اطلاق ہوا ہے، ۲۔ دل کی بات یا دل میں باتیں کرنا ۳۔ رائے، نظریہ ۴۔ زبانِ حال سے کسی بات کو ظاہر کرنا ۵۔ کسی چیز کی طرف صحیح توجہ کرنا ۶۔ کسی کو کوئی بات الہام کرنا ۷۔ حکم دینا ۸۔ اللہ کا علم ۹۔ وہ امر جس کے متعلق کوئی بات کہی گئی ہو ۱۰۔ نقل اور روایت کرنا ۱۱۔ کسی کی طرف کسی بات کو غلط طور پر منسوب کر دینا یعنی کسی بات کا قائل یا کسی امر کا آمر کسی کو قرار دینا باوجودیکہ وہ اس کا قائل ہو نہ آمر، اس صورت میں مفعول دوئم پر غلطی ضرور آتا ہے ۱۲۔ اشارہ کرنا ۱۳۔ دل سے کسی بات کو سچ جاننا اور پھر زبان سے اقرار کرنا۔

۱: ۳، ۶، ۷، ۸، ۱۳، ۱۵، ۱۶ — ۲: ۴، ۱۶، ۱۷
۳: ۳، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۷ — ۴: ۹، ۱۴ — ۵: ۷، ۱۵ — ۶: ۷، ۸، ۹، ۱۴
۷: ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۵، ۱۷ — ۸: ۳، ۹، ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸
۹: ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ — ۱۰: ۲ — ۱۱: ۶، ۷، ۸، ۱۳، ۱۴
۱۲: ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷
۱۳: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸
۱۴: ۳، ۴، ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۳ — ۱۵: ۷، ۱۲، ۱۵، ۱۷، ۲۱، ۲۲
۱۶: ۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶
۱۷: ۱، ۵، ۷ — ۱۸: ۲، ۳، ۵، ۶، ۱۶
۱۹: ۱، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹
۲۰: ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶
۲۱: ۹، ۱۱ — ۲۲: ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۹ — ۲۳: ۱، ۳، ۴، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴
۲۴: ۳، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۱۸، ۱۹ — ۲۵: ۹، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳
۲۶: ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۱۹ — ۲۷: ۱ — ۲۸: ۵، ۹، ۱۰، ۱۹
۲۹: ۳، ۹، ۱۰، ۱۵ — ۳۰: ۲، ۳، ۸، ۱۶، ۲۴

قَالَا: تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف، ان دونوں نے کہا۔ پ۹، پ۱۶: ۱۱، پ۱۹: ۷

قَالَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، اس نے کہا۔ پ۱: ۱۳، پ۳: ۱۲، ۱۳، ۱۶، پ۶: ۷، ۱۳، پ۸: ۱۱، پ۹: ۱۱، پ۱۰: ۱۱، پ۱۲: ۷، ۱۳، ۱۴، ۱۷، پ۱۳: ۱۳، پ۱۶: ۵، پ۱۹: ۱۷، ۱۸، پ۲۰: ۴، ۶، پ۲۱: ۱۸، پ۲۶: ۱۴، ۱۹، پ۲۸: ۱۹، ۲۰

قَالَتَا: تثنیہ مؤنث غائب ماضی معروف، ان دونوں (عورتوں) نے کہا۔ ۲۴/۱۶

قَالُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، انہوں نے کہا۔

۱ — ۲، ۳، ۴، ۸، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۶

۲ — ۳، ۵، ۱۶، ۱۷

۳ — ...۸، ۱۱، ۱۶، ۱۷

۴ — ۳، ۶، ۸، ۹، ۱۰

۵ — ۴، ۸، ۱۱، ۱۷

۶ — ...۷، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵

۷ — ۱، ۴، ۵، ۷، ۹، ۱۰، ۱۷

۸ — ...۳، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷

۹ — ۲، ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۷، ۱۸

۱۰ — ...۱۱، ۱۴، ۱۷

۱۱ — ۱۲، ۱۳، ۱۴

۱۲ — ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۲، ۱۶

۱۳ — ...۳، ۴، ۵، ۱۴، ۱۵

۱۴ — ۱، ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۸، ۲۰

۱۵ — ...۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵

۱۶ — ۲، ۵، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۷

۱۷ — ۱، ۲، ۵

۱۸ — ۳، ۵، ۶، ۸، ۱۶، ۱۷

۱۹ — ...۴، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۱۹

۲۰ — ...۸، ۹، ۱۵، ۱۶

۲۱ — ۱، ۱۲، ۱۴، ۱۹

۲۲ — ...۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۱۹

۲۳ — ۳، ۵، ۶، ۷، ۱۱، ۱۳

۲۴ — ...۷، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹

۲۵ — ...۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۹

۲۶ — ۲، ۳، ۴، ۶، ۷، ۱۹

۲۷ — ۲، ۳، ۸، ۹، ۱۸

۲۸ — ۱، ۷، ۹، ۱۳، ۱۵

۲۹ — ۱، ۳، ۱۰، ۱۱، ۱۶

۳۰ — ۸/۲

قَالَهَا: قَالَ فعل ماضی ھَا ضمیر مفعول، وہ بات ...ی یعنی پچھلے لوگ بھی یہی بات کہتے تھے کہ دولت و مال ...ے حصول کا سبب ہمارا علم و دانش ہے ہم نے اپنے فہم و عقل سے دولت کمائی ہے۔ ۲۴/۲

اَلْقَالِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ جر، اَلْقَالِیْ واحد قَلْیٌ مادہ۔ بیزار ہونے والے، سخت نفرت کرنے والے، چھوڑنے والے، اصل میں اس کا مادہ واوی (قَلْوٌ) ہے یا یائی (قَلْیٌ) اگر واوی ہے تو اصل معنی ہوگا پھینکنا، محاورہ ہے قَلَتِ النَّاقَۃُ بِرَاکِبِھَا اونٹنی نے سوار کو پھینک دیا، نفرت اور بیزار ہونے کا مفہوم بھی پھینک دینے کے مفہوم سے خالی نہیں، نفرت والی چیز کو دل قبول نہیں کرتا، باہر پھینک دیتا ہے۔ اور اگر مادہ یائی قرار دیا جائے تو بھوننے کے معنی ہوں گے، محاورہ ہے قَلَیْتَ السَّوِیْقَ بِالْمِقْلَاۃِ میں نے کڑھائی میں ستو بھونے آیت میں اول معنی مراد ہیں (از باب ضرب و سمع)

۱۹/۱۳

قَامَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مادہ قَوْمٌ مصدر قِیَامٌ (باب نصر) کھڑا ہوا، کلام عربی اور قرآن مجید میں مادۂ قیام کو مختلف معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے: ۱۔ کھڑا ہونا یا کھڑا رہ جانا ۲۔ ایک جگہ گڑ جانا یا جم جانا ۳۔ اگر اس کے بعد عَلٰی آئے گا تو نگرانی رکھنے کے معنی ہوں گے ۴۔ اگر لام آئیگا تو تعظیم اور لحاظ رکھنے کا مفہوم ہوگا ۵۔ اگر با ر ہو گی

توادا کرنے کا مطلب ہوگا ۔ اگر الی ہوگا تو
ارادہ اور استقبال مراد ہوگا ۔ اگر عَن ہوگا
تو ہٹ جانے کی غرض ہوگی ، کبھی قیام کے معنی
قیامِ عمل ہوتے ہیں اور کبھی قیام بمعنی قوام ہوتا ہے
یعنی وہ چیز جس سے کسی چیز کا بقاء یا درستی
ہوتی ہو وغیرہ ۔ ۲۹/۱۱

قَامُوا : جمع مذکر غائب ماضی معروف ، قِیَام
مصدر ، وہ کھڑے ہوئے ۱/۲ ۵/۱۸ ۱۵/۱۴

قَانِتٌ : اسم فاعل واحد مذکر ، قُنُوت سے ،
خضوع اور عاجزی کرنے والا (معجم القرآن) خضوع
کے ساتھ اطاعت کرنے والا (راغب) فرمانبردار
نماز میں باتیں کرنے والا ، خاموش کھڑا ہونے
والا (قاموس) فرائضِ طاعت کو ادا کرنے والا
(محلی) ۲۳/۱۵

قَانِتًا : قنوت سے اسم فاعل ، حالتِ نصب ،
فرمانبردار ، اطاعت گزار ۔ ۱۴/۲۲

اَلْقَانِتَاتِ : اسم فاعل جمع مؤنث ، حالتِ
نصب ، اَلْقَانِتَۃُ واحد ۔ فرمانبردار ، اطاعت
گزار عورتیں ، ۲۲/۲

قَانِتَاتٍ : بتفصیلِ مذکور ۔ ۲۸/۱۹

قَانِتَاتٌ : بتفصیلِ مذکور حالتِ رفع ۔ ۵/۲

قَانِتُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع ، قَانِت
واحد ۔ اطاعت کرنے والے یعنی زندگی موت او
حشر قیامت میں تو کافر بھی اللہ سے سرکشی نہیں
کر سکتے ، سب اس کے مطیع ہیں اگرچہ عبادت میں
نافرمان ہیں دوسروں کو بھی معبود بناتے ہیں (ابن
عباس) آیت میں مراد صرف فرمانبردار اور عبادت
گذار ہیں (کلبی) حاصل یہ کہ حضرت ابن عباس
کے نزدیک اطاعت سے مراد ہے اطاعتِ تسخیر
کیونکہ پیدائش اور موت اور پھر حشر کے متعلق اللہ
کا فرمان جاری ہے خطرۃً کافر بھی اس کا انکار نہیں
کر سکتے نہ سرتابی کی مجال رکھتے ہیں ، کلبی کی نظر میں
اطاعت کرنے سے مراد ہے عبادت کرنا او
چونکہ کافر اللہ کی عبادت نہیں کرتے اس لئے کافر
کو چھوڑ کر دوسرے عبادت گزار بندے مراد ہونگے
۲/۱۶ لیکن ۲/۱۴ میں اسی لفظ سے مراد ہے ربوبیت
کا اقرار کرنا (کمالین) لیکن یہ اقرار بھی فطری و تسخیری
ہے ارادۃً اقرارِ ربوبیت مراد نہیں ہے ۔

قَانِتِیْنَ : اسم فاعل مذکر جمع ، حالتِ نصب
قَانِت واحد ، اطاعت گزاری کی حالت میں
خاموش ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید
بن ارقم نے آخری ترجمہ کیا ہے (کبیر) زید بن ارقم

نے یہ بھی فرمایا کہ پہلے ہم نماز میں بات کر لیتے تھے
اس آیت میں ہم کو کلام کرنے سے روک دیا
گیا (بخاری و مسلم) ۲/۱۵

اَلْقَانِتِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرف باللام،
طاعت گزار (خطیب فی السراج المنیر) ۳/۱۰ پ ۲۲/۲
پ ۲۵/۴ [۱]

اَلْقَانِطِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر اَلْقَانِطُ واحد
قُنُوط مصدر (باب ضرب و سمع) خیر سے ناامید ہونے
والے (راغب) امام راغب نے صرف ضَرَبَ اور
سَمِعَ سے باب قنوط کا استعمال لکھا ہے۔

" صاحب تاج المصادر نے جو تنقیح کی ہے وہ
اسی کتاب کی جلد دوئم میں لفظ تَقْنَطُوْا کے
تحت میں پڑھو "

مؤلف قاموس نے لکھا ہے کہ:

" قنوط مصدر سے افعال باب نَصَرَ کَرُمَ ضَرَبَ حَسِبَ
سب سے آتے ہیں البتہ باب سمع کے وزن پر
اس مادہ سے جو افعال آتے ہیں ان کا مصدر
قُنُوط نہیں بلکہ قَنَطٌ اور قَنَاطَۃٌ آتا ہے بہرحال
قرآن مجید میں اس کا مضارع مفتوح العین مستعمل
ہوا ہے اس لئے یا باب فتح سے ہے یا سَمِعَ سے
نَصَرَ کَرُمَ ضَرَبَ اور حَسِبَ سے نہیں ہے اس لئے
معلوم ہوتا ہے یہی لغت فصیح ہے "

مؤلف مجمع البحار نے قنوط کا ترجمہ کیا ہے کسی چیز
سے سخت مایوسی یعنی سخت کی قید بڑھادی اور خیر
کی شرط ساقط کردی، آیت میں خیر سے ناامید ہونے
والے ہی مراد ہیں۔ پ ۱۴/۶

اَلْقَانِعَ: اسم فاعل واحد مذکر، امام راغب نے
لکھا ہے بعض لوگوں کا قول ہے کہ:

" قناع اس کپڑے کو کہتے ہیں جو سر چھپانے کے لئے
سر پر ڈالا جاتا ہے، اس سے باب سمع کے وزن پر
بھی افعال آتے ہیں اور فتح سے بھی، قَنِعَ (سمع)
کے معنی ہیں فلاں چھپانے کے لئے سر ڈھانکا
اس وقت مصدر قَنَاعَۃٌ آتا ہے اور قَنَعَ (فتح)
کے معنی ہیں سر کھولا، بھیک مانگی، سوال کیا اس
وقت مصدر قُنُوْعٌ آتا ہے "

امام راغب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

" بعض لوگوں کے نزدیک قانع اس سائل کو کہتے
ہیں جو بھیک پر اصرار نہ کرے بلکہ جو کچھ مل جائے

---

[۱] حدیث مرفوع ہے کل قنوت فی القرآن فھو طاعۃ۔ (رواہ احمد فی مسندہ) قرآن مجید میں ہر قنوت (سے مراد) طاعت ہے اس لئے قانت ہو یا قانتات یا قانتون یا اس کا ماضی یا مضارع، اس کے معنی میں اطاعت کا مفہوم ضرور ہوگا خواہ قرینے کو دیکھ کر یا شان نزول کے تحت کوئی بھی ترجمہ کیا جائے، اسی لئے امام راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ قنوت کے معنی ہیں اطاعت مع الخضوع۔

اس پر بس کرے۔" (المفردات)

پروفیسر عبدالرؤف مصری نے لکھا ہے کہ:

"قانع وہ شخص ہے جس کو جو کچھ دیدیا جائے اس پر راضی ہو جائے۔ یہ قَنِعَ قُنُوعًا سے مشتق ہے، اس کا مصدر قناعت نہیں ہے۔" اس کے بعد لکھا ہے، قنوع کے معنی ہیں عاجزی اور خضوع جس سے اسم فاعل ہے قانع یعنی جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جانے والا، اور قناعت کے معنی بھی یہی ہیں یعنی جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جانا، اس سے صیغہ صفت قَنِعٌ آتا ہے یعنی بغیر سوال اور خضوع کے جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جانے والا۔ اس کے بعد لکھا ہے، میرے نزدیک قُنُوعٌ ہو یا قَنَاعَۃ" دونوں سے قانع کا اشتقاق صحیح ہے۔" (معجم القرآن)

صاحبِ قاموس نے لکھا ہے:۔

"باب سمع سے مصدر قَنَعٌ بھی آتا ہے اور قَنَاعَۃ بھی جس کے معنی ہیں نصیب میں جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جانا، محاورہ ہے نَسْأَلُ اللّٰهَ الْقَنَاعَةَ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنَ الْقُنُوْعِ ہم اللہ سے قناعت کے طالب ہیں اور قنوع سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں البتہ باب فتح سے مصدر قُنُوعٌ آتا ہے جس کے معنی ہیں بھیک میں عاجزی اور اصرار کرنا اور جو کچھ مل جائے بغیر اصرار کے اس پر راضی ہو جانا، یہ لغاتِ اضداد میں سے ہے محاورے میں بولا جاتا ہے خَیْرُ الْغِنَی الْقُنُوْعُ وَشَرُّ الْفَقْرِ الْخُضُوْعُ بہترین دولت قنوع ہے اور بدترین فقر خضوع (مذکورہ بالا مثل میں، قنوع برے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور اس محاورے میں اچھے معنی ہیں اس لئے لفظ قنوع لغاتِ اضداد میں سے ہو گیا) پس قانع کے دونوں معنی ہیں (بشرطیکہ اس کو فتح سے کہا جائے اور مصدر قُنُوعٌ قرار دیا جائے) بھیک میں عاجزی اور اصرار کرنے والا اور بغیر عجز و خضوع کے جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جانے والا (ہاں اگر سمع سے کہا جائے تو مصدر قَنَاعَۃ ہو گا اور معنی ہوں گے سوال میں خضوع و اصرار نہ کرنے والا۔" ۱۲

اَلْقَاهِرُ: اسم فاعل واحد مذکر، قَهْرٌ مصدر، امام راغب نے لکھا ہے:

"قَهْرٌ کے معنی ہیں غالب ہونا اور ذلیل کرنا اور

دونوں معنی کا مجموعہ اَلْقَاهِرُ میں اول معنی مراد ہے یعنی غالب (المفردات)، (دیکھو تفقہ باب التار مع القاف جلد دوم) ۸، ۱۴۱

قَاهِرُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، قَاهِرٌ واحد غالب ہونے والے زبردست۔ پ۹ ع۵

قَائِلٌ : اسم فاعل واحد مذکر، قِیْلٌ و قَوْلٌ مصدر کہنے والا (دیکھو قَالَ) پ۱۲ ع۱۲، پ۱۵ ع۱۵، پ۲۳ ع۶

قَائِلُهَا : اسم فاعل واحد مذکر مضاف، ہا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، زبان سے کہنے والا، پ۱۸ ع۶

اَلْقَائِلِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصب، مصدر قَوْلٌ، کہنے والے۔ پ۲۱ ع۱۸

قَائِلُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، مصدر قَیْلُوْلَۃٌ، دوپہر میں سونے والے۔ قَیْلُوْلَہ۔ دوپہر میں آرام کرنے کو کہتے ہیں، نیند ہو یا نہ ہو (معجم القرآن) اس جگہ دوپہر میں سونا مراد ہے۔ پ۸

قَائِمٌ : اسم فاعل واحد مذکر قَائِمُوْنَ قَائِمِیْنَ جمع، قِیَامٌ مصدر، پ۱۲ ع۳ کھڑا ہونے والا، پ۱۳ ع۹ اپنی جگہ کھڑا رہ جانے والا، باقی رہنے والا۔ پ۱۳ ع۱۱ نگراں (دیکھو قَائِمٌ)

قَائِمًا : اسم فاعل واحد مذکر، حالت نصب، پ۳ ع۱۰ ادا کرنیوالا، پ۳ ع۱۶ کھڑا ہونے والا یا نگراں۔ پ۱۱

پ۲۲ ع۱۵، پ۲۸ ع۱۲ کھڑا۔

قَائِمُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالت رفع، قَائِمٌ واحد، ادا کرنیوالے یا جمے رہنے والے، پ۲۹

قَائِمَۃٌ : اسم فاعل، واحد، مؤنث حالت رفع، قَائِمَاتٌ جمع، پ۴ سچائی اور حقانیت پر جمی رہنے والی (سیوطی)، پ۱۲ کھڑی۔

قَائِمَۃً : اسم فاعل واحد مؤنث، حالت نصب، پ۱۶ ع۵، پ۲۵ ع۱ برپا، پ۲۵ ع۴ جمی رہنے والی اپنی جگہ ثابت برپا۔

اَلْقَائِمِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالت جر اَلْقَائِمُ واحد، اور پ۱۷ ع۱۱ قیام کرنے والے۔

قَبَائِلَ : جمع، قَبِیْلَۃٌ واحد، قبیلہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو ایک ہی باپ کی نسل سے ہو (قاموس) عربی میں کنبہ اور خاندان کے معنی کے لئے چھ الفاظ ہیں: شَعْبٌ، قَبِیْلَۃٌ، عِمَارَۃٌ، بَطْنٌ، فَخِذَۃٌ فَصِیْلَۃٌ، سب سے اونچا اور بڑا شعب ہوتا ہے اس سے نیچے قبیلہ اس سے نیچے عمارہ، اس سے نیچے فخذ اس سے نیچے فصیلہ، توضیح کیلئے یوں سمجھو کہ خذیمہ شعب تھا، اس کی ایک شاخ کنانہ ہوئی جس کو قبیلہ کہہ سکتے ہیں، کنانہ کی ایک شاخ قریش ہوئی جس کو عمارہ کہہ سکتے ہیں،

قریش کی ایک شاخ قُصَیّ ہوئی جس کو بطن قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر قُصَیّ کی ایک شاخ ہاشم ہوئی جس کو فَخِذ کہہ سکتے ہیں۔ ہاشم کی ایک شاخ بنی عباس ہوئے جس پر فصیلہ کا اطلاق ہوگا (معجم القرآن)

یہ بھی یاد رکھو کہ ہر ماتحت مافوق کے اعتبار سے الگ نام رکھتا ہے اور اپنے ماتحت کے اعتبار سے الگ نام، مثلاً مافوق پانچ اصول کا لحاظ کیا جائے تو علویہ پر فصیلہ کا اطلاق ہوگا لیکن حسنی اور حسینی کا اعتبار کیا جائے تو علویہ کو فخذ کہہ سکتے ہیں۔ ۲۶/۱۴

قَبْرِہٖ: قبر مضاف ہٖ ضمیر مضاف الیہ، میت کے دفن ہونے کی جگہ، "قَبْرٌ" مصدر بھی ہے، اس سے فعل قَبَرَ آتا ہے (نصر، ضرب) قَبَرْتُہٗ قَبْرًا میں نے اس کو دفن کر دیا، رکھ دیا، باب افعال میں پہنچ کر کبھی یہ متعدی بدو مفعول ہو جاتا ہے جیسے اَقْبَرْتُہٗ میں نے اس کو قبر میں رکھوا دیا، دفن کرا دیا۔ کبھی قبر کے لئے جگہ دینے کے معنی ہوتے ہیں یعنی میں نے اس کو قبر کے لئے جگہ دے دی۔ (دیکھو اَقْبَرَ) ۲۱/۱۴

اَلْقُبُوْرِ: جمع، اَلْقَبْرُ واحد، قبریں ہونے کے حقیقی معنی تو مدفون ہونا اور مٹی کے اندر میت کا ہونا ہی ہے لیکن مجازاً دو معنی اور بھی مراد لئے جاتے ہیں ۱ پوشیدہ رہنا ۲ قعرِ جہالت و ضلالت میں پڑا رہنا۔ اسی بنا پر مَا فِی الْقُبُوْرِ سے اشارہ یا تو حالتِ بعثت کی طرف ہے یعنی قبروں سے مردوں کے اٹھنے کی حالت (یہ معنی حقیقی ہیں) یا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب تک آدمی دنیا میں تھے ان کی حالت چھپی ہوئی تھی، عذاب ثواب کچھ ظاہر نہ تھا۔ قیامت کے دن ظاہر کر دیا جائے گا، اس وقت مَا فِی الْقُبُوْرِ کا مطلب ہوگا دنیوی حالات اور بعثت کا مطلب ہوگا کھول دینا (یہ معنی مجازی ہے) یا یہ مراد کہ کافر جب تک دنیا میں تھا جہالت کے گڑھے میں پڑا ہوا تھا، مرنے کے بعد جہالت دور ہو جائے گی، سب کچھ دیکھ جائے گا "مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" کا مطلب بھی بعض اہل حق نے یہی بیان کیا ہے کہ آپ (پیامِ حق) جاہل کافروں کو نہیں سنا سکتے جو قعرِ جہالت میں پڑے ہوئے ہیں (یہ معنی مجازی ہے) (المفردات)

۱۷/۸ ۲۲/۱۵ ۲۸/۸ ۳۰/۲۵

اَلْقُبُوْرُ: قبروں والے اٹھائے جائیں گے صاحب

قاموس نے لکھا ہے:

"قبروں سے مراد ہیں قبروں والے" پ ۳

قَبَسٌ: آگ کا شعلہ، جلتی ہوئی لکڑی کا شعلہ، لُکھٹی۔ قَبَس مصدر بھی ہے، لکھٹی کا طلب کرنا، اسی کے ہم معنی اقتباس بھی ہے۔ مجازاً علم و ہدایت کی طلب کو کہتے ہیں۔ پ ۱۶

قَبْضًا: مصدر۔ کسی چیز کو پانچوں انگلیوں سے مٹھی بھر کر پکڑنا، اس کے دوسرے مفعول پر علیٰ بھی آتا ہے اور عَن بھی، اول صورت میں معنی ہوں گے بھرپور پکڑنا۔ دوسری صورت میں معنی ہوں گے سمیٹنا سکوڑنا۔ ہاتھ کو کسی چیز کی طرف سے کھینچ لینا۔ اسی مفہوم کے لحاظ سے خرچ سے ہاتھ روکنے کو قبض کہا جاتا ہے یہ مفہوم حقیقی قبض کا ہے لیکن کسی چیز کو اپنے تصرف میں لے لینے اور اپنے قابو میں رکھنے کو بھی قبض کہتے ہیں اگرچہ ہاتھ سے نہ پکڑا جائے جیسے مکان وغیرہ کا قبضہ، آیت مندرجہ میں قبض کے معنی میں کھینچ لینا۔ پ ۱۹

قَبْضَةٌ: تھوڑا سا لے لینا قَبْضَةً میں تنوین قلّت کو ظاہر کر رہی ہے، مٹھی بھر۔ پ ۱۶

قَبَضْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، میں نے لی عام مفسرین نے اس کی تفسیر کی ہے۔ میں نے جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی مٹھی بھر خاک لے لی یعنی رسول سے مراد ہیں جبرئیل اور اثر سے مراد نقشِ قدم، امام رازی نے کبیر میں لکھا ہے

"قَبْضَتً سے مراد عہد و سنت اور رسول سے مراد موسیٰ، یعنی میں نے حضرتِ موسیٰ کی سنت کسی قدر لے لی، اختیار کر لی۔"

صاحبِ معجم القرآن نے اس تفسیر کو جمہور کی تفسیر پر ترجیح دی ہے، ابو مسلم اصفہانی نے لکھا ہے

"وقد كنت قبضت قبضة من اثر يها الرسول اى شيئا من سنتك و دينك فقد يقول الرجل فلان يقفوا اثر فلان و يقتص اثر فلان اذا كان يمتثل اسمه انتهى۔ یعنی سامری نے کہا اے موسیٰ میں نے آپ کے دین اور طریقے کا کسی قدر اتباع کیا، محاورے میں کسی کے نقشِ قدم پر چلنے اور نقشِ قدم کو پکڑنے کے معنی ہوتے ہیں اس کے طریقہ کو اختیار کرنا، اس سے بھی امام رازی کے قول کی تائید ہوتی ہے۔" پ ۱۶

قَبْضَتُهٗ: قبضة مضاف، ہٗ مضاف الیہ اس کا تصرف اس کا اختیار کامل (راغب) جیسے مٹھی میں بند چیز پر آدمی کا اختیار ہوتا ہے گویا مٹھی میں بند سے مراد ہے

تصرف کامل اور اختیار۔

صاحبِ کشاف نے لکھا ہے:

"قیل قبضتہٗ ملکہٗ بلا مدافعٍ و منازعٍ"

'قبضتہٗ' کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ بغیر مقابل اور منازع کے خالص اللہ ہی کی ملک یعنی قیامت کے دن کوئی شخص ظاہری طور پر بھی زمین کو اپنی ملک قرار دینے کا مدعی نہ ہوگا، خالص خدا ہی کی ملک ہوگی۔" ٢٤/٤

قَبَضْنٰهُ: جمع متکلم ماضی معروف، ہٗ ضمیر مفعول، ہم اس کو اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں، کھینچ لیتے ہیں۔ ١٩/٣

قَبْلُ: ظرف زماں بھی ہے اور ظرف مکاں بھی، اس کا استعمال چار طور پر ہوتا ہے ١۔ تقدمِ زمانی، جیسے قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا سورج کے طلوع و غروب سے پہلے، ٢۔ تقدم مکانی یعنی کسی مقام کا دورانِ رفتار میں پہلے واقع ہونا اور دوسرے مقام کا بعد کو واقع ہونا جیسے دہلی سے مرادآباد کو جانے میں شاہدرہ غازی آباد سے قبل آتا ہے یا مرادآباد سے دہلی کو جانے میں غازی آباد پہلے آتا ہے ٣۔ مرتبہ میں تقدم جیسے عبدالملک حجاج سے پہلے آتا ہے یعنی مرتبہ میں بڑا ہے ٤۔ ترتیب فنی و تعلیمی میں تقدم جیسے الف بار سے اور بار جیم سے اور جیم دال سے پہلے آتا ہے (راغب)

قرآنِ مجید میں لفظ قَبْل عموماً تقدم زمانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ١/(٢، ١١ دو جگہ، ١٤)، ٣/٩، ٤/٨، ٥/(١٠، ١٧)، ٦/(٣، ١٣، ١٤)، ٧/(٩، ١٦)، ٨/(٧، ١٣)، ٩/(٣، ٩، ١٢)، ١٠/(٩، ١١، ١٣)، ١١/(٢، ١٣، ١٤)، ١٢/(٧، ٩، ١١)، ١٣/(٢، ٣، ٤، ٥، ١٦، ١٩)، ١٤/(٣، ٢)، ١٦/(٤، ٨، ١٤، ١٥)، ١٧/(٥، ٤، ١٧)، ١٨/٥، ٢٠/(٢، ٤، ٨)، ٢١/(٤، ٨، ١٨)، ٢٢/(٢، ٥، ١٢) دو جگہ، ٢٣/١٥، ٢٤/(٩، ١٢، ١٣)، ٢٦/(١٠، ١١)، ٢٧/(١، ٣، ١٧، ١٨)، ٢٨/(١١، ١٥)

قَبْلَ: ظرف زماں، پہلے ٦/٤، ٩/٩، ١٢/(٦، ١٥)، ١٣/٧، ١٥/٦، ١٦/(٣، ١٥، ١٧ دو جگہ)، ١٩/(٧، ١٨، ١٩)، ٢٣/١١، ٢٦/(١٧، ١٨)، ٢٧/١٥

قَبْلِ: پہلے۔ ٢/١٥، ٣/٢، ٤/(١، ٥)، ٥/٤، ٦/٩، ٩/٥، ١٢/٤، ١٣/١٧، ١٦/(١٥، ١٧)، ١٨/١٤، ٢٢/٣، ٢٤/٣ دو جگہ، ٢٥/٦، ٢٦/١، ٢٧/(١٧، ١٩)، ٢٨/(١ دو جگہ و ١٤)، ٢٩/٩

قَبْلِهٖ: قَبْل مضاف ہٖ ضمیر غائب مضاف الیہ، اس سے پہلے۔ ٤/٦، ٦/١٤، ١١/٧، ١٣/(٢، ١١)، ١٥/١٢، ١٦/٧، ٣٠/(٩، ١١)، ٢١/(١، ٨)، ٢٥/٨، ٢٦/٢

قَبْلُهٗ: قَبْل مضاف ہٗ ضمیر غائب مضاف الیہ، اس سے پہلے۔ ٢٩/٥

قَبْلِهَا: قَبْل مضاف ہا ضمیر واحد مؤنث غائب، مضاف الیہ، اس سے پہلے، ١٣/١٠، ١٩/١٨

قَبْلِهِمْ: قَبْلِ مضاف ہِم ضمیر جمع مذکر غائب

مضاف الیہ، ان سے پہلے۔ پ۱ (۱۴) پ۲ (۱۰، ۱۴) پ۷ پ۸ (۵)

پ۱۰ (۱۳، ۱۵) پ۱۱ (۹، ۱۵) پ۱۳ (۷، ۱۶، ۱۵) پ۱۴ (۱۰، ۱۱) پ۱۸ (۱۳، ۱۴) پ۲۰ (۱۳) پ۲۱ (۴، ۱۶)

پ۲۲ (۱۱، ۱۶، ۱۷) پ۲۳ (۱۰، ۱۷) پ۲۴ (۲، ۸، ۱۴، ۱۷) پ۲۵ (۱۵) پ۲۶ (۲، ۵) پ۲۷ (۲)

پ۲۸ (۱، ۳، ۵) پ۲۹ (۲)

قَبْلَهُمْ: قبل مضاف، ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان سے پہلے۔ پ۶ (۸، ۹، ۱۶) پ۱۵ (۱، ۱۳) پ۲۳ (۱، ۶)

پ۲۴ (۶) پ۲۵ (۱۴) پ۲۶ (۱۵، ۱۷) پ۲۷ (۸، ۱۳)

قَبْلَكَ: قبل مضاف، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، تجھ سے پہلے۔ پ۱ (۱) پ۴ (۱۰) پ۵ (۶) پ۶ (۲)

پ۷ (۱۰، ۱) پ۱۱ (۱۲، ۱۶) پ۱۳ (۱۲، ۱) پ۱۴ (۱۴، ۱۲) پ۱۷ (۲، ۳، ۴) پ۲۰ (۸)

پ۲۱ (۸) پ۲۲ (۱۳) پ۲۴ (۱۳، ۱۴، ۱۹) پ۲۵ (۲، ۸، ۱۰)

قَبْلِكَ: قبل مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، تجھ سے پہلے۔ پ۱۵ (۸) پ۱۷ (۱) پ۱۸ (۱۷) پ۲۲ (۱۱)

قَبْلِكُمْ: قبل مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، تم سے پہلے۔ پ۲ (۳) پ۴ (۷، ۱۰) پ۵ (۵، ۱۰) پ۶ (۲، ۱۶) پ۸ (۵، ۱۳)

پ۹ (۱۴) پ۱۰ (۱۱، ۱۵) پ۱۱ (۷) پ۱۲ (۱۰) پ۱۳ (۱۴) پ۱۸ (۱۰) پ۲۰ (۱۴)

قَبْلِي: قبل مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، مجھ سے پہلے۔ پ۱۰ (۲) پ۱۷ (۲) پ۲۶ (۲)

قَبْلِنَا: قبل مضاف، نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہم سے پہلے۔ پ۳ (۸) پ۷

قِبْلَةٌ: کعبہ کا رخ جو نماز میں سامنے ہوتا ہے

سامنے کا رخ، محاورہ ہے أَيْنَ قِبْلَتُكَ تمہارا رخ کدھر کو ہے۔ جو چیز منہ کے سامنے ہو اس کو بھی قبلہ کہتے ہیں، نماز پڑھنے والے کے منہ کے سامنے کعبہ ہوتا ہے اس لئے کعبہ کو بھی قبلہ کہتے ہیں۔

امام راغب نے المفردات میں اور پروفیسر عبدالرؤف مصری نے معجم القرآن میں لکھا ہے کہ:

"اصل لغت میں سامنے والے (مقابل) آدمی کی حالت کو قبلہ کہا جاتا تھا، مجازاً سامنے والے آدمی اور سامنے کی جہت میں اس کا استعمال ہونے لگا، پ۲ (۱) لیکن پ۱۱ (۱۴) سورۂ یونس میں قبلۃً سے مراد ہے نماز کا مقام، فرعون نے چونکہ نماز پڑھنے کی ممانعت کردی تھی اس لئے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ گھروں کو ہی مقام نماز بنالو اور چھپ کر گھروں میں ہی نماز پڑھا کرو (سیوطی و خازن و معجم القرآن) لیکن بعض غیر معتبر مفسرین لغاتِ قرآن نے اس آیت میں قبلۃً کا ترجمہ کیا ہے آمنے سامنے یعنی اپنے مکان آمنے سامنے بناؤ تاکہ ضرورت کے وقت باہم شریک ہوسکو۔ یہ تشریح سیاقِ قرآنی کے بھی خلاف ہے نہ قدماء مفسرین میں سے کسی نے اس کی صراحت کی ہے نہ شہادت

لغت اس کی اجازت دیتی ہے نہ قرینہ اس کا مقتضی ہے نہ واقعہ ہی اس کی تائید کرتا ہے۔"

قِبْلَتَكَ: قبلۃ مضاف ک ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ تیرا قبلہ، وہ مکان جس کی طرف رُخ کر کے تو نماز پڑھتا تھا۔ پ ۱

قِبْلَتِهِمْ: قبلۃ مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کا قبلہ یعنی وہ مکان جس کی طرف یہودی رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ پ ۱

قِبَلَ: جانب، طرف، مقابلہ کی طاقت۔ پ ۲، پ ۱۹

قِبَلَكَ: قبل مضاف ک ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، تیری جانب۔ پ ۲۹

قِبَلِهٖ: قِبل مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ اس سے آگے کی جانب، اس کے سامنے، ادھر۔ پ ۲۷

قُبُلًا: جمع قَبِیْلٌ واحد۔ جماعت جماعت، گروہ گروہ (مجاہد) بعض کے نزدیک قَابِلٌ کی جمع ہے یعنی آنکھوں کے سامنے، آگے۔ پ ۸، پ ۱۵

قُبُلٍ: آگے۔ سامنے۔ پ ۱۲

قَبُوْلٍ: مصدر۔ پسندیدگی سے قبول کرنا۔ قبول پروا ہوا کو بھی کہتے ہیں لیکن اس جگہ اول معنی ہی مراد ہیں۔ سامنے سے لینا پسندیدگی پر دلالت کرتا ہے اور پیچھے کو ہاتھ کر کے لینے سے بے پروائی اور ناپسندیدگی کا ظہور ہوتا ہے اسی لئے قبول کے معنی ہوئے پسندیدگی سے لینا۔ پ ۳ (دیکھو قابل)

قَبِيْلًا: جمع، قَبِیْلَۃٌ واحد۔ جماعت جماعت (مزید تشریح کے لئے دیکھو لفظِ قبائل) امام رازی نے لکھا ہے:

"آگے، سامنے (کبیر) امام راغب نے بعض کے قول پر ترجمہ کیا ہے کَفِیْلًا یعنی ذمہ دار" پ ۱۵

قَبِيْلُهٗ: قَبِیْل مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ۔ اس کی جماعت، گروہ۔ پ ۸

قَتْرٌ: اسم فعل اور مصدر، خرچ بہت ہی کم کرنا کنجوسی بخل، اسراف کی ضد۔ (المفردات و قاموس) قَتْرٌ بکونِ تا بھی اس معنی میں مستعمل ہے (تاج) قُتُوْرٌ کے معنی اہل و عیال کو کم خرچ دینا (نصر و ضرب) قَتُوْرٌ صفت مشبہ، کنجوس طبیعت والا آدمی۔ قَاتِرٌ جو اہل و عیال کو کم خرچ دے۔ قَتَرٌ اور قُتَارٌ کے اصل معنی ہیں کسی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں، کنجوس آدمی بھی کسی کو مال دینے کی جگہ گویا دھواں دے کر بہلا دیتا ہے (راغب) پ ۱۹

قَتَرَةٌ: غبار (قاموس) دھوئیں کی طرح غبار نما بدر رونقی جو چہرے پر چھا جاتی ہے (المفردات) پ ۱۱

قِتَالٌ: بابِ مُفَاعَلَۃٌ کا مصدر مُقَاتَلَۃٌ اور قِیْتَالٌ بھی باب مُفَاعَلَۃٌ سے مصدر آئے ہیں، باہم کشت وخون مراد جہاد۔ قصداً قتل کرنا (راغب) پ۲/۱۱

قِتَالٍ: مصدر باب مفاعلۃ، حالتِ جر، باہم کشت وخون کرنا، مراد جہاد۔ پ۲/۱۱ پ۹/۱۶

قِتَالًا: بتفصیل مذکور، حالتِ نصب، باہم ایک کا دوسرے کو قتل کرنا مراد جہاد۔ پ۲۶/۸

اَلْقِتَالُ: مصدر، بابِ مفاعلۃ، حالتِ رفع، جنگ، جہاد۔ پ۲/۱۰،۱۶ دو جگہ پ۵/۸ پ۲۶/۷

اَلْقِتَالَ: مصدر، بابِ مفاعلۃ، حالتِ نصب، جنگ، جہاد۔ پ۵/۸ پ۲۱/۱۹

اَلْقِتَالِ: مصدر، بابِ مفاعلۃ، حالتِ جر، جنگ، جہاد۔ پ۱۰/۴ پ۲۱/۵

قَتَلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف قَتْلٌ مصدر، اس نے مار ڈالا۔ قَتْلٌ کے حقیقی معنی ہیں (موت فطری کے علاوہ کسی اور طریقے سے) روح کو جسم سے جدا کردینا خواہ ذبح کی صورت میں ہو یا کسی اور طریقہ سے۔ مجازی معنی ہیں غالب آنا، ذلیل کرنا۔ مطیع بنالینا۔ کسی چیز کا علمی احاطہ کرلینا۔ اس کے تمام جزئیات کا ماہر ہوجانا (معجم القرآن) قرآن میں قَتَلَ کا صرف حقیقی استعمال ہوا ہے۔ پ۲/۱۷ پ۶/۱۰ پ۹/۶ پ۲۷/۳

قُتِلَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، پ۹ پ۱۵/۴ مارا گیا یعنی مارا جائے، اس جگہ ماضی بمعنی مستقبل ہے، پ۲۶/۱۸ پ۲۹/۱۵ دو جگہ پ۳۰/۱۰ بددعائیہ جملے ہیں، مارا جائے لیکن اللہ کے کلام میں بددعا کے معنی حقیقی نہیں، بددعا سے کلامِ الٰہی میں مراد ہوتا ہے ایجادِ قتل، یعنی اللہ نے ان کے لئے قتل کیا جانا مقرر کردیا یا رحمتِ خدا سے ان کو دور کردیا گیا (مفردات) (مزید تشریح کے لئے دیکھو لفظ قاتَلَ) پ۳۰/۵ خندق والے قتل کردئے گئے یا رحمتِ خدا سے دور کردئے گئے۔

اَلْقَتْلِ: پ۲/۸،۱۱ پ۲۱/۱۸ اَلْقَتْلُ پ۲۶/۷ قَتْلَ پ۶/۹ پ۸/۳ سب جگہ لفظ قتل مصدری معنی میں مستعمل ہے اول الذکر چاروں مقامات میں معرف باللام ہے اور آخری دونوں آیات میں معرفہ باضافت، مار ڈالنا۔

قَتَلْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، تو نے مار ڈالا۔ پ۱۵/۲۲ پ۱۶/۱۱ پ۲۰/۵

قَتَلْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، میں نے مار ڈالا۔ پ۲۰/۷

قُتِلَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، وہ ماری گئی۔ پ۳۰/۶

قَتَلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، تم نے قتل کیا۔

رسول اللہ کے زمانے کے یہودیوں کو خطاب ہے، حقیقت میں وہ لوگ قاتل نہ تھے بلکہ ان کے اسلاف قاتل تھے لیکن دورِ رسالت کے یہودی اپنے اسلاف کے اس فعل سے ناراض نہ تھے، ناپسندیدہ نظر سے نہ دیکھتے تھے اس لئے ان کو بھی قاتل قرار دیا گیا۔ پ ۱/۹

قُتِلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی مجہول، اگر تم مارے گئے یعنی اگر تم قتل کئے جاؤ، شرط کی وجہ سے اس جگہ ماضی بمعنی مستقبل ہے۔ پ۴

قَتَلْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے قتل کیا، ہم نے مار ڈالا۔ پ۲

(مَا) قَتَلُوْهُ: مَا حرفِ نفی قَتَلُوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف منفی۔ ہٗ ضمیر مفعول، انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا، پ۶ بمراد ل، وہ یقین کے ساتھ نہیں جانتے کہ انہوں نے مسیح کو قتل کر دیا (المفردات و معجم القرآن) پ۶ نمبر دوم۔

قَتَلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف مثبت، وہ جنہوں نے قتل کیا۔ پ۴

مَا قُتِلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول منفی، وہ نہیں مارے جاتے۔ پ۴

قُتِلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول مثبت، وہ مارے گئے، قتل کئے گئے۔ پ۱۱ ۱۷/۱۵

قَتَلَهٗ: واحد مذکر غائب ماضی معروف ہٗ ضمیر مفعول اس نے اس کو مار ڈالا۔ پ۹ پ۳ ۱۵/۲۲

قَتَلَهُمْ: واحد مذکر غائب ماضی معروف ھُمْ ضمیر مفعول، اللہ نے ان کو قتل کیا، کوئی آدمی کسی کی جان نہیں نکال سکتا، کتنا ہی زخمی کر دے مگر روح کو بدن سے الگ کر دینا انسان کے بس کی بات نہیں انسان کو قاتل صرف اس وجہ سے قرار دیا جاتا ہے کہ وہ اسبابِ قتل فراہم کر دیتا ہے یعنی گھائل کر دیتا ہے یا زہر کھلا دیتا ہے یا پانی میں غرق کر دیتا ہے ورنہ قتل کا اصل حقیقی فاعل اللہ ہی ہے، آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پ ۹/۱۷

قَتَلْتُمُوْهُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، ھُمْ ضمیر جمع مفعول، تم نے ان کو قتل کیا۔ پ۱۰

قَتْلَهُمْ: قَتْلَ مصدر مضاف، حالتِ نصب، ھُمْ ضمیر جمع مضاف الیہ، ان کے قتل کرنے کو، ان کو قتل کرنا۔ پ۱۰ پ۱۵

قَتْلِهِمْ: قَتْلِ مصدر مضاف حالتِ جر، ھُمْ ضمیر جمع مضاف الیہ، ان کے قتل کرنے کے سبب، پ۲

اَلْقَتْلٰی: جمع، اَلْقَتِیْلُ واحد بمعنی مقتول وہ لوگ جنکو قتل کیا گیا ہو۔ پ۲ قتل کے حقیقی اور مجازی معنی کی مزید تشریح کے لئے دیکھو اقتلوا اقتتلوا

قَتُوْرًا: صیغہ صفت مشبہ، کنجوس طبیعت والا بخیل، دیکھو لفظ قَتَرَ ۱۱ھ

قِثَّائِهَا: قِثَّاءِ اسم مجرور مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، قِثَّاءُ اسم جنس ہے اس کی جمع نہیں آتی واحد اور جمع سب پر اطلاق ہوتا ہے، ککڑی یا ککڑیاں؛ یا قِثَّارَۃٌ کی جمع ہے (قاموس) لغت میں قُثَّاءٌ قاف کے پیش کے ساتھ بھی آیا ہے۔ ۱

قَدْ: قَدْ اسم بھی ہے اسم فعل بھی حرف بھی، اِحْسَبُ کا ہم معنی عموماً سکون پر بنی جیسے قَدْ زَیْدٍ دِرْھَمٌ زید کو ایک درہم بس ہے اور کبھی معرب جیسے قَدُ زَیْدٍ دِرْھَمٌ، یَکْفِی کا ہم معنی قَدْنِی دِرْھَمٌ یا قَدْنِیْ دِرْھَمٌ مجھے ایک درہم کفایت کرتا ہے قَدْ زَیْدًا دِرْھَمٌ زید کو ایک درہم کفایت کرتا ہے یہ دونوں قسمیں قرآن مجید میں مستعمل نہیں ہوئیں ۳ اس فعل کے ساتھ مخصوص ہے جو متصرف ہو، خبری ہو، مثبت ہو، حرف جازم و ناصب اور حرف تنفیس سے خالی ہو، یہ ماضی پر بھی آتا ہے اور مضارع پر بھی، ماضی پر داخل ہو تو تین معانی میں سے کسی ایک معنی کے لئے مفید ہوتا ہے ۱ ماضی مطلق کو ماضی قریب بنا دیتا ہے قَدْ قَامَ زَیْدٌ ابھی کھڑا ہوا زید ۲ شک کو دور کرنے اور مضمون کلام کو پختہ کرنے کے لئے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰہَا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اس نے بلاشبہ فلاح پائی ۳ کبھی نفی کے لئے قَدْ کُنْتُ فِیْ خَیْرٍ فَتَعْرِفُہٗ، تو خیر میں نہیں تھا کہ اس کو پہچانتا مضارع پر داخل ہو تو تکثیر کے معنی پیدا ہو جائیں گے جیسے قَدْ اَتْرُکُ الْقِرْنَ مُصْفَرًّا اَنَامِلُہٗ میں اپنے حریف جنگ کو اکثر ایسی حالت میں چھوڑتا ہوں کہ اس کی انگلیاں زرد ہوتی ہیں یا جس طرح آیہ: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ میں بقول زمخشری کثرت رؤیت مراد ہے یا تقلیل کے معنی پیدا ہوں گے جیسے قَدْ یَصْدُقُ الْکَذُوْبُ جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے۔ یا توقع کے معنی پیدا ہوں گے جیسے قَدْ یَقْدُمُ الْغَائِبُ توقع ہے کہ مسافر آجائے۔

یاد رکھو کہ جو قَدْ مفید توقع ہوتا ہے وہ کبھی ماضی پر بھی آتا ہے، خلیل اور اکثر اہل لغت کا یہی قول ہے، بعض منکر ہیں کیونکہ ماضی تو اسی کو کہتے ہیں جس کا وقوع ہو چکا ہو، وقوع کے بعد توقع کے معنی ہی کیا ہیں۔ ابن مالک نے صراحت کی کہ جس ماضی کا وقوع سے پہلے انتظار اور توقع ہو اس پر قَدْ آتا ہے جیسے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ جو عورت تم سے اپنے شوہر کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی (اور امیدوار فیصلہ تھی) اللہ نے اس کی

بات سن لی۔

جو قَدْ ماضی مطلق کو ماضی قریب بنانے کے لئے آتا ہے وہ لَیْسَ، عَسٰی، نِعْمَ اور بِئْسَ پر داخل نہیں ہوتا، یہ افعال متصرف نہیں ہیں۔

جو ماضی بمعنی حال ہو سوا اخفش کے باقی تمام ادبائے بصرہ کے نزدیک اس پر قَدْ کا آنا ضروری ہے، اگر قَدْ مذکور نہ ہوگا تو مقدر مانا جائیگا۔ اخفش اور تمام علمائے کوفہ نہ وجوب کے قائل ہیں نہ تقدیر کے، ابن عصفور کا قول ہے کہ:

"اگر قسم کے جواب میں ماضی مثبت متصرف آئے اور ماضی بعید ہو تو جواب پر صرف لام تاکید آتا ہے جیسے حَلَفْتُ لَهَا بِاللّٰهِ حَلْفَةَ فَاجِرٍ لَنَامُوا میں نے اس سے جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ وہ لوگ سو گئے تھے اور اگر ماضی قریب ہو تو لام اور قَدْ دونوں کو لانا لازم ہے جیسے تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا خدا کی قسم اللہ نے تجھے ہم پر فضیلت بخشی ہے۔ علامہ ابن ہشام انصاری مؤلف مغنی اللبیب کی رائے اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک دونوں مثالوں میں سے اول ماضی قریب ہے اور دوسری ماضی بعید، زمخشری نے آیت وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا کی تفسیر میں جو صراحت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب قسم میں لَقَدْ تقریب کے لئے سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے بلکہ توقع کے لئے ہوتا ہے۔"

اگر قَدْ مضارع پر داخل ہونے کے بعد مفید تقلیل ہو تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں (۱) وقوع فعل کی تقلیل جیسے اَلْكَذُوْبُ قَدْ يَصْدُقُ جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے (۲) فعل کے متعلق کی تقلیل جیسے قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ یعنی جس حال میں تم ہو وہ اللہ کی معلومات کا قلیل حصہ ہے، یہ مطلب نہیں کہ تمہارے حال کو خدا کبھی جانتا ہے کبھی نہیں جانتا۔ (مغنی اللبیب)

قد حرفی قرآن مجید میں فاء کے ساتھ ۵۰ جگہ آیا ہے جو کہیں تحقیق کے لئے ہے کہیں تقلیل و تکثیر کے لئے کہیں تقریب کے لئے اور لام تاکید کے ساتھ ۱۳۹ جگہ آیا ہے جو صرف تحقیق کے لئے ہے، تقلیل تکثیر وغیرہ کے لئے نہیں ہے باقی صرف قَدْ یا واؤ کے ساتھ قد علاوہ نفی کے پانچوں معانی کے لئے آیا ہے، نفی کے لئے مطلقاً نہیں آیا اور توقع کے لئے بہت ہی کم، تقریب تحقیق تقلیل اور تکثیر کے لئے بکثرت۔

قُدَّ : واحد مذکر غائب ماضی مجہول، پھاڑا گیا، چیرا گیا،
قَدٌّ کے معنی لمبا شگاف، لمبائی میں پھاڑنا،
بیابان کو طے کرنا، بات کو کاٹ دینا (نصر) قُدٌّ
اس لمبے تسمہ کو بھی کہتے ہیں جس کا کوڑا بنایا جاتا
ہے، ایک حدیث میں آیا ہے لَقَابُ قَوْسِ
اَحَدِكُمْ وَمَوْضِعُ قَدِّهٖ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ
الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا آدھی کمان کے برابر اور کوڑے کے
تسمہ کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور ما فیہا سے
بہتر ہے (مجمع البحار) قَدِيْدٌ گوشت کا خشک لمبا
پارچہ (قاموس) ۱۲/۱۳

قَدَّتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف
اس عورت نے پھاڑ دیا۔ ۱۲/۱۳

قِدَدًا : جمع، قِدَّةٌ واحد مختلف راہ و روش اور
جدا جدا ارادے رکھنے والے گروہ، ۲۹/۱۱

قَدْحًا : مصدر، چقماق کو مار کر آگ نکالنا، پتھر
پر پتھر کو یا لوہے کو مار کر آگ نکالنا قَدَحَ
بِالزَّنْدِ چقماق کو رگڑ کر آگ نکالی، نیز نکتہ چینی
کرنا بشرطیکہ اس کے بعد فِیْ آئے قَدَحَ فِيْهِ اس
پر نکتہ چینی کی (لفظ) آیت میں صلہ یعنی کوئی حرف
جو لفظ قَدْحًا کے بعد مذکور نہیں مراد ہے گھوڑوں کا
نعلدار ٹاپوں کو پتھریلی زمین پر مارنا۔ ۳۰/۲۵

قَدَرٍ : اللہ کا حکم، اندازہ، مقدار، طاقت،
وسعت، کمی کرنا (قاموس)، اللہ کا علمی اندازہ،
تقدیر (معجم و محلی، خازن) ۱/۲ مقدار مقرر ۱۶/۱۱
عمر کی مقدار جو نبوت کے لئے علمِ الٰہی میں مقرر تھی
(محلی)، یا مقرر وقت (تاج) ۱۸/۱۳ اندازہ، مقدار
معین (خازن) ۲۵/۱۴ اندازہ ۲۵/۷ مقررہ اندازہ
یا بقدرِ حاجت (محلی)، ۲۷/۱ اللہ کا علمی اندازہ، تقدیر
۲۹/۱۲ مقدارِ وقت (محلی)

قَدَرًا : ازلی فیصلہ، لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا
یعنی اللہ کا حکم ایک ازلی فیصلہ ہے اور دنیا میں
وقتاً فوقتاً اس کے موافق ہوتا رہتا ہے۔
(راغب فی المفردات) ۲۲/۲

قَدْرُهٗ : قَدْرُ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ،
اس کی مالی وسعت، گنجائش ۲/۱۵ دو جگہ

قَدَرِهَا : قَدَرِ مجرور مضاف ھَا ضمیر مضاف
الیہ یعنی نالے اپنی مقدار کے موافق یا زمین کی
حاجت کے مطابق بہہ نکلتے ہیں۔ ۱۳/۸

قَدَرًا : قَدَرٌ کے معنی اندازہ، طاقت، مالی
گنجائش، فراخی (قاموس) آیت میں وقتی اندازہ
یعنی مقرر وقت مراد ہے (محلی و بیضاوی) ۲۶/۱۷

قَدْرِهٖ : قَدْرِ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ،

عظمت و مرتبہ یا معرفت۔ پ ۱۷/۷ ، ۱۷/۱۱ ، ۴/۲۴

اَلْقَدْرِ یعنی برکت و عظمت کی رات ، (کبیر) یا ایسی رات جس میں بڑے بڑے کاموں کا تقدیری فیصلہ کیا جاتا ہے (راغب) ۳۰/۲۲ دو جگہ

قَدَرَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف ، اگر قدرۃ کا موصوف انسان ہو تو ایسی صفت اور قوت مراد ہوتی ہے جس سے آدمی کوئی کام کر سکتا ہے اگر قدرت کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو مراد ہوتا ہے عاجز نہ ہونا ، اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی کسی چیز کو کرنے یا نہ کرنے سے عاجز نہیں ، انسان کی قدرت ناقص ہے اسی لئے مطلقاً قادر انسان کو نہیں کہہ سکتے جب تک اس چیز کا ذکر نہ کر دیا جائے جس چیز پر انسان کی قدرت ظاہر کرنی مقصود ہے۔

مثلاً یوں کہا جا سکتا ہے کہ زید چلنے پھرنے پر قادر ہے لیکن بغیر کسی قید مخصوص کے اس طرح نہیں کہہ سکتے کہ زید قادر ہے یا قدیر ہے ہاں اللہ کی قدرت کاملہ ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے بغیر کسی خاص مفعول کے تذکرے کے اس کو علی الاطلاق قادر اور قدیر کہا جا سکتا ہے (راغب)

قَدَرَ لازم بھی ہے اور متعدی بھی ، بصورت اول معنی ہوں گے طاقت رکھی غالب ہوا ، قادر ہوا ، قابو والا ہے (ضرب ، سمع ، نصر) اس وقت اس کا مصدر قَدْرًا ہو گا ، قُدْرَۃً ، مَقْدُرَۃً ، مِقْدَارًا ، قَدَارًا ، قِدَارًا ، قَدَارَۃً ، قُدُورًا ، قُدُورَۃً اور قِدْرَانًا بھی مصادر آئے ہیں۔

اگر قَدَرَ کو بصورت متعدی استعمال کیا جائے تو معنی ہوں گے علمی اندازہ کیا ، روزی تنگ کی ، تعظیم کی ، اللہ نے حکم دیا ، پہچانا ، آمادہ کیا ، وقت مقرر کیا ، مقرر کر دیا (ضرب ، نصر) (قاموس) قرآن مجید میں یہ لفظ متعدی استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں روزی تنگ کی۔ ۳۰/۱۴

(۲) **قَدَرُوْا** : جمع مذکر غائب ماضی معروف منفی ، انہوں نے تعظیم نہیں کی ، انہوں نے نہیں پہچانا (خازن) پ ۱۷/۷ ، ۱۷/۱۱ ، ۴/۲۴

قُدِرَ : واحد مذکر غائب ماضی مجہول ۲۷/۸ مقرر کر دیا گیا ، ازل میں مقرر کر دیا گیا۔ ۲۸/۱۷ روزی تنگ کر دی گئی۔

قَدَرْنَا : جمع متکلم ماضی معروف ، ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں (مملی) ، ہم نے حکم دیا یا ہم نے اندازہ کیا ، مقدار مقرر کی (راغب) ۲۹/۲۱

قَدَّرَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف تَقْدِیْرٌ مصدر

باب تفعیل، سوچ کر غور کر کے اندازہ کیا، رزق بخشا، روزی
تنگ کی، اگر مفعول دوم پر عَلیٰ یا لام ہو جیسے قَدَّرَہٗ
عَلَیْہِ وَ لَہٗ، تو معنی ہوں گے کسی چیز کو کسی شخص کے
لئے اندازہ کرنے کے بعد مقرر کر دیا اور حکم دے دیا
کہ فلاں چیز فلاں کو مل جائے (مزید تشریح کے لئے
تَقْدِیْرًا دیکھو باب التاء مع القاف) ۱۱/۶ رفتار
کی مقدار مقرر کر دی۔ ۱۶/۲ بناوٹ اور تخلیق کو درست
کیا (حلی) یا اس کو مقررہ قوتیں عطا فرمائیں (راغب)
یا اس کو مصلحت کے موافق ٹھیک ٹھیک بنایا
(کشاف) بعض علماء نے اس طرح ترجمہ کیا
ہے پھر اس کے باقی رہنے کی ایک خاص تقسیم کر دی
۲۴/۱۶ (حلی) حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اس
جگہ قَدَّرَ کی جگہ قَسَّمَ ہے (کشاف) دونوں کے
معنی ایک ہیں۔ ۲۹/۱۵ دو جگہ۔ دل میں اندازہ کیا، سوچا
۳۰/۵ قوتیں عطا فرمائیں جن کے موافق وقتاً فوقتاً
ظہور ہوتا ہے (راغب) شکل، صورت، حجم، مقدار
اور ہر چیز کا اندازہ مقرر کر دیا (جمل) ۳۰/۱۲ مصلحت کے
موافق ہر چیز عطا فرمائی پھر فطری طور پر یا تعلیم کے
ذریعہ سے نجات کا راستہ بنایا (راغب)

قَدِّرْ: واحد مذکر حاضر امر معروف، تقدیر مصدر
باب تفعیل، مناسب اندازہ کے ساتھ بناؤ، کڑیوں کو
حساب کے ساتھ بناؤ اور جوڑو۔ ۲۲/۸

قَدَّرُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، تقدیر
مصدر، پینے والوں کی خواہش کے بقدر وہ دیں گے
(حلی) یا اہل جنت دلوں میں برتنوں کا جو پیمانہ مقرر
کر لیں گے اسی ناپ کے مطابق ان کو ملے گا
(کمالین) ۲۹/۱۹

قَدَّرْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تقدیر مصدر
۱۴/۴ ہم نے (ازل میں) حکم دیدیا (راغب) یا مقرر
کر دیا (تاج) ۱۹/۱۹ ہم نے مقدر کر دیا تھا۔ ازل میں
حکم دے دیا تھا ۲۲/۸ ہم نے منزلیں مقرر کر دیں
(مولانا محمود حسن) ۲۳/۲ ہم نے حساب سے چاند کی
منزلیں مقرر کر دیں ۲۲/۱۵ حساب کے ساتھ مقرر کر دی۔

قَدِیْرٌ: صفت مشبہ، قدیر اس کو کہتے ہیں جو
حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے، اسی لئے
اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیر نہیں کہہ سکتے، البتہ
قادر عام ہے (راغب) علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی
میں آیت اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کی تشریح
میں لکھا ہے:

"قادر وہ ہے کہ اگر چاہے تو کرے نہ چاہے تو
نہ کرے اور قدیر وہ ہے جو اقتضاء حکمت کے
موافق جو کچھ چاہے کرے اللہ کے علاوہ کسی غیر کی

صفت میں لفظِ قدیر بہت کم آتا ہے۔" (روح المعانی)

علامہ آلوسی کے بیان سے معلوم ہوا کہ غیرِ خدا کی صفت بھی لفظِ قدیر سے کی جا سکتی ہے مگر بہت ہی کم، اور امام راغب نے غیرِ خدا کے اتصاف کی مطلق نفی کردی ہے، میری نظر میں یہ اختلاف ہی بیکار ہے، لغتِ عرب میں اگر لفظِ قدیر کا غیر اللہ پر اطلاق ہو بھی، تب بھی امامِ راغب کی تردید نہیں ہو سکتی، امام راغب نے صرف شرعی اصطلاحی معنی بیان کئے ہیں اور اصطلاح شرع میں لفظِ قدیر کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں ہوتا، قرآن یا حدیث میں کسی جگہ کسی انسان یا فرشتہ یا جن یا کسی مخلوق پر اس کا اطلاق نہیں ہوا۔ ۱/۲،۱۳ ۲/۲ ۳/۳،۸،۱۱ ۴/۸،۱۰ ۶/۷،۱۰ ۷/۶،۸ ۱۰/۱،۱۲ ۱۱/۱۴ ۱۴/۱۵،۱۶ ۱۷/۸،۱۳ ۱۸/۱۲ ۲۰/۱۴ ۲۱/۸،۹ ۲۲/۱۳ ۲۴/۱۹ ۲۵/۲،۴،۷ ۲۶/۶ ۲۷/۱۶ ۲۸/۴،۸،۱۵ ۲۸/۱۸،۲۰ ۲۹/۱

قَدِیْرًا: (دیکھو قَدِیْرٌ) ۵/۱۶ ۶/۱ ۱۹/۳ ۲۱/۱۹ ۲۲/۱۴ ۲۶/۱۱

اَلْقُدُّوْسُ: اسم فعل اور مصدر، پاکی اور پاک ہونا، آیات میں صیغہ صفت کے معنی میں ہے، موصوف کو صفت کی طرف شدتِ لزوم کے سبب مضاف کردیا گیا ہے یعنی روحِ مقدس، مراد جبرئیل، صحاح قاموس میں اَلْقُدُسُ بھی آیا ہے، لسان العرب میں صفائی برکت اور پاکیزگی ترجمہ کیا ہے، صاحب تاج نے رحمت اور فضل سے تعبیر کی ہے، ۳/۱۱ ۳/۱ ۷/۵ ۱۲/۲۰

قَدَمَ: (صِدْقٍ) قَدَمَ اسم مصدر مضاف صِدْقٍ مضاف الیہ، گذشتہ نیک کام (راغب) ہر نیک کام جو پہلے کرلیا گیا ہو یا ہوگیا ہو (قاموس) مراد اچھا اجر (سیوطی) یعنی آیت میں سبب بول کر نتیجہ مراد لیا ہے (خازن) قَدَمَ کے معنی سَلَفَ یعنی گذرا ہوا نیک عمل (رواہ الحاکم عن ابی بن کعب) ۱۱/۴

قَدَمٌ: واحد اَقْدَامٌ جمع یعنی قدم پاؤں تَقَدُّمٌ قَدَمٌ سے ہی بنایا گیا ہے (راغب) قَدَمٌ اسم مصدر بھی ہے یعنی نیکی میں تقدم، صیغہ صفت بھی ہے، مذکر مؤنث واحد جمع سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، نیکی میں آگے بڑھنے والا، قَدَمٌ کے معنی تقدم بھی ہے اور قدامت بھی۔ قدم سے مشتقات باب سَمِعَ سے بھی آتے ہیں اور نَصَرَ وکَرُمَ سے بھی، باب سَمِعَ سے آنے کی صورت میں اگر مصدر قُدُوْمٌ یا قِدْمَانٌ ہو تو سفر سے واپسی کے معنی ہونگے اگر مصدر قَدَمٌ ہو تو بہت آگے بڑھ جانے

کے معنی ہوں گے، باب نَصَرَ سے آنے کی صورت
میں اگر مصدر قُدُوْم ہو تو متعدی ہوگا اور آگے
بڑھانے کے معنی ہوں گے اور اگر مصدر قُدْم ہو
تو لازم و متعدی دونوں طرح آئے گا۔ باب
کَرُمَ سے آنے کی صورت میں مصدر قُدُم بھی
آتا ہے اور قَدَامَۃٌ بھی اور قدیم ہونے کے معنی بھی
ہوتے ہیں۔ آیت میں صرف اسمی صورت میں
مستعمل ہے۔ ۴۰/۱۹

قَدَّمَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر تَقْدِیْمٌ، باب
تفعیل، آگے لایا، سامنے لایا (دیکھو تقدموا) ۲۳/۱۳

قَدَّمْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، تقدیم مصدر، اگر
تقدیم کے بعد بآ آجائے تو وقت سے پہلے کسی کام
کا حکم دینے یا وقت سے پہلے اطلاع دیدینے
کے معنی ہوتے ہیں تاکہ وقت آنے سے پہلے
اطلاع پانے والا کام کرلے۔ ۲۶/۱۶ میں یہی مراد
ہے کہ میں نے یوم جزا آنے سے پہلے دنیا میں
ہی تمہارے پاس خوف آگیں اطلاع بھیجدی
تھی اور پہلے ہی حکم دے دیا تھا کہ تیار ہی کرلو۔
اگر تقدیم کے بعد بآ نہ آئے تو پہلے سے کرنے،
پہلے سے بھیجنے، پیش کرنے اور پہلے زمانے میں
کر چکنے کے معنی ہوتے ہیں۔ ۳۰/۲۴ میں پہلے سے بھیجدینے
کے معنی ہیں۔

قَدَّمَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، تقدیم
مصدر، پہلے کر چکے یا پہلے بھیج چکے، ۱/۱۱
۲/۱۰ ۵/۶ ۶/۱۵ ۱/۳ ۱۵/۲ ۱۷/۸ ۲۰/۸ ۲۱/۷ ۲۵/۶
۲۸/۱۱، ۲ ۳۰/۲، ۷

قَدَّمْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی (جو کچھ) تم نے
پہلے سے رکھ چھوڑا ہوگا۔ ۱۲/۱۶

قَدَّمْتُمُوْهُ: قَدَّمْتُمْ جمع مذکر حاضر، ہُ ضمیر
مفعول، تم اس کو سامنے لائے، ۲۳/۱۳

قَدَّمُوْا: جمع مذکر غائب ماضی، انہوں نے
پہلے بھیجدیے۔ ۲۲/۱۸

قَدِّمُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف ۲/۱۲ پہلے
بھیجدو، ۲۸/۲ پہلے دیدیا کرو۔

قَدِمْنَا: جمع متکلم ماضی باب سَمِعَ، ہم آگے
بڑھیں گے، ہم متوجہ ہوں گے (ماضی بمعنی مستقبل)
۱۹/۱۔

اَلْقَدِیْم: صفت مشبہ معرفہ، قَدُمَ و قَدَامَۃً
مصدر (و اسم مصدر)، گذشتہ زمانے میں موجود ہونیوالا
پہلے زمانے میں پایا جانے والا، قرآن و حدیث
میں لفظ قدیم کا اطلاق اللہ پر کہیں نہیں آیا
نہ اللہ کے صفاتی ناموں میں اس کا شمار ہے

البتہ علمائے اسلام میں سے متکلمین اس کا اطلاق اللہ پر کرتے ہیں (راغب) عموماً قدیم پرانے زمانے کو یا پرانے زمانے کی چیز کو کہتے ہیں، ۱۳/۵ اور ۲۳/۲ میں مراد ہے پرانی۔

قَدِیْمٌ: صفت مشبہ نکرہ پرانا، قدیمی ۲۶/۲

قُدُوْرٍ: جمع قِدْرٌ واحد، ہانڈیاں دیگیں، لفظ قِدْرٌ استعمال میں عموماً مؤنث آتا ہے اور بہت کم مذکر۔ ۲۲/۲

اَلْقُدُّوْسُ: صیغہ مبالغہ بہت پاک، برکت والا۔ وزن فُعُّوْلٌ (بضم فاء) یہ کلام عربی میں صرف چار لفظ آئے ہیں قُدُّوْسٌ سُبُّوْحٌ ذُرُّوْحٌ فُرُّوْحٌ اور ان کو بفتحہ فاء پڑھنا جائز، باقی اس وزن پر جتنے لفظ آئے ہیں سب بفتحہ فاء آئے ہیں، ۲۸/۹

اَلْقُدُّوْسِ: بہت پاک ذات مبارک صیغہ مبالغہ، ۲۸/۱

قَذَفَ: واحد مذکر غائب ماضی، قَذْفٌ مصدر قَذْفٌ کے اصلی معنی تیر کو دور پھینکنا پھر تیر کی شرط کو ساقط کر کے مطلق پھینکنے دور ڈالنے اور مارنے کے معنی میں استعمال کیا جائے گا اور مجازاً گالی دینا اور تہمت زنا لگانا اور کسی چیز کو عیب کی طرف منسوب کرنا بھی مراد لیا جاتا ہے آیت میں مراد ہے ڈال دیا۔ ۲۱/۱۹ ۲۸/۴

فَقَذَفْنٰهَا، فاء حرف تعقیب، قَذَفْنَا جمع متکلم ماضی، ہا ضمیر مفعول، پھر ہم نے اس کو ڈال دیا۔ ۱۶/۱۲

قَرَارًا، اسم مصدر اور مصدر، ٹھیراؤ اور ٹھیرنا، سردی، سکون اور جمود جامعنی ہے اسی لئے اس کو قُرٌّ کہتے ہیں (راغب) آیات میں مراد ہے ٹھیرنے کی جگہ (راغب) یا قرار والی، نہ لرزنے والی جگہ (محلی)، ۲۴/۱۱ ۲۴/۱۲

قَرَارٍ: قرار کے معنی اہل لغت نے آرام کی جگہ بھی لکھا ہے (تاج)، ۱۳/۱۶ جاء اور استقرار (سیوطی) ۱۸/۱ ٹھیرنے کی جگہ، آرام کی جگہ (روح المعانی وصحاح) ۱۸/۳ سرسبز شاداب زمین (ابن عباس) ہموار زمین (محلی) ۲۹/۲۱ یا پانی ٹھیرنے کی جگہ (تاج) یعنی رحم۔

اَلْقَرَارُ: ۱۳/۱۷ ۲۳/۱۳ قرار گاہ، ٹھکانا۔

اَلْقَرَارِ: ۲۴/۱ ٹھیرنا، رہنا مراد ہمیشہ رہنا۔

فَقَرَءَ، فاء حرف تعقیب واحد مذکر غائب ماضی ذُکِرَ، قِرَاءَۃٌ اور قُرْاٰنٌ مصدر (باب نصر و فتح) خود فعل متعدی ہے کبھی مفعول پر باء بھی آتا ہے قَرَءَ الْقُرْاٰنَ اور قَرَءَ بِالْقُرْاٰنِ، دونوں طرح

استعمال صحیح ہے "قرءٌ" ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا کر جمع کرنے کو بھی کہتے ہیں، پڑھنے کے معنی بھی اس مناسبت سے خالی نہیں، ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر تلفظ کرنے کو قرارت کہتے ہیں (راغب) صاحب قاموس نے اگرچہ قَرَأَ بِالشَّيْءِ قُرْآناً کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا کر جمع کرنا لکھا ہے اور کسی خاص شرط کے ساتھ مشروط نہیں کیا لیکن راغب نے لکھا ہے کہ:

"ہر جمع کرنے کو قَرْءٌ نہیں کہتے، اسی لئے قَرَأْتُ الْقَوْمَ بجائے جَمَعْتُ کے کہنا صحیح نہیں ہے"

شاید راغب کی مراد یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا اور جوڑ کر جمع کرنا۔ لفظِ قرءٌ کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے قرءٌ کے معنی صرف اکٹھا کرنا کافی نہیں ہے اور صاحبِ قاموس کی عبارت سے بھی یہ مترشح ہے، آیت میں ہٗ ضمیر مفعول بغیر بار کے موجود ہے، پھر وہ اس کو پڑھنا۔ پ ۱۹/۱۵

قَرَأْتَ: واحد مذکر حاضر، ماضی، پ ۱۴/۱۹ جب تم قرآن پڑھو، یعنی پڑھنا چاہو (سیوطی) اکثر فقہاءِ اسلام اور محدثین کا یہی قول ہے کہ قرآن پڑھنے سے پہلے جب پڑھنے کا ارادہ کیا جائے تو تعوذ پڑھا جائے، سیوطی نے اسی بناء پر قراءۃ قرآن کی تفسیر ارادۂ قرارت سے کی ہے۔ امام مالک اور بعض صحابہ و تابعین کی نظر میں قرارت کے حقیقی معنی مراد ہیں اور قرارت کے بعد تعوذ کرنا چاہئے (جمل) پ ۱۵/۵ جب تم قرآن پڑھتے ہو یا جب تم نے قرآن پڑھا۔

قُرِئَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، جب قرآن پڑھا جائے، پ ۹/۱۴ جب قرآن پڑھا جاتا ہے۔ پ ۳۰/۹

قَرَأْنَاهُ: جمع متکلم ماضی ہٗ ضمیر مفعول، جب ہم قرآن تمہارے سینہ میں جمع کر دیں تو تم اس پر عمل کرو، ابن عباس (راغب) جب ہم (بوساطتِ قرارتِ جبرئیل) قرآن پڑھیں تو تم اس کو کان لگا کر سنو (محلی و محمود آلوسی) صاحبِ منتہی الارب نے بحوالہ حضرت ابن عباس اس طرح ترجمہ کیا ہے، جب ہم قرآن کو بیان کر دیں تو ہمارے بیان کے موافق تم عمل کرو، محلی اور آلوسی کا ترجمہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے۔ پ ۲۹/۱۷

قُرْآن: مصدر ہے پڑھنا، اللہ کی کتاب کا خاص نام جو محمد رسول اللہ پر نازل کی گئی، کسی دوسری آسمانی کتاب کا نام قرآن نہیں ہے جس طرح

جزء بول کر کل مراد لے لیا جاتا ہے جیسے گردن سے ذاتِ انسانی، اسی طرح رکوع، سجود، قیام اور قرآن بول کر مجازاً پوری نماز بھی مراد لے لی جاتی ہے۔ قرآن کی وجہ تسمیہ کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں، کسی نے کہا قرء کا معنی جمع کرنا ہے، قرآن، کتبِ سابقہ الٰہیہ کا حاصل اور مجموعہ ہے' راغب نے اتنا اور بڑھا دیا کہ قرآن تمام علوم کا مجموعہ ہے' ابوعبیدہ نے کہا سورتوں کا مجموعہ ہے' بہرحال سب نے قرآن کی وجہ تسمیہ بیان کرنے میں جمع کا مفہوم پیشِ نظر رکھا، پروفیسر عبدالرؤف نے کہا یہ وجہ تسمیہ غلط ہے، قرآن کا نام سب سے پہلے سورت مزمل میں آیا ہے جو ترتیبِ نزول کے اعتبار سے تیسری سورت ہے، اس وقت تک نہ سورتوں کا مجموعہ تھا نہ کتبِ سابقہ کا نچوڑ، اور نہ خلاصہ بلکہ قرآن کہنے کی وجہ صرف قرارت اور تلاوت ہے' اللہ کی کتاب عموماً جہر کے ساتھ نماز میں، دینی محافل میں، مدارس میں اور دوسری تقریبات میں پڑھی جاتی ہے، حضرتِ عثمان کے مرثیہ میں ایک شاعر نے کہا تھا:

ضحوا باشمط عنوان السجود به
یقطع اللیل تسبیحا و قرآنا

لوگوں نے ایک ایسے پکی عمر والے سردار کو ذبح کر دیا جس کی پیشانی پر سجدے کا نشان تھا جو راتیں تسبیح و تلاوت میں کاٹ دیتا تھا۔ عبرانی یہودی بھی توراۃ کو ([illegible]) یعنی قرارت کہتے تھے اس کے بعد سریانی عیسائیوں نے کتابِ مقدس کے بعض حصوں کا نام قریانا رکھا۔ اب تک شام، عراق، حجاز، فلسطین میں اس لفظ کو وہ استعمال کرتے ہیں، آیت اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ سے تو ویسے بھی صاف ظاہر ہے کہ جمع قرآن سے قرارتِ قرآن الگ چیز ہے (معجم القرآن) قرآن کا کچھ حصہ مکی ہے کچھ مدنی، ۱۷ رمضان ۴۱ھ میلادِ نبوی سے ۵۳ھ یا بقول صاحبِ معجم القرآن ۴۲-۵۲ھ میلادِ نبوی تک نازل شدہ حصہ مکی کہلاتا ہے جس کی مقدار مجموعہ کے لحاظ سے ۱۹/۳۰ کی ہے، باقی حصہ ۱۱/۳۰ مدنی ہے جو آخر عمر تک نازل ہوا، کل آیات (قطع نظر از اختلافِ روایات) ۶۲۳۶ اور کل الفاظ ۷۷۴۴۰ اور کل حروف ۳۲۳۶۷۱ ہیں۔

قرآن چونکہ مکمل درسِ حیات ہے اس لئے تمام ضروریاتِ زندگی کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے انسانی زندگی کی چند در چند شاخوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کو قرآنی مضامین کے تنوع کے کچھ مظاہر

نظر آتے ہیں، جو کتابیں انسانی دماغ کی زائیدہ ہیں خصوصاً وسطی دور کی کتابیں، ان کی طرح فصل بندی اور تبویب قرآن کی نہیں ہے، قرآن کا رنگ خطابی بھی ہے برہانی بھی، جدلی بھی آئینی اور تشریعی بھی اور واعظانہ بھی لیکن ہر رنگ دوسرے رنگ سے اور ہر بیان دوسرے بیان سے مخلوط ہے جس طرح انسان کی ضروریاتِ زندگی مخلوط ہیں اور بغیر تجزیہ و تحلیل کے ان کی باہمی وابستگی کو جدا جدا نہیں کیا جاسکتا اسی طرح قرآن کا تنوعِ بیان بھی محتاجِ تفصیل و تحلیل ہے، ہم تحلیل کے بعد آٹھ قسم کے مضامین قرآن میں پاتے ہیں:

۱۔ عقائد یعنی توحیدِ ذات و صفات، ایمان بالرسالۃ والملائکہ والبعث بعد الموت وغیرہ ۲۔ دینی فرائض نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ۳۔ اخلاقی احکام صدق، عدل، احسان، جود، عدمِ ایذاء وغیرہ ۴۔ دنیوی اور اخروی وعدہ وعید ۵۔ قرآن کو پیش کرکے دعوتِ مقابلہ و مناظرہ ۶۔ گذشتہ قصص و حکایات عبرت آفرینی کے لئے ۷۔ وعظ و ارشاد، دانش آفرین حکمت اور اقوام کے عروج و زوال کے ضوابط ۸۔ آئین و تشریع، تشریعات کے چار حصے ہیں ۱۔ سیاسی و نظمی جیسے حکام کی اطاعت عہد و میثاق کی پابندی ۲۔ ضوابطِ فوجداری حدود و قصاص وغیرہ ۳۔ تمدنی قوانین، سود، میراث، وصیت، قرض وغیرہ کی دستاویز ۴۔ جنگی ضوابط، جنگ کی تیاری، آلاتِ جنگ کی فراہمی، فوجی اسرار کی راز داری، صلح اور صلح کی پابندی، قیدیوں کا معاملہ، جاسوسوں سے احتیاط، دشمنوں سے موالات کی ممانعت وغیرہ۔

یاد رکھو کہ قرآن جس طرح مجموعے کا نام ہے اسی طرح اجزاءِ قرآن کو بھی اس وقت قرآن کہہ سکتے ہیں، اور نزول کے زمانے میں تو جتنا حصہ نازل ہو چکتا تھا اس کو قرآن ہی کہا جاتا تھا، پورے قرآن کے نزول کا انتظار نہیں رکھا جاتا تھا، اب چونکہ پورا قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے اس لئے پوری کتاب کا نام قرآن ہے لیکن کل کا اطلاق جزء پر مجازاً کیا جاسکتا ہے۔ ۲/۷، ۵/۸، ۷/۴، ۸، ۹/۱۴

۱۱/۳، ۷، ۹ و ۱۲ ؛ ۱۲/۱۱ ؛ ۱۳/۲۰ ؛ ۱۴/۶ و ۱۹ ؛ ۱۵/۱، ۵ و ۶، ۹ و ۱۰ و ۲۰

۱۶/۱۰ و ۱۵ ؛ ۱۹/۱ و ۱۶ ؛ ۲۰/۳، ۲، ۱۲ ؛ ۲۱/۹ ؛ ۲۲/۱۰ و ۱۸ ؛ ۲۳/۴ و ۱۰ و ۱۷ ؛ ۲۴/۱۸

۲۵/۹ ؛ ۲۶/۴ و ۷، ۱۵ و ۱۷ ؛ ۲۷/۸ و ۹ و ۱۱، ۱۶ ؛ ۲۸/۶ ؛ ۲۹/۱۳ و ۱۴ و ۲۰

۳۰/۹ و ۱۰

قُرآناً: ۱۲/۱۱ ؛ ۱۳/۱۰ ؛ ۱۵/۱۲ ؛ ۱۶/۱۵ ؛ ۲۳/۱۷ ؛ ۲۴/۱۵ و ۱۹ ؛ ۲۵/۳ و ۱۷

۲۹/۱۱ و ۱۷ ۔ قرآنِ مجید

قُرْآنَہٗ: قرآن مصدر، مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، پڑھنا۔ اس کے پڑھنے پر عمل کر دینا، اس کے پڑھنے کو کان لگا کر سنو۔ ۲۹/۱۷

قَرَّبَا قُرْبَانًا: تثنیہ مذکر غائب، ماضی معروف، تَقْرِیْبٌ مصدر، باب تفعیل، پیش کرنا، نزدیک لانا، قرب حاصل ہونے کی امید پر بھینٹ دینا، تقریب کا مادہ قُرْبٌ ہے۔ قرب کا استعمال، مکان، زمان، رشتہ داری، مرتبہ، حفاظت و نگرانی اور قدرت سب لحاظ سے ہوتا ہے۔ قربان لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو قربِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہو (خواہ کوئی چیز جاندار یا بے جان یا اعمالِ صالحہ) اسلامی عرف میں اس ذبیحہ کو قربان کہا جاتا ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کیا جاتا ہے، اس کی جمع قَرَابِیْن ہے (راغب)

دنیا میں پہلی بھینٹ حضرت آدم کے دونوں لڑکوں ہابیل اور قابیل نے پیش کی، ہابیل نے کچھ بھیڑیں اور قابیل نے کچھ غلہ کی سوختنی قربانی دی پھر حضرتِ نوح نے ایک قربان گاہ بنائی اور بہت جانوروں کی سوختنی قربانی دی پھر حضرتِ ابراہیم نے (بقول یہود) روٹی اور شراب قربانی میں پیش کی پھر حسبِ وحی بھیجا۔ بکرا، مینڈھا اور کبوتر ذبح کیا (سفر التکوین ۹، ۱۷) پھر حسب الحکم بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کیا لیکن اللہ نے بیٹے کو محفوظ رکھا اور مینڈھے کی قربانی کا حکم دیا، اسلام سے پہلے ہی عرب میں یہ سنتِ ابراہیمی جاری تھی، قربانیاں کی جاتی تھیں اور گوشت فقراء کو بانٹ دیا جاتا تھا، سوختنی قربانی کا دستور نہ تھا، سوختنی قربانی صرف یہودیوں میں جاری تھی، حضرتِ موسیٰ دونوں قسم کی قربانیاں دیتے تھے، جاندار اور بے جان، لیکن سب قربانیاں سوختنی ہوتی تھیں، عیسائیوں میں قربانی کا دستور نہ تھا، ان کے عقیدے میں مسیح نے اپنی قربانی کر کے سارے عالم کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا تھا مسیح کے خون کے عوض شراب اور گوشت کے عوض روٹی دینے کا ان میں دستور تھا، پرانے یونانی قربانی میں نمک اور جَو دیتے تھے، دونوں چیزیں ایک ٹوکرے میں رکھ کر تھوڑا تھوڑا حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے ممالکِ عربیہ میں میلاد مبارک کے جلسوں میں نمک اور جَو تقسیم کرنے کا مسلمانوں میں اب بھی رواج ہے (معجم القرآن برحاشیہ) ممالکِ اسلامیہ اور ہندوستان میں مساجد، مزارات اور متبرک مقاموں میں اگر، لوبان اور بعض دوسری چیزیں سلگانے کا اب بھی دستور ہے اور یہ ستارہ پرستوں اور بت پرستوں کی نقل ہے (الرحمٰن جلد

فینقی، کنعانی، سوری، فارسی، عرب قدیم، رومن، مصری اور اکثر مغربی اقوام آدمی کی قربانی کو باعثِ تقریب جانتی تھیں ۶۵۷ء میں اس کی ممانعت کے لیئے رومن قانون بنا لیکن ۸۲۴ء تک جرمنی اور پرتگال کے بعض حصوں میں برابر انسانی قربانی ہوتی رہی۔ آیتِ مذکورہ میں قربانی کی نوعیت نہیں بیان کی صرف اتنا فرمایا کہ آدم کے دونوں بیٹوں نے قربانی پیش کی۔ ب ۶/۹

قُرْبَانًا: مصدر، مفعول لہ، تقریب حاصل کرنے کے لیئے دوسروں کو پوجتے تھے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیئے۔ امام راغب نے اس جگہ قربان کو صیغۂ صفت کے معنی لیا ہے اور صراحت کی ہے کہ قربان کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا ہے یعنی ایسی چیز جو اللہ کی مقرب ہو، ب ۲۶/۴

بِقُرْبَانٍ: با، حرفِ جر، قُربانٍ مجرور، کوئی ایسی چیز جو قربانی میں پیش کی جائے (اور آگ غیبی آگ اس کو کھا جائے) ب ۴/۱۰

قَرَّبْنَاهُ: جمع متکلم ماضی، مصدر تقریبٌ ہٗ ضمیر مفعول، ہم نے اس کو قریب کرلیا، قریب بلالیا، امام راغب نے لکھا ہے:

"کسی بندے کے مقرب تقرب الٰہی ہونے کے معنی ہیں قربِ روحانی کا بڑھ جانا، بدنی مادی قوتوں کا مغلوب ہوجانا، جہالت کا میل دور ہوجانا، علم، حلم، حکمت، فہم، رحمت اور دوسری صفاتِ الٰہیہ کی جھلک اس میں خصوصی طور پر نمودار ہوجانا۔" (المفردات) پ ۱۶/۷

قَرَّبَہٗ: قَرَّبَ واحد مذکر غائب، مصدر تقریبٌ ہٗ ضمیر مفعول۔ اس (کھانے) کو ان (فرشتوں) کے سامنے رکھا۔ اگر قَرَّبَ کے بعد اِلٰی آئے تو سامنے لانے کے معنی ہوتے ہیں یہی اس جگہ ہے۔ پ ۲۶/۱۹

اَلْقُرْبٰی: اسم مصدر، رشتہ داری قرابت، قَرُبَ (باب نصر) مصدر قَرَابَۃٌ، قَرُبَ منہ (باب کرم) مصدر قُرْبٌ و قُرْبَانٌ، قَرِبَہٗ (باب سمع) مصدر قُرْبٌ و قُرْبَانٌ۔ نزدیک ہوگیا (قاموس) پ ۱/۱۰ پ ۲/۶ پ ۵/۳ ع ۴/۱۲ دو جگہ پ ۱۰/۱ پ ۱۴/۱۹ پ ۱۵/۳ پ ۱۸/۹ پ ۲۱/۷ پ ۲۵/۴ پ ۲۸/۴

قُرْبٰی: اسم مصدر نکرہ، رشتہ داری، قرابت، پ ۲/۴ پ ۸/۶ پ ۱۱/۳ پ ۲۲/۱۵

قُرْبَۃٌ: اسم مصدر، مرتبہ کا قرب، خوشنودی، رضا (راغب) مراد خوشنودی حاصل ہونے کا ذریعہ پ ۱۱/۱

قُرُبَاتٍ: جمع، قُرُبَۃٌ واحد، قُرْبَۃٌ کو قُرُبَۃٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔ (تاج) پ ۱۱/۱

قَرِیْبٌ: صفت مشبہ ہے، واحد و جمع سب کے

لئے آتا ہے، لفظ مذکر ہے لیکن مؤنث غیر حقیقی پر بھی اس کا اطلاق صحیح ہے، جیسے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ، فراء کا قول ہے اگر قریبٌ سے قریب مسافت یا قریب جگہ مراد لی جائے تو لفظ قریب کا مذکر و مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے اور اگر قرابت نسبت مراد ہو تو مذکر کے لئے قَرِيْبٌ اور مؤنث کے لئے قَرِيْبَةٌ آتا ہے۔ ۲، ۸، ۱۲، ۱۷، ۲۵، ۲۸، ۲۹ اول الذکر تینوں آیات میں نگرانی اور نگہداشت کے اعتبار سے قریب ہونا مراد ہے اور آخر الذکر پانچوں جگہ زمانے کے اعتبار سے قرب مقصود ہے۔

قَرِيْبٍ: ۲، ۵، ۱۲، ۱۳، ۲۲، ۲۶، ۲۸ صرف ۲۲ اور ۲۹ میں قربِ مکانی مراد ہے اور باقی سب میں قربِ زمانی۔

قَرِيْبًا: ۵، ۲۲، ۲۶، ۲۹، ۳۰ سب میں زمانے کا قریب ہونا، کچھ ہی مدت کے بعد ہو جانا مراد ہے، ۱۳ میں قربِ مکانی مراد ہے، ۲۵ میں بھی قربِ زمانی مراد ہے اور ترجمہ ہے کچھ ہی پیشتر ۱۱ میں سہل الحصول ہونا مراد ہے، یعنی مالِ غنیمت سہل الحصول ہو، جلد اور آسانی سے ملنے والا۔

قُرَّةُ: آنکھ کی خنکی، مراد سرورِ قلب، یہ لفظ قُرٌّ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ٹھنڈک، بعض کا قول ہے:

"خوشی کے آنسو قارّہ (ٹھنڈے) اور غم کے آنسو حارّہ (گرم) ہوتے ہیں اسی لئے آنکھوں کی خنکی سے مراد ہوتا ہے سرورِ قلب۔"

بعض کا قول ہے:

"یہ لفظ قرار سے نکلا ہے یعنی سکون۔" ۱۹، ۲۰

قُرَّةَ اَعْيُنٍ: آنکھوں کی خنکی۔ ۲۱

قَرْحٌ: کسی بیرونی چیز سے پہنچنے والا زخم، مثلاً تلوار کا زخم اور اَلْقُرُوْحُ اندر سے پیدا ہونے والا زخم، جیسے پھنسی کا زخم، اول متعدی ہے اور باب فتح سے آتا ہے دوسرا لازم ہے اور باب سَمِعَ سے آتا ہے کبھی باب فَتَحَ سے بھی لازم آیا ہے جیسے قَرَحَ قَلْبُهٗ اس کا دل زخمی ہو گیا، قَرْحٌ مصدر بھی ہے یعنی زخمی کرنا اور قُرْحٌ اس دکھ اور تکلیف کو بھی کہتے ہیں جو کسی زخم سے پیدا ہو، آیت میں زخمی ہونا اور دکھ پانا مراد ہے (راغب) ۴ دو جگہ

اَلْقَرْحُ: دکھ، زخم۔ ۴

قِرَدَةً: جمع، قِرْدٌ واحد، بندر، لنگور، ایلہ ملکِ شام میں ایک ساحلی بستی تھی، عموماً مچھیرے اس میں

رہتے تھے، سنیچر کے دن شکار کرنے کی اللہ نے ان کو ممانعت کر دی تھی، نافرمانی کرنے کی پاداش میں ان کی صورتیں بندروں کی طرح بنا دی گئیں، جو کچھ دن یا گھنٹے زندہ رہے پھر تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ یہ تشریح عام طور پر جمہور مفسرین نے کی ہے اور ان کا واقعی طور پر بندروں کی صورت پر بن جانے کا ذکر کیا ہے لیکن امام راغب نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ:

"ان کے اخلاق و عادات بندروں ایسے ہو گئے تھے بندروں کی صورت نہیں بنی تھی۔"

پروفیسر عبد الرؤف نے معجم القرآن میں اسی تاویل کو پسند کیا ہے، مجاہد تابعی کا قول ہے:
"ان کی صورتیں مسخ نہیں ہوئیں بلکہ دلوں کو بندروں کے دلوں کی طرح کر دیا گیا" (بیضاوی)

پ ۹ / ۸ / ۱۱

اَلْقِرَدَةَ: جمع، معرف باللام، بندر، لنگور، پ ۶ / ۱۳

قَرْضًا: مصدر۔ کترنا۔ کاٹنا (دیکھو تقرضهم) وہ چیز جو کسی کو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) دی جائے اور اس کا بدلہ اور واپسی لازم ہو (مج) قَرْضِ حَسَن وہ قرض جو خالص لوجہ اللہ دیا جائے بدلہ اس کی واپسی کی خواہش ہو نہ بدلے کا لالچ، نہ شکریے کی طمع نہ دینے کے بعد احسان جتایا جائے (دیکھو اقرضوا) پ ۲ / ۱۶ دل کی خوشی سے پ ۶ / ۲ زکوٰۃ کے علاوہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دینا پ ۲۷ / ۱۸ اللہ کے راستہ میں لوجہ اللہ دینا پ ۲۸ / ۱۶ دل کی خوشی سے خیرات دینی پ ۲۹ / ۱۴ فرضی زکوٰۃ کے علاوہ دل کی خوشی سے راہِ خیر میں خرچ کرنا۔

قِرْطَاس: واحد، قَرَاطِيس جمع۔ جس پر لکھا جائے (راغب) لکھنے کی جھلی (سیوطی) جھلی ہو یا کاغذ بہر حال جس پر لکھا جائے۔ (معجم القرآن) پ ۷

قَرَاطِيس: جمع قرطاس واحد، الگ الگ اوراق (محلی) پ ۷ / ۱۲

وَقَرْنَ: واؤ عاطفہ جمع مونث حاضر امر معروف اصل میں اِقْرَرْنَ تھا، قَرَارٌ مصدر (باب علم) یا اصل میں اِقْرِرْنَ تھا (باب ضرب) ٹھیری رہو۔
بیضاوی، زمخشری اور نیشاپوری نے لکھا ہے کہ یہ صیغہ قَارَ يَقَارُ بر وزن خَافَ يَخَافُ سے بنا ہے اس وقت ترجمہ ہو گا، جمع رہو۔ بعض نے واؤ کو اصلی قرار دے کر وَقَرَ يَقِرُ وَقَارًا سے مشتق قرار دیا ہے یعنی سکون اور وقار سے رہو (لسان۔ قاموس)

قَرْنٍ: سینگ، عورت کے گیسو اور بالوں کا بٹا ہوا حصہ (چٹی) زمانہ۔ ایک زمانے کے آدمی، قوم کا سردار، قرن الشمس، آفتاب کا کنارہ، عمر، سن هُوَ عَلٰى قَرْنِي وہ میرا ہم عمر ہے دس یا بیس یا تیس

یا چالیس یا پچاس یا ساٹھ یا ستر یا اسی یا سو یا ایک سو بیس سال کو بھی قرن کہتے ہیں۔ سو سال کو قرن کہنا زیادہ صحیح ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک لڑکے کو دعا دی تھی تیری عمر ایک قرن ہو چنانچہ اس کی عمر سو سال کی ہوئی (مجمع البحار) قَرْنٌ کی جمع قُرُوْنٌ ہے۔ آیات میں وہ قوم مراد ہے جو ایک زمانے میں ہو۔ پ ۶/۸،۹ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۶/۱۷

قَرْنًا: حالتِ نصب ایک زمانے کے لوگ، پ ۱۸/۲

اَلْقَرْنَيْنِ: تثنیہ، قَرْنٌ واحد، دو کنارے، دو سینگ، ذوالقرنین، ایک نیک عادل، پر جلال وسیع الملک، با اقتدار بادشاہ تھا (دیکھو ذوالقرنین باب الذال) پ ۱۶/۲

اَلْقُرُوْنُ: جمع، حالتِ رفع، اَلْقَرْنُ واحد قومیں الگ الگ زمانے والی۔ پ ۲۶/۲

اَلْقُرُوْنَ: جمع، حالتِ نصب، اَلْقَرْنُ واحد، قوموں کو۔ پ ۷ پ ۲۰/۸

اَلْقُرُوْنِ: جمع، حالتِ جر، اَلْقَرْنُ واحد، وہ قومیں جن میں سے ہر ایک کا زمانہ دوسری سے جدا ہو۔ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۵/۲ پ ۱۶/۱،۱۹ پ ۲۰/۱۱ پ ۲۳/۱

قُرُوْنًا: جمع، نکرہ، حالتِ نصب قَرْنٌ واحد قوموں کو۔ پ ۱۸/۳ پ ۱۹/۲ پ ۲۰/۸

قُرَنَاءَ: جمع، قَرِيْنٌ واحد، ساتھ رہنے والے ہم نشین، قَرْنٌ کے مفہوم میں اجتماعیت اور قرب کا مفہوم ضرور ہوتا ہے (دیکھو قرین) وہ آدمی جو دوسرے کا ہم عمر ہو، ایک زمانے میں دونوں جمع ہوں، وہ اونٹ جو دوسرے اونٹ کے ساتھ ایک رسی میں بندھا ہو وہ بھی قرین ہے، ہم نشین بھی قرین ہے، قوت بہادری اور دوسرے اوصاف میں اگر کوئی آدمی دوسرے کی مثل ہو تو وہ بھی دوسرے کا قرین ہے، انسان کا نفس بھی قرین ہے جو زندگی بھر آدمی سے جدا نہیں ہوتا، وہ فرشتہ بھی قرین ہے جو ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے، وہ شیطان بھی قرین ہے جو بہکانے کے لئے ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے (راغب، قاموس، اقرب الموارد مع بعض کمی بیشی) پ ۲۴/۱۷

قَرِيْنٌ: واحد، قُرَنَاءُ جمع، پ ۲۳/۶ ساتھی، دوست پ ۲۵/۱۰ ساتھی، شیطان۔

قَرِيْنًا: حالتِ نصب واحد، قُرَنَاءُ جمع پ ۵/۳ دو جگہ۔ ساتھی جس کے مشورے پر عمل کرتا تھا۔

قَرِيْنُهٗ: قَرِيْنُ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، پ ۲۶/۱۹ نمبر اول۔ ساتھی۔ فرشتہ، پ ۲۶/۱۶ نمبر دوئم ساتھی شیطان

قُرُوْءٍ : جمع، قَرْءٌ واحد، لفظ قرء لغات اضداد
میں سے ہے۔ اہلِ حجاز کی زبان میں طہر (حیض
سے پاکی) اور اہلِ عراق کی زبان میں حیض کو کہتے ہیں
(احناف کے نزدیک حیض اور شوافع کے نزدیک
طہر مراد ہے) اصل میں قرء کے معنی ہیں ایک حال یا
شے سے دوسرے حال یا شے کی طرف منتقل ہونا
حیض سے طہر کی طرف اور طہر سے حیض کی طرف
منتقل ہونے کو قرء کہتے ہیں اسی لئے جس عورت کو
حیض نہ ہوتا ہو، زیادہ عمر رسیدہ ہو، یا صغیر السن
ہو اس کے طہر کو قرء نہیں کہتے (راغب) قَرْءٌ
کے معنی وقت بھی ہے، ابن قتیبہ نے القرطین میں
اس کے لئے مختلف شواہد پیش کئے ہیں جن میں
سے ایک شعر یہ ہے ؎

وَصَاحِبِ مُکَاشِحٍ مُبَاغِضٍ
لَہٗ قُرُوْءٌ کَقُرُوْءِ الْحَائِضِ

بہت ساتھی ایسے بھی ہیں جن کے دلوں میں
دشمنی اور بغض چھپا رہتا ہے ان کے (بغض و
عداوت کے ظہور کے) مقررہ اوقات ہیں جیسے حیض
والی عورت کے ایام۔ ۲۲۸/۲

قَرِّیْ : واحد مؤنث حاضر امر معروف، بروزن فِرِّی
تو ٹھنڈی کر، قُرٌّ سے جس کے معنی ہیں خنکی، ۲۶/۱۹

قَرْیَةٍ : واحد، قُرٰی جمع بستی اور بستی کے رہنے
والے، قُرٰی جمع قیاسی نہیں صرف سماعی ہے
کیونکہ فَعْلَۃٌ کی قیاسی جمع فِعَالٌ کے وزن پر آتی
ہے جیسے ظَبْیَۃٌ کی جمع ظِبَاءٌ۔ بعض اہلِ
لغت نے کہا ہے کہ اہلِ یمن قِرْیَۃٌ بولتے ہیں
اس کی جمع قُرٰی قیاسی ہے جیسے ذِرْوَۃٌ کی
جمع ذُرٰی (قاموس) بہرحال قرآن میں قَرْیَۃٌ آیا
ہے اور یہی فصیح ہے، اس کے مقابلے میں یمنی
استعمال فصیح نہیں، لغت میں قَرْیٌ کے معنی ہیں
جمع کرنا قَرَیْتُ الْمَاءَ فِی الْحَوْضِ میں نے حوض
میں پانی جمع کر دیا، بستی میں بھی آدمی جمع ہوتے ہیں۔
قرآن میں یہ لفظ دونوں معانی کے لئے مستعمل
ہے بستی اور باشندے، جہاں اہل یا اس کا ہم معنی
لفظ موجود ہے وہاں قَرْیَۃٌ یا قُرٰی سے مراد ہے
بستی اور جہاں اہل کا لفظ موجود نہیں وہاں
قریۃ اور قریٰ سے مراد ہوں گے باشندے، غور
کرو وَاسْاَلِ الْقَرْیَۃَ اور ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا
قَرْیَۃً اور کَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ، ہر جگہ قریۃ سے
قریہ کے باشندے مراد ہیں اور نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ
مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی اور مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ
الظَّالِمِ اَھْلُھَا میں قُرٰی اور قریہ سے بستی مراد

پ ۳/۳، پ ۸/۲، پ ۹/۲، پ ۱۴/۱، پ ۱۵/۶، پ ۱۶/۱، پ ۱۷/۱،۲،۷،۱۳
پ ۱۹/۳،۱۵، پ ۲۰/۹، پ ۲۲/۱۰، پ ۲۵/۸، پ ۲۶/۶، پ ۲۸/۱۸ قَرْيَةً پ ۱۱/۱۵ قَرْيَةٍ
پ ۱۴/۲۱، پ ۱۵/۲، پ ۱۹/۱۸

اَلْقَرْيَةَ: معرف باللام، اَلْقُرٰی جمع۔ پ ۱/۶، پ ۱۳/۴
اَلْقَرْيَةِ پ ۵/۷، پ ۹/۱۱، پ ۱۷/۵، پ ۱۹/۲، پ ۲۰/۱۶، پ ۲۳/۱۸

قَرْيَتِكَ: قَرْيَةِ مضاف مجرور، كَ مضاف الیہ، تیری بستی سے یعنی بستی والوں سے مراد اہلِ مکہ پ ۲۶/۶

قَرْيَتِكُمْ: قَرْيَةِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مضاف الیہ مراد سدوم یعنی قومِ لوط نے کہا، لوط کو اور ان کے گھر والوں کو اپنی بستی (سدوم) سے نکال دو۔ پ ۸/۱۷، پ ۱۹/۱۹

قَرْيَتِنَا: یعنی قومِ مدین نے حضرت شعیب سے کہا کہ ہم تم کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ پ ۹/۱

اَلْقَرْيَتَيْنِ: تثنیہ، القریہ واحد، دو بستیاں یعنی مکہ اور طائف، مراد یہ کہ مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر وحی کیوں نہیں اتری؟ مکہ کے بڑے آدمی ولید بن مغیرہ اور طائف کے بڑے آدمی سے مراد عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ پ ۲۵/۹

قُرَيْشٍ: یعنی عدنان کے قبیلۂ کنانہ کی ایک شاخ تھی جو دنیا میں خاندانِ قریش کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسلام سے پہلے تمام قبائلِ عدنان پر اس کو برتری حاصل تھی اور طلوعِ اسلام کے بعد تمام امتِ اسلامیہ نے اس کی عظمت تسلیم کر لی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کے مورثِ اعلیٰ تک تیرہ پشت ہیں اور اس سے اوپر عدنان تک سات پشت ہیں، عبداللہ، عبدالمطلب، ہاشم، عبدمناف، قصی، کلاب، مُرّہ، کعب، لوئی، غالب، فہر، مالک، نضر، قریش کا مورثِ اعلیٰ یہی نضر ہے، اسی کو قریش کہا جاتا ہے اس سے اوپر کا سلسلہ کنانہ، خزیمہ، مدرکہ، الیاس، مضر، نزار، معد۔ عدنان ہے۔

قبائلِ قریش کی تین شاخیں تھیں کچھ قبائل تو وادی کے اندر آباد تھے جن کو قریش اباطح یا قریش بطحا کہا جاتا تھا ان میں مندرجہ ذیل قبائل شامل تھے، بنی عبدمناف، بنی اسد بن عبدالعزیٰ، بنی زہرہ، بنی تیم، بنی مخزوم، کچھ وادی کے باہر بالائی حصوں میں آباد تھے، ان کو قریش ظواہر کہا جاتا تھا، ان میں بنی ادرم بن غالب بنی محارب، بنی فہر اور بنی معیص شامل تھے۔ تیسری شاخ نے مکہ کی سکونت ترک کر دی تھی بنی اسامہ بن لوئی عمان میں جا کر بس گئے تھے

اور بنی جُشَم یامہ میں۔

مکہ کا محلِ وقوع کچھ ایسا تھا کہ خواہ مخواہ اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی، شمالی جانب شام، عراق اور ایران کو سڑک جاتی تھی اور جنوبی جانب یمن، حبش اور مصر کو، مکہ دونوں سڑکوں کے وسط میں واقع تھا (پروفیسر جمعہ از آلوسی و ازرقی و مویہ وغیرہ) مکہ کے چار حصے تھے ہر حصہ کا حکمران اس کا شیخ تھا، پوری بستی پر حکومت کسی ایک آدمی کی تھی۔ ام القریٰ کے اندر بنی کعب بن لوئی رہتے تھے، ان کے برابر بنی عامر بن لوئی آباد تھے تجارتی غرض سے یہ لوگ شام کو بھی جاتے تھے وہاں رومن اور یونانی تمدن دیکھنے کا بھی ان کو موقع ملتا تھا اور کسی قدر مغربی تہذیب سے روشناس بھی ہوتے تھے۔ آس پاس والے محض بدوی اور صحرائی تھے۔ ادھر مدینے والے محض زراعت پیشہ تھے۔ انہیں وجوہ نے مکہ کو تجارتی مرکز بنادیا تھا۔ دوسری قوموں کو دیکھنے کے بعد انہوں نے کسی قدر اپنے اندر نظامِ اجتماعیت بھی پیدا کر لیا تھا، اگرچہ کسی ایک شخص یا مجلس شوریٰ کی اندرونی طور پر حکومتِ عامہ نہ تھی پھر بھی قریش کی ہر شاخ کی ایک اجتماعی ہیئت ضروری تھی جو دوسری شاخ کی اجتماعیت سے ٹکراتی نہ تھی، اور بیرونی دفاع کے وقت سب مجتمع ہوجاتے تھے (سلسلۃ الثقافۃ الاسلامیۃ للاستاذ جمعہ) قریش کے ایلاف کا یہی مطلب ہے۔

اَلْقُریٰ: جمع، اَلْقَرْیَۃُ واحد، پ ۷/۲ اُمُّ الْقُریٰ مکہ، پ ۳/۳ باشندے، پ ۹/۲ بستیاں، پ ۹/۲ باشندے، پ ۱۲/۹ دو جگہ باشندے، پ ۱۲/۱۰ باشندے، پ ۱۳/۹ بستیاں پ ۱۵/۲، پ ۲۰/۹ دو جگہ باشندے، پ ۲۲/۸ شام کی بستیاں، پ ۲۵/۲ ام القریٰ مکہ، پ ۲۶/۴ باشندے، پ ۲۸/۱ بستیاں۔

قُریٰ: جمع قَرْیَۃٌ، واحد پ ۲۸/۸ کھلے ہوئے دیہات جو میدانوں میں بالکل سامنے دکھتے تھے، پ ۲۵/۵ دیہات۔

قَسَتْ: واحد مؤنث غائب، قَسْوَۃٌ مصدر دل سخت پڑگئے، خشک ہوگئے، حق کو قبول نہیں کرتے (دیکھو قَاسِیَۃً) پ ۱/۹، پ ۷/۱۱، پ ۲۷/۱۸

اَلْقِسْطِ: اسم مصدر، انصاف پ ۳/۱۰،۱۱ پ ۵/۱۶،۱۷ پ ۶/۱۰ پ ۸/۶،۱۰ پ ۱۱/۶،۱۰،۱۱ پ ۱۲/۸ پ ۲۷/۱۱،۱۹ اَلْقِسْطَ پ ۱۴/۴ (دیکھو اَلْقَاسِطُوْنَ)

اَلْقِسْطَاسِ: انصاف کی ترازو یا ہر ترازو مراد انصاف، قاف کا ضمہ بھی صحیح ہے اول بین

کی جگہ صاد بھی صحیح ہے (قاموس) بعض کے نزدیک یہ لفظ رومی ہے۔ ۱۵/۴ ۱۹/۱۴

قَسَمٌ: اسم مصدر، قسم، (دیکھو اَقْسَمَ و اَقْسَمُوْا) ۲۷/۱۶ ۳۰/۱۴

قَسَمْنَا: جمع متکلم، ماضی معروف، قَسْمٌ اور قِسْمَۃٌ مصدر، ہم نے بانٹا، ہم نے حصہ دیا (دیکھو اِقْسِمُوا و اقسم) ۲۵/۹

قِسْمَۃٌ: اسم مصدر و مصدر، حصہ بانٹنا، ہر ایک کا حصہ جدا کر دینا۔ ۵، ۲۷/۹

اَلْقِسْمَۃَ: مصدر، تقسیم کرنا مراد تقسیم میراث کے وقت۔ ۴/۱۲

قَسْوَۃً: اسم مصدر و مصدر، سختی، سخت ہونا (دیکھو قَاسِیَۃً) ۱/۹

قَسْوَرَۃٍ: شیر (صحاح) یا اسم جمع ہے بمعنی شکاری تیر انداز (فراء، قاموس، صحاح) ۲۹/۱۶

قِسِّیْسِیْنَ: جمع، حالتِ نصب قِسِّیْسٌ واحد حالتِ رفع میں جمع قِسِّیْسُوْنَ آتی ہے قِسٌّ اور قِسِّیْسٌ عیسائی عالم اور درویش کو کہتے ہیں یہ لفظ سریانی ہے (معجم القرآن) اُسْقُفْ سب سے بڑا دینی ذمہ دار ہوتا ہے اس سے نیچا قِسِّیْسٌ اور اس سے نیچے شماس اس کی جمع قِسَّان اَقِسَّۃٌ اور قَسَاوِسَۃٌ بھی آتی ہے۔ اگر اس کو عربی لفظ قرار دیا جائے جیسا کہ اہلِ لغت کی صراحت اور امام راغب کے کلام سے مترشح ہے تو اس کا مادہ قَسٌّ ہو گا جس کے معنی ہیں رات میں کسی چیز کو ڈھونڈنا، تَقَسَّسْتُ اَصْوَاتَہُمْ بِاللَّیْلِ رات میں میں ان کی آوازوں پر چلا یا میں نے ان کی آوازوں کو طلب کیا، قَسْقَاسٌ اور قَسْقَسٌ اس رہبر کو کہتے ہیں جو رات کے وقت رہنمائی کرتا ہے (راغب) یا قَسَّ الْاِبِلَ سے ماخوذ ہو گا جس کے معنی ہیں اونٹوں کو اچھی طرح چرایا۔ قِسِّیْسٌ راتوں کے اندھیرے میں اپنے معبود کا طالب بھی ہوتا ہے لوگوں کا رہنما بھی ہوتا ہے اور عوام کی مذہبی نگرانی بھی کرتا ہے۔ ۶/۱۵

قَصَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، قَصَصٌ مصدر، اگر اس کے بعد عَلٰی آئے تو قصہ بیان کرنے کے معنی ہوں گے جس طرح اس آیت میں ہے ورنہ اس کے معنی ہوں گے نقشِ قدم پر چلنا، پیروی کرنا، نشانِ قدم تلاش کرنا، قصہ بیان کرنے والا بھی ویسا ہی بیان کرتا ہے جیسا واقعہ ہوتا ہے، گویا اصل واقعہ کی پیروی اپنے بیان میں کرتا ہے، قصاص

بھی اس بدلہ کو کہتے ہیں جو اصل جرم کے برابر ہو جیسا جرم ویسا ہی اس کا عوض کسی نے مار ڈالا، اس کو قتل کر دیا جائے، ہاتھ توڑ دیا، اس کا ہاتھ توڑ دیا جائے۔ آنکھ پھوڑ دی۔ اس کی آنکھ پھوڑ دی جائے۔ جتنا اس نے کیا اتنا ہی اس کے ساتھ کیا جائے، گویا اصلی جرم کے نقشِ قدم پر چلا جائے پ ۲۰/۶

قِصَاصٌ: بدلہ، قتل کا بدلہ قتلِ قاتل، ہر عضو کا بدلہ عضو، ہر چوٹ کا بدلہ ویسی ہی چوٹ، پ ۲/۱۱۔ ادب کی چیزوں کے احترام میں مساوات یعنی ماہِ حرام میں اگر دشمن قتال کرے اور اس کی حرمت کا لحاظ نہ کرے تم بھی دفاعی جنگ کرو۔ پ ۲/۸

اَلْقِصَاصُ: اور اَلقصاص پ ۲/۶ خون کا بدلہ خون

اَلْقَصَصُ: اسم مصدر و مصدر، قصہ، بیان قصہ بیان کرنا۔ پ ۳/۱۴

اَلْقَصَصَ: اسم مصدر، قصہ، پ ۹/۱۲ پ ۲۰/۶

اَلْقَصَصِ: اسم مصدر، قصہ، پ ۱۲/۱۱

قَصَصًا: مصدر، حالتِ نصب، نشانِ قدم تلاش کرتے ہوئے۔ پ ۱۵/۲۱

قَصَصِهِمْ: اسم مصدر مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کا قصہ۔ پ ۱۳/۶

قَصَصْنَا: جمع متکلم ماضی معروف (باب نصر) ہم نے قصہ بیان کیا پ ۶/۳ ہم نے بیان کیا، پ ۲۴/۲۱ پ ۲۴/۱۳

قُصِّيْهِ: واحد مؤنث حاضر امر معروف (باب نصر) بروزن مُلِّيْهِ، حضرت موسٰی کی بہن کو خطاب ہے اس کے پیچھے پیچھے جا۔ پ ۲۰/۴

قَصْدُ: اسم مصدر اور مصدر، راستے کا سیدھا ہونا (دیکھو اَقْصَد) مراد سیدھا راستہ، جس میں کوئی پیچ وخم نہ ہو، اسی کو صراطِ مستقیم کہا گیا ہے، اقتصاد میانہ روی، خرچ کرنے میں اعتدال، نہ اسراف، نہ بخل، نیکی اور بدی میں توسط، نہ بالکل نیک نہ بدترین گناہگار۔ پ ۱۴/۷

قَصْرٍ اور اَلْقَصْرِ: محل، قِصَرٌ چھوٹا ہونا، طول کا ضد، یہاں اول مراد ہے، اس کی جمع قُصُوْرٌ ہے، اس سے فعل متعدی بنا لیا جاتا ہے قَصَرْتُهٗ میں نے اس کو محل میں داخل کر دیا یا ساکن کر دیا یا بند کر دیا حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ محلوں کے اندر رہنے والی حوریں (مزید تنقیح کے لئے دیکھو تقصروا اور قاصرات) پ ۱۷/۱۲ اَلْقَصْرِ پ ۲۹/۲۱

قُصُوْرًا: جمع، قَصْرٌ واحد، محل۔ پ ۸/۱۲ پ ۱۸/۱۷

قَصَمْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے توڑ دیا ہم نے ریزہ ریزہ کر دیا، مراد ہم نے ہلاک کر دیا۔

(خازن و راغب) قَاصِمَةُ الظَّهْرِ (پشت کو توڑ دینے والی مصیبت) سے مراد ہوتی ہے ہلاکت۔

پ ۱۷/۲

اَلْقُصْوٰی: اسم تفضیل مونث، اَلْاَقْصٰی مذکر، دور والا کنارہ یعنی مدینہ سے دور مکہ کی طرف والا کنارہ، اس کے مقابلہ میں اَلْعُدْوَةُ الدُّنْيَا (مدینہ کے طرف والا کنارہ) فرمایا ہے، قَصَا کے معنی دوری، قاصٍ دور، قَصِیَ (باب سَمِعَ) دور ہوگیا کنارے پر ہوگیا (المفردات و قاموس) صاحب معجم القرآن نے قُصْوٰی کا ترجمہ کیا ہے عُلْیَا یعنی اونچا کنارہ۔ پ ۱۶/۱

قَصِیًّا: صفت مشبہ، قَصَا مادہ، دور، الگ۔ پ ۳۰/۵

قَضْبًا: ہرا یا عام سبز ترکاری (معجم القرآن) قَضِیْبٌ اور قَضْبٌ دونوں کے معنی تر و تازہ لیکن درخت کی تر و تازہ شاخوں کو قضیب اور سبز ترکاری کو قُضُب کہا جاتا ہے (المفردات) قَضْبٌ کے معنی کاٹنا بھی ہے اس لئے تلوار کو قَاضِبٌ اور قَضِیْبٌ کہتے ہیں (قاموس) پ ۳۰/۵

قَضَوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، قَضَا اور قَضَاءٌ مصدر، جب انہوں نے حاجت پوری کرلی، بے تعلق ہوگئے یعنی طلاق دیدی۔ پ ۲۲/۲

قَضٰی: واحد مذکر غائب ماضی معروف، قَضًا اور قَضَاءٌ مصدر، قضاء قولی ہو یا عملی، بشری ہو یا الٰہی، بہرحال فیصلہ کردینا یا کرلینا، کسی بات کے متعلق آخری ارادہ یا حکم یا عمل کو ختم کردینا ضرور مفہوم قضاء کے اندر ماخوذ ہے۔ صلات کے اختلاف اور سیاق کی مناسبت سے مختلف معانی مراد ہوتے ہیں، بنانا، پورا کرنا، عزم کرنا، فیصلہ کرنا، حکم جاری کرنا، حکم دینا، مقدر کرنا، قطعی وحی بھیج کر اطلاع دینا، مقرر کرنا، حاجت پوری کرکے قطع تعلق کرلینا، فارغ ہونا، مرجانا، مار ڈالنا، ان سب معانی کے لئے قضاء کا استعمال قرآن مجید میں ہوا ہے، دیکھو پ ۱۴/۱ پ ۱۳/۳ پ ۱۶/۵ پ ۱۲/۲۴ چاروں آیات میں مراد ہے عزم کیا، علمی فیصلہ کردیا۔ پ ۷ مقرر کردی، پ ۱۵/۲ حکم دے دیا، پ ۲۰/۵ مار ڈالا (اس جگہ قَضٰی کے بعد عَلٰی آیا ہے)، پ ۲۰/۷ پوری کرلی ختم کردی، پ ۲۱/۱۹ نذر سے فارغ ہوگیا یعنی مرگیا، پ ۲۲/۲ زید نے اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کرلی، بے تعلق ہوگیا، قطع تعلق کرلیا یعنی طلاق دے دی، پ ۲۲/۲ موت کا حکم دے دیا (اس جگہ قَضٰی کے بعد عَلٰی آیا ہے) پ ۲۴/۱۶ بنا دیا

قُضِیَ: واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، ۳/۹ کام تمام کر دیا جائے ۶/۱۳ فیصلہ ہو چکا ہوتا، ۲/۱۱ عمر کی میعاد پوری کر دی گئی ہوتی، ۲/۱۱ فیصلہ کر دیا جاتا ہے (اس جگہ قُضِیَ کے بعد لفظ بَیْنَ آیا ہے) اسی طرح ۲/۱۱ میں لفظ بَیْنَ آیا ہے، فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ۲۴/۱۳، ۵/۲۵ میں لفظ بَیْنَ آیا ہے، ان کا فیصلہ کیا جائے گا، اسی طرح ۱۲/۱۰، ۲۴/۲۰، ۲۵/۱۴ کا ترجمہ ہے ان کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ۱۲/۵ کام کا فیصلہ کر دیا گیا، ۱۳/۱۶ جب فیصلہ ہو چکے گا، ۲۶/۱۴ جب قرارت ختم کر دی گئی (مزید تشریح کے لئے دیکھو اُقْضِ)

قَضَیْتَ: واحد مذکر حاضر، ماضی معروف، قَضَا مصدر، تو نے فیصلہ کیا، تو نے حکم دیا ۵/۶

قَضَیْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، میں پوری کر دوں - ۲/۶

قُضِیَتِ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول قَضَا مصدر، اصل میں قُضِیَتْ تھا، الصَّلٰوۃُ سے ملا کر پڑھنے میں قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ ہو گیا۔ جب نماز ختم کر دی جائے، پوری کر دی جائے (ہو چکے) ۲۸/۱۲

قَضَیْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف قَضَا مصدر ۲/۹ جب تم پورے کر چکو، ۵/۱۲ جب تم نماز پوری کر چکو، نماز سے فارغ ہو جاؤ۔

قَضَیْنَا: جمع متکلم ماضی معروف قَضَا مصدر ۱۴/۵ وحی بھیجکر اطلاع دی، ۱۵/۱ ہم نے قطعی فیصلے کی اطلاع دے دی تھی، ۲۰/۸ ہم نے حکم بھیجا: وحی بھیجی، ۲۲/۸ موت کا حکم دیا۔

قَضٰىهَا: واحد مذکر غائب ماضی معروف، ھا ضمیر مفعول، یعقوب نے خواہش پوری کر لی، ۱۳/۲

قَضٰىهُنَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف ھُنَّ ضمیر جمع مفعول، اللہ نے ان کو بنایا ۲۴/۱۶

اَلْقِطْرِ: پگھلا ہوا تانبا، (قاموس المفردات) یہ حرف حمیری لغت ہے، دوسرے قبائل عرب کی زبان میں مستعمل نہیں، حضرت ابن عباس نے اس کا ترجمہ الصفر یعنی پیتل کیا ہے۔ ۲۲/۸

قِطْرًا: حالتِ نصب، پگھلا ہوا تانبا۔ ۱۶/۲

قَطِرَانٍ: رال، تارکول، گندھک (غریب القرآن مرزا ابی الفضل) ابو الفضل کا یہ ترجمہ اہلِ لغت کے موافق نہیں، صاحبِ معجم القرآن نے لکھا ہے:

"تیل کی طرح ایک سیال مادہ ہوتا ہے جو اُبہل یا صنوبر وغیرہ کے درختوں سے نکلتا ہے اور خارشتی اونٹ کے لگایا جاتا ہے۔

قاموس وغیرہ میں درخت ابہل وغیرہ سے

نکلنے والے سیال مادے کو قطران کہا گیا ہے "
امام راغب نے لکھا ہے کہ:
" بعض قراتوں میں قِطْرٍ آنٍ آیا ہے یعنی
پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہوا"۔ ۱۳/۱۹

قُطِّعَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، قَطْعٌ مصدر
کاٹنا، کاٹ دینا حسی طور پر ہو یا معنوی طور پر،
کاٹنے کا مفہوم تمام استعمالات میں مشترک ہے
۱۔ قَطَعَ السَّبِیْلَ راستہ طے کرنا، ۲۔ نیز گزرنے والوں
کو گزرنے سے روک دینا اور ان کا مال چھین
لینا۔ ۳۔ قطع الرحم، رشتہ کاٹ لینا تعلق
قطع کر لینا ۴۔ زندگی کو کاٹ دینا یعنی مار ڈالنا،
۵۔ دل کا کٹ جانا یعنی مرجانا یا ندامت کے مارے
کٹ کٹ جانا ۶۔ قطع الامر کسی بات کا فیصلہ کر دینا،
جھگڑا کاٹ دینا۔ ۷۔ قطع الدابر نسل کاٹ دینا ختم
کر دینا، آیت میں مراد ہے جڑ کاٹ دی گئی، نسل
ختم کر دی گئی، ۷/۱۱

قُطِّعَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، تَقْطِیْعٌ مصدر،
باب تفعیل، کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ ۲۶/۶

قِطْعٌ: واحد، درخت سے کٹا ہوا لکڑی کا ٹکڑا،
اَقْطُعٌ اَقْطَاعٌ اور قِطَاعٌ جمع، آخر رات کی تاریکی
یا آخر رات کی تاریکی کا ایک حصہ یا اول رات
کی تاریکی یا اول رات کا ایک تہائی حصہ اور زین کے
نیچے کا عرق گیر، قُطُوْعٌ اور اَقْطَاعٌ جمع
۱۲ ، ۱۳/۵ دونوں جگہ، رات کا آخری حصہ مراد ہے۔

قِطَعٌ: جمع قِطْعَةٌ واحد، ٹکڑے ۱۳ مراد زمین
کے مختلف الخواص اور مختلف الاحوال ٹکڑے
(سیوطی و خازن)

قِطَعًا: جمع، قِطْعَةٌ واحد، ٹکڑے ۱۱ مراد
رات کے سیاہ ٹکڑے۔

قُطِّعَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، تَقْطِیْعٌ
مصدر باب تفعیل ۳۱/۱۰ پھاڑ دی جاتی، ٹکڑے کر دیجاتی
۱۷/۹ دوزخیوں کے بدن کے انداز سے کے
موافق تراش کر آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے
(روح المعانی) یعنی کپڑوں کی طرح آگ ہر طرف
سے لپیٹ لے گی۔ (محلی)

قَطَعْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (اے کھجور
کے درخت) تم نے کاٹ ڈالے۔ ۲۸/۵

قَطَّعْنَ: جمع مؤنث غائب ماضی معروف، تَقْطِیْعٌ
مصدر، ۱۲/۱۴ ان عورتوں نے (ہاتھ) کاٹ لئے،
۱۲/۷ (جن) عورتوں نے (ہاتھ) کاٹ لئے تھے۔

قَطَعْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، قَطْعٌ مصدر، ۸/۱۶ ہم
نے جڑ کاٹ دی یعنی نسل ختم کر دی ۲۹/۶ ہم کاٹ دیتے

قَطَّعْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تقطیع مصدر باب ۹
ہم نے ان کی (جماعت کو) کاٹ کر الگ الگ
(بارہ قبیلے) بنا دیئے، ۹/۱۱ ہم نے ان کو (جماعت
جماعت کر کے ملک میں) پھیلا دیا۔

قِطْمِيْرٍ: وہ باریک چھلکا جو گٹھلی پر ہوتا ہے
یا وہ باریک ڈورا جو کھجور کی گٹھلی کے شگاف میں
ہوتا ہے (معجم القرآن) مراد حقیر بے مقدار چیز
(المفردات) ۲۲/۱۴

قِطَّنَا: قِطّ مضاف نا ضمیر مضاف الیہ، قطّ
اصل لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کو عرض میں
کاٹا جائے اور قدّ وہ چیز جس کو طول میں کاٹا جائے
توسیع محاورہ کے بعد جدا کردہ حصے کو کہنے
لگے۔ آیت میں حضرت ابن عباس کے نزدیک
یہی مراد ہے یعنی ہمارا حصہ ہم کو جلدی دیدے
(پھر) اس کاغذ کے ٹکڑے کو کہنے لگے جس پر کچھ
(فیصلہ حکم یا اور کچھ) لکھا ہوا ہو (پھر) اس (فیصلے
حکم وغیرہ) کو جو کسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا
گیا ہو کہنے لگے (پھر) اس چیز (حکم فیصلہ
وغیرہ) کا نام قِطّ ہو گیا جو لکھا جاتا ہے خواہ لکھا
نہ گیا ہو (المفردات مع بعض تغییر) عام اہل تفسیر
کے نزدیک آیت میں اعمال نامہ مراد ہے
(روح المعانی) ابن عباس سے قوی روایت اور
مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ قتادہ کے نزدیک
عذاب کا حصہ (رواہ عبدالرزاق) اور سعید
بن جبیر کے نزدیک جنت کا حصہ مراد ہے (رواہ
ابن جریر) ۲۳/۱۱

قُطُوْفُهَا: جمع قِطْفٌ واحد، قُطُوْفٌ مضاف
ہا ضمیر مضاف الیہ، قَطْفٌ درخت سے پھل
توڑنا۔ قِطْفٌ وہ پھل جو درخت سے توڑے
جائیں (خواہ توڑ لئے گئے ہوں یا توڑے نہ
گئے ہوں توڑے جانے کے قابل ہوں) آیت
میں وہ پھل مراد ہیں جو اہل جنت کھڑے بیٹھے
توڑ سکیں گے۔ ۲۹/۵، ۱۹

قَعَدَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، قَعْدَةٌ
ایک بار بیٹھنا۔ قِعْدَةٌ بیٹھنے کی حالت۔ قُعُوْدٌ
مصدر، بیٹھنا۔ قُعُوْدٌ قَاعِدٌ کی جمع بھی ہے بیٹھنے
والے جس طرح قِیَامٌ مصدر بھی ہے اور قائم کی
جمع بھی، قُعُوْدٌ (مصدری) کے معنی بیٹھنا بھی ہے
اور گھات میں بیٹھنا بھی (لاقعدن لهم صراطك
المستقيم) اور انتظار کرنا بھی (انا ههنا
قاعدون) اور اعمال و اقوال کی نگرانی کرنا بھی
(عن اليمين وعن الشمال قعيد) اور عاجز ہو کر

کسی کام سے بیٹھ رہنا بھی اور کھڑا نہ ہو سکنا بھی وغیرہ آیت میں مراد ہے بیٹھ رہے اٹھ کر جہاد کو نہیں گئے، پ۱۰/۱۸

قَعَدُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، وہ بیٹھ رہے تھے۔ پ۴/۸

بِالْقُعُوْدِ: با حرفِ جر، القعود مجرور، مصدر، بیٹھ رہنے سے، قعود لغات اضداد میں سے ہے بیٹھنا اور اٹھنا دونوں کے لئے مستعمل ہے (قاموس) (باب نصر، جلوس، تو سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کو، یا سونے کے بعد اٹھ کر بیٹھنے کو کہتے ہیں اور قعود کھڑے سے بیٹھنے کو، یہ فرق اصل وضع کے اعتبار سے ہے۔ استعمال میں کبھی ایک دوسرے کی جگہ آجاتا ہے (تاج و منتهی الارب)

قُعُوْدٌ: جمع، قَاعِدٌ واحد، بیٹھنے والے، بیٹھے ہوئے پ۳/۱

قُعُوْدًا: جمع، قَاعِدٌ واحد، حالتِ نصب، بیٹھے ہوئے، امام راغب نے اس آیت میں قُعُوْدًا کو جمع کہا ہے (المفردات) پ۴/۱۱ پ۵/۱۲

قَعِيْدٌ: صیغہ واحد کا ہے، اطلاق جمع پر بھی ہوتا ہے وہ فرشتہ جو ہر وقت اعمال کا نگراں ہے، آدمی جو کچھ کرتا ہے فرشتہ اعمال نامہ میں درج کر لیتا ہے (راغب) پ۲۶/۱۶

قَعُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، وقوعٌ مصدر، اصل میں اِوْقَعُوْا تھا، وقوع کے معنی ہیں ثابت اور واجب ہونا، عدم سے وجود میں آجانا، گر پڑنا، اس جگہ آخری معنی مراد ہیں یعنی تم گر پڑنا، مقصد یہ کہ سجدہ کرنے میں دیر نہ کرنا (راغب) وَاقِعَةٌ کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن اس کا استعمال صرف حادثے اور مصیبت کے لئے ہوتا ہے بلکہ وقوع سے جتنے مشتقات قرآنِ مجید میں استعمال کئے گئے ہیں، دو تین کے علاوہ سب شدت، عذاب اور ہولناکیوں کو ظاہر کرنے کے موقع پر استعمال کئے گئے ہیں۔ پ۲۳/۱۴

قِفُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، وَقْفٌ اور وُقُوْفٌ مصدر، باب ضرب، اصل میں اِوْقِفُوْا تھا، متعدی بھی اور لازم بھی، کھڑا کرنا اور کھڑا ہونا، اس جگہ متعدی مستعمل ہے، ان کو کھڑا کرو (المفردات) پ۲۳/۶

قَفَّيْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تَقْفِيَةٌ مصدر، باب تفعیل پیچھے بھیجنا، پیچھے کر دینا، اس کا مادہ قُفَا ہے، قُفَا کے معنی گردن اور سر کا پچھلا حصہ (گدی) قَفْوًا اور قُفُوًّا کے معنی کسی چیز کے پیچھے چلنا، پیروی کرنا

اس معنی میں مجرد باب نصر سے مستعمل ہے، تَقْفِیَۃٌ دو مفعول چاہتا ہے، دونوں مفعولوں پر کبھی حرفِ جر نہیں ہوتا جیسے قَفَّیْتُ زَیْدًا عَمْرًا میں نے زید کو عمرو کے پیچھے بھیجا۔ کبھی مفعولِ دوئم پر ب آتا ہے، قرآنِ مجید میں اسی طرح مستعمل ہے، پ ۱ ع ۱۱ ہم نے اس کے پیچھے رسول بھیجے۔ پ ۶ ع ۱۱ ہم نے ان کے نشان قدموں پر رسول بھیجے، پ ۲۷ ع ۲ ہم نے ان کے قدموں کے نشان پر یعنی بالکل ان کے پیچھے پیچھے اپنے رسول بھیجے۔ کبھی مفعول اول حذف کر دیا جاتا ہے جیسے وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ ہم نے (پیغمبروں کے پیچھے) عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ پ ۲۷ ع ۲

قُلْ: واحد مذکر حاضر امر معروف، قَوْلٌ مصدر، کہہ دے، (تفصیل کے لئے دیکھو قَالَ) اصل میں اُقْوُلْ تھا،

(باب نصر)

۱ — ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶
۲ — ۱، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲
۳ — ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷
۴ — ۱، ۳، ۷، ۸، ۱۰
۵ — ۶، ۸، ۱۶
۶ — ۴، ۵، ۷، ۱۳، ۱۴
۷ — ۳، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۹
۸ — ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱
۹ — ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۹
۱۰ — ۶، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۷
۱۱ — ۱، ۲، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶
۱۲ — ۲، ۳، ۱۰
۱۳ — ۶، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۷
۱۴ — ۶، ۲۰
۱۵ — ۳، ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶
۱۶ — ۲، ۳، ۱۵، ۱۷
۱۷ — ۲، ۴، ۷، ۱۴، ۱۶
۱۸ — ۲، ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷
۱۹ — ۳، ۴، ۱۵، ۲۰
۲۰ — ۱، ۲، ۳، ۸، ۹، ۱۲، ۱۴
۲۱ — ۱، ۲، ۸، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۰
۲۲ — ۵، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲
۲۳ — ۴، ۵، ۱۴، ۱۵، ۱۶
۲۴ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۹
۲۵ — ۱، ۳، ۴، ۱۳، ۱۸، ۱۹
۲۶ — ۱، ۱۰، ۱۴
۲۷ — ۴، ۱۵
۲۸ — ۱۱، ۱۲، ۱۵
۲۹ — ۳، ۱۱، ۱۲
۳۰ — ۳، ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۳۹

قَلَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، قِلَّۃٌ اسم مصدر اور مصدر، کمی اور کم ہونا۔ کَثْرَۃٌ کی ضد، قِلَّۃٌ اور کَثْرَۃٌ کی اصل وضع عدد کی کمی اور بیشی کے لئے ہے جس طرح صِغَرٌ اور عِظَمٌ جسمانیت کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے ہونے کو کہتے ہیں مجازاً ہر فریق کا استعمال دوسرے کی جگہ ہوتا ہے چھوٹے کو قلیل اور کم کو صغیر کہتے ہیں۔ قِلَّۃٌ کا استعمال مندرجہ ذیل چار معنی کے لئے بھی ہوتا ہے:

۱۔ کمزوری اور ضعف لَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا (ای اِیْمَانًا ضَعِیْفًا معجم) ۲۔ عدم اور نفی قَلِیْلُ التَّشَکِّیْ لِلْمُھِمِّ یُصِیْبُہٗ (حماسی) جو حادثہ بھی اس پر آتا ہے وہ شکایت نہیں کرتا۔ ایک آیت میں آیا ہے قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ تم بالکل ایمان نہیں لاتے، کسی چیز کو نہیں مانتے۔ بعض کے نزدیک ایمان قلیل مراد ہے یعنی ظاہری طور پر عامیانہ اقرار اور

دل میں شرک (راغب)، ۳۔ کبھی تعداد کی کمی دکھا کر
ذلت اور حقارت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے
وَاذْكُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا یاد کرو جب تم کم یعنی
حقیر و ذلیل تھے، قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ
کہہ دو متاعِ دنیا حقیر ہے ۴۔ کبھی قلتِ تعداد سے
عزت کی طرف اشارہ ہوتا ہے وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وہ
بہت ہی کم ہیں یعنی عزت والے ہیں (عزت
والے کم ہی ہوتے ہیں) (المفردات، زقلّۃ) سے
افعال باب ضرب سے آتے ہیں. قَلَّ لازم بھی ہے
اور متعدی بھی، اول کے معنی ہیں کم ہوا - بیماری
سے اٹھا - دوسرے کے معنی ہیں اٹھایا. آیت
میں کم ہونا مراد ہے۔ ۷۳/۱۲

قَلِيْلٌ: صفتِ مشبہ واحد لیکن اطلاق جمع پر بھی ہوتا
ہے ۷۳/۱۱ ۵/۸ ۲/۱۲ ۲/۲۱ تھوڑا حقیر، ۹/۱ ۱۴/۱۴
تھوڑے، ۶/۵ ان میں سے تھوڑے، ۱۵/۱۵ ۲۷/۱۴
تھوڑے آدمی، ۸/۲۲ تھوڑے (عزت والے) ۳۳/۱۱
بہت تھوڑے ہیں (عزت والے)

قَلِيْلًا: صفتِ مشبہ حالتِ نصب، ۵/۹،۱ ۲/۵
۱۶/۴ ۱۱،۱۰/۴ ۸/۵ ۸/۶ ۱۹/۱۲ تھوڑی، حقیر، ۱۲/۱ ۱۲/۴
۶/۵ تھوڑے آدمیوں نے، ۱۱/۱ وہ بالکل ایمان
نہیں لاتے، ۴/۴ ۱۵/۵ تھوڑے آدمیوں کے علاوہ

۱۶/۴ ۴/۵ ۲/۶ ۱/۲ تھوڑے آدمی ۱۵/۱ ۱۵/۵ ۹/۴
۵/۴ ۱۴/۲۵ ۱۸/۲۶ تھوڑی مدت - ۱۵/۲۳ ۷/۲۷ ۲۲،۱۳/۲۵
تھوڑا، ۱۸/۵ ۸/۴ ۱۰/۵ ۱۱/۲۲ ۱۰/۲۶ ۲،۶/۲۹ بہت کم، ۱۸/۵
۱۲/۴ ۱۶/۴ ۱/۲ ۱۸،۱۴،۱۲/۲۱ کم -

قَلِيْلٍ: صفتِ مشبہ، حالتِ جر، تھوڑی مدت
کے بعد، ۴/۱۵

قَلِيْلَةٍ: صفتِ مشبہ مؤنث واحد، تھوڑی، کم تعداد
والی - ۲/۱۲

قَلِيْلُوْنَ: صفتِ مشبہ جمع، قَلِيْلٌ واحد، چھوٹی
جماعت - ۸/۱۹

قَلَائِدَ: جمع قِلَادَةٌ واحد، وہ چیز جو گردن
میں لٹکائی جائے، ہار، رسّی، پٹہ وغیرہ - اصل
لغت میں قَلْدٌ کے معنی ہیں بٹنا. قَلَدْتُ الْحَبْلَ
میں نے رسّی بٹی - قَلِیْدٌ اور مَقْلُوْدٌ بٹی ہوئی
چیز اس صورت میں قِلَادَۃٌ کے معنی ہوئے وہ بٹی
ہوئی چیز جو گردن میں ڈالی جاتی ہے جیسے
ڈورا یا چاندی وغیرہ کی زنجیر، توسیع محاورہ کے
بعد بٹنے کا مفہوم ساقط کر دیا گیا بلکہ جو چیز گردن
میں ڈال دی جائے خواہ وہ بٹی ہوئی نہ ہو،
اس کو قلادہ کہنے لگے، ۵/۶ ۳/۲

قَلْبٌ: مصدر، پلٹنا. الٹنا. موڑنا، پھیر دینا

دل اس لیے کہ تا مدتِ حیات اس میں بھی حرکت اور الٹ پلٹ رہتی ہے، وہ اوصاف جو قلب سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے علم، فہم، عقل، احسان، شجاعت وغیرہ (راغب) اس کی جمع قُلُوبٌ ہے

یہ اس جگہ عقل مراد ہے کذا قال الفراء۔

قَلْبٍ: دل، ۱۹/۹، ۲۳، ۲۶/۱۷

قَلْبِ: دل، ۲۴/۹

اَلْقَلْبِ: دل

قُلُوْبٌ: جمع، قَلْبٌ واحد، دل، قوت علم، ۱۹/۱۲، ۱۲، ۳۰/۳

قُلُوْبُ: مرفوع مضاف، دل، ۲، ۲۴/۲

قُلُوْبِ: جمع، مجرور مضاف، ۹/۱۶،۳، ۱۱/۱۳، ۴/۱، ۱۹/۱۵، ۲۱/۹، ۲۶/۹،۷، ۲۷/۲۰

اَلْقُلُوْبُ: جمع، معرف باللام مرفوع ۱۳/۱۰، ۱۷/۱۲، ۱۸/۱۱، ۲۴/۷

اَلْقُلُوْبِ: جمع مجرور، ۱۷/۱۱

قُلُوْبُهُمْ: جمع، مرفوع مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کے دل۔ ۱۴، ۱۰/۱۰،۷، ۱۱، ۹/۱۵، ۱۰/۱۴،۱۳،۳، ۱۳/۱۰، ۱۴/۹، ۱۷/۱۲،۱، ۲۳/۱۷، ۲۷/۱۸، ۲۸/۹

قُلُوْبَهُمْ: جمع منصوب مضاف، ھُمْ مضاف الیہ، ان کے دلوں کو، ۱۲، ۲۶/۱۲، ۲۸/۹

قُلُوْبِهِمْ: جمع مجرور مضاف، ۱/۱۱،۲،۱۱، ۳/۹، ۸، ۹/۶، ۶/۱۲، ۹، ۹/۳، ۱۰/۱۸،۱۷،۱۶،۸،۴، ۱۱/۱۴،۵،۲، ۱۴/۲۰، ۱۵/۲۰،۱۴،۵، ۱۷/۱۴، ۲۱/۱۹،۱۸، ۲۲، ۲۶/۱۱،۱۰،۸،۷،۶، ۲۸/۱۳،۴،۳، ۲۹/۱۵، ۳۰/۸

قُلُوْبُنَا: قُلُوْبُ مضاف مرفوع، نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارے دل، ۱/۱۱، ۶/۲، ۵، ۲۴/۱۵

قُلُوْبَنَا: قُلُوْبَ مضاف منصوب، نا ضمیر مضاف الیہ، ہمارے دلوں کو، ۳/۹

قُلُوْبِنَا: قلوبِ مجرور مضاف، نا ضمیر مضاف الیہ ہمارے دلوں میں۔ ۲۸/۴

قُلُوْبِكُمْ: قلوبِ جمع مجرور مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ، ۲/۷ تمہارے دلوں میں، ۶/۱۰، ۲۶/۱۴،۱۳ تمہارے دلوں میں، ۱۱، ۹/۱۶ تمہارے دلوں پر، ۲۲/۴،۳،۲ تمہارے دلوں کو۔

قُلُوْبُكُمْ: قلوبُ جمع مرفوع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ ۱/۹، ۴، ۹/۵ تمہارے دل، ۲/۱۲، ۲۱/۱۷ تمہارے دلوں نے۔

قُلُوْبُكُمَا: قلوب جمع مضاف مرفوع کُمَا ضمیر تثنیہ مخاطب مضاف الیہ، تم دونوں کی نیتیں، ارادے، خیالات (معجم القرآن) عام مفسرین کے

نزدیک اس جگہ دل ہی مراد ہیں لیکن دو آدمیوں کے دل دو ہی ہوتے ہیں زیادہ نہیں ہوتے اور قلوب کا لفظ جمع ہے اس لئے ان کو تاویل کرنی پڑی مثلاً ۱۔ ایک سے زیادہ پر جمع کا اطلاق ہوتا ہے ۲۔ اگر جمع کی جگہ تثنیہ ذکر کیا جاتا اور قلبا کما کہا جاتا تو لفظ میں ثقل پیدا ہو جاتا ۳۔ بعض اعضاء ایک انسان کو دو یا دو سے زائد دئے گئے ہیں جیسے ہاتھ پاؤں انگلیاں پسلیاں بعض اعضاء ایک آدمی کو ایک ایک ہی دئے گئے ہیں جیسے دل، جگر، دماغ جو عضو ایک ایک ہی دیا گیا ہے اس میں تثنیہ اور جمع کا کوئی فرق نہیں اس لئے تثنیہ کے لئے جمع کا لفظ بولا جا سکتا ہے اس کی تاویلیں تسلی بخش نتیجے کی حامل نہیں اس لئے صاحب معجم القرآن کی تشریح زیادہ ا... آدمی ایک ہو دو ہوں یا زیادہ ہوں خیالات اور نیتیں اور عزائم گوناگوں اور چند در چند ہو سکتے ہیں اس صورت میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں اگرچہ عام اہل تفسیر کی تشریح پر بھی کلام فصاحت کے درجے سے نہیں گرتا اور اہل بلاغت کا استعمال اس کی تائید کرتا ہے، ایک جاہلی شاعر کا شعر ہے

یَا صَاحِبَیَّ فَدَتْ نَفْسِیْ نُفُوْسَکُمَا
وَحَیْثُمَا سِرْتُمَا لَاقَیْتُمَا رَشَدًا

"اے میرے دونوں ساتھیو میری جان تمہاری جانوں پر قربان ہو، تم جہاں جاؤ کامیابی حاصل کرو۔"

تثنیہ کے لئے تثنیہ کا استعمال بھی غیر فصیح نہیں جیسے صمہ بن طفیل جاہلی اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

حَنَنْتَ اِلٰی رَیَّا وَنَفْسُکَ بَاعَدَتْ
مَزَارَکَ مِنْ رَیَّا وَشَعْبَا کُمَا مَعًا

تو ریا کا مشتاق ہے مگر باوجودیکہ تیری اور ریا کی گھاٹیاں ایک ہیں پھر بھی تو نے ریا کی ملاقات کو خود بعید کر دیا مگر فصیح ترین استعمال اول ہے، ۲۵/۱۹

قَلْبَکَ: قلبِ مجرور مضاف، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، تیرے دل پر، ۱/۱۲، ۱۹/۱۵، ۲۵/۴

قَلْبُہٗ: قلبُ مفرد مضاف مرفوع ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اس کا دل، ۲/۳، ۱۴/۲

قَلْبِہٖ: قلبِ مجرور مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ ۲۲/۱، ۹/۲ اس کے دل میں، ۱۲/۹ اس کے دل کے۔

قَلْبَہٗ: قلبَ منصوب مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ

۱۵/۱۶، ۲۸/۱۶ اس کے دل کو۔

قَلْبِهَا: قلب مجرور مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، اس کے دل پر، ۲۴/۴

قُلُوبِهِنَّ: قلوبِ جمع مجرور مضاف ھنّ ضمیر جمع مؤنث غائب، مضاف الیہ ان کے دلوں کو، ۲۲/۴

قَلْبِي: قلبِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، میرا دل، ۳/۲

قَلْبَيْنِ: تثنیہ حالتِ نصب قلب واحد، دو دل۔ ۲۱/۱۷

قُلْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، قول مصدر، میں نے کہا، ۲۹/۹ (دیکھو قال)

قُلْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، ۷/۹ تو نے کہا تھا ۸/۱۸، ۱۵/۱۴ تو نے کہا۔

قُلْتُهٗ: واحد متکلم ماضی معروف ہ ضمیر مفعول میں نے کہا ہوگا یا میں نے کہا ہوتا، ۷/۹

قُلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، تم نے کہا ۱/۶،۷، ۳/۸،۱۰، ۶/۴، ۸/۶، ۱۱/۸، ۲۴/۹، ۲۵/۲۰

قُلْنَ: جمع مؤنث غائب ماضی معروف، ان عورتوں نے کہا۔ ۱۲/۱۲،۱۴

قُلْنَ: جمع مؤنث حاضر امر معروف، تم بات کیا کرو۔ ۲۲/۱

قُلْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے کہا، ہم نے حکم دیا، ۱/۴،۶،۷،۸،۹، ۶/۲، ۸/۹، ۹/۱۱،۱۸، ۱۲/۳، ۱۵/۶،۷،۱۳،۱۴،۱۹، ۱۶/۱۲،۱۳،۱۶، ۱۷/۵، ۱۹/۲، ۲۰/۱۰، ۲۹/۱ (دیکھو قال)

قَلٰى: واحد مذکر غائب ماضی معروف، اسم مصدر، قِلٰی بمعنی نفرت، انتہائی بغض، باب ضرب قلی یقلی باب نصر قلی یقلو قلوًا کے معنی ہیں پھینک دینا، قابلِ نفرت چیز یا دشمن کو دل اپنے اندر جگہ نہیں دیتا باہر نکال کر پھینک دیتا ہے، اس نے تجھ سے نفرت (نہیں) کی (دیکھو القالین) ۳۰/۱۸

اَلْقَلَمِ: واحد قلم اور فال نکالنے کا تیر، اقلام جمع، قلم، تراشنا، قلم، کسی سخت چیز کو تراشنا، آیات میں قلم لکھنے کا آلہ مراد ہے، ۲۹/۳، ۳۰/۲۱

قُمْ: واحد مذکر حاضر امر معروف، کھڑا ہوجا، تیار ہوجا ۲۹/۱۴،۱۵ (دیکھو قام و قائم)

قُمْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، تم کھڑے ہو، جب تم نماز کو کھڑے ہو یعنی نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو۔ (دیکھو قام اور قائم) ۶/۶

اَلْقَمَرَ: واحد حالتِ نصب اقمار جمع، تیسری تاریخ سے (اٹھائیس) یا تیسری تاریخ کے بعد والی رات سے

آخر ماہ تک کا چاند (راغب) قَمَرًا چاندنی قَمَرٌ
جوئے میں غالب آنا، جیت جانا (باب نصر وضرب)
چاند کی روشنی بھی ستاروں کی روشنی پر غالب ہوتی
ہے، شاید قمر کی وجہ تسمیہ یہی ہو (المفردات)
باب سَمِعَ سے قَمِرَ السِّقَاءُ کے معنی ہیں مشکیزہ چاندنی
کی وجہ سے خراب ہوگیا قَمِرَ الْکَلَأُ گھاس بہت
ہوگئی قَمِرَ الرَّجُلُ چاندنی کی وجہ سے آنکھوں
سے نیند اڑ گئی، برف کی سفیدی کی وجہ سے آنکھیں
خیرہ ہوگئیں۔ پ۷/۱۵،۱۸ پ۸/۱۴ پ۱۱/۹ پ۱۲/۱۱ پ۱۳/۷،۱۷ پ۱۴/۸ پ۱۷/۳
پ۲۱/۱۲ پ۲۲/۱۴ پ۲۳/۲،۱۵ پ۲۹/۹

اَلْقَمَرُ: معرفہ، حالتِ رفع، تیسری تاریخ سے
آخر ماہ تک کا چاند، پ۱۰/۹ پ۲۳/۱۹ پ۲۷/۲،۱۸ پ۲۹/۷ دو جگہ

اَلْقَمَرِ: معرفہ، حالتِ جر، پ۲۹/۱۲ پ۳۰/۱۶

قَمَرًا: نکرہ، حالتِ نصب، چاند، پ۱۹/۶

قَمْطَرِیْرًا: مصیبت اور رنج کا بہت طویل دن
(یعنی روزِ قیامت) اصل محاورے میں قَمْطَرَتِ النَّاقَةُ
اس وقت بولا جاتا ہے، جب اونٹنی دم اٹھا کر
ناک چڑھا کر منہ بنا کر مکروہ شکل اختیار کرلے،
اس معنی کی مناسبت سے ہر مکروہ برے رنج دہ
دن کے لئے استعمال ہونے لگا، اسد بن ناعصہ
کا قول ہے ؎

وَاصْطَلَیْتُ الْحُرُوْبَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ
بَاسِلِ الشَّرِّ قَمْطَرِیْرِ الصَّبَاحِ

اصل مادہ قطر ہے میم زائد ہے (معجم القرآن) پ۲۹/۱۹

اَلْقُمَّلُ: غلہ کو کھا جانے والا کیڑا، چھوٹی جانور
کے بدن میں گھس جانے والی کیلی (چیچڑی) معجم،
مختار الصحاح میں ہے کہ قُمَّل چیچڑی ہی کی جنس
میں سے ہوتی ہے لیکن چیچڑی سے چھوٹی ہوتی
ہے، امام راغب نے قُمَّلٌ کے معنی لکھے ہیں،
چھوٹی مکھیاں اور قُمَّلٌ کے معنی جوئیں، رَجُلٌ
قَمِلٌ وہ آدمی جس کے جوئیں پڑ جائیں، صاحب
قاموس نے لکھا ہے:

"چیونٹی سے بڑی مڈی، سرخ پر والا کیڑا چیچڑی
کی طرح ایک کیڑا، بدبودار مڈی"

صاحب منتہی الارب نے لکھا ہے قُمَّل کو جوئیں
کہنا غلط ہے۔ پ۹/۶

قَمِیْصُهٗ: قمیص مفرد مضاف ہ مضاف الیہ
قُمُصٌ اَقْمِصَةٌ اور قُمْصَانٌ جمع، سوتی کرتہ اونی
کپڑے کے کرتہ کو قمیص نہیں کہا جاتا (قاموس)
قمیص عموماً مذکر ہے کبھی مؤنث بھی مستعمل ہے قمیص
اور قموص اس گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جس کا سوار
ہلنا جلنا ہے جم کر نہ بیٹھ سکے قمیص سے

افعال باب ضرب اور نصر سے آتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں کرتہ پہننا اور باب تفعیل سے قمیص پہنانے کے معنی ہوتے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ سَیُقَمِّصُکَ قَمِیصًا اللہ تجھے ایک کرتہ پہنائے گا (خلافت دے گا) مجمع البحار ۱۲/۱۲ دو جگہ

قَمِیصَہٗ: اس کے قمیص کو، ۱۲/۱۳ دو جگہ

قَمِیصِہٖ: قمیصِ مجرور مضاف اس کے قمیص پر، ۱۲/۱۲

قَمِیصِیْ: قمیص مضاف یَ مضاف الیہ میرا کرتہ۔ ۱۳/۴

قِنَا: قِ نَا، قِ واحد مذکر حاضر امر معروف، نا ضمیر جمع متکلم مفعول، وِقَایَۃٌ اور وِقَاءٌ مصدر، ہم کو بچا، محفوظ، وِقَایَۃٌ کے معنی ہیں دکھ دینے والی، ضرر رساں چیز سے بچانا (باب ضرب ماضی مضارع وَقٰی یَقِیْ۔ قِ اصل میں اِوْقِ تھا۔ ۲/۹ ۳/۱۰ ۴/۱۱

قُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، اصل میں اِوْقِیُوْا تھا، بچاؤ، ایسے اعمال اختیار کرو کہ دوزخ سے اپنے کو بھی بچالو اور اپنے متعلقین کو بھی۔ ۲۸/۱۹

اَلْقَنَاطِیْرِ: جمع، اَلْقِنْطَارُ واحد ڈھیروں، انبار، کثیر مال، قنطار کی لفظی ساخت بلندی کے مفہوم کو چاہتی ہے اسی لئے بڑے پُل اور اونچی عمارت کو قَنْطَرَۃٌ کہتے ہیں (قاموس) مال کو ایک جگہ جمع کر کے اگر ڈھیر لگا دیا جائے تو وہ بھی اونچا ہو جائے گا، اسی مناسبت سے قنطار کے معنی کثیر مال ہو گئے لیکن کثرتِ مال کی حدود کیا ہونی چاہئیں جس کو قنطار کہا جا سکے، اس میں گزشتہ اہلِ لغت کا اختلاف ہے مختلف اقوال ہیں اور ہر ایک کا کوئی نہ کوئی ماخذ ہے مثلاً بم اوقیہ سونا یا ہزار اوقیہ سونا یا ہزار دینار یا بارہ سو دینار یا ستر ہزار دینار یا اسی ہزار دینار یا سو رطل سونا یا سو رطل چاندی یا گائے کی کھال بھر سونا یا چاندی۔ یہ سب اقوال قدیمہ ہیں، آجکل عربی اوزان میں سو رطل وزن کا نام قنطار ہے (معجم) آیت میں علمائے تفسیر نے مالِ کثیر مراد لیا ہے۔ ۳/۱۰

قِنْطَارٍ: واحد، حالت جر، قَنَاطِیْرُ جمع، مالِ کثیر، ۳/۱۶

قِنْطَارًا: واحد، حالتِ نصب، قَنَاطِیْرُ جمع مالِ کثیر، ۴/۱۴

قَنَطُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، قُنُوْطٌ مصدر وہ ناامید ہو گئے۔ صاحب تاج المصادر نے

اگرچہ صراحت کی کہ قنوط سے وزنِ فعل علاوہ کرُمَ کے تمام ابوابِ مجرد سے آتا ہے (دیکھو تقنطوا) لیکن دوسرے عام اہلِ لغت کے نزدیک باب کرُمَ سے بھی اس کے افعال کا استعمال ثابت ہے قَنِطٌ اور قَنُوطٌ صفت کے صیغے ہیں اور قَانِطٌ اسم فاعل ہے (دیکھو مزید القانطین) ۱۴

قَنُوطٌ: صیغہ مبالغہ۔ بالکل ناامید، بے آس، ۲۵/۱

قِنْوَانٌ: جمع قِنْوٌ مفرد۔ قِنْوَانِ تثنیہ، کھجوروں کے گچھے۔ امرء القیس کا قول ہے وَمَالَتْ بِقِنْوَانٍ مِنَ الْبُسْرِ اَحْمَرَا شاخیں کھجوروں کے گچھوں کے بوجھ سے جھک گئیں۔

قِنْوَةٌ اور قُنْوَةٌ اور قِنْیٌ بھی خوشے کو کہتے ہیں۔ اَقْنَاءٌ جمع، قِنْوَةٌ کی جمع قِنْوَانٌ اور قِنْیَانٌ بھی آئی ہے، عرب کے مالدار ہونے کی علامت کھجوروں کی کثرت تھی، نخلستان انکی مال داری کا جزءِ اعظم تھے، اس مناسبت سے قِنْیٌ کے معنی مال دار ہونے اور خوش ہونے کے ہو گئے خواہ کسی ذریعے سے مال و مسرت کا حصول ہو، ایک کہاوت مشہور تھی مَنْ اُعْطِیَ مِاَةً مِنَ الْمَعْزِ فَقَدْ اُعْطِیَ الْقِنٰی وَمَنْ اُعْطِیَ مِاَۃً مِنَ الْاِبِلِ فَقَدْ اُعْطِیَ الْمُنٰی جس کو سو بکریاں مل گئیں، اس کو دولت مل گئی اور جس کو سو اونٹ مل گئے اس کی تو سب مرادیں ہی پوری ہو گئیں (لسان) ۸/۱۸

قَوَارِیْرَ: جمع قَارُوْرَةٌ واحد، شیشہ، شیشے کا برتن گلاس ہو یا صراحی یا کچھ اور، چاندی کے قواریر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ چاندی کی طرح سفیدی اور شیشے کی طرح صفائی ان برتنوں میں ہو گی، ۱۸/۱۹ میں شیشے مراد ہیں اور ۲۹/۱۹ میں دونوں جگہ شیشے کے برتن چاندی کی طرح سفید۔

اَلْقَوَاعِدُ: جمع، اَلْقَاعِدُ واحد، وہ عمر رسیدہ عورتیں جو نکاح حمل اور حیض کے قابل نہ رہی ہوں۔ امامِ راغب نے المفردات میں اس معنی میں قواعد کو قَاعِدَةٌ کی جمع قرار دیا ہے مگر یہ صراحتِ لغت، اور نظائر کے خلاف ہے، قاموس، تاج، صحاح وغیرہ میں قواعد بمعنی مذکورہ کو قَاعِدٌ کی جمع لکھا ہے جس طرح حوامل حامل کی جمع ہے حاملۃ کی نہیں، اسی طرح عورت کیلئے حائض بولتے ہیں جو صفات عورتوں کے لئے مخصوص ہیں ان میں تا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مرد سے اشتباہ ہی نہیں ہوتا جو تا کو ذکر کر کے

رفعِ اشتباہ کیا جائے، شاید امام کو اس لفظ
قواعد سے التباس ہوگیا ہے جس کے معنی
بنیادوں کے یا ہودے کی لکڑیوں کے ہیں
اس کا مفرد ضرور قَاعِدَۃٌ ہے صاحبِ معجم القرآن
نے بھی اس کو اَلْقَاعِدُ کی جمع لکھا ہے۔ ۱۸/۱۴

اَلْقَوَاعِدَ ۱/۱۵ } جمع، اَلْقَاعِدَۃُ واحد۔
اَلْقَوَاعِدِ ۱۶/۱ } بنیادیں یعنی دیوار کا وہ ابتدائی
حصہ جو سطح زمین سے شروع ہوکر کچھ اوپر آجاتا
ہے جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے جس چیز
پر کسی چیز کا قعود یعنی قیام ہو وہ قاعدہ ہے
مثلاً قاعدۃ الملک تخت گاہ قاعدۃ الھودج
ہودے کی چوطرفہ لکڑیاں جن پر ہودج قائم
ہوتا ہے۔

قَوَامًا: اسراف اور بخل کے درمیان حدِ اوسط
معتدل، جس سے نہ اپنی تباہی ہو نہ دوسروں کی
قوام اور قیام، اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی
شے کی بقاء اور درستگی ہو یعنی درستی اور بقاء
کا سہارا۔ ۱۹/۴

قَوَّامُوْنَ: جمع، مرفوع، قَوَّامٌ مفرد صیغہ مبالغہ
سرپرست، مصلح، برتر، عورتوں پر مردوں کو برتری
حاصل ہے عقل، علم، فہم، طاقت نظم سب ہی
لحاظ سے عموماً مرد عورتوں سے برتر ہیں الا ماشاء
اللہ اتفاق سے کوئی عورت اچھی تربیت
اور تعلیم کی وجہ سے پہلوان ہوجائے یا روشن
دماغ، تو بعض مردوں پر اس کو عارضی برتری
حاصل ہوجاتی ہے پھر بھی سب مردوں سے
کسی عورت کا افضل ہونا ممکن نہیں، فطری عقلی اور
جسمی کمزوری میدان مسابقت میں اس کو پیچھے رکھتی
ہے پھر عوارض فطریہ بھی عورت ہی کو ہوتے
ہیں۔ حمل، وضع حمل، حیض وغیرہ، اسی وجہ سے
نبوت، خلافت، امامت اور دینی و دنیوی قیادت
کی چیزیں مردوں سے وابستہ کی گئیں، خلیفہ
مامون عباسی کا شعر ہے ؎

فَاِنَّمَا اُمَّھَاتُ النَّاسِ اَوْعِیَۃٌ
مُسْتَوْدَعَاتٌ وَلِلْاٰبَاءِ اَبْنَاءُ

مائیں تو صرف ظروف ہیں جن کے اندر نطفہ
کو اَمَانَۃً رکھ دیا جاتا ہے اولاد تو باپ کی
ہوتی ہے، مفسر مدارک نے قوامون کا ترجمہ کیا
ہے۔ مسلط، حاکم، آمر، ناہی، خازن، بیضاوی،
معالم، مدارک وغیرہ میں مرد کی برتری کے لئے
وجوہِ ذیل ائمہ اجتہاد کے اقوال سے نقل کی ہیں
عزم، دانش، طاقت، نماز روزہ کی تکمیل، نبوت

خلافت، امامت، اذان، خطبہ، جماعت اور جمعہ کا وجوب، حدود و قصاص میں شہادت، میراث کا دوگنا ہونا، میراث کا عصبہ ہونا، نکاح و طلاق کا مالک ہونا، نسب وغیرہ امام ابوحنیفہ کے قول پر تکبیراتِ تشریق کا وجوب بھی مردوں ہی کے لئے ہے۔ ؎

قَوَّامِيْنَ: جمع منصوب، قَوَّامٌ مفرد، اگرچہ صیغہ مبالغہ کا ہے لیکن اسم فاعل کے معنی ہیں، (سیوطی وخازن) ۱؎ انصاف کے لئے کھڑے ہونے والے، ۲؎ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے (خازن) (مزید تشریح کے لئے دیکھو قَامَ)

قُوَّتِكُمْ: مفرد مجرور مضاف، کُمْ ضمیر جمع مخاطب مضاف الیہ، قُوًی جمع۔ تمہاری طاقت، قوت، رسی کے بل کو بھی کہتے ہیں، اگر اس کے مشتقات باب نصر سے آتے ہیں تو غالب آنے کے معنی ہوتے ہیں، قَوَيْتُهٗ میں لڑائی میں اس پر غالب آیا، اگر باب سمع سے آتے ہیں تو طاقتور ہونا سخت بھوکا ہونا، مکان کا خالی ہونا، بارش کا رک جانا مراد ہوتا ہے، قَوِيَ وہ طاقتور ہوگیا یا سخت بھوکا ہوگیا، قَوِيَ الدَّارُ مکان خالی ہوگیا قَوِيَ الْمَطَرُ بارش رک گئی، کلامِ عرب میں قوت کا استعمال مختلف معانی کے لئے ہوتا ہے جن میں سے بعض کے لئے قرآن مجید میں بھی استعمال کیا گیا ہے ۱؎ قدرت مضبوطی جیسے خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو مضبوطی اور کوشش کے ساتھ لے لو، ۲؎ بدن کی اندرونی طاقت جیسے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ جسمانی طاقت سے میری مدد کرو (راغب) ۳؎ اندرونی قلبی طاقت جیسے يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ قلبی طاقت کے ساتھ کتاب کو لے یعنی اس پر عمل کر، ۴؎ جسم کے باہر سے حاصل کی ہوئی طاقت جیسے لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً کاش تمہارے مقابلہ کے لئے مجھے کوئی بیرونی طاقت حاصل ہوتی، بعض اہلِ تفسیر نے اس جگہ قوت سے مراد لی ہے فوجی یا مالی طاقت (راغب) دوسری آیت میں آیا ہے نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ ہم طاقت والے ہیں یعنی (جسمانی طاقت کے علاوہ) ہم کو فوجی جماعتی مالی ہر طرح کی طاقت حاصل ہے۔ ۵؎ الٰہی طاقت اللہ کی قدرت اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ اور كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا اور اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

قوت کے ایک معنی استعداد، صلاحیت اور قابلیت بھی ہے، قرآن مجید میں اس معنی کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک شخص میں قابلیت ہے صلاحیت ہے اگر چاہے تو کر سکتا ہے لیکن بالفعل اس کام میں مشغول نہیں ہے جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ بِالْقُوَّةِ یعنی زید کو کتابت آتی ہے جب چاہے لکھ سکتا ہے، لکھنے پر قادر ہے لیکن اس وقت لکھنے میں مشغول نہیں ہے، دوسرے یہ کہ کسی کام کو صرف سیکھنے کی صلاحیت ہے، قابلیت ہے، بالفعل کسی کام کو کر نہیں سکتا، نہ کرنا جانتا ہے لیکن سیکھ سکتا ہے جیسے اَلْاِنْسَانُ کَاتِبٌ بِالْقُوَّةِ یعنی اگرچہ ہر آدمی اس وقت لکھنے پر قادر نہیں، نہ ہر شخص لکھنا جانتا ہے نہ لکھ سکتا ہے لیکن دوسرے جانوروں کے مقابلے میں اس کو امتیازی حیثیت یہ حاصل ہے کہ اگر کتابت سیکھنا چاہے تو سیکھ سکتا ہے، سیکھنے کی استعداد اور صلاحیت ہر آدمی کو حاصل ہے، دوسرے جانور اس صلاحیت سے محروم ہیں۔ پ۱۲/۵

قُوَّةٍ: مجرور نکرہ، طاقت پ۱/۸،۱۱ پ۹/۷،۱۱ پ۱۰/۴ پ۱۴/۱۹ پ۱۶/۲،۴ پ۱۹/۱۸ پ۲۱/۴،۹ پ۳۰/۶،۱۱

قُوَّةً: منصوب نکرہ، طاقت پ۱۰/۱۵ پ۱۲/۵،۷ پ۱۵/۱۷ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۴ پ۲۲/۱۲ پ۲۴/۸،۱۴،۱۶ پ۲۶/۶

اَلْقُوَّةَ: منصوب معرف باللام۔ طاقت پ۲/۴

اَلْقُوَّةِ: مجرور معرف باللام طاقت پ۲۷/۲

اَلْقُوٰی: جمع، اَلْقُوَّةُ واحد، طاقتیں۔ پ۲۷/۵

قَوِیٌّ: صفت مشبہ نکرہ واحد مرفوع اَقْوِیَاءُ جمع، طاقتور، پ۱۰/۳ پ۱۷/۱۳،۱۷ پ۱۹/۱۸ پ۲۴/۸ پ۲۷/۱۹ پ۲۸/۳

قَوِیًّا: صفت مشبہ منصوب نکرہ مفرد، قوت والا۔ پ۲۱/۱۹

اَلْقَوِیُّ: صفت مشبہ مرفوع معرفہ طاقتور: پ۱۳/۶ پ۲۰/۶

قُوْتِلْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی مجہول، مُقَاتَلَةٌ مصدر باب مُفَاعَلَةٌ (اگر) تم سے لڑائی کی گئی۔ پ۲۸/۵

قُوْتِلُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول مُقَاتَلَةٌ مصدر باب مُفَاعَلَةٌ (اگر) ان سے لڑائی کی گئی پ۲۸/۵،

(دیکھو قَاتِلُوْا اور قتل)

قَوْسَیْنِ: تثنیہ، قَوْسٌ واحد۔ دو کمانیں، قوس اگرچہ جامد ہے لیکن اس سے مصدر اور مصدر سے افعال بنا لئے گئے ہیں۔ باب تفعیل اور تفعل سے عموماً اس کے مشتقات آتے ہیں، تَقَوُّسٌ جھک جانا، کھڑا ہو جانا قَوَّسَ الشَّیْخُ وَتَقَوَّسَ بوڑھا کھڑا ہو گیا قَوَّسْتُ الْخَطَّ میں نے منحنی لکیر کھینچی، ثلاثی مجرد میں باب سَمِعَ سے اس کا استعمال ہوا ہے

قوس وہ کھڑا ہو گیا۔ ۲۷/۵

اَلْقَوْلُ: مصدر اور حاصل مصدر۔ حکم۔ وعدہ۔ بات (مفصل تشریح کے لئے دیکھو قال) ۱۲/۴، ۱۵/۲، ۱۸/۲، ۲۲/۱۰ حکم، ۲۰/۱۰،۳،۲ ، ۲۱/۱۵ وعدہ، حکم، ۲۳/۴ بات، حکم، ۲۴/۱۷، ۲۶/۲ حکم مراد عذاب۔

اَلْقَوْلِ: ۵/۱۳، ۶/۱، ۸/۱، ۹/۱۴، ۱۳/۱۶،۱۱، ۱۶/۱۰، ۱۷/۱۰،۷،۲، ۲۵ بات، ۲۲/۱، ۲۶/۱۳،۸ بات کہنا۔

اَلْقَوْلَ: ۱۸/۸، ۱۸/۱۸، ۲۲/۱۰، ۲۳/۱۶ بات، ۱۷/۱، ۱۸/۴ بات یا واقعہ۔ ۲۰/۹ حکم۔

قَوْلُ: ۳/۴، ۲۶/۷ بات، ۳/۱۱ حکم۔

قَوْلِ: ۲۶/۱۶،۸ بات۔

قَوْلًا: ۲/۱۴، ۴/۱۲، ۵/۱۲، ۱۵/۴،۳، ۱۶/۱۵،۱۳،۱۱،۲، ۲۲/۶، ۲۳/۳، ۲۲/۱۹ بات، کلام، ۱/۶، ۹/۱۰ لفظ، ۲۹/۱۳ حکم۔

قَوْلُ: ۲۲/۲ بات، حکم۔ ۲۹/۱۵ کلام۔ ۲۹/۶، ۳۰/۶ اداء کلام۔

قَوْلَ: ۲/۱۰، ۱۰/۱۱، ۱۶/۵، ۱۸/۱۲، ۲۵/۷ بات، ۱۱/۱۱ (جھوٹی بات کہنے (سے)

قَوْلِ: ۲۹/۶ دو جگہ، ۳۰/۶ کلام۔

قَوْلُكَ: قولِ مجرور مضاف کَ ضمیر خطاب مضاف الیہ، تیرے حکم ۱۲/۵

قَوْلُهُ: قولُ مرفوع مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب، مضاف الیہ، اس کی بات، ۲/۹، اس کا حکم ۸/۱۵۔

قَوْلُكُمْ: قولُ مضاف مرفوع کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ تمہاری بات۔ ۲۱/۱۷

قَوْلَكُمْ: قولَ منصوب مضاف کُمْ مضاف الیہ تم اپنی بات کو۔ ۲۹/۱

قَوْلُهُمْ: قولُ مرفوع مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ان کی بات ۲/۱۱، ۱۱/۱۲، ۱۳/۷، ۱۳/۴

قَوْلَهُمْ: قولَ منصوب مضاف، ہُمْ مضاف الیہ ان کا کہنا ۴/۶۔

قَوْلِهِمْ: قولِ مجرور مضاف ہِمْ مضاف الیہ ۱/۱۴، ۶/۲ دو جگہ ۲۵/۱۳ کلام، ۶/۲ یعنی وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ میں مراد افتراء، ۲/۱۳ کہنا۔

قَوْلِهَا: قولِ مجرور مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اس کی بات (سے) ۱۹/۱۷۔

قَوْلُنَا: قولُ مضاف نا مضاف الیہ ہمارا قول ۱۴/۱۱

قَوْلِي: قولِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، میرا قول، ۱۶/۱۴،۱۱

قُوْلُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، کہو ۱/۱۶،۱۴،۱۳،۱۰،۴، ۳/۱۵، ۲/۱۲، ۹/۱۰، ۱۳/۴، ۲۱/۱، ۲۲/۶، ۲۶/۱۵

قُوْلِي: واحد مؤنث حاضر امر معروف، تو کہہ دینا ۱۶/۵

اَلْقَوْمُ: اسم، جمع، صرف مردوں کا گروہ۔ ایک شاعر کا

قول ہے اَقَوْمٌ آلُ حِصْنٍ اَمْ نِسَاءٌ یعنی خاندان
حصن والے کیا مرد ہیں یا عورتیں۔ عورتوں کی
جماعت کو قوم نہیں کہتے (راغب) قرآنِ مجید
میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے، آیت میں آیا
ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا
خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ
خَیْرًا مِّنْهُنَّ مرد مردوں سے مذاق نہ کریں، ہوسکتا
ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا
مذاق بنائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔
لیکن اگر ذیلی طور پر عورتوں کو قوم میں داخل
کردیا جائے تو بعض اہلِ لغت نے اس کی اجازت
دی ہے۔ آیتِ مذکورہ میں چونکہ نساء کے مقابلے
میں لفظِ قوم آیا ہے اس لئے قوم سے مرد مراد
ہیں، دوسری آیات میں عموماً قرآنی سیاق سے
ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بھی ذیلی طور پر الفاظِ قوم
میں داخل ہیں۔ ہر پیغمبر نے یا قوم کہہ کر براہِ راست
مردوں کو خطاب کیا اور بالواسطہ عورتوں کو اور
نزولِ عذاب جس طرح نافرمان منکر مردوں پر ہوا
اسی طرح عورتوں پر بھی (مؤلف) جو اسم جمع آدمیوں
کی جماعت کے لئے ہو اس کا استعمال بطورِ تذکیر
بھی جائز ہے اور بطورِ تانیث بھی، اس لئے قوم
مذکر بھی مستعمل ہے اور مؤنث بھی (قاموس و لسان)
قرآنِ مجید میں کَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ (کذب فعل مذکر)
بھی آیا ہے اور كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ بھی،
(مؤلف)

قوم کی جمع اقوام ہیں اور جمع الجمع اَقَاوِمُ
اَقَائِمُ اور اَقَاوِیْمُ ہے (قاموس)

لفظِ قوم کی تصغیر "قُوَیْمٌ" ہے اس کے آخر میں
تاء نہیں آتی کیونکہ آدمی کے علاوہ دوسروں کے
لئے جو الفاظ آتے ہیں صرف ان کی تصغیر میں تاء
کا لانا جائز ہوتا ہے (مفصل زمخشری و شافیہ
ابن حاجب)

قِیَامٌ اور قَامَةٌ کی طرح قَوْمٌ مصدر بھی ہے
(باب نصر) کھڑا ہونا۔ قَوْمَةٌ ایک بار کھڑا ہونا قَوْمَةُ
الْاِنْسَانِ قَدُّهٗ اسی طرح قَوْمِیَّةُ الْاِنْسَانِ قَدُّهٗ
قَدِیْمُهٗ سیدھا، درست، خوش قامت آدمی، لفظِ
قَامَ کے مختلف استعمال دکھا کر مختلف معانی کی
تشریح ہم باب القاف فصل الف میں بہت کچھ
کرچکے ہیں اس جگہ چند استعمال مزید نقل کرتے
ہیں قَامَتِ الْمَرْأَةُ تَنُوْحُ عورت نے نوحہ کرنا
شروع کیا۔ قَامَ الْاَمْرُ کام ٹھیک ہوگیا قَامَ الرَّجُلُ
الْمَرْأَةَ یا عَلَی الْمَرْأَةِ مرد نے عورت کی ضروریات

پوری کرنے کا ذمہ لے لیا۔ قَامَتِ السُّوْقُ بازار پُر رونق ہوگیا، خوب بھر گیا یا نیچے گر گیا، قَامَ الشَّیْئُ بِکَذَا فلاں چیز مجھے اتنے میں پڑی، ان سب کا مادہ قَوْمٌ ہے (تاج وصحاح)

قرآن مجید میں قوم کا استعمال دو معنی کے لئے ہوا ہے ۱۔ عام گروہ اور جماعت۔ لوگ۔ ایک نسل اور ایک وطن سے تعلق رکھنے والی ہو یا نہ ہو عموماً ایسا استعمال اس وقت ہوا ہے جب خطابی طور پر قوم کا لفظ نہ استعمال کیا گیا ہو، یہ استعمال بہت زیادہ ہے۔ ۲۔ ایک نسب یا وطن سے تعلق رکھنے والی جماعت۔ ایسا صرف اس وقت پر ہوا ہے جہاں پیغمبروں نے اپنے ہم وطنوں یا نسلی اشتراک رکھنے والوں کو خطاب کیا یا بغیر حرفِ ندا کے ان سے کچھ کہا ہے مثلاً یَا قَوْمِ یا قَالَ لِقَوْمِہٖ وغیرہ۔ پ۹ ۱۲،۲ پ۱۳ ۴ پ۲۶ ۴۔

اَلْقَوْمَ: حالتِ نصب، پ۳ ۲،۴،۸ پ۴ ۵ پ۶ ۱۲ پ۷ ۴ پ۸ ۴ پ۹ ۶ ۹، ۱۱،۱۶ پ۱۰ ۲،۷ پ۱۱ ۲۰ پ۱۲ ۸ پ۱۳ ... پ۱۴ ... پ۲۶ ۱،۳ پ۲۸ ۹ دو جگہ پ۲۸ ۱۱،۱۳ پ۲۹ ۵

اَلْقَوْمِ: مجرور معرفہ، پ۱ ۱۲ پ۲ ۸ پ۳ ۶ پ۴ ۸،۱۲ پ۵ ۸ دو جگہ پ۶ ۱،۱۴،۱۵ پ۷ ۵،۱۲ پ۸ ۸ پ۹ ۴ دو جگہ پ۱۱ ۴ پ۱۲ ۴ پ۱۳ ۶ پ۱۴ ۱۳ پ۱۶ ۱۳ پ۱۷ ۶ پ۱۸ ۲،۹ پ۱۹ ۲ پ۲۰ ۵،۶،۱۵ پ۲۸ ۱۱،۲۰

قَوْمٌ: مرفوع نکرہ، پ۱ ۷،۱۵،۱۳ پ۳ ۶ پ۶ ۱۳،۱۶ پ۸ ۱۷ پ۹ ۶ پ۱۱ ۵ پ۱۴ ۵،۱۰ پ۱۵ ۱۶ پ۱۹ ۱۹ دو جگہ پ۲۰ ۱ پ۲۲ ۱۹ پ۲۵ ۱۲،۱۳،۱۴ پ۲۶ ۱۴،۱۹ پ۲۷ ۲،۱۴ پ۲۸ ۵ دو جگہ۔

قَوْمٍ: مجرور نکرہ۔ پ۲ ۴،۱۳ پ۴ ۳ پ۵ ۹،۱۰ دو جگہ پ۶ ۵،۱۰ پ۷ ۱۱،۱۲،۱۳ پ۸ ۱۸،۱۹ پ۹ ۲،۳،۱۱،۱۳ پ۱۰ ۱۳،۱۴ پ۱۰ ۳ دو جگہ ۶ پ۱۱ ۶،۸،۱۲ پ۱۲ ۱۵ پ۱۳ ۷ دو جگہ ۸ دو جگہ پ۱۴ ۸،۱۴ دو جگہ ۱۴ پ۱۴ ۱۷ دو جگہ ۱۵ پ۱۶ ۲ پ۱۸ ۳ پ۱۹ ۱۸،۱۹ پ۲۰ ۳،۱۴،۱۹ پ۲۱ ۱،۲،۷ پ۲۴ ۲،۱۵ پ۲۵ ۱۷،۱۸ دو جگہ ۱۰،۱۴ پ۲۶ ۱۰،۱۴ پ۲۷ ۱

قَوْمًا: منصوب نکرہ، پ۳ ۱۴ پ۶ ۸ پ۷ ۱۹ پ۸ ۱۵ پ۹ ۶،۱۱ پ۱۰ ۱۲،۱۳،۸ پ۱۱ ۳،۱۳ پ۱۲ ۳،۵،۱۲ پ۱۶ ۲ دو جگہ ۲ پ۱۷ ۲،۹ پ۱۸ ۳،۹،۱۷ پ۱۹ ۷،۸،۱۶ پ۲۰ ۱۸ پ۲۱ ۱۴ پ۲۲ ۱۸ پ۲۳ ۶ پ۲۵ ۷،۱۱،۱۴،۱۸،۲۰ پ۲۶ ۳،۸،۸ پ۲۶ ۱۰،۱۳ پ۲۷ ۱ پ۲۸ ۳ دو جگہ ۸

قَوْمُ: مضاف مرفوع معرفہ، پ۸ ۸ پ۱۲ ۸،۱۳ پ۱۷ تین جگہ پ۱۹ ۱۰،۱۳ پ۲۳ ۱ دو جگہ پ۲۴ ۶ پ۲۵ ۱۵ پ۲۷ ۸،۹

قَوْمِ: منصوب بصورتِ جر، معرفہ، یہ لفظ اصل میں قَوْمِیْ تھا اور اس سے پہلے حرفِ ندا محذوف ہے یعنی یَا قَوْمِیْ اے میری قوم، پ۱ ۶ پ۶ ۸ دو جگہ پ۷ ۱۵ پ۸ ۱۳،۱۵ دو جگہ پ۸ ۱۶ تین جگہ ۱۷ دو جگہ ۱۸ پ۹ ۱ پ۱۱ ۱۳ پ۱۲ ۳ تین جگہ ۵ تین جگہ ۶ تین جگہ ۷،۳، ۸ چھ جگہ پ۱۶ ۱۳،۱۴ پ۱۸ ۲ پ۲۴ ۱،۹،۷،۲،۳،۱۰ تین جگہ پ۲۸ ۱۲ پ۲۸ ۹ پ۲۹ ۹

قَوْمِ: مجرور مضاف سان تمام آیات میں قوم حالتِ جر میں ہے اور اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہے
ب ۹/۴، ۵، ۱۰ ث ۱۰/۱۵ دو جگہ ۵، ۱۲/... ۱۳/۱۴ ث ۲۰/۱۱ ۲۴/۹، ۳

قَوْمَ: منصوب مضاف، ۱۱/۱۵ ۱۲/۸ تین جگہ ۱۷/۶، ۵ ۱۹/۶، ۲ ۲۵/۱۴ ۲۷/۱، ۷

قَوْمُكَ: مرفوع مضاف کَ ضمیر مخاطب مذکر، مضاف الیہ تیری قوم ۷/۱۴ ۱۲/۴ ۲۵/۱۲

قَوْمَكَ: منصوب مضاف کَ ضمیر مخاطب مذکر، مضاف الیہ، تیری قوم کو۔ ۷/۱۵ ۹/۷ ۱۳/۱۳ ۱۲/۱۳ ۲۹/۹

قَوْمِكَ: مجرور مضاف کَ ضمیر مخاطب مذکر مضاف الیہ تیری قوم (سے) ۱۲/۴ ۱۶/۱۳، تیری قوم کیلئے ۲۵/۱

قَوْمِكُمَا: مجرور مضاف کُمَا ضمیر تثنیہ مخاطب مضاف الیہ، تم دونوں کی قوم۔ ۱۱/۱۴

قَوْمُنَا: مرفوع مضاف، نا ضمیر متکلم مضاف الیہ ۱۵/۱۴

(یا) **قَوْمَنَا**: منادیٰ مضاف منصوب نا ضمیر متکلم مضاف الیہ۔ اے ہماری قوم۔ ۲۶/۴

قَوْمِنَا: مجرور مضاف نا ضمیر متکلم مضاف الیہ (ہمارے اور) ہماری قوم کے (درمیان) ۹/۱

قَوْمُهُ: مرفوع مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اس کی قوم۔ ۷/۱۵ ۹/۶، ۱۰ ۱۲/۷

قَوْمَهُ: منصوب مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۹/۹ (اس نے اپنی) قوم میں سے ۱۲/۹ اپنی قوم کا، ۱۶/۱۳ ۲۵/۱۱ ۲۶/۲ اس کی قوم کو۔

قَوْمِهٖ: مجرور مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر مضاف الیہ
۱/۶، ۷، ۸ ۶/۸ ۸/۱۷، ۱۸ ۱۱/۱۳ ۱۳/۱۳ ۱۷/۵ ۱۹/۹ ۱۹/۱۹ ۲۰/۱۴ ۲۳/۷، ۸ ۲۵/۹ ۲۸/۹ سے۔
۸/۱۵، ۱۶ ۸/۱۷، ۱۸ ۹/۱ دو جگہ ۹/۵ ۱۱/۱۴ ۱۳/۲، ۳ ۱۲/۴ ۱۸/۱، ۲ ۱۸/۳ ۲۵/۱۱، قوم میں سے۔
۹/۸ ۱۲/۲، ۳ ۱۸/۱، ۲ ۱۹/۱۶ ۲۹/۹ قوم کی جانب۔
۱۸/۱۷، ۱۸ اس کی قوم کا (جواب)، ۲۰/۱۵ اس کی قوم کا۔
۷/۱۶ ۱۶/۴ ۲۰/۱۱، ۲۳/۱ اس کی قوم پہ

قَوْمَهَا: منصوب مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، اس کی قوم کو ۱۶/۵ ۱۹/۱۷

قَوْمَهُمْ: منصوب مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کی قوم کو ۹/۹ دو جگہ ۱۱/۴ ۱۳/۱۷ ۱۹/۱۹

قَوْمِهِمْ: مجرور مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کی قوم (سے) ۱۱/۱۳ ۲۶/۸

قَوْمُهُمَا: مرفوع مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب مضاف الیہ، ان دونوں کی قوم، ۱۸/۳

قَوْمَهُمَا: منصوب مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب مضاف الیہ، ان دونوں کی قوم کو ۲۳/۸

قَوۡمِیۡ: قوم مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، میری قوم ۹/۷، ۱۹/۱۰،۱، ۲۳/۱، ۲۹/۹

قِهِمۡ: قِ ھِمۡ، قِ واحد مذکر حاضر امر معروف۔ ھم ضمیر جمع مذکر غائب، مصدر وِقَایَۃٌ۔ قِ اصل میں اِوۡقِیۡ تھا۔ (دیکھو قِنَا) ان کو بچا، ان کو محفوظ رکھ، ۲۴/۶

اَلۡقَهَّارُ: صیغہ مبالغہ مرفوع، ایسا زبردست غالب جس کے مقابلے میں سب ذلیل ہیں، مصدر قَهۡرٌ، ماضی قَهَرَ مضارع یَقۡهَرُ (باب فتح) (دیکھو تَقۡهَرۡ اور اَلۡقَاهِرُ، قَاهِرُونَ) ۱۲/۱۵، ۱۳/۸، ۲۳/۱۵،۱۴

اَلۡقَهَّارِ: صیغہ مبالغہ مجرور بمعنی مذکور ۱۳/۱۹، ۲۴/۷

قَیَّضۡنَا: جمع متکلم ماضی معروف تَقۡیِیۡضٌ مصدر باب تفعیل قَیۡضٌ مادہ، قیض کے معنی ہیں انڈے کا بالائی چھلکا، چھلکا انڈے کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے اس مناسبت سے تَقۡیِیۡضٌ کے معنی ہوئے ساتھ لگا دینا، پیچھے لگا دینا، لازم کر دینا، چمٹا دینا، مسلط کر دینا یعنی ہم نے ان کے ساتھ لگا دیا، چمٹا دیا، لازم کر دیا، مسلط کر دیا، قَیۡضٌ بدل اور عوض کو بھی کہتے ہیں، بَیۡعٌ مُقَایَضَۃٌ اسی سے ہے یعنی سامان کا سامان سے تبادلہ، قیمت کسی طرف سے نہ ہو، ۲۴/۱۲

قِیۡعَۃٍ: جمع قَاعٌ واحد، قِیۡعٌ، اور قَاعٌ ہموار زمین (راغب) ہموار، نرم، وسیع میدان (قاموس) ایسا وسیع میدان جس پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو ریت کے ذرے پانی کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ (معجم) بعض نے قِیۡعَۃٌ کو مفرد کہا ہے (منتہی الارب) (دیکھو قَاعًا) ۱۸/۱۱

قِیۡلَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، اصل میں قُوِلَ تھا۔ قَوۡلٌ مصدر، ماضی معروف قَالَ (دیکھو قَالَ)، یہ صیغہ اگرچہ ماضی کا ہے لیکن جس جگہ حرف شرط کے بعد آیا ہے وہاں مضارع کا ترجمہ کیا جائے گا، کہیں حال کا، کہیں استقبال کا، کہا گیا، کہا جاتا ہے، کہا جائے گا۔ ۱/۱۱،۶،۲، ۲/۹،۵، ۷/۸، ۵/۷،۶،۲، ۷/۴، ۹/۱۰، ۱۰/۱۳،۱۲، ۱۱/۱۰، ۱۲/۴، ۱۴/۱۰،۹، ۱۵/۱۰، ۱۹/۷،۳،۱، ۱۹/۱۸،۹، ۲۰/۱۰، ۲۱/۱۵،۱۲، ۲۳/۱۷،۶،۲،۱، ۲۴/۱۹،۱۲،۵، ۲۵/۲۰، ۲۷/۱۳،۱، ۲۸/۲۰،۱۳،۲، ۲۹/۲۲،۱۷،۲۔

قِیۡلًا: اسم مصدر، قِیۡل قَوۡل کا ہم معنی ہے کلام بات (راغب) بعض اہل لغت نے دونوں میں فرق قائم کیا ہے ۱۔ قَوۡل کلمۂ خیر کو اور قَالٌ، قِیۡلٌ اور قَالَۃٌ کلمۂ شر کو کہتے ہیں۔ ۲۔ قَوۡلٌ مصدر ہے اور قِیۡلٌ اسم مصدر، ایک محاورہ ہے کَثُرَ الۡقِیۡلُ وَالۡقَالُ، بات چیت بہت ہوگئی۔ قرآنی استعمال کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں قِیۡل کا

استعمال بمقام خبر میں بھی کیا ہے جیسے اِلَّا قِیْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا اور اَقْوَمُ قِیْلًا اور قول کا
استعمال بمعنی اسم مصدر (بات اور کلمہ) بھی بکثرت
کیا ہے جیسے قَوْلُ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ تَمْتَرُوْنَ
۵/۱۵ ، ۲۷/۱۴ ، ۲۹/۱۳

قِیْلِهٖ: قیل مصدر مجرور مضاف ہ مضاف الیہ
(قراءتِ حمزہ وعاصم) قیل کے معنی قول اس صورت میں
مطلب دو طرح ہوگا، ۱۔ اللہ ہی کو علمِ قیامت ہے
اور رسول اللہ کے قول کا بھی علم اللہ کو ہے۔ ۲۔
واؤ قسم کے لئے ہے اور جوابِ قسم محذوف ہے
یعنی قسم ہے رسول اللہ کے اس قول کی میں ان
لوگوں کے ساتھ جو چاہوں گا کروں گا، یا قسم
ہے رسول اللہ کے یارب کہہ کر پکارنے کی
یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس صورت میں
جوابِ قسم مذکور ہوگا یعنی یہی آخری جملہ۔
مؤخر الذکر قول زمخشری کا ہے (کشاف) بعض
قراءتوں میں قِیْلَهٗ لام کے نصب کے ساتھ آیا ہے
اس صورت میں قیلہ مفعول مطلق ہوگا اور فعل
ناصب محذوف ہوگا (محلی فی الجلالین و
خطیب فی سراج المنیر) ۲۵/۱۳

قِیَامٌ: جمع مرفوع، قائم واحد، کھڑے ہونے والے،
(راغب) ۲۴/۴

قِیَامًا: مصدر بھی ہے (باب نصر) جس کے معنی ہیں
کھڑا ہونا، بیٹھے سے اٹھنا، اور اس چیز کو بھی
قیام اور قوام کہتے ہیں جس سے کسی شے کی بقا،
وابستہ ہو یا درستی ہوتی ہو (مال کو قیام آخری معنی
کے لحاظ سے کہا گیا ہے) اور قائم کی جمع
بھی ہے، کھڑے ہونیوالے، ۲/۱۱ ، ۵/۱۲ ، ۱۹/۴ کھڑے
ہونے والے، کھڑے ہونے کی حالت میں، ۴/۱۲
۷/۲ درستی کا ذریعہ۔

قِیَامٍ: مصدر مجرور کھڑا ہونا، بیٹھے سے اٹھنا۔ ۲۷/۱

اَلْقَیِّمُ: صیغہ صفت مفرد مذکر مرفوع، عام طور پر
اہل تفسیر نے اس کا ترجمہ کیا ہے، درست، ٹھیک،
سیدھا لیکن راغب نے لطیف توجیہ کی ہے
یعنی ایسا دین جو معاش ومعاد اور دنیا و آخرت کو
درست کرنیوالا ہے، گویا امام راغب کے نزدیک قَیِّم
بمعنی مُقَوِّم ہے۔ ۱۱/۱۰ ، ۱۲/۱۵ ، ۲۱/۷

اَلْقَیِّمِ: صیغہ صفت مجرور، مذکر، درست ٹھیک یا
درست کرنے والا۔ امورِ معاش ومعاد کو ٹھیک
کرنے والا۔ ۲۱/۸

قِیَمًا: مفرد منصوب نکرہ مستقیم یا درست کرنیوالا۔ ۱۵/۱۳

قِیَمًا: یہ لفظ یا صیغہ صفت یا قِیَام کا مخفف ہے

راغب یعنی درست، ثابت یا اصلاح و بقاء کا مدار،
اور احوالِ دنیا و آخرت کو درست کرنے والا، ۲/۶

قَیِّمَةٌ: صیغہ صفت مرفوع مؤنث نکرہ، درست،
سیدھی، ٹھیک یا معاش و معاد کو درست کرنے والی، مطلب
یہ کہ گذشتہ آسمانی صحیفے اور کتابیں، درست اور
مستقیم تھیں اور انسانی زندگی کی اصلاح کرنے
والی تھیں اور قرآن مجید ان کا نچوڑ ہے، ان کے
مضامین کو حاوی ہے۔ ۳۰/۲۲

اَلْقَیِّمَةِ: مجرور معرفہ، امتِ مستقیمہ، عادلہ، صالحہ
یعنی امتِ اسلامیہ کا دین ہے) (راغب و معجم)

۳۰/۲۲

اَلْقِیَامَةِ: مصدر، ایک بار کھڑا ہونا، قیامت
کے دن سب لوگ یکبارگی اٹھ کھڑے ہوں گے
دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر قبروں
سے نکل آئیں گے (معجم القرآن) قیام کے معنی ثبوت
بھی ہے (یعنی عدم زوال) مراد یہ کہ روزِ قیامت
ثابت ہے، اٹل ہے، اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

۱/۲،۱۲ — ۲/۱،۵،۱۰ — ۳/۱۲،۱۶ — ۴/۸،۹،۱۰،۱۱ — ۵/۸،۱۳،۱۷
۶/۲،۷،۱۰،۱۳ — ۷/۸ — ۸/۱۱ — ۹/۱۱،۱۲ — ۱۱/۱۱،۱۵ — ۱۲/۵،۹
۱۳/۹،۱۰،۱۹ — ۲۲ — ۱۵/۲،۶،۷،۱۱ — ۱۶/۳،۹،۱۴،۱۹ — ۱۷/۳،۸،۹،۱۶
۱۸/۱ — ۱۹/۴ — ۲۰/۷،۱۰،۱۳،۱۵ — ۲۱/۱۶ — ۲۲/۱۴ — ۲۳/۱۶،۱۷
۲۴/۲،۳،۴،۱۹ — ۲۵/۶،۸،۱۹ — ۲۶/۱ — ۲۸/۲،۷ — ۲۹/۳،۱۷

۳۰/۲۲

اَلْقَیُّوْمُ: صیغہ مبالغہ مرفوع قائمٌ سے قَیَّامٌ
(بروزن فیعال) اور قَیُّوْمٌ بروزن فَیْعُوْلٌ مبالغہ
کے صیغے ہیں یعنی وہ ذات جو خود رہنے والی اور
دوسروں کو رکھنے والی ہے، خود موجود و باقی
ہے اور دوسروں کو ضروریاتِ ہستی و درستی عطا
کرنے والی ہے (المفردات) ۳/۲،۹

اَلْقَیُّوْمِ: صیغہ مبالغہ مجرور، ۱۶/۵

باب الکاف

کَ: حرف جر بھی ہے اور اسم بھی اور ہر صورت
میں اپنے بعد والے کلمہ کو کبھی جر دیتا ہے
کبھی نہیں دیتا۔

(الف) حرفِ جر، اس کا استعمال پانچ معانی
کے لئے ہوتا ہے ۱ تشبیہ جیسے اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ
وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۲ تعلیل کے لئے یعنی کاف
کا مابعد ماقبل کے لئے سبب ہو جیسے وَیْکَاَنَّہٗ
لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ تعجب ہے کہ کافر فلاح
(کیوں) نہیں پاتے۔ کافروں کا فلاح نہ پانا تعجب
کا سبب ہے، ۳ جیسے کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا

چونکہ میں نے پیغمبر بھیجا اس لئے میری یاد کرو۔
ارسال رسول ذکر الٰہی کی علت ہے یا جیسے
وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ چونکہ اللہ نے تم کو
ہدایت کردی اور ذکر کا طریقہ بتا دیا اس لئے اس کی
یاد کرو۔ ہدایت ذکر کی علت ہے، کاف کو تعلیل
کے لئے اخفش اور بعض کوفیوں نے قرار دیا ہے
اکثر اہل عربیت نے انکار کیا ہے ۳ زائد
تاکید کے لئے جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (ابن جنی،
ذکرہ ابن ہشام فی مغنی اللبیب) ۴ عَلٰی کا
ہم معنی یعنی استعلاء کے لئے (پر) جیسے اگر کوئی
شخص مزاج پرسی کرے تو جواب میں کہا جائے
كَخَيْرٍ یعنی عَلٰی خَيْرٍ، یہ قول صرف اخفش کا ہے
قرآن مجید میں ایسا استعمال نہیں ہوا، ۵ فعل کی
طرف عجلت کے ساتھ پیش قدمی کرنے کے لئے
صَلِّ كَمَا دَخَلَ الْوَقْتُ وقت ہوتے ہی نماز
پڑھ لے سَلِّمْ كَمَا تَدْخُلُ داخل ہوتے ہی سلام
کرنا ذکرہ ابن الخباز فی النہایۃ وابو سعید
السیرافی، یہ استعمال عربی میں بہت ہی کم ہے اور
قرآن مجید میں کہیں نہیں۔

(ب) کَ اسمی، مِثْلُ کا ہم معنی، جر کے لئے جیسے
أَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ
میں مٹی سے پرندے کی شکل جیسا بناتا ہوں اور
اس میں پھونک مارتا ہوں۔ اس میں کاف اسمی
ہے مِثْلُ کا ہم معنی اور فِيهِ کی ضمیر کاف کی طرف
راجع ہے (زمخشری فی الکشاف) اخفش اور فارسی
وغیرہ کَ اسمی جارہ کے استعمال کو عموماً جائز قرار
دیتے ہیں اور سیبویہ کے نزدیک ضرورۃً جائز ہے

(ج) کَ حرف غیر جار ایسا کاف ۱ اسم اشارہ
کے آخر میں آتا ہے ذَاكَ۔ ذٰلِكَ۔ تِلْكَ
۲ ضمیر منصوب منفصل کے آخر میں آتا ہے جیسے
إِيَّاكَ ۳ أَرَأَيْتَ کے بعد متصل آتا ہے جیسے
أَرَأَيْتَكَ (مجھے بتا) سیبویہ کے نزدیک أَرَأَيْتَكَ
میں کاف حرف خطاب ہے اور تاء فاعل ہے۔
فراء کے قول پر کاف فاعل ہے اور تاء علامت
خطاب ہے ۴ بعض اسماء افعال کے آخر میں
آتا ہے جیسے حَيَّهَلَكَ۔ رُوَيْدَكَ۔ النَّجَاءَكَ
چوتھے نمبر کے علاوہ اول الذکر تینوں نمبر قرآن مجید
میں مستعمل ہیں۔

(د) اسم غیر جار، یہ یا اسم مضمر منصوب ہوگا
جیسے مَا وَدَّعَكَ یا اسم مجرور متصل جیسے
مَا بِكَ۔

كَاتِبٌ: اسم فاعل مفرد مرفوع كُتَّابٌ جمع۔

کَتْبٌ اور کِتَابَۃٌ مصدر (باب نصر) لکھنے والا کاتِب جاننے والے کو بھی کہتے ہیں، آیت میں اول معنی مراد ہیں کَتَبَ قرآن مجید میں مختلف معانی کے لئے مستعمل ہوا ہے: لکھنا، فرض کرنا۔ واجب کرنا۔ وحی بھیجنا، اندازہ کرنا۔ جما دینا، مقرر کرنا، حکم دینا، ارادہ کرنا وغیرہ مثلاً کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ، لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ۔ مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ، لَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ۔ ان سب آیات میں واجب کرنے اور فرض کرنے کے معنی میں كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ میں وحی بھیجنے اور حکم دینے کے معنی ہیں لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا۔ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ میں مقرر کرنے اور مقدر کرنے کے معنی ہیں كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ میں جما دینے کے معنی ہیں مزید تشریح کَتَبَ اور کِتَابٌ وغیرہ کے ذیل میں آئے گی۔ ۳ے تین جگہ

کَاتِبًا: اسم فاعل منصوب مفرد، لکھنے والے کو، ۲ے

کَاتِبُونَ: جمع مذکر قیاسی مرفوع کَاتِبٌ واحد لکھنے والے، ثبت کر لینے والے، جما دینے والے، (راغب) ۲۱ے

کَاتِبِيْنَ: جمع مذکر قیاسی منصوب کَاتِبٌ واحد، لکھنے والے اعمالِ بشری کو لوحِ مقرر پر ثبت کر لینے والے، صحیفۂ اعمال میں درج کر لینے والے ۳۰ے

کَادَ: ماضی واحد مذکر غائب کَوْدٌ مصدر (باب سَمِعَ) اصل میں کَوِدَ تھا، مَكَادٌ، مَكَادَةٌ بھی مصدر ہیں (راغب) نَصَرَ اور سَمِعَ دونوں بابوں سے آتا ہے، سیبویہ کا قول ہے:

"میں نے ایک عرب کو کُدْتُ کہتے سنا (بروزن قُلْتُ، باب نصر) میں نے بعض لوگوں کو کَادَ کی جگہ کِیْدَ (فعل معروف) کہتے سنا جو اصل میں کَوِدَ تھا (باب سَمِعَ) واؤ کا کسرہ کاف کو دینے کے بعد واؤ کو یا سے بدل دیا۔" (قاموس)

کَادَ افعالِ مقاربہ میں سے ہے فعلِ مضارع پر داخل ہوتا ہے، اس کے بعد اَنْ بہت کم آتا ہے، راغب کے نزدیک سوا شعر کے اور جگہ کَادَ کی خبر پر اَنْ آتا ہی نہیں۔

کَادَ اگر بصورتِ اثبات مذکور ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع نہیں ہوا قریب الوقوع ضرور تھا جیسے کَادَ يَزِيغُ قُلُوبُهُمْ ان کے دل کج نہیں ہوئے لیکن کجی کے قریب پہنچ گئے تھے۔

اگر بصورتِ نفی مذکور ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد
کو آنے والا فعل واقع ہو گیا لیکن عدمِ وقوع کے
قریب تھا جیسے مَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ وہ (گائے ذبح)
کو گزرے لیکن ذبح نہ کرنے کی حد تک پہنچ گئے
تھے (مفصل) لیکن آیت لَمْ یَکَدْ یَرَاهَا
میں یکد زائد ہے صرف وصلِ کلام کے لئے آیا ہے،
قربِ نفی رؤیت اور وقوعِ رؤیت کے لئے مستعمل
نہیں، اس جگہ مراد نفیِ رؤیت کا وقوع ہے (کشاف)
کود کے معنی ارادہ اور خواہش بھی ہے اخفش نے
اس کے ثبوت میں یہ شعر پیش کیا تھا ؎

كَادَتْ وَكِدْتُ وَتِلْكَ خَيْرُ اِرَادَةٍ
لَوْ عَادَ مِنْ لَهْوِ الصِّبَا بِمَا مَضٰى

وہ بھی چاہتی ہے میں بھی چاہتا ہوں اور یہ
بھی بڑی اچھی تمنا کہ کاش گذشتہ نوجوانی
کی دلفریبیاں لوٹ آئیں (لسان) قرآنِ مجید میں
آیا ہے اَکَادُ اُخْفِیْھَا میں اس کو چھپانا چاہتا
ہوں۔ (المفردات) ۱۱/۲

کَادَتْ : واحد مؤنث غائب۔ قریب تھا
(کہ ظاہر کردے) ۲/۲۸

کَادُوْا : جمع مذکر غائب ۹/۸ قریب تھے کہ مجھے
قتل کردیں ۱۵/۸ قریب تھے کہ تم کو بہکالیں، دشواری
میں ڈال دیں ۲۹/۱۱ قریب تھے کہ اس پر ہجوم کرلیں
۱/۸ قریب تھے کہ ذبح نہ کریں۔

کَادِحٌ : اسم فاعل واحد مذکر، کَدْحٌ مصدر و اسم
مصدر (باب فتح) لفظِ کدح لازم بھی ہے اور
متعدی بھی، اول صورت میں کوشش کرنے اور
مشقت اٹھانے کے معنی ہوں گے کَدَحَ فِی الْعَمَلِ
اس نے کام کرنے میں کوشش کی مشقت اٹھائی۔
کَدَحَ لِعِیَالِہٖ اہل وعیال کے لئے کوشش کی،
اگر متعدی ہو تو چھیلنے اور خراش پیدا کرنے کے
معنی ہوں گے، کَدَحَ وَجْھَہٗ اس کے چہرے کو
چھیل دیا، آیت میں اول معنی مراد ہے دوڑنے والا۔
کوشش کرنے والا۔ ۳۰/۹

کَاذِبٌ : اسم فاعل واحد مذکر کُذُبٌ جمع، جھوٹا
کِذْبٌ۔ کَذِبٌ۔ کُذْبٰی۔ کُذْبَانٌ۔ کِذَّابٌ
اُکْذُوْبَۃٌ۔ مَکْذَبَۃٌ اور مَکْذُبَۃٌ اسم مصدر
مصدر، جھوٹ (باب ضرب) اور جھوٹ بولنا صدق
کی بحث میں امام راغب کا مفصل قول نقل کیا جاچکا
ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ کذب قول میں
بھی ہوتا ہے فعل میں بھی اور عقیدے میں بھی کلام
واقع کے مطابق نہ ہو تب بھی کاذب ہے اور
عقیدے کے مطابق نہ ہو خواہ واقع کے مطابق ہو

تب بھی کاذب کہلایا جا سکتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ میں اسی معنی کے لحاظ سے منافقوں کو کاذب قرار دیا۔ اگرچہ کلام واقع کے مطابق تھا کسی چیز کے عدمِ وقوع کو بھی کذب کہتے ہیں لَیْسَ لِوَقْعَتِہَا کَاذِبَۃٌ وقوعِ قیامت میں کوئی جھوٹ نہیں (راغب)

کَذَبَ کے بعد عَلٰی آتا ہے تو کبھی وجوب کے معنی ہوتے ہیں جیسے کَذَبَ عَلَیْکَ الْغُسْلُ تم پر غسل واجب ہو گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا ثَلٰثَۃُ اَسْفَارٍ کَذَبْنَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ وَالْجِہَادُ تین سفر تم پر واجب ہیں حج، عمرہ، جہاد اور کبھی افترا اور بہتان کے معنی ہوتے ہیں جیسے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا الحدیث جس نے مجھ پر قصدًا جھوٹ باندھا (مجمع البحار و صحاح)

اگر کسی چیز کے التزام کا حکم دیا جائے تو ایسے موقع پر بھی محاورے میں کَذَبَ کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس وقت کَذَبَ کے بعد عَلٰی نہیں آتا جیسے کَذَبَکَ الْعَسَلُ شہد استعمال کرو ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے دردِ نقرس کی شکایت کی ارشاد فرمایا کَذَبَتْکَ الظَّہَائِرُ دوپہر کو پیادہ چلا کرو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے ارشادِ نبوی ہے فَیَوْمُ الْخَمِیْسِ وَالْاَحَدِ کَذَبَاکَ جمعرات اور اتوار کو پچھنے لگوایا کرو (مجمع البحار)

تَکْذِیْبٌ (باب تفعیل) کے معنی ہیں جھوٹا قرار دینا، رُک جانا۔ دیر کرنا۔ توقف کرنا۔ لوٹ جانا کَذَّبَ الْوَحْشِیُّ جنگلی جانور بھاگتے بھاگتے ٹھہر گیا اور پیچھے کو دیکھنے لگا۔ کَذَّبَ عَنْ اَمْرٍ کام کے ارادے سے رک گیا اور لوٹ گیا۔ مَا کَذَّبَ عَنْ فِعْلٍ کام کرنے میں دیر نہیں کی، توقف نہیں کیا، جھوٹا قرار دینے والا بھی ماننے سے رک جاتا ہے لوٹ جاتا ہے آگے کی بجائے پیچھے کی طرف دیکھنے لگتا ہے تکذیب بمعنی اول متعدی ہے باقی لازم

اِکْذَابٌ (باب افعال) دروغ گو پانا، دروغ گوئی پر آمادہ کرنا، کسی کا جھوٹ ظاہر کرنا جھوٹے ہونے کی خبر دینا۔

تَکَذُّبٌ (باب تَفَعُّلٌ) جھوٹا سمجھنا (قاموس، اقرب الموارد، بیضاوی، تفسیر احمدی، ابو سعود مع زیادۃ و حذف) ۱۲/۸ ۲۳/۱۵

کَاذِبًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب کُذَّبٌ جمع، جھوٹا۔ ۲۴/۹

کَاذِبُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ، کَاذِبٌ واحد جھوٹے ۷/۹ ۱۰/۱۲ ۹/۲ ۱۴/۱۸ ۱۶/۵ ۱۹/۱۵ ۳/۱۲ ۳/۹ ۲۸/۵،۳ عقیدے کے خلاف کہنے والے جھوٹے ۲۸/۱۳

اَلْكَاذِبُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرفہ

اَلْكَاذِبُ واحد، جھوٹے۔ ب ۱۳/۲۰، ۱۸/۸

كَاذِبِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر نکرہ بحالتِ نصب وجر

كَاذِبٌ واحد۔ جھوٹے۔ ب ۱۲/۳، ۱۳/۴، ۱۴/۱۱

اَلْكَاذِبِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ بحالتِ نصب وجر

الکاذب واحد، جھوٹے، ب ۱۳، ک ۱۲، ش ۱۰/۱۳، ۱۲/۱۳، ۷، ۹/۱۳، ۱۷

كَاذِبَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث نکرہ بمعنی حاصل مصدر

جھوٹ۔ ب ۱۷/۱۴، ۲۰/۱۳، ۷

كَاذِبَةٍ: اسم فاعل واحد مؤنث نکرہ، بمعنی فاعل

جھوٹی۔ ب ۳/۲۱۔

كَارِهُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع دل سے

نفرت کرنے والے۔ کراہت کرنے والے، بیزار

کُرْهٌ۔ کُرْهٌ۔ کَرَاهَةٌ۔ کَرَاهِيَةٌ۔ مَكْرَهَةٌ

مَكْرَهَةٌ مصدر و حاصل مصدر، کَرِهَ ماضی، باب

سَمِعَ سے متعدی ہے، مفعول کی ضرورت ہے، ناپسند

کیا، کَرُهَ ماضی، باب نَصَرَ سے لازم ہے، ناپسند ہوا

(تاج المصادر و قاموس) کَرْهٌ اور کُرْهٌ دونوں ہم معنی

ہیں، ناخوشی۔ ناپسندیدگی یا دونوں میں یہ فرق ہے

کہ جس چیز کو دل گوارہ نہ کرے اور خود بخود بیرونی

دباؤ کے بغیر آدمی امر ناگوار کو برداشت کر رہا ہو

تو ایسی کراہت کو کُرْهٌ کہتے ہیں اور اگر بیرونی

دباؤ سے مجبور ہو کر امرِ ناگوار کو برداشت کر رہا ہو تو

ایسی ناگواری کو کَرْهٌ کہتے ہیں گویا جابر کے جبر سے

کرہ پیدا ہوتا ہے اور دلی نفرت سے کُرہ۔

(المفردات و قاموس)

کراہت طبعی بھی ہوتی ہے اور عقلی بھی اور شرعی

بھی، ہو سکتا ہے کہ کسی چیز سے طبعی کراہت ہو لیکن

اس میں عقلی یا شرعی کراہت نہ ہو جیسے عموماً احکامِ

شرع؛ تاہم غافل قلب رکھنے والوں کے لئے یا

عقلی اور شرعی کراہت ہو اور طبعی کراہت نہ ہو جیسے

ممنوعہ لذائذِ دنیا اہلِ دنیا کے لئے۔ كَارِهُوْنَ

سے ہر آیت میں طبعی نفرت کرنے والے ہی مراد

ہیں۔ ب ۹/۱۵، ۱۰/۱۴، ۱۲/۳، ۱۸/۳، ۲۵/۱۳

كَارِهِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، کَارِهٌ واحد،

دل سے نفرت کرنیوالے۔ برا جاننے والے۔ ب ۹/۱

كَاْسًا: مفرد مؤنث سماعی، حالتِ نصب، اَكْؤُسٌ

كُؤُوْسٌ۔ كِئَاسٌ۔ كَاسَاتٌ جمع، شراب یا شربت

سے بھرا ہوا پیالہ۔ گلاس، اصل لغت کے اعتبار سے

اگر جام میں شراب یا شربت نہ ہو تو اس کو کاس

نہیں کہا جاتا بلکہ کُوب یا اِبریق کہا جاتا ہے لیکن

توسیع استعمال کے بعد کاس کا اطلاق دونوں

چیزوں پر ہونے لگا، ظرف پر بھی اور مظروف پر بھی،

(راغب) آیات میں شراب مراد ہے۔ پ۲۷ ع۳، پ۲۹ ع۱۹

کَاْسٍ: مفرد مجرور، جام شراب، شراب سے بھرا ہوا جام۔ آیات میں شراب مراد ہے، پ۲۳ ع۶، پ۲۷ ع۱۴، پ۲۹ ع۱۹

(لا) کَاشِفَ: اسم فاعل مفرد مذکر، کَاشِفُوْنَ اور کَاشِفِیْنَ جمع قیاسی، کوئی ضرر کو دفع کرنے والا نہیں، کَشْفٌ کھولنا، ظاہر کرنا، برہنہ کرنا، ضرر کو دفع کرنا۔ (باب ضرب) آیت میں آخری معنی مراد ہے یہ باب متعدی ہے لیکن باب سَمِعَ سے لازم ہے جس کا معنی ہے شکست کھانا۔ پ۷، پ۱۱ ع۱۶

کَاشِفَاتُ: جمع مؤنث مضاف، کَاشِفَۃٌ مفرد (ضرر کو) دفع کرنے والیاں۔ پ۲۴ ع۱

کَاشِفُوْا (الْعَذَابِ) جمع مذکر قیاسی مضاف مرفوع اَلْعَذَابِ مضاف الیہ۔ کَاشِفٌ مفرد۔ اصل میں کَاشِفُوْنَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون اعرابی گرا دیا گیا (عذاب کو) دور کرنیوالے۔ دفع کرنیوالے۔ پ۲۵ ع۱۴

کَاشِفَۃٌ: اسم فاعل مفرد مؤنث، کَاشِفَاتٌ جمع، کھولنے والی حالت یا شخصیت یعنی کوئی حالت یا شخصیت قیامت کے چہرے سے پردہ نہیں اٹھا سکتی اور نہیں بتا سکتی کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور کب آئیگی (جلالین وصاوی) یا اس کے شدائد کو کوئی دور نہیں کر سکتا (صاوی وجمل) کَاشِفَۃٌ بمعنی مصدری (کشف) بھی مستعمل ہے (قاموس) اگر آیت میں معنی مصدر قرار دیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی طرف سے قیامت کا کشف نہیں ہو سکتا۔ (جمل) پ۲۷

اَلْکَاظِمِیْنَ: جمع مذکر قیاسی معرفہ حالت نصب اَلْکَاظِمُ مفرد کَظْمٌ اور کُظُوْمٌ مصدر (باب ضرب) غصہ روکنے والے، غصہ پی جانیوالے۔ کُظُوْمٌ کے اصل معنی ہیں سانس رکنا۔ اس سے مراد ہوتا ہے خاموش ہونا۔ بَعِیْرٌ کَاظِمٌ اور اِبِلٌ کُظُوْمٌ وہ اونٹ جس نے جگالی کرنی چھوڑ دی ہو کَظَمَ السِّقَاءَ پانی بھر کر مشک کا منہ باندھ دیا کَظَمَ الْبَابَ دروازے میں قفل لگا دیا کَظَمَ النَّهْرَ نہر کا منہ بند کر دیا کَظَمَ الْخَوْخَۃَ کھڑکی یا روزن بند کر دیا کُظِمَ الرَّجُلُ وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ کَظْمٌ سانس کے نکلنے کا راستہ (المفردات وقاموس) پ۴ ع۵

کَاظِمِیْنَ: جمع مذکر نکرہ منصوب غصہ پی جانے والے، غصہ کو ضبط کرنے والے، پ۲۴ ع۷

کَافِرٌ: اسم فاعل مذکر مفرد نکرہ۔ کَفَرَۃٌ اور کُفَّارٌ جمع۔ کُفْرٌ مادہ۔ کفر کے لغوی معنی کُفْر۔ کُفْرَانٌ اور کُفُوْرٌ کا فرق (المفردات سے) کفر شرعی کی حقیقت اور اس کے اقسام (مجالس الابرار سے)

نقل کرکے اَکْفُرُ، تَکْفُرُ، اور تَکْفُرُوْا کے ذیل میں لکھے جا چکے ہیں، یہاں صرف اتنی بات جان لینا چاہیے کہ کافر کافرِ نعمت (ناشکرا) کو بھی کہتے ہیں اور کافرِ دین کو بھی، کافرِ دین میں کافرِ التزامی بھی داخل ہے اور کافرِ لزومی بھی، کفرِ حقیقی کو بھی یہ لفظ حاوی ہے اور کفرِ تنبیہی کو بھی، لیکن ان آیات میں کافرِ دینِ حقیقی التزامی مراد ہے یعنی منکرِ شریعت و نبوت۔

اگرچہ وضعِ لغوی کے اعتبار سے کافرِ دین ہو یا کافرِ نعمت، دونوں کی جمع کَفَرَةٌ بھی آتی ہے اور کُفَّارٌ بھی لیکن قرآنی استعمال میں بیشتر کُفَّار سے منکرِ دین اور کَفَرَةٌ سے کافرانِ نعمت مراد ہوتے ہیں (صرح بہ الراغب) البتہ آیت یُعْجِبُ الْكُفَّارَ میں (بعض اہلِ تحقیق کی نظر میں) کاشتکار مراد ہیں، کیونکہ لہلہاتا سبزہ اور شاداب سرسبز کھیت اس کے لئے دلآویز ہوتے ہیں۔ یہ دلفریبی کافر ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے مسلمان کاشتکار بھی اپنی کھیتی کو ہرا بھرا دیکھ کر باغ باغ ہوتا ہے۔ پ۱۱/۲۶، پ۲۶/۱۵

كَافِرٍ: اسم فاعل مذکر مجرور نکرہ، منکرِ دین کافرِ شریعت و نبوت۔ پ۱/۵

اَلْكَافِرُ: اسم فاعل مذکر مرفوع معرفہ، منکرِ دین، کافرِ اسلام۔ پ۱۹/۳، پ۳۰/۲

اَلْكَافِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ، حالتِ رفع، الکافر مفرد، شریعت و نبوت یا توحیدِ الوہیت کو نہ ماننے والے۔ پ۳/۲، پ۶/۱۱، پ۱۰/۱۱، پ۱۱/۶، پ۱۳/۴، پ۲۰/۱۱، پ۲۱/۱، پ۲۳/۱۰، پ۲۴/۷، ۱۴، پ۲۶/۱۵، پ۲۷/۸، پ۲۸/۹، پ۲۹/۲، ۱۵، پ۳۰/۳۴

كَافِرُوْنَ: جمع مذکر مرفوع نکرہ، کافرٌ واحد، شریعت، نبوت اور وحدتِ الوہیت کا انکار کرنیوالے۔ پ۸/۱۲، ۱۷، پ۱۰/۱۳، ۱۷، پ۱۱/۵، پ۱۲/۲، ۱۵، پ۱۷/۳، پ۲۰/۸، پ۲۱/۴، ۱۴، پ۲۲/۱۰، پ۲۴/۱۵، ۱۶، پ۲۵/۸، ۹۔

كَافِرِيْنَ: جمع مذکر منصوب، مجرور نکرہ، کافر واحد دینی کافر، پ۱/۴، پ۷/۴، ۱۶، پ۸/۳، ۱۱، پ۹/۱، پ۱۹/۸، پ۲۰/۵، پ۲۶/۱۔

اَلْكَافِرِيْنَ: جمع مذکر منصوب، مجرور، معرفہ، اَلْكَافِرُ واحد، دینی کافر۔ پ۱/۲، ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳، پ۲/۸، ۱۷، پ۳/۴، ۸، ۱۱، ۱۲، پ۴/۵، ۹، پ۵/۱۲، ۱۷، ۱۸، پ۶/۱، ۲، ۱۲، ۱۴، پ۸/۲، ۱۳، پ۹/۳، ۱۵، ۱۶، پ۱۰/۷، ۱۰، ۱۱، ۱۳، پ۱۱/۱۴، پ۱۲/۴، پ۱۳/۸، ۱۱، ۱۳، پ۱۴/۱۰، ۲۰، پ۱۵/۱، پ۱۶/۲، ۳، ۹، پ۱۷/۱۳، پ۱۹/۳، ۶، پ۲۰/۱۲، پ۲۱/۲، ۳، ۸، ۱۷، پ۲۲/۳، ۵، ۱۷، پ۲۳/۴، ۱۴، پ۲۴/۱، ۳، ۵، ۸، ۱۰، ۱۲، پ۲۶/۵، ۱۰، پ۲۸/۱، پ۲۹/۲، ۶، ۷، ۱۰، ۱۵، ۱۹، پ۳۰/۱۱

كَافِرَةٌ: اسم فاعل مفرد مؤنث نکرہ، کافرات و کوافر جمع، شریعت و نبوت اور وحدتِ الوہیت کا انکار کرنیوالی (جماعت) پ۳/۱۰

کَافُوْرًا: ہر قسم کا گوند جو پھل کے دانوں کو اپنے اندر چھپائے ہوتا ہے، ایک خوشبودار گھاس جس کا پھول بابونہ کی طرح ہوتا ہے، ایک بہت بڑے درخت کا گوند بھی ہوتا ہے، بحرِ ہند کے بعض جزیروں میں کافور کا درخت پیدا ہوتا ہے، ہمیشہ سرسبز رہتا ہے، خزاں سے محفوظ، پھل نہیں آتا، لکڑی کا رنگ سفید ہوتا ہے، ریاحی، قیصوری اور مولی تین قسم کا کافور ہوتا ہے، اول کا رنگ سفید مائل بہ سرخی ہوتا ہے، اوسط بہت سفید صاف ہوتا ہے۔ آخر الذکر ردی قسم ہے، لکڑی کو جوش دیکر عرق کو جما لیتے ہیں، اس کا رنگ بھی میلا ہوتا ہے، صاحبِ معجم القرآن نے لکھا ہے کہ درخت کافور سے رس کر سفید شفاف تیز خوشبودار تلخ مادہ نکل کر جم جاتا ہے اس کو کافور کہتے ہیں۔ عرب گرم ملک کے رہنے والے کافور کی خوشبو صفائی اور خنکی کو بہت پسند کرتے ہیں، آیت میں سرد لطیف شفاف پانی مراد ہے۔

کَافَّةً: اسم فاعل مفرد مؤنث منصوب، کَافٌّ مذکر کَافَّاتٌ جمع۔ کَفٌّ مادہ و مصدر، دفع کرنا، یا اسم فاعل مفرد مذکر منصوب اور تاء علامتِ مبالغہ، یہ تنقیح لفظی ساخت کی ہے، استعمال میں کَافَّةً ہمیشہ حال منصوب اور نکرہ ہوتا ہے جس کے معنی ہیں سب کے سب پورے پورے، آیت ۲/۲۰۸ میں یہی ترجمہ ہے آیت ۲/۲۰۸ میں دو طرح مطلب بیان کیا گیا ہے ۱۔ دفع کرنے والے، یعنی اسلام میں داخل ہو جاؤ دشمنوں کو دفع کرتے ہوئے۔ ۲۔ پورے پورے اسی طرح آیت ۹/۳۶ کا مطلب دو طرح ہے، ۱۔ مشرکوں کو دفع کرتے ہوئے لڑو جس طرح وہ تم کو دفع کرتے ہوئے لڑتے ہیں۔ یہ مطلب ضعیف ہے اگرچہ بعض نے لکھا ہے ۲۔ سب مشرکوں سے (ہر جگہ ہر حال میں) لڑو جس طرح وہ تم سے (ہر حال میں ہر جگہ) لڑتے ہیں (نہ حدودِ حرم کا لحاظ کرتے ہیں، نہ ماہِ حرام کا) آیت ۳۴/۲۸ کا ایک مطلب تو ظاہر ہی ہے جو عام اہلِ تفسیر نے لکھا ہے اور ہے بھی ایسا صحیح کہ کسی عالم نے اس کی تغلیط نہیں کی یعنی سب لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی امام راغب نے لکھا ہے کہ ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے گناہوں سے روکنے والا بنا کر بھیجا ہے، اس صورت میں کافّۃ اسم فاعل مذکر ہوگا اور تاء مبالغہ کے لئے ہوگی (المفردات)

کَافٍ: اسم فاعل واحد مذکر، کُفَاةٌ جمع۔ کَفٰی یَکْفِیْ ماضی مضارع، کِفَایَةٌ مصدر (باب ضرب) اصل میں کافی تھا۔ بس۔ پورا۔ حاجت روا۔ ایسا کام پورا

کرنے والا کہ اس کے بعد کسی دوسرے کی ضرورت
نہ رہے اگرچہ اس کی جمع آتی ہے لیکن بصورت
واحد اس کو تثنیہ اور جمع کے لئے استعمال کیا جاتا
ہے رَجُلٌ کَافِیْكَ ۔ رَجُلَانِ کَافِیْكَ ۔ رِجَالٌ
کَافِیْكَ ، تینوں صورتوں میں لفظِ کافی میں کوئی
فرق نہیں آتا۔ (تاج و قاموس) پ ۲۴/۱

کَالِحُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ کَالِحٌ واحد، کَلَحَ
ماضی، کُلُوْحٌ و کَلَاحٌ مصدر، باب فتح، منہ بگاڑنے
والے، منہ بنا کر دانت نکال دینے والے حضرت
عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کالح وہ شخص ہے جو ہونٹوں
کو سکیڑ کر دانت باہر نکال دے۔ کَلْحَۃٌ منہ کے گول حلقے
کو کہتے ہیں اسی لئے اشتقاق کیا گیا ہے دَھْرٌ کَالِحٌ
سخت زمانہ اِکْلَاحٌ (باب افعال) کسی کو ترش رو
بنا دینا اور خود ترش رو ہو جانا، لازم بھی ہے
اور متعدی بھی۔ پ ۱۸/۶

کَالُوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف، کَیْلٌ مصدر
متعدی (باب ضرب) (جب پیمانے سے ناپ کر
دیتے ہیں، اس آیت میں مفعول محذوف ہے اور
ھُمْ سے پہلے لام مقدر ہے، اصل میں لَھُمْ تھا یعنی
جب کوئی چیز (غلہ وغیرہ) لوگوں کو پیمانے سے ناپ کر
دیتے ہیں۔ اِکْتِیَالٌ (افتعال) ناپ کر لے لینا
اِکْتَالَ عَلَیْہِ پیمانے سے ناپ کر اس سے
لے لیا۔ پ ۳۰/۸

کَامِلَۃٌ : اسم فاعل واحد مؤنث مرفوع، کَامِلٌ
مذکر، کَمَالٌ کسی چیز کا پورا ہونا، ناقص نہ ہونا (نصر و کرم و
سمع) یعنی قربانی کی جگہ پورے دس روزے ہوتے
ہیں اس سے کم نہیں (راغب) پ ۲/۸

کَامِلَۃً : اسم فاعل واحد مؤنث منصوب پورا یعنی
اپنے اعمال کا پورا بوجھ اٹھائیں گے۔ پ ۱۴/۹

کَامِلَیْنِ : اسم فاعل تثنیہ مذکر منصوب، کَامِلٌ
مفرد (دو سال) پورے۔ پ ۲/۱۴

کَانَ : فعل ماضی، یَکُوْنُ مضارع، کَوْنٌ مصدر،
(باب نصر) کَانَ فعل ناقص بھی ہے اور فعل تام بھی،
فعل ناقص اپنے بعد دو اسموں کو لانا چاہتا ہے
ایک مرفوع یعنی کَانَ کا اسم، دوسرا منصوب یعنی
کان کی خبر، فعل تام خبر کو نہیں چاہتا بلکہ اس کے
معنی تنہا اسم (یعنی فاعل) کو ذکر کرنے سے پورا
ہو جاتا ہے، مؤخر الذکر (فعلِ تام) مندرجہ ذیل
معانی کے لئے مستعمل ہے:

۱۔ بمعنی ثَبَتَ : کَانَ اللّٰہُ وَلَا شَیْئَ مَعَہٗ اللہ موجود
تھا، اس وقت کوئی چیز بھی نہ تھی۔

۲۔ بمعنی حَدَثَ ۔

إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَأَدْفِئُونِي

فَإِنَّ الشَّيْخَ يَهْدِمُهُ الشِّتَاءُ

جب سردی کا موسم پیدا ہو جائے تو مجھے گرم کپڑے پہنانا، بوڑھے کو جاڑا ہلاک کر دیتا ہے۔

۳ بمعنی حضر و جد: وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ اگر کوئی تنگدست ہو تو فراخ دست ہونے تک اس کو مہلت دی جائے۔

۴ بمعنی وقع: مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ اللہ جو کچھ چاہتا ہے وہی واقع ہوتا ہے۔

اول الذکر (فعل ناقص) معانی ذیل کے لئے مستعمل ہے

۱ دوام: یعنی ماضی حال استقبال بلکہ ماوراء زمانہ کو بھی حاوی ہوتا ہے ایسے معنی اللہ کی ازلی صفات کے بیان کرنے کے موقع پر ہوتے ہیں كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اللہ ہر چیز سے ازلاً ابداً خوب واقف ہے كَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا اللہ کی ازلی ابدی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔

۲ لزوم غیر منفک: مگر ازلی ابدی نہ ہو بلکہ حادث ہو۔ ایسے معنی شیطان کی کسی صفت کو بیان کرنے کے وقت ہوتے ہیں كَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، كَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا شیطان انسان کو بے سہارے چھوڑنے والا ہے یا کسی امر ناحق کی حالت بیان کرنے کے وقت ہوتے ہیں إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا بلاشبہ امر باطل مٹنے والا ہے۔

۳ لزوم اکثری: ایسے معنی اس وقت ہوتے ہیں جب کسی انسان وغیرہ کی کسی موجودہ حالت کو بیان کیا جائے كَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا (اکثر) انسان ناشکرے ہیں كَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا (اکثر) انسان بخیل ہیں۔

۴ ماضی مطلق: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً بلاشبہ ابراہیم ہادی تھے۔

۵ ماضی بعید: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً پہلے لوگ ایک ہی گروہ تھے۔

۶ ماضی قریب: كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ہم کیسے گفتگو کریں اس سے جو ایک سیکنڈ پہلے جھولے میں بچہ تھا (راغب) بعض لوگوں کے نزدیک اس جگہ کان بمعنی حال ہے مطلب یہ کہ جو جھولنے میں ابھی تک بچہ ہے اس سے ہم کیسے بات کریں اکثر مفسرین کا یہی قول ہے بعض نے اس جگہ کان کو زائد اور بعض نے بمعنی وقع کے قرار دیا ہے (قاموس و اقرب الموارد)

۷ ماضی استمراری: جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ دنیا

میں عمر بھر جو کام کیا کرتے تھے اس کی سزا۔ اس وقت کَانَ کا مضارع پر داخل ہونا ضروری ہے۔ بعض علماء نے اس آیت میں کَانَ کو زائد قرار دیا ہے۔

۸ ماضی غیر منقطع: جو حال کو بھی شامل ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ای فی علم اللہ، تم (اللہ کے علم میں پہلے ہی سے) بہترین امت تھے اور اب بھی (راغب) اکثر مفسرین نے اس آیت میں کان کو بمعنی حال لکھا ہے۔

۹ بمعنی استقبال: یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا وہ دن جس میں شر عمومی ہوگا (قیامت کا دن)

۱۰ انتقالِ حالت اور تغیرِ صفت کے لئے۔ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ابلیس نے انکار اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

۱۱ قدرت اور طاقت: مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَھَا اس کا درخت اگانے کی تم میں طاقت نہیں ہے تم کو قدرت نہیں ہے۔

۱۲ جواز: مَا کَانَ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ جس بات کا مجھے حق نہ تھا اس کا کہنا میرے لئے جائز نہیں۔

۱۳ نفس تاکید: مَا کَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَا ہمارے لئے سزاوار نہیں، جو مفہوم کَانَ کا ہے وہی یَنْۢبَغِیْ کا۔ اس لئے کَانَ زائد ہے اور صرف تاکید کے لئے مفید ہے۔

۱ — ۴، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶
۲ — ۱، ۵، ۷، ۸، ۱۰، ۱۴
۳ — ۲، ۷، ۱۰، ۱۵، ۱۶
۴ — ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵
۵ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸
۶ — ۱، ۲، ۳
۷ — ۴، ۸، ۱۰
۸ — ۲، ۳، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۱۷، ۱۸
۹ — ۳، ۶، ۱۲، ۱۹
۱۰ — ۱، ۵، ۹، ۱۲، ۱۵
۱۱ — ۳، ۴، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۵
۱۲ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵
۱۳ — ۲، ۳، ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۹
— ۵، ۱۱، ۱۴
۱۵ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰
۱۶ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۷
۱۷ — ۲، ۴، ۷، ۹، ۱۳
۱۸ — ۵، ۶، ۷، ۱۳، ۱۶، ۱۷
۱۹ — ۱، ۳، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۹
۲۰ — ۱، ۲، ۴، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶
۲۲ — ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۱۷
۲۳ — ۴، ۶، ۹، ۱۴، ۱۵
۲۴ — ۶، ۸، ۱۳، ۱۴
۲۵ — ۱، ۴، ۶، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۹
۲۶ — ۱، ۲، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۶، ۱۷
۲۷ — ۱، ۵، ۸، ۹، ۱۶
۲۸ — ۴، ۵، ۷، ۱۷، ۱۸
۲۹ — ۲، ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱
۳۰ — ۱، ۹، ۱۵، ۲۱، ۳۵

کَانَا: تثنیہ مذکر غائب ماضی وہ دونوں تھے: پ ۱/۴ ۶/۱۴

کَانَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی۔ یاد رکھو کہ عربی میں واحد مؤنث کا ترجمہ کبھی جمع مؤنث کا اور کبھی جمع مذکر کا ہوتا ہے اس لئے ذیل میں ترجمہ جدا جدا ہے شرط وغیرہ کے موقع پر ماضی بمعنی مضارع ہو جاتی ہے اس لئے ذیل میں ترجمہ کے اندر ماضی و مضارع کا اختلاف ہے۔ جو چیز آئندہ یعنی آنے والی ہے مثلاً قیامت، جنت، جنت کی نعمتیں، دوزخ، دوزخ کی تکلیفیں قرآن مجید نے اس کی تعبیر کبھی ماضی سے کی ہے، گو یا وہ آچکی مگر ہم نے ترجمہ میں زمانے کے اختلاف کو نظر کے سامنے رکھا ہے۔ ۱/۱۱ ۲/۱ ۴/۱۳ ۵/۱۲ ۱۶/۴ ۲۸/۷ ہے۔ ۸/۱۷ ۹/۹،۱۱ ۱۱/۲۱ ۱۲/۱و۵ ۱۷/۲،۵ ۱۹/۱۸ ۳۰/۱۶ ۲۳/۱و۲۱ ۲۸/۲۰ تھی۔ ۱۶/۲ ۱۸/۴ تھیں۔ ۲۴/۸ ۲۸/۱۵ تھے۔ ۲۷/۱۲ ۳۰/۱ ہو جائے گا۔ ۱۱/۵ ہوئی (بمعنے محدث)، ۲۷/۱۴ ۲۹/۱۳ ۳۰/۱ ہو جائیں گے۔ ۲۹/۱۹ ہوں گے ۱۶/۱۷ ہو گی۔ ۲۹/۵ ہوتی۔

کَانَتَا: تثنیہ مؤنث غائب ماضی ۱۲/۴ ہوں، ۱۷/۲ تھے۔ ۲۸/۲۰ تھیں۔

کَانُوْا: جمع مذکر غائب ماضی تھے۔ ہیں۔ ہوتے۔

(بصورتِ تمنا یا بمقام شرط)

۱: ۲، ۶، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۶ — ۲: ۱ — ۳: ۱۱ — ۴: ۳، ۹، ۱۳ — ۵: ۱۲

۶: ۴، ۷، ۱۱، ۱۳، ۱۵ — ۷: ۷، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۹

۸: ۱، ۲، ۳، ۵، ۸، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶

۹: ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۸، ۹

۱۰: ۳، ۸، ۹، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ — ۱۱: ۱، ۳، ۴، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۱۱: ۱۵ — ۱۲: ۱، ۲، ۴، ۷، ۱۰، ۱۲ — ۱۳: ۱، ۸

۱۴: ۱، ۵، ۶، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲

۱۵: ۳، ۱۲ — ۱۶: ۲ — ۱۷: ۱، ۳، ۵، ۶ — ۱۸: ۳، ۹، ۱۵، ۱۷

۱۹: ۲، ۵، ۷، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۱۹ — ۲۰: ۲، ۴، ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۶

۲۱: ۲، ۴، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۸ — ۲۲: ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۷

۲۳: ۱، ۲، ۳، ۶، ۸، ۹، ۱۷ — ۲۴: ۱، ۲، ۸، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۱۸

۲۵: ۱، ۷، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۸، ۲۰ — ۲۶: ۱، ۳، ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۸

۲۷: ۱، ۴، ۷، ۹، ۱۳، ۱۵ — ۲۸: ۲، ۳، ۱۱، ۱۳ — ۲۹: ۳، ۸، ۱۱ — ۳۰: ۱، ۸

کَاَنَّ: حرف مشابہ بالفعل۔ اس کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتا ہے۔ اگر دونوں چیزوں میں گہری مشابہت ہوتی ہے تو اس حرف کو پہلی چیز (مشبہ) پر لا کر شدتِ مشابہت کو ظاہر کیا جاتا ہے حرفِ تشبیہ ہمیشہ مشبہ بہ پر آتا ہے اس لئے کَاَنَّ کا مقام بھی مشبہ بہ ہی تھا کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ اِنَّ زَیْدًا کَالْاَسَدِ تھا۔

کَاَنَّ حرف مرکب ہے کَ اور اَنَّ سے ابن ہشام اور ابن الخباز نے اس کو اہلِ ادب کا اجماعی

کہا ہے اس میں کاف حرف جر ہے اور لبعد کو آنے والا کلام محل مجرور میں ہوتا ہے لیکن بقول ابن جنی باوجود حرف ہونے کے اس کا تعلق کسی سے نہیں ہوتا۔ ابو الحسن نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ کَاَنَّ چار معانی کے لئے مستعمل ہے۔

۱۔ عموماً تشبیہ کے لئے بکثرت یہی استعمال ہے اور قرآن مجید میں بھی صرف اسی معنی کیلئے استعمال کیا گیا ہے، ابن السید البطلیوسی نے کہا اگر کَاَنَّ تشبیہ کے لئے ہو تو خبر کا جامد ہونا ضروری ہے جیسے کَاَنَّہٗ ھُوَ۔ اگر خبر جامد نہ ہو مشتق ہو یا کچھ اور جیسے کَاَنَّ زَیْدًا فِی الدَّارِ، کَاَنَّ زَیْدًا یَقُوْمُ یا کَاَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ تو تشبیہ کے لئے نہ ہوگا، ظن کے لئے ہوگا جو متکلم کے گمان کو ظاہر کرے گا۔

۲۔ شک اور ظن کو ظاہر کرنے کے لئے یعنی متکلم اپنا گمان ظاہر کرنا چاہتا ہے جیسے کَاَنَّکَ بِالشِّتَاءِ مُقْبِلٌ میرا گمان ہے کہ تم جاڑا ساتھ لیکر آؤ گے یعنی سردی کے زمانے میں آؤ گے (ھکذا قال ابن الانباری)

۳۔ تحقیق کے لئے جیسے کَاَنَّ الْاَرْضَ لَیْسَ بِہَا ھِشَامٌ بمعنی اِنَّ الْاَرْضَ لَیْسَ بِہَا ھِشَامٌ (ھکذا قال الزجاج واہل الکوفۃ)

۴۔ تقریب کے لئے کَاَنَّکَ بِالدُّنْیَا لَمْ تَکُنْ عنقریب تم دنیا سے چلے جاؤ گے گویا دنیا میں موجود ہی نہیں ہو۔ $\frac{21}{1}$ (نوٹ) (مغنی اللبیب مفصل)

کَاَنَّمَا: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل، مَا زائد کافہ مَا کے آنے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا البتہ کَاَنَّ کا لفظی تصرف باطل ہو جاتا ہے اس وقت یہ اپنے مابعد کو نہ منصوب کر سکتا ہے نہ مرفوع۔ $\frac{7}{9}$ $\frac{6}{2}$ $\frac{9}{15}$ $\frac{5}{8}$ $\frac{17}{11}$

کَاَنَّکَ: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر کَاَنَّ کا اسم، گویا تو۔ $\frac{9}{13}$

کَاَنَّہٗ: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کَاَنَّ کا اسم، گویا وہ۔ $\frac{9}{11}$ $\frac{19}{18}$ $\frac{23}{6}$ $\frac{24}{19}$ $\frac{29}{21}$۔

کَاَنَّہَا: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب کَاَنَّ کا اسم۔ گویا وہ۔ $\frac{18}{11}$ $\frac{19}{16}$ $\frac{20}{7}$۔

کَاَنَّہُمْ: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل، ھُمْ ضمیر

(نوٹ) اسم کے ساتھ کَاَنَّ کی خبر بھی ابو نخیلہ شاعر کے ایک شعر میں منصوب آئی ہے جو ہارون رشید کے سامنے پڑھا گیا تھا اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا علماء ادب نے اس کی توجیہ کی ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ایسا استعمال شاذ ہے والشاذ کالمعدوم (مؤلف)

جمع مذکر غائب کَاَنَّ کا اسم، گویا وہ سب۔ پ ۲۶/۴ ۲۷/۳،۸ ۲۸/۹،۱۳ ۲۹/۵،۸،۱۶ ۳۰/۴

کَاَنَّهُنَّ: کَاَنَّ حرف مشابہ بالفعل، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، کَاَنَّ کا اسم، گویا وہ سب، ۲۳/۶ ۲۷/۱۳

کَاَنْ: اصل میں یہ لفظ کَاَنَّ ہی تھا اسی کی طرح اس کا معنوی فائدہ بھی ہے لیکن تخفیفِ نون کے بعد عمل اور لفظی تصرف ساقط ہوگیا۔ اب نہ اسم کو نصب دے سکتا ہے نہ خبر کو رفع۔ گویا کہ۔ ۹/۱ ۱۱/۷،۸،۱۰ ۱۲/۶،۸ ۲۱/۱۰ ۲۵/۱۷۔

کَاَیِّنْ: یہ لفظ اصل میں کَاَیٍّ تھا، قرآنی املا میں تنوین کو بصورتِ نون لکھا گیا، کبھی کَاَیٍّ کی جگہ کَائِنْ آتا ہے (ابنِ کثیر) کَاَیِّنْ ہمیشہ خبری صورت میں مستعمل ہے، مبہم کثیر تعداد پر دلالت کرتا ہے، ابہام کو دور کرنے کے لئے اس کے بعد بطور تمیز کوئی لفظ مذکور ضرور ہوتا ہے عموماً تمیز لفظ مِنْ کے ساتھ آتا ہے جیسے وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ بکثرت پیغمبروں کی معیت میں بہت اللہ والوں نے (کفار سے) جہاد کیا۔ اس مثال میں کَاَیِّنْ نے کثیر تعداد کو ظاہر کیا لیکن کس کی؟ یہ بات مبہم تھی، جب اس کے بعد مِنْ نَّبِیٍّ آیا تو ابہام دور ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ کثیر تعداد پیغمبروں کی تھی۔ اگرچہ ابنِ عصفور کے خیال میں کَاَیِّنْ کی تمیز پر مِنْ ضرور ہونا چاہیے لیکن ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں تمیز منصوب بغیر مِنْ کے آئی ہے۔

کَاَیِّنْ ہمیشہ آغازِ کلام میں آتا ہے اس سے پہلے حرفِ جر نہیں آتا، اس کی خبر ہمیشہ مرکب ہوتی ہے مفرد کبھی نہیں آتی۔ بعض لوگوں نے بِکَاَیِّنْ تَبِیْعُ کہنا جائز قرار دیا ہے۔

ابنِ قتیبہ، ابنِ عصفور اور ابنِ مالک کا قول ہے کہ:

"کَاَیِّنْ استفہام کے لئے بھی آتا ہے" حضرت ابی بن کعب نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا تھا کَاَیِّنْ تَقْرَءُ سُوْرَةَ الْاَحْزَابِ اٰیَةً آپ سورۂ احزاب کی کتنی آیات پڑھتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود نے جواب دیا ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ تہتّر۔ (قاموس و تاج)

قرآن مجید میں کَاَیِّنْ ہر جگہ بصورتِ خبر آیا ہے بہت بکثرت۔ ۴/۶ ۱۳/۶ ۱۷/۱۳ ۲۱/۲ ۲۶/۶ ۲۸/۶ ۲۵/۱۸

کَاهِنٌ: اسم فاعل واحد مذکر کُهَّانٌ اور کَهَنَةٌ جمع کِهَانَةٌ اور کَهَانَةٌ مصدر (باب فتح و

نصر و کرم) صاحب قاموس نے لکھا ہے کہانۃ فال نکالنا، کاھِنٌ فال نکالنے والا۔ امام راغب نے المفردات میں صراحت کی ہے کہ جو شخص اپنے ظن سے گذری ہوئی باتیں بتاتا ہو وہ کاہن ہے اور جو اپنے ظن سے آئندہ ہونے والی باتوں کی اطلاع دے اسے عراف کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ کَاهِنًا مُصَدِّقٌ بِمَا قَالَ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی نَبِیِّ الْقَاسِمِ (صلی اللہ علیہ) جو عراف یا کاہن کے پاس جانا اور اس کے قول کو سچ جانتا ہے وہ اس قرآن کا منکر ہے جس کا نزول محمد پر ہوا۔ صاحب مجمع البحار نے لکھا ہے کہ کاہن وہ شخص ہے جو معرفتِ اسرار کا مدعی ہو اور آنیوالی باتوں کی اطلاع دے، عرب میں کشف اور سُطَیح وغیرہ کاہن تھے جن میں سے بعض کا دعویٰ تھا کہ کچھ جن ہمارے تابع ہیں ہم کو (غیب کی باتیں) بتلاتے ہیں۔ بعض لوگ قرائن احوال اور ماحول کو دیکھ کر رائے قائم کر لیتے تھے اور غیب دانی کے مدعی بن بیٹھتے تھے، کسی کی چوری اور گم شدہ چیز کا پتہ دیتے تھے ایسے لوگوں کو عراف کہا جاتا تھا میری رائے میں مجمع البحار کی صراحت ہی صحیح ہے۔ بعض احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۲۷/۴ ۲۹/۶۔

کُبَّتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔ کَبٌّ اوندھے منہ گرانا (باب نصر) ۲۰/۳

کُبِتَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، کَبْتَۃٌ مصدر، لوٹا دینا، زمین پر گرا دینا۔ دشمن کو خوار و ذلیل کرنا (باب ضرب) ذلیل کئے گئے، ذلت کے ساتھ لوٹا دئے گئے۔ ۲۸/۱

کُبِتُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول کَبْتَۃٌ مصدر وہ ذلیل کئے جائیں گے۔ ۲۸/۱

کُبْکِبُوْا: جمع مذکر غائب ماضی مجہول، منہ کے بل گرا دئے گئے، گرا دئے جائیں گے، کَبْکَبَۃٌ منہ کے بل گرا دینا (قاموس) کسی چیز کو لڑھکا کر کسی غار یا گڑھے میں گرا دینا۔ (المفردات) ۲۹/۵

کَبَدٍ: دشواری، سختی، مشقت، کَبْدٌ۔ کِبْدٌ، کَبِدٌ جگر اَکْبَادٌ و کُبُوْدٌ جمع کُبَادٌ جگر کا درد یا درد ہونا کَابِدٌ محنت کش، مشقت اٹھانے والا۔ کَبْدٌ جگر پر مارنا (ضرب و نصر) کُبَادٌ جگر میں درد ہونا (سمع) (قاموس و اقرب الموارد) سُوْدُ الْاَکْبَادِ کالی کلیجی والے یعنی دشمن (منتہی الارب) ۳۰/۱۵

کَبُرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف (کَرُمَ) تحقیق

لغت سے پہلے اتنا جان لینا ضروری ہے کہ عربی زبان میں جس لفظ کا اصلی مادہ ک۔ب۔ر سے مرکب ہوتا ہے اس کے مفہوم میں بڑائی کے معنی ضرور ہوتے ہیں، اسی لئے کبیر بڑے کو کہتے ہیں۔ لیکن بڑائی کی نوعیت جدا جدا ہوتی ہے:

۱۔ مرتبہ اور عظمت میں بڑائی جیسے اَلْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۲۔ جسامت میں بڑائی جیسے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ اگر اس جگہ بڑے قد والا بُت مراد لیا جائے، ۳۔ صرف خیالی بڑائی جس کو عقیدۃً مان لیا گیا ہو واقع میں نہ ہو جیسے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ اگر قد میں بڑائی مراد نہ ہو بلکہ عظمت اعتقادی مراد ہو، ۴۔ دنیوی مرتبہ میں بڑائی یعنی قومی سیادت جیسے جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ ۵۔ عمر میں بڑائی۔ پیری۔ بڑھاپا، جیسے اَصَابَهُ الْكِبَرُ اور بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ ۶۔ علم میں بڑائی جیسے اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۷۔ تکلیف میں بڑائی یعنی دشواری، سختی، جیسے اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ ۸۔ برائی اور گناہ میں بڑائی جیسے فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ اور خِطْأً كَبِيْرًا ۹۔ سزا کے اعتبار سے بڑائی جیسے: كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۱۰۔ اچھی یا بری مقدار میں۔ بڑائی جیسے لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً ۱۱۔ ذمہ داری کی بڑائی جیسے وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ

یہ بھی یاد رکھو کہ کِبَر کے مقابلہ میں صِغَر آتا ہے جیسے کثرت کے مقابلے میں قلت، لیکن کبھی کثرت کی جگہ کِبَر کو اور کِبَر کی جگہ کثرت کو مجازاً استعمال کر لیا جاتا ہے۔

باب کَرُمَ سے کَبُرَ کا مصدر کِبَرٌ، کُبْرٌ اور کَبَارَۃٌ آتا ہے جس کے معنی ہیں بڑا ہونا اور جسامت میں زیادہ ہونا۔ باب نصر اور سمع سے معنی ہیں عمر میں زیادہ ہونا، بوڑھا ہو جانا۔ مصدر کِبَرٌ بھی ہے اور مَكْبِرٌ بھی۔ پ۲/۱ شاق ہے دشوار ہے۔ پ۱۱/۱۳ ناگوار ہے۔ پ۲۹/۴ (آیاتِ الٰہیہ میں جھگڑا) سخت مبغوض ہے۔ پ۲۵/۳ دشوار ہے، شاق ہے۔ پ۲۵/۹ سخت مبغوض ہے۔

كَبُرَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف، کِبَر مصدر سخت سزا کی بات ہے۔ پ۱۵/۱۳

كَبِّرْ: واحد مذکر حاضر امر معروف، تَكْبِيْرٌ مصدر بڑا سمجھنا، بڑے ہونے کا اقرار کرنا، بڑا کہنا، تعظیم کرنا، عبادت کرنا، پ۱۵/۱۲ اللہ کو بڑا سمجھو، اس کی بڑائی بیان کرو۔ اس کی تعظیم کرو، پ۲۹/۱۵ اپنے رب کی ہی عبادت کرو، اسی کی

برائی کا اقرار کرو۔

اَلْکُبَرُ: جمع مؤنث اَلْکُبْرٰی واحد مؤنث اَلْاَکْبَرُ واحد مذکر، بڑی مصیبتیں، سخت آفتیں۔ ۲۹/۱۶

اَلْکُبْرٰی: واحد مؤنث اَلْکُبَرُ جمع مؤنث ۱۶/۱ ۲۷/۲۵ ۳۰/۲ بڑی عظمت والی، ۳۰/۴ سخت ہولناک ۳۰/۱۲ سخت عذاب والی۔

کِبْرَہٗ: کِبْرَ اسم مصدر مضاف ہٗ مضاف الیہ۔ اس کی بڑی ذمہ داری، اس کا بڑا بوجھ۔ ۱۸/۸

کِبْرٌ: اسم مصدر، غرور، باوجود بڑا نہ ہونے کے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ ۲۴/۱۱

اَلْکِبَرُ: اسم مصدر و مصدر مرفوع، عمر زیادہ ہو جانا۔ بڑھاپا۔ ۳/۱۲،۴ ۱۴/۴

اَلْکِبَرِ: اسم مصدر مجرور، پیرانہ سالی، بڑھاپا۔ ۱۳/۱۸

اَلْکِبَرَ: اسم مصدر منصوب۔ بڑھاپا۔ ۱۵/۳

کُبَرَاءَنَا: کُبَرَاءَ جمع مضاف نَا مضاف الیہ کَبِیْرٌ مفرد، ہمارے سردار، بڑے لوگ، دنیوی لحاظ سے بڑے (ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہنا مانا) ۲۲/۵

اَلْکِبْرِیَاءُ: اسم مصدر، ہر ایک کی اطاعت سے بالاتر ہونا، سب پر فوقیت اور بزرگی۔ ۱۱/۱۲ ۲۵/۲

اَلْکَبِیْرُ: صفت مشبہ مفرد مرفوع معرفہ، الکبار اور اَکْبِرَاءُ جمع۔ بڑا۔ ۱۳/۸ ۱۷/۱۵ ۲۱/۱۲ ۲۲/۹ عظمت اور مرتبہ میں بڑا۔ ۲۲/۱۶ ۲۵/۴ ۳۰/۱ مقدار میں بڑا۔

اَلْکَبِیْرِ: صفت مشبہ مفرد منصوب معرفہ عظمت و مرتبہ میں بڑا۔ ۲۴/۷

کَبِیْرٌ: صفت مشبہ مفرد مرفوع نکرہ، بڑا ۲/۱۱ گناہ ہونے کے لحاظ سے بڑا، ۱/۴ بگاڑ اور تباہی میں بڑا۔ ۲/۶ عمر میں بوڑھا۔ ۱۲/۲ ۲۲/۱۳ ۲۷/۱۷ ۲۹/۱ مقدار میں بڑا۔

کَبِیْرٍ: صفت مشبہ مفرد مجرور نکرہ، ۱/۱۱ تکلیفوں اور ہولناکیوں میں بڑا۔ ۲۷/۱۰ مقدار میں بڑا۔

کَبِیْرًا: صفت مشبہ مفرد منصوب نکرہ۔ ۳/۷ ۱۵/۱،۱۰ ۲۲/۳ مقدار میں بڑا۔ ۱۴/۱۲ ۱۵/۴،۶ گناہ کے لحاظ سے بڑا ۵/۲ ۱۵/۵ عظمت و مرتبہ میں بڑا۔ ۲۲/۵ عذاب اور دکھ کے لحاظ سے بڑا ۱۸/۷ دکھ اور مقدار میں بڑا۔ ۱۹/۹ برائی اور مقدار میں بڑا ۱۳/۲ عمر میں بوڑھا ۱۹/۲ محنت و اجر میں بڑا ۱۷/۵ جسمانیت یا خیالی غیر واقعی عظمت میں بڑا۔ ۲۹/۹ عظمت، وسعت اور مقدار میں بڑا۔

کَبِیْرُہُمْ: کَبِیْرُ صفت مشبہ مرفوع، مضاف ہُمْ مضاف الیہ، ۱۳/۴ ان میں سب سے زیادہ عمر والے نے۔ ۱۷/۵ جسمانیت یا خیالی عظمت میں بڑا۔

کَبِیْرُکُمْ: صفت مشبہ مرفوع مضاف کُمْ مضاف الیہ تم سب سے علم میں بڑا ۱۶/۱۲ ۱۹/۷

کَبِیْرَۃٌ: صفت مشبہ واحد مونث مرفوع، کَبَائِر جمع ۱/۲ دشوار، شاق

کَبِیْرَۃً: صفت مشبہ واحد مؤنث منصوب ۲/۱ شاق، گراں۔ ۱۱/۴ ۱۵/۱۸ مقدار میں بڑی۔

کَبَائِرَ: صفت مشبہ جمع مؤنث منصوب مضاف کَبِیْرَۃٌ واحد۔ ۵/۲ ۲۵/۵ ۲۷/۶ بڑے گناہ۔

کُبَّارًا: صیغہ مبالغہ، کُبَّارًا کے معنی میں کُبَارًا کے معنی سے زیادتی ہے اور کُبَارًا کے معنی میں کَبِیْرًا کے معنی سے زیادتی ہے۔ بہت ہی بڑا۔ ۲۹/۱۰

کَتَبَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف کَتْبٌ اور کِتَابَۃٌ مصدر، کَاتِبٌ کی تشریح میں ہم کَتْبٌ اور کِتَابَۃٌ کے معانی لکھ چکے ہیں۔ اس جگہ وضع اور استعمال کی ترتیب سمجھ لینی چاہیے۔ صاحب معجم القرآن نے صراحت کی ہے اور امام راغب کی تحریر بھی اسی کے موافق ہے کہ کَتْبٌ کے اصلی وضعی معنی تھے جمع کرانا اور کھال کے دو ٹکڑوں کو ملا کر سی دینا۔ ثانوی استعمال میں حرفوں کو ملا کر لکھنے اور بعض الفاظ کو بعض کے ساتھ جوڑ کر تحریر کرنے کو کہنے لگے اور چونکہ حرفوں کو لکھنا بغیر جانے، نقش کرنے، ثبت کرنے اور کاغذ کے ساتھ چسپاں کرنے کے ممکن نہیں اس لئے تیسرے نمبر پر کَتْبٌ کے معنی ہوگئے جانا، نقش کرنا، ثبت کرنا، لازم کر دینا اور چونکہ اللہ کا حکم اور وحی اور قضاء و قدر اور مقرر کردہ فرائض ازل میں ثابت ہیں، لازم ہیں، ناقابل زوال ہیں اس لئے چوتھے نمبر پر کَتْبٌ کے معنی ہوئے اللہ کا حکم دینا، وحی بھیجنا اور مقرر اور مقدر کرنا، واجب کر دینا، فرض کر دینا اور چونکہ کسی حکم کا ایجاب و فرض واجب کرنا اس کے پختہ ارادے اور عزم کو ظاہر کرتا ہے اس لئے پانچویں نمبر پر عزم کے معنی ہوگئے اور اس کے بعد اس چیز کو کہنے لگے جس کا عزم کیا جائے۔ ۱/۱ مقرر کیا، مقدر کیا ۶/۸ حکم دیا ۶/۸، ۱۲ لازم کر لیا ۶/۱۳ مقرر کیا، مقدر کر دیا، ۵/۲ حکم قطعی دے دیا، قطعی فیصلہ کر دیا، ۲۸/۴ مقدر کر دیا۔

کُتِبَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول ۲/۱ واجب کر دیا گیا۔ ۲/۲ فرض کر دئے گئے، دو جگہ ۲/۴، ۱۶ فرض کر دیا گیا ۲/۷ مقدر کر دیا گیا ۵/۸ فرض کیا گیا ۵/۱۶ مقرر کیا گیا ۱۱/۴ لکھا جاتا ہے ۱۴/۸ ازل میں مقدر کر دیا گیا ہے۔

کَتَبَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف لکھا ۹/۱

كَتَبْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف تو نے فرض کیا۔ ۵/۸

كَتَبْنَا: جمع متکلم ماضی معروف ۵/۶ ہم فرض کر دیتے ۹/۱۱ ہم نے فرض کر دیا تھا ۶/۵ ہم نے لکھ دیا ثبت کر دیا ۷/۱ ہم نے مقرر کر دیا۔ لکھ دیا، وحی بھیج دی ۲۷/۲ ہم نے حکم (نہیں) دیا۔ ہم نے فرض (نہیں کیا)

اَلْكِتَابُ: لکھنا۔ لکھی ہوئی تحریر، خط، وہ عبارت مع مضمون جو لکھی ہوئی نہ ہو۔ آئندہ لکھی جانیوالی ہو آسمانی صحیفہ، تورات، انجیل، قرآن مجید۔ لوحِ محفوظ۔ صحیفہ فطرت، تجویزِ الٰہی، علمِ الٰہی، حکمِ ازلی، اعمالنامے۔ فریضہ۔ خداداد دلیل واضح۔ غلام کو مکاتب بنا دینا۔

قرآن مجید میں قرآنِ پاک کے مختلف نام درج کئے گئے ہیں۔ قرآن۔ کتاب۔ ذکر۔ تنزیل، فرقان سب سے پہلا نام قرآن بیان کیا گیا یعنی پڑھا جانیوالا کلام، پھر قرآن کے مقصد پر تنبیہ کرنے کے لئے سورتِ تکویر میں جو نزول کے اعتبار سے چھٹی سورت ہے ذکر (یادداشت نصیحت) کہا گیا اس کے بعد تنزیل (اتارا ہوا کلام) پھر سورتِ اعراف کی آیت ۱ اور ۵۱ میں جو نزول کے اعتبار سے اڑتیسویں سورت ہے کتاب فرمایا کیونکہ آیات اور سورتوں کی کثرت اتنی ہو گئی تھی جس کے مجموعہ کو کتاب کہا جا سکتا تھا۔ آخر میں اس کا نام فرقان (حق و باطل میں جدائی کر دینے والا دستور) ہوا (محقق، سنادلی نصوح طاہر) ۲/۱ قرآن ۱۴/۲ اللہ کا فریضہ مراد عدت ۲ انجیل و تورات ۱۵/۱۸ اعمالنامے ۱۲ قرآن ۱۴ اعمالنامے ۶/۵ قرآن۔

اَلْكِتَابَ: ۵/۶ تورات ۹ کتاب اللہ ۲ خودساختہ کتاب ۱۱/۱۲ تورات ۱۴ دو جگہ تورات و انجیل ۱۵ قرآن ۱ دو جگہ تورات و انجیل ۳ تورات ۲ قرآن ۱۰ اللہ کی کتاب ۹ دو جگہ قرآن ۱۰ تورات و انجیل ۱۱ تورات ۲ قرآن ۱۳ لکھنا ۱۶ تورات ۴ تورات ۴ قرآن ۱۰ تورات ۴ تورات و انجیل ۵/۸ تورات ۱۲/۱۴ قرآن ۵ تورات و انجیل ۶ قرآن ۱۲ تورات و انجیل ۵ لکھنا ۸ تورات ۱۶ اللہ کی کتاب ۱۴ تورات ۱ قرآن ۲ تورات و انجیل ۶ تورات ۱۱ تورات ۱۴ قرآن ۱ تورات و انجیل ۱۵ تورات و انجیل ۱۰ تورات ۱۱ تورات و انجیل ۱۴/۱۸ قرآن ۱ تورات ۱۲ قرآن ۱۴ تورات ۵ انجیل۔

۱۵/۲ تورات ۱۸/۱ مکاتَب ہونا یعنی غلام کا اپنے آقا سے یہ
معاہدہ کر لینا کہ اتنی مدت کے اندر میں اپنی مقررہ قیمت
ادا کر کے غلامی سے آزادی حاصل کر لوں گا اور آقا کا
اقرار کر لینا کہ اگر تم نے اپنی قیمت اتنی مدت میں ادا کر دی
تو تم آزاد ہو ۱۹/۲ تورات ۲۰/۸ تورات ۲۰/۹ تورات ۲
انجیل ۲۰/۱۵ اللہ کی کتاب ۲۱/۱ ۱ قرآن ۲ تورات و انجیل
۲۱/۱۶ تورات ۲۲/۶ اللہ کی کتاب ۲۳/۸ تورات ۲۳/۱۵ قرآن
۲۴/۱ قرآن ۲۴/۲۰،۱۱ تورات ۲۵/۲ ۱ اللہ کی کتاب ۲
قرآن ۲۵/۱۸ تورات ۲۷/۱۸ تورات و انجیل ۲۷/۲ اللہ کی کتاب
۲۸/۱۱ قرآن ۲۹/۱۵ دو جگہ تورات و انجیل ۳۰/۲۲ تورات و انجیل

اَلْكِتَابِ: ۱/۱۰ تورات ۱/۱۲ دو جگہ، تورات ۲/۵،۲
دو جگہ تورات ۲/۶ اللہ کی ہر کتاب ۲/۱۲ قرآن ۳/۹ ام الکتاب
یعنی لوحِ محفوظ ۳/۱۵ ۱، ۲ تورات و انجیل ۳، ۴ ۵
تورات ۳/۱۶ پانچ جگہ، تورات ۴/۱ دو جگہ تورات ۴/۲ ۱ ۱
تورات و انجیل ۴ اللہ کی کتاب ۴/۱۰ اللہ کی ہر کتاب
۴/۱۱ تورات ۵/۱۵ تورات و انجیل ۵/۱۶ قرآن ۵/۱۷ ۱، ۳
قرآن ۳ گزشتہ آسمانی کتابیں ۶/۲ ۱، ۲ تورات ۶/۲
انجیل ۶/۲ ۱، ۲ تورات ۶/۱۱ تورات و انجیل ۶/۱۲ تورات
۶/۱۴ دو جگہ تورات و انجیل ۶/۱۰ لوحِ محفوظ ۸/۱۲ تقدیر خداوندی
۹/۱۱ تورات ۹/۲ قرآن ۱۱/۹ گزشتہ کتبِ انبیاء ۱۲/۱۱ قرآن ۱۳/۷
قرآن ۱۳/۱۲ لوحِ محفوظ ۱۴/۱ قرآن ۱۵/۶ لوحِ محفوظ ۱۵/۱۸ اعمال نامہ
۱۶/۵،۶،۵ تین جگہ قرآن ۱۹/۵ قرآن ۱۹/۱۸ کتاب الٰہی ۲۰/۴
قرآن ۲۱/۱ ۱ قرآن ۲ تورات و انجیل ۲۱/۱۴،۱۰ قرآن ۲۱/۱۹
تورات ۲۲/۱۵ اللہ کی کتاب ۲۶/۱۶ قرآن ۲۳/۱۵ قرآن ۲۴/۶
قرآن ۲۴/۱۳ اللہ کی کتاب ۲۵/۷ ۱ قرآن ۲ لوحِ محفوظ ۲۵/۱۸،۱۴
قرآن ۲۶/۱ قرآن ۲۷/۲ تورات و انجیل ۲۸/۵،۴ تورات ۳۰/۲۲
دو جگہ تورات و انجیل۔

كِتَابٌ: ۱/۱۱ قرآن ۶/۱۴ قرآن ۷/۲ قرآن ۸/۸،۷ قرآن
۱۰/۵ حکم ازلی ۱۱/۱۷ قرآن ۱۲/۱۲ حکم مقرر ازلی ۱۳/۱۳ قرآن ۱۴/۱
مدت ۱۹/۴ اعمال نامے ۱۹/۱۷ خط ۲۳/۱۲ ۲۴/۱۹،۱۵ ۲۶/۲ قرآن ۲۶/۱۵
لوحِ محفوظ ۲۹/۴ اللہ کی کوئی کتاب۔ ۳۰/۸
بڑا رجسٹر۔

كِتَابٍ: ۳/۱۴ اللہ کی کتاب ۶/۱۳ لوحِ محفوظ ۹/۱۲ قرآن
۱۱/۱۲ ۲/۱ ۱۶/۱۱ لوحِ محفوظ ۱۹/۱۶ قرآن ۲۰/۲ لوحِ محفوظ ۲۰/۸
اللہ کی کوئی اور کتاب ۲۱/۱ لکھی ہوئی تحریر ۲۱/۱۲ اللہ
کی کتاب ۲۲/۷ ۲۲/۱۴ لوحِ محفوظ ۲۵/۳ قرآن یا اللہ کی ہر
کتاب ۲۷/۲ قرآن ۲۷/۱۹،۱۶ لوحِ محفوظ۔

كِتَابًا: ۴/۶ حکم ازلی ۵/۱۲ فریضہ ۶/۲ اللہ کی کوئی کتاب
۷ لکھی ہوئی کتاب یعنی قرآن ۱۵/۲ اعمال نامہ ۱۵/۱۰ لکھی
ہوئی کتاب ۱۷/۱ قرآن ۲۲/۱۷ اللہ کی کتاب ۲۳/۱۷ قرآن
۲۵/۸ کوئی کتاب الٰہی ۲۶/۴ قرآن ۳۰/۱ تحریر یا لوحِ محفوظ۔

كِتَابٌ: ۱۲/۲ ۲۶/۲ تورات۔

کِتَابٍ: ۶/۱۱ تورات ۶/۲ حکمِ خدا، قرآن ۱۱/۱ صحیفۂ فطرت ۵/۱۶ قرآن ۱۲/۹ تحریرِ ازلی یا کتاب اللہ ۲۱/۱۷ قرآن ۷/۸ دو جگہ اعمال نامہ۔

کِتَابَ: ۱/۱۲ قرآن ۵/۱ حکمِ الٰہی

کِتَابَہٗ: کِتَابَ منصوب مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ ۱۵/۸ ۲۹/۵ دو جگہ ۳۰/۹ دو جگہ، اس کا اعمال نامہ۔

کِتَابِھَا: کِتَابِ مجرور مضاف ھَا ضمیر مضاف الیہ ۲۵/۲ اس کا اعمال نامہ۔

کِتَابُنَا: کِتَابُ مرفوع مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۲۵/۲ ہمارا اعمال نامہ۔

کِتَابَکَ: کِتَابَ منصوب مضاف کَ ضمیر خطاب مضاف الیہ ۱۵/۲ تیرا اعمال نامہ۔

کِتَابِکُمْ: کِتَابِ مجرور مضاف کُمْ ضمیر مضاف الیہ ۲۳/۹ تم کو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب۔

کِتَابِیَہْ: کِتَابِ منصوب مضاف یَ ضمیر متکلم مضاف الیہ ہْ علامتِ سکتہ ۲۹/۵ میرا اعمال نامہ۔

کِتَابَھُمْ: کِتَابَ منصوب مضاف ھُمْ ضمیر مضاف الیہ ۱۵/۸۔

کُتُبٌ: جمع، کِتَاب واحد۔ اللہ کی بھیجی ہوئی کتابیں اور صحیفے۔ ۲۲/۱۱

کُتُبٌ: جمع، کِتَاب واحد، لکھے ہوئے احکام ۳۰/۲۲

اَلْکُتُبِ: جمع، اَلْکِتَابُ واحد، اعمال نامے، ۱۷/۷

کُتُبِہٖ: کُتُبِ جمع مضاف ہٖ مضاف الیہ، اللہ کی کتابیں اور صحیفے ۳/۸ ۵/۱۷ ۲۸/۲۰

کَتَمَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، اس نے چھپایا کَتْمٌ اور کِتْمَانٌ مصدر (باب نصر) کَتْمُہٗ بات کَتُوْمٌ بات چھپانے والا کَاتِمٌ چھپانے والا لیکن سِرٌّ کَاتِمٌ چھپے ہوئے راز کو کہتے ہیں۔ ۱/۱۶ (دیکھیے تکتموا)

کَثُرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف کَثْرَۃٌ مصدر (باب کَرُمَ) بہت ہوگیا، باب نصر سے متعدی ہے اور مصدر کَثْرٌ ہے جس کے معنی ہیں تعداد میں مقابلے کے وقت غالب آجانا۔ کثرۃ اسم مصدر بھی ہے تعداد میں بیشی اور کُثْرٌ بمعنے کثیر بھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْقُلِّ وَالْکُثْرِ تھوڑے بہت ہر حال میں اللہ کا شکر ہے (قاموس) اصل میں لفظ کثرۃ قلۃ کے خلاف تعداد (کلام۔ مال۔ اولاد۔ شمار وغیرہ) میں بیشی کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی اس کا استعمال فضل و مرتبہ کی بیشی کے لئے بھی ہوتا ہے (المفردات) ۷/۱۲ (مزید تشریح کے لئے دیکھو استکثرتم)

کَثُرَتْ: واحد مؤنث غائب کَثْرَۃٌ مصدر

(باب کرُم) (اگرچہ) کثیر ہو۔ ۹/۱۶

كَثَّرَ : واحد مذکر غائب تکثیر مصدر باب تفعیل (اللہ نے تمہاری جماعت) بہت کر دی۔ ۸/۶

كَثْرَةُ : اسم مصدر، زیادتی، بیشی، افزونی ۵/۳ ۱۰/۱

كَثِيْرٌ : صفت مشبہ باب کرُم سے اس کا لفظ مفرد ہے معنی ہیں کثرت ہے اس لئے مفرد کی بھی صفت واقع ہوتا ہے اور جمع کی بھی معنوی اعتبار سے علاوہ جمع ہونے کے کوئی لفظی شناخت نہیں۔ بہت ۱/۱۴ ۴/۱۶ ۶/۱۲، ۱۴ ۱۶/۹ ۲۷/۱۸، ۲۰ دو جگہ۔

كَثِيْرٍ : بکثرت، بہت۔ ۵/۱۴ ۶/۷ ۱۹/۱۷ ۲۵/۵ ۲۶/۱۳

كَثِيْرًا : بہت۔ ۱/۳ ۳/۵، ۱۰ ۴/۱۲، ۱۴ ۵/۸، ۱۱ ۶/۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۱، ۹، ۷، ۲ [illegible] ۸/۱۷ ۹/۱ ۱۰/۱۲ ۱۱/۱۴ ۱۲/۸ ۱۳/۱۸ ۱۶/۱۱ ۱۷/۱۳ ۱۸/۱۷ ۱۹/۱۵، ۱۳، ۲ ۲۱/۱۹، ۴ ۲۲/۳ ۲۳/۱۱، ۳ ۲۴/۱۷ ۲۶/۱۴ ۲۸/۱۲ ۲۹/۱۰۔

كَثِيْرَةٌ : بہت۔ واحد مؤنث لیکن اطلاق جمع مؤنث کے موقع پر بھی ہوتا ہے (باب کرُم) ۵/۱۰ ۱۸/۱ ۲۵/۱۳

كَثِيْرَةٍ : بہت۔ ۲/۱۰ ۲۳/۱۳ ۲۶/۱۴۔

كَثِيْرَةً : بہت۔ ۱۷/۱۶، ۱۰ ۲۶/۱۱ دو جگہ۔

كِدْتَّ : واحد مذکر حاضر ماضی معروف، کَیْدٌ مصدر و اسم مصدر (باب ضرب) کید کے معنی ہیں پوشیدہ تدبیر عموماً کید کو مقامِ ذم میں استعمال کیا جاتا ہے جس کا معنی ہوتا ہے فریب، مکر، دھوکہ لیکن کبھی اس کا معنی اچھی پوشیدہ تدبیر بھی ہوتا ہے جیسے اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ میری تدبیر مضبوط ہے بعض مفسرین نے اس جگہ کید کو معنی عذاب قرار دیا ہے (راغب) کید کے معنی کودٌ بھی آتے ہیں یعنی کسی فعل کے وقوع یا عدمِ وقوع کے قریب پہنچ جانا (تفصیل کے لئے دیکھو کادَ) (قریب تھا کہ تو (مائل ہو جاتا) ۱۵/۸، قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا) ۲۳/۶

كِدْنَا : جمع متکلم ماضی معروف، کَیْدٌ مصدر (باب ضرب) ہم نے خفیہ تدبیر کی۔ ۱۳/۲

كَدْحًا : مصدر۔ کوشش کرنا مشقت اٹھانا (دیکھو کادِحًا) ۳۰/۹

كَذَّابٌ : کاذِبٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن صرف فاعلی معنی میں بھی مستعمل ہے یعنی دروغ گو، جھوٹا (قاموس) کَذِبٌ کی کافی تشریح ہم کاذب کے ذیل میں کر چکے ہیں۔ ۲۳/۱۰ ۲۴/۸، ۹ ۲۷/۹

كِذَّابًا : مصدر منصوب مفعول مطلق (باب تفعیل) کسی کو جھوٹا قرار دینا، جھوٹا سمجھنا، نہ ماننا۔ ۳۰/۱، ۲۔

كَذَبَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف، کَذِبٌ مصدر، اس نے جھوٹ باندھا۔ افترا کیا ۱۲/۱ جھوٹ

(نہیں) جانا۔ جھوٹ (نہیں) سمجھا پ۲۲/۵ (دیکھو کَاذِبٌ)

کَذَّبَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ و کِذَّابٌ مصدر۔ باب تفعیل۔ جھوٹ جانا۔ نہ ماننا۔ انکار کیا۔ کَذَّبَ بِالْاَمْرِ اس بات کو نہ مانا۔ انکار کیا۔ کَذَّبَ فُلَانًا اس شخص کو جھوٹا قرار دیا۔ جھوٹا جانا، جھٹلایا کَذَّبَ عَنْ اَمْرٍ اس کام کے ارادے سے باز رہا یا لوٹا دیا (قاموس و تاج) قرآن مجید میں عموماً کَذَّبَ کے معنی ہیں انکار کیا۔ جھوٹا قرار دیا۔ نہ مانا۔ (باقی تشریح کے لئے دیکھو کَاذِبٌ) پ۷/۹،۱۴

پ۸/۵،۷،۱۱،۷،۹ پ۱۱/۹ پ۱۴/۴ پ۱۵/۶ پ۱۶/۱۱،۱۲ پ۱۸/۱۷ پ۱۹/۱،۱۴ پ۲۰/۱۴ پ۲۱/۳

پ۲۲/۱۱ پ۲۳/۱۰،۱۷ پ۲۴/۱ پ۲۶/۱۵ پ۲۹/۲،۱۸ پ۳۰/۳،۷،۱۷،۲

کُذِّبَ : واحد مذکر غائب ماضی مجہول۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ جھوٹا قرار دیا گیا۔ جھٹلایا گیا۔ جھوٹ سمجھ کر نہ مانا گیا۔ پ۷/۱۳۔

کَذَبَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف۔ کِذْبٌ مصدر۔ وہ جھوٹ بولی۔ پ۱۲/۱۳

کَذَّبَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ انکار کیا۔ نہ مانا۔ جھوٹا قرار دیا۔ پ۱۷/۱۳ پ۱۹/۱۰،۱۱،۱۲،۱۳

پ۲۳/۱۰ پ۲۴/۶ پ۲۶/۱۵ پ۲۷/۸،۹ پ۲۸/۵ پ۳۰/۱۶

کُذِّبَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی مجہول۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ اس کو جھٹلایا گیا۔ نہیں مانا گیا۔ انکار کیا گیا۔

جھوٹا قرار دیا گیا۔ پ۲۲/۱۳۔

کَذَّبْتَ : واحد مذکر حاضر ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ تو نے جھوٹ جانا۔ نہ مانا۔ جھٹلایا۔ پ۲۴/۳

کَذَّبْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ تم نے جھٹلایا۔ تم نے نہ مانا۔ پ۱/۱۱ پ۷/۱۳ پ۱۹/۴ پ۳۰/۳

کَذَّبْنَا : جمع متکلم ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ ہم نے نہ مانا۔ ہم نے جھٹلایا۔ پ۲۹/۱

کَذَّبُوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ انہوں نے جھٹلایا۔ جھوٹا سمجھے۔ نہ مانے۔

پ۱/۴ پ۳/۱۰ پ۴/۱۰ پ۶/۶،۱۴ پ۷/۱،۷،۹،۱۰،۱۱ پ۸/۵،۱۱،۱۲،۱۵،۱۶

پ۹/۱،۲،۳،۶،۷،۱۲،۱۳ پ۱۰/۳ پ۱۱/۹،۱۰،۱۳،۱۵ پ۱۴/۱،۲

پ۱۷/۶،۱۴ پ۱۸/۳،۱۷ پ۱۹/۲،۵،۱۱،۱۴ پ۲۰/۱۶ پ۲۱/۴،۵ پ۲۲/۱۱،۱۹ پ۲۳/۸

پ۲۴/۱۳ پ۲۶/۱۵ پ۲۷/۸،۱۰،۱۸ پ۲۸/۷،۱۵ پ۳۰/۱،۱۶

کُذِّبُوْا : جمع مذکر غائب ماضی مجہول۔ تَکْذِیْبٌ مصدر۔ ان کو جھٹلایا۔ ان کو جھوٹا سمجھا گیا۔ پ۷

کَذَّبُوْنِ : جمع مذکر غائب ماضی معروف اصل میں کَذَّبُوْنِیْ تھا۔ انہوں نے مجھے جھٹلایا، جھوٹا قرار دیا۔ پ۱۸/۲،۳ پ۱۹/۱۰

کَذَبُوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف۔ کِذْبٌ مصدر پ۹ پ۱۲/۲ پ۲۴/۳ جھوٹ باندھا پ۱/۱۴ اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا۔

کُذِبُوْا : جمع مذکر غائب ماضی مجہول۔ کِذْبٌ مصدر

وصیے نہ نکلے ، ان کی بات سچی نہ نکلی ۔ ۱۳/۶

اَلْکَذِبَ : جھوٹ ۔ جھوٹی بات ۔ ۳/۱۶ ۴/۱ ۵/۴ ۶/۴ ۱۱/۱۱، ۱۲ ۱۴/۱۱، ۲۰، ۲۱ تین جگہ ۲۸/۹

اَلْکَذِبِ : جھوٹ ۔ جھوٹی بات ۶/۱۰ ۲۸/۳

کَذِبٍ : مصنوعی، غیر واقعی، جھوٹا (خون) ۱۲/۱۲

کَذِبًا : جھوٹ ۔ جھوٹی بات ۷/۹، ۱۷ ۸/۴، ۱۱ ۹/۱ ۱۱/۷ ۱۲/۲ ۱۳/۱۳ ۱۵/۱۴ ۱۶/۱۲ ۱۸/۳ ۲۱/۳ ۲۲/۷ ۲۵/۴ ۲۹/۱۱ ۔

کِذْبُہٗ : کِذْبُ اسم مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ اس کا جھوٹ ، ۲۴/۹

کَذٰلِکَ : اول کاف حرف تشبیہ ذا اسم اشارہ (یہ ۔ اس) ل علامت اشارۂ بعید، آخر کاف حرف خطاب (حسب صراحت ابن حاجب و رضی) واحد مذکر کے لئے (شرح کافیہ مولانا جامی) کَذٰلِکَ سے اشارہ مذکورہ سابق کی طرف ہوتا ہے جس کا ترجمہ ہے ایسے ہی ۔ اسی کی طرح ۔ واحد مؤنث کے لئے کَذٰلِکِ جمع مذکر کے لئے کَذٰلِکُمْ اور جمع مؤنث کے لئے کَذٰلِکُنَّ آتا ہے ۔ ۱/۹، ۱۴ ۲/۱، ۴، ۷، ۸، ۱۱، ۱۵ ۳/۴، ۱۲ ۴/۲ ۶/۱۰ ۷/۲، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۹ ۸/۱، ۲، ۳، ۵، ۱۱، ۱۲، ۱۴ ۹/۹، ۱۱، ۱۲ ۱۱/۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۵ ۱۲/۹، ۱۱، ۱۳ ۱۳/۱، ۳، ۸، ۱۰، ۱۱ ۱۴/۱۰، ۱۱، ۱۷ ۱۵/۵ ۱۶/۲، ۴، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ ۱۷/۲، ۶، ۱۲ ۱۸/۱۴ ۱۹/۱، ۸، ۹، ۱۵، ۱۸ ۲۰/۵ ۲۱/۱، ۵، ۷، ۹ ۲۲/۴، ۱۶ ۲۳/۶، ۷، ۸ ۲۴/۶، ۹، ۱۲، ۱۳ ۲۵/۲، ۶، ۷، ۸، ۱۴، ۱۶ ۲۶/۳، ۵، ۱۵ ۲۷/۲، ۹ ۲۹/۳، ۵، ۲۱، ۲۲

کَذٰلِکَ : ایسے ہی، اسی کی طرح (حسب تفصیل مذکورہ بالا) ۳/۱۴ ۱۶/۵ ۲۶/۱۹

کَذٰلِکُمْ : انہی کی طرح، ایسے ہی ۔ کاف حرف تشبیہ، ذٰلکم اسم اشارہ بعید جمع مذکر ۲۶/۱۰

کَرْبٍ : اسم مصدر نکرہ ۔ سخت غم (راغب) دم گھونٹنے والا غم (قاموس) مراد غم کا سبب یعنی بڑی مصیبت کَرْبُ الْاَرْضِ زمین کو کھودنا، جوتنا ۔ غم بھی دل میں ہیجانی بے چینی پیدا کر دیتا ہے گویا دل کی زمین کو کھود ڈالتا ہے ۔ کُرْبٌ وہ گانٹھ جو رسی کے سر پر بندھی ہوتی ہے، غم بھی دل کی گانٹھ ہوتا ہے (راغب فی المفردات) کَرْبٌ کے معنی قریب ہونا بھی ہے (اسی لئے کَرَبَ کو کَادَ کی طرح افعالِ مقاربہ میں شمار کیا جاتا ہے ۔ کَرَبَتِ الشَّمْسُ سورج ڈوبنے کے قریب ہو گیا، ڈوبنے لگا ۔ زیادتی غم سے کبھی دل ڈوبنے لگتا ہے پژمردہ ۔ افسردہ ہو کر زندگی کی تازگی ختم یا کم ہو جاتی ہے ۔ ۷/۱۴

اَلْکَرْبِ : اسم معرفہ، بڑی مصیبت ۱۷/۶ ۲۳/۷، ۸

کَرَّۃً : کَرَّ کسی طرف مڑ جانا، جھک جانا، لوٹ جانا (راغب) کَرَّۃٌ کے بعد ۃ وحدت کی ہے جس کے معنی ہے

ایک بار، گویا کَرَّۃً کے معنی ہوئے ایک بار لوٹنا، ایک پھیرا۔ ایک مرتبہ واپسی، دشمن پر (لوٹ کر) یکبارگی حملہ کرنے کو بھی (اسی مناسبت سے) کہتے ہیں (تاج) آیات میں مراد ہے عالمِ آخرت سے لوٹ کر ایک بار پھر دنیا میں جانا۔ ۲/۴ ۱۹/۹ ۲۴/۳

کَرَّۃً: اس جگہ مراد دنیا سے لوٹ کر عالمِ آخرت میں جانا، ایک بار پھر زندہ ہونا۔ ۳۰/۲

اَلْکَرَّۃَ: دشمن پر یکبارگی حملہ غلبہ حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے کَرَّۃً کے معنی غلبہ بھی آتا ہے اس جگہ غلبہ مراد ہے (سیوطی)

کَرَّتَیْنِ: تثنیہ کَرَّۃً واحد، دو مرتبہ، دوبار۔ ۲۹/۱

کُرْسِیُّہُ: کرسی مضاف ہ مضاف الیہ، اسکی کرسی۔ اصحاب الظواہر (علامہ ابن تیمیہ امام ابن قیم و ابن حزم اندلسی وغیرہم) کے نزدیک کرسی سے حقیقی معنی مراد ہے یعنی بیٹھنے کی کرسی لیکن کیفیت مجہول ہے معلوم نہیں کیسی، کس چیز کی؟ غرض جیسی اللہ کے لئے سزاوار ہے بعض علماء کے نزدیک وہ جسم محیط مراد ہے جس کے اندر سارا جہان سمایا ہوا ہے، بعض نے انصاف و حکومت کی کرسی مراد لی ہے حضرت ابن عباس کے نزدیک کرسی سے علم مراد ہے۔ ۳/۲

کُرْسِیُّہٗ: کرسی اسم مضاف ہ مضاف الیہ، اسکی کرسی (یہ) اس جگہ کرسی سے متعارف کرسی مراد ہے۔ ۲۳/۱۲

کِرَامٍ: جمع، کَرِیْمٌ واحد، باعزت، بزرگ (فرشتے) امام راغب نے لکھا ہے کرم اللہ کی صفت بھی ہے انسان کی بھی، فرشتے کی بھی، قرآن کی بھی اور دوسری چیزوں کی بھی اور سب کے معانی میں اختلاف ہے۔

۱۔ اللہ کے کرم سے مراد ہے مخلوق پر اس کا احسان و انعام۔ اللہ کریم ہے یعنی مخلوق پر احسان کرتا ہے پیہم نعمتوں سے نوازتا ہے ۲۔ آدمی کے کرم سے مراد ہے اخلاقِ پسندیدہ، خصائل حمیدہ، کردار کی ہر خوبی اور ہر ذاتی شرف۔ آدمی کریم ہے یعنی اچھے کردار کا مالک ہے، اس کے اندر محاسن ہیں، شرف ہے، بزرگی ہے۔ بعض علماء کا قول ہے حریت اور کرم دونوں ہم معنی ہیں لیکن استعمال میں فرق ہے، حر، اس آدمی کو کہتے ہیں جس میں خوبیاں ہوں اس کے اعمال میں حسن ہو خواہ محاسن چھوٹی ہوں یا بڑی لیکن کریم صرف اسی آدمی کو کہتے ہیں جس میں بہت اونچی خوبیاں ہوں ۳۔ ملائکہ کے کریم ہونے کے معنی ہے، دربارِ الٰہی میں ان کی عزت و بزرگی۔ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ عزت والے فرشتے جو انسان کے اعمالنامے لکھتے ہیں ۴۔ قرآنِ کریم یا کتابِ کریم، عزت و شرف والا بزرگ قرآن اور کتاب ۵۔ رسول کریم عزت و بزرگی والا

پیغام بر (جبرئیل) ۲۹/۱۹ قول کریم نرم اچھی بات، عاجزانہ کلام ۱۵/۴۷ باقی اشیاء میں سے جس چیز کی صفت کریم ہوگی تو اس سے مراد ہوگا اس چیز کا اچھی صفات سے متصف ہونا، عمدہ ہونا جیسے زَوْجٍ کَرِیْمٍ ہر عمدہ قسم مَقَامٍ کَرِیْمٍ عمدہ مقام۔ ۳۰/۵

کِرَامًا: جمع کَرِیْمٌ واحد، ۱۹/۴ بزرگانہ انداز سے شریفانہ ۲۹/۳ عزت والے بزرگ (فرشتے)

کَرِیْمٌ: صفت مشبہ واحد، کِرَام جمع، عزت والا، ۹/۱۵ ۱۰/۶ ۱۳/۱۴ ۱۷/۱۴ ۱۸/۹ ۱۹/۱۷،۱۸ ۲۲/۷ ۲۷/۱۶،۱۸ ۲۵/۱۴ ۔

کَرِیْمٍ: صفت مشبہ واحد، کِرَامٌ جمع عزت والا عمدہ، ۱۹/۵،۸ ۲۱/۱۰ ۲۲/۱۸ ۲۵/۱۴ ۲۷/۱۵ ۲۹/۶ ۳۰/۶ ۔

کَرِیْمًا: صفت مشبہ واحد، کِرَام جمع ۵/۲ عزت کا مقام ۱۵/۳ عاجزانہ بادب ۲۲/۱ عزت والا، عمدہ، ۲۲/۲ عزت والا۔ بڑا۔

اَلْکَرِیْمُ: صفت مشبہ واحد، کِرَام جمع ۲۵/۱۲ بزرگ۔

اَلْکَرِیْمِ: صفت مشبہ واحد، کِرَامٌ جمع ۱۸/۶ بزرگ ۳۰/۷ بزرگ

کَرَّمْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف تَکْرِیْمٌ و تَکْرِمَةٌ مصدر، باب تفعیل عزت دینا تعظیم کرنا، عیب سے پاک قرار دینا، کسی کو کریم کہنا (تاج قاموس) تَکْرِیْمٌ لازم بھی آتا ہے کَرَّمَ السَّحَابُ ابر بہت

پُرآب ہو گیا۔ آیت میں اول معنی مراد ہے، تو نے عزت دی۔ ۱۵/۷

کَرَّمْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تَکْرِیْمٌ مصدر، ہم نے عزت دی۔ ۱۵/۷

کَرِهَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف (باب سَمِعَ) ۹/۱۵ ۱۰/۱۱ ۱۱/۱۲ ۲۴/۷ ۲۸/۹ (اگرچہ) ناپسند کریں ۱۰/۱۳ ناپسند کیا، کَرِهٌ صفت کا صیغہ ہے کَرِیْهٌ کے ہم معنی یعنی مکروہ، ناپسندیدہ (مزید تشریح کے لئے کَارِهُوْنَ)

کَرَّهَ: واحد مذکر ماضی معروف، تَکْرِیْهٌ مصدر باب تفعیل (دوسرے مفعول پر الی آنا ضروری ہے) تمہارے لئے ناگوار بنا دیا، ناپسند قرار دیا۔ تمہاری نظر میں مکروہ کر دیا۔ ۲۶/۱۳

کَرِهْتُمُوْا: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (اگر) تم ناپسند کرو (شرط کی وجہ سے ماضی بمعنی مضارع) ۴/۱۴ تم ناپسند کرو گے۔ ۲۶/۱۴

کَرِهُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، انہوں نے ناپسند کیا ۱/۱۴ ۲۶/۵،۶

کُرْهٌ: اسم، ناپسند، ناگوار (کَرْهٌ اور کُرْهٌ کے فرق کے لئے دیکھو کَارِهُوْنَ) ۲/۱۰

کُرْهًا: تکلیف سے ناگواری کے ساتھ برداشت

کر سکے۔ پ۲۶

کَرْهًا: مصدر و اسم مصدر، ناگوار ہونا، ناخوشی، مجبوری، زبردستی پ۳ اس آیت کا مطلب علماءِ تفسیر نے الگ الگ بیان کیا ہے ۱ کسی نے کہا کرْهًا اسلام کا مطلب ہے ہر فطری دلائل سے مجبور ہو کر اللہ کی ذات صفات کو مان لینا ۲ بعض کا قول ہے مسلمان بخوشی مانتا ہے اور کافر قضاءِ الٰہی کے سامنے مجبوراً ہتھیار ڈال دیتا ہے ۳ قتادہ نے کہا مسلمان بخوشی مانتا ہے اور کافر مرنے کے وقت مجبور ہو کر ۴ ابو العالیہ اور مجاہد نے کہا کافر بھی اللہ کے خالقِ کل ہونے کا اقرار کرتا ہے اگرچہ معبود دوسروں کو بھی جانتا ہے ۵ حضرت ابن عباس نے فرمایا مسلم ہو یا غیر مسلم (فطری) احوال کے لحاظ سے سب فرمانبردار ہیں (یعنی تخلیقی حدود سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا) اگرچہ زبان سے کافر انکار کرتا ہے ۶ اہلِ تصوف نے لطیف نکتہ بیان کیا ہے، کہتے ہیں جس نے سزا جزا دینے والے کی ذات کا مطالعہ کیا اور صرف مطالعہ ذات کے پیشِ نظر اطاعت کی وہ اول گروہ میں داخل ہے اور جس نے ثواب کے لالچ یا عذاب کے خوف سے اطاعت کی وہ دوسرے گروہ میں شامل ہے یعنی رضاءِ ذات کے پیشِ نظر ایمان و اطاعت ہو تو اس کو طوعًا کہا جائے گا اور جزا (خوف) کے جذبہ کے تحت ہو تو کرْهًا ہوگا (راغب) پ۴/۱۳ اس آیت کی توضیح بھی پ۳/۱۷ کی طرح ہے، پ۴/۱۴ زبردستی، عورتوں کی ناگواری کی حالت میں پ۱۰/۱۳ خوشی ناخوشی پ۲۴/۱۶ خوشی ناخوشی یا بالارادہ اور بالاضطرار۔

كَسَادَهَا: کَسَادٌ مصدر مفعول مضاف، هَا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، تجارت نہ چلنا، سودا نہ بکنا، خریدار نہ ملنا۔ کُسُوْدٌ کا بھی یہی معنی ہے (باب نصر و کرم) سُوْقٌ کَاسِدٌ وہ بازار جس میں خریدار کم ہوں، مَتَاعٌ کَاسِدٌ وہ سامان جس کے خریدار کم ہوں، کَسِیْدٌ بھی اسی کا ہم معنی ہے۔ پ۱۰/۹

كُسَالٰى: جمع، کَسْلَانٌ واحد سست، کاہل جس کام میں سستی نہ کرنی چاہئے اس میں سستی کرنے کو کَسَل کہتے ہیں (راغب قاموس) کَسِلٌ سستی کرنے والا مرد، کَسُوْلٌ سست عورت (باب سَمِعَ) پ۵/۱۸ پ۱۰/۱۲

كَسَبَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، کَسْبٌ کمائی کرنا، نفع کے لئے کوئی کام کرنا خواہ نتیجہ اچھا نکلے یا برا۔ کسب و اکتساب کا فرق اور دونوں کی تشریح حسب صراحت امام راغب اِکْتَسَبَ کے ذیل میں بیان

کی جاچکی ہے اس جگہ اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن مجید میں کسبؔ کا استعمال چھ طرح کیا گیا ہے ۱۔ قلبی ارادہ اور نیت کی پختگی جیسے وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ ۲۔ اچھا برا قول یا فعل جیسے ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ ۳۔ نیک کام کرنا جیسے لَهَا مَا کَسَبَتْ ۴۔ برے کام کرنا جیسے وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا۔ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا۔ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا کَسَبَتْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا کَسَبُوْا ۵۔ مال کمانا جیسے اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ ۶۔ اولاد جیسے وَمَا کَسَبَ۔ مَکْسِبٌ مَکْسَبٌ اور مَکْسَبَةٌ بھی مصدر ہے (باب ضرب متعدی بیک مفعول ودو مفعول)، ۱/۴ برا کام کیا ۲/۳ اچھا یا برا کوئی کام کیا ۳۰/۳۶ اولاد۔

کَسَبَا: تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف، یہ لفظ اگرچہ تثنیہ مذکر کے لئے موضوع ہے لیکن اس جگہ ایک مرد اور ایک عورت مراد ہے، استعمال عرب میں ایسا جائز ہے۔ دونوں نے برا کام کیا ۶/۱۰

کَسَبَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف ۱/۱۶ ۳/۸ اچھے کام کئے ۶/۱۴ ۱۳/۱۹ ۲۱/۸ ۵ ۳۵/۱۰ برے کام کئے ۳/۸،۶ ۶/۸ ۱۳/۱۱ ۲۴/۷ ۲۵/۱۹ ۲۹/۱۶ اچھا یا برا کوئی کام کیا

۲/۱۲ ارادہ کیا، نیت کی۔

کَسَبْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف ۱/۹ تم نے اچھے کام کئے ۲/۵ تم نے جو مال کمایا۔

کَسَبُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف ۲/۴ ۵/۹ ۶/۱۴ ۱۱/۸ ۲۲/۱۲ ۲۴/۲ ۴ ۲۵/۱۷،۵،۱۷ انہوں نے برے کام کئے ۲/۹ انہوں نے اچھے کام کئے ۳/۴ ۱۳/۱۵ ظاہری بھلے کام کئے۔

کِسَفًا: جمع۔ کِسْفَةٌ مفرد۔ اَکْسَافٌ وکُسُوْفٌ جمع الجمع۔ ٹکڑے۔ کَسَفَ (باب ضرب) متعدی بھی ہے اور لازم بھی کَسَفَ الثَّوْبَ کپڑا کاٹ دیا پھاڑ دیا کَسَفَتِ الشَّمْسُ سورج گرہن ہوگیا کَسَفَ اللّٰهُ الشَّمْسَ اللہ نے سورج گرہن کردیا کَسَفَ حَالُهٗ اس کا حال برا ہوگیا کَسَفَ طَرْفَهٗ اس نے اپنی آنکھیں نیچی کرلیں ۱۵/۱۷ ٹکڑے ۱۹/۱۴ ٹکڑے ۲۱/۸ ابر کا ایک پارہ دوسرے کے اوپر تہ بہ تہ ۲۲/۲ ٹکڑے۔

کِسْفًا جمع کِسْفَةٌ مفرد۔ بعض اہل لغت نے کِسْفٌ کو بھی مفرد کہا ہے۔ اخفش نے صراحت کی ہے کہ آیت ۲/۴ میں جس کے نزدیک کِسْفًا کی روایت صحیح ہے اس کے نزدیک کِسْفًا مفرد ہے اور جس کے نزدیک اس جگہ کِسَفًا مروی ہے اس کے نزدیک بہرحال جمع ہے۔

کِسْوَتُهُمْ: مفرد مضاف، کِسَاءٌ جمع، لباس، کُسْوَۃٌ بھی اسی کے ہم معنی ہے، اس کی جمع کُسیٰ ہے، کُسَاءٌ نسلی، بزرگی اور مرتبے کی بلندی، کِسَاءٌ کمبل اَکْسِیَۃٌ جمع، کَاسِیٌ لباس پہنے ہوئے آدمی، مَکْسُوّ وہ لباس جو پہنایا گیا ہو۔ کَسِیَ (سَمِعَ) متعدی بیک مفعول (کُسْیٌ مصدر) پہننا۔ کَسٰی (نصر) متعدی بدو مفعول کسی کو لباس پہنایا یا پہننے کو دیا۔ آیت میں ھُم مضاف الیہ ہے۔ ان مردوں کا لباس ۴/۲

کِسْوَتُهُنَّ: ان عورتوں کا لباس۔ ۲/۱۴

کَسَوْنَا: جمع متکلم ماضی معروف (باب نصر) ہم نے پہنایا۔ ۱۸/۱

کُشِطَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، کَشْطٌ مصدر (باب نصر) کَشْطٌ کے معنی برہنہ کر دینا جگہ سے ہٹا دینا۔ گھوڑے کے اوپر سے جھول الگ کر دینا۔ اونٹ وغیرہ کی کھال اتار دینا، کِشَاطٌ برہنہ ہونا (تاج و قاموس) کسی چیز کو ہٹا کر لپیٹ دینا، آسمانوں کو جگہ سے لپیٹ دیا جائے گا۔ ۳۰/۶ (معجم القرآن)

کَشَفَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، دور کر دیتا ہے، زائل کر دیتا ہے۔ ۱۴/۱۲ (دیکھو مزید تنقیح کے لئے کاشف)

کَشْفَ الضُّرِّ: مصدر منصوب مضاف، اَلضُّرِّ مضاف الیہ، تکلیف کو دور کرنا۔ ۱۵/۶

کَشَفَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی معروف۔ اس نے کھولا۔ اس نے کپڑا ہٹایا) ۱۹/۱۸

کَشَفْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف (اگر) تو دور کر دے (اگر) تو ٹال دے (شرط کی وجہ سے ماضی بمعنی مضارع) ۹/۶

کَشَفْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم نے دور کر دیا، ٹال دیا ۹/۶، ۱۱/۱۵ ہم نے دور کر دی، زائل کر دی ۱۷/۶ (اگر ہم دور کر دیں ۱۵/۱۴ ہم نے دور کر دیا۔ ہٹا دیا۔ ۲۵/۱۱ ہم نے کھول دیا، پردہ ہٹا دیا۔ ۲۶/۱۶

کَظِیْمٌ: صفت مشبہ مفرد، کَظْمٌ اور کُظُوْمٌ (دیکھو اَلْکٰظِمِیْنَ) سخت غمگین جو اپنے غم کو گھونٹ کر رکھے ظاہر نہ کرے (بیضاوی، خازن) ۱۳/۱۴، ۲۵/۸

اَلْکَعْبَۃُ / **اَلْکَعْبَۃَ** } چوکور مربع مکان جو سطح سے اونچا ہو یعنی کرسی پر بنا ہو، مراد مسلمانوں کا قبلہ۔ ۷/۳

دنیا میں سب سے اول عبادت خانہ جس کی تعمیر ابتدائی دور انسانی میں کی گئی کعبہ ہے، حضرت ابراہیم سے بھی پہلے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے سیلاب اور امتدادِ زمانہ کے سبب عمارت گر گئی، نشان

مٹ گئے تو حضرت ابراہیم نے از سر نو مربع عمارت
بنائی جس کی شکل چوکور تھی لیکن ہر چہار اطراف میں
بجائے اضلاع کے زاویے قائم کیے، زاویہ غربی
زاویہ شرقی، زاویہ شمالی، زاویہ جنوبی، چاروں اضلاع
کا رخ اس طرح تھا، ایک ضلع جنوبی شرقی، دوسرا
جنوبی غربی، تیسرا شمالی شرقی، چوتھا شمالی غربی، اس
شکل کی عمارت بنانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ کسی رخ
کی طوفانی ہواؤں سے ٹکراؤ نہ ہو۔ حضرت ابراہیم کے
زمانۂ دراز کے بعد عمالقہ نے تعمیر کی، پھر قبیلہ جرہم
نے اپنے زمانے میں اس کی عمارت بنائی، سیلاب کے
سبب جرہم کی بنائی ہوئی عمارت بھی گر گئی تو قریش
نے تعمیر کی لیکن روپے کی کمی کے سبب اصل عمارت
سے یہ عمارت تنگ رہی۔ اصل بنیادوں پر نہ بن سکی
حضور اقدس کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا یہ واقعہ
ہے، سرکار دوعالم بھی تعمیر میں شریک تھے، پھر
حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے دورِ خلافت میں
سنہ ۶۳ھ سے ذی الحج ۶۴ھ تک ابراہیمی بنیادوں پر از سر نو
تعمیر کی اور قریش کی بنائی ہوئی عمارت ڈھا دی
جب حجاج کی فوج کی سنگ باری سے کعبہ کی دیواریں
ٹوٹ گئیں اور حضرت عبداللہ کو شکست ہو گئی تو
عبدالملک بن مروان کے حکم سے ابن زبیر کی بنوائی
ہوئی عمارت گرا دی گئی اور قریش کی قائم کردہ
بنیادوں پر تعمیر کی گئی، عمارت قریش کی بلندی ۱۵ میٹر
تھی، حضرت ابن زبیر نے ۲۰ میٹر بلندی رکھی، میزاب
والا ضلع اور اس کے سامنے والا ضلع دس دس
میٹر سے کچھ زیادہ رکھا اور دروازہ والا ضلع اور
اس کے سامنے والا ضلع بارہ بارہ میٹر طویل بنایا۔

اسلام سے ستائیس سو برس پہلے عرب کعبہ کی
تعظیم کرتے تھے، اس میں بت پرست اور اہل کتاب
کی کوئی تفریق نہ تھی بلکہ حضرت ابراہیم سے بھی
پہلے اقوام عرب (عاربہ اور متعربہ) کی نظر میں یہ
عبادت خانہ مقدس مانا جاتا تھا۔ ایک اسلامی
شاعر کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ساسان بن
بابک (شاہ فارس) بھی کعبہ کے حج کو آیا تھا، شاعر
کہتا ہے ؎

وَمَا زِلْنَا نَحُجُّ الْبَيْتَ قِدْمًا وَنُلْقِي بِالْأَبَاطِحِ آمِنِينَا
وَسَاسَانُ بْنُ بَابَكَ سَارَ حَتَّى أَتَى الْبَيْتَ الْعَتِيقَ يَطُوفُ دِينَا

ہم پرانے زمانے سے کعبہ کا حج کرتے رہے ہیں اور
اس کے ساتھ وادی بطحا میں رہتے رہے، ساسان
بن بابک بھی چل کر آیا تھا اور اس نے بھی اس مکانِ
قدیم کا مذہبی طواف کیا تھا (معجم القرآن)

مروج الذہب میں لکھا ہے کہ صابی فرقہ (یعنی

صابئی فرقوں میں سے وہ گروہ جو ستارہ پرست تھا، کعبہ کی تعظیم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ کعبہ بیت زحل ہے۔ مشرک صابئی سیاروں کو ابدی ازلی کہتے اور عالم عناصر کا مؤثر حقیقی اور الٰہ معبود جانتے تھے (رحلہ حجازیہ) شہر سبا (علاقۂ یمن) کے رہنے والے قبائل حمیر سب سے پہلے صابئی مذہب کے علمبردار بنے اور سیل عرم کے بعد یا کچھ پہلے باقی بلاد عرب میں جب یہ قبائل پھیل گئے تو شام و حبش تک یہ مذہب پھیل گیا۔ صابیوں کی نظر میں سات محترم مکان تھے جن میں سے ایک کعبہ بھی تھا اور سب مٹ گئے، کعبہ باقی رہا اور چونکہ ستارہ پرستی قدیم سے عموماً شرقی ممالک میں پھیلی ہوئی تھی خصوصاً ہندوستان، ایران اور عراق (کلدانی) اس لئے ان ملکوں کے باشندے کعبہ کی تعظیم کرتے تھے، بقول پروفیسر عبدالرؤف (معجم القرآن) ہندو مکہ کو مکھ شیشا یا مکھ شیشان کہتے تھے یعنی شیش یا شیشان والا مکہ شیش یا شیشان ہندوؤں کے کسی دیوتا کا نام تھا، ہندو یہ بھی کہتے تھے کہ الوہیت کے تیسرے رکن (اقنوم ثالث) یعنی شیو جب مکہ کی زیارت کو اپنی بیوی سمیت گیا تو مجسمۂ الوہیت کا ایک پتھر توڑ کر لیتا گیا جس کو کعبہ میں لگا دیا، اسی کو حجر اسود کہا جاتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ صاحب معجم القرآن کی تحقیق کہاں تک صحیح ہے اور قدیم ہندوستانی کعبہ کو محترم جانتے تھے یا نہیں لیکن موجودہ ہندوؤں کے آرین قدماء کی بعض تصریحات ضرور یہ پتہ دیتی ہیں کہ ان کی نظر میں مکہ ضرور واجب التعظیم مقام تھا آرین تاریخ (اگر صحیح ہے) تو یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ ایران کے مذہبی عقائد قدیم آریہ پر ضرور اثر انداز تھے اور ایرانی صابی مکے کی تعظیم و تقدیس کرتے تھے اس لئے یہ یقین کر لینے کی وجوہ ہیں کہ قدیم آریہ بھی مکہ کی تقدیس کرتے ہوں گے۔

اسلام سے پہلے عرب نے کچھ کعبے دوسرے بھی بنا رکھے تھے جن کی تقدیس کرتے تھے لیکن کعبہ کی عظمت سب سے زیادہ تھی، اسلام کے بعد ایک کعبہ کے علاوہ کوئی کعبہ باقی نہیں رہا۔

اَلْكَعْبَيْنِ: تثنیہ، اَلْكَعْبُ مفرد، دونوں ٹخنے ایڑی سے اوپر قدم اور ٹانگ کے ملنے کے مقام پر، دائیں اور بائیں ابھری ہوئی دو ہڈیاں جوتے کا تسمہ باندھنے کی جگہ میں پشت قدم پر سامنے کی طرف جو ہڈی کسی قدر ابھری ہوئی ہے اسکو بھی

کعب کہا جاتا ہے (قاموس) لیکن باجماعِ اہلِ سنت آیت میں ہر پاؤں کے دونوں ٹخنے ہی مراد ہیں۔ پ ۶

کِفَاتًا: سب کو سمیٹنے کی جگہ، زندہ انسانوں کو اپنے اوپر اور مردوں کو اپنے اندر زمین سمیٹے ہوئے ہے مثل مشہور ہے اَلْمَنَازِلُ كِفَاتُ الْاَحْيَاءِ وَالْمَقَابِرُ كِفَاتُ الْاَمْوَاتِ مکان زندوں کو سمیٹنے کے مقام ہیں اور قبریں مردوں کو۔ اگر کِفَات کو مصدر قرار دیا جائے تو کِفَات سے مراد مقامِ کِفَات ہوگا اور اگر کِفَات کو کَفْتٌ کی جمع کہا جائے اور کَفْتٌ کا معنی ہے ظرف، برتن، تو زمین کو مردوں زندوں کی بھرتی کا برتن کہا جائے گا، دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی ہے (معجم القرآن مع بعض زیادۃ) صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ:

"کفات جمع کرنے کے مقام کو بھی کہتے ہیں اس صورت میں مطلب بغیر کسی توجیہ کے بالکل واضح ہے"

لغت میں کَفْتٌ کے معنی ہیں کسی چیز کا رخ پھیر دینا، پیچھے میں دبوچ لینا، جمع کرنا، حفاظت کرنا، تیز ہنکانا، اڑنے کے ارادے سے پرندہ کا بازو سمیٹنا روکے رکھنا صحاح کی حدیث میں آیا ہے اِكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ بِاللَّيْلِ رات میں اپنے بچوں کو روکے رکھو۔ زمین بھی سب کو اپنے اندر روکے ہوئے ہے اسی لئے کفات کہا گیا

(وَالْفِعْلُ مِنْ ضَرَبَ) کَفْتٌ کے معنی مار ڈالنا اور ہلاک کرنا بھی ہے اور کہا کہ کسی چیز کے دونوں کناروں کو ملا دینے کو بھی کفت کہتے ہیں (تاج) ایک حدیث میں آیا ہے، اللہ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے اِذَا مَرِضَ عَبْدِيْ فَاكْتُبُوْا لَهٗ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِيْ صِحَّتِهٖ حَتّٰى اُعَافِيَهٗ اَوْ اَكْفِتَهٗ، میرا بندہ بیمار ہو جائے تو جیسے اعمال وہ صحت کی حالت میں کرتا تھا ویسے ہی اس کے اعمال لکھتے رہو یہاں تک کہ میں اس کو تندرست یا ہلاک کر دوں۔ شاید ہلاک کرنے کو اس وجہ سے کفت کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی اپنی اصل یعنی عدم سے جا ملتا ہے، انجام کا سرا آغاز سے مل جاتا ہے، اس کے اندر بھی سمٹنے اور جمع ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ۲۹/۲۱

كَفَّارٌ: صیغہ مبالغہ مرفوع نکرہ، زبردست کافر، بڑا ناشکرا کُفْرٌ، کُفْرَانٌ اور کُفُوْرٌ کی مکمل تشریح اَكْفَرُ۔ تَكْفِيْرٌ۔ تَكْفُرُوْا اور كَافِرٌ کے ذیل میں کی جا چکی ہے پ ۱۳/۱۷ بڑا ناشکرا ۲۳/۱۵ کافر۔

كَفَّارٍ: مبالغہ مجرور نکرہ ۳ پ بڑا ناشکرا ۲۶/۱۶ کافر۔

كَفَّارًا: مبالغہ منصوب نکرہ۔ پ ۲۹/۱۰

كُفَّارٌ: جمع مرفوع کافِر، واحد۔ کُفَّار مفرد بھی ہے جس کے معنی ہیں تاریک رات۔ سیاہ ابر۔ دریا

بڑی ندی، کاشتکار، ہموار میدان۔ تاریکی، ہتھیار بند
آدمی۔ لیکن ان میں سے کسی معنی کے لئے قرآن مجید
میں استعمال نہیں کیا گیا، قرآن مجید نے اس لفظ کو بصورت
جمع استعمال کیا ہے اور صرف کافر کے معنی مراد
لئے ہیں یعنی نبوت، شریعت اور قیامت وغیرہ کے
منکر۔ پ۲/۲ پ۳/۱۷ پ۴/۱۴ پ۲۶/۸۔

كُفَّارًا: جمع منصوب، کافر واحد۔ پ۱/۱۲۔

اَلْكُفَّارُ: جمع مرفوع معرفہ الکافر واحد، منکرین
اسلام۔ پ۱۱/۱۲ پ۲۵/۸

اَلْكُفَّارِ: جمع مجرور معرفہ، الکافر واحد، منکرین
اسلام۔ پ۱۱/۵ پ۲۶/۱۲ پ۲۸/۸ پ۳۰/۸

اَلْكُفَّارَ: جمع منصوب معرفہ الکافر واحد۔ پ۶/۱۲ پ۱۰/۱۵، ۱۶
پ۱۱/۴ پ۲۸/۲ منکرین دین پ۲۷/۱۹ کاشتکار

كُفَّارُكُمْ: كُفَّار جمع مضاف، کُمْ مضاف الیہ
تمہارے کافر۔ تم میں کے کافر پ۲۷/۱۰

كَفَرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، وہ کافر ہوا،
اس نے کفر کیا۔ پ۱/۱۳، ۱۵ پ۳/۲، ۱۴ پ۴/۱ پ۶/۷، ۱۴ پ۱۴/۲۰ پ۱۶/۸
پ۱۸/۱۳ پ۲۱/۸، ۱۲ پ۲۲/۱۷ پ۲۵/۵ پ۳۰/۱۳ اس نے ناشکری کی،
پ۱۹/۱۸ پ۲۱/۱۱

كُفِرَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول، اس کا انکار کیا گیا،
اس کی رسالت نہیں مانی گئی پ۲۷/۸

كُفْرٌ: مصدر و اسم مصدر نکرہ، اسلام سے انکار،
رسالت کا انکار، قیامت کا انکار، وحدانیت ذاتی
وصفاتی کا انکار، فرائض دین کی فرضیت کا
انکار وغیرہ۔ پ۲/۱۱

اَلْكُفْرَ: مصدر معرفہ منصوب (حسب معنی مذکورہ)
پ۱/۱۲ پ۳/۱۳ پ۴/۹ پ۱۰/۹ پ۲۶/۱۳

اَلْكُفْرِ: مصدر معرفہ مجرور (حسب معنی مذکورہ) پ۳/۱۶
پ۴/۸، ۹ پ۶/۱۰، ۱۳ پ۱۰/۸، ۹، ۱۱، ۱۶ پ۱۴/۲۰

كُفْرُهٗ: مصدر مرفوع مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ
اس کا کفر۔ پ۲۱/۸ پ۲۲/۱۷

كُفْرُهُمْ: مصدر مرفوع مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر
مضاف الیہ، ان کا کفر۔ پ۲۲/۱۷ دو جگہ۔

كُفْرِهِمْ: مصدر مجرور مضاف هم ضمیر مضاف الیہ،
ان کے کفر کی وجہ سے۔ پ۱/۱۱ پ۵/۴ پ۶/۲

كُفْرِكَ: مصدر مجرور مضاف کَ ضمیر خطاب
مضاف الیہ، تیری ناشکری کی وجہ سے پ۲۳/۱۵

كُفْرًا: مصدر منصوب نکرہ، انکار شریعت (وغیرہ)
پ۳/۱۷ پ۱۵/۱۷ پ۶/۱۳، ۱۴ پ۱۱/۱، ۲ پ۱۶/۱ ناشکری پ۱۳/۱۷

كُفْرَانَ: مصدر منصوب، ناقدر دانی۔ پ۱۷/۱

كَفَرْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، مصدر کُفْرٌ میں نے
انکار کیا، میں انکار کرتا ہوں۔ پ۱۳/۱۶

كَفَرْتَ : واحد مذکر حاضر ماضی معروف، کُفْرٌ مصدر تو نے انکار کیا۔ تو نے نہیں مانا۔ ۱۵/۱۷

كَفَرْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف، کُفْرٌ مصدر ۳/۲ ۴/۱۴ ۱۳/۱۴ ۵/۷ ۲۲/۷ ۲۵/۱ ۲۶/۱

كَفَرَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف، کُفْرٌ مصدر، اس نے انکار کیا۔ نہ مانی ۶/۱۵ کُفْرَانٌ مصدر اس نے ناشکری کی ۲۴/۲۱

كَفَرْنَا : جمع متکلم ماضی معروف کُفْرٌ مصدر، ہم نے انکار کیا۔ کفر کیا ۲۴/۱۴ ۲۸/۷

كَفَرُوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف، کُفْرٌ مصدر انہوں نے اسلام کا انکار کیا، انہوں نے تکذیب کی، انہوں نے نہ مانا۔ ۱/۳، ۴، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ۲/۳، ۱۰ ۳/۲، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۷ ۴/۳، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۱ ۵/۳، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۱۷ ۶/۳، ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۵ ۷/۱، ۴، ۵، ۷، ۹ ۸/۱۶ ۹/۱، ۱۶، ۱۸، ۱۹ ۱۰/۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۱۸ ۱۱/۶ ۱۲/۱، ۳، ۵، ۶ ۱۳/۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵ ۱۴/۱، ۱۱، ۱۸ ۱۵/۱۱، ۲۰ ۱۶/۳، ۵، ۸ ۱۷/۳، ۷، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۶ ۱۸/۲، ۳، ۱۱، ۱۳، ۱۶ ۱۹/۱ ۲۰/۲، ۱۳، ۱۵ ۲۱/۲، ۵، ۹، ۱۶، ۱۹ ۲۲/۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶ ۲۳/۲، ۹، ۱۰، ۱۲ ۲۴/۲، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۸، ۱۹ ۲۵/۱، ۱۷، ۲۰ ۲۶/۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۱ ۲۷/۲، ۳، ۴، ۶، ۱۶ ۲۸/۴، ۵، ۷، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷ ۲۹/۱، ۲، ۳، ۴، ۸، ۱۵ ۳۰/۹، ۱۰، ۱۴، ۲۳ - انھوں نے ناشکری کی ۲۲/۸

اَلْكَفَرَةُ : جمع اَلْكَافِرُ واحد، ناشکرے۔ ۳۰/۵

كَفُوْرٌ : صفت مشبہ مرفوع نکرہ، ناشکرا ۱۲/۲ ۱۷/۱۶ ۲۵/۷، ۲

كَفُوْرٍ : صفت مشبہ مجرور نکرہ، ناشکرا ۱۷/۱۲ ۲۱/۱۳ ۲۲/۱۶

كَفُوْرًا : صفت مشبہ منصوب نکرہ، ناشکرا ۱۵/۳، ۷ ۲۹/۱۹ کافر ۲۹/۲

اَلْكَفُوْرَ : صفت مشبہ منصوب معرفہ، کافر یا ناشکرا ۲۲/۸

كُفُوْرًا : مصدر، منصوب، کفر ۱۵/۲، ۱۱ ۱۹/۳

كَفَّرَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف، تَكْفِيْرٌ مصدر باب تفعیل، دور کر دے، معاف کر دے، ساقط کر دے۔ تکفیر کے معنی کسی چیز کو چھپانا (متعدی بغیر حرف) گناہ مٹا دینا معاف کر دینا (مفعول دوئم پر عَنْ) ۲۶/۵

كَفِّرْ : واحد مذکر حاضر امر معروف، تَكْفِيْرٌ مصدر، مٹا دے، معاف کر دے، دور کر دے ۴/۱۱

كَفَّرْنَا : جمع متکلم ماضی معروف، تَكْفِيْرٌ مصدر، ہم نے دور کر دئے، مٹا دئے ۶/۱۳

كَفَّارَةٌ : اسم گناہ کا شرعی اتار، شریعت نے گناہ کی سزا سے محفوظ رہنے کے لئے جو بدلہ (الصوب بصوم

یا صدقہ یا باندی یا غلام کی آزادی تجویز کر دیا ہے، اس کو کفارہ کہا جاتا ہے۔ پ۱۱ پ۳

کَفَّارَۃٌ: اسم مضاف (قسموں کا) بدلہ۔ پ۷

کَفَّارَتُہٗ: کَفَّارَۃٌ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ اس کا کفارہ۔ پ۷

کَفَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، کَفٌّ مصدر متعدی ولازم (باب نصر) روک دیا۔ کَفٌّ کے اصلی (وضعی) معنی ہتھیلی سے کسی چیز کو روک دینا دفع کر دینا لیکن توسیع استعمال کے بعد (عرف عام میں) اس کے معنی ہو گئے کسی طور پر کسی چیز کو روک دینا خواہ ہاتھ سے نہ ہو جیسے کَفَّ بَصَرُہٗ اور کُفَّ بَصَرُہٗ اس کی نگاہ روک دی گئی یا رک گئی یعنی نابینا ہو گیا کَفَفْتُہٗ عَنْہُ میں نے اس کو روک دیا فَکَفَّ پس وہ رک گیا۔

کَفٌّ ہتھیلی (راغب) پورا پنجہ (قاموس) اَکُفٌّ اور کُفُوْفٌ جمع لَقِیْتُہٗ کَفَّۃً کَفَّۃً میں اس سے دست بدست ملا۔ کَفَافٌ بقدر ضرورت روزی حدیث میں آیا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ کَفَافًا الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو بسر اوقات کے قابل بنا دی عطا فرما۔ تَکَفَّفَ (باب تفعل لازم) مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلایا اِسْتَکَفَّ (باب استفعال لازم) مانگنے کے لئے یا کسی چیز کو روک دینے کے لئے ہتھیلی پھیلائی اِسْتَکَفَّ الشَّمْسَ (باب استفعال متعدی) کسی چیز کی طرف بآسانی دیکھنے کیواسطے دھوپ کی شعاعوں کو روکنے کیلئے آنکھوں پر بطور سایہ ترچھی شکل میں ہاتھ کی آڑ کر لی۔ پ۶ پ۱۱ ۲۶

کَفَفْتُ: واحد متکلم ماضی معروف (باب نصر) امام راغب نے اس لفظ کے دو معنی لکھے ہیں (۱) میں نے اس کی ہتھیلی کو پکڑ لیا یا اس کے ہاتھ پر مارا۔ (۲) میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے یا ہتھیلی سے روکا، دفع کیا لیکن یہ دونوں معانی اصل وضع کے اعتبار سے ہیں، اس جگہ مراد بنی اسرائیل کو روک دینا اور حضرت عیسیٰ کی طرف سے دفع کرنا ہے۔ پ۷

کُفُّوْا: جمع مذکر حاضر امر حاضر، اصل میں اُکْفُفُوْا بروزن اُنْصُرُوْا تھا، روکو۔ پ۵

کَفَّیْہِ: کَفَّیْ تثنیہ ہے اصل میں کَفَّیْنِ تھا مضاف ہونے کی وجہ سے تثنیہ کا نون حذف کر دیا۔ ہٗ ضمیر مضاف الیہ، ہتھیلی سے ہتھیلی ملنا (ہاتھ ملنا) پشیمان ہونے کی علامت ہے اس لئے تَقْلِیْبُ الْکَفَّیْنِ سے لغوی معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ ندامت مراد ہوتی ہے (راغب) پ۱۳ پ۱۵

کَفَلَہَا: کَفَلَ واحد مذکر غائب ماضی معروف، تَکْفِیْلٌ

مصدر (باب تفعیل) ھا ضمیر واحد مؤنث مفعول، یعنی اللہ نے زکریا کو مریم کا کفیل بنا دیا۔ اس صورت میں ھا ضمیر مفعول اول اور زکریا مفعول دوم ہوگا لیکن تکفیل کے معنی کسی کو اپنی ذمہ داری میں لے لینا بھی ہے اس لئے زکریا فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی زکریا نے مریم کو اپنی ذمہ داری میں لے لیا۔

کَفَلَهٗ کَفْلًا (نصر) کسی کو اپنی ذمہ داری میں لینا، کَفَلْتُ عَنْهُ بِالْمَالِ کسی قرضدار کی طرف سے قرضخواہ کو مال ادا کرنے کی ضمانت کی کَفَلَ بِالرَّجُلِ کَفْلًا (ضرب نصر کرم سمع) اس آدمی کی ضمانت کی الخ کِفْلٌ حصہ، کسی کا مثل، مساوی کَفِیْلٌ مثل اور ضامن کُفَلَاءُ جمع، کَافِلٌ ضامن، ذمہ دار، تیمار دار کُفَّلٌ اور کُفَلَاءُ جمع (اقرب الموارد و منتہی الارب) ۳/۱۲

کِفْلٌ: ذمہ، حصہ یا بمعنی کفیل، پورا پورا حصہ، (راغب) مراد گناہ کا حصہ، ردی حصہ (معجم القرآن) ۵/۸

کَفِیْلًا: ذمہ دار، مثل، جس کا ذمہ لیا جائے، اس جگہ اول معنی مراد ہے۔ ۱۴/۱۹

ذَا الْکِفْلِ: حضرتِ ذوالکفل کا نام بشر تھا حضرت ایوب کے بیٹے تھے (صاوی) حضرتِ ایوب کے جانشین ہوئے کنعان کے رہنے والے اسرائیلیوں کی ہدایت کے لئے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا (قاموس) لقب ذوالکفل تھا کیونکہ آپ نے قائم اللیل اور صائم الدہر ہونے کا عہد کیا تھا اور اللہ سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ معاملے کا فیصلہ کرتے وقت کسی فریق پر (خواہ وہ کیسی ہی گستاخی کرے) غصہ نہیں کریں گے۔ محلی نے ذوالکفل کہنے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ سو انبیاء نے آپ کے پاس پناہ لی تھی۔ کافروں نے انبیاء کو قتل کرنا چاہا تھا، ذوالکفل نے ان کی ضمانت کی، اپنی پناہ میں لیا اور بچا لیا اول توجیہ لقب زیادہ قرین صحت اور موافقِ لغت ہے کیونکہ کافل اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو ہمیشہ روزے رکھنے کا عہد کر چکا ہو اور یہ بھی اس نے پیمان باندھ لیا ہو کہ روزے میں کسی سے بات نہیں کریگا (قاموس) اور یہ ظاہر ہے کہ کافل (صاحبِ کفل) اور ذوالکفل (صاحبِ کفل) کے معنی میں کوئی فرق نہیں، فرق صرف لفظی ہے، ایک جگہ ذو فاعلی معنی کو ظاہر کر رہا ہے اور دوسری جگہ ہیئتِ صیغہ کو، لفظِ کفل دونوں میں مشترک ہے۔

جمہور کے قول پر حضرتِ ذوالکفل پیغمبر تھے حضرتِ ابوموسیٰ اشعری صحابی اور مجاہد تابعی کے نزدیک پیغمبر نہ تھے۔ ۱۷/۶، ۲۳/۳۔

کِفْلَیْنِ: تثنیہ منصوب، کِفْلٌ واحد، دو حصے، دوگونہ، ایک دنیا میں رحمت دوسری آخرت میں

(نعیم) بعض کا قول ہے کہ دو نعمتیں مراد نہیں ہیں بلکہ (دوسری نعمت یعنی) پیہم نعمت مراد ہے جو پوری پوری ہو اس کے بعد کسی زیادتی کی ضرورت نہ پڑے (وہذا مراد الراغب بما اجمل فی بیانہ) پ ۲۷/۲۰

کُفُوًا : کُفُوٌ کُفْءٌ کِفَاءٌ کَفُوٌ کَفِیْءٌ کَفِیْئَۃٌ کُفُوٌ کُفْیٌ کُفَاءٌ مرتبہ میں برابر مساوی القدر قرآن مجید میں یہ لفظ مہموزہ بصورت واؤ ہے کُفُوًا اور کُفُوٌ کی جمع کِفَاءٌ اور کُفُوٌ اور کُفْوٌ کی جمع اَکْفَاءٌ آتی ہے۔

کَفِیْئُ اللَّوْنِ اور مَکْفُوْءُ اللَّوْنِ جس کا رنگ الٹ گیا ہو، بگڑ گیا ہو، اِنَاءٌ مَکْفُوْءٌ ایک طرف سے جھکا ہوا اور بالکل الٹا ہوا برتن۔

کَفَأَہٗ (باب فتح متعدی) اس کو الٹا کر دیا، ایک طرف کو جھکا دیا، کسی کے رخ کو پھیر دیا، پیروی کی۔ کَفَأَ (باب فتح لازم) شکست کھائی، منہ موڑ کر پشت پھیر کر بھاگا، کَفَأَ عَنْ قَصْدِہٖ ارادے سے رک گیا، باز رہا، اِکْفَاءٌ (باب افعال) الٹا کر دینا، مکافاۃ (باب مفاعلۃ) برابر بدلہ دینا مُکَافِئٌ برابر، عقیقہ والی حدیث میں آیا ہے شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ برابر کی دونوں بکریاں (المفردات وقاموس وتاج واقرب الموارد) پ ۳۰/۲۷

کَفٰی : واحد مذکر غائب ماضی معروف (ضرب) صیغہ ماضی کا ہے لیکن مراد استمرار ہے، کِفَایَۃٌ مصدر بھی ہے اور اسم مصدر بھی، بقول امام راغب کِفَایَۃٌ اس چیز کو کہتے ہیں جو ضرورت پوری کر دے کَفٰی کَفِیٌّ کَافِی سب کے معنی ضرورت پوری کرنے والا جس کے بعد کسی کی حاجت نہ رہے کُفْیَۃٌ روزینہ معاش یومیہ، کُفًی جمع، کَفَاہُ مُؤْنَتَہٗ (متعدی بدو مفعول) کسی کی طرف سے اس کا کام پورا کر دیا اور اس کو اس کام کی تکلیف سے باز رکھا، کَفَاکَ الشَّیْئُ (متعدی بیک مفعول) تیرے لئے وہ چیز کافی ہے پ ۲۴/۱۲، پ ۵/۴،۵،۶،۸،۱۶، پ ۶/۳، پ ۱۱/۸، پ ۱۳/۱۲، پ ۱۵/۲،۷،۱۱، پ ۱۷/۴،۱، پ ۱۹/۳، پ ۲۱/۲،۱۷،۱۹، پ ۲۳/۲،۳، پ ۲۶/۱،۱۲۔

کَفَیْنَا : جمع متکلم ماضی معروف، ہم کافی ہیں، ہم ضرورت پوری کرتے ہیں جس کے بعد کسی کی حاجت نہیں رہتی پ ۱۴/۶

کَلٌّ : چھری تلوار وغیرہ کی پشت، ظلم، سختی، غم، یتیم، وہ شخص جس کا باپ ہو نہ بیٹا، بیکار بے فیض آدمی جس سے کسی فائدے کی امید نہ ہو سب پر بار ہو، کند زبان، کند دھار، کمزور بینائی، واحد تثنیہ جمع سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کُلَّۃٌ کند چھری (قاموس و معجم القرآن)

کَلَّ الرَّجُلُ فِیْ مَشْیِہٖ کَلَالًا وہ آدمی چال میں

سست پڑ گیا، اس کا مصدر کلال ہے تلوار کی دھار کے کند ہونے اور زبان کی تیزی و روانی سست پڑنے کے معنی میں اگر اس کا استعمال کیا جائیگا تو مصدر کُلُولٌ اور کَلَّۃٌ آئے گا (المفردات للراغب) آیت میں مراد ہے بے کار، بے فیض آدمی جو کسی کام کا نہ ہو، سب پر بار ہو۔ ۱۴/۱۶

کَلٰلَۃً: رسول اللہ سے کلالہ کے معنی کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا (کلالہ وہ میت ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ باپ (راغب) بعض اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ کلالہ اس وارث کو کہتے ہیں جو میت کا نہ باپ ہو نہ اولاد، ابن عباس نے فرمایا اولاد کے علاوہ دوسرے وارثوں کو کلالہ کہتے ہیں۔

امام راغب نے کہا بظاہر حدیث اور اہل لغت کے قول میں تضاد ہے مگر ہیں دونوں صحیح کیونکہ جس میت کے بلا واسطہ وارث موجود نہ ہوں یعنی باپ بھی نہ ہو اور اولاد بھی نہ ہو، دوسرے وارث ہوں تو میت کا رشتہ دوسروں سے کمزور ہوگا، کیونکہ براہِ راست نہ ہوگا بالواسطہ ہوگا، اسی طرح ان وارثوں کا رشتہ میت سے کمزور ہوگا جو میت کی اولاد میں سے بھی نہ ہوں اور باپ بھی نہ ہوں۔ امام راغب کا مقصد یہ ہے کہ کلال کے معنی ہے ضعف اور بالواسطہ قرابت براہِ راست قرابت کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے اس لئے دونوں پر اطلاق صحیح ہے۔

حقیقت میں کلالہ کی اصل کلال ہے اور کلال کے معنی ہیں ضعف، اعشیٰ شاعر کا قول ہے ؎

فَآلَیْتُ لَا اَرْثِیْ لَھَا مِنْ کَلَالَۃٍ
وَلَا مِنْ حَفًا حَتّٰی تُلَاقِیْ مُحَمَّدًا

جب تک اونٹنی محمد تک پہنچا دے گی مجھے اس کی تھکاوٹ اور فرسودہ پائی پر رحم نہیں آئے گا۔

توسیع استعمال کے بعد عرفِ عام میں کلالہ سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو منقطع الطرفین ہوں (نہ ان کے والدین ہوں نہ اولاد) (معجم القرآن) ابن غریب سجستانی میں ہے کلالہ تَکَلَّلَہُ النَّسَبُ کا مصدر ہے اِکْلِیْلٌ بھی اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ تاج سر کو محیط ہوتا ہے۔ جو شخص آبار و اجداد کی خصوصیات کا حامل نہ ہو اس کو بھی کلالہ کہا جاتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَرِثْتُمْ قَنَاۃَ الْمُلْکِ غَیْرَ کَلَالَۃٍ
عَنِ ابْنَیْ مَنَافٍ عَبْدِ شَمْسٍ وَھَاشِمٍ

عبد مناف کے دونوں بیٹوں عبد شمس اور ہاشم سے تم کو حکومت کا نیزہ میراث میں ملا ہے مگر تم خود بھی ان کی خصوصیات سے بے بہرہ نہیں ہو۔

(راغب) قریب کے رشتے کو چھوڑ کر اگر کوئی دور کا رشتہ دار ہو اس کو بھی کلالہ کہا جاتا ہے۔ عرب کا مشہور قول ہے هُوَ ابْنُ عَمِّي لَحًّا وہ میرے حقیقی چچا کا بیٹا ہے لیکن اگر چچا کا بیٹا نہ ہو بلکہ خاندان کا کوئی اور فرد ہو اور کسی طرح رشتہ دار ہو تو کہتے ہیں هُوَ ابْنُ عَمِّي كَلَالَةً وہ میرے چچا کا بیٹا کلالہ ہے۔ (قاموس) کتاب مذا اسی وجہ سے قطرب قائل ہے کہ ماں باپ اور بھائی کے علاوہ دوسرے وارثوں کو کلالہ کہا جاتا ہے مگر راغب نے اس قول کو غلط قرار دیا ہے (المفردات)

کلالہ ان عصبات کو بھی کہا جاتا ہے جن کی موجودگی میں اخیافی بھائی (ماں ایک باپ جدا جدا) وارث ہو جاتا ہے (قاموس منتھی الارب)

پروفیسر عبدالرؤف نے معجم القرآن میں کہا ہے کہ سلف کا اجماع ہے کہ آیت میں اخیافی بھائی ہی مراد ہے، زمخشری نے بھی سورۂ نساء کی آیت کی تفسیر میں یہی لکھا ہے (کشاف)

کُلٌّ : لفظ کل لفظاً واحد ہے اور معنی کے لحاظ سے جمع، اس لئے اس کا استعمال دونوں طرح ہے، کل القوم حضر اور کل القوم حضروا دونوں صحیح ہیں، تذکیر و تانیث اس میں برابر ہے، مذکر کے لئے بھی مستعمل ہے اور مؤنث کے لئے بھی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت کعب بن زہیر اور حضرت لبید بن ربیعہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں لفظ کل کی طرف مفرد ضمیریں راجع کی گئی ہیں،

کل امرء مصبح فی اهله
والموت ادنی من شراك نعله (صدیق اکبر)

کل ابن انثی وان طالت سلامته
یوما علی آلة حدباء محمول (کعب)

الا کل شیئ ما خلا الله باطل
وکل نعیم لا محالة زائل (لبید)

لیکن معنی کے لحاظ سے عنترہ نے جمع مؤنث کی ضمیر راجع کی ہے، کہتا ہے،

جادت علیه کل عین ثرة
فترکن کل حدیقة کالدرهم

کل کی معنویت کے لحاظ سے فاطمہ خزاعیہ کے شعر میں جمع مذکر کی جمع کُل کی طرف راجع کی گئی ہے، کہتی ہے:

کل ماحی وان عمروا
واردو الحوض الذی وردوا (مغنی اللبیب)

بعض اہل لغت کے نزدیک مؤنث کے لئے کُلّة آتا ہے (قاموس)

کُل دو طرح کا ہوتا ہے، مجموعی اور افرادی۔ کُل افرادی ہمیشہ نکرہ مفردہ کی طرف مضاف ہوتا ہے جس کا ترجمہ ہوتا ہے ہر ایک، جیسے کُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ۔ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ کُل مجموعی معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے یا اس ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف راجع ہوتی ہے، اس وقت مجموعہ افراد پر دلالت کرتا ہے اور ترجمہ ہوتا ہے سب۔ پورا کُلُّ الْقَوْمِ سب قوم۔ پوری قوم فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ سب فرشتوں نے سجدہ کیا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ سب مذہبوں پر اس کو غالب کر دے۔ کبھی ایک چیز کا مجموعہ اجزاء مراد ہوتا ہے، کُلُّ الرُّمَّانِ پورا انار یعنی اس کے سب اجزاء، چھلکا، دانہ، عرق وغیرہ۔ کبھی ذات اور خصوصی صفات کا مجموعہ مراد ہوتا ہے اس وقت ترجمہ ہوتا ہے کامل، جیسے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ہاتھ کو کامل طور پر بالکل نہ پھیلا دو۔ ایک شاعر کہتا ہے لَيْسَ الْفَتٰى كُلُّ الْفَتٰى اِلَّا الْفَتٰى فِي اَدَبِهٖ سوا با ادب جوان کے کوئی کامل جوان نہیں۔ کبھی کل بمعنی بعض آتا ہے جیسے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا بعض پہاڑوں پر ان کا ایک حصہ رکھ دو (قاموس)

کل کا مضاف ہونا ضروری ہے اگر مضاف الیہ مذکور نہ ہو تو محذوف مانا جائے گا جیسے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ۔ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ۔ وَكُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (راغب، قاموس)

قرآن اور فصحاء کے کلام میں کل پر الف لام نہیں آیا مگر متکلمین اور فقہاء کے کلام میں ایسا استعمالی پایا جاتا ہے (راغب، لسان و تاج)

۱/۴، ۳/۹، ۵/۸، ۶/۱۶، ۱۳/۱، ۱۵/۹، ۱۶/۱۷، ۱۷/۳،۶، ۲۱/۱۲، ۲۲/۱۴، ۲۳/۱،۲،۱۰،۱۱،۱۴،۱۵، ۲۴/۱۰، ۲۶/۱۵ ہر ایک (کل افرادی)

۱/۲، ۱۷/۷ دو جگہ، ۳۰/۳ سب (کل مجموعی)

کُلٌّ: ۲/۲، ۶/۱۱، ۸/۳،۱۱، ۱۸/۲، ۲۰/۸، ۲۲/۱۴، ۲۶/۲ ہر ایک (کل افرادی)

كُلًّا: ۵/۱۰،۱۶، ۷/۱۶، ۸/۱۲، ۱۳/۱۰، ۱۵/۲، ۱۶/۶، ۱۷/۵،۶، ۱۹/۲، ۲۰/۱۶، ۲۷/۱۴ ہر ایک، جو کچھ (کل افرادی)

كُلُّ: ۱/۷، ۳/۱، ۹/۱۶، ۱۵/۴ دو جگہ، ۱۶/۹، ۲۲/۲، ۲۵/۹ سب (کل مجموعی) ۳/۲،۱۱، ۴/۲،۶، ۷/۷، ۱۱/۱۵، ۱۳/۸،۱۲،۱۵، ۱۸/۲۱، ۱۶/۱۰، ۱۷/۸ دو جگہ، ۱۸/۴،۵، ۱۹/۸، ۲۰/۳،۱۳، ۲۱/۲،۷،۱۴، ۲۴/۴،۷، ۲۵/۱۹، ۲۷/۳،۸،۹،۱۰ دو جگہ ۱۲، ۲۹/۸،۱۶، ۳۰/۸،۱۱ دو جگہ ہر ایک (کل افرادی)

كُلَّ: ۵/۵، ۵/۸ سب، ۱۵/۳ کامل (کل مجموعی)

۳/۶ ، ۷/۹،۱۵ ، ۸/۱ ، ۹/۱،۹ ، ۱۰/۷ ، ۱۱/۱۷ ، ۱۲/۱۴ ، ۱۳/۱۶،۱۹ ، ۱۵/۲ دو جگہ

۱۶/۱۱،۱۴ ، ۱۷/۳،۸،۱۲ ، ۱۸/۷،۱۲،۱۶ ، ۲۱/۱۱،۱۴،۱۵ ، ۲۲/۷،۸،۱۶،۱۸

۲۳/۱۳ ، ۲۴/۶،۱۷ ، ۲۵/۲۰ ، ۲۶/۳،۱۶ ، ۲۷/۱۲،۱۹ ، ۲۸/۱۳ ، ۲۹/۳،۱۲

۲۰/۱ ہر ایک (کل افرادی)

کُلِّ: ۱/۲،۳،۱۲ ، ۲/۱،۴،۱۳ ، ۳/۳،۷،۸،۱۱ دو جگہ

۴/۱۰،۱۳ ، ۵/۲ دو جگہ ۳،۱۵ ، ۶/۷ دو جگہ ۱۰

۷/۳،۹،۸،۱۱،۱۴،۱۸،۱۹ دو جگہ ، ۸/۲،۶،۱۰ دو جگہ ۱۱،۱۸

۹/۷ ، ۱۰/۱،۱۲ ، ۱۱/۴،۵،۸،۱۰ دو جگہ ۱۱،۱۳،۱۷

۱۲/۲،۴،۵ دو جگہ ، ۱۳/۳،۶،۷،۸،۹،۱۱،۱۲،۱۳،۱۷

۱۴/۲،۳،۱۱،۱۷،۱۸،۲۱ ، ۱۵/۱۰،۱۸،۲۰ ، ۱۶/۱،۲،۸

۱۷/۶،۸،۹،۱۱ دو جگہ ۱۲ ، ۱۸/۸،۱۱،۱۲،۱۵

۱۹/۱،۳،۵،۷،۱۱،۱۵ دو جگہ ۱۷ دو جگہ ، ۲۰/۹،۱۰،۱۴

۲۱/۸،۹،۱۰،۱۹ ، ۲۲/۲،۴،۷،۱۲،۱۳ ، ۲۳/۴،۵ دو جگہ ۱۷

۲۴/۲،۸،۹،۱۲،۱۶،۱۹ ، ۲۵/۱ دو جگہ ۲،۳،۵،۱۶،۱۷

۲۶/۲،۱۱ دو جگہ ۱۴،۱۷ ، ۲۷/۲،۱۳،۱۷ ، ۲۸/۱،۲،۴،۱۵،۱۹،۱۷،۱۹،۲۰

۲۹/۱،۲ ، ۳۰/۵،۱۰،۲۲،۲۹ ہر ایک (کل افرادی)

۳/۴ ، ۸/۱۴ ، ۱۰/۱۱ ، ۱۳/۸،۱۵ ، ۲۶/۶ سب (کل مجموعی)

کُلِّہٖ: کُلِّ مجرور مضاف ہٖ ضمیر مضاف الیہ سب ۳/۳ ، ۱۰/۱۱ ، ۲۶/۱۲ ، ۲۸/۹

کُلَّہٗ: کُلَّ منصوب مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ

سب ۔ ۴/۷ ۔

کُلُّہٗ: کُلُّ مرفوع مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ سب

۹/۱۹ ، ۱۲/۱۰ ۔

کُلَّہَا: کُلَّ منصوب مضاف ھَا ضمیر مضاف الیہ

سب ۔ ۱/۴ ، ۱۶/۱۲ ، ۲۳/۲ ، ۲۵/۷

کُلِّہَا: کُلِّ مجرور مضاف ھَا ضمیر مضاف الیہ

سب ۔ ۲۷/۱۰

کُلُّہُمْ: کُلُّ مرفوع مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر

مضاف الیہ ۔ سب ۔ ۱۱/۱۵ ، ۱۴/۳ ، ۱۶/۹ ، ۲۳/۱۴

کُلُّہُنَّ: کُلُّ مرفوع مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث

مضاف الیہ ۔ سب ۔ ۲۲/۲

کُلَّمَا: یہ لفظ مرکب ہے کُلَّ اور مَا سے ، اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظِ کُلَّ ہمیشہ منصوب رہتا ہے اس میں ظرفیت مَا کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ مَا حرفِ مصدری ہے یا اسم نکرہ ہے بمعنی وقت کے ، اکثر کُلَّمَا کے بعد فعل ماضی آتا ہے جیسے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ ۔ کُلَّمَا اَضَاءَ لَہُمْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ ۔ کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَأٌ مِّنْ

قَوْمِہٖ ۱/۲،۳،۱۱،۱۲ ، ۳/۱۲ ، ۵/۵،۹ ، ۶/۱۳،۱۴ ، ۸/۱۱

۱۲/۴ ، ۱۵/۱۱ ، ۱۷/۹ ، ۱۸/۳ ، ۲۱/۱۵ ، ۲۹/۱،۹ ۔

کَلَّا: جمہور کے نزدیک حرف بسیط ہے ثعلب نحوی کے نزدیک مرکب ہے کَ تشبیہ اور لَا نافیہ ہے

حالتِ ترکیب میں ک اور لا کے انفرادی معنی باقی نہیں رہے، اسی لئے لام کو مشدد کر دیا گیا۔

سیبویہ، خلیل، مبرد، زجاج اور اکثر بصری ادیبوں کے نزدیک کَلَّا کے معنی صرف ردع اور روکنے کے ہیں (خواہ بطورِ زجر و توبیخ کے ہو یا بطور تربیت اور ادب آموزی کے) اسی لئے ان علماء کے نزدیک قرآنِ مجید کے تمام ۳۳ مقامات میں جس جس جگہ کَلَّا آیا ہے ہر جگہ کَلَّا پر وقف کرنا جائز ہے اور بعد کو آنے والا کلام نئے سرے سے شروع ہوتا ہے بعض لوگ تو یہاں تک قائل ہیں کہ مکہ کے کفار چونکہ سخت سرکش تھے اور تہدید آمیز کلام انہیں کے لئے زیادہ نازل ہوا ہے اور کَلَّا کے معنی بھی تہدید و زجر ہی ہے اس لئے جن سورتوں میں کَلَّا آیا ہے ان کی (اکثر) آیات کو مکی ہی سمجھنا چاہیے۔

مصنف مغنی اللبیب اس رائے سے اتفاق نہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آیت فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ اور آیت يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کے بعد کَلَّا آیا ہے اور ان تینوں مقامات میں زجر کے معنی بغیر کسی رکیک تاویل اور ضعیف توجیہ کے صحیح نہیں ہو سکتا۔ مصنف مغنی اللبیب، نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ كَلَّا وَالْقَمَرِ میں زجر کے معنی بالکل ہی درست نہیں کیونکہ پہلے کوئی ایسی بات مذکور نہیں جسکو کَلَّا سے رد کرنا مقصود ہو۔ شیخ ابنِ جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اس جگہ لکھا ہے کہ جب جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد کے متعلق آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی یعنی جہنم پر انیس ۱۹ فرشتے مقرر ہیں تو ایک جاہل کفر توز مشرک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سترہ سے نمٹنے کے لئے میں کافی ہوں اور دو سے نمٹنے کی ذمہ داری تم لے لو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس جگہ جہنم کے فرشتوں کی تعداد کا کوئی بیان نہیں پھر زجر کس چیز سے کی جا رہی ہے اس لئے طبری کی توجیہ ضعیف ہے۔

کسائی، ابو حاتم، نضر بن شمیل، فراء وغیرہم کا قول ہے کہ کَلَّا اکثر زجر و منع کے لئے آتا ہے اور کبھی دوسرے معنی کے لئے، لیکن دوسرے معنی کیا ہوتے ہیں اسکی تعیین میں اختلاف ہے۔

کسائی کے نزدیک حَقًّا (یقیناً یا واقعی) کے ہم معنی ہوتا ہے ابو حاتم نے اَلَا کے ہم معنی قرار دیا ہے جو آغازِ کلام کے لئے آتا ہے اور نضر و فراء کے نزدیک حرفِ جواب کے طور پر اِیْ اور نَعَمْ (جی ہاں) کی طرح

آتا ہے صاحبِ مغنی نے کہا کسائی کا قول غلط ہے دیکھو کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ اور کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ اور کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ میں کَلَّآ کے بعد اِنَّ آیا ہے حالانکہ حَقًّا یا حَقًّا کے ہم معنی لفظ کے بعد اِنَّ نہیں آتا نضر اور فراء کا قول سورۂ مومنون اور شعراء کی آیات میں درست نہیں ہو سکتا پھر دیکھو آیت رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ میں چونکہ کَلَّآ کے بعد اِنَّ آیا ہے اس لئے حَقًّا کے معنی میں نہیں ہو سکتا اور نعم کے معنی میں قرار دیا جائے گا تو آیت کا مطلب ہی الٹا ہو جائے گا، کافروں کی درخواست کے موافق اللہ کی طرف سے دنیا میں لوٹا کر بھیجنے کا وعدہ ہو جائے گا۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے قول اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کے جواب میں حضرتِ موسیٰ نے کہا تھا كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ، اِنَّ آنے کی وجہ سے اس جگہ بھی کَلَّآ بمعنی حَقًّا نہیں ہو سکتا اور حرفِ ایجاب کہا جائے تو حضرتِ موسیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے قول کی تائید ہو جائے گی، گویا حضرتِ موسیٰ کی طرف سے اقرار ہو جائے گا کہ ضرور بنی اسرائیل پکڑے جائیں گے اور یہ معنی بالکل ہی

غلط ہیں اس لئے دونوں آیات میں کَلَّآ کے معنی با زداشت اور زجر ہے یا فقط استفتاح اور آغازِ کلام (مغنی اللبیب ص١٦١) مندرجہ ذیل ٣٣ مقامات میں کَلَّآ مستعمل ہے۔ ١٦/٨ پ، دو جگہ ١٨/٦ پ، ١٩/٨،٦ پ، ٢٣/٩ پ

٢٩

١٧ تین جگہ، ١٦ دو جگہ، ١٥ دو جگہ، ٨، ٧

٣٠

٢١ تین جگہ، دو جگہ ١٤، چار جگہ ٨، ٧ دو جگہ، ٥ دو جگہ، ١

٣٠

٢٧ تین جگہ، ٢٩

کُلَا: تثنیہ مذکر حاضر امر معروف، کُلْ واحد۔ اصل میں اُؤْکُلَا تھا اَکْلٌ مصدر (باب نصر) تم دونوں کھاؤ، اَکْلٌ کے حقیقی معنی کھانا، مجازی معنی ١ آگ کا لکڑی کو بالکل جلا دینا، اَكَلَتِ النَّارُ الْحَطَبَ آگ نے ایندھن کو کھا لیا ٢ کسی کی غیبت کرنا۔ اَکَلَ زَيْدٌ عَمْرًا زید نے عمرو کی غیبت کی اسطرح کسی کا گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا کیا تم میں سے کوئی پسند کریگا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یعنی غیبت کرے ٣ ناجائز طور پر کسی کا مال لے لینا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ لو۔

اُکُلٌ کھانا، وہ چیز جو کھائی جائے خوراک اُكُلُهَا دَآئِمٌ جنت میں کھانے کی چیزیں (پھل وغیرہ)

لازوال ہیں، غیر منقطع ہیں ثَوْبٌ ذُوْ اُكُلٍ گھنی بناوٹ کا کپڑا فُلَانٌ ذُوْ اُكُلٍ مِّنَ الدُّنْيَا فلاں شخص دنیا سے بہرہ یاب ہے فُلَانٌ اِسْتَوْفٰى اُكُلَهٗ فلاں شخص نے اپنا رزق پورا کر لیا یعنی اس کی زندگی ختم ہو گئی هُمْ اَكَلَةُ رَأْسٍ وہ لوگ سری کھانے والے ہیں یعنی تعداد میں اتنے کم ہیں کہ ایک سری سب کو کافی ہو جائے۔

(راغب) ۱/۴ ۹/۲۔

كُلُوْا : جمع مذکر حاضر امر معروف، اصل میں اُؤْكُلُوْا تھا۔ کھاؤ۔ ۲/۱۶،۷ ۳/۱۵،۷ ۴/۱۲ ۶/۵ ۷/۲ ۸/۱،۳،۱۰ ۹/۱۰ ۱۰/۵ ۱۴/۲۱ ۱۶/۱۱،۱۳ ۱۷/۱۱،۱۲ ۱۸/۴ ۲۲/۸ ۲۷/۳ ۲۹/۱۲،۵،۲۲

كُلِيْ : واحد مؤنث حاضر امر معروف، اصل میں اُؤْكُلِيْ تھا، تو کھا۔ ۱۴/۱۵ ۱۶/۵

كِلَا : تاکید تثنیہ مذکر کے لئے آتا ہے، دونوں (مذکر) یہ لفظ لفظاً مفرد ہے اور معنی کے اعتبار سے تثنیہ، اس لئے مفرد بھی مستعمل ہے اور تثنیہ بھی، بغیر مضاف الیہ کے مستعمل نہیں اگر مضاف الیہ اسم ظاہر ہو تو رفع کی حالت ہو، یا نصب کی یا جر کی ہر حالت میں اس کا الف باقی رہتا ہے۔ اگر مضاف الیہ ضمیر ہو تو حالتِ رفع میں كِلَاهُمَا الف کے ساتھ اور نصب و جر کی حالت میں كِلَيْهِمَا یا ر کے ساتھ آتا ہے (مغنی و راغب)

فراء کے نزدیک كِلَا اور كِلْتَا دونوں لفظاً بھی تثنیہ ہیں اور كُلٌّ سے بنے ہیں لام کی تشدید کو تخفیف کر کے الف بطور علامتِ تثنیہ بڑھا دیا گیا ہے لیکن جاہلی اور اسلامی شعراء کا کلام فراء کے قول کی تغلیط کرتا ہے۔ امرء القیس ملک الشعراء کا شعر ہے كِلَانَا اِذَا مَا نَالَ شَيْئًا اَفَاتَهٗ ہم دونوں جب کسی چیز کو پا لیتے ہیں تو اس کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اس مصرعہ میں نَالَ اور اَفَاتَ واحد کے صیغے ہیں، اگر كِلَا لفظاً بھی تثنیہ ہوتا تو واحد کی ضمیریں کس طرح راجع ہو سکتیں، جریر اموی کہتا ہے كِلَا يَوْمَيْ اُمَامَةَ يَوْمُ صَدٍّ۔ يَوْمُ صَدٍّ مفرد ہے اور كِلَا کی خبر واقع ہے اگر كِلَا لفظاً بھی تثنیہ ہوتا تو خبر واحد نہیں آ سکتی تھی۔ ۱۵/۳

كِلْتَا : تاکید تثنیہ مؤنث کیلئے آتا ہے، دونوں اس کا استعمال میں كِلَا کی طرح ہے سیبویہ کے قول پر كِلْتَا کا الف علامت تانیث ہے اور تا بجائے واؤ کے آئی ہے اصل میں كِلْوَا تھا، واؤ کو تا سے بدل کر علامت تانیث کی تاکید کر دی ورنہ حقیقت میں علامتِ تانیث الف ہی ہے ابو عمرو جرمی کا قول ہے تاء الحاقی ہے علامتِ تانیث ہے اصل میں كِلَا ہی تھا (قاموس) ۱۵/۱۷

اَلْكَلْبُ : کتا، ہر درندہ (تاج بھونکنے والا جانور، راغب) بدخو آدمی (قاموس) اَكْلُبٌ، اَكَالِبُ، كِلَابٌ، كَلِيْبٌ، كِلَابَاتٌ جمع كَلْبَةٌ مؤنث اَلْكِلَابُ عَلَى الْبَقَرِ

مشہور مثل ہے نیل گائے پر کتوں کو چھوڑ دو، یعنی آدمی کو اس کے پیشے پر رہنے دو، تعرض نہ کرو۔ کَلَبٌ، کَلِبٌ دیوانہ کتا، رَجُلٌ کَلِبٌ وہ آدمی جو باؤلے کتے کے کاٹنے سے باؤلا ہو گیا ہو کَلَبٌ پیاس، زمانے کی سختی، سخت سردی، آزار، برائی دَفَعْتُ عَنْكَ كَلَبَ فُلَانٍ فلاں شخص کے شر کو میں نے تجھ سے دفع کر دیا (قاموس) کتا، ذلت اور حرص میں مشہور ہے، اسی لئے کَلَبٌ کے معنی ذلیل ہونا بھی ہے (راغب) اور پیٹ نہ بھرنا بھی، خواہ کتنا ہی کھائے (باب سَمِعَ) (منتہی الارب) ۹/۱۲

كَلْبُهُمْ : کَلْبٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، ان کا کتا، یعنی اصحاب کہف کا کتا جو ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا تھا اور اگلے پاؤں پھیلا کر غار کے اندر یا غار کے دروازہ میں پڑ گیا تھا، اس کتے کا نام قطمیر یا رقیم منقول ہے لیکن بقول ابن کثیر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا (تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱) ۱۵/۱۵ چار جگہ۔

كِلْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف کَيْلٌ مصدر اصل میں کَيَلْتُمْ تھا (باب ضرب) جب تم پیمانہ بھر کر دو (مزید تشریح کے لئے دیکھو کَالُوا) ۱۵/۴

كَلَامَ اللهِ : کَلَامَ منصوب مضاف، اللہِ مضاف الیہ اللہ کا کلام، کلام اسم جنس ہے قلیل و کثیر سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے (قاموس) راغب نے کَلْمٌ کی تنقیح کے ذیل میں لکھا ہے کہ کلام کا اطلاق الفاظِ مرتبہ پر بھی ہوتا ہے اور ان معانی کے مجموعہ پر بھی جو الفاظ کے تحت ہوتے ہیں (یعنی کلام لفظی اور کلام نفسی)

کلام ہر بات کو یا ایسی مفید بات کو کہتے ہیں جو مخاطب کی کامل مطلب فہمی کے لئے بذاتِ خود کافی ہو (تاج) بعض کا قول ہے کہ کلام ایسی صفت ہے جس سے کوئی زندہ اپنا مافی الضمیر زبانی الفاظ یا تحریر یا اشارات کے ذریعہ سے دوسرے کو سمجھا سکتا ہو (قاموس)

کلام خاص ہے اور جملہ عام، کلام میں افادیتِ کاملہ بالارادہ ہونا ضروری ہے اور جملے میں یہ شرط نہیں ہے (مغنی اللبیب) (جملہ اور کلام کا فرق) زمخشری نے مفصل میں کلام کی تعریف کرنے کے بعد صراحت کی ہے وَيُسَمَّى جُمْلَةً کلام کا نام جملہ بھی ہے یعنی دونوں ایک ہیں، شیخ ابن حاجب اصولی نے مختصر ابن حاجب میں لکھا ہے کہ دونوں نہ ایک ہیں نہ الگ الگ بلکہ اصطلاحات کا فرق ہے۔ راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ اہلِ نحو کے نزدیک جزءِ کلام پر بھی کلام کا اطلاق ہوتا ہے بجز اسم ہو یا فعل یا حرف لیکن متکلمین کی کثیر جماعت صرف

مرکب مفید جملے کو کلام کہتی ہے۔

امام راغب کی یہ تصریح بظاہر کتبِ نحو کی تصریحات کے خلاف ہے کیونکہ بالاتفاق کلام میں نسبتِ کاملہ ہونا ضروری ہے اور صرف ایک کلمہ میں نسبتِ تامہ نہیں ہو سکتی۔ ۱/۹ تورات، ۲/۱۰ قرآن مجید، ۲۶/۱۰ اللہ کا وعدہ، مراد خیبر کے مالِ غنیمت کا خصوصی وعدہ، بات یہ ہوئی کہ صلح حدیبیہ کی وجہ سے مسلمانوں کو مالِ غنیمت نہیں ملا تو مدینے کی طرف واپس ہونے سے پہلے ہی خیبر کی فتح اور شرکاءِ حدیبیہ کو مالِ غنیمت عطا فرمانے کی وعدہ آمیز بشارت نازل فرما دی (خازن) چنانچہ ماہِ ذی الحجہ ۶ھ میں جب مسلمان حدیبیہ سے مدینے کو واپس آئے تو ابتدائی محرم ۷ھ تک مدینے میں ٹھہرنے کے بعد خیبر کو روانہ ہو گئے اور فتح کے بعد حضورِ اقدس نے مالِ غنیمت خصوصیت کے ساتھ شرکاءِ حدیبیہ کو تقسیم فرما دیا (ابو السعود) مقاتل نے کہا اس جگہ کلام اللہ سے وہ حکم مراد ہے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیا تھا کہ خیبر کو اپنے ساتھ کسی منافق کو نہ لے جائیں (کمالین برحاشیہ جلالین)

کَلِمَۃٌ: ایک بات یا شعر کو کلمہ کہتے ہیں، کلام اور پورے قصیدے پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے صرف اسم یا فعل یا حرف کو بھی کلمہ کہا جاتا ہے، کَلْمَۃٌ، کِلْمَۃٌ کے بھی یہی معنی ہیں۔ مؤخر الذکر کی جمع کِلَمٌ اور اول کی جمع کلمات آتی ہے (قاموس) کَلْمٌ اصل میں ایسی تاثیر کو کہتے ہیں جو محسوس ہو، کلام کی تاثیر حاسۂ گوش سے محسوس ہوتی ہے اور زخم کی تاثیر حسِ چشم سے دکھتی ہے اسی بنا پر پوری بات کو کلام اور زخم کو کَلْم کہتے ہیں، کلم کی جمع کُلُومٌ ہے (المفردات) بعض کے نزدیک کَلِمٌ جنس جمعی ہے (تاج)

کلمہ کا صحیح ترجمہ بات ہے، بات قول کو بھی کہتے ہیں، میری بات سنو اور فعل کو بھی، یہ بات کرو۔ اسی لئے امام راغب نے المفردات میں صراحت کی ہے کہ کلمہ قولی بھی ہوتا ہے اور فعلی بھی۔ ۱/۱۱ وعدۂ قیامت (معجم القرآن) یعنی قیامت کے دن فیصلہ ہونے کا حکم ازلی۔ ۱۰/۱۱، ۱۷/۱۶، ۲۰/۲۴، ۳/۲۵ حکمِ ازلی۔ ۶/۱۹ کلام یا جملہ۔

کَلِمٰتٌ: ۱۳/۱۵ کلام، بات ۱۶/۱۳ کلمۂ توحید ۹/۲۵ حکم دوامی

کَلِمَۃٌ: ۱۲/۳ کلمۂ توحید یا کتاب اللہ یا حضرت عیسیٰ کی ذات مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ کو کلمہ کہنے کی وجہ یا یہ ہے کہ بغیر باپ کے حضرت کو صرف کلمۂ کُن سے پیدا کیا گیا یا یہ کہ شیر خوارگی کی حالت میں بھی آپ نے

کلام کیا تھا (المفردات) پ۳ ع۱۲ حضرت عیسیٰ پ۳ ع۱۵ دعوت
توحید (معجم القرآن) پ۱۳ ع۱۶ کلمۂ شرک ۔

کَلِمَةُ: پ۲ ع۶ کلمۂ کن پ۳ ع۵ حکم یا ازلی تحریر یا قرآن
یا ثواب وعذاب کا وعدہ (المفردات) پ۹ ع۶ اس
وعدہ کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل سے اللہ
نے آیت وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ الخ میں
فرمایا تھا۔ پ۱۰ ع۱۲ کلمۂ توحید، پ۹ ع۱۱ ازلی حکم یا احکام
الٰہیہ پ۲۳ ع۱۶ پ۲۵ ع۵ حکم۔ پ۱۱ ع۶ پ۱۱ ع۶ ازلی تحریر یا حکم الٰہی
سابق۔ پ۲۵ ع۴ وعدۂ قیامت۔

کَلِمَةَ: پ۱۰ ع۱۲،۱۶ کلمۂ شرک پ۲۶ ع۱۱ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ مراد ہے۔ ترمذی بروایت ابی
بن کعب مرفوعاً وابن جریر بروایت عطا خراسانی
یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مراد ہے۔ ابن جریر
بروایت زہری (تفسیر طبری)

كَلِمَتُنَا: كَلِمَةُ مضاف نا ضمیر مضاف الیہ ہمارا
وعدۂ نصرت (جو آیت لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي میں
فرمایا ہے) پ۲۳ ع۹

كَلِمَاتٍ: جمع كَلِمَةٌ مفرد، پ۱ ع۴ وہ کلمات دعائیہ
مراد ہیں جن کا بیان آیت رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا
وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ
میں کیا ہے (سیوطی و راغب و خازن و مدارک)
حسن بصری نے فرمایا یہ الفاظ مراد ہیں حضرت آدم
نے عرض کیا أَلَمْ تَخْلُقْنِي بِيَدِكَ أَلَمْ تُسْكِنِّي
جَنَّتَكَ أَلَمْ تُسْجِدْ لِي الْمَلَائِكَةَ أَلَمْ تَسْبِقْ
رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ أَرَأَيْتَ إِنْ تُبْتُ أَكُنْتَ
مُعِيدِي إِلَى الْجَنَّةِ (پروردگار) کیا تو نے مجھے
اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا، کیا تو نے مجھے اپنی جنت
میں نہیں رکھا، کیا تو نے فرشتوں سے مجھے سجدہ
نہیں کرایا، کیا تیری رحمت تیرے غصہ پر غالب
نہیں ہے تو مجھے اگر میں توبہ کرلوں تو لوٹا کر دوبارہ
تو مجھے جنت میں داخل کردے گا (اللہ نے
فرمایا ہاں) راغب۔ اول روایت زیادہ قوی ہے
اور عام مفسرین نے اسی کو اختیار کیا ہے پ۱ ع۱۵ وہ
دس خصائل فطریہ جن کی تعلیم حضرت ابراہیم کو دی
گئی تھی (معجم القرآن و خازن و مدارک)

كَلِمَاتِ: پ۸ قرآن مجید (راغب) یا احکام پ۱۱ ع۱۲
وعدہ وعید (معجم) پ۱۶ ع۳ معلومات الٰہیہ (معجم) عجائب
حکمت وقدرت (محلی) پ۲۵ ع۳۰ احکام۔

كَلِمَاتُ: پ۱۶ ع۳ پ۱۲ ع۱۲ معلومات الٰہیہ، عجائب
قدرت وحکمت۔

كَلِمَاتِهِ: کلمات جمع مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ
پ۳ ع۱ قرآن (راغب) احکام ومواعید (سیوطی) پ۹ ع۱۰

قرآن مجید ۹/۵ دلائل قطعیہ (راغب) یا وہ آیات مراد ہیں جو اسی خاص معاملے کے متعلق نازل ہوئیں، یا فرشتوں کو مسلمانوں کی مدد کرنے کا جو حکم دیا گیا وہ مراد ہے (ابو السعود و خطیب فی السراج المنیر) یا وہ آیات جن میں اس نصرت کی اطلاع دی گئی (بیضاوی) یا تحقیقِ نصرت و فتح (جمل) ۱۱/۱۲ دلائلِ قطعیہ۔ معجزات قویہ ۵/۱۶ قرآنِ مجید یا احکام ۲۵/۴ دلائلِ قطعیہ یا نازل کردہ آیات۔

اَلْکَلِمَ: بعض اہلِ لغت نے اس کو اَلْکَلِمَۃُ کی جمع کہا ہے، صاحب روح المعانی نے اس کو غلط قرار دیا ہے بلکہ جنسِ جمعی کہا ہے، قرآنِ مجید کے استعمال سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ مختلف آیات میں اَلْکَلِمَ کی طرف واحد مذکر کی ضمیریں راجع کی گئی ہیں، یہ تو یقینی ہے کہ کَلِم سے مراد الفاظِ توراۃ ہیں لیکن کیا یہودیوں نے توراۃ میں لفظی تحریف کی تھی یا الفاظ کا رخ اپنی خواہش کے مطابق مفروضہ معانی کی طرف موڑ دیا تھا یعنی معنوی تحریف کی تھی۔ ثانی قول کو راغب نے قوی قرار دیا ہے اور اول قول حضرت ابن عباس کا ہے جس کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ بعض لوگوں نے دونوں قولوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ یہودی علماء نے توراۃ کے بعد نسخوں کے کچھ الفاظ میں ردوبدل کیا لیکن قبولِ عام حاصل نہ ہو سکا تو مجبوراً الفاظ کو ان کی جگہ چھوڑا اور ان کا معنوی رخ موڑ کر اپنی خواہشات کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی اور اپنی مرضی کے موافق الفاظ کو معنی پہنائے۔ ۵/۴، ۶/۱۰۰۷

اَلْکَلِمُ: جنس جمع ہے کَلِمَۃٌ واحد ہے اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ سے اس جگہ مراد ہے، تہلیل، تسبیح، تکبیر، استغفار، تلاوتِ قرآن، دعا وغیرہ۔ امام رازی نے کبیر میں لکھا ہے جس کلام میں اللہ کا ذکر ہو یا اللہ کے واسطے ہو جیسے وعظ، نصیحت وغیرہ سب اس میں داخل ہیں ۲۲/۱۴

کَلَّمَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، تَکْلِیْمٌ مصدر (بابِ تفعیل) اس نے کلام کیا۔ اللہ کا کلام کرنا دو طرح ممکن ہے ۱۔ دنیا میں ۲۔ آخرت میں، مؤخر الذکر صرف اہلِ ایمان سے ان کی عزت بخشی کے لئے ہوگا، دنیا میں کسی انسان سے کلام کرنے کے معنی ہیں دل میں القاء کرنا یا فرشتے کے ذریعہ سے وحی بھیجنا یا بغیر مواجہہ کے حجاب (عظمت) کے اندر سے خطابِ غیبی کرنا، ان ہی تینوں صورتوں کو آیت وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ میں بیان کیا ہے (راغب) ۳/۱، ۲۵

کُلِّمَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول (بابِ تفعیل) کلام کیا گیا۔ ۱۳/۱۰

کَلَّمَهٗ: کَلَّمَ واحد مذکر غائب ماضی معروف، ہٗ ضمیر مفعول۔ اس نے کلام کیا۔ ۹: ۱۳

کَلَّمَهُمْ: کَلَّمَ حسب تشریح بالا۔ هُمْ ضمیر مفعول، ان سے کلام کیا۔ ۳: ۱

کَمْ: ۱۔ سوالیہ، استفہام کے لئے آتا ہے کتنی مقدار کتنی تعداد، کتنی دیر، اس کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے کبھی مذکور ہوتی ہے جیسے کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ تیرے پاس کتنے درہم ہیں۔ کبھی محذوف جیسے کَمْ لَبِثْتَ یعنی کَمْ زَمَانًا لَبِثْتَ تو کتنی مدت ٹھیرا ۲۔ خبریہ جو مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے، اس کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے جیسے کَمْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا ہم نے بہت بستیوں کو برباد کیا، کبھی تمیز سے پہلے مِنْ آتا ہے جیسے کَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا

۲: ۱۰، ۱۶ — ۳: ۲ — ۷: ۷ — ۸: ۸ — ۱۵: ۲، ۱۵ — ۱۶: ۱۶ — ۱۷: ۲ — ۱۸: ۶ — ۲۰: ۹ — ۲۱: ۱۶ — ۲۳: ۱، ۱۰ — ۲۵: ۷، ۱۴ — ۲۷: ۶۔

کُمْ: ضمیر جمع مذکر حاضر متصل منصوب و مجرور، تم کو، تم پر، تمہارے لئے، تم میں، تمہارے ساتھ۔

۱: ۳، ۵، ۶، ۸، ۱۰، ۱۱ — ۲: ۳، ۵، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۴ — ۳: ۲، ۴، ۵، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۷ — ۴: ۱، ۲، ۳، ۴، ۷، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵ — ۵: ۵، ۶، ۷، ۹ — ۶: ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۳ — ۷: ۲، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۱۹

۸: ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ — ۹: ۵، ۶، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ — ۱۰: ۴، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴ — ۱۱: ۱، ۵، ۷، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۶ — ۱۲: ۱، ۵، ۶، ۸ — ۱۳: ۴، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ — ۱۴: ۱۹ — ۱۵: ۱، ۴، ۵، ۷، ۱۴، ۱۵، ۱۸ — ۱۶: ۱۲، ۱۳ — ۱۷: ۱، ۳، ۴، ۵، ۸ — ۱۸: ۳، ۶، ۷، ۱۰، ۱۷ — ۱۹: ۴، ۷، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۹ — ۲۰: ۱۰، ۱۳ — ۲۱: ۶، ۷، ۱۵، ۱۷، ۱۸ — ۲۲: ۱، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۹ — ۲۳: ۶ — ۲۴: ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۷، ۱۸ — ۲۵: ۳، ۸ — ۲۶: ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱، ۱۳، ۱۴ — ۲۷: ۵، ۶، ۱۰، ۱۵، ۱۷، ۱۸ — ۲۸: ۷، ۸، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ — ۲۹: ۱، ۲، ۵، ۹، ۲۱ — ۳۰: ۱، ۲

کُمُوْا: ۱۴: ۲

کَمَا: مرکب ہے کَ اور مَا سے کَ حرف تشبیہ مَا موصولہ بعد کو آنے والا جملہ صلہ۔ یا مَا مصدری یا مَا زائدہ اور مَا کے بعد آنے والا جملہ یا لفظ مجرور یا مَا کافہ جس نے حرفِ جر کو مابعد میں عمل کرنے سے روک دیا، یا کَمَا سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کسی فعل کی طرف فوری سبقت کرنے کے لئے مخاطب کو آمادہ کیا جائے جیسے سَلِّمْ كَمَا تَدْخُلُ داخل ہوتے ہی سلام کر ۳ اور ۵ قرآن مجید میں مستعمل نہیں، نمبر اول و دوم مستعمل ہے، نمبر چہارم کو بعض جگہ مراد لینا جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

۱: ۲، ۳ — ۲: ۲، ۴، ۷، ۹، ۱۵ — ۳: ۶، ۷، ۸ — ۵: ۴، ۹، ۱۲ — ۶: ۳ — ۷: ۸، ۱۷، ۱۹ — ۸: ۳، ۱۰، ۱۳ — ۹: ۶، ۱۵ — ۱۰: ۱۱، ۱۵ — ۱۲: ۴، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵

۱۳/۲ ، ۱۴/۶ ، ۱۵/۱، ۳، ۵، ۱۰، ۱۸ ، ۱۷/۱، ۷ ، ۱۸/۱۴ ، ۲۰/۵، ۱۰، ۱۱

۲۲/۱۲ ، ۲۵/۳، ۲۰ ، ۲۶/۴، ۶، ۱۰ ، ۲۸/۱، ۳، ۸، ۱۰ ، ۲۹/۳، ۱۱، ۱۳ -

كُنْ: واحد مذکر حاضر معروف (دیکھو کَوَنَ) ہو جا۔ ۱/۱۴

۳/۱۳، ۱۴ ، ۷/۱۵ ، ۹/۷ ، ۱۴/۶، ۱۱ ، ۱۶/۵ ، ۲۳/۴ ، ۲۴/۴، ۱۲ -

كُنَّ: جمع مؤنث غائب ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) اگر ہوں (شرط کی وجہ سے ماضی نہیں رہا، مضارع کا ترجمہ ہو گیا) ۲/۱۲ ، ۴/۱۳ ، ۲۸/۱۷ -

كُنَّ: ضمیر جمع مؤنث حاضر منصوب و مجرور، لِکِ واحد مؤنث حاضر، قرآن مجید میں نصبی حالت میں استعمال نہیں ہوا، صرف مجرور ہونے کی حالت میں استعمال کیا گیا ہے۔ ۳/۱۲ دو جگہ، ۲۲/۱ دو جگہ۔

كُنَّا: جمع متکلم ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) ہم تھے، ہم ہیں۔

۵/۱۱ ، ۷/۹ ، ۸/۷، ۸، ۱۲، ۱۳ ، ۹/۱، ۶، ۱۲ ، ۱۰/۱۴ ، ۱۱/۸، ۱۲

۱۲/۱۲ ، ۱۳/۳، ۴، ۵، ۷، ۱۵ ، ۱۴/۱۰، ۱۳ ، ۱۵/۳، ۵، ۱۱، ۲۱

۱۷/۲، ۴، ۵، ۶، ۷ ، ۱۸/۱، ۲، ۵، ۶ ، ۱۹/۷، ۹، ۱۵، ۱۸ ، ۲۰/۲، ۸، ۹، ۱۳

۲۲/۱۰، ۱۶ ، ۲۳/۱، ۵، ۶، ۹، ۱۳ ، ۲۴/۱۰، ۱۴ ، ۲۵/۷، ۱۴، ۲۰ ، ۲۶/۱۵

۲۷/۳، ۱۵ ، ۲۹/۱، ۳، ۱۱، ۱۶ ، ۳۰/۳

كُنْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) تو تھا۔ ۲/۱ ، ۴/۶ ، ۷/۱۶، ۱۷ ، ۹/۳ ، ۱۱/۱۴، ۱۵ ، ۱۲/۴، ۶، ۱۱ ، ۱۳/۵

۱۴/۱ ، ۱۵/۱۹ ، ۱۶/۵، ۱۱ ، ۱۹/۶، ۱۲، ۱۴، ۱۷ ، ۲۰/۸، ۱۲، ۱۵ ، ۲۱/۱ ، ۲۳/۱۴

۲۴/۳ ، ۲۵/۶ ، ۲۶/۳، ۱۶

كُنْتِ: واحد مؤنث حاضر ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) تو تھی۔ تو ہے۔ ۱۲/۱۳ -

كُنْتُ: واحد متکلم ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) میں تھا، میں ہوں۔ ۵/۷ ، ۷/۶ ، ۹/۱۳ ، ۱۲/۳، ۶، ۸ ، ۱۵/۱۰، ۱۹ ، ۱۶/۵، ۱۶ ، ۱۷/۶

۱۹/۱۸ ، ۲۳/۶ ، ۲۴/۳ ، ۲۶/۱ ، ۳۰/۲ -

كُنْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) تم تھے۔ تم ہو۔

۱/۳، ۸، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۶ ، ۲/۱، ۲، ۵، ۷، ۹، ۱۶

۳/۶، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶ ، ۴/۱، ۲، ۳، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰

۵/۴، ۵، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲ ، ۶/۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۳

۷/۴، ۵، ۶، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۷ ، ۸/۱، ۴، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۸

۹/۴، ۵، ۱۸ ، ۱۰/۱، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵ ، ۱۱/۱، ۲، ۸، ۹، ۱۰، ۱۴، ۱۶

۱۲/۲، ۸، ۱۲، ۱۶ ، ۱۳/۳ ، ۱۴/۵، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۹، ۲۱

۱۷/۱، ۳، ۵، ۷، ۸، ۱۶ ، ۱۸/۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ ، ۱۹/۶، ۹

۲۰/۱، ۲، ۳، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۴ ، ۲۱/۲، ۹، ۱۱، ۱۵، ۱۶ ، ۲۲/۹، ۱۰، ۱۱

۲۳/۲، ۳، ۵، ۶، ۹، ۱۵، ۱۷ ، ۲۴/۱۳، ۱۷، ۱۸، ۱۹

۲۵/۷، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۰ ، ۲۶/۱، ۲، ۴، ۱۰، ۱۴، ۱۸

۲۷/۳، ۴، ۶، ۱۶، ۱۷ ، ۲۸/۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۹ ، ۲۹/۲، ۳، ۴، ۹، ۲۱، ۲۲ ، ۳۰/۸

كُنْتُنَّ: جمع مؤنث حاضر ماضی معروف (دیکھو کَوَنَ) اگر تم ہو (چاہتی) اگر تم (چاہتی) ہو۔ ۲۱/۲۰ دو جگہ۔

كَنْزٌ: مصدر، تہ بر تہ مال جمع کر کے رکھ چھوڑنا، كَنَزْتُ التَّمْرَ فِي الْوِعَاءِ میں نے برتن میں کھجوریں جمع کر کے رکھ چھوڑیں (راغب) سونا، چاندی، مالِ کثیر، حدیث

مبارک میں آیا ہے کُلُّ مَالٍ لَا تُؤَدّٰی زَکٰوتُہٗ فَھُوَ کَنْزٌ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ کنز ہے (قاموس) ۱۲/۲ ۱۶/۵، مال کثیر، ۱/۲۶ مال کثیر یا علمی صحیفہ (راغب)

کَنَزْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف کَنْزٌ مصدر (باب ضرب) تم نے جمع کیا۔ تم نے جمع کر کے (بغیر زکوٰۃ دیئے) رکھ چھوڑا تھا۔ ۱۱/۱۰

کُنُوْزٍ: جمع کَنْزٌ واحد، خزانے، بکثرت جمع کیا ہوا مال، سونا، چاندی۔ ۸/۱۹، ۱۱/۲۰

کَنُوْدٌ: صفت مشبہ، ناشکر، مرد ہو یا عورت، ناقابل روئیدگی زمین، کافر، اللہ کو برا کہنے والا۔ تنہا خور، بخیل، اس جگہ مراد اول معنی ہے، کُنُدٌ اور کُنَّادٌ ناشکر آدمی کُنُوْدٌ مصدر (باب نصر) ناشکری کرنا۔ ۲۵/۳۰

اَلْکُنَّسِ: جمع، اَلْکَانِسُ مفرد کِنَاسٌ مصدر (باب ضرب) کِنَاسٌ ہرن کے رہنے کی جھاڑی کو بھی کہتے ہیں اور جھاڑی میں ہرن کے چھپنے کو بھی، آیت میں کُنَّسٌ سے مراد چھپنے والے ستارے ہیں (مجم) حسن و قتادہ کے نزدیک بھی عام ستارے مراد ہیں جو رات کو نکلتے ہیں اور دن میں نمودار نہیں ہوتے۔ حضرت علی کا ایک قول مروی ہے کہ (تمام) ستارے دن میں پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور رات کو اپنی سیر گاہوں میں نمودار ہو جاتے ہیں ان تمام اقوال سے ظاہر ہے کہ کُنَّسٌ سے عام ستارے مراد ہیں (معالم) یا تمام ستارے مراد ہیں (صحاح) یا شمس و قمر کے علاوہ پانچوں سیارے مراد ہیں (فراز) انہی پانچوں سیاروں کو خمسہ متحیرہ بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کی چال میں کبھی استقامت اور کبھی رجعت ہوتی ہے (روح) اعمش نے ابراہیم بن عبداللہ کا قول نقل کیا ہے کہ نیل گائیں مراد ہیں اور سعید بن جبیر کے نزدیک ہرنیں۔ آخری قول حضرت ابن عباس کی طرف بھی عوفی نے منسوب کیا ہے (معالم) عام مفسرین نے خمسہ متحیرہ سے تفسیر کی ہے۔

کَوَاعِبَ: جمع، کَاعِبٌ واحد، نوخیز شباب لڑکیاں جن کے پستان خوب ابھر آئے ہوں (راغب) کَعَبَتِ الْجَارِیَۃُ کُعُوْبًا وَ کُعُوْبَۃً وَ کِعَابَۃً۔ (لازم، نصر، ضرب) لڑکی کے پستان ابھر آئے۔ کَعَبَ الْاِنَاءَ کَعْبًا (متعدی فتح) برتن کو بھر دیا۔ (قاموس) ۲/۳۰

اَلْکَوَافِرِ: جمع، الکافرۃ واحد، وحدانیت، نبوت قرآن وغیرہ کا انکار کرنے والی عورتیں (مزید تنقیح کے لئے دیکھو کافر اور کافرۃ) ۸/۲۸

کَوْکَبٌ: واحد مرفوع، کَوَاکِبُ جمع، ہر ستارہ، آنکھ کی سفیدی، کیل، قوم کا سردار، تلوار، پانی کَوْکَبُ الرَّوْضَۃِ کلی۔ کَوْکَبُ الْحَدِیْدِ لوہے کی چمک

يَوْمٌ ذُو كَوَاكِبَ مصیبت کا دن ذَهَبُوا تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ وہ ہر ستارے کے نیچے چلے گئے یعنی متفرق اور منتشر ہو گئے كَوْكَبُ الْحَدِيدِ لوہا چمکا (قاموس و تاج) آیت میں مراد اول معنی ہے۔ ۱۱/۴

كَوْكَبًا: حالتِ نصب، بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ زہرہ ستارہ دیکھا تھا لیکن یہ غلط ہے کہ كَوْكَبًا نکرہ ہے جس کا اطلاق ہر ستارے پر ہوتا ہے تخصیص کی کوئی وجہ نہیں صحیح حدیث میں خصوصیت وارد نہیں۔ ۷/۱۵، ۱۲/۱

اَلْكَوَاكِبُ: جمع، اَلْكَوْكَبُ واحد، ستارے۔ ۳۰/۷

اَلْكَوَاكِبِ: جمع الكوكب واحد، ستارے۔ ۲۳/۵

اَلْكَوْثَرَ: جنت کی ایک نہر اور حوض کا نام جو اللہ نے حضور نبی اکرم کو خصوصی طور پر عنایت فرمائی ہے۔ (عن انس مرفوعا۔ مسلم)

حضرت ابن عمر کی مرفوع روایت سے ثابت ہے کہ جنت کی ایک حوض کا نام ہے (معالم)، یا قرآن مجید (حسن بصری)، یا نبوت اور قرآن (عکرمہ) یا عام خیر کثیر (سعید بن جبیر از ابن عباس)

اہل لغت نے لکھا ہے کہ کوثر کثرۃ سے بنا ہے جیسے نَوْفَل۔ نَفْلٌ سے، جو چیز تعداد میں کثیر اور مرتبے میں باعظمت ہو اسکو عرب کوثر کہتے ہیں صاحب معجم القرآن نے حضرت ابن عباس کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ۳۰/۲۲

كُوِّرَتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول تَكْوِيرٌ مصدر (باب تفعیل) جب سورج تاریک ہو جائیگا (حضرت ابن عباس بروایت علی بن ابی طلحہ) روشنی جاتی رہیگی (قتادہ، مقاتل، کلبی) بے رونق ہو جائیگا (مجاہد) لپیٹ دیا جائے گا (ابو عبیدہ و زجاج) لغت میں تکویر کے معنی ملے کر کے لپیٹ دینا ہی ہے حضرت ابوہریرہ کی مرفوع روایت ہے کہ قیامت کے دن چاند سورج لپیٹ دئے جائینگے یا بے نور کر دئے جائیں گے (معالم) مطلب تمام تشریحات کا ایک ہی ہے۔ ۳۰/۶

كُونُوا: بروزن قُولُوا جمع مذکر حاضر امر معروف (دیکھو کان) ہو جاؤ ۱/۶،۷،۸ ۳/۱۶،۱۲ ۵/۱۰ ۷/۶ ۹/۱۱ ۱۱/۹ ۱۵/۵ ۲۵/۱۰ ...

كُونِي: واحد مؤنث حاضر امر معروف (دیکھو کان) ہو جا۔ ۱۷/۵

اَلْكَهْفِ: پناہ، پہاڑ کی غار، جو مکان کی طرح بنا لیا جاتا ہے (دیکھو اصحاب الکہف) كُهُوفٌ جمع ۱۵/۱۳،۱۲،۱

كَهْفِهِمْ: كَهْفٌ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ان کے غار ۱۵/۱۶،۱۴

كَهْلًا: باوقار، متوسط عمر کا آدمی جس کے کچھ بال سیاہ اور کچھ سفید ہوں، بعض نے عمر کی تعیین کی ہے، ۳۰ یا ۳۴ برس کی عمر سے ۵۰ برس تک کی عمر والے کو کہل کہا ہے كُهُولٌ۔ كُهْلَانٌ۔ كِهَالٌ۔ كَهْلَاتٌ در كُهَّلٌ جمع طَائِرٌ كَهْلٌ نیک نصیب، طَارَ لَهُ طَائِرٌ كَهْلٌ اس کو دنیوی خوش نصیبی حاصل ہے كَاهِلٌ، كَهْلٌ کا ہم معنی بھی ہے اور کسی قوم کے سردار و معتمد کو بھی کہتے ہیں، ایک حدیث میں

آیا ہے تَمِیْم کا اَہْلِ مُضَر قبائل مضر کے سردار بنی تمیم ہیں کَہْلٌ
اور کاہِلٌ سے ثلاثی مجرد کے صیغے مستعمل نہیں، باب افتعال
اور تفعل مستعمل ہے۔ پ۳/۱۲ پ۵
کٓہٰیٰعٓصٓ: مقطعات میں سے ہے غیر معلوم المراد، قول حق
یہی ہے جتنی تشریحات مروی ہیں وہ سب ناقص یا ضعیف یا محتاج
تاویل طلب ہیں۔ پ۱۶/۴ (دیکھو تنقیح کے لئے (الٓمٓ)
کَیْدٌ: مصدر و اسم مصدر، اچھی تدبیر، بری تدبیر، مکر
فریب، چال، داؤں (باب ضرب) مزید تنقیح کے لئے دیکھو
اکید۔ پ۳ مکر فریب پ۱۶/۱۲ داؤں، فریب پ۹ احسن تدبیر
پ۲۴/۹،۸ فریب، چالاکی، داؤں، پ۲۷/۴ تدبیر۔
کَیْدُ: پ۹/۱۲ داؤں۔
کَیْدَ: پ۵ داؤں پ۱۲/۱۳ فریب چالاکی پ۱۲/۱۴ چالاکی پ۱۶/۱۲
سامانِ فریب، داؤں۔ پ۳۰ داؤں۔
کَیْدِ: پ۹/۱۲ حسن تدبیر پ۹/۱۶ فریب، پ۱۲/۱۳ چالاکی پ۱۲/۱۲
چالاکی پ۲۹/۴ حسن تدبیر۔
کَیْدًا: پ۱۲/۱۱ پ۷/۵ پ۷/۴ پ۲۳ پ۲۷/۴ پ۳۰/۱۱ چالاکی، فریب، داؤں۔
کِیْدُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف (دیکھو اکید)
داؤں کر لو۔ پ۹/۱۴ پ۱۲/۵ پ۲۹/۲۱
کَیْفَ: اسم مبہم غیر متمکن مبنی ہے ہمیشہ ظرف ہوتا ہے (سیبویہ)
اسم ہے مگر ظرف نہیں (اخفش و سیرافی) حقیقت میں نہ ظرف
زمان ہے نہ ظرف مکان لیکن اس کی تشریح ہمیشہ جار مجرور
سے کی جاتی ہے اور جار مجرور کو مجازاً ظرف کہا جاتا ہے
اس لئے کیف بھی ظرف مجازی ہے (ابن مالک)
کیف دو طرح آتا ہے (۱) شرطیہ (جیسے جس طرح) ادباء
بصرہ کے نزدیک اس کی تین شرطیں ہیں شرط و جزا دونوں
فعل ہوں کوئی مجزوم نہ ہو دونوں متفق اللفظ والمعنی ہوں
اس لئے کیف تجلس اذہب (جیسے تو بیٹھے گا میں
چلا جاؤں گا) کہنا غلط ہے کیونکہ لفظوں میں شرط جزا
متفق نہیں اسی طرح کیف تجلس اجلس بھی درست
نہیں، دونوں فعل مجزوم ہیں۔
آیات یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ۔ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ
کَیْفَ یَشَآءُ۔ فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ سے
اہل بصرہ کے قول کی تغلیط ہوتی ہے دونوں فعل جدا جدا
مختلف ہیں اس لئے قطرب و عام ادباء کوفہ نے کیف شرطیہ
کے لئے کوئی خاص قید نہیں مقرر کی۔
(۲) کیف سوالیہ خواہ حقیقۃً استفہام مقصود ہو جیسے کَیْفَ
زَیْدٌ زید کیسا ہے یا استفہام مقصود نہ ہو کوئی دوسرا
مطلب ہو مثلاً تعجب ظاہر کرنا، مخاطب کو تنبیہ کرنا،
توبیخ کرنا وغیرہ جیسے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ تعجب ہے
کہ تمہارے کفر کی بنا کس حالت پر ہے۔
کیف کبھی خبر مبتداء کے محل میں آتا ہے جیسے کَیْفَ
اَنْتَ کبھی کان کی خبر کی جگہ جیسے کَیْفَ کُنْتَ کبھی باب
ظَنَنْتُ کے مفعول دوم کی جگہ جیسے کَیْفَ ظَنَنْتَ زَیْدًا کبھی
باب اَعْلَمْتُ کے مفعول سوم کی جگہ جیسے کَیْفَ اَعْلَمْتَہٗ،

فَسِلْ دُم نے اس کو اپنے گھوڑے کی اطلاع کس طرح دی، کبھی مفعول مطلق کی جگہ جیسے کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ تمہارے رب نے کیسا کام کیا، کبھی حال کی جگہ جیسے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَهِیْدٍ جب ہم ہر امت میں سے ایک شہادت دینے والا بلائیں گے تو ان کا اس وقت کیا حال ہوگا و کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا اگر وہ غالب آجائیں تو ان کے معاہدہ کی حالت کیا ہوگی۔ قرآن مجید میں صرف مؤخرالذکر دونوں موقعوں مستعمل ہیں یعنی مفعول مطلق اور حال کی جگہ کَیْفَ کا استعمال کیا ہے۔

کَیْفَ سوالیہ کے ذریعہ سے صفاتِ مخلوق کے متعلق سوال کیا جاتا ہے، اللہ کیف سے منزہ ہے اس لئے جہاں اللہ نے اپنی ذات و صفات کے موقع پر لفظ کَیْفَ کو استعمال کیا ہے، وہاں غیر حقیقی استفہام مراد ہوتا ہے یعنی صرف استخبار، خواہ بطور تعجب یا مخاطب کو تنبیہ اور توبیخ کرنے کیلئے جیسے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللہِ، کَیْفَ یَهْدِی اللہُ قَوْمًا۔ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ، اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ، فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ۔ اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللہُ الْخَلْقَ۔

کبھی کیف کے معنی حالت ہوتے ہیں، اس وقت سوالیہ نہیں ہوتا جیسے اُنْظُرْ اِلَیْہِ کَیْفَ یَصْنَعُ وہ جو کر رہا ہے میں اس کی حالت دیکھ رہا ہوں۔

عیسیٰ بن موہب نے کتاب العلل میں اور بعض دوسرے علماء نے صراحت کی ہے کہ کَیْفَ کبھی عاطفہ آتا ہے، استدلال میں یہ شعر پیش کیا گیا ہے ؎

اِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ لَانَتْ قَنَاتُہٗ
وَهَانَ عَلَی الْاَدْنٰی فَکَیْفَ الْاَبَاعِدُ

جب آدمی کا مال کم ہو جاتا ہے تو اس کا نیزہ نرم پڑ جاتا ہے (قوت میں ضعف آجاتا ہے) وہ اقرباء کی نظر میں بھی حقیر ہو جاتا ہے دور والوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

لیکن یہ استدلال غلط تھا خود حرفِ عاطف ہے، دو حرفِ عطف کس طرح جمع ہو سکتے ہیں بلکہ اس جگہ کَیْفَ کے بعد مبتدا مضاف محذوف یعنی کَیْفَ حَالُ الْاَبَاعِدِ کَیْفَ کی فاء کو تخفیف کر کے صرف کے پر بھی کبھی اکتفا کر لیا جاتا ہے لیکن معنی کَیْفَ کے ہی ہوتے ہیں جیسے ؎

کَیْفَ تَجْنَحُوْنَ اِلٰی سِلْمٍ وَمَا ثُئِرَتْ
قَتْلَاکُمْ وَلَظَی الْهَیْجَاءِ تَضْطَرِمُ

تم صلح کی جانب کس طرح مائل ہوا بھی تو تمہارے مقتولین کا انتقام نہیں لیا گیا اور لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہے۔

۱ — ۲　۳ — ۳، ۹، ۱۱، ۷　۴ — ۱، ۵، ۱۴　۵ — ۲، ۱۴، ۶　۶ — ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴

۷ — ۸، ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۵　۸ — ۱۷، ۱۸　۹ — ۱، ۳، ۵　۱۰ — ۸　۱۱ — ۷، ۹، ۱۳

۱۳ — ۴، ۱۱، ۱۶، ۱۹　۱۴ — ۱۱　۱۵ — ۲، ۵، ۲۱　۱۶ — ۵　۱۷ — ۱۳　۱۸ — ۱۶　۱۹ — ۳، ۱۶، ۱۹

۲۰ — ۲، ۷، ۱۴　۲۱ — ۴، ۸　۲۲ — ۱۱، ۱۵، ۱۷　۲۳ — ۶، ۹　۲۴ — ۶، ۸، ۱۴　۲۵ — ۸

۲۶ — ۵، ۷، ۱۵　۲۷ — ۸، ۹　۲۹ — ۲، ۴، ۹، ۱۳، ۱۵　۳۰ — ۱۳، ۱۴

اَلْكَيْلُ: مصدر مرفوع، پیمانے سے غلہ وغیرہ کا ناپنا۔

(دیکھو کالُوا) ۶/۲ ۱۲/۱۳ مراد غلہ۔

اَلْكَيْلَ: مصدر منصوب ۶/۲ ۱۸،۲ غلے سے پیمانہ بھرنا۔

۴/۱۳ ۴/۱۵ ۱۴/۱۹ مراد غلہ۔

كَيْلُ: مصدر مرفوع نکرہ، غلہ ۶/۲

كَيْلَ: مصدر منصوب نکرہ، غلہ ۶/۲

كَيْ: بقول اخفش ہمیشہ جارّہ ہوتا ہے مابعد کو جر دیتا ہے لیکن اسکے بعد جو فعل مضارع پر نصب آتا ہے وہ اَن مصدری کے سبب سے اگر کہیں اَن مذکور نہیں ہوتا تو محذوف ہوتا ہے لیکن آیت لِكَيْلَا تَأْسَوْا وغیرہ سے اخفش کے قول کی تردید ہوتی ہے لام حرف جر، کَی سے پہلے موجود ہے، دوسرے حرف کی ضرورت نہیں، نہ دوبارہ تعلیل کی ضرورت ہے۔

کوفی ادیب کہتے ہیں کہ کَی ہمیشہ حرف ناصب ہوتا ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے حرف جر کبھی نہیں ہوتا۔ یہ قول بھی غلط ہے کَیْمَہ بمعنی لِمَہ (کس وجہ سے) بولا جاتا ہے، حاتم کا قول ہے:

وَاَوْقَدْتُ نَارِي كَيْ لِيُبْصَرَ ضَوْءُهَا

وَاَخْرَجْتُ كَلْبِي وَهُوَ فِي الْبَيْتِ دَاخِلَہ

میں نے آگ روشن کردی تاکہ اس کی روشنی (مسافروں کو) دکھ جائے اور اپنے کتے کو گھر سے باہر نکال دیا (تاکہ آنے والے مہمان پر نہ بھونکے) اگر اسجگہ کَی کو حرف ناصب قرار دیا جائے اور لِيُبْصَرَ کو اس کی وجہ سے منصوب پڑھا جائے تو حرف ناصب اور فعل میں حرف جر کی وجہ سے فصل لازم آئیگا اس لئے علماء بصرہ اور عام محققین ادب کا قول ہے کہ کَی کبھی ناصب مضارع ہوتا ہے جو معنی اور عمل دونوں میں اَن مصدری کی طرح ہوتا ہے جیسے لِكَيْلَا تَأْسَوْا اور کبھی تعلیلیہ ہوتا ہے یعنی لام (حرف جر) کی طرح معنی کے اعتبار سے بھی اور عمل کے لحاظ سے بھی اس کے بعد کبھی مَا استفہامیہ آتا ہے جیسے کَيْمَہ (کس لیئے) اور کبھی مَا مصدری یا مَا کافہ آتا ہے جیسے:

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَنْفَعْ فَضُرَّ فَاِنَّمَا

يُرَجَّى الْفَتٰى كَيْمَا يَضُرُّ وَ يَنْفَعُ

تو فائدہ رساں نہ ہو تو ضرر ہی پہنچا کیونکہ آدمی سے دو ہی وجہ سے امید کی جاتی ہے ضرر کے لئے یا نفع کے لئے۔

(نوٹ) کَی مخفف کَیْفَ کا بھی آتا ہے (دیکھو کَیْفَ کی بحث)

کَی ناصبہ سے پہلے کبھی لام (حرف جر) مذکور ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا، اسی طرح اس کے بعد کبھی لا نفی آتا ہے کبھی نہیں آتا، قرآن مجید میں دونوں طرح مستعمل ہے۔

۷/۷ ۱۵/۱۴ ۸/۱۷ ۲،۳/۲۲ ۱۹/۲۷ ۴/۲۵

بابُ اللّام

ل : لام مفرد کی تین قسمیں ہیں ۱ حرفِ جر ۲ حرفِ جزم ۳ بے عمل یعنی لفظاً کچھ عمل نہ کرنے والا۔

نمبر اول حرفِ جر ضمیر پر بھی آتا ہے اور اسم ظاہر پر بھی، ضمیر پر آنے والا لامِ جارہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے (علاوہ ضمیر واحد متکلم کے) جیسے لَهٗ. لَهَا لَهُمَا لَهُمْ لَهُنَّ لَكَ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَنَا لِیْ۔

اسم ظاہر پر آنے والا لام جار ہمیشہ مکسور ہوتا ہے (سوائے اس مستغاث کے جو یا ندائیہ کے بعد آتا ہے) جیسے لِلّٰهِ - لِلرَّسُوْلِ - لِلْمَسَاكِيْنَ - لِذِی الْقُرْبٰی -

لامِ جارہ ۲۲ معانی کے لئے مستعمل ہے

۱ کسی ذات کے استحقاق کو ظاہر کرنے کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[1] - اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ[2] - اَلْاَمْرُ لِلّٰهِ[3] - وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ[4] - لَهُمْ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ[5] - وَ لِلْكَافِرِيْنَ النَّارُ[6] -

۲ خصوصیت کو ظاہر کرنے کے لئے جیسے اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ[7] - لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ[8] - لَكُمْ دِيْنُكُمْ[9] - وَلِیَ دِيْنِ[10] -

۳ ملکیت کو ظاہر کرنے کے لئے جیسے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ[11] -

۴ کسی کو مالک بنانے کے لئے جیسے وَهَبْنَا لَهٗ[12] -

۵ تملیک کی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے جیسے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا[13]

---

۱ حمد کا مستحق اللہ ہے ۲ عزت کا مستحق اللہ ہے ۳ حکم کا مستحق اللہ ہے ۴ کم تولنے والے ہلاکت کے مستحق ہیں ۵ ان کو دنیا میں رسوا ہونا سزاوار ہے ۶ کافروں کے لئے دوزخ سزاوار ہے ۷ جنت مومنوں کے لئے خاص ہے ۸ پیدا کرنا اور حکمرانی کرنا اللہ ہی کیلئے مخصوص ہے ۹ تمہارا دین تمہارے لئے ہے ۱۰ اور میرا دین میرے لئے ۱۱ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ۱۲ ہم نے اس کو بخش دیا ۱۳ اللہ نے تم میں سے ہی تمہاری بیبیاں پیدا کر دیں۔

۷۔ کسی فعل کی علت اور سبب بیان کرنے کے لئے جیسے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ۔

(نوٹ) مضارع پر جو لام مکسور آتا ہے وہ بھی اسی قسم میں داخل ہے جیسے وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ جو لام جار مکسور مضارع پر تعلیل کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد اَنْ مصدری ناصب کا آنا ضرور ہے اور مضارع پیاسی ان کی وجہ سے نصب ہوتا ہے، اگر اَنْ مذکور نہیں ہوتا جیسا کہ مثال مذکور میں نہیں ہے تو محذوف مقدر قرار دیا جائے گا لیکن اگر فعل سے پہلے لائے نفی آیا ہو تو لام جر کے بعد اَنْ کو ذکر کرنا لازم ہے جیسے لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ۔

۸۔ نفی کی تاکید مقصود ہو، اس لام کو لامِ جحود بھی کہتے ہیں، لامِ جحود کی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے مَاكَانَ یا لَمْ یَكُنْ مذکور ہو جیسے مَاكَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ اور لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ، اگر نہ مذکور ہوگا تو مقدر مانا جائے گا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق فرمایا تھا مَا اَنَا لِاَدَعَهُمَا میں ان دونوں رکعتوں کو نہیں چھوڑونگا یعنی مَا كُنْتُ اَنَا ایک شاعر کہتا ہے:

فَمَا جَمْعٌ لِیَغْلِبَ جَمْعَ قَوْمِیْ
مُقَاوَمَةً وَلَا فَرْدٌ لِفَرْدٍ

مقابلہ کے وقت کوئی قوم میری قوم پر غالب نہیں آسکتی اور نہ کوئی شخص میری قوم کے کسی شخص پر یعنی فَمَا كَانَ جَمْعٌ وَلَا كَانَ فَرْدٌ۔

۸۔ اِلٰی کے معنی کے لئے جیسے بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ای اِلَیْهَا۔ كُلٌّ یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَیْ اِلٰی اَجَلٍ۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا ای اِلٰی مَا نُهُوْا۔

۹۔ عَلٰی کے معنی ظاہر کرنے کے لئے یعنی حقیقی استعلاء کے لئے جیسے وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ۔ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖ۔ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ یعنی عَلَی الْاَذْقَانِ اور عَلٰی جَنْۢبِهٖ اور عَلٰی

۱۔ یہ حقیقت ہے کہ مال کی محبت کی وجہ سے وہ بخل میں بہت سخت ہے ۲۔ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرنے کے لئے ہم نے تم پر قرآن اتارا۔ ۳۔ تاکہ تمہارے خلاف لوگوں کو کوئی دلیل نہ مل سکے ۴۔ اللہ ہرگز ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر آگاہ کر دے ۵۔ اللہ ایسا ہرگز نہیں کہ ان کو معاف کر دے ۶۔ میں ہرگز ایسا نہیں کہ ان دونوں کو چھوڑ دوں ۷۔ تمہارے رب نے اس کے پاس وحی بھیجی ۸۔ ہر ایک مقررہ میعاد تک چلے گا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

الْجَبِیْنِ۔ یا مجازی استعلا کے لئے جیسے وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا یعنی عَلَیْهَا۔ نحاس کا قول ہے لام بمعنے علیٰ ہم نے عربی میں کہیں نہیں پایا۔

۱۰ فِیْ ہم معنی جیسے وَنَضَعُ[1] الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

۱۱ عِنْدَ کا ہم معنی جیسے بَلْ[2] کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لِمَا جَآءَهُمْ (بقول ابن جنی بر قراءۃ جحدری)

۱۲ بَعْدُ کا ہم معنی جیسے اَقِمِ[3] الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ۔ حدیث میں آیا ہے صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھو اور چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھنا چھوڑ دو۔

۱۳ مَعَ کا ہم معنے جیسے فَلَمَّا

تَفَرَّقْنَا کَاَنِّیْ وَمَالِکًا ۔ لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَیْلَةً مَعًا جب ہم جدا ہو گئے تو باوجود مدت تک ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں اور مالک ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے۔ بعض لوگوں نے اس شعر میں لام کو بَعْدُ کا ہم معنی قرار دیا ہے۔

۱۴ مِنْ کا ہم معنی، جریر کا شعر ہے:

لَنَا الْفَضْلُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْفُکَ رَاغِمٌ
وَنَحْنُ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَفْضَلُ

ہم کو دنیا میں برتری حاصل ہے اور تمہاری ناک خاک آلودہ ہے اور قیامت کے دن بھی ہم تم سے افضل ہوں گے۔

۱۵ کسی چیز کو سامع تک پہنچا دینے کے لئے، اس وقت لام کو سامع پر داخل کرنا ضروری ہے جیسے قَالَ[4] لَهُمْ خَزَنَتُهَا

---

۲۲ اگر ان کو لوٹا کر بھیجا جائے تب بھی اسی کام کی طرف لوٹیں گے جس سے ان کو منع کر دیا گیا ہے ۲۳ ٹھوڑیوں کے بل وہ گر پڑتے ہیں

۲۴ وہ ہم کو دہرا کر وسط پر پکارتا ہے ۲۵ پیشانی کے ایک رخ پر اس کو گرا دیا گیا۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا۔ ۲۶ اگر تم برائی کرو گے تو تمہارے نفس پر ہی اس کا ضرر پڑے گا۔

۱ قیامت میں ہم وزن کشی کے پیمانے یعنی انصاف قائم کریں گے۔

۲ حق آجانے کے وقت انہوں نے تصدیق نہ کی بلکہ جھوٹا قرار دیا۔

۳ زوال آفتاب کے بعد سے نماز پڑھو۔

۴ دوزخ کے نگرانوں نے ان کو یہ بات پہنچا دی۔

۱۶ عَنْ کا ہم معنے جیسے (بر قول ابن حاجب) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔[1] ابن مالک نے کہا اس جگہ لام تعلیلیہ ہے بعض کا قول ہے یہ لام وہی ہے جس کا نمبر پندرہ میں تذکرہ ہو چکا۔

۱۷ لامِ عاقبت یا لامِ مآل جو کسی فعل پر مرتب ہونے والے نتیجہ کو ظاہر کرتا ہے خواہ واقع میں اس نتیجہ کے حصول کے لئے وہ کام نہ کیا گیا ہو جیسے رَبَّنَا[2] اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ۔

علماء بصرہ لامِ عاقبت کے منکر ہیں، زمخشری نے اس کو لامِ علت قرار دیا ہے اور چونکہ واقع میں لام کا مابعد لام کے ماقبل کے لئے علت نہیں ہے اس لئے اس کو لامِ تعلیل واقعی نہیں بلکہ تعلیل نما کہا جائے گا یعنی فعل کا نتیجہ یہ نکلا خواہ کام اس نتیجہ کے لئے نہیں کیا گیا۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فَلِلْمَوْتِ تَغْذُوا الْوَالِدَاتُ سِخَالَهَا
كَمَا لِخَرَابِ الدُّوْرِ تُبْنَى الْمَسَاكِنُ

موت ہی کے لئے مائیں اپنے بچوں کو پالتی ہیں جیسے مکانوں کی تعمیر تخریب کے لئے ہوتی ہے ایک اور شاعر کہتا ہے:

فَاِنْ يَّكُنِ الْمَوْتُ اَفْنَاهُمْ
فَلِلْمَوْتِ مَا تَلِدُ الْوَالِدَةُ

اگر موت نے ان کو فنا کر دیا (تو عجب بات نہیں کیونکہ موت ہی کے لئے ماں بچوں کو جنتی ہے۔

۱۸ قسم اور تعجب کے لئے یہ لام صرف لفظِ اللہ پر آتا ہے۔

۱۹ صرف تعجب کے لئے جیسے لِلّٰهِ دَرُّهٗ یا لِلْعُشْبِ۔

۲۰ تعدیہ جیسے فَهَبْ[3] لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا (ابن مالک فی شرح الکافیۃ)

۲۱ لام زائد صرف تاکید کے لئے یہ لام کبھی فعل متعدی اور اس کے مفعول کے درمیان آتا ہے جیسے اُمِرْنَا[4] لِنُسْلِمَ لِرَبِّ

---

[1] کافروں نے مومنوں سے کہا [2] اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں رونق اور مال کثیر اسلئے دیا کہ وہ تیرے راستہ سے لوگوں کو بہکائیں [3] اپنی طرف سے تو مجھے کوئی پیارا جانشین عنایت فرما [4] اس نے ہم کو رب العالمین کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

الْعَالَمِیْنَ ۔ اَمَرَ اور نُسْلِمَ کے درمیان لام زائد ہے کبھی مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آتا ہے جیسے سعید بن مالک کہتا ہے :

یَا بُؤْسَ لِلْحَرْبِ الَّتِیْ ✧ وَضَعَتْ اَرَاهِطَ فَاسْتَرَاحُوْا

ہائے شدت جنگ جس نے قبائل کو مار گرایا ۔

لامِ تقویت بھی زائد ہی ہوتا ہے یعنی اگر کوئی عامل ضعیف ہو تو محض اس کو قوی کرنے کے لئے لام لے آتے ہیں ۔ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ[1] عامل (یرهبون) مؤخر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لئے معمول (رَبِّهِمْ) پر لام آگیا تاکہ عامل کو قوت حاصل ہو جائے ورنہ یَرْهَبُوْنَ کے مفعول پر لام آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ اسی طرح اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْیَا تَعْبُرُوْنَ[2] ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ[3] ۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ[4] نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی[5] ۔ مُصَدِّق ، فَعَّال ، نَزَّاعَة سب صفت کے صیغے ہیں ۔

افعال نہیں ہیں فعل کے مشابہ ہیں اس لئے ان کے عامل ہونے میں ضعف ہے لام کی وجہ سے اس ضعف کو دور کر دیا گیا ۔

۲۲ لام تبیین جیسے فَتَعْسًا لَّهُمْ[6] ۔ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ[7] ۔

(تنبیہ) باوجود ضرورت کے کبھی لام کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ[8] ای لہ منازل ۔ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ[9] ای کالوالهم او وزنوالهم ۔

قرآن مجید میں مندرجہ بالا بائیس اقسام میں سے ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۱۹ کا استعمال نہیں ہوا باقی اقسام کے لئے استعمال موجود ہے ۔

نمبر دوم ۔ حرف جزم قبیلہ بنو سلیم کے استعمال میں مفتوح اور باقی تمام عربی استعمال میں مکسور آتا ہے اور کسی چیز کی طلب پر دلالت کرتا ہے اگر اس سے پہلے فاء یا واؤ ہو تو عام طور پر یہ لام ساکن ہو جاتا ہے متحرک بہت کم آتا ہے ۔

---

[1] وہ اپنے رب ہی سے ڈرتے ہیں [2] اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو [3] جو آسمانی کتابیں ان کے پاس ہیں ان کی تصدیق کرنیوالا [4] اپنی منشا کے موافق کرنے والا [5] کھال اتارنے والا [6] ان کے لئے ہلاکت ہو [7] جو کچھ تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ دور ہے [8] ہم نے اس کے لئے منزلیں مقرر کر دیں [9] جب وہ ان کو پیمانہ سے ناپ کر دیتے ہیں یا ان کو وزن کر کے دیتے ہیں ۔

جیسے فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي۔

ان کو چاہیے کہ مجھ سے دعا کی قبولیت کی درخواست کریں اور مجھ کو مانیں، ثم کے بعد بھی کبھی ساکن ہو جاتا ہے ثُمَّ لْيَقْضُوا

کبھی طلبی معنی کو چھوڑ کر کوئی دوسرا معنی مراد ہوتا ہے مثلاً خبر جیسے اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ۔

تم ہمارے راستہ پر چلو اور تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے یا ڈراوا اور دھمکی جیسے وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ جو چاہے کفر کئے جائے۔

لام جازم امر حاضر پر نہیں آتا۔ (البتہ مضارع حاضر پر لام لا کر امر حاضر کا مفہوم پیدا کر لیا جاتا ہے) صرف امر غائب پر آتا ہے متکلم پر آتا ہے مگر کم جیسے وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ اس جگہ طلبی معنی کو چھوڑ کر صرف خبر کے معنی مراد ہیں۔

کبھی لام جازم محذوف ہوتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے قُلْ مذکور ہو (کسائی) جیسے قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ ای لِيُقِيمُوا۔

میرے مومن بندوں سے کہدو کہ نماز پڑھا کریں۔

مبرد اس کا منکر ہے ابن مالک نے شرح کافیہ میں لکھا ہے کہ لام جازم کا حذف قول انشائی کے بعد نثر میں ہوتا ہے لیکن قول خبری کے بعد کم ہوتا ہے۔ ادبا کوفہ اور ابو الحسن کا خیال ہے کہ قم اُقْعُدْ وغیرہ امر حاضر کے صیغوں میں ہمیشہ لام جازم محذوف ہوتا ہے۔ جس طرح نہی لَا کے بغیر نہیں ہو سکتی اسی طرح امر حاضر ہو یا غائب بغیر لام جازم کے نہیں ہو سکتا، فرق صرف یہ ہے کہ غائب میں مذکور ہوتا ہے اور حاضر میں محذوف، قُمْ اصل میں لِتَقُمْ تھا اُقْعُدْ اصل میں لِتَقْعُدْ تھا، علیٰ ہذا۔

نمبر سوم:۔ لام بے عمل۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔

۱۔ لام ابتدا، مفتوح، مضمون جملہ کی تاکید کے لئے آتا ہے (باتفاق اہل لغت) اس کا استعمال دو جگہ صحیح ہے (الف) مبتدا پر جیسے لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً (ب) اِنَّ کی خبر پر خواہ اسم ہو جیسے اِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ، اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ یا فعل مضارع ہو جیسے اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ یا ظرف ہو جیسے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ، اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ط

(نوٹ) اِنَّ کی خبر پر اگر لام تاکید مضارع پر
آتا ہے تو بر قول جمہور مضارع کا معنی حال ہوجاتا
ہے۔ استقبال کا مفہوم باقی نہیں رہتا۔ ابن مالک
کو اس سے اختلاف ہے (دو توضیح الادلۃ
فی مطولات النحو)

تین صورتوں میں اِنَّ کی خبر میں لام تاکید
کا آنا مختلف فیہ ہے۔

(الف) ماضی جامد یعنی غیر متصرف پر
جیسے اِنَّ زَیْدًا لَعَسٰی اَنْ یَقُوْمَ اِنَّ زَیْدًا
لَنِعْمَ الرَّجُلُ ابوالحسن اس کا مجوز ہے اور
جمہور مخالف۔

(ب) اس ماضی پر جو قَدْ کے ساتھ آئے
جیسے اِنَّ زَیْدًا لَقَدْ قَامَ جمہور کے نزدیک
جائز ہے خطاب اور محمد بن مسعود غزنی کے
نزدیک ناجائز۔

(ج) اگر ماضی متصرف پر قَدْ نہ ہو تو
کیا اس پر لام آسکتا ہے یا نہیں جیسے
اِنَّ زَیْدًا لَقَامَ ، کسائی اور ہشام مجوز ہیں،
اور جمہور منکر۔

خبرِ اِنَّ کے علاوہ دو مقام اور
بھی مختلف فیہ ہیں۔

(الف) مبتدا کی خبر مقدم جیسے لَقَائِمٌ زَیْدٌ
نحویوں کی بڑی جماعت اس کی مجوز ہے۔ شیخ
ابنِ حاجب نے امالی میں اس کو ناجائز
کہا ہے اور صراحت کی ہے کہ لام ابتداء کے
بعد مبتدا کا آنا لازم ہے۔

(ب) جملہ فعلیہ کے شروع میں لام تاکید کا آنا
بھی مختلف فیہ ہے جیسے لَیَقُوْمُ زَیْدٌ ابن مالک
اور مالقی اس کے مجوز ہیں۔ مالقی نے اپنی
تجویز میں ماضی جامد کو بھی داخل کر لیا ہے
جیسے لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بعض مجوزین
اس ماضی کو بھی اس دائرہ میں لے آئے ہیں
جس پر قَدْ آیا ہو جیسے وَلَقَدْ کَانُوْا
عَاهَدُوا اللّٰهَ۔ لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ
وَاِخْوَتِہٖ۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ
اعْتَدَوْا مِنْکُمْ، منکرین ان سب مقامات
پر لام کو لام قسم کہتے ہیں۔ ابن الخباز نے
شرح الایضاح میں لکھا ہے کہ لام ابتدا صرف
اس فعل پر آتا ہے جو اِنَّ کی خبر میں آتا ہے اس کے
علاوہ کسی فعل پر نہیں آتا۔ منکرین کے ساتھ
ابن حاجب اور زمخشری وغیرہ بھی ہیں۔
زمخشری نے کشاف میں صراحت کی ہے کہ

لام ابتداء یا مبتدا پر آتا ہے یا خبر پر (یعنی جملہ فعلیہ پر نہیں آتا) لیکن آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اور آیت لَا أُقْسِمُ میں لام ابتداء ہے اور مبتداء محذوف ہے یعنی وَلَأَنْتَ سَوْفَ يُعْطِيكَ وَلَأَنَا أُقْسِمُ ابن حاجب اس لام کو صرف لامِ تاکید کہتا ہے لامِ ابتداء نہیں کہتا۔

(نوٹ) خبر إِنَّ کے علاوہ لام ابتداء ہمیشہ صدارت کا مقتضی رہتا ہے، اگر اس کے خلاف کوئی مثال عربی کلام میں ملتی ہے تو وہ تاویل طلب ہے۔

تنبیہ:- إِنْ مخففہ کا حکم بھی إِنَّ کی طرح ہے سیبویہ بلکہ اکثر نحویوں کے نزدیک محلِ خبر میں لام آنا صحیح ہے، اس کے ساتھ لام ابتداء آنے میں تین فائدے ہوتے ہیں، مضمونِ جملہ کی تاکید، مضارع کی تخصیص بالحال، اور إِنْ نافیہ سے کھلا ہوا امتیاز لیکن اگر خبر منفی ہو تو ترکِ لام واجب ہے جیسے:

إِنِ الْحَقُّ لَا يَخْفَى عَلَى ذِي بَصِيرَةٍ
وَإِنْ هُوَ لَمْ يَعْدَمْ خِلَافَ مُعَانِدِ

بلاشبہ دانشمند آدمی سے حق چھپا نہیں رہتا اگرچہ عنادی آدمی کی مخالفت بھی موجود رہتی ہے۔

(ضروری تنقیح) آیت وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً اور آیت وَإِنْ كُلُّ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ میں بر قول اکثر لام ابتدائیہ ہے ابوعلی اور ابوالفتح کا قول ہے یہ لام ابتدائیہ نہیں بلکہ ایک اور لام ہے جو إِنْ مخففہ اور إِنْ نافیہ میں فرق نمایاں کرنے کے لئے آتا ہے۔ ادبارِ کوفہ کہتے ہیں یہ لام استثنائیہ ہے اور إِنْ نافیہ، لام کے استثنائی ہونے کے ثبوت میں یہ شعر پیش کیا گیا ہے ؎

أَمْسَى أَبَانُ ذَلِيلًا بَعْدَ عِزَّتِهِ
وَمَا أَبَانُ لَمِنْ أَعْلَاجِ سُودَانِ

عزت کے بعد ابان ذلیل ہو گیا، ابان نہیں ہے مگر حبشی کافروں میں کا ایک فرد۔

۲۔ مبتدا کی خبر پر أَنَّ اور لَكِنَّ کی خبر پر زَالَ کی خبر پر أَرَى کے مفعول دوم پر بھی لام بے عمل آتا ہے جو زائد ہوتا ہے جیسے أَلَا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ (قرأۃ سعید بن جبیر) وَلَكِنَّنِي مِنْ حُبِّهَا لَعَمِيدُ۔

وَمَا زِلْتُ مِنْ لَيْلَى لَدُنْ أَنْ عَرَفْتُهَا
لَكَالْهَائِمِ الْمُقْصَى بِكُلِّ مُرَادِ

جب سے لیلیٰ سے میری شناسائی ہوئی ہے

میں برابر الیا سرگرداں رہتا ہوں جیسے وہ پیاسا جانور جو دور دور ہر چشمہ پر گھومتا ہے۔

مبرد اور کوفیوں کے نزدیک اِنَّ اور لٰکِنَّ کی خبر پر آنیوالا لام ابتدائیہ ہے۔

بعض کا قول ہے کہ یدعو کے مفعول پر آنیوالا لام بھی زائد ہوتا ہے جیسے یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّہٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِہٖ لیکن یہ غلط ہے یدعو کے مفعول پر لام بطور شاذ آتا ہے اور شاذ قرآن مجید میں مستعمل نہیں اس لئے آیت مذکورہ میں لام زائد نہیں۔

۳۔ لام جواب بھی زائد ہوتا ہے خواہ لَوْ کے جواب میں آئے جیسے لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا۔ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یا لَوْلَا کے جواب میں جیسے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ یا قسم کے جواب میں جیسے تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ۔

ابوالفتح کے نزدیک لولا اور لوما کے جواب پر جو لام آتا ہے وہ حقیقت میں قسم مقدر محذوف کا جواب ہوتا ہے لو، لولا اور لوما کا جواب نہیں ہوتا مگر محققین نے اس قول کی تغلیط کی ہے ہاں اگر جملہ اسمیہ ہو تو ایسے مقام میں قسم مقدر کا جواب کہا جا سکتا ہے بلکہ اولیٰ یہی ہے جیسے وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَۃٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ خَیْرٌ۔

۴۔ حرف شرط پر آنیوالا لام بھی زائد ہوتا ہے جیسے لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَھُمْ۔ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَھُمْ۔ وَلَئِنْ نَّصَرُوْھُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ

ذوالرمہ کا شعر ہے ؎

لَئِنْ کَانَتِ الدُّنْیَا عَلَیَّ کَمَا اَرٰی
تَبَارِیْحَ مِنْ لَیْلٰی فَلَلْمَوْتُ اَرْوَحُ

اگر دنیا انہی سوزشوں کا نام ہے جو لیلیٰ کی طرف سے مجھے محسوس ہو رہی ہیں تو ان سے موت زیادہ سکون بخش ہے۔

بنی عقیل کی ایک عورت کا شعر ہے ؎

لَئِنْ کَانَ مَا حُدِّثْتُہُ الْیَوْمَ صَادِقًا
اَصُمْ فِیْ نَھَارِ الْقَیْظِ لِلشَّمْسِ بَادِیًا

جو کچھ مجھ سے آج بیان کیا گیا ہے اگر وہ سچ ہے تو سخت گرمی کے دن دھوپ میں کھلے میدان میں روزہ کی حالت میں میں کھڑی

رہوں گی۔

۵ لامِ تعریف بھی زائد ہوتا ہے جیسے ذٰلِكَ الْكِتَابُ - لِلْمُتَّقِيْنَ - اَلرَّجُلُ

۶ اسمارِ اشارات میں جو لام (البعد کو ظاہر کرنے کے لئے) آتا ہے وہ بھی زائد ہوتا ہے جیسے تِلْكَ، ذٰلِكَ وغیرہ۔

۷ لامِ تعجب غیر جارہ بھی زائد ہوتا ہے جیسے لظرف زید یعنی مَا اَظْرَفَهُ یہ قول صرف خالویہ کا ہے (صرحہ فی کتابہ المدسوم بالجمل)

لاَ جس کو لائے نفی جنس لا تبرئہ اور لا مشابہ بِاِنَّ کہا جاتا ہے اس کا اسم فتحہ پر یا علامت نصب (جمع مؤنث کی تار کا کسرہ، تثنیہ کی یار ماقبل مفتوح۔ جمع کی یار ماقبل مکسور) پر مبنی ہوتا ہے بشرطیکہ اسم فاعل نہ ہو جیسے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ۔ قَالُوْا لَا ضَيْرَ۔ يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ۔ لَا مُسْلِمَاتِ۔ لَا رَجُلَيْنِ۔ لَا مُسْلِمِيْنَ۔

سیرافی اور زجاج کے قول پر لا تبرئہ کا اسم کیسا ہی ہو معرب ہوتا ہے اگرچہ تنوین نہیں پڑھی جاتی۔

لاَ تبرئہ صرف نکرہ پر آتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے۔ اگر اسم مفرد ہو تو سیبویہ کے نزدیک خبر پر رفع لا کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ بقاءً علیٰ ما کانَ کے اصول پر خبر مرفوع ہوتی ہے اخفش اور اکثر نحویوں کا قول اسکے خلاف ہے۔

لا تبرئہ کی خبر خواہ ظرف ہو، جار مجرور ہی ہو، اسم پر مقدم نہیں ہوتی۔

لاَ تبرئہ کے اسم کی اگر کوئی صفت مذکور ہو یا کسی دوسرے اسم کا لا کے اسم پر عطف کیا گیا ہو (بشرطیکہ صفت اور معطوف خبر کے ذکر سے پہلے ہو) تو محل کی رعایت کر کے معطوف اور صفت کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے جیسے لَا رَجُلَ وَامْرَأَةٌ فِيْهَا اور لَا رَجُلَ ظَرِيْفٌ فِيْهَا۔

اگر لا تبرئہ مکرر ہو تو دونوں کو یا ایک کو بے عمل قرار دینا بھی جائز ہے جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اگر لا تبرئہ کی خبر معلوم ہو تو اکثر محذوف ہوتی ہے جیسے لَا ضَيْرَ۔ فَلَا فَوْتَ۔ لَا شَيْءَ بنو تمیم تو لا تبرئہ کی خبر کو کبھی ذکر ہی نہیں کرتے۔

لاَ (ناقص یعنی وہ لا جو لَيْسَ کے مشابہ

ہوتا ہے، اس کا عمل بہت کم ہے، بعض نے عدم کا قول اختیار کیا ہے اسی لئے ہم نے اس کو ناقص کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی خبر بہت کم مذکور ہوتی ہے، زجاج تو بالکل عدم ذکر ہی کا قائل ہے، کہتا ہے:

میں نے اس کی خبر کسی کلام میں مذکور نہیں پائی لیکن زجاج کا یہ قول غلط ہے، مندرجہ ذیل شعر میں خبر مذکور ہے ؎

تَعَزَّ فَلَاشَيْءَ عَلَى الْاَرْضِ بَاقِيًا
وَلَا وِزْرٌ مِمَّا قَضَى اللّٰهُ وَاقِيًا

صبر کر کوئی چیز زمین پر باقی رہنے والی نہیں نہ کوئی مددگار حکمِ خدا سے بچانیوالا ہے۔

لَا ناقصہ صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے، ابنِ جنّی اور ابن الشجری اس کے خلاف ہیں، نابغہ اور متنبی کے دو شعر ان کی دلیل ہیں ؎

دَخَلَتْ سَوَادَ الْقَلْبِ لَا اَنَا بَاغِيًا
سِوَاهَا وَلَا عَنْ حُبِّهَا مُتَرَاخِيًا (نابغہ)

وہ دل کے وسطی نقطہ میں داخل ہو گئی، اب اس کے سوا نہ کسی اور کو میں چاہتا ہوں نہ اسکی محبت سے پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔

(دیکھو لَا کو اَنَا پر داخل کیا ہے)

اِذَا الْجُوْدُ لَمْ يُرْزَقْ خَلَاصًا مِنَ الْاَذٰى
فَلَا الْحَمْدُ مَكْسُوْبًا وَلَا الْمَالُ بَاقِيًا (متنبی)

اگر منت نہی کی، اذیت سے سخاوت محفوظ نہ رکھے تو (ایسی سخاوت سے) نہ تو تعریف حاصل کیجا سکتی ہے نہ مال ہی (اپنے پاس) باقی رہیگا۔

(دیکھو لَا کو الحمد پر داخل کیا ہے)

لَا (عاطفہ) اس کی تین شرطیں ہیں:

۱۔ اس سے پہلے اثبات ہو جَاءَ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو یا امر ہو اِضْرِبْ زَيْدًا لَا عَمْرًا یا اس سے پہلے ندا ہو، یہ شاخ صرف سیبویہ نے نکالی ہے) يَا ابْنَ اَخِيْ لَا ابْنَ عَمِّيْ ابنِ سعد نے کہا سیبویہ کی یہ خود ساختہ مثال ہے یہ عربی کلام ہی نہیں ہے۔

۲۔ لَا کے ساتھ دوسرا حرفِ عطف نہ ہو اسی لئے وَلَا الضَّالِّيْنَ میں لَا عاطفہ نہیں، صرف تاکیدِ نفی کے لئے ہے، عاطفہ واو ہے۔

۳۔ معطوف اور معطوف علیہ ایک جگہ جمع نہ ہو سکتے ہوں، دونوں میں تعاند ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ لَا امْرَاَةٌ اسی لئے جَاءَ رَجُلٌ لَا زَيْدٌ کہنا غلط ہے رجل زید

کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے، زید بھی تو مرد ہی ہے، فعل ماضی کے معمول پر عطف کے لئے لَا عاطفہ آ سکتا ہے اگرچہ زجاجی اس کا منکر ہے، امرء القیس کا شعر ہے ؎

کَاَنَّ دِثَارًا حَلَقَتْ بِلَبُوْنِہٖ
عُقَابُ تَنُوْفِی لَا عُقَابُ الْقَوَاعِلِ

گویا چھوٹی پہاڑیوں کا عقاب نہیں بلکہ اونچے پہاڑ کا عقاب دثار چرواہے کی دودھیاری اونٹنیوں کو لے گیا۔ عقاب اول حَلَقَتْ کا معمول (فاعل) ہے اور عقاب دوئم کا، لَا کے ذریعہ سے اس پہ عطف کیا گیا ہے۔

لا (جوابیہ) جو نَعَمْ (ہاں) کے مقابل آتا ہے اس کے بعد عموماً جملہ محذوف ہوتا ہے جیسے اَجَاءَ کَ زَیْدٌ (کیا تیرے پاس زید آیا) کے جواب میں لا کہا جائے یعنی لا۔ لَمْ یَجِیٴ نہیں، نہیں آیا۔

لا (نفی محض) اس کو مکرر ذکر کرنا مندرجہ ذیل مقامات پر لازم ہے:

۱۔ اس کے بعد جملہ اسمیہ ہو جس کا پہلا جز معرفہ ہو اور لَا اس کا عامل نہ ہو جیسے لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ۔ نہ یہ ممکن ہے کہ سورج چاند کو پکڑے نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔

یا پہلا جز نکرہ ہو اور لَا اس میں عامل نہ ہو جیسے لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ

۲۔ لَا کے بعد فعل ماضی ہو خواہ لفظاً یا تقدیراً جیسے فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی اس نے نہ خیرات کی نہ نماز پڑھی۔

ہذلی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں عرض کیا تھا:

کَیْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ (صحیح مسلم) اس کی دیت کیسے ہو سکتی ہے جس نے (پیدا ہو کر) نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ بولا نہ چیخا۔

۳۔ خبر مفرد یا صفت یا حال پہ لَا داخل ہو جیسے زَیْدٌ لَا شَاعِرٌ وَلَا كَاتِبٌ۔ جَاءَ زَیْدٌ لَا ضَاحِكًا وَلَا بَاكِیًا۔ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ۔ ظِلٍّ مِنْ یَحْمُوْمٍ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِیْمٍ۔ وَفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ۔ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَلَا مَمْنُوْعَةٍ۔ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ

لَاشَرْقِيَّةٍ وَّلَاغَرْبِيَّةٍ۔ آیت فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (گھاٹی میں داخل نہ ہوا) میں لَا اگرچہ لفظاً مکرر نہیں ہے مگر معنیً مکرر ہے کیونکہ اقتحام عقبۃ کی تشریح میں زمخشری نے کشاف میں اور رازی نے کبیر میں اور آلوسی نے روح المعانی میں دو چیزیں ذکر کی ہیں؛ فَكُّ رَقَبَةٍ (غلام باندی کی آزادی) اور اِطْعَامُ مِسْكِيْنٍ (مسکین کو کھانا کھلانا) اس لئے کلام کی معنویت اس طرح ہوئی فَلَا فَكَّ رَقَبَةً وَلَا اَطْعَمَ مِسْكِيْنًا (نہ گردن آزاد کی نہ مسکین کو کھانا کھلایا)

دعائیہ یا بددعائیہ کلام میں تکرار لَا کا واجب نہیں کیونکہ لفظ میں اگرچہ فعل ماضی ہوتا ہے مگر معنویت کے لحاظ سے مستقبل ہوتا ہے جیسے لَا شَلَّتْ يَدَاهُ (اس کے ہاتھ شل نہ ہوں)، لَا فَضَّ اللّٰهُ فَاهُ (اللہ اس کا منہ نہ توڑے)۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِي الْغَوَانِي هَلْ
يُصْبِحْنَ اِلَّا لَهُنَّ مَطْلَبُ

حسین عورتوں کو اللہ برکت نہ دے کوئی صبح ان کی غرض سے خالی نہیں ہوتی۔

اگر کلام دعائیہ نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے ماضی بمعنی مستقبل ہو تب بھی لَا کی تکرار واجب نہیں جیسے ؎

حَسْبُ الْمُحِبِّيْنَ فِي الدُّنْيَا عَذَابُهُمْ
تَاللّٰهِ لَا عَذَّبَتْهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ

عاشقوں کے لئے دنیوی عذاب ہی کافی ہے خدا کی قسم اس کے بعد دوزخ ان کو عذاب نہ دے گی۔

اگر لَا فعل مضارع پر داخل ہو تب بھی تکرار ضروری نہیں جیسے لَا يُحِبُّ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ، لَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا۔

اکثر اہل ادب کے نزدیک اس وقت مضارع بمعنی استقبال ہوگا۔ ابن مالک کو اس سے اختلاف ہے، ماضی کو اپنے معنی پر رکھتے ہوئے ترکِ تکرار شاذ ہے۔ ابن عفیف عبدی یا عبد المسیح بن عسلہ کہتا ہے ؎

لَاهُمَّ اِنَّ الْحَارِثَ بْنَ جَبَلَهْ
زَنٰى عَلٰى اَبِيْهِ ثُمَّ قَتَلَهْ
وَكَانَ فِيْ جَارَاتِهٖ لَا عَهْدَ لَهْ
وَاَيُّ اَمْرٍ سَيِّئٍ لَا فَعَلَهْ

الہٰی حارث بن جبلہ نے اپنے باپ پر تنگی کی، پھر اس کو مار ڈالا، ہمسائی عورتوں کے سلسلہ میں بھی اس کے اندر عہد امانت نہ تھا، وہ کونسی بری حرکت نہ تھی جو اس نے نہ کی ہو۔

ابو خراش ہذلی کا قول ہے ؎

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَیُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا اَلَمَّا

الہٰی اگر تو بخشد یگا تو بڑا جرم بخشد ے گا، وہ کونسا تیرا بندہ ہے جس نے قصور نہیں کیا۔

جو لَا جار مجرور کے درمیان آتا ہے جیسے جِئْتَ بِلَا زَادٍ تو بغیر توشہ کے آیا۔ غَضِبْتُ مِنْ لَا شَیْئٍ تو بے وجہ ناراض ہوا۔ کوفیوں کے نزدیک وہ لَا بجائے خود اسم ہے جو ماقبل کا مجرور اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے دوسرے علماء کے نزدیک اسم نہیں بلکہ حرف ہے جو لفظاً زائد ہوتا ہے مگر معنیً مفید۔

لَا صدارتِ کلام کو نہیں چاہتا بلکہ کبھی ناصب و منصوب کے درمیان آتا ہے جیسے لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ۔ کبھی جازم و مجزوم کے درمیان جیسے اِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ کبھی معمول اور فعل عامل کے درمیان جیسے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا جس روز تیرے رب کی بعض نشانیاں (یعنی موت کی نشانیاں) آجائیں گی کسی کو اس وقت ایمان لانا فائدہ بخش نہ ہوگا۔ یَوْمَ معمول ہے یَنْفَعُ عامل اور لَا درمیان آیا ہے۔

لَا (نہی کے لئے) یہ لَا طلبِ ترک کے لئے آتا ہے، مضارع پر داخل ہوتا ہے۔ آخر میں اگر حرفِ علت ہو تو ساقط کر دیتا ہے، اگر نہ ہو تو مجزوم کر دیتا ہے۔

کبھی ترک کی وجوبی طلب یعنی تحریم کے لئے آتا ہے جیسے لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ یعنی دوست بنانا حرام ہے۔

کبھی ترک کی تنزیہی طلب کے لئے جیسے لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ آپس میں مہربانی کرنی نہ بھولو، یعنی اگرچہ حق واجب نہ بھی ہو تب بھی آپس میں مہربانی کرنی بہتر ہے۔

کبھی دعا کے لئے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اے ہمارے رب ہماری پکڑ نہ کر۔

کبھی محض زائد ہوتا ہے جیسے مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْا اَنْ لَّا

تَتَّبِعَنِ جب تو نے ان کو گمراہ دیکھ لیا تو میرے حکم پر چلنے سے تجھے کس نے روکا۔

کبھی صرف دھمکی دینے کے لئے لَا تُطِعْنِي میرا حکم نہ مان (دیکھ تو کیا کرتا ہوں)

چند مشکل آیات کی مختصر تشریح

۱۔ آیت لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ میں یا لَا نافیہ ہے لیکن نفی کا رجوع قسم کی طرف نہیں بلکہ کلامِ سابق کی طرف ہے، پورا قرآن بقول ابو علی کے ایک سورت کا حکم رکھتا ہے اس لئے ابتدا سورت میں بھی ایسا لفظ آسکتا ہے جس سے پہلے کلام کی نفی ہوتی ہو۔ لَا پر وقف کے بعد اُقْسِمُ سے جدید کلام کا آغاز ہوا اس طرح نفی قسم بھی نہیں ہوئی اور لَا نافیہ بھی ہو گیا (قالہ الفراء)

یا لَا زائد ہے لیکن زائد ہونے کے باوجود معنویت میں اس نے کیا اضافہ کیا، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، بعض نے کہا آئندہ نفی کی تمہید کے لئے ہے لیکن مختلف آیات میں جواب قسم مثبت بھی مذکور ہے وہاں تمہید نفی کیسے ممکن ہے جیسے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے بعد مقام جواب میں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ آیا ہے اس لئے تمہید نفی کے لئے کہنا غلط ہے۔ ابوبکر بن عیاش کا قول ہے زائد ہے محض تاکید کے لئے لیکن نہ یادتی تو وسطِ کلام میں ہوتی ہے جہاں فاریا واؤ لَا سے پہلے موجود ہے جیسے فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ وہاں تو کہا جا سکتا ہے کہ وسط میں آ گیا اس لئے زائد ہو سکتا ہے لیکن آیت مندرجہ بالا میں تو لَا سے پہلے کوئی حرف نہیں پھر زیادتی کیسے ممکن ہے۔ ابو علی نے اس کا وہی فرسودہ جواب دیا ہے کہ پورا قرآن ایک سورت کی طرح ہے۔

۲۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا میں لا نافیہ بھی ہو سکتا ہے اور نہی کے لئے بھی اور زائد بھی (والتفصیل فی المطولات)

۳۔ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بر قراءۃ اَنَّ) میں لَا زائد ہے (خلیل اور فارسی) اور (بر قراءۃ اِنَّ) نافیہ ہے۔ (نحاس وغیرہ)

۴ اسی طرح آیت حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ میں لا نافیہ بھی ہو سکتا ہے اور زائد بھی۔

۵ آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا سبعہ میں یَاْمُرُ پر پیش ہے یَاْمُرُ کا فاعل اس کی ضمیر ہے جو اللہ یا رسول کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں لا نافیہ ہوگا لیکن زبر کی قراءت پر یَاْمُرَ کا عطف یقول یا یؤتیہ پر ہوگا اور لا تاکید نفی کے لئے ہوگا اور زائد ہوگا۔

لَابِثِیْنَ: جمع مذکر حالت نصب رہنے والے (ٹھہرنے والے) لَابِثٌ واحد لَبِثَ لَبَاثٌ لَبَاثَةٌ اور لَبْثَةٌ مصدر (باب سمع) لُبْثَةٌ دیر تک رہنا، مدت تک رہنا، لَبِثٌ صیغہ صفت، لَبِثَةٌ مختلف لوگوں کا گروہ۔ فرس لَبَاثٌ سست قدم گھوڑا، اِلْبَاثٌ (باب افعال) دیر کرنا اور دیر کرانا۔

اس آیت میں لفظ احقاب آیا ہے حقب کتنی مدت کو کہتے ہیں، اسلاف اور اہل لغت کا اس میں اختلاف ہے مثلاً حقب ۸۰ سال کا جس کا ہر دن ہزار برس کا (حضرت علی) حقب ۲۷ خریف کا، ہر خریف ۷۰ سال کا، ہر سال ۳۶۰ دن کا، ہر دن ہزار برس کا (مجاہد) اسی طرح دوسرے اقوال ہیں لیکن کتنی ہی طویل مدت بیان کی جائے پھر بھی وہ میعاد معین پر ختم ہو جائیگی دوامی نہ ہوگی اس لئے مقاتل نے صاف کہہ دیا کہ آیت فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا سے یہ آیت منسوخ ہے۔

لیکن حسن بصری نے فرمایا کہ احقاب جمع ہے اور جمع کی کوئی آخری حد نہیں اس لئے ہر حقب گزرنے کے بعد دوسرا حقب شروع ہو جائیگا اور اس طرح احقاب کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ حسن بصری کی تشریح کی بنا پر اس جگہ (لفظ احقابا کی وجہ سے) لَابِثِیْنَ کا مطلب ہوگا ہمیشہ رہنے والے (معالم مع بعض زیادت) ۳

لَاتَ: یہ لفظ مرکب ہے یا مفرد، اہل لغت کے اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں (ابوذر خشنی کا قول ہے یہ لفظ مفرد ہے ماضی کا صیغہ ہے

اس کا مضارع یَلِیْتُ ہے جس طرح اَلَتَ یَأْلِتُ
آتا ہے اسیطرح لَاتَ یَلِیْتُ بھی آتا ہے،
دونوں کا معنی ہے کم کرنا، قرآنِ مجید میں آیا ہے
لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا اللہ تمہارے
اعمال میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ یہ تو لفظی وضعی
معنی تھے، توسیع استعمال کے بعد عرفِ عام
میں لَاتَ نفی کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔
بعض کا قول ہے لَاتَ ماضی کا صیغہ ہے اس
کی اصل لَیْسَ تھی یار کو الف سے اور سین کو
تار سے بدل دیا گیا۔

جمہور اہلِ لغت کا قول ہے کہ لَاتَ
دو لفظوں سے مل کر بنا ہے لَا نافیہ اور تار تانیث
جیسے ثُمَّتَ، دو ساکنوں کے اجتماع کے سبب
تار کو متحرک کر دیا گیا۔ ابو عبیدہ اور ابن طراوہ
کا قول ہے، یہ لفظ ہے تو مرکب مگر تار زائد ہے
یعنی اصل میں لفظ لَا ہی ہے لیکن مصحفِ
عثمانی میں حِیْنَ سے پہلے ملی ہوئی تار لکھی
ہوتی تھی اس لئے تار کی کوئی حیثیت نہیں۔

لَاتَ کا عمل کیا ہے؟ یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ
ہے، اخفش کا ایک قول ہے کہ لَاتَ عامل ہی
نہیں ہے، اس کے بعد اسم مرفوع بھی آتا ہے
اور منصوب بھی، دوسرا قول یہ ہے کہ لَاتَ کا عمل
اِنَّ کی طرح ہوتا ہے اسم کو نصب خبر کو رفع،
جمہور کا مسلک ہے کہ لَاتَ لَیْسَ کی طرح عمل
کرتا ہے اسم کو رفع خبر کو نصب، عمومًا
اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔ فرار قائل ہے
کہ لَاتَ کا استعمال صرف لفظِ حِیْنَ کے ساتھ
ہوتا ہے سیبویہ کا بھی ظاہر قول یہی منقول ہے
لیکن فارسی اور اہلِ لغت کی ایک بڑی
جماعت کہتی ہے کہ حِیْنَ ہو یا حین کا ہم معنی
کوئی دوسرا لفظ سب کے ساتھ لَاتَ مستعمل
ہے جیسے ابو زبید طائی کا قول ہے طَلَبُوْا صُلْحَنَا
وَ لَاتَ اَوَانٍ انہوں نے وقت گذرنے کے
بعد صلح کی خواہش کی۔

اس شعر میں چونکہ اَوَانٍ مجرور ہے اسی بناء
پر فرار کا خیال ہو گیا کہ اسمار زمان پر لَاتَ
بطور حرفِ جر داخل ہوتا ہے۔ زمخشری نے
مفصل میں لکھا ہے کہ لَا پر تار زیادہ کی گئی
تو لَاتَ کا استعمال نفی اوقات کے لئے
مخصوص ہو گیا۔

(مقتبس از مغنی اللبیب و تاج وغیرہ) ۲۳۔ ب

اَللَّاتَ: دورِ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف یا

بنی معتب (بقول ابن اسحاق) کا ایک چوگوشہ پتھر طائف میں تھا جو معبود سمجھا جاتا ہے، ایک مندر بھی اس کے نام کا بنا دیا گیا تھا قریش اور دوسرے قبائلِ عرب اس کی پوجا کرتے تھے۔ وجہ تسمیہ کے متعلق ابن عربی نے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کرتے ہوئے ایک عجیب روایت بیان کی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا گذشتہ زمانہ میں ایک آدمی قبیلہ ثقیف کے محلہ میں کسی پتھر پر بیٹھ کر حاجیوں کے ہاتھ گھی بیچتا تھا۔ حاجی ستوؤں میں گھی ملا کر کھاتے تھے (لغت میں لَتٌّ کا معنی ہے ملانا، آمیز کرنا۔ لَتٌّ سے لَاتٌّ اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی ستوؤں میں گھی ملانے والا) کچھ مدت کے بعد وہ آدمی مر گیا۔ جب چند روز لوگوں نے پتھر پر اس کو نہ دیکھا تو ایک نے دوسرے سے معلوم کیا۔ عمرو بن لحی بولا وہ تمہارا رب (پالنے والا) تھا، مرا نہیں بلکہ اسی پتھر کے نیچے غائب ہو گیا، یہ سنکر لوگوں نے اس پتھر کی پوجا کرنی شروع کر دی اور اس کا نام لَاتٌّ رکھدیا، الف لام داخل کرنے کے بعد لَاتٌّ

اَللَّاتُ ہو گیا اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے تاء کی تشدید بھی ساقط ہو گئی اور اَللَّات بن گیا۔

اسلامی دور میں جب بت پرستی کی ممانعت ہوئی تو حضور نے ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو حضرتِ خالد بن ولید کی زیرِ قیادت لات کو توڑنے اور مندر کو ڈھا دینے پر مامور فرمایا۔ حضرتِ خالد نے جا کر بت کو توڑ کر مندر کو ڈھا دیا اور آگ لگا دی، سونا چاندی اور جو کچھ مندر میں زیور کپڑا وغیرہ تھا سب لا کر خدمتِ گرامی میں حاضر کیا، حضور نے اسی روز مسلمانوں کو تقسیم کر دیا، بنو ثقیف کی عورتوں کو معلوم ہوا تو روتی پیٹتی سر برہنہ باہر نکل آئیں، شداد بن عارض جشمی شاعر نے قبیلہ ثقیف کو لات کی دوبارہ پرستش سے روکتے ہوئے کہا تھا ؎

لَا تَنْصُرُوا اللَّاتَ اِنَّ اللّٰهَ مُهْلِكُهَا
وَكَيْفَ نَصْرُكُمْ مَنْ لَيْسَ يَنْتَصِرُ
اِنَّ الَّتِيْ حُرِقَتْ بِالنَّارِ فَاشْتَعَلَتْ
وَلَمْ تُقَاتِلْ لَدٰى اَحْجَارِهَا هَدَرٌ

لات کی حمایت نہ کرو حقیقت میں اللہ اس کو غارت کرنے والا ہے جو خود اپنی مدد نہیں کر سکتا وہ تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہے جس (بت) کو

آگ میں جلا دیا گیا اور وہ بھڑک اٹھا اور اپنے
بتوں کے پاس نہ لڑ سکا اس کی بربادی ناقابلِ
معاوضہ ہے۔

اس وقت مسجد طائف کے بائیں منارہ
میں لات کا پتھر پیوست ہے۔

عرب نے انہی کے نام پر عبداللات
تیم اللات۔ زید اللات وغیرہ نام رکھ چھوڑے
تھے۔ یہاں تک تمام تفصیل عربی تصریحات
سے ماخوذ تھی لیکن عربی تاریخ کے یورپین مبصرین
کی رائے کچھ اور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لات
کا نام نبطی تھا۔ اقوام بابل کی دیویوں میں
سے یہ ایک دیوی تھی۔ رب الارباب
یعنی خدا ئیگاں کی بہن یا بیٹیاں
جہاں ماناٹو (مناۃ) اور اسٹار تھیں وہاں
لات بھی ایک بہن یا بیٹی تھی، دوسری دیویوں
کی طرح مختلف زمانوں میں لات پر بھی مختلف
تغیرات آئے۔ سوریہ (شام) میں جب لات
پہنچی تو وہاں بارش کے دیوتا حداد کی بیوی بن گئی
اور اس کا نام بابار جیتیس ہو گیا، پھر اسکو نبطی
قوم لے گئی اور ربۃ البیت (گھر کی مالکہ)
نام رکھا۔ الیفانیوس کا قول ہے کہ اوس
دیوتا کی شکل جس کو ذوالشریٰ کہا جاتا تھا۔
لات دیوی کی مورتیوں میں سے کسی مورتی کی
ہم شکل تھی، اس قول کی روشنی میں کہا جا سکتا
ہے کہ وِنسن کی یہ صراحت کہ لات سورج
کی دیوی تھی صحیح ہے اس کی تائید اسٹرابو کے
اس قول سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا
ہے کہ نبطی لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے۔

(الاساطیر العربیہ قبل الاسلام) ص ۲۷

لَاجَرَمَ: یقیناً اور حقاً کا ہم معنی ہے اصل
میں اس کا معنی لامحالہ تھا، توسیعِ استعمال
کے بعد قسم یا حق (فعل ماضی) کے معنے میں
مستعمل ہونے لگا۔

سیبویہ کا یہی قول ہے، مدارک میں خلیل
کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔
ابوالبقاء نے حقاً یعنی مصدری معنی قرار دیے
ہیں، جمہور کا مسلک بھی یہی ہے، امام رازی
نے تفسیر کبیر میں فراء کی طرف بھی اس قول کی
نسبت کی ہے۔ تفسیر ابوالسعود میں لا کو نافیہ
اور جَرَمَ کو فعل ماضی بمعنے حَقَّ
کے قرار دیا ہے۔ مطلب یہ کہ اس فعل کا غیر
مفید ہونا حق ہے۔ بعض کے نزدیک لاجرم

کا معنی ہے لَا صَدَّ وَلَا مَنْعَ کوئی رکاوٹ نہیں، مانعت نہیں، کوئی روک نہیں سکتا۔ پ ۱۲

لَازِبٍ: اسم فاعل مفرد، چپکنے والا، چمٹنے والا، چسپدار، لازم، جم جانیوالا۔ لَزْبٌ اور لُزُوْبٌ مصدر (کرم، نصر، سمع) ضَرْبَةُ لَازِبٍ وہ چیز لازم ہوگئی یعنی ایسی جم گئی، واجب ہوگئی جیسے چیپ دار، کیچڑ جم کر خشک ہو جاتی ہے لَزْبَةٌ کال، خشک سال، لَزْبٌ اور لَزَبَاتٌ جمع۔ لِزْبٌ تنگ راستہ۔ لَزِبٌ تھوڑا قلیل المقدار۔ لِزَابٌ جمع (قاموس ولسان ومعجم القرآن) ۲۳ ۵

لَاعِبِیْنَ: اسم فاعل مذکر جمع منصوب ومجرور، لَاعِبٌ واحد، لَعِبٌ لِعْبٌ، تَلْعَابٌ مصدر (باب سمع) نیز کھیلنے والے، بیکار کام کرنے والے، لَعِبٌ حاصل مصدر بھی ہے کھیل۔ لُعْبَةٌ گڑیا۔ وہ چیز جس سے کھیلا جاتا ہے مثلاً شطرنج، چوسر، بے وقوف آدمی جس کا کھیل بنایا جاتا ہے۔ لِعْبٌ نیز لُعْبَةٌ بازیگر۔ لُعَابٌ منہ سے بہنے والی رال۔ اس سے فعل باب فتح سے آتا ہے اور مصدر لَعْبٌ عین کے زبر کے ساتھ، مَلْعَبٌ کھیل کی جگہ۔

تَلْعَابٌ اور تَلْعَابَةٌ بڑا کھلاڑی۔ مَلَاعِبُ الرِّیْحِ بادِ نما۔ پ ۱۷ ، پ ۲۵ ، ۵ ، ۵

لَاعِنُوْنَ: اسم فاعل مذکر جمع حالت رفع، لَاعِنٌ واحد لَعْنٌ مصدر (باب فتح) لعنت کرنے والا۔ اللہ کی طرف اگر لاعن ہونے کی نسبت کی جاتی ہے تو لعنت کا معنی ہوتا ہے قرب یا رحمت سے دور کرنا۔ عذاب دینا۔ اور انسان کی طرف اگر لعنت کی نسبت کی جائے تو مراد ہوتی ہے بددعا کرنی (راغب) گالیاں دینی، سخت سست کہنا، دھتکار کر نکال دینا (قاموس) لُعْنَةٌ بہت لعنت کرنے والا آدمی، لُعَنٌ جمع لُعْنَةٌ وہ جس پر زیادہ لعنت کی جائے۔ پھٹکار زدہ۔ لَعِیْنٌ بمعنی ملعون۔ اس میں مذکر و مؤنث برابر ہیں۔ ملعون کی جمع مَلَاعِیْنُ آتی ہے، مُلَعَّنٌ وہ آدمی جس کو ہر شخص دھتکار کر نکال دے۔ مُلَاعَنَةٌ اور لِعَانٌ باہم لعنت کرنا۔ تَلَعُّنٌ شکنجہ میں کسنا (منتہی الارب) پ ۲ ع

لَاغِیَةً: اسم فاعل مفرد مؤنث، لَاغِیْ اسم فاعل مذکر۔ بیہودہ، لغو، فحش، ناکارہ بات لَغْوٌ بیہودہ غلط بات، ہر بیکار چیز، لَغَا لَغْوًا (باب نصر) بات کہی اور ناامید ہوگیا لَغِیَ الْکَلْبُ

کتا ہونکا (نصر) لَغَا فِي قَوْلِہٖ بیہودہ اور غلط بات
کہی (فتح، نصر، سمع) لَغْوٌ لَغًى لَاغِيَةٌ اور مَلْغَاةٌ
مصدر لَغِيَ لَغًا (سمع) کسی چیز کی بہت زیادہ حرص
کی۔ لُغَۃٌ بولی، یہ لفظ اصل میں لُغْوٌ اور لُغَیٌ
تھا، واؤ اور یاء کو تاء سے بدل دیا۔ لُغَاتٌ
لُغُوْنَ اور لُغًى جمع۔

آیتِ مذکورہ میں لَاغِيَةٌ کا موصوف
بہر حال محذوف ہے یعنی کَلِمَةً لَاغِيَةً یا نَفْسًا
لَاغِيَةً کوئی بیہودہ بات یا بیہودہ گو شخص۔ مفسرین
نے دونوں طرح تشریح کی ہے، اول زیادہ ظاہر
ہے۔ پ۳۰ / ۱۲

لَاقِيْهِ: لَاقِي اسم فاعل مفرد مذکر مضاف،
ہٖ مضاف الیہ قائم مقام مفعول۔ اس کو پانیوالا،
حاصل کرنیوالا۔ لَقِيَہٗ اس کا دیدار کیا، اس سے
ملاقات کی (باب سمع) لِقَاءٌ لِقَاءَةٌ لِقَايَةٌ
لُقًى لِقْيَانٌ لِقْيَانَةٌ لُقًى لُقْيَانٌ لُقْيَانَةٌ
لُقْيَةٌ لُقِيٌّ لَقًى لَقَاةٌ مصدر لَقِيٌّ صفت
مشبہ، ملاقات کرنے والا۔ لَقِيٌّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّر
وہ شخص جو شر میں بھی بہت زیادہ ہو اور خیر میں
بھی، وہ شخص جو اچھائی برائی کا خوب تجربہ رکھتا ہو،
تُلَقِّيْ اور مُلَقًّى خیر میں کامل، بدی میں کامل۔

اُلْقِيَّةُ سختی، مصیبت، تَلْقَاءُ ملاقات
اور طرف اور رو در رو، تَلْقِيَةٌ کسی کی
طرف کسی چیز کو پھینکنا۔ اللہ کی طرف سے
تلقیہ کا معنی ہے وحی اور عطا، تَلَقِّي ملاقات
کرنا۔ سامنے آنا۔ اِلْتِقَاءُ ملاقات کرنا، باہم
متصل ہونا۔ ب۲ / ۱۰

لَامَسْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف،
مُلَامَسَۃٌ مصدر، باب مُفَاعَلَۃٌ تم نے
چھوا ہو۔ لَمْسٌ چھونا اور جماع کرنا (باب ضرب)
ہاتھ لگانے سے مراد کبھی طلب کرنا بھی ہوتا ہے،
ایک شاعر کہتا ہے وَاَلْمِسُہٗ فَلَا اَجِدُہٗ
میں اس کو ڈھونڈتا ہوں مگر نہیں پاتا۔ لَمَسْنَا
السَّمَاءَ ہم نے آسمان تک پہنچنا چاہا۔
قصد کیا (راغب)

عورت کو لمس اور ملامست کرنے کا
معنی چونکہ جماع کرنا بھی ہے اس لئے صحابہ
تابعین اور ائمہ کے درمیان مرادی معنی میں
اختلاف ہے حضرت ابن عمر حضرت ابن مسعود
امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ہاتھ
سے چھونا مراد ہے بلکہ امام شافعی نے تو کسی حصہ
بدن کی کھال کو کسی حصۂ بدن کی کھال سے

چھو جانے کو بھی اسی حکم میں داخل کر دیا ہے لیکن حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابی بن کعب، مجاہد، شعبی، سعید بن جبیر، طاؤس، قتادہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جماع مراد ہے (والتفصیل فی کتب الفقہ) ۵/۶ پ ۷

لَاهِيَةً: اسم فاعل واحد مؤنث، لَاهِيْ جمع مذکر لَاهِيَاتٌ جمع، غافل لہو میں پڑے ہوئے، بے رخی اختیار کئے ہوئے۔ لَهَا لَهْوًا کھیل کیا۔ لَهَتِ المرأة الی حدیثہ عورت نے اسکی بات پر تعجب کیا اور غصہ ہوئی (باب نصر) لَهِيَ بِهٖ لِهْيًا و لُهْيَانًا تعجب کیا اور اس سے محبت کی (سمع) لَهَا عَنْہُ (نصر و سمع) اسکو بھول گیا، منہ پھیر لیا، غفلت کی، چھوڑ دیا۔ اسکی یاد ترک کر دی۔ وضو کے بعد جو تری اعضا پر باقی رہتی ہے اور اس کے متعلق حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تھا اِلْهَ عَنْہُ اس کو چھوڑ دو، یونہی رہنے دو، اصمعی کا قول ہے کہ اِلْهَ عَنْہُ اور اِلْهَ مِنْہُ کا ایک ہی معنی ہے۔

اِلْهَاء (باب افعال) گانا سننے میں مشغول ہونا، کسی کو غافل بنا دینا، مشغول کر دینا تَلْهِيَةٌ (باب تفعیل) مشغول رکھنا۔

لَهْوٌ کھیل کی چیز، اہل و عیال۔ رَجُلٌ لَهُوٌّ بڑا کھلاڑی۔ بہت غافل (مقتبس از لسان و تاج و المفردات و مجمع البحار) پ ۱۷/۱

لَائِمٍ: اسم فاعل واحد مذکر لُوَّامٌ لُوَّمٌ لُيَّمٌ جمع لَوْمٌ۔ لَوْمَةٌ۔ مَلَامٌ۔ مَلَامَةٌ مصدر (باب نصر) کسی چیز کو بُرا سمجھ کر ملامت کرنیوالا (خواہ وہ چیز بری ہو یا نہ ہو) اَلَامَ (باب افعال) سزاوار ملامت ہوا۔ بہت ملامت کی، ایسا کام کیا کہ لوگ ملامت کریں۔ مُلِيْمٌ سزاوار ملامت، محاورہ بطور مثل ہے: رُبَّ لَائِمٍ مُلِيْمٌ (بعض ملامت کرنیوالے خود سزاوار ملامت ہوتے ہیں) تَلَوُّمٌ (باب تفعل) دیر کرنا، سوچ و بچار کرنا۔ پ ۱۲

لِبَاسٌ: پہنی جانیوالی چیز کو لُبْسٌ اور لِبَاسٌ کہتے ہیں، ربیع بن انس نے کہا عورتیں بستر ہیں اور تم ان کے لحاف۔ ابوعبیدہ کا قول ہے کہا جاتا ہے کہ عورت تیرا لباس ہے، تیرا بستر ہے، تیری لنگی ہے عورت اور مرد کو لباس کہنے کی تین وجوہ بیان کی گئی ہیں:۔

۱ وہ چیز جو آدمی کی برائی کو چھپا دے

اس پر پردہ ڈال دے، برائی سے آڑ بن جائے، وہ لباس ہے، میاں بیوی بھی باہم ایک دوسرے کے لئے برائی سے روکنے اور آڑ بن جانے کا سبب ہوتے ہیں، اس لئے ہر ایک دوسرے کا لباس ہے (راغب)

۲۔ برہنگی کی حالت میں دونوں جمع ہوتے ہیں، ایک کپڑے میں لپٹ جاتے ہیں گویا ہر ایک دوسرے کا لباس بن جاتا ہے، نابغہ جعدی کہتا ہے:

إِذَا مَا الضَّجِيعُ ثَنَىٰ عِطْفَهَا
تَثَنَّتْ عَلَيْهِ فَكَانَتْ لِبَاسًا

جب ہم خواب مرد اس عورت کے پہلو کو اپنی طرف موڑتا ہے تو وہ مڑ کر اس پر آجاتی ہے اور لباس بن جاتی ہے۔

(معجم القرآن)

ابن قتیبہ نے القرطین میں اور زمخشری نے کشاف میں یہی توجیہ کی ہے۔

۳۔ عورت مرد کے لئے اور مرد عورت کے لئے باعثِ سکون ہے، لباس بھی باعثِ سکون و آرام ہوتا ہے۔ ایک آیت میں اس کی تائید آئی ہے، فرمایا ہے:

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

اللہ نے نفس آدم سے ہی اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے سبب سکون پائے (معالم) مؤخر الذکر توجیہ زیادہ شستہ، دل نشین اور مدلل ہے، اگرچہ دونوں مندرجہ بالا بھی صحت سے گری ہوئی نہیں۔

لُبْسَةٌ شک شبہ، دَاهِيَةٌ لَبْسَاءُ۔ سخت مصیبت لَبَسَ عَلَيْهِ الْأَمْرَ لَبْسًا (ضرب) کام مشتبہ کر دیا۔ آمیزش کر دی، روشنی کے ساتھ تاریکی کو ملا دیا لَبِسَ الثَّوْبَ لُبْسًا (سمع) کپڑا پہن لیا۔ لَبِسَتْ هِنْدٌ عُمُرَهُ ہندہ کسی کے ساتھ کی جوانی بھر رہی، إِلْبَاسٌ (افعال) پہنانا، تَلْبِيسٌ (تفعیل) ملا دینا، کسی بات کے اندر مکر کو چھپائے رکھنا، اس سے صفت کا صیغہ لَبَّاسٌ آتا ہے، مُلَبِّسٌ نہیں بولا جاتا۔ ~~ح~~

لِبَاسٌ: مفرد، أَلْبِسَةٌ جمع، تقویٰ لباس سے مشابہت رکھتا ہے دونوں برائی سے روکتے ہیں (راغب) آیت میں لباس تقوےٰ سے کیا مراد ہے اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں، ایمان (قتادہ و سدی) حیاء،

(حسن بصری) عملِ صالح (عطیہ از ابن عباس)
اخلاقِ حسنہ (روی عن عثمان ابن عفان)
خوفِ خدا (عروہ بن زبیر) پاک دامنی (کلبی)
سترِ عورت، کعبہ کا برہنہ طواف نہ کرنا (ابن
الانباری) آلاتِ جنگ (زید بن علی) معالم)
راغب کی تشریح سب کو جامع ہے۔ پ ۱۰

لِبَاسَ، بھوک اور خوف کو انسان فرض
کرکے اس تکلیف و ضرر کو جو بھوک و خوف
کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے لباس سے تشبیہ دی
کیونکہ اس بھی بدن کو محیط ہوتا ہے اور
بھوک کی تکلیف اور خوف کا ضرر بھی اس کے بعد
ضرر پہنچانے کو چکھانے سے تعبیر کیا کیونکہ چکھنے
کا تعلق ذائقہ سے ہے اور ہر تکلیف بھی احساسی
چیز ہے ایک قسم کے احساس کو دوسرے قسم
کے احساس سے تعبیر کر لیا جاتا ہے اور یہ مجازی
استعمال اتنا کثیر ہے کہ قائم مقام حقیقت کے
بن گیا ہے، ایک شاعر کا قول ہے ؎

غَمْرُ الرِّدَاءِ اِذَا تَبَسَّمَ ضَاحِكًا
غُلِقَتْ لِضُحْكَتِهٖ رِقَابُ الْمَالِ

(ابوالسعود) پ ۱۴/۲۱

لِبَاسًا: منصوب مفعول بہٖ، اس جگہ لباس
اتارنے کا معنی ہے، پیدا کرنا۔ (اسیوطی) پ ۱۹/۳
پ ۳۰/۱ رات لباس کی طرح ہے، دونوں عیب پوش
ہیں، سکون بخش ہیں، آرام دہ ہیں، اس
لئے رات کو لباس بنانے کا مطلب یہ ہے
لباس کی طرح بنانا۔

لِبَاسُهُمْ، لباسُ مضاف ھُمْ مضاف
الیہ، ان کا لباس، لباس بمعنی ملبوس، کپڑے،
پ ۱۷/۱۰ ۲۲/۱۶

لِبَاسَهُمَا، لباسَ منصوب مضاف، ھُمَا
ضمیر تثنیہ، مضاف الیہ، آدم و حوا کے لباس کو
اس جگہ لِبَاسَ یَنْزِعُ کا مفعول ہے اور یَنْزِعُ
بطور حکایت حال ماضی) حال واقع ہوا ہے۔
(ابوالسعود) پ ۸/۱۰

لَبِثَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، (باب
سَمِعَ) وہ رہا۔ وہ ٹھہرا رہا (دیکھو لَابِثِیْنَ)
پ ۱۲/۱۵، ۲۰/۱۴ ۲۳/۹۔

لَبِثْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف۔ لُبْثٌ
مصدر (باب سَمِعَ) تو رہا۔ تو رہتا رہا، تو ٹھہرا رہا۔
پ ۳/۳ ۳/۳ ۱۶/۱۱ ۱۹/۶

لَبِثْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، لُبْثٌ
مصدر، میں رہا۔ میں رہتا رہا۔ پ ۳/۲ پ ۱۱/۱

لَبِثْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (دیکھو لَابِثِیْنَ) رہے تم۔ ۱۵/۵، ۱۵/۱۵، ۱۶/۱۴، ۱۸/۶، ۱۸/۲، ۲۱/۹۔

لَبِثْنَا: جمع متکلم ماضی معروف۔ ہم رہے ۱۵/۱۵، ۱۸/۲۔

لَبِثُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، رہے وہ۔ ۱۵/۱۳، ۱۶/۱۵، ۱۸/۱۶، ۲۱/۹ نہیں رہتے وہ۔ ۲۲/۸

لُبَدًا: مالِ کثیر، لُبَدٌ اور لَابِدٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ اصل میں لِبْدٌ، لِبْدَۃٌ اور لُبْدَۃٌ کا معنی ہے نمدہ اور گوند یا پانی وغیرہ سے چپکایا ہوا اون، نمدہ ہو یا چپکایا ہوا اون سب میں تہ بر تہ جمائی جاتی ہے، توسیع استعمال کے بعد لُبَدٌ (لُبْدَۃٌ کی جمع جیسے غُرَفٌ، غُرْفَۃٌ کی جمع) مالِ کثیر مال کو کہنے لگے اتنا کثیر کہ تہ بر تہ چڑھ جائے آدمیوں کی کثیر جماعت (جو باہم ہجوم کرلے اور ایک دوسرے پر چڑھ رہا ہو) کو بھی اسی مناسبت سے لِبَدٌ یا لُبَدٌ کہتے ہیں۔ لِبَدٌ بھی لِبْدَۃٌ کی جمع ہے جیسے سِدْرَۃٌ کی جمع سِدَرٌ۔ لَبَدٌ بکری کے بال، مثل ہے مَالَہٗ سَبَدٌ وَلَا لَبَدٌ نہ اس کے پاس اون ہے نہ بال، یعنی کچھ نہیں ہے بالکل مفلس ہے لَبِدٌ (اور لُبَدٌ) گھر میں بیٹھ رہنے والا آدمی جو کمائی کرنے باہر نہ نکلے۔

لَبَدَ لُبُوْدًا اور لَبْدًا (نصر، سمع) ایک جگہ جم کر بیٹھ گیا۔ ۳۰/۱۵

لِبَدًا: جمع لِبْدَۃٌ واحد، ٹھٹ کے ٹھٹ، ہجوم، بھیڑ، جماعت در جماعت، ۲۹/۱۱

لَبْسٍ: شک، اشتباہ (دیکھو لباس) ۲۶/۱۵

لَبَسْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، ہم مشتبہ کر دیتے، ہم (انکی نظر میں صداقت و حقانیت کو) مشکوک کر دیتے (سیوطی) ہم ان پر ویسے ہی گڑبڑ کر دیتے جیسے وہ (اب) خود گڑبڑ کر رہے ہیں۔ (بیضاوی) لَبَسَ عَلَیْہِ (ضرب) معاملہ کو مشتبہ کر دیا، مخلوط کر دیا۔ اس کے بعد علیٰ آنا ضروری ہے، (دیکھو لباس) ۷/۷

لَبُوْسٍ: لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی زرہ، اصل میں لَبُوْس ہر لباس کو کہتے ہیں، فعول بمعنی مفعول ہے، مشہور مثل ہے ؎

اِلْبَسْ لِکُلِّ حَالَۃٍ لَبُوْسَہَا
اِمَّا نَعِیْمَہَا وَ اِمَّا بُؤْسَہَا

ہر حال میں اس حال کے مناسب لباس پہنو سکھ کی حالت ہو یا دکھ کی، یہاں مراد زرہ ہے۔ ۱۷/۶

لَبَنٍ: اسم جنس۔ اَلْبَانٌ جمع، دودھ بَنَاتُ اللَّبَنِ دودھ کی نہریں، لَبِنٌ دودھ کا شیدائی، دودھ پینے والا۔ نَاقَۃٌ لَبِنَۃٌ دودھیاری اونٹنی لَبِیْنٌ دودھ سے پلا ہوا گھوڑا، لِبَانٌ عورت کا چھاتی سے دودھ پلانا لَبُوْنٌ دودھ دینے والا جانور یا وہ جانور جس کے تھنوں میں دودھ اتر آیا ہو۔ لُبُنٌ، لَبَائِنُ اور لِبَانٌ جمع، اِبْنُ اللَّبُوْنِ، دوسالہ اونٹ، بنت لبون، دوسالہ اونٹنی، لَابِنَۃٌ پستان۔ لوابن جمع، ملبون وہ شخص جس کو دودھ پینے کی وجہ سے نشہ آگیا ہو۔ لَبَنَہٗ لبنًا (نصر وضرب) اس کو دودھ پلایا۔ ۲۶/۶

لَبَنًا اسم جنس حالتِ نصب۔ دودھ۔ (تنقیح کے لئے دیکھو لَبَنٍ) ۱۴/۱۵

لُجَّۃً: اسم مفرد۔ دریا میں بڑا پانی۔ دریا کا وسطی حصہ جہاں پانی بہت ہوتا ہے یعنی دریا کا درمیانی کنڈہ۔ آدمیوں کی بڑی جماعت، چاندی۔ آئینہ۔ آیت میں پانی کا حوض اور کنڈہ مراد ہے۔ لَجَاجَۃٌ بھوک کی بے تابی، لَجَّ لَجَاجًا و لَجَاجَۃً (سمع وضرب) جھگڑا کیا۔ لَجْلَجَ (باب تفعیل) کنڈے میں گھس گیا۔ اِلْتِجَاجٌ (افتعال) لہر کا لہر پر چڑھنا، آوازوں کا آپس میں لڑنا (قاموس وتاج) ۱۹/۱۸

لُجِّیٍّ: یائے نسبتی یعنی بہت پانی والا دریا۔ لُجٌّ اور لِجٌّ موج در موج، ایک لہر پر دوسری لہر چڑھی ہوئی۔ رات کی سخت تاریکی، ظلمت بالائے ظلمت (راغب) ۱۸/۱۱

لَجُّوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، لجاج اور لجاجۃ مصدر (سمع وضرب) وہ اڑے رہتے۔ جمے رہتے۔ پھنس گئے۔ لَجَاجٌ کسی ممنوع فعل پر اڑ جانے کو (مجازًا) کہتے ہیں (راغب) ۱۸/۴ ۲۹/۲

لَحْمَ: اسم جنس منصوب مضاف، لَحْمٌ اور لَحَمٌ گوشت، اَلْحُمٌ، لِحَامٌ، لُحُوْمٌ اور لُحْمَانٌ جمع لَحْمَۃٌ گوشت کا ایک ٹکڑا، لُحْمَۃٌ کسی کپڑے کا بانا۔ لَحِمٌ شیر، گوشیلا موٹا آدمی، بڑا گوشت خور، گوشت کا شیدائی، وہ مکان جہاں لوگوں کی زیادہ غیبت کی جاتی ہو، لَحِیْمٌ پُر گوشت آدمی۔ گوشت کا مالک، ہم شکل، ھٰذَا لَحِیْمَۃٌ یہ اس کا ہم شکل ہے لَاحِمٌ گوشت کا مالک اور گوشت کھلانے والا۔ لِحَامٌ وہ چیز جس سے چاندی یا سونے میں ٹانکا لگایا جاتا ہے۔ لَحَّامٌ گوشت فروش۔ مَلْحَمَۃٌ شورش، فتنہ، جنگ، نَبِیُّ الْمَلْحَمَۃِ

وہ نبی جس کو جہاد کا حکم دیا گیا یا وہ نبی جو لوگوں میں الفت پیدا کرانے اور ٹوٹوں کو جوڑنے کے لئے آیا۔ لَحَمَ الْاَمْرَ (نصر) کام کو جوڑ دیا، درست کر دیا۔ لَحَمَ الْعَظْمَ ہڈی سے گوشت اتار کر کھا گیا، لُحِمَ وہ مارا گیا۔ لَحَمَ (فتح) گوشت کھلایا۔ لَحُمَ اور لَحِمَ (کرم و سمع) پُر گوشت ہو گیا۔ گوشت کھانے کا حریص ہو گیا۔ اِلْحَامٌ (افعال) کسی کام کی تکمیل کرنا۔ اَلْحِمْ مَا اَسْدَیْتَ تانا بنا ہے تو بانا بھی اس میں بھر دو یعنی کام کا آغاز کیا ہے تو تکمیل بھی کرو، اَکْلُ اللَّحْمِ گوشت کھانا یعنی غیبت کرنا (المفردات و قاموس) پ۵ ع۹، پ۸ ع۱، پ۱۴ ع۲۱، پ۲۶ ع۱۴ آیت موخر الذکر میں گوشت کھانے سے مراد ہے غیبت کرنا۔

لَحْمُ: اسم جنس مرفوع مضاف، گوشت، پ۶ ع۵

لَحْمٍ: اسم جنس مجرور، گوشت، پ۲۷ ع۳

لَحْمِ: اسم جنس مجرور مضاف، گوشت، پ۱۴ ع۲۴

لَحْمًا: اسم جنس منصوب، گوشت، پ۳ ع۳، پ۸ ع۱۴، پ۱۸ ع۱، پ۲۲ ع۱۴۔

لُحُوْمُهَا: جمع مضاف، لَحْم مفرد، هَا ضمیر مضاف الیہ، ان کے گوشت، پ۱۷ ع۱۲

لَحْنِ: اسم مفرد، لہجہ، انداز، آواز، خوش آوازی

اَلْحَانٌ و لُحُوْنٌ جمع، ایک حدیث میں آیا ہے اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ عربی لہجہ میں قرآن پڑھو، لَحْن کا معنی لغت بھی آیا ہے، حضرت عمر کی حدیث ہے تَعَلَّمُوا السُّنَّةَ وَالْفَرَائِضَ وَاللَّحْنَ كَمَا تَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ سنت اور فرائض اور لغت (ادب و نحو) بھی سیکھو جیسے قرآن سیکھتے ہو۔

لَحْنٌ لَحَنٌ لُحُوْنٌ لَحَانَةٌ لَحَانِيَةٌ پڑھنے میں اور اعراب میں غلطی کرنا۔ لَحَنَ فِيْ كَلَامِهٖ کلام میں اعرابی غلطی کی، غلط بولا۔ (فتح) گا کر پڑھنا لَحَنَ فِيْ قِرَاءَتِهٖ گا کر پڑھا (فتح) گفتگو میں تعریض کرنا یعنی الفاظ بظاہر کسی دوسرے معنی پر دلالت کرتے ہوں اور مراد کچھ اور ہو۔ خَيْرُ الْحَدِيْثِ مَا كَانَ لَحْنًا بہترین کلام وہ ہے جس میں تعریض ہو (فتح)، پردے پردے میں بات کرنا کہ مخاطب سمجھ جائے کوئی دوسرا نہ سمجھ سکے لیکن اس وقت لَحَن کے بعد لام آنا ضروری ہے جیسے لَحَنَ لَهٗ لَحْنًا پردے پردے میں بات کی (فتح) لَحَنَ اِلَيْهِ اس کی طرف مائل ہوا (فتح) لَحَنَ الْكَلَامَ لَحْنًا اور لَحِنَ الْكَلَامَ بات سمجھ لی اور واقف ہو گیا (فتح و سمع)

لَحَنَ لَحْناً اپنی دلیل سے واقف ہوگیا۔ (سمع) لَاحِنٌ اعراب اور پڑھنے میں غلطی کرنیوالا (اسم فاعل) لَحَنَةٌ، لُحْنَةٌ، لَحَّانٌ لَحَّانَةٌ پڑھنے میں اور اعراب میں بہت غلطیاں کرنے والا (مبالغہ) اَلْحَنُ گانے اور پڑھنے کا ماہر، اَلْحَنُ النَّاسِ گانے اور پڑھنے میں سب سے فوق۔ اَلْحَنُ کا معنی زیادہ واقف دانا اور ہوشیار بھی ہے، حدیث صحیح میں آیا ہے، لَعَلَّ اَحَدَکُمْ اَلْحَنُ لِحُجَّتِہٖ شاید تم میں سے بعض آدمی دلیل پیش کرنا زیادہ جانتے ہوں (اسم تفضیل) (المفردات و قاموس و لسان ونہایہ و صحیح بخاری) آیت میں لہجہ اور انداز کلام مراد ہے۔ ۲۶/۸

لِحْيَتِي: لِحْيَةٌ مفرد مضاف، یاء متکلم مضاف الیہ۔ لِحًى اور لُحًى جمع، میری داڑھی۔ لِحَوِیٌّ میں یا نسبتی ہے۔ داڑھی والا اَلْحٰی اور لِحْيَانِیٌّ لمبی بڑھی داڑھی والا لَحْیٌ کلہ، جبڑا، جس پر داڑھی نکلتی ہے لُحِیٌّ جمع۔ لَحَيْتُ الشَّجَرَ لَحْيًا میں نے درخت کی چھال اتار دی۔ لَحَيْتُ زَيْدًا میں نے زید کو لعنت ملامت کی، لَحَى اللّٰهُ

فُلَانًا (بد دعائیہ) خدا اس پر لعنت کرے نیکی کی توفیق نہ دے۔ تَلَاحُوا ملاحاۃ تَلَاحِیْ باہم گالی گلوچ کرنی آپس میں سخت سست کہنا، اَلْتِحَاءٌ لڑکے کی داڑھی نکل آنا۔ یہ مطلب اس وقت ہوگا جب اِلْتِحَاء کی آخری ہمزہ کو یاء کے عوض قرار دیا جائے لیکن اگر ہمزہ کو واو کے عوض مانا جائے اور مادہ لَحْوٌ کہا جائے تو چھال چھیلنے اور ہڈی سے گوشت اتارنے کے معنی ہوں گے۔ ۱۶/۱۴

لُدًّا: جمع، اَلَدُّ مفرد، سخت جھگڑالو، جن کو قائل کرنا ممکن نہ ہو (دیکھو اَلَدُّ) اس لفظ کا مادہ لَدَدٌ ہے، گردن کے دائیں بائیں پہلو کو لَدِيْدٌ کہتے ہیں، شَدِيْدُ اللَّدَدِ وہ شخص جس کی گردن کوئی نہ پھیر سکے، مراد وہ آدمی جس کو اس کے ارادہ سے باز نہ رکھا جا سکے جس کو کوئی راستی پر نہ لا سکے، زَيْدٌ يَتَلَدَّدُ زید گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ (راغب)

لَدَّهٗ اس سے جھگڑا کیا اس کو روک دیا، بند کر دیا (نصر) لَدَّ لَدَدًا (سمع) سخت جھگڑا کیا، لَدِدَ لَدَدًا (سمع) کا بھی یہی معنی ہے۔

لَدَّدَ بِہٖ (باب تفعیل) اس کو پھیلا دیا، فاش
کر دیا۔ مُلْتَدٌّ چارہ سالۂ مُلْتَدٌّ عَنْہُ اس کو
اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں (قاموس) پ ۱۶/۹

لَدُنْ: لَدُنْ اور لَدِنْ (قبیلۂ ربیعہ
کے استعمال میں لَدِنْ) ظرفِ زمان ہے
جو نہایتِ وقت کی ابتداء پر دلالت کرتا ہے
جیسے اَقَمْتُ عِنْدَہٗ مِنْ لَدُنْ طُلُوْعِ
الٰی غروبہا میں اس کے پاس مقیم رہا ابتداء
طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک، ظرفِ
مکان بھی ہے جس کا معنی ہوتا ہے طرف، پاس،
قرآنِ مجید میں عموماً اسی کا استعمال ہے جیسے
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا آپ میری طرف
سے عذر کو پہنچ چکے۔ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً
مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما (آیۃ)
فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا مجھے عطا فرما
اپنی طرف سے کوئی جانشین، وَاجْعَلْ لِّيْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا اور اپنی طرف سے
مجھے غلبہ عنایت کر، عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا
ہم نے اپنے پاس سے اسکو علم سکھایا۔ لِيُنْذِرَ
بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ تاکہ اللہ کی
طرف سے ہونیوالے سخت عذاب سے لوگوں کو
ڈرائے۔

عِنْدَ کی طرح لَدُنْ بھی اسم غیر متمکن ہے،
لیکن بقولِ راغب عند سے خاص ہے، عموماً
اس سے پہلے مِنْ حرفِ جر آتا ہے، بغیر مِنْ
کے استعمال اگرچہ ہوتا ہے مگر بہت کم، لَدُنْ
ہمیشہ مضاف مستعمل ہے، عامل نہیں ہے البتہ
صرف غُدْوَةً کو نصب دیتا ہے جیسے
ذُو الرُّمہ کے شعر میں ہے:

لَدُنْ غُدْوَةً حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتِ الضُّحٰى،
آغازِ صبح سے یہاں تک کہ جب دن چڑھ گیا،

لَدُنْ میں مندرجہ ذیل لفظی تغیرات جائز ہیں
اور یہ تمام لغات مستعمل ہیں لَدِنْ ۔ لُدْنُ
لَدْنُ ۔ لَدَ (حکاہ الکسائی) لُدْ ۔ لَدَى ۔ لَدُنِ
(صرف بنی اسد کے استعمال میں) ۔ لَدْ ۔ لَدَا
لسان میں، لَدٰی بمعنی ھل استفہامیہ بھی آیا ہے
(شرح الایضاح وتسہیل ومفصل وقاموس
ولسان وغیرہ)

لَدَانَةً نرمی لَدُنَ (کرم) لُدُوْنَةً
ولَدَانَةً نرم ہوگیا، لچکدار ہوگیا لَدِنَ
لچکدار تَلَدَّنَ (تفعل) دیر کرنا، توقف کرنا۔
لَدْنٌ اور لَدْنَةٌ ہر نرم چیز، لِدَانٌ اور

لَدُنٌ جمع (قاموس) ١١/١٧ ، ١٩/١٦

لَدُنَّا : لَدُنْ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ہماری طرف سے، ٥/٦ ، ١٥/٢١ ، ١٦/١٤ ، ١٧/٢ ، ٢٠/٩

لَدُنْكَ : لَدُنْ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر مضاف الیہ، تیری طرف سے۔ ٣/١٢،٩ ، ٥/٧ ، ١٥/١٣،٩ ، ١٦/٤ ۔

لَدُنْهُ : لَدُنْ مضاف هُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اس کی طرف سے۔ ٥/٣ ، ١٥/١٣

لَدُنِّي : لَدُنْ مضاف ، نِي ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ میری طرف سے۔ ١٦/١

لَدٰى : ظرف مکان غیر متمکن، پاس، طرف، ضمیر کی طرف اضافت کے وقت لَدٰی کی وہی حالت ہوتی ہے جو عَلٰی حرف جر کی ہوتی ہے مثلاً لَدَيْنَا۔ عَلَيْنَا۔ لَدَيْهِ عَلَيْهِ۔ لَدَيْكَ۔ عَلَيْكَ۔ لَدَيَّ عَلَيَّ وغیرہ حقیقت میں لَدٰی لَدُنْ ہی کی ایک بگڑی شکل ہے۔ ١٢/١٣ ، ٢٤/٢ ۔

لَدَيَّ : لَدٰی مضاف ، یاء متکلم مضاف الیہ میرے پاس۔ ١٩/١٦ ، ٢٦/١٦

لَدَيْنَا : لَدٰی مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارے پاس۔ ٣/١٣ ، ١٨/٤ ، ٢٣/١،٣ ، ٢٥/٧ ، ٢٦/١٧ ، ٢٩/١٢

لَدَيْهِ : لَدٰی مضاف هِ ضمیر مذکر غائب مضاف الیہ، اس کے پاس، ١٦/٢ ، ٢٦/١٦

لَدَيْهِمْ : لَدٰی مضاف هِم ضمیر مذکر غائب مضاف الیہ، ان کے پاس، ٣/١٣ ، ١٣/٥ ، ٢٨/٤ ، ٢١/٧ ، ٢٥/١٣ ، ٢٩/١٢ ۔

لَذَّةٍ : اسم مفرد، خوش مزہ۔ لَذَّات جمع۔ لَذٌّ خوش مزہ لَذِيذٌ بامزہ لُذٌّ اور لِذَاذٌ جمع، لَذَّةً متعدی بنفسہ اور لَذَّ بِهٖ (ضرب و سمع) اس کو خوش مزہ پایا۔ اس کا مزہ پایا۔ اس کا مصدر لَذَاذٌ اور لَذَاذَةٌ ہے۔ یہ فعل لازم بھی ہے۔ لَذَّ مزہ دار ہوا، اِلْتَذَّ (باب افتعال) تَلَذَّذَ (باب تفعل)، سب متعدی بنفسہ بھی ہیں اور باء کے ذریعہ سے بھی متعدی ہوتے ہیں، سب کا معنی ہے خوش مزہ پایا۔ اِسْتَلَذَّ (باب استفعال) متعدی بنفسہ اور متعدی بالباء۔ اس کو بامزہ پایا اور خوش مزہ سمجھا۔ ٢٣/٦ ، ٢٦/٦

لِمَا أَمَا : صیغہ صفت، ہمیشہ ساتھ رہنے والا۔

چمٹ جانے والا، موت، انصاف کرنیوالا
حاکم، لِزَامٌ باب مفاعلۃ کا مصدر بھی ہے
ہمیشہ ساتھ رہنا، چمٹ جانا۔ جدا نہ ہونا۔ لِزَامٌ
فیصلہ۔ لِزَمٌ فیصلہ کرنے والا حاکم۔ سُبَّۃٌ
لِزَامٌ نہ چھوٹنے والی عار، چمٹی رہنے والی ننگ
لَازِمٌ (اسم فاعل) چمٹا رہنے والا، واجب
لَزِمَہٗ اور لَزِمَ بِہٖ (سمع) اس کو چمٹ
گیا، اس سے کبھی الگ نہ ہوا۔ لَزِمَہُ الْحَقُّ
اس پر حق واجب ہوگیا۔ لَزْمٌ، لُزُوْمٌ،
لِزَامٌ، لِزَامَۃٌ، لُزْمَۃٌ، لُزْمَانٌ مصدر
چمٹ جانا۔ چمٹا رہنا۔ واجب ہونا۔ اِلْزَامٌ
(بابِ افعال) چمٹا دینا جیسے اَنُلْزِمُكُمُوْهَا
کیا ہم اس کو تم پر چمٹا دیں۔ فَسَوْفَ يَكُوْنُ
لِزَامًا کچھ مدت کے بعد وہ تم کو چمٹ جائے گا،
الگ نہ ہوگا۔ واجب کر دینا جیسے وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى اللہ نے ان پر کلمۂ توحید
واجب کر دیا۔ امام راغب کی زبان میں اول
الزام بالتسخیر ہے اور دوسرا الزام بالامر،
مُلَازِمٌ باہم ایک دوسرے کی گردن میں
ہاتھ ڈالنے والے۔ اِلْتِزَامٌ (باب افتعال)
کسی کی گردن میں ہاتھ ڈالنا، بغلگیر ہونا ۱۶/۱۷

۱۹/۴

لِسَانٌ: اسم مفرد، اَلْسِنَۃٌ جمع مذکر
اَلْسُنٌ جمع مؤنث، لُسُنٌ جمع مطلق۔ لسان
مذکر بھی مستعمل ہے اور مؤنث بھی، اس کے
مختلف معانی ہیں، زبان، قوتِ گویائی، بولی،
لہجہ، ذکر جیسے بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اس کی قوم کی
بولی کے ساتھ بِلِسَانِكَ تیری بولی میں
اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ تمہاری بولیوں کا اور
لہجوں کا اختلاف، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ
لِّسَانِيْ میری قوتِ گویائی کی بندش کھول دے،
لِسَانَ صِدْقٍ ذکر جمیل، لِسَانُ اللہِ
اللہ کا کلام اور حجت فُلَانٌ يَنْطِقُ بِلِسَانِ
اللہِ فلاں شخص خدا داد حجت و دلیل کے ساتھ
بات کرتا ہے، لِسْنٌ بھی لِسَانٌ کا ہم معنی ہے۔
لَسَنٌ زبان آوری فصاحت گفتگو کی روانی لَسِنٌ
(صفت مشبہ) فصیح زبان آور اَلْسَنُ تیز
زبان، رواں گفتگو کرنے والا، لُسْنٌ جمع۔
مَلْسُوْنٌ دروغگو اور وہ شخص جسکی زبان کٹی ہوئی
ہو لَسَنَہٗ لَسْنًا (نصر) گفتگو میں اس پر غالب آگیا
گالیاں دیں، لَسَنَتْہُ الْعَقْرَبُ اس کو بچھو
نے کاٹ لیا اَلْسَنَہٗ قَوْلَہٗ (باب افعال)

اس کو اس کا پیام پہنچا دیا یا خط پہنچا دیا مُلّا ۹ سنۃ
(بابِ مفاعلۃ) باہم گفتگو کرنا، گفتگو کی روانی
میں مقابلہ کرنا۔ تَلَسَّنَتِ النَّارُ آگ روشن
ہو گئی۔ ۶/۱۵ ۱۳/۱۳ بولی، لغت۔

لِسَانَ: اسم مفرد منصوب مضاف، اَلْسِنَۃٌ
جمع، ذکر جمیل، اچھا تذکرہ، تعریف۔ ۱۶/۶ ۱۹/۹

لِسَانِ: اسم مجرور مفرد، اَلْسُنٌ جمع، لغت،
بولی۔ ۱۹/۱۵

لِسَانُ: اسم مرفوع مضاف، اَلْسن جمع،
بولی، لغت۔ ۱۴/۲

لِسَانٌ: اسم مرفوع نکرہ، اَلْسُنٌ جمع، بولی
لغت۔ ۱۴/۲

لِسَانًا: اسم منصوب نکرہ ۲/۲ گویائی کلام۔
۲۶/۲ بولی، لغت ۳۰/۱۵ زبان، جیب۔

لِسَانِكَ: مجرور مضاف، تیری بولی میں ۱۶/۹
بولی، لغت، ۲۵/۱۶ بولی۔

لِسَانَكَ: منصوب مضاف ک ضمیر خطاب
مضاف الیہ، تو اپنی زبان کو ۲۹/۱۷۔

لِسَانِي: مجرور مضاف اور مرفوع مضاف،
میری قوتِ گویائی سے۔ ۱۶/۱۱ میری گویائی یا
قوتِ گویائی۔ ۱۹/۶

لَسْتَ: واحد مذکر حاضر لَیْسَ سے، تو نہیں
ہے۔ لَیْسَ فعل ناقص ہے، ماضی کا معنی رکھتا ہے
ماضی کی پوری گردان بھی آتی ہے لیکن مضارع
امر اسم فاعل، اسم مفعول اس سے مشتق نہیں
ہوتے اس لئے غیر منصرف کہلاتا ہے۔ اصل
میں لَیِسَ تھا، تخفیفاً لیس کر لیا گیا۔ بعض اہل علم
نے اس کی اصل لَا اَیْسَ قرار دی ہے۔
اَیْسَ وجودی معنی رکھتا ہے اور لَیْسَ عدمی،
عرب کا محاورہ ہے اِئْتِنِی مِنْ حَیْثُ اَیْسَ
وَلَیْسَ مجھے دے کہیں سے ہو (تیرے پاس،
موجود ہو) یا نہ ہو۔

دوسرے افعالِ ناقصہ کی طرح اس کا اسم
بھی مرفوع اور خبر منصوب آتی ہے لیکن دوسرے
افعالِ ناقصہ کی خبر کو ان افعال سے پہلے ذکر
کرنا جائز ہے، لَیْسَ کی خبر کو اس سے پہلے
نہیں ذکر کیا جاسکتا مُحْسِنًا کَانَ زَیْدٌ
صحیح ہے مُحْسِنًا لَیْسَ زَیْدٌ صحیح نہیں ہے۔

بجائے اِلَّا کے کبھی لَیْسَ بھی استثنائی
ہوتا ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا
اہلِ تحقیق کی نظر میں یہ لَیْسَ استثنائیہ نہیں ہے
بلکہ ناسخ ہے اس کے اندر ضمیر اس کا اسم ہے اور

زندہ اخبر۔

اسم کی صورت میں لَیْسٌ کا معنی ہے،
دلیری بے خبری اور اَلْیَس وہ آدمی جو ہمیشہ گھر
میں پڑا رہے نیز دلیر اور خوشخو آدمی تَلَا لَیْسَ
عَنْہُ، اس کی طرف سے چشم پوشی (رضی و مفصل
ومنتہی الارب، پ۸/۱ پ۸/۲ ۱۳/۱۲ ۳۰/۱۳

لَسْتُ: واحد متکلم ماضی، میں نہیں ہوں
۷/۱۴ ۹/۱۲

لَسْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی، تم نہیں ہو
۳/۵ ۱۲/۱۴ ۱۲/۲ ۔

لَسْتُنَّ: جمع مؤنث حاضر ماضی، تم نہیں
ہو۔ ۲۲/۱ ۔

یاد رکھنا چاہیے کہ لَیْسَ اگرچہ صیغہ ماضی
ہے لیکن ترجمہ عموماً حال کا کیا جاتا ہے۔

لَطِیْفٌ: صیغہ صفت مشبہ، حالتِ رفع
باریک بیں، دقیقہ رس، امورِ دقیقہ کو جاننے
والا۔ دقت نظر اور حسنِ تدبیر سے کام کرنیوالا،
بندوں پر مہربان، نیکیوں کی توفیق دینے والا۔
کسی جسم کے لطیف ہونے کا معنی ہے
نازک ہونا۔ باریک ہونا، کسی بات کے
لطیف ہونے کے معنی ہیں باریک ہونا، دقیق
ہونا، معنی کا پوشیدہ ہونا، کسی حرکت کے
لطیف ہونے کا معنی ہے سبک ہونا، ہلکا ہونا،
لُطْفٌ نرمی، لطفِ الٰہی، اس کی رحمت،
نیکیوں کی توفیق، گناہوں سے حفاظت۔
(قاموس- اقرب الموارد)، لَطَفٌ اسم مصدر
نرمی اور توفیق خداوندی۔

لَطَفَۃٌ ہدیہ، لَطْفَانٌ بھلائی کرنیوالا
لَطَفَ لُطْفًا (نصر) نرمی کی، نزدیک ہوا۔
لَطَفَ اللّٰہُ لَکَ اللہ نے تجھے مقصود
تک پہنچا دیا (نصر) لَطُفَ لُطْفًا ولَطَافَۃً
(کرم) باریک ہوگیا، ریزہ ریزہ ہوگیا، اِلْطَافٌ
(افعال) اور اِسْتِلْطَافٌ (استفعال)
کسی چیز کو اپنے بازو یا پہلو پر چپکا لینا
اَلْطَفَ بِکَذَا کا معنی کسی شخص کے ساتھ
کوئی بھلائی کی یا اچھا سلوک کیا۔

تَلَطَّفَ (تفعل)، تَلَاطَفَ (تفاعل)
مُلَاطَفَۃٌ (مفاعلۃ) باہم نرمی کرنا، خوش خلقی
سے پیش آنا (تاج العروس و منتہی الارب)

۷/۱۹ واقف اسرار (یا مہربان۔ سیوطی) ۱۳/۵
۱۱/۱۱ ۲۹/۱ واقفِ اسرار، مدبر، مخفی پوشیدہ
چیزوں کو جاننے والا ۷/۱۵ مہربان (مکی) یا مدبر

خفی - پ۲۵/۳ مہربان۔ بھلائی کرنے والا۔

لَطِیْفًا: صفتِ مشبہ حالتِ نصب، پ۲۲/۱ باریک بین۔ مہربان۔

لَظٰی: عَلَم اور اسم مصدر اور مصدر دوزخ کا نام ہے، بغیر دھویں کے اٹھتا ہوا شعلہ، لپٹ بھڑک۔ آگ بھڑکنا۔ لَظِیَتِ النَّارُ لَظًی (سمع) آگ بھڑک گئی، مشتعل ہوگئی، تَلَظّٰی (تفعّل)، آگ کا بھڑکنا۔ اِلْتِظَاءٌ (افتعال) بمعنی تَلَظّٰی، لَظَاءَۃٌ تھوڑی چیز۔ مَاتَرَکْتُ عِنْدَہٗ اِلَّا لَظَاءَۃً میں نے اس کے پاس صرف تھوڑی مقدار میں چیز چھوڑی۔ آیت میں جہنم مراد ہے۔ پ۲۹/۷۔

لَعِبٌ: حاصل مصدر، کھیل لَعِبٌ لَعْبٌ لِعْبٌ لُعْبَۃٌ سب کا معنی کھیل، ~~لَعِبٌ اور لِعْبٌ اور لُعْبَۃٌ باز کر اور~~ کھلاڑی کو بھی کہتے ہیں۔ پ۷/۱۰ پ۱۳/۲۱ پ۲۶/۸ پ۲۷/۱۹ (دیکھو لاعبین)

لَعِبًا: کھیل، پ۶/۱۳ پ۷/۱۴ پ۸/۱۳ (دیکھو لاعبین)

لَعَلَّ: حرف مشابہ بفعل ہے۔ تَرَجِّی (امید یا خوف) پر دلالت کرنے کے لئے اس کی وضع ہے، اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔ فراء کے کچھ ساتھی قائل ہیں کہ خبر بھی منصوب ہوتی ہے جیسے لَعَلَّ اَبَاکَ مُنْطَلِقًا بعض عربوں سے سنا گیا ہے، یونس کا قول ہے ایسا استعمال بعض قبائل کے ساتھ مخصوص ہے۔ قرآنی استعمال میں اسم منصوب اور خبر مرفوع ہی وارد ہے۔ (مغنی اللبیب)

امید کا رجوع کبھی متکلم کی طرف ہوتا ہے جیسے لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَۃَ فرعون کی قوم والوں نے کہا تھا ہم کو امید ہے کہ ہم جادوگروں کے پیچھے چلیں گے، کبھی مخاطب کو امید دلانے اور امیدوار رکھنے کے لئے آتا ہے اس وقت امید کا رجوع مخاطب کی طرف ہوتا ہے جیسے لَعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی اللہ نے حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون کو حکم دیا فرعون کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں یہ امید رکھتے ہوئے جاؤ کہ شاید وہ نصیحت مان لے اور ڈر جائے۔

کبھی امید کا تعلق نہ متکلم سے ہوتا ہے نہ مخاطب سے بلکہ تیسرے شخص سے ہوتا ہے جیسے فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ

یعنی لوگ یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ وحی کا کوئی حصہ ترک کردیں گے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ یعنی آپ کی حالت دیکھکر لوگ یہ امید یا اندیشہ کرتے ہیں کہ آپ اپنی جان کھودیں گے۔

(نوٹ: آیت لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ میں بھی امید ملے ہے یعنی اللہ کی عبادت اس امید کو رکھتے ہوئے کرو کہ تم کامیاب ہوگے۔

(راغب فی المفردات وصرح ببعضہا البیضاوی والرازی)

لَعَلَّ کے معانی

(۱) لَعَلَّ کی اصل وضع امید یا اندیشہ کے لئے ہے لیکن جس چیز کی امید کی جائے اس کا ممکن ہونا ضروری ہے اسی لئے لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ کہنا غلط ہے جوانی کا لوٹنا ممکن نہیں لیکن اللہ نے فرعون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ یعنی فرعون نے امید کرتے ہوئے کہا شاید میں آسمانی اسباب تک پہنچ جاؤں، آسمان تک فرعون کا پہنچنا ناممکن تھا، پھر کیوں لَعَلَّ کا استعمال کیا گیا۔ اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے دو جواب دئے گئے ہیں۔

ملے فرعون کا یہ قول جہالت پر مبنی تھا یعنی فرعون جانتا ہی نہ تھا کہ آسمان کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے۔

ملے فرعون اہل دربار کو دھوکہ دینا چاہتا تھا وہ فریب کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میرے لئے آسمان تک پہنچنا ممکن ہے۔

(۲) تعلیل یعنی کَیْ کا ہم معنی، اخفش اور کسائی اور بعض دوسرے نحوی اس کے قائل ہیں جیسے فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى یعنی فرعون سے نرمی سے کہنا تاکہ وہ نصیحت قبول کرے، اکثر مفسرین اور اہل ادب اس آیت میں رجاء نمبر دوئم کے قائل ہیں۔

(۳) استفہام کے لئے، اس کے قائل صرف کوفی ادیب ہیں جیسے لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ تم کو نہیں معلوم کہ کیا اس کے بعد اللہ کوئی اور امر پیدا کر دے گا مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى تم کو کیا معلوم کہ کیا وہ پاک نفس بن جائے گا۔

(صاحب منتہی الارب نے لَعَلَّ کا ترجمہ کاش بھی لکھا ہے یعنی تمنا کے لئے مثال کوئی نہیں دی)

لَعَلَّ کی خبر پر اَنْ بکثرت آتا ہے جو عسیٰ کے معنی کو لئے ہوئے ہوتا ہے جیسے متمم بن نویرہ کا شعر ہے: لَعَلَّكَ یَوْمًا اَنْ تُلِمَّ مُلِمَّةٌ

کبھی حرفِ تنفیس بھی اس کی خبر پر آتا ہے جیسے

هَوْلَا اَهَا نُوْلَا تَرَفِيْقًا لَعَلَّهَا، سَتَرْحَمُنِيْ مِنْ زَفْرَةٍ وَعَوِيْلٍ

تم دونوں اس (محبوبہ) سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید اس کو میری آہ و بکا پر رحم آجائے۔

لَعَلَّ کی خبر فعل ماضی ہو سکتی ہے، حدیث صحیح میں آیا ہے وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ تم کو کیا معلوم امید ہے کہ اللہ نے اہلِ بدر کے حالات کو جانتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو کچھ چاہو کرو، میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے، امرء القیس کندی کا شعر ہے ؎

وَ بُدِّلْتُ قَرْحًا دَامِيًا بَعْدَ صِحَّةٍ

لَعَلَّ مَنَايَانَا تَحَوَّلْنَ اَبْؤُسَا

صحت کے بدلہ میں مجھے خون ریز پھوڑے دیئے گئے، شاید ہماری موتیں دکھوں میں تبدیل ہوگئیں (یعنی دکھ ہی دکھ رہیں گے موت ان دکھوں کا خاتمہ نہیں کرے گی)

سیبویہ نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے ؎

اَعِدْ نَظَرًا يَا عَبْدَ قَيْسٍ لَعَلَّمَا

اَضَاءَتْ لَكَ النَّارُ الْحِمَارَ الْمُقَيَّدَا

اے عبد قیس دوبارہ دیکھ شاید آگ کی روشنی میں تجھے بندھا ہوا گدھا نظر آجائے۔

حریری کے نزدیک لَعَلَّ کی خبر فعل ماضی نہیں ہو سکتی، شواہد مذکورہ حریری کی تردید کر رہے ہیں۔ (مغنی اللبیب)

لَعَلَّ کا لفظی تجزیہ

بعض اہلِ لغت کہتے ہیں لَعَلَّ میں لام زائد ہے، اصل لفظ عَلَّ ہے لَعَلَّ میں مندرجہ ذیل تغیرات بھی آئے ہیں:

عَلَّ عَنَّ غَنَّ اَنَّ لَعَنَّ لَغَنَّ لَاَنَّ لَوَاَنَّ رَعَلَّ رَعَنَّ رَعَنَّ یاء متکلم کی اضافت کی صورت میں لَعَلِّیْ لَعَلَّنِیْ لَعَنِّیْ عَلِّیْ آیا ہے (منتہی الارب و قاموس)

قرآنِ مجید میں سوا لعل کے اور کوئی بگڑا ہوا لفظ نہیں آیا۔ پ ۲۳/۵ پ ۲۵/۳ پ ۲۸/۱۷

لَعَلَّكَ: لعل حرف مشبہ بالفعل کَ اس کا اسم شاید تو، پ ۱۲/۲ پ ۱۵/۳ پ ۱۶/۱۷ پ ۱۹/۵

لَعَلَّكُمْ: لعل حرف مشبہ بالفعل کُمْ اس کا اسم، شاید تم۔ پ ۱: ۳، ۶، ۸، ۹ پ ۲: ۲، ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۵

۳/۴ ، ۴/۲،۴،۵،۱۱ ، ۶/۶،۱۰ ، ۷/۲،۳ ، ۸/۶،۷،۱۴،۱۵،۱۶
۹/۱۰،۱۱،۱۴،۱۷ ، ۱۰/۲ ، ۱۲/۱۱ ، ۱۳/۷ ، ۱۴/۸، ۱۷، ۱۹
۱۷/۲،۱۲،۱۷ ، ۱۸/۷،۱۰،۱۳،۱۴ ، ۱۹/۱۱،۱۶،۱۹ ، ۲۰/۷،۱۰ ، ۲۱/۸ ، ۲۲/۱۴
۲۳/۲ ، ۲۴/۱۲،۱۸ ، ۲۵/۷،۱۸ ، ۲۶/۱۳ ، ۲۷/۲،۱۳ ، ۲۸/۱۰

لَعَلَّنَا : لعل حرف ترجی مشبہ بفعل، نَا ضمیر واحد متکلم، اس کا اسم، شاید ہم ، ۱۹/۴

لَعَلَّهٗ : لعل حرف مشبہ بفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب اس کا اسم، شاید وہ، ۱۶/۱۱ ۱۷/۷ ۳۰/۵ ۔

لَعَلَّهُمْ : لعلّ حرف مشبہ بفعل ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اس کا اسم ، شاید وہ سب لوگ ۲/۷،۱۱
۳/۱۶ ، ۷/۱۱،۱۲،۱۴ ، ۸/۶،۱۰ ، ۹/۲،۶،۱۱،۱۲ ، ۱۰/۳،۸
۱۱/۴ ، ۱۲/۱۶ ، ۱۳/۲،۱۶،۱۸ ، ۱۴/۱۲ ، ۱۶/۱۵ ، ۱۷/۳،۵ ، ۱۸/۳
۲۰/۸،۹ ، ۲۱/۸،۱۴،۱۵ ، ۲۳/۴،۱۷ ، ۲۵/۹،۱۱،۱۶ ، ۲۶/۴
۲۸/۶ ۔

لَعَلِّیْ : لعلّ حرف مشبہ بفعل، یؔ ضمیر واحد متکلم اس کا اسم، ۱۲/۱۶ ۱۶/۱۰ ۱۸/۶ ۲۰/۷ ۲۴/۹ ۔

لَعْنًا : مصدر، لَعَنَ (باب فتح) ماضی ، لَعْنَۃٌ اسم، پھٹکار، دھتکار، اس کی جمع لِعَانٌ اور لَعْنَاتٌ ہے (مزید تشریح کے لئے دیکھو اللاعنون)
۲۲/۵

لَعَنَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف لَعْنٌ مصدر (باب فتح) رحمت سے دور کر دیا۔ ۲۲/۵

لُعِنَ : واحد مذکر غائب ماضی مجہول، لَعْنٌ مصدر (باب فتح) لعنت کی گئی۔ اللہ کی رحمت سے دور رہنے کی بد دعا کی گئی۔ ۶/۱۵

لَعَنَّا : جمع متکلم ماضی معروف، لَعْنٌ مصدر، (باب فتح) ہم نے لعنت کی، ہم نے رحمت سے دور کر دیا۔ ۵/۴ ۔

لَعَنَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف لَعْنٌ مصدر (باب فتح) اس نے لعنت کی، بد دعا کی ۔ ۸/۱۱

لُعِنُوْا : جمع مذکر غائب ماضی مجہول لَعْنٌ مصدر (باب فتح) ان پر لعنت کی گئی، ان کو رحمت سے دور کر دیا گیا۔ ۶/۱۳ ۱۸/۹

لَعَنَهٗ : لَعَنَ واحد مذکر غائب ماضی معروف ہٗ ضمیر مفعول، اس پر لعنت کی، اس کو رحمت سے دور کر دیا۔ ۵/۱۰،۱۵ ۶/۱۳

لَعَنَهُمْ : لَعَنَ واحد مذکر غائب ماضی معروف ھُمْ ضمیر مفعول، ان پر لعنت کی، ۱/۱۱ ۵/۴،۵ ۱۰/۱۵ ۲۲/۴ ۲۶/۷،۹

لَعْنَتِیْ : لَعْنَۃٌ اسم مصدر، پھٹکار، دھتکار، یؔ ضمیر متکلم مضاف الیہ، میری لعنت۔ میری

طرف سے پھٹکار، ۲۳/۱۴

اَللَّعْنَةَ: اسم مصدر معرف باللام، پھٹکار، دھتکار۔ ۳/۹ ۲۴/۱۱

لَعْنَةُ: اسم مصدر مضاف مرفوع، پھٹکار، دھتکار۔ ۱/۱۱ ۲/۳ ۵/۱۲ ۱۲/۲

اَللَّعْنَةَ: اسم مصدر، معرف باللام منصوب پھٹکار، ۲۵/۲۔

لَعْنَتَ: اسم مصدر منصوب مضاف، پھٹکار ۳/۱۶،۱۷ ۱۵/۱۴

لَعْنَةً: اسم مصدر منصوب نکرہ ۱۲/۹،۵ ۲۰/۷

اَللَّغْوِ: معرفہ مجرور، لَغْو اور لَغْوٰی ہر بیہودہ قول یا فعل یا چیز اور ہر خطا۔ ابو عبیدہ نے کہا لغو اور لغا ایک ہی ہیں جیسے عیب اور عاب ایک شاعر کا قول ہے عَنِ اللَّغَا وَرَفَثِ التَّکَلُّمِ بیہودہ کلام اور فحش گفتگو سے، لَغَا حقیقت میں چڑیوں اور چڑیوں کی طرح دوسرے پرندوں کے چوں چوں کرنے کی آواز کو کہتے ہیں جو بے ارادہ اور بے سوچے منہ سے نکلتی ہے، لغا سے لَغْوٌ بنا ہے، اسی لئے لغو اس قسم کو کہتے ہیں جو بغیر نیت قسم کے بطور تکیہ کلام منہ سے نکل جاتی ہے ایک شاعر کہتا ہے:

وَلَسْتَ بِمَأْخُوذٍ بِلَغْوٍ تَقُولُہٗ
اِذَا لَمْ تَعَمَّدْ عَاقِدَاتِ الْعَزَائِمِ

لغو قسم کھانے پر تمہارا مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ قصداً نیت کے ساتھ پختہ قسم نہ کھاؤ (راغب) امام راغب نے لغو قسم کی جو تشریح کی ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور امام شافعی کے مسلک کے موافق ہے، لغت میں بھی اس کی شہادت ملتی ہے لیکن امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے کہ لغو قسم وہ ہے جو کسی گذشتہ امر پر کھائی جائے در یہ سمجھ کر کھائی جائے کہ واقعہ ایسا ہی ہے لیکن حقیقت میں قسم واقع کے خلاف ہو (ذکرہ القدوری) درمختار میں اتنا زائد ہے کہ گذشتہ امر پر قسم کھائی ہو یا حال پر۔ ردالمحتار میں صراحت ہے کہ آئندہ سے قسم کا تعلق نہ ہو۔ مجاہد کا یہی قول ہے۔ (ابو السعود) (مزید تشریح کے لئے دیکھو لاغیہ) ۲/۱۲ ۲/۲ بیہودہ قسم ۱۸/۱ ۱۹/۴ ہر بیہودگی، قولی، فعلی چیز۔

اَللَّغْوَ: معرفہ منصوب ۲۰/۹ گالی اور کھلی بات

لَغْوٌ: نکرہ مرفوع ۲۷/۲ بیہودہ کلام، بیہودگی۔

لَغْوًا: نکرہ منصوب ۱۶/۱ بیہودہ کلام ۲۷/۱۴ فحش کلام، ۳۰/۲ بیہودہ بات۔

لُغُوْبٌ: مصدر اور اسم مصدر، تھکنا، تھکان، لُغُوْبَۃٌ، لُغَابَۃٌ، سستی، بیوقوفی، لَغِبٌ کمزور، ماندہ، لَغْبٌ لَاغِبٌ تھکا ہوا۔ سست۔ مثل ہے اَتَانَا سَاغِبًا لَاغِبًا وہ ہمارے پاس بھوکا ماندہ آیا۔ لَغُوْبٌ کاہل، ضعیف الرائے۔ ایک اعرابی نے کہا تھا فُلَانٌ لَغُوْبٌ اَحْمَقُ فلاں شخص بڑا بیوقوف احمق ہے۔ لَغَبٌ گردن کے بال۔ اَخَذَ بِلَغَبِ رَقَبَتِہٖ اس کے گردن کے بال پکڑ لئے یعنی اس کو پا لیا۔

لَغَبَ لَغْبًا و لُغُوْبًا (فتح، سمع، کرم) سخت تھک گیا۔ لازم ہے۔ لَغَبَ الْقَوْمَ لَغْبًا (فتح) لوگوں میں جھوٹی بات پھیلائی۔ جھوٹی خبر دی، متعدی ہے۔ لَغَبَ عَلَيْهِمْ ان میں فساد پھیلایا۔ اِلْغَابٌ (افعال) تھکانا۔ رنج پہنچانا۔ تَلَغُّبٌ (تفعّل) اور تَلْغِيْبٌ ماندہ کرانا (المفردات و قاموس)

پ ۲۲/۱۶ ب ۲۶/۱۷۔

لَفِيْفًا: صفت مشبہ، آدمیوں کا وہ بڑا گروہ جس میں مختلف قبائل کے آدمی جمع ہوں، طَعَامٌ لَفِيْفٌ، دو یا زیادہ اقسام سے ملایا ہوا کھانا۔

فُلَانٌ لَفِيْفُ زَيْدٍ فلاں شخص زید کے ساتھ مخلوط ہے یعنی اس کا دوست ہے۔

لِفَافَۃٌ لپیٹ کا کپڑا۔ لَفَائِفُ جمع۔ لِفٌّ اور لَفٌّ وہ گروہ جس میں ہر طرف سے ہر قسم کے لوگ آکر مخلوط ہو گئے ہوں۔ لُفُوْفٌ جمع۔ نیز جھوٹے گواہ جن کو ادھر ادھر سے جمع کر لیا جاتا ہے۔ جَاءُوْا وَمَنْ لَفَّ لِفَّهُمْ وہ خود بھی آئے اور ان لوگوں کو بھی ساتھ لائے جن کا شمار انہی کے ساتھ ہوتا تھا یعنی واقع میں تو وہ ان میں سے نہ تھے مگر شمار میں انہیں کے ساتھ شامل کئے جاتے تھے۔ لِفٌّ اور لَفٌّ اس باغ کو بھی کہتے ہیں جس میں درخت گھنے ہوں اور درختوں کی شاخیں پیچ در پیچ باہم گتھی ہوئی ہوں۔ اَلْفَافٌ جمع (دیکھو اَلْفَافًا) اَلْفَافٌ لُفٌّ کی جمع ہو سکتی ہے اور لُفٌّ کا واحد لَفَّاءُ ہے، اس صورت میں اَلْفَافٌ جمع الجمع ہو گی۔

حَدِيْقَۃٌ لَفَّاءُ، گھنے، پیچ در پیچ درختوں والا باغ، لَفَفٌ زبان کا لکڑانا، ثقیل ہو جانا جس سے بات کرنی دشوار ہو جائے، اسی سے صیغہ صفت اَلَفُّ آتا ہے یعنی وہ شخص جو سست کلام بمشکل سے دیر میں بات کرنے والا، گراں

زبان ہو۔ مِلَفٌّ چادر۔

لَفَّ الثَّوْبَ (نصر) کپڑا لپیٹ دیا۔

لَفَّ الشَّيْءَ اس چیز کو اکٹھا کر لیا۔ لَفَّ الْكَتِيبَتَيْنِ فوج کے دونوں مقابل دستوں کو ایک دوسرے سے بھڑا دیا: ٹکرا دیا۔ لَفَّ فُلَانًا حَقَّهُ، فلاں شخص کا حق نہ دیا، اسکو حق سے روک دیا۔ لَفَّ فِي الْأَكْلِ مختلف قسم کے کھانے ملا کر کھائے۔ لَفَّ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دیا۔ تَلْفِيفٌ (تفعیل) خوب لپیٹ دینا۔ تَلَفُّفٌ (تفعل) اِلْتِفَافٌ (افتعال) لپٹ جانا۔ کسی چیز سے لپٹنے کے لئے اِلتفاف کے بعد فی بھی آتا ہے اور باء بھی۔ اِلْتَفَّ بِثَوْبِهِ اور فِي ثَوْبِهِ دونوں صحیح ہیں۔

لِقَاءَ: حاصل مصدر، منصوب مضاف بیشی۔ ۸/۳-۱۱، ۱۱/۶،۷، ۱۶/۲، ۱۹/۱، ۲۰/۱۳، ۲۱/۱۵، ۲۴/۵، ۲۵/۲

لِقَاءِ: حاصل مصدر مجرور مضاف بیشی۔ ب۱۰،۷/۹، ۱۱/۱۰، ۱۳/۷، ۱۶/۲، ۱۸/۳، ۲۰/۱۵، ۲۱/۴،۵،۱۳،۱۶، ۲۵/۱

(مزید تشریح کے لئے دیکھو لاقیہ)

لَقُوا: جمع مذکر غائب ماضی معروف۔ اصل میں لَقِيُوا تھا، جب وہ ملتے ہیں، جب وہ سامنے آتے ہیں۔ ۱/۹،۲/۲، ۴/۲۔

لَقِيَا: تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف (عورت کو مرد کے ساتھ تغلیباً شامل کیا گیا ہے) ان دونوں نے پایا، وہ دونوں سامنے آئے۔ ۱۵/۲۲

لَقِيتُمُوهُ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، جب تم سامنے جاؤ، جب تمہارا مقابلہ ہو۔ ۹/۱۶، ۱۰/۲، ۲۶/۵۔

لَقِينَا: جمع متکلم ماضی معروف ہم نے پایا۔ ۱۵/۲۱

لَقَّاهُمْ: لَقَّا واحد مذکر غائب ماضی معروف، تَلْقِيَةٌ مصدر (تفعیل) هُمْ ضمیر مفعول اول ان کو دی، دیگا۔ عطا کرے گا۔ ۲۹/۱۹ (تشریح کے لئے دیکھو لاقیہ)

لُقْمَانُ: محمد بن اسحاق نے کہا لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ یعنی آزر (والد ابراہیم) وہب بن منبہ نے کہا حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے، مقاتل نے کہا حضرتِ ایوب کی خالہ کے بیٹے تھے۔ واقدی نے کہا حضرت داؤد سے پہلے بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔

خالد ربعی نے کہا حبشی غلام تھے، بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا درزی تھے کسی نے کہا چرواہے تھے، مجاہد نے

کہا نوبہ کے رہنے والے سیاہ فام حبشی تھے جن کے
موٹے موٹے لب لٹکے ہوئے تھے۔ (معالم)
اللہ علیم ہے کون تھے، صحیح تحقیق کسی یقینی
تاریخی نتیجہ پر نہیں پہونچی، کوئی بھی تھے، تھے
موحّد گر، دانشمند، دانش گر، عالم، عامل گر، ناصح،
امین، ستھری نظر و فکر رکھنے والے، حق رساں
کردار کے مالک، سلف میں سے عکرمہ کے
علاوہ کوئی حضرتِ لقمان کو نبی نہیں کہتا۔

یہ لقمان وہ شخص نہیں جو لقمان بن عاد
کے نام سے تاریخ میں مذکور ہے، کیونکہ وہ
مشرک تھا۔

لقمان عربی زبان میں غیر منصرف ہے
شاید اس وجہ سے کہ عجمی نام ہے یا اس وجہ سے
کہ الف نون بھی اس کے آخر میں اور عَلَم بھی ہے لفظی
ساخت اس کے عربی ہونے کی غمازی کر رہی ہے۔ اس
مادہ کے دوسرے الفاظ بھی عربی میں مستعمل ہیں، لَقِمَ نوالہ
نگلنے کو کہتے ہیں، لُقْمَۃ نگلے جانے والے نوالے کو کہتے
ہیں، لَقَم، راستہ کو یا راستہ کے کنارہ کو کہتے ہیں، باب افتعال
میں پہنچ کر اِلْتَقَمَ کا معنی ہوا نگل لیا۔ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ
اس کو مچھلی نے نگل لیا۔ ۳۷/۱۴۲

لٰکِنَّ، حرف مشابہ بالفعل۔ اسم کو نصب
خبر کو رفع دیتا ہے جیسے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ۔

لٰکِنَّ کی ساخت

اہلِ بصرہ کے نزدیک لٰکِنَّ حرفِ بسیط ہے،
فراء قائل ہے مرکب ہے، اصل میں لٰکِن اَنَّ
تھا، عام کوفی ادیبوں کا خیال ہے کہ لٰکِنَّ اصل
میں لَا اَنَّ تھا، کاف زائد ہے، بعض کی رائے
ہے کہ اصل لفظ اَنَّ ہے، لام اور کاف
دونوں زائد ہیں۔

لٰکِنَّ کا معنی مختلف فیہ ہے

(۱) عام علماءِ ادب کا مشہور مسلمہ ہے کہ
لٰکِنَّ صرف استدراک کے لئے آتا ہے، کسی
دوسرے معنی کے لئے مستعمل نہیں۔ استدراک
کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کے حکم کے خلاف
مابعد کی طرف کسی حکم کی نسبت کی جائے۔
اسی لئے ضروری ہے کہ لٰکِنَّ سے پہلے
کوئی ایسا حکم ہو جو پیچھے آنے والے حکم کی نقیض
یا ضد ہو جیسے لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ عدمِ ہدایت ہدایت
کی نقیض ہے۔

مَا هٰذَا اَبْیَضُ وَلٰكِنَّهٗ اَسْوَدُ یہ سفید
نہیں لیکن سیاہ ہے۔ سفید سیاہ کی ضد ہے۔

۲) ہمیشہ استدراک کے لئے نہیں آتا بلکہ کبھی استدراک کے لئے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لئے، ابن ابی الربیع سبتی نے بسیط میں اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ نحویوں کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس وقت استدراک کا معنی ہوگا۔ اس خیال کو لکنّ کے ذریعہ سے دور کرنا جو پہلے کلام سے پیدا ہوا ہو یا ہو سکتا ہو جیسے مَا زَيْدٌ شُجَاعًا وَلٰكِنَّهُ كَرِيْمٌ زید بہادر نہیں ہے لیکن وہ سخی ہے۔ شجاعت اور سخاوت دونوں عموماً ایک شخص میں ساتھ ہی ساتھ ہوتی ہیں۔ اس کلیہ کے ماتحت جب زید سے شجاعت کی نفی کی گئی تو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید زید میں سخاوت کی صفت بھی نہیں ہے۔ اس خیال کو دور کرنے کے لئے الکنّ کا استعمال کیا گیا۔

تاکید کی مثال جیسے لَوْ جَاءَنِیْ زَيْدٌ لَاَكْرَمْتُهُ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَجِيْءْ اگر زید میرے پاس آتا تو میں اس کی عزت کرتا لیکن وہ نہیں آیا۔ لَوْ خود امتناع کے لئے آتا ہے اس لئے بغیر الکنّ کے پہلے ہی کلام سے زید کا نہ آنا معلوم ہوگیا۔ الکنّ نے اس کی تاکید کر دی،

۳) لکنّ ہمیشہ تاکید کے لئے آتا ہے، استدراک ضمنی اور ذیلی طور پر مترشح ہو جاتا ہے، یہ ابن عصفور کا قول ہے۔ ابن عصفور نے مقرب میں اِنَّ اور لٰکِنَّ کا معنی صرف تاکید لکھا ہے اور مقرب کی شرح میں صراحت کی ہے کہ تاکید کے ساتھ استدراک کا مفہوم آ ہی جاتا ہے۔

لکنّ کا اسم کبھی محذوف ہوتا ہے مگر قرآن مجید میں ایسا استعمال نہیں ہے، ایک شاعر کہتا ہے:

فَلَوْ كُنْتَ ضَبِّيًّا عَرَفْتَ قَرَابَتِيْ
وَلٰكِنَّ زَنْجِيٌّ عَظِيْمُ الْمَشَافِرِ

اگر تو خاندان بنی ضبیہ میں سے ہوتا تو میری قرابت کو پہچان لیتا لیکن تو بڑے لبوں والا حبشی ہے یعنی وَلٰكِنَّكَ۔

متنبی نے کہا ہے:

وَمَا كُنْتُ مِمَّنْ يَدْخُلُ الْعِشْقُ قَلْبَهُ
وَلٰكِنَّ مَنْ يُبْصِرْ جُفُوْنَكِ يَعْشَقِ

میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا جن کے دل میں عشق داخل ہو جاتا ہے لیکن جو تیری آنکھوں کو دیکھتا ہے عاشق ہو ہی جاتا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَنْ لٰكِنَّ کا اسم ہے مگر ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ مَنْ شرطیہ ہے اس کا ماقبل اس پر عمل نہیں کر سکتا۔

لٰكِنَّ کی خبر پر لام نہیں آتا۔ کوفی علماء جواز کے قائل ہیں، مشہور مصرعہ ہے:

وَ لٰكِنَّنِي مِنْ حُبِّهَا لَعَمِيدُ

منکرین کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ شعر کا قائل معلوم نہیں اس لئے شاہد ناقابلِ اعتماد ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری نظیر نہیں ملتی، اس لئے اس مصرعہ میں لام کو زائد کہا جائے گا۔

لٰكِنَّ کے نون کو کبھی حذف کر دیا جاتا ہے اگرچہ یہ قبیح ہے اور بہت قبیح لیکن آیا ضرور ہے جیسے وَلٰكِ اسْقِنِي إِنْ كَانَ مَاؤُكَ ذا فضل لیکن مجھے پلا دے اگر تیرے پاس پانی بچا ہو۔ پ ۱/۱۲ پ ۲/۶، ۸، ۱۶، ۱۷ پ ۳/۱، ۵ پ ۴/۹ پ ۶/۱۵ پ ۷/۴، ۱۰ پ ۸/۱ پ ۹/۶، ۱۳، ۱۴، ۱۸ پ ۱۰/۱، ۴ پ ۱۱/۱۰، ۱۱ پ ۱۲/۲، ۱۳، ۱۵ پ ۱۳/۲، ۴، ۱۴ پ ۱۴/۱۱ پ ۱۷/۸ پ ۱۸/۹ پ ۲۰/۲، ۴، ۹ پ ۲۱/۴، ۷ پ ۲۲/۹، ۱۰ پ ۲۴/۲، ۱۱، ۱۲ پ ۲۵/۱۳، ۱۵، ۱۹ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۷/۴ پ ۲۸/۴، ۱۳

لٰكِنَّا: اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا تخفیف ہمزہ کے بعد نون کا ادغام میں آیا۔ لیکن ہیں، پ ۱۵/۱۷ پ ۱۶/۱۳ پ ۲۰/۸۔

لٰكِنَّ كُمْ: كُمْ لٰكِنَّ کا اسم ہے۔ لیکن تم، پ ۲۱/۹ پ ۲۷/۱۸۔

لٰكِنَّهٗ: هٗ لٰكِنَّ کا اسم ہے لیکن وہ۔ پ ۹/۱۲

لٰكِنَّهُمْ: هُمْ لٰكِنَّ کا اسم ہے لیکن وہ سب لوگ۔ پ ۱۰/۱۳۔

لٰكِنِّيْ: ی ضمیر واحد متکلم لٰكِنَّ کا اسم ہے یاء کی مناسبت سے نون کو کسرہ دے دیا۔ لیکن ہیں۔ پ ۸/۱۵، ۱۶ پ ۱۲/۳ پ ۲۶/۳

لٰكِنْ: دو طرح کا ہے:

۱۔ مشدد سے مخفف بنایا ہوا اصلِ وضع میں لٰكِنَّ تھا تخفیفاً لٰكِنْ کر دیا گیا یہ حرفِ ابتدا ہے عامل نہیں، اسی لئے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے اور فعل پر بھی جیسے لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اور وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا۔ اخفش اور یونس اس کو عامل قرار دیتے ہیں۔

۲۔ اصل وضع ہی میں لٰكِنْ تھا اگر اس کے بعد جملہ آئے گا تو اس کو حرفِ ابتدا سمجھا جائیگا جس کا فائدہ صرف استدراک ہوگا عاطفہ نہیں قرار دیا

جائیگا اسی لئے واؤ عاطفہ کے ساتھ آسکتا ہے جیسے وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ بغیر واؤ کے بھی آتا ہے جیسے لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۔ زہیر بن ابی سلمیٰ مازنی کا شعر ہے :

اِنَّ ابْنَ وَرْقَاءَ لَا تُخْشٰی بَوَادِرُهٗ
لٰكِنْ وَقَائِعُهٗ فِی الْحَرْبِ تُنْتَظَرُ

ابن ورقاء کے اچانک حملوں کا کچھ اندیشہ نہیں کیا جاتا لیکن اس کے حملوں کا لڑائی میں تو انتظار کیا جاتا ہے ۔ ابن ابی الربیع مؤلف بسیط کا قول ہے (صورتِ مذکورہ میں) جب لٰكِنْ واؤ کے ساتھ آتا ہے تو عطف کے لئے آتا ہے، جملہ کا جملہ پر عطف ہو جاتا ہے سیبویہ کا بھی ظاہر قول یہی ہے ۔

اگر لٰكِنْ کے بعد جملہ نہ ہو مفرد ہو تو دو شرطوں کے ساتھ عاطفہ ہوگا ایک یہ کہ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو، اثبات نہ ہو، کوفیوں کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے، دوسری شرط یہ ہے کہ لٰكِنْ کے ساتھ واؤ نہ ہو، فارسی اور اکثر نحویوں نے یہ دونوں شرطیں بیان کی ہیں ۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ مفرد پر لٰكِنْ بغیر واؤ کے آتا ہی نہیں ہے مگر یہ غلط ہے اگر لٰكِنْ مفرد پر داخل ہو اور واؤ بھی ہو جیسے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ تو ایسی صورت میں یونس کے نزدیک لٰكِنْ عاطفہ نہیں واؤ عاطفہ ہے، مفرد کا مفرد پر عطف ہے ۔

ابن مالک نے کہا واو عاطفہ ہے لیکن معطوف علیہ بھی جملہ ہے اور معطوف بھی جملہ ہے معطوف کا پہلا جز حذف کر دیا گیا ہے یعنی وَلٰكِنْ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ تھا، كَانَ کو حذف کر دیا گیا ۔

ابن عصفور کی رائے میں لٰكِنْ عاطفہ ہے اور واؤ زائد ہے لزوماً ۔ ابن کیسان کا خیال ہے کہ لکن عاطفہ ہے اور واؤ زائد ہے لیکن بغیر لزوم کے ۔

(نوٹ) یاد رکھو کہ لکن کو جب بعد والے لفظ سے ملایا جائیگا تو نون کا سکون کسرہ سے بدل جائیگا اور نہ ملایا جائیگا تو لٰكِنْ نون کے سکون کے ساتھ ہی پڑھا جائیگا ۔

۱/ ۲، ۶ ۔ ۲/ ۳، ۱۲، ۱۴ ۔ ۳/ ۳، ۱۵، ۱۶ ۔ ۴/ ۳، ۱۱ ۔ ۵/ ۴
۶/ ۲، ۳، ۹، ۱۱ ۔ ۷/ ۲، ۱۱، ۱۴ ۔ ۸/ ۱۱، ۱۷ ۔ ۹/ ۳، ۷، ۱۰
۱۰/ ۱، ۴، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۷ ۔ ۱۱/ ۹، ۱۶ ۔ ۱۲/ ۹ ۔ ۱۴/ ۱۰، ۱۴، ۱۹، ۲۰، ۲۱ ۔ ۱۵/ ۵
۱۶/ ۵ ۔ ۱۷/ ۱۲، ۱۳ ۔ ۱۸/ ۱۷ ۔ ۲۰/ ۸، ۱۶ ۔ ۲۱/ ۳، ۱۷ ۔ ۲۲/ ۲، ۳، ۱۷ ۔ ۲۳/ ۱۶ ۔ ۲۴/ ۵
۲۵/ ۲، ۴، ۶، ۱۳ ۔ ۲۶/ ۵، ۱۴، ۱۶ ۔ ۲۷/ ۱۶ ۔

لِمَ: یہ لفظ مرکب ہے لامِ تعلیل اور ما استفہامیہ سے، ما کے الف کو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا ہے، کیوں؟ کس لئے؟ کس وجہ سے۔ ۵/۸ ۷/۱ ۳/۱۵ ۹/۱۱ ۱۰/۱۳ ۱۶/۶،۱۱ ۱۹/۱۹ ۲۲/۱۷ ۲۸/۹،۱۱

لَمْ، حرفِ جازم ہے فعلِ مضارع پر داخل ہوتا ہے، اگر آخر میں حرفِ علت ہو تو ساقط کر دیتا ہے، نہ ہو تو صرف سکون دیتا ہے، مضارع مثبت کو منفی ماضی کے معنے میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

ضرورتِ شعری کی بنا پر کبھی جزم نہیں بھی دیتا، مضارع کو اصلی حالت پر چھوڑ دیتا ہے جیسے:

لَوْلَا فَوَارِسُ مِنْ نُعْمٍ وَاُسْرَتِہِمْ
یَوْمَ الصُّلَیْفَاءِ لَمْ یُوْفُوْنَ بِالْجَارِ

اگر صلیفاء کی لڑائی میں قبیلہ نعم کے شہسوار اور ان کی جماعت نہ ہوتی تو وہ پناہ گیر کی امداد کے وعدے کو پورا نہ کرتے۔ ابنِ مالک نے کہا بعض قبائل کی زبان ہی ہے وہ لَمْ کو جازم نہیں کہتے نہ لَمْ کی وجہ سے مضارع کو مجزوم کرتے ہیں، شعر مذکور میں ضرورتِ شعری عدمِ جزم کی علت نہیں ہے۔

لحیانی کا قول ہے کہ بعض عرب لَمْ کو بطور ناصب استعمال کرتے ہیں جیسے قراءت شاذ میں اَلَمْ نَشْرَحْ یا جیسے کہ حارث بن منذر جری کا رجز ہے:

فِیْ اَیِّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرْ
اَیَوْمَ لَمْ یُقْدَرْ اَمْ یَوْمَ قُدِرْ

دونوں میں سے کس دن موت سے بھاگوں کیا اس روز (موت سے بھاگوں) جبکہ موت مقدر کر دی گئی یا اس روز (موت سے بھاگوں) جبکہ موت کا حکم ہی نہیں ہوا یعنی موت کے ڈر سے بھاگنا بے سود ہے تقدیر میں موت نہیں تو نہیں آسکتی اور ہے تو ضرور آکر رہیگی بھاگنا بیکار ہے۔

لَمْ اور اس کے معمول کے درمیان کبھی ضرورت کی وجہ سے فصل بھی کر دیا جاتا ہے، فصل ظرف کے ذریعے ہو جیسے ذوالرمہ کا شعر ہے ؎

فَاَضْحَتْ مَغَانِیْہَا قِفَارًا رُسُوْمُہَا
کَاَنْ لَمْ سِوٰی اَہْلٍ مِنَ الْوَحْشِ تُوْہَلِ

محبوبہ کے مکانوں کے نشان بھی ویران ہو گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحرائی جانوروں کی آبادی کے علاوہ وہ آباد ہی نہ تھے یا ایسے اسم کے ذریعے

فصل ہو جو فعل محذوف کا معمول ہو اور بعد کو ذکر ہونے والا فعل اس محذوف فعل کی تفسیر کر رہا ہو جیسے ؎

ظَنَنْتُ فَقِيرًا ذَا غِنًى ثُمَّ نِلْتُهُ
فَلَمْ ذَا رَجَاءٍ أَلْقَهُ غَيْرَ وَاهِبِ

میں نے مفلسی کی حالت میں اس کو دولتمند خیال کیا اور پھر اس کو مقام امید پایا، نہ دینے والا نہیں پایا۔ فَلَمْ اور أَلْقَهُ کے درمیان ذا رجاءٍ واقع ہے اور اس سے پہلے فَلَمْ کے بعد أَلْقَهُ، محذوف ہے۔

لَمَّا: حرف جازم ہے لَمْ کی طرح فعل مضارع پر داخل ہوتا اور اس کو جزم دیتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، لَمْ اور لَمَّا کے درمیان بوجوہِ ذیل فرق کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ لَمْ حرفِ شرط کے ساتھ آسکتا ہے جیسے فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا لیکن لَمَّا نہیں آسکتا۔

۲۔ لَمَّا سے جس نفی کا حصول ہوتا ہے وہ زمانۂ حال تک ممتد، مسلسل اور مستمر ہوتی ہے جیسے آیتِ مذکورہ اور شاس عبدی ممزق کا یہ شعر ؎

فَإِنْ كُنْتُ مَأْكُولًا فَكُنْ خَيْرَ آكِلٍ
وَإِلَّا فَأَدْرِكْنِي وَلَمَّا أُمَزَّقِ

اگر مجھے خوراک ہی بننا ہے تو تو ہی بہتر کھانے والا بن جا (تو ہی مجھے کھالے، دوسروں کو نہ کھلا) ورنہ میری مدد کو پہنچ (اس سے پہلے کہ میرے ٹکڑے کر دیے جائیں) ابھی تک تو میرا ٹکڑا بوٹی نہیں کیا گیا ہے۔

لَمْ سے جس نفی کا حصول ہوتا ہے اس کا تسلسل اور اتصال کبھی تو حال تک ہوتا ہے جیسے وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا اے میرے رب ابھی تک تجھے پکار کر میں نامراد نہیں رہا، کبھی حال سے پہلے نفی کا انقطاع ہو جاتا ہے جیسے لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا پہلے وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا (بالکل معدوم تھا اب موجود ہو گیا) ابنِ مالک نے نفی منقطع کی مثال میں یہ شعر پیش کیا ہے ؎

وَكُنْتَ إِذْ كُنْتَ إِلٰهِي وَحْدَكَا
لَمْ يَكُ شَيْءٌ إِلٰهِي قَبْلَكَا

میرے معبود تو جب سے تھا اکیلا تھا

الٰہی تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔

ابن مالک کی یہ سخت غلطی ہے، اس شعر میں نفی کا انقطاع نہیں اتصال ہے، ابن مالک کے بیٹے نے تسہیل میں باپ کی غلط تائید کی ہے۔

۳ لَمَّا سے حاصل شدہ نفی ماضی قریب میں ہوتی ہے اور لَمْ سے حاصل شدہ نفی ماضی مطلق میں خواہ بعید ہو یا قریب، اسی لئے لَمْ یَکُنْ زَیْدٌ فِی الْعَامِ الْمَاضِی مُقِیْمًا۔ زید گذشتہ سال مقیم نہ تھا صحیح ہے لیکن لمّا کا استعمال اس جگہ صحیح نہیں کیونکہ سال گذشتہ ماضی بعید ہے ماضی قریب نہیں۔

۴ لمّا سے جس چیز کی نفی ہوتی ہے، آئندہ اس کے موجود ہونے کی توقع ہوتی ہے یعنی ماضی منفی کا مستقبل میں متوقع الثبوت ہونا ضروری ہے جیسے بَلْ لَمَّا یَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بلکہ انہوں نے ابھی تک عذاب کا مزہ نہیں چکھا یعنی آئندہ چکھنے کی یقینی توقع ہے، لَمْ میں یہ شرط نہیں ہے اسی لئے آیت وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ کی تفسیر میں زمخشری نے لکھا ہے کہ آیت میں نفی ماضی و حال کی صراحت ہے لیکن مستقبل کی توقع ہے یعنی آئندہ ایمان لانے کی توقع دلائی گئی ہے چنانچہ وہ لوگ آئندہ پختہ عقیدہ والے مومن ہو گئے (کشاف)

۵ لَمَّا کا مدخول جائز الحذف ہے لیکن لَمْ کا حال ایسا نہیں جیسے ؎

فَجِئْتُ قُبُوْرَهُمْ بَدْءًا وَلَمَّا
فَنَادَیْتُ الْقُبُوْرَ فَلَمْ یُجِبْنَهْ

یعنی وَلَمَّا اَکُنْ۔

میں ان کی قبروں پر سردار قوم ہونے کی حالت میں پہنچا اور اس سے پہلے میں سردار ہوا ہی نہ تھا۔ میں نے قبروں کو پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

لَمَّا: (جب) حرفِ شرط ہے یا حرف وجود لوجود یا حرف وجوب لوجوب، ماضی کے دو جملوں پر آتا ہے شرط و جزاء، ابن سراج، ابن جنی اور فارسی وغیرہ کا قول ہے کہ لَمَّا حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے حِیْن کا ہم معنی، ابنِ مالک نے کہا لَمَّا اِذْ کی طرح ہوتا ہے، اِذْ کا مدخول بھی جملہ ماضیہ ہوتا ہے اور لَمَّا کا بھی۔

لمّا کی جزاء کا فعل ماضی ہونا بالاتفاق صحیح ہے بلکہ جمہور کے نزدیک شرط ہے جیسے فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ جب اس نے بچا کر تم کو خشکی تک پہنچا دیا تو تم نے روگردانی کر لی۔

ابن مالک کہتا ہے لمّا کی جزاء کے مقام میں کبھی ایسا جملہ اسمیہ واقع ہوتا ہے جس کا آغاز اِذا مفاجاتیہ سے ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ جب ان کو بچا کر خشکی تک پہنچا دیا تو ایک دم وہ شرک کرنے لگے، یا اس کے شروع میں فاء ہوتی ہے جیسے فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ جب ان کو بچا کر خشکی تک پہنچا دیا تو ان میں سے کچھ لوگ سیدھی چال پر رہے۔

ابن عصفور نے صراحت کی ہے کہ لَمَّا کی جزاء میں کبھی فعل مضارع آتا ہے جیسے فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا جب ابراہیم کے دل سے خوف جاتا رہا اور خوشخبری پہنچ گئی تو ہمارے فرشتوں سے (قوم لوط کے بارے میں) جھگڑنے لگے۔

ایک معمّے کا حل

ایک شعر ہے ؎

اَقُوْلُ لِعَبْدِ اللّٰهِ لَمَّا سِقَاءُنَا
وَنَحْنُ بِوَادِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّ هَاشِمِ

اس شعر میں فعل شرط و جزاء کہاں ہے۔

وَهَا فعل ماضی ہے (وَهْیٌ سے) شِمْ امر حاضر ہے لَمَّا اور سِقَاؤُنَا کے درمیان وَهَا فعل ماضی محذوف ہے، شاعر کہتا ہے جب ہم عبد شمس کی وادی میں تھے اور ہماری مشک کمزور ہوگئی تھی یا گر پڑی تھی تو میں نے عبد اللہ سے کہا بجلی کی طرف دیکھ (کیا بارش ہونیوالی ہے)

لَمَّا: (مگر) استثنائیہ بھی آتا ہے اِلّا کا ہم معنی، جیسے اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کوئی نفس ایسا نہیں کہ اس (کے اعمال) کا نگراں (فرشتہ) نہ ہو۔ ہم نے یہ ترجمہ لمّا نافیہ کا کیا ہے جیسا کہ بعض لوگ اسجگہ قائل ہیں، محل استثناء کے لحاظ سے ترجمہ اسطرح ہوگا کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگراں (فرشتہ) مامور ہے، بعض قراءتوں میں اس آیت میں اِنْ کی جگہ اِنَّ آیا ہے (والبسط فی المطولات)

اِنْ ہونے کی صورت میں ابن حاجب نے آیت مذکورہ میں لَمَّا کو جازمہ نافیہ قرار دیا ہے یعنی لَمَّا یُھْمَلُوْا لَمَّا یُتْرَکُوْا اور عَلَیْھَا حَافِظ الگ جملہ ہے، بے شک کسی نفس کو بیکار (بلا حساب اعمال) نہیں چھوڑا گیا، ابن ہاشم نے مغنی اللبیب میں لکھا ہے کہ فعل محذوف یُوَفَّوْا اَعْمَالَھُمْ ہے بے شک کسی نفس کو بغیر تکمیل اعمال کے نہیں چھوڑا گیا۔

کیا لَمَّا مرکب ہے

بعض لوگ قائل ہیں کہ لَمًّا مصدر ہے، اصل میں لَمًّا تھا اور لَمًّا کا معنی ہے جَمْعًا، تنوین گرادی گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لَمَّا بروزن فَعْلٰی صفت کا صیغہ ہے لَمَّ سے جمع کرنیوالا۔ رسم خط کے لحاظ سے لَمّٰی لکھنا چاہیئے تھا لیکن ی کو بصورت الف لکھا جاتا ہے۔

بعض مین میخ نکالنے والے کہتے ہیں کہ لَمَّا کی اصل لَ مَنْ مَا تھی، نون گرا کر میم کو ادغام کر دیا۔

ایک چھان بین کے ماہر قائل ہیں کہ لَمَّا اصل میں لَنْ مَا تھا، ایک شاعر کا شعر ہے ؎

لَمَّا رَاَیْتُ اَبَا یَزِیْدَ مُقَاتِلًا
اَدَعَ الْقِتَالَ وَاَشْھَدَ الْھَیْجَاءَ

استشہاد غلط ہے حقیقت میں یہ ایک معمّٰی اور لغز ہے، لَمَّا اصل میں لَنْ مَا ضرور تھا لیکن مَا بمعنے مادام ہے اور لَنْ کا معمول اَدَعَ ہے اور اَشْھَدَ سے پہلے اَنْ مصدریہ محذوف ہے جس کا عطف القتال پر ہے، شاعر کہتا ہے جبکہ میں نے ابویزید کو لڑتے ہوئے دیکھ لیا تو اب میں لڑائی اور لڑائی میں حاضر ہونے کو ترک نہیں کر سکتا۔

لَمَّا نافیہ مندرجہ آیات میں آیا ہے:

پ۲/۱۰، پ۷/۵، پ۱۰/۸، پ۱۱/۹، پ۲۳/۱۰، پ۲۶/۱۴، پ۲۸/۱۱، پ۳۰/۵۔

لَمَّا شرطیہ حسب ذیل مقامات میں مستعمل ہے:

پ۱/۲، ۱۱ — پ۲/۱۶، ۱۷ — پ۳/۳، ۱۲، ۱۳ — پ۴/۸ — پ۵/۸ — پ۷/۲، ۶، ۷، ۱۱، ۱۵

پ۸/۹ — پ۹/۴، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۴ — پ۱۰/۲، ۱۶ — پ۱۱/۳، ۷، ۸، ۱۱

پ۱۱/۱۳، ۱۵ — پ۱۲/۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۷ — پ۱۳/۱، ۲، ۳، ۴

پ۱۳/۵، ۱۶ — پ۱۴/۵ — پ۱۵/۷، ۲۰، ۲۱ — پ۱۶/۶ — پ۱۷/۲ — پ۱۹/۲، ۶

پ۱۹/۷، ۸، ۱۶، ۱۸ — پ۲۰/۵، ۶، ۷، ۸، ۱۶ — پ۲۱/۳، ۱۳، ۱۶، ۱۹

پ۲۲/۲، ۸، ۱۰، ۱۷ — پ۲۳/۷ — پ۲۴/۸، ۱۲، ۱۴، ۱۹ — پ۲۵/۶، ۱۱، ۱۲

ب ۲۶/۱، ۳، ۴، ۱۵ ب ۲۸/۵، ۹، ۱۹ ب ۲۹/۲، ۳، ۴، ۵، ۱۱

مندرجہ ذیل آیات میں لَمَّاَ مختلف فیہ ہے:

ب ۱۲/۱۰ ب ۲۳/۱ ب ۲۵/۹ ن ۳۰/۱۱

ب ۱۲/۱۰ میں آیت اِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ آئی ہے، اگر اِنَّ کو مشدد پڑھا جائیگا تو لَمَا تخفیفِ میم کے ساتھ ہوگا، لام تمہیدِ قسم کے لئے اور مَا زائد، بیشک ضرور ضرور ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ اللہ دیگا، اگر اِنْ کو تخفیف نون کے ساتھ نافیہ کہا جائے تو لَمَّا تشدیدِ میم کے ساتھ استثنائیہ ہوگا، نہیں ہے کوئی مگر اللہ اس کے اعمال کا ضرور بدلہ دے گا۔

ب ۲۳/۱ کے آخر میں آیت وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ آئی ہے، اس میں بھی اگر اِنْ کو نافیہ کہا جائے تو لَمَّا استثنائیہ ہوگا، نہیں ہے سب مخلوق مگر جمع کی جائیگی اور اگر اِنْ کو اِنَّ کا مخفف کہا جائے تو کُلٌّ مبتدا ہوگا، لَمَا میں مَا زائد اور لام اِنْ مخففہ کی امتیازی علامت کے طور پر مانا جائے گا۔ بیشک سب کے سب ضرور جمع کئے جائیں گے۔

ب ۲۵/۹ کے آخر میں آیت وَاِنْ کُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ہے، اس میں بھی آیت ب ۲۳/۱ کی طرح دونوں قرائتیں اور تفسیریں ہیں، اِنْ نافیہ ہوگا تو لَمَّا استثنائیہ نہیں ہے یہ سب۔ مگر دنیوی زندگی کا سامان، اور اِنْ مخففہ ہوگا تو لما میں مَا زائد اور لام اِنْ مخففہ کی امتیازی علامت، بیشک یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے، ن ۳۰/۱۱ کی آیت اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ میں بھی یہی تفسیر اور قراءت ہے۔

لَمًّا: مصدر لَمَّ ماضی یَلُمُّ مضارع (بابِ نَصَرَ) اپنا اور دوسروں کا حصہ کھالینا، ابوعبیدہ نے کہا لَمَمْتُ اَجْمَعُ کا معنی ہے میں نے سب سمیٹ لیا۔ لَمٌّ کا معنی جمع کرنا اور درست کرنا بھی ہے محاورہ ہے لَمَّ اللّٰهُ شَعَثَهٗ اللہ اس کی پریشانی ٹھیک کردے، درست کردے، جمع کردے، آیت میں اول معنی مراد ہے کیونکہ وہ لوگ بچوں اور عورتوں کو میراث کا حصہ نہیں دیتے تھے ان کا حصہ بھی اپنے حصہ کے ساتھ ملا کر کھا جاتے تھے آیت اگرچہ مکی ہے اور مکہ میں میراثی حصوں کی تعیین نہیں ہوئی تھی لیکن حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ سے بطور تعامل عورتوں اور بچوں کو شریک

میراث قرار دیا جاتا تھا پر خائن لوگ ان بے
زبانوں کو کچھ نہیں دیتے تھے (صاوی و جملی
مع تغییر) پ ۳۰ ع ۱۴

اَللَّمَمَ: چھوٹے گناہ (عن ابی ہریرۃ فی احدی
الروایتین) حضرتِ ابنِ عباس، حسن بصری اور
حضرتِ ابو ہریرہ (فی روایۃ ثانیہ) سے مروی
ہے کہ لَمَم بھی کبیرہ گناہ ہیں، مراد یہ ہے کہ
وہ تمام کبائر سے بچتے ہیں، ہاں کبیرہ بہت
کم تعداد میں ان سے صادر ہو جاتے ہیں، وہ
بھی اس طرح کہ اگر اتفاق سے کوئی کبیرہ حقیر مقدار
میں ان سے صادر ہو جاتا ہے تو فوراً توبہ کر لیتے
ہیں۔ (درِ منثور)

لغوی کتب کی شہادت مؤخر الذکر
معنی کے خلاف ہے، نہ اس لفظ کے
مادہ میں کبر اور عظمت کا مفہوم ہے،
حضرتِ ابو سعید خدری نے فرمایا جیسے (غیر
محرم کی طرف) نظر کرنا، بوسہ لینا، چھونا، آنکھ
سے اشارہ کرنا۔ (معجم) پ ۲۷

لُمْتُنَّنِیْ: لُمْتُنَّ بروزن قُلْتُنَّ جمع مؤنث
حاضر ماضی معروف، نِی مفعول، مادہ لَوْم (باب
نصر) تم عورتوں نے مجھے ملامت کی (دیکھو لائم)

لَوْمَۃَ: مصدر منصوب و اسم مصدر، ملامت
کرنا، ملامت (دیکھو لائم) پ ۶ ع ۱۲

لُوْمُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، بروزن
قُوْلُوْا، لَوْمٌ مادہ، ملامت کرو، برا کہو،
(دیکھو لائم)

لَمْحٌ: اسم مصدر و مصدر، نظر کی چوری، نظر
چرا کر دیکھنا، پلک جھپکنا۔ لَاُرِیَنَّکَ لَمْحًا بَاصِرًا
میں تجھے امر واضح بتاؤں گا، لَمْحَۃٌ نظر کی چوری،
جھپک کر دیکھنا۔ بجلی کی جھپک رَاَیْتُہٗ لَمْحَۃَ بَرْقٍ
میں نے اس کو بجلی کی جھپک کی طرح دیکھا۔
مشابہت، فِیْہِ لَمْحَۃٌ مِّنْ اَبِیْہِ، اس میں اپنے
باپ کی مشابہت ہے۔ مَلَامِحُ علاماتِ حسن
نمایاں اور مشابہت، مَلَامِحُ اَبِیْہِ، باپ کی
مشابہت، لَامِحٌ، لَمُوْحٌ، لَمَّاحٌ چمکدار، اَلْمَحُ
بہت زیادہ چور نظر، لَمَحَ اِلَیْہِ (فتح) اس کی طرف
دزدیدہ نظر سے دیکھا۔ لَمَحَ الْبَرْقُ لَمْحًا و لَمَحَانًا و
تَلْمَاحًا، بجلی چمکی، جھپکی۔ پ ۱۴ ع ۱۷ پ ۲۷ ع ۱۰ -

لُمَزَۃٍ: صیغہ صفت برائے مبالغہ، عیب
چین یا پس پشت برائی کرنے والا، لَمَّازٌ کا بھی
یہی معنی ہے۔ لَمْزٌ کا معنی ہے طعن کرنا، چھونا اور
اور آنکھ سے بطورِ طنز اشارہ کرنا (دیکھو تلمزوا)

پ ۳۰/۲۹

لَمَسْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، لَمْسٌ مصدر ہم نے ٹٹولا، ہم نے ڈھونڈا، قصد کیا (راغب) دیکھو لَامَسْتُمْ۔ پ ۲۹/۱۱

لَمَسُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، لَمْسٌ مصدر، وہ چھو لیتے۔ ہاتھوں سے چھو کر دیکھ لیتے۔ پ ۷

لِنْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، لِيْنٌ مصدر (باب ضرب) تم نرمی کرتے ہو، تم نرم مزاج ہو، خوشخو ہو۔ لَيِّنٌ، لَيْنٌ صیغہ صفت نرم، لَيِّنُوْنَ اور اَلْيِنَاءُ جمع، هَيِّنٌ، لَيِّنٌ سست، نرم، ڈھیلا، تھوڑی چیز۔ لَانَ لِيْنًا وَلَيَانًا وَلِيْنَةً، وہ نرم ہوا، نرم مزاج ہوا، (ضرب) پ ۴/۸

لَوَّاحَةٌ: صیغہ مبالغہ، لَوْحٌ مادہ، لَوْحٌ پیاس کی شدت، تختہ، ظہور، لَوْحٌ زمین آسمان کے درمیان ہوا۔ تَلْوِيْحٌ رنگ بگاڑ دینا۔ گرمی سے سوختہ کر دینا۔ جھلسا دینا۔ حسن بصری اور ابن کیسان نے آیت کا ترجمہ کیا ہے دوزخ لوگوں کے سامنے نمایاں ہوگی، ظاہر ہوگی۔ اس وقت لَوَّاحَةٌ کا معنی ہوگا ظاہر اور لَوْحٌ کا معنی ظہور اور لبشر کا معنی آدمی، جمہور کے نزدیک لَوَّاحَةٌ کا ترجمہ ہے رنگ بگاڑ دینے والا، گرمی کی وجہ سے جھلسا دینے والا، اور بشر (بَشَرَةٌ کی جمع) کا ترجمہ ہوگا کھال کی بیرونی سطح (کبیر، کشاف، خازن) پ ۲۹/۱۵

لِوَاذًا: امام راغب نے لکھا ہے کہ لِوَاذٌ (اور مُلَاوَذَةٌ) لَاوَذَ کے مصدر ہیں، باہم ایک دوسرے کی آڑ لینا اور پناہ لینے کو کہتے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ باہم ایک دوسرے کی آڑ میں ایک کے بعد ایک چپکے سے سرک جاتا ہے۔ راغب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجرد کا مصدر لِيَاذٌ آئیگا لِوَاذٌ نہیں آئیگا۔ لیکن صاحب قاموس، منتہی الارب اور اقرب الموارد نے لکھا ہے کہ لَوْذٌ کا معنی ہے کسی چیز کی پناہ لینا، آڑ لیکر چھپنا، لِوَاذٌ اور لِيَاذٌ کا بھی یہی معنی ہے، لَاذَ بِهٖ لَوْذًا و لِوَاذًا لِيَاذًا سب کا ایک ہی معنی ہے یعنی اس کی آڑ لی، اسی سے مَلَاذٌ اور مَلُوْذَةٌ بنا ہے جس کا معنی ہے جائے پناہ، اس صورت میں آیت کا ترجمہ ہوگا آڑ لیکر چپکے سے سرک جاتے ہیں، اکثر مفسرین نے راغب کے قول کی تائید کی ہے۔ پ ۱۸/۱۵

لَوَاقِحَ: جمع لَاقِحٌ اور لَاقِحَۃٌ مفرد، باردار، حاملہ، یعنی وہ ہوائیں جو پانی سے بھرے ہوئے ابر کو بطور حمل کے اٹھاتی ہیں (مدارک)، لَقِحٌ اور لَقَاحٌ متعدی نہیں لازم ہے۔ لَقِحَتِ النَّاقَۃُ (سمع) اونٹنی حاملہ ہو گئی۔ لَقِحَتِ الشَّجَرَۃُ درخت باردار ہو گیا اس لئے لَوَاقِحَ کا معنی ہوگا باردار وہ ہوائیں جو پانی سے بھرے ہوئے ابر کو اٹھائے ہوں۔ مَلَاقِیْحُ (مُلْقِحَۃٌ کی جمع) کا بھی یہی معنی ہے (راغب)

صاحب منتہی الارب نے لکھا ہے لَوَاقِحُ حاملہ کرنیوالی ہوائیں یعنی لواقح کو متعدی قرار دیا ہے اور صراحت کی ہے کہ لواقح لاقح کی جمع ہے ورنہ نادر ہے، مُلْقِحَۃٌ ہونا چاہیے، رِیحٌ مُلْقِحَۃٌ کہا جاتا ہے۔ صاحب منتہی الارب کی یہ صراحت غلط ہے، ہوا حاملہ نہیں کرتی، پھر لَاقِحَۃٌ کو مُلْقِحَۃٌ کے معنے کے لئے قرار دینے کی ضرورت ہی کیا ہے، ہوا کو حاملہ کرنیوالا کیوں سمجھ لیا جائے ہوا تو خود حاملہ ہوتی ہے پانی سے بھرے ہوئے ابر کو اٹھاتی ہے۔ لقاح کا معنی نطفہ ہے یعنی پانی۔ تعجب ہے کہ تمام اہل لغت نے مجرد کو لازم لکھا ہے، خود صاحب منتہی الارب نے لَقِحَ کو لازم ہی کہا ہے، پھر لواقح کا معنی حاملہ کرنیوالی ہوائیں کیسے ہو گیا؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ مزید کو مجرد کا ہم معنی قرار دیدیا جائے کیونکہ اِلْقَاحٌ کا ترجمہ اگرچہ حاملہ کرنا ہے لیکن باب افعال کی خاصیات میں سے صاحب ماخذ ہونے کی بھی ایک خاصیت ہے اس لئے مُلْقِحَۃٌ کا معنی صاحب لقاح یعنی حاملہ ہو سکتا ہے اسی وجہ سے راغب نے مَلَاقِحَ کو لَوَاقِحَ کے معنی میں کہا ہے۔ پ۱۴

اَللَّوَّامَۃِ: صیغہ مبالغہ مؤنث، لَوَّامٌ مذکر بہت ملامت کرنیوالا۔ حسن بصری کے نزدیک نفس مومن مراد ہے جو ہمیشہ اپنے آپکو ملامت کرتا ہے خواہ کتنی ہی نیکی کرے کہتا ہے اس سے زیادہ کیوں نہ کی۔ مکی نے اس قول کو پسند کیا ہے مقاتل نے کہا کافر مراد ہے جو قیامت کے دن اپنے آپ کو ملامت کرے گا کہ دنیا میں کیوں ایمان و خیر کی طرف مائل نہیں ہوا۔ قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے، فراء نے کہا قیامت کے دن ہر شخص نیک ہو یا بد اپنے نفس کو ملامت کریگا، بدکار کہیگا میں نے بدی کیوں کی؟ نیک کہیگا میں نے نیکی زیادہ کیوں نہیں کی؟ سعید بن جبیر

اور عکرمہ کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ نیک ہو یا بد، مومن ہو یا کافر، آیت میں ہر شخص مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو نہ سکھ پر قرار ہے نہ دکھ پر، خیر ہو یا شر، ہر شخص اپنے کو برا کہتا ہی رہتا ہے۔ (جلالین و معالم وغیرہ) پ ۲۹

لَوْح : مفرد، الواح جمع، کشتی کا تختہ، ہر تختہ لکھنے کی چوڑی تختی کسی چیز کی ہو، لوحِ محفوظ جس کو ام الکتاب بھی کہا گیا ہے کیا ہے؟ کیسی ہے؟ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ حضرتِ ابنِ عباس، مجاہد اور مقاتل وغیرہم سے کچھ اقوال ناقابلِ فہم مروی ہیں جو معالم کبیر اور تفسیر ابنِ کثیر میں موجود ہیں، نقل کرنا موجب طول اور لاطائل ہے، بس مراد اللہ کی علمی کتاب ہے جس میں ہر چیز موجود ہے، سابق و لاحق، حاضر و غائب کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں جس طرح لوح اپنی تحریر کو ظاہر کر دیتی ہے، واقعات گزر جاتے ہیں، لوح پر تحریر باقی رہتی ہے اور اپنے مضمون کو ظاہر کرتی رہتی ہے، لوح کا معنی ہی ظہور ہیں، اسی مناسبت سے شاید اللہ کے صحیفۂ علمی کو لوح کہا جاتا ہے جو کمی بیشی اور بقول بغوی شیاطین کی دسترس (اور بقول محققین مخلوق کی علمی رسائی) سے محفوظ ہے۔ پ ۳۰

لُوْط : حضرتِ ابراہیم کے بھائی ہاران کے بیٹے کا نام لوط تھا جو پیغمبر تھے، معالم، جلالین، خازن اور عموماً کتب لغت میں یہی صراحت ہے، آپ کو بحر مردار کی ساحلی بستیوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا جن میں سب سے بڑی بستی سدوم تھی، عموماً لوگ لواطت، رہزنی اور ناپ تول کی کمی میں مبتلا تھے، لوگوں نے تصدیق نہ کی، ایمان نہ لائے، سرکشی کی حجت تمام ہو گئی عذابِ الٰہی نازل ہوا، آبادیوں کو الٹ دیا گیا، اوپر سے نوکیلے کنکروں کی بارش ہوئی، حضرتِ لوط کی بیوی بھی بدکیش تھی، وہ بھی ماری گئی، اہلِ حق بچا لئے گئے۔

عربی میں لوط بالضم تو اسی معنی میں مستعمل ہے اور منصرف ہے لیکن لَوْطٌ اور بعض دوسرے الفاظ اسی مادہ سے مشتق، مختلف معانی کے لئے مستعمل ہیں مثلاً لَوْط چادر کو کہتے ہیں، سود کو کہتے ہیں، دلچسپ چیز کو کہتے ہیں، اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو پھرتیلا ہو ہر کام میں ہاتھ ڈال دے۔ رِیاطٌ سُوْدٌ، لَاطَالحوضَ، وہ لَاطَ

بالحوض (نصر) حوض پر کہگل کی لَاطَ الشَّیْئُ
بِقَلْبِیْ (لازم) فلاں چیز میرے دل کو بھا گئی،
لَاطَہٗ بِیَدٍ اَیْ بِسَہْمٍ زید کو تیر مار کر گرا دیا لَاطَ زَیْدًا
بِعَیْنٍ زید کو نظر لگا دی، لَاطَ الشَّیْءَ چیز کو چھپا لیا،
لَاطَ فِی الْاَمْرِ معاملہ میں جھگڑا کیا۔ آخر الذکر کا
مصدر لَاطٌ ہے اور باقی کا مصدر لَوْطًا (قاموس و
لسان) پ ۱۲/۷،۸ پ ۱۳/۴،۵ پ ۱۷/۱۳ پ ۱۹/۱۳،۱۹ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۳/۱۰
پ ۲۶/۱۵ پ ۲۷/۹ پ ۲۸/۲۰۔

لُوْطًا: پ ۷/۱۶ پ ۸/۱۷ پ ۱۲/۷ پ ۱۷/۵ پ ۱۹/۱۹
پ ۲۰/۱۵،۱۶ پ ۲۳/۸۔

لَوْ: یہ حرفِ شرط ہے دو جملوں پر آتا ہے
اول سبب دوسرا مسبب یا اول شرط دوسرا
جزا ہوتا ہے، اصل یہ ہے کہ دونوں جملے فعلیہ
ماضیہ ہوتے ہیں جس طرح اِنْ مستقبل کے لئے
آتا ہے اسی طرح لَوْ ماضی کے لئے، اِنْ کے ترجمہ
میں کہا جائے گا اگر ایسا ہو گا یا نہ ہو گا تو ایسا ہو گا
یا نہ ہو گا اور لَوْ کے ترجمہ میں کہا جائیگا اگر ایسا ہو گیا
ہوتا یا نہ ہوا ہوتا تو ایسا ہو جاتا یا نہ ہو جاتا۔

کیا لَوْ امتناع پر دلالت کرتا ہے

شلوبین اور ابنِ ہشام خضراوی کہتے ہیں لَوْ کا مفہوم
صرف تعلیق ہے یعنی دوسرے جملہ کو پہلے جملہ کے
ساتھ مشروط کر دینا، رہی یہ بات کہ شرط موجود نہیں ہوئی
یا جزاء موجود نہیں ہوئی یا دونوں موجود نہیں ہوئیں
یہ بات لَوْ کے مفہوم سے خارج ہے۔

حقیقت میں قول مذکور ایک واضح حقیقت کے
انکار کے مرادف ہے، بداہتہ کا انکار ناقابلِ
التفات ہے اس لئے اہلِ ادب کی پوری جماعت
امتناع کی قائل ہے لیکن پہلے جملے کے امتناع کی
یا دوسرے جملہ کے امتناع کی یا دونوں جملوں کے
امتناع کی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس میں تین
قول ہیں، تینوں قولوں میں حکم بالامتناع مشترک
حقیقت ہے اسی لئے سیبویہ نے لَوْ شرطیہ کی
تعریف میں کہا ہے لَوْ حَرْفٌ یَدُلُّ عَلٰی مَا
سَیَقَعُ لِوُقُوْعِ غَیْرِہٖ یا یوں کہا لَوْ حَرْفٌ لِمَا
سَیَقَعُ لِوُقُوْعِ غَیْرِہٖ یعنی لَوْ وہ حرف ہے جو
بوقت وجودِ شرط وجودِ جزاء کے واقع ہونے پر
دلالت کرتا ہے، ابنِ مالک بدر الدین نے کہا
یَدُلُّ عَلَی انْتِفَاءِ تَالٍ یَلْزَمُ لِثُبُوْتِہٖ ثُبُوْتُ
تَالِیْہٖ یعنی لَوْ اس جملہ کے انتفاء پر دلالت
کرتا ہے جو اس کے بعد ہی آتا ہے اور جس کے
وجود سے پیچھے آنیوالے جملہ کا وجود لازم آتا ہے
بعض نے اختصار کے ساتھ صاف کہدیا، حرفُ

امتناع لامتناع۔ اختلافی اقوال حسب ذیل ہیں:۔

ما لو صرف امتناعِ مسبب پر دلالت کرتا ہے، یہ قول انتہائی مرجوح ہے۔

مٹا نحویوں کی ایک بڑی جماعت اور عجمی عرب قائل ہیں کہ لو امتناعِ شرط پر بھی دلالت کرتا ہے اور امتناعِ جزار پر بھی یعنی لو سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ شرط واقع ہوئی نہ جزار، یہ قول بھی غلط ہے بوجوہ ذیل وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا۔

اگر ہم ان پر ملائکہ کو نازل کر دیتے اور مردے بھی ان سے بات چیت کرتے اور ہر چیز ان کے سامنے لا جمع کرتے تب بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے۔ دیکھو شرط مثبت ہے اور جزار منفی، مثبت کا انتفار منفی اور منفی کا انتفار مثبت ہوتا ہے، اگر لو کو اس جگہ شرط و جزار دونوں کے امتناع کے لئے قرار دیا جائے تو یہ مطلب ہوگا ہم نے ملائکہ کو نازل نہیں کیا، مردوں نے ان سے کلام نہیں کیا، ہر چیز ہم نے ان کے سامنے لاکر جمع نہیں کر دی، تب بھی وہ ایمان لے آئے، یہ مطلب بالکل الٹا اور مقصود کی ضد ہے۔ دوسری آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔

زمین میں جو درخت ہے اگر اس کے قلم ہو جاتے اور سمندر روشنائی بن جاتے اور اس کے پیچھے سات سمندر اور بھی روشنائی بنانے میں مدد کرتے تب بھی اللہ کے معلومات ختم نہیں ہوتے۔ اب بر تقدیر امتناعِ جز یں یوں کہو کسی درخت کا قلم نہیں بنا نہ کسی سمندر کی روشنائی بنی پر اللہ کے معلومات ختم ہو گئے۔ اسکی وجہ بھی وہی ہے کہ اصل کلام میں شرط مثبت اور جزار منفی ہے بصورت امتناع شرط منفی اور جزار مثبت ہو گی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهٖ

صہیب اچھا بندہ ہے اگر اسکو خدا کا خوف نہ ہوتا تب بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرتا، بر تقدیر امتناع جز یں یہ مطلب ہوگا صہیب اللہ سے ڈرتا ہے اس لئے نافرمانی کرتا ہے۔ یہ مطلب اس لئے ہوا کہ دونوں جز منفی ہیں امتناع کے بعد

مثبت ہونا لازم ہے۔

پس صحیح قول یہ ہے کہ

۲: کہ لَوْ صرف امتناعِ شرط پر دلالت کرتا ہے، اب اگر شرط و جزار میں مساوات ہو تو جزار کی نفی بھی ضرور ہو جائے گی جیسے لَوْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اگر سورج برآمد ہوتا تو دن موجود ہوتا۔ وجودِ روز طلوعِ آفتاب کے لازم مساوی ہے، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ دن موجود ہو اور سورج نہ نکلا ہو اس لئے اس جگہ امتناعِ طلوعِ شمس بھی ہے اور امتناعِ نہار بھی، امتناع کا مطلب اس طرح ہوا، چونکہ سورج نہیں نکلا اس لئے دن نہیں ہوا، لیکن اگر جزار شرط کے ساتھ مساوی نہ ہو بلکہ عام ہو تو امتناع صرف جزر اول میں ہوگا جزء دوم میں نہ ہوگا۔

تحقیقِ مقام

اگر شرع یا عقل کی شہادت ہو کہ جزار کا انحصار شرط پر ہے تو امتناع اول سے امتناعِ دوم ہوگا جیسے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا شرع کا قطعی فیصلہ ہے کہ وجودِ رفعت کا انحصار وجودِ مشیت پر ہے اس لئے انتفارِ مشیت سے انتفارِ رفعت ضرور ہوگا، امتناعِ اول امتناعِ دوم کا موجب ہے اور جیسے لَوْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ عقل کی شہادت ہے کہ وجودِ نہار طلوعِ آفتاب کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے طلوعِ شمس اگر نہ ہو تو وجودِ نہار بھی نہ ہوگا، امتناعِ اول سے امتناعِ دوم لازم ہے، اسی طرح وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَلَوْ شَآءَ لَھَدٰاکُمْ اَجْمَعِیْنَ وغیرہ۔

اگر شرع یا عقل عدمِ انحصار کی موجب ہو اور شہادت دے رہی ہو کہ جزار کا حصر میں نہیں ہے البتہ وجودِ شرط کے وجودِ جزار لازم ہے تو امتناعِ اول سے امتناعِ دوم ہرگز نہ ہوگا جیسے لَوْ نَامَ لَانْتَقَضَ وُضُوْءُہٗ شرعی شہادت ہے کہ وضو ٹوٹنے کا حصر خواب میں نہیں ہے بغیر خواب کے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے انتفارِ نوم سے نقضِ وضو کا انتفار یعنی وضو کا اثبات ہرگز نہ ہوگا، یا جیسے لَوْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالضَّوْءُ مَوْجُوْدٌ عقل شاہد ہے کہ روشنی کا وجود محض طلوعِ آفتاب پر موقوف نہیں ہے

چاند ستاروں چراغوں بجلی کے قمقموں اور آگ
کے شعلوں سے بھی روشنی ہوتی ہے اس لئے
طلوعِ آفتاب کا فقدان انتفاءِ ضوء کی علت
نہیں ہو سکتا، انتفاءِ اول سے انتفاءِ دوم
ہرگز نہ ہوگا، اگر شرع اور عقل نہ انحصار کی موجب
ہوں نہ عدمِ انحصار کی بلکہ انحصار کی مجوز ہوں
مانع نہ ہوں تو اگر جزاء شرط کے مساوی ہوگی تو امتناع
اول سے امتناعِ دوم لازم ہوگا مساوی نہ ہوگی
تو نہ ہوگا جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَکْرَمْتُہٗ
عقل مجوزِ انحصار بھی ہے اور مجوزِ عدمِ
انحصار بھی۔

بلکہ کبھی صرف جزاء کے وجود کو پختہ کرنا
مقصود ہوتا ہے خواہ شرط موجود ہو یا مفقود جیسے وَلَوْ
رُدُّوْا لَعَادُوْا دنیا میں کافروں کو لوٹا کر بھیجا جائے
یا بھیجا جائے، بہرحال ان کا کفر کرنا لازم ہے اس
شرطیہ میں ان کے کفر کو پختہ کرنا مقصود ہے اس
مقصود میں شرط کے وجود یا فقدان کو دخل
نہیں ہے۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ کبھی مقصود یہ ہوتا
ہے کہ وجودِ شرط کے وقت جب وجودِ جزاء
یقینی ہے تو عدمِ شرط کے وقت تو جزاء کا تحقق
بدرجۂ اولیٰ اور بطریقِ اکمل ہے جیسا کہ آیت وَلَوْ
اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَکَلَّمَهُمُ الخ میں
عدمِ ایمان کو انزالِ ملائکہ اور کلامِ موتی پر مبنی کر کے
یہ بتانا مقصود ہے کہ ایسے بے سروپا مطالبات
کی تکمیل کے بعد بھی جب ان کا عدمِ ایمان یقینی ہے
تو مطالبات کی تکمیل نہ ہونے کی صورت میں
تو ایمان نہ لانا بدرجۂ اتم ہونا ہی چاہئے یا
جیسا کہ آیت وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
اَقْلَامٌ الخ میں ظاہر کیا ہے کہ تمام درختوں کے قلم
بننے اور سارے سمندروں کی روشنائی بن جانے
کی تقدیر پر بھی جب پورے معلوم الٰہیہ لکھے
نہیں جا سکتے اور اللہ کے مقدورات کا سرا کہیں
ہاتھ نہیں آتا تو سمندروں کی روشنائی اور کل درختوں
کے قلم نہ بننے کی شکل میں اللہ کے معلومات و مقدورات
کی انتہاء اور اختتام پذیری نہ ہونا بدرجۂ
اتم ہونا ہی چاہئے یا جیسا کہ آیت لَوْ
سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ میں عدمِ استجابت
کو تقدیرِ سماع پر مرتب کیا ہے تو نہ سننے کی صورت
میں نہ ماننا بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہئے یا آیت وَلَوْ
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا میں ثابت کیا ہے کہ اگر اللہ ان کو
سنا دے تب بھی روگرداں رہیں گے تو

بر تقدیر عدم اسماع روگرداں ہونا بالکل ہی واضح ہے
یا جیسا کہ آیت لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ
رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ
میں بیان کیا ہے کہ بالفرض اگر پروردگار کی رحمت
کے تمام خزانے تمہارے قبضہ میں آجاتے تب بھی
ختم ہو جانے کے اندیشہ سے تم کسی کو نہ دیتے
تو اب جبکہ رحمتِ پروردگار کے خزانے بھی
تمہارے قبضہ میں نہیں ہیں، تمہارا کنجوس ہونا
محتاجِ ثبوت نہیں، یا جیسا کہ ایک حدیث میں
آیا ہے اِنَّهَا لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ
حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِيْ
مِنَ الرَّضَاعَةِ، زینب بنت ام سلمہ اگر میری
بیوی ام سلمہ کے ساتھ نہ آئی ہوتی اور میری ربیبہ
(بیٹی) نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لئے حلال نہ
تھی کیونکہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی
بیٹی ہے یعنی اب تو حرمت کی دو وجہیں موجود
ہیں رضاعی بھائی کی بیٹی ہونا اور ربیبہ ہونا اس لئے
حرمت بدرجہ اولیٰ ہے، ایک اور حدیث
آئی ہے لَوْ طَلَعَتْ مَا وَجَدَتْنَا غَافِلِيْنَ
حضور والا نے جب نمازِ فجر کو زیادہ طول دے دیا
تو عرض کیا گیا حضور سورج نکلا ہی چاہتا
ہے، اس پر ارشاد فرمایا اگر نکل آتا تو ہم کو ذکرِ الٰہی
سے غافل نہ پاتا، مقصود یہ کہ اب جب کہ
نکلنے سے پہلے ہم نے نماز ختم کر دی تو ہم کو
غافل پانے کا سوال ہی نہیں ہے، اب تو وہ
ہم کو غافل پا سکا نہ ذاکر، اسی طرح حضرتِ عمر
کا وہ قول ہے جو آپ نے حضرتِ صہیب کے
متعلق فرمایا تھا لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ
یعنی اللہ سے نہ ڈرنے کی صورت میں بھی
صہیب سے اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی اب
تو اللہ کا خوف بھی موجود ہے تو عدمِ عصیان
بطریقِ اولیٰ ہونا چاہئے۔

ایک آیت پر شبہ اور اس کا ازالہ

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا یہ ایک قیاس ہے جس میں دو شرطیہ
قضیے ہیں لیکن نتیجہ غلط ہے اگر اللہ کو ان کے
اندر کوئی بھلائی معلوم ہوتی تو ان کو (پیامِ ہدایت)
سناتا اور اگر (پیامِ ہدایت) سنا دیتا تب
بھی روگردانی کرتے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اللہ کو ان
کے اندر کوئی بھلائی معلوم ہوتی تب بھی وہ
روگردانی کرتے۔

ازالہ یہ قیاس ہی نہیں ہے قیاس کے لئے

حدِ اوسط ہونا ضروری ہے اس میں حدِ اوسط نہیں ہے اس لئے کہ پہلے اَسْمَعَهُمْ سے مراد ہے ایسا سنانا جو مفید ہو اور دوسرے اَسْمَعَهُمْ سے مراد ہے غیر مفید سنانا جب دونوں قضیوں میں اسماع کی نوعیت مختلف ہے تو اَسْمَعَهُمْ کو حدِ اوسط نہیں بنایا جا سکتا یا یوں کہو کہ دوسرے قضیہ میں اَسْمَعَهُمْ سے مراد یہ ہے کہ باوجودیکہ اللہ ان کے اندر خیر کی موجودگی نہیں جانتا پھر بھی اگر سنا دے تو وہ روگرداں ہی رہیں گے۔

نمبر دوم لَوْ کبھی اِنْ وصلیہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے جس میں نفی فی الاستقبال مقصود ہوتی ہے جیسے وَلَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ (اگرچہ ہم سچے ہوں) وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (اگرچہ مشرک ناگوار سمجھیں) وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (اگرچہ تمکو ناپاک کی کثرت اچھی معلوم ہو) وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (اگرچہ مشرک باندی تمکو بھی معلوم ہو) وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ (اگرچہ مشرک غلام تمکو بھلا معلوم ہو) وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (اگرچہ ان کا حسن تم کو بھلا معلوم ہو)۔

ایک شاعر کا قول ہے ؎

قَوْمٌ إِذَا حَارَبُوْا شَدُّوْا مَآزِرَهُمْ دُوْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ بَاتَتْ بِاَطْهَارٍ
جنگ کی تیاری کے وقت وہ عورتوں کو چھوڑ کر اپنی لنگیاں مضبوط باندھ لیتے ہیں اگرچہ عورتیں طہر کی حالت میں راتیں بسر کرتی ہوں۔

نمبر سوم لَوْ کبھی اَنْ مصدری کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے لیکن ان کی طرح فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا، ایسا استعمال اکثر اس وقت ہوتا ہے جب لَوْ، وَدَّ یا یَوَدُّ کے بعد آتا ہے جیسے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ (تمہارا دین میں نرمی کو وہ دل سے چاہتے ہیں۔ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ (ہزار برس زندہ رہنے کو ان میں سے بعض لوگ دل سے چاہتے ہیں) وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ایمان کے بعد تمہارے کافر بنا دینے کے خواہشمند بکثرت اہل کتاب ہیں۔

نضر بن حارث کی بہن قتیلہ نے اپنے بھائی کے سلسلہ میں حضور سے کہا تھا مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مَنَّ الْفَتٰى وَهُوَ الْمَغِيْظُ الْمُحْنَقُ اگرچہ احسان رکھ کر آپ اس کو چھوڑ دیتے تو

آپ کا کچھ بگاڑ نہ ہوتا، اگر ایسا ہوتا ہے کہ باوجود انتہائی مغضب ناک اور ناراض ہونے کے آدمی احسان کر دیتا ہے۔

اعشٰی کا قول ہے ؎

وَرُبَّمَا فَاتَ قَوْمًا جُلُّ أَمْرِهِمِ
مِنَ التَّأَنِّيْ وَكَانَ الْحَزْمُ لَوْ عَجِلُوْا

تاخیر کی وجہ سے اکثر بڑا کام لوگوں کے ہاتھوں سے فوت ہو جاتا ہے ایسے وقت جبکہ عجلت دانشمندی ہو۔

امرؤالقیس بن حجر نے کہا تھا ؎

تَجَاوَزْتُ أَحْرَاسًا عَلَيْهَا وَمَعْشَرًا
حِرَاصًا عَلَيَّ لَوْ يُسِرُّوْنَ مَقْتَلِيْ

میں محبوبہ تک پہنچنے کے لئے چوکیداروں سے اور اس گروہ سے آگے بڑھ گیا جو چھپکر مجھے مار ڈالنے کا بڑا خواہشمند تھا۔

(نوٹ) اَنْ مصدری کے معنی میں لَوْ کا استعمال صرف فراء، ابوعلی، ابوالبقاء، تبریزیؒ ابن مالک کے نزدیک ہے، دوسرے لوگ منکر ہیں۔

نمبر چہارم: لَوْ تمنائی لَيْتَ کا ہم معنی بھی آتا ہے۔ ابن الصائغ اور ابن ہاشم اس کے مثبت ہیں جیسے فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً کاش ایک بار اور ہم کو دنیا میں جانا مل جاتا، يَوَدُّوْا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْأَعْرَابِ وہ چاہتے ہیں کہ کاش شہر سے باہر وہ دیہات میں بدویوں کے ساتھ جا بستے۔ بعض نے کہا یہ لَوْ شرطیہ ہی ہے جس کو تمنا کا معنی پلا دیا گیا تھا۔ زمخشری کے قول سے بھی اس کی تائید مترشح ہوتی ہے کیونکہ زمخشری نے لکھا ہے لَوْ فِيْ مَعْنَى التَّمَنِّيْ تمنا کے معنی میں لَوْ کا استعمال ہو جاتا ہے۔ ابنِ مالک نے کہا حقیقت میں یہ لَوْ مصدریہ ہے جس کے بعد فعل تمنا کی ضرورت نہیں رہتی یعنی شرطیہ تو نہیں ہے مصدریہ ہے جس سے تمنا کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے اور فعل تمنا کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

نمبر پنجم: عرض کے لئے بھی لَوْ کا استعمال ہو جاتا ہے یعنی کسی کام کرنے پر شستگی اور سنجیدگی کے ساتھ ابھارنے کے لئے جیسے لَوْ تَنْزِلُ فَتُصِيْبُ خَيْرًا اگر آپ ہمارے پاس آتے تو بھلائی پاتے۔ قرآن مجید میں یہ استعمال نہیں ہے۔ ابنِ ہاشم

نے مغنی اللبیب میں لکھا ہے۔

نمبر ششم :- ابن ہشام نے لکھا ہے کہ لَوْ کبھی تقلیل کے لیئے بھی آتا ہے یا یوں کہو کہ آسان سے مشکل کی طرف ترقی کرنے یا بڑے کام سے چھوٹے کام کی طرف تنزل کے لئے، جیسے شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مسلمانو! انصاف کے ساتھ اللہ کے واسطے شہادت دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ خواہ کسی کے خلاف پڑے، اگرچہ خود تمہارے ہی خلاف ہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے تَصَدَّقُوْا وَلَوْ بِظِلْفٍ مُّحْتَرِقٍ صدقہ دو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی ہو۔

ہم بالکل آغازِ بحث میں لکھ آئے ہیں کہ لَوْ شرطیہ ماضی پر داخل ہوتا ہے اور تعلیق فی الماضی کے لئے آتا ہے عموماً لَوْ کا استعمال ایسا ہی ہوتا ہے لیکن مستقبل پر بھی کبھی آجاتا ہے اور تعلیق مستقبل کے لئے مستعمل ہوتا ہے بدلالدین ابن مالک نے اور ابن الحاج نے نقد المقرب میں اس کا انکار کیا ہے، بہر حال ایک ہے خواہ اس کی کچھ ہی تاویل کی جائے۔ ابوصخر

ہذلی یا قیس بن ملوح مجنوں کے شعر ہیں ؎

وَلَوْ تَلْتَقِيْ اَصْدَاءُنَا بَعْدَ مَوْتِنَا
وَمِنْ دُوْنِ رَمْسَيْنَا مِنَ الْاَرْضِ سَبْسَبُ

ہمارے مرنے کے بعد اگر ہماری لاشوں کے سروں سے نکلنے والے پرندوں کی ملاقات ہو جبکہ ہماری قبروں کے درمیان وسیع میدان بھی واقع ہو۔

لَظَلَّ صَدٰى صَوْتِيْ وَاِنْ كُنْتُ رِمَّةً
لِصَوْتِ صَدٰى لَيْلٰى يَهِشُّ وَيَطْرَبُ

تب بھی باوجودیکہ میں ریزہ ریزہ ہو چکا ہوں گا پھر بھی میرے سر سے نکلنے والا پرندہ لیلیٰ کے سر سے نکلنے والے پرندہ کی آواز سے پھڑک اٹھے گا اور بے تاب ہو جائیگا یا خوش اور مسرور ہو گا)

ایک اور شاعر نے کہا ہے ؎

لَا يُلْفِكَ الرَّاجِيْكَ اِلَّا مُظْهِرًا
خُلُقَ الْكِرَامِ وَلَوْ تَكُوْنُ عَدِيْمًا

خواہ تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو لیکن جو تم سے امید لگا کر تمہارے پاس آتا ہے وہ تم کو کریمانہ عادت کا مظہر ہی پاتا ہے۔

صورتِ مذکورہ میں اگرچہ لَوْ مستقبل پر آتا

ہے لیکن جزم کا عمل نہیں کرتا جیسا کہ اشعارِ مذکورہ سے واضح ہے، ہاں بطورِ شاذ جزم بھی آیا ہے۔

ایک شعر ہے ؎

تَامَنُ فُؤَادَكَ لَوْ يُحْزِنْكَ مَا صَنَعَتْ
اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ ذُهْلِ بْنِ شَیْبَانَا

خاندان ذہل بن شیبان کی ایک عورت نے تیرے دل کو تسخیر کرلیا، اگر اس کی یہ حرکت تجھے رنجیدہ کرتی تو ایسا نہ ہوتا۔

لَوْ کے بعد کبھی اسم بھی آتا ہے جو فعل محذوف کا معمول ہوتا ہے اور بعد کو ذکر ہونے والا فعل محذوف کی تفسیر ہوتا ہے جیسے وَلَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ یعنی وَلَوْ تَمْلِكُوْنَ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ (اگر تم مالک ہو جاؤ)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لَوْ غَیْرُكَ قَالَهَا یعنی لَوْ قَالَهَا غَیْرُكَ قَالَهَا (تیرے علاوہ کسی اور نے اگر یہ بات کہی ہوتی)

ایک شاعر کا قول ہے:

لَا یَاْمَنُ الدَّهْرَ ذُوْ بَغْیٍ وَّ لَوْ مَلِكًا
جُنُوْدُهٗ ضَاقَ عَنْهَا السَّهْلُ وَالْجَبَلُ

کوئی ظالم حوادثِ زمانہ سے بے خوف نہیں ہوتا خواہ وہ بادشاہ ہی ہو جس کے لشکر کی کثرت سے میدان اور پہاڑ بھی تنگ ہوں۔

اَنَّ اپنے اسم کے ساتھ لَوْ کے بعد بکثرت آتا ہے جیسے وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا - وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ وَلَوْ اَنَّ لَیْلَی الْاَخْیَلِیَّةَ سَلَّمَتْ عَلَیَّ۔

کوفی علماء ادب اور زجاج اور مبرد اَنَّ سے پہلے فعل ماضی محذوف مانتے ہیں اور اَنَّ کو مع مابعد کے اس کا فاعل قرار دیتے ہیں، اصل کلام یوں تھا وَلَوْ ثَبَتَ اَنَّهُمْ وَلَوْ ثَبَتَ اَنَّ لَیْلَی الخ

زمخشری کہتا ہے کہ لَوْ کے بعد جو اَنَّ آتا ہے اس کی خبر کا فعل ہونا واجب ہے جیسے امثلۂ مذکورہ میں اٰمَنُوْا - صَبَرُوْا۔ فَعَلُوْا كَتَبْنَا۔ سَلَّمَتْ موجود ہیں، ابن حاجب نے اس کی تردید میں یہ آیت پیش کی ہے وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ دیکھو اس میں اَقْلَامٌ اَنَّ کی خبر ہے اور فعل نہیں ہے اس کے بعد ابن حاجب نے کہا ہاں اگر خبر مشتق ہو تو فعل ہونا لازم ہے جیسے ؎

وَمَا اَطْیَبَ الْعَیْشَ لَوْ اَنَّ الْفَتٰی حَجَرٌ
تَنْبُوْا الْحَوَادِثُ عَنْهُ وَهُوَ مَلْمُوْمٌ

اگر آدمی لڑکتا ہوا پتھر ہو جائے
کہ اس پر حوادث اثر نہ کریں تو ایسی زندگی کیسے
مزہ کی ہو۔

ابن مالک نے کہا یہ بھی غلط ہے، دیکھو
اس آیت میں خبر مشتق ہے اس کے باوجود
اسم ہے فعل نہیں یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّہُمْ بَادُوْنَ
فِی الْاَعْرَابِ۔

لَوْ کا جواب مضارع منفی بلَمْ بھی ہوتا
ہے اور ماضی مثبت بھی اور ماضی منفی
بہ مَا بھی۔

دوسری صورت میں جواب پر اکثر
لام آتا ہے لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاہُ حُطَامًا کبھی
نہیں آتا لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاہُ اُجَاجًا تیسری
صورت میں اکثر لام نہیں آتا وَلَوْ شَاءَ
رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ کبھی آجاتا ہے ؎

وَلَوْ نُعْطَی الْخِیَارَ لَمَا افْتَرَقْنَا
وَلٰکِنْ لَا خِیَارَ مَعَ اللَّیَالِیْ

ہم کو اختیار دیا جاتا تو ہم جدا نہ ہوتے مگر حوادث
زمانہ کی موجودگی میں کوئی اختیار نہیں۔

لَوْلَا: امتناعیہ، لَوْ حرفِ شرط اور
لا نافیہ سے مرکب ہے لفظاً کوئی تغیر نہیں
پیدا کرتا۔ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، اسمیہ
اور فعلیہ، پہلے جملہ کا ایک جزء ضرور محذوف
ہوتا ہے خواہ خبر ہو یا فعل۔ رمانی، ابن الشجری
شلوبین اور ابن مالک کا قول ہے کہ لَوْلَا
کے پہلے جملہ کی خبر اگر عام ہو جیسے کائن
ثابت وغیرہ تو واجب الحذف ہے اگر عمومی
خبر نہ ہو بلکہ کسی مادہ کے ساتھ مقید ہو مثلاً آکلٌ
شاربٌ قائمٌ، قاعدٌ، ذاہبٌ، ماشی وغیرہ اور
بغیر ذکر کے معلوم نہ ہو سکے تو ذکر واجب ہے
جیسے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا تھا لَوْلَا قَوْمُکِ حَدِیْثُ عَہْدٍ
بِالْاِسْلَامِ لَہَدَمْتُ الْکَعْبَۃَ (اگر تمہاری
قوم نئی نئی اسلام میں داخل شدہ نہ ہوتی تو میں
کعبہ کو ڈھا دیتا اور دوبارہ ابراہیمی بنیادوں پر
تعمیر کرتا) اور ذکر کے بغیر اگر خبر معلوم ہو سکتی ہو تو
ذکر و حذف دونوں جائز ہیں۔ ابن الشجری
نے اس کی مثال دی ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ
وَرَحْمَتُہٗ اگر علیکم۔ فضل اللہ کے متعلق
ہو تو خبر محذوف ہوگی ورنہ نازل کے متعلق ہو تو
فضل اللہ کی خبر ہو جائیگی۔

اگر لَوْلَا ضمیر پر داخل ہو تو ضمیر مرفوع ہونی

ضروری ہے جیسے لَوْلَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ
مبرد کے نزدیک ضمیر کا مرفوع ہونا ضروری
نہیں۔

۲۔ تحضیض اور عرض کے لئے بھی لَوْلَا
آتا ہے یعنی فعل پر سختی کے ساتھ ابھارنا
یا نرمی سے کسی کام کی طلب کرنا ، اول
تحضیض ہے ، دوسرا عرض ، اس وقت لولا
کے بعد مضارع آنا چاہئے خواہ لفظاً یا معنیً
لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ کیوں نہیں اللہ سے
معافی مانگتے لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ

۳۔ ڈانٹنے اور توبیخ کرنے کے لئے
بھی لولا مستعمل ہے اس وقت ماضی پر داخل
ہوگا لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا
اٰلِهَةً اللہ کو چھوڑ کر جن کو انہوں نے حصول
قرب کے لئے معبود بنا رکھا تھا ، انہوں نے
ان کی کیوں مدد نہ کی وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ
جب تم نے یہ بات سنی تھی تو کیوں نہیں کہہ دیا
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا جب انہوں
نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تھا تو کیوں زاری نہ
کی فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ
تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا
تُبْصِرُوْنَ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ
تَرْجِعُوْنَهَآ جب جان حلق تک پہنچ جاتی ہے
تم اس وقت دیکھتے ہوتے ہو اور ہم بہ نسبت
تمہارے میت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں
مگر تم کو نظر نہیں آتے پس اگر تم کو اعمال کا
بدلہ ملنا نہیں ہے تو اس (جاتی ہوئی جان)
کو لوٹا کیوں نہیں لیتے۔

(نوٹ) چونکہ لَوْلَا اور تَرْجِعُوْنَهَا میں
فاصلہ طویل ہوگیا تھا اس لئے تاکید کے لئے
لولا کو دوبارہ ذکر کر دیا۔

۴۔ ہروی کا قول ہے کہ لولا استفہام
کے لئے بھی آتا ہے جیسے لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اور لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
مَلَكٌ جمہور اہلِ ادب کے نزدیک اول
آیت میں عرض کے لئے ہے اور دوسری آیت
میں توبیخ کے لئے۔

۵۔ ہروی نے یہ بھی کہا کہ لولا کبھی نافیہ
ہوتا ہے جیسے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ
اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ

یونس کی قوم کے علاوہ کوئی دوسری آبادی ایسی نہیں ہوئی کہ (عذاب دیکھنے کے بعد) ایمان لائی ہو اور ایمان سے اسکو فائدہ پہنچا ہو۔ اخفش، کسائی، فراء، علی بن عیسیٰ، نحاس اور کثیر مفسرین نے اس جگہ لَوْلَا کو توبیخ کے لئے قرار دیا ہے اور توبیخ کے لئے نفی بہر حال لازم ہی ہے اس لئے نفی کا مفہوم ذیلی اور ضمنی طور پر آگیا، نفی کے لئے لَوْلَا کی کوئی مستقل قسم قرار دینا غلط ہے۔ زمخشری نے کشاف میں اس آیت کی تشریح کے ذیل میں لکھا ہے وَالجملة فی معنی النفی، جملہ نفی کے معنی میں ہے لَوْلَا للنفی نہیں کہا، اس سے بھی معلوم ہوا کہ لَوْلَا نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ نفی کے معنی کو متضمن ہو جاتا ہے۔

ب ۱/۸،۱۴ — ۲/۱۷ — ۵/۸،۱۴ — ۶/۱۳ — ۷/۷،۱۰،۱۱ — ۸/۱۲ — ۹/۱۴
۱۰/۵ — ۱۱/۷ — ۱۲/۲،۸،۱۰،۱۳ — ۱۳/۵،۷،۱۰ — ۱۵/۸،۱۴
۱۵/۱۷ — ۱۶/۱۷ — ۱۷/۱۳ — ۱۸/۷،۸،۹،۱۶ — ۱۹/۱،۲،۴،۱۹
۲۰/۴،۸،۱۱ — ۲۱/۱،۲ — ۲۲/۱۰ — ۲۳/۶،۹ — ۲۴/۱۹،۲۰
۲۵/۲،۳،۹،۱۲ — ۲۶/۴،۷،۱۱ — ۲۷/۱۵،۱۶ — ۲۸/۲،۴،۱۴
۲۹/۲،۳

لَوْمَا: شرطیہ ہے حرف تحضیض ہے، حرف توبیخ ہے وغیرہ جیسے لَوْمَا تَأْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ کیوں نہیں لے آتا ہم پر ملائکہ کو۔

مالقی کا خیال ہے کہ لَوْمَا صرف تحضیض کے لئے آتا ہے لیکن مندرجہ ذیل شعر میں لَوْمَا کو امتناعیہ استعمال کیا گیا ہے ؎

لَوْمَا الْاِصَاخَۃُ لِلْوُشَاۃِ لَکَانَ لِیْ
مِنْ بَعْدِ سُخْطِکَ فِیْ رِضَاکَ رَجَاءٌ

اگر چغلخوروں کی شنوائی نہ ہوتی تو آپکی ناراضی کے بعد رضامند ہو جانے کی امید ہوتی۔

لُؤْلُؤًا: مفرد، لآلی جمع، موتی لَوَّنَ لُؤْلُؤِیٌّ (موتیا رنگ) لَوْنٌ لُؤْلُؤَانٌ کا بھی یہی معنی ہے لِاٰلَۃٌ (بروزن کِتَابَۃٌ) لَاٰلٌ (بروزن شداد) لَاٰءٌ، لَأْلَأٌ سب کا معنی گوہر فروش، لَأْلَأٌ کامل خوشی کو بھی کہتے ہیں، رباعی سے لَأْلَأَ ماضی کا صیغہ آتا ہے جو لازم بھی ہے اور متعدی بھی لَأْلَأَتِ النَّارُ آگ روشن ہو گئی۔ لَأْلَأَ الدَّمْعُ آنسو بہائے لَأْلَأَتْ بِعَیْنِہَا خوب آنکھ کھولکر دیکھا۔ یہ تمام صیغے لفظ لُؤْلُؤ سے ہی بنائے گئے ہیں۔ ۱۷/۱۰ — ۲۲/۱۶ — ۲۹/۱۹

اللُّؤْلُؤُ: مفرد معرفہ مرفوع اَللَّاٰلِیْ جمع موتی ۲۷/۱۱۔

اَللُّؤْلُؤُ: مفرد معرفہ مجرور، اللآلی جمع۔ موتی۔ ۲۴/۲۲

لَوْنُهَا: اسم مفرد۔ اَلْوَانٌ جمع، رنگ، صورت، ہیئت، جنس۔ نوع۔ تَلَوُّنٌ رنگ برنگ ہونا رنگ بدل لینا۔ ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔ تَلْوِیْنٌ رنگ برنگ کر دینا، رنگ بدل دینا۔ زَیْدٌ اَتٰی بِالْاَلْوَانِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ زید نے رنگ برنگ اور قسم قسم کی باتیں کیں، تَنَاوَلَ اَلْوَانًا مِنَ الطَّعَامِ رنگا رنگ و قسم قسم کے کھانے کھائے (راغب و قاموس) مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ سے مراد ہے رنگ، صورت اور ہیئت کا اختلاف (راغب) (دیکھو اَلْوَان) اس جگہ صرف رنگ مراد ہے۔ ۱/۲

لَوَّوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، تَلْوِیَۃٌ مصدر، باب تفعیل، لَیٌّ مادہ، وہ تیوڑاتے ہیں، گھماتے ہیں، لہراتے ہیں، اکڑاتے ہیں۔ یہ تمام علامات غرور کی ہیں مجرد کا معنی بھی موڑنا توڑ مروڑ کرنا، لہرانا، دوہرا کرنا ہے۔ باب تفعیل میں لاکر اس فعل میں مبالغہ اور زیادتی کا اظہار کر دیا گیا (قاموس)

مجرد میں باب ضرب سے اس مادہ کے افعال لازم بھی آئے ہیں اور متعدی بھی، صلات کے اختلاف سے مفہوم میں بہت اختلاف ہو جاتا ہے مثلاً لَوَی الْغُلَامُ (لڑکا بیس سال کا ہو گیا) لَوَی الْحَبْلَ (رسی کو دوہرا کیا اور بٹا) لَوَی رَأْسَہٗ اور لَوٰی بِرَاْسِہٖ (سر کو موڑ لیا، منہ پھیر لیا، اعراض کیا) لَوٰی عَنِ الْاَمْرِ (اس کام میں سستی کی) لَوٰی اَمْرَہٗ عَنِّیْ لَیًّا اور لَیَّانًا اس کے معاملہ کو میری طرف سے لوٹا دیا لَوٰی فُلَانًا عَلٰی فُلَانٍ فلاں کو فلاں پر ترجیح دی۔ ایک کی تعظیم کی دوسرے کی نہ کی، لَوٰی بِدَیْنِہٖ لَیًّا قرض ادا کرنے میں دیر کی، ٹال مٹول کی۔ لَوٰی بِحَقِّہٖ اس کے حق کا انکار کر دیا۔ یہ تمام افعال باب ضرب سے آتے ہیں لَوِیَ الْکَلَأُ (سمع) گھاس چارہ سوکھ گیا۔ لَوِیَ الْقِدْحُ تیر ٹیڑھا ہو گیا، اَلْوٰی الرَّجُلُ بِثَوْبِہٖ (باب افعال) اس آدمی نے کپڑے سے اشارہ کیا اَلْوٰی بِحَقِّہٖ اس کا حق مار لیا اَلْوٰی بِہٖ اس کو لے گیا۔ اَلْوٰی بِمَا فِی الْاِنَاءِ برتن میں جو کچھ تھا خود لے لیا، دوسروں کے حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اَلْوٰی بِہِمُ الدَّہْرُ

ان کو زمانہ نے ہلاک کر دیا، اَلْوٰی بِکَلَامِہٖ زبان پھیر گیا لَوَّیْتُ اَعْنَاقَ الرِّجَالِ فِی الْخُصُوْمَۃِ جھگڑے کے وقت میں سے لوگوں کی گردنیں مروڑ دیں۔ لَوَّوْا رُءُوْسَہُمْ انہوں نے سر موڑ لئے، گردنیں اکڑائیں۔ غرور کیا۔ ۲۸/۱۴

لَھَبٌ: مصدر، آگ بھڑکنا، دھویں اور غبار کو بھی لَھَبٌ کہتے ہیں (راغب) عبد العزیٰ بن عبد المطلب بہت حسین آدمی تھا، آگ کے شعلے کی طرح اس کا چہرہ چمکتا تھا اس لئے اس کی کنیت ابو لہب ہو گئی تھی (منتہی الارب)

امام راغب نے لکھا ہے کہ بعض مفسرین کا قول ہے اس ابو لہب کہنے سے کنیت مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا دوزخی ہونا ظاہر کرنا ہے جس طرح جنگجو آدمی کو جو ہمیشہ لڑائیوں میں رہتا ہو اخو الحرب یا ابو الحرب کہتے ہیں، اسی طرح خدا تعالیٰ نے عبد العزیٰ کو ابو لہب فرما کر اس کو دوزخی ہونے کو ظاہر کیا، محلی نے اس کا بہترین فیصلہ کیا ہے، لکھا ہے کہ شروع میں چہرہ کی چمک دمک کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب تھی، اور آخر میں دوزخی ہونیکی وجہ سے یہی کنیت ہو گئی لَھِبَتِ النَّارُ (فتح) آگ بھڑک گئی اور بغیر دھوئیں کے صاف شعلے اٹھنے لگے لَھَبٌ لَھِیْبٌ لُھَابٌ اور لَھَبَانٌ مصدر لَھِبَ پیاسا ہو گیا (سمع) لَھَبٌ مصدر (قاموس) اِلْھَابٌ آگ روشن کرنا اور گھوڑے کا خوب دوڑنا اور بہیم بجلی چمکنا (افعال) باب تفعل وافتعال میں آگ روشن ہونیکا معنی ہو گا اور باب تفعیل میں خوب آگ بھڑکانیکا۔

۳۰/۳۶ دو جگہ۔

اَللَّھَبِ: دیکھو لَھَبٌ، ۲۹/۲۱

لَھْوٌ: اسم مصدر، سنجیدگی چھوڑ کر مزاح کی طرف میلان اور جھکاؤ لہو کہلاتا ہے اور کسی ایسے غیر مفید کام میں مشغول ہونا جس کے شغل میں مفید کام ترک ہو جائے، لعب ہے (ابو السعود) راغب نے مؤخر الذکر کو لہو کہا ہے، لہو اصل میں جماع کو کہتے سنئے امرء القیس بن حجر کندی کا شعر ہے ؎

اَلَا زَعَمَتْ بَسْبَاسَۃُ الْیَوْمَ اَنَّنِیْ
کَبُرْتُ وَاَنْ لَا یُحْسِنَ اللَّھْوَ اَمْثَالِیْ

سنو! آجکل بسباسہ خیال کرتی ہے کہ میں عمر رسیدہ ہو گیا اور میرے جیسے آدمی جماع اچھی طور پر نہیں

کر سکتے، اس کے بعد خود عورت کو لَھْو کہنے لگے بلکہ ہر دانشمندانہ تفریح کا نام لہو ہوگیا، کھیل، تماشا (معجم القرآن) پ۱۲/۲ پ۲۶/۸ پ۲۷/۱۹ (مزید تشریح دیکھو اَلْھٰی، لَاہِیَۃً)

لَهْوًا: دیکھو لَھْوٌ پ۱۲/۱۴ پ۱۲/۱۳ پ۲۸/۱۲ کھیل تماشہ پ۲/۱۴ زن و فرزند۔

لَهْوَ الْحَدِيْثِ: لَھْوَ مضاف، الحدیث مضاف الیہ، اضافت بتقدیر من، اصل میں لَھْوًا مِنَ الْحَدِیْثِ تھا، فضول، بیہودہ، بے سروپا قصوں کا کھیل تماشا۔ مفسر بیضاوی اور زمخشری نے لکھا ہے کہ لہو خاص اور حدیث عام ہے کیونکہ قصے مفید بھی ہوتے ہیں اور بیہودہ بھی، یا یوں کہ لہو عام ہے کھیل تماشہ بغیر قصوں کے بھی ہوتا ہے اور افسانوی بھی، بہر حال اضافت بتقدیر من ہے (تفسیر بیضاوی وکشاف) مشہور یہ ہے کہ اگر لہو کو خاص کہا جائے تو اضافت بتقدیر لام ہو گی۔

کلبی اور مقاتل کا قول ہے کہ نضر بن حارث کلدہ قرشی عراق کی راجدھانی حیرہ سے کچھ عجمی داستانیں، قصے خرید کر مکہ میں لاتا اور قریش کو جمع کر کے سناتا تھا اور کہتا تھا محمد تم کو عاد وثمود کی پارینہ داستانیں سناتے ہیں اور میں رستم واسفندیار کے قصے، اس واقعہ کے سلسلہ میں آیت کا نزول ہوا (سراج منیر) اس روایت سے معلوم ہوا کہ لہو الحدیث سے مراد ہیں بیہودہ فضول جھوٹے قصے لیکن بعض معتبر روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ نضر بن حارث کچھ ناچنے والی باندیوں کا ناچ کراتا اور رقص وسرود کی محفلیں منعقد کرتا تھا تاکہ لوگ قرآن سننے کی طرف مائل نہ ہوں، ابو الصہبا نے بیان کیا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اس آیت کا مطلب پوچھا، حضرت نے تین بار فرمایا وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ھُوَ الْغِنَآءُ، اللہ وحدہ لا شریک کی قسم یہ گانا ہے (رواہ الخطیب فی السراج المنیر) حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود قسم کھا کر فرماتے تھے لہو الحدیث گانا ہے (مدارک) حسن بصری بھی اسی کے قائل تھے کہ لہو الحدیث سے گانا مراد ہے، خطیب نے حسن بصری کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یَشْتَرِیْ کا معنی اس جگہ خریدنا نہیں بلکہ قرآن کو چھوڑ کر گانے بجانے کے سامان اور آلات کو بجائے قرآن کے اختیار

کرنا مراد ہے (سراجِ منیر) صاحبِ ردالمحتار
نے بھی لکھا ہے کہ گانا مراد ہے۔ ہو سکتا ہے
کہ کلبی اور مقاتل کی روایت بھی صحیح ہو اور لہو
الحدیث کا لفظ جھوٹے بیہودہ قصوں کو
بھی شامل ہو اس سے حضرتِ ابنِ عباسؓ حضرتِ
ابنِ مسعودؓ اور بعض دوسرے جلیل القدر صحابہؓ
تابعین کے اقوال کی تردید نہیں ہوتی، نضر بن
حارث، یہ بھی کرتا ہوا اور وہ بھی۔ پ ۲۱/۱

لَیًّا: مصدر، موڑنا، مروڑنا، پھیرنا، گھمانا
لَوٰی یَلْوِیْ (باب ضرب) لَوٰی لِسَانَہٗ
اور لَوٰی بِلِسَانِہٖ زبان پھیرلی، زبان گھمادی
یعنی جھوٹ کہا خود اپنی طرف سے بات گھڑ دی
(راغب) مطلب یہ کہ زبانیں موڑ کر الفاظ بگاڑ کر
ادا کرتے ہیں۔ اگر لَوٰی کے اول مفعول پر
عَلٰی ہو تو متوجہ ہونے اور منہ پھیر کر دیکھنے کا
معنی ہوتا ہے۔ لَایَلْوِیْ عَلٰی اَحَدٍ وہ ایسا
منہ پھیر کر شکست کھا کر بھاگا کہ کسی طرف منہ پھیر کر
نہ دیکھا، چونکہ لَیٌّ کا اصل معنی موڑنا اور لپیٹنا
ہے اس لئے پھریرے اور پرچم کو بھی لِوَاء کہتے
ہیں جو ہوا سے مڑتا اور پھر جاتا ہے لِوَاءٌ کی جمع
اَلْوِیَۃٌ ہے۔ پ ۵/۴ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو
لَوَّوْا)۔

لَیْلٍ: رات، اسمِ جنس لَیْلَۃٌ مفرد جیسے
تَمْرٌ اور تَمْرَۃٌ، لَیَالِیْ اور لَیَایِل جمع اَلْیَار
جمع غیر قیاسی (قاموس) بعض لوگوں کا خیال ہے
کہ لَیْلَۃٌ کی اصل لَیْلَاۃٌ تھی اس لئے کہ لَیْلَۃٌ
کی تصغیر لُیَیْلَۃٌ آتی ہے (راغب)
اگر رات کی تاریکی کی شدت کہانی ہوتی ہے
تو لفظِ لَیْل سے صیغہ صفت بنا کر لَیْلٌ لَائِلٌ
اور لَیْلٌ اَلْیَلُ اور لَیْلَۃٌ لَیْلَاءُ کہا جاتا ہے
بہت تاریک رات۔ کبھی لمبی رات کو بھی لَیْلَۃٌ
لَیْلَاءُ کہتے ہیں۔ پ ۲۰/۱۰

لَیْلًا: رات۔ حسبِ تفصیل مندرجہ پ ۱۱/۸
پ ۱۵/۱ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۹/۹،۲۰ ۔

اَللَّیْلُ: اسمِ جنس معرفہ مرفوع، رات
پ ۷/۱۵ پ ۲۳/۲

اَللَّیْلَ: اسمِ جنس معرفہ منصوب، رات کو۔
پ ۳/۱۱ پ ۷/۱۸ پ ۸/۱۴ پ ۱۱/۱۲ پ ۱۳/۱۶،۱۷ پ ۱۴/۸ پ ۱۷/۲،۳،۱۵
پ ۱۸/۱۲ پ ۱۹/۳،۴ پ ۲۰/۳،۱۰ پ ۲۱/۱۲ پ ۲۲/۱۴ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۱۲
پ ۲۷/۱۷ پ ۲۹/۱۳،۱۴ پ ۳۰/۱ ۔

اَللَّیْلِ: اسمِ جنس معرفہ مجرور، رات، پ ۲/۶،۷
پ ۳/۶،۱۱ پ ۴/۲،۳،۱۱ پ ۷/۸،۱۳ پ ۱۱/۶ پ ۱۲/۷،۱۰ پ ۱۳/۸ پ ۱۴/۵

۱۵ / ۲، ۹ — ۱۶ / ۱۷ — ۱۷ / ۱۷ — ۱۸ / ۵ — ۲۱ / ۶، ۱۲ — ۲۲ / ۱۰، ۱۴ — ۲۳ / ۸، ۱۵

۲۴ / ۹ — ۲۵ / ۱۷ — ۲۶ / ۱۷، ۱۸ — ۲۷ / ۱۷ — ۲۹ / ۱، ۱۴، ۱۶، ۲۰

۳۰ / ۶، ۹، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸

لَيْلَةَ الصِّيَامِ: لَیۡلَۃَ اسم جنس مضاف، الصیام مضاف الیہ، روزوں کی رات یعنی رمضان کے روزوں کی رات جس کی صبح کو روزہ ہو۔ ۲ے

لَيْلَةِ الْقَدْرِ / لَيْلَةُ الْقَدْرِ } لَیۡلَۃَ مضاف، اَلۡقَدۡرِ مضاف الیہ، عظمت و شرف والی رات (از ظاہری) ازلی تحریر کے موافق آئندہ ایک سال میں ہونے والے امور کے تقدیری نفاذ کی رات۔ حسین بن فضل سے پوچھا گیا جب تخلیقِ عالم سے پہلے اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر فرما دیا ہے تو پھر لیلۃ القدر کا کیا معنی؟ اب کس چیز کی تقدیر کی جاتی ہے! فرمایا قضاء مقدر کا نفاذ کیا جاتا ہے، مقدرات کو ان کے اوقاتِ مقررہ میں ظاہر کیا جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ تک شبِ قدر رہی، بعد کو معدوم کر دی گئی عام صحابہ تابعین اور علماء کے اقوال سے اس کی تردید ہوتی ہے حضرتِ ابوہریرہ نے واضح طور پر عبداللہ بن حسین کے سوال کے جواب میں فرما دیا تھا، ایسا کہنے والا جھوٹا ہے ہر رمضان میں شب قدر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ شبِ قدر سال میں کسی تاریخ کو ہوتی ہے حضرتِ عبداللہ بن عمر کو اس قول کی اطلاع ملی تو فرمایا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے ان کو معلوم تھا کہ شبِ قدر ماہ رمضان میں ہے لیکن دانستہ انہوں نے ظاہر نہیں کیا تاکہ لوگ رمضان ہی پر قناعت نہ کر بیٹھیں

جمہور علماء اسلام کا اجماعی قول ہے کہ شبِ قدر ماہ رمضان میں ہے لیکن کس عشرہ میں اور کس تاریخ کو اس کے متعلق مختلف روایات ہیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخیر عشرہ میں عبادت میں اتنی کوشش کرتے تھے جتنی دوسرے ایام میں نہیں کرتے (عائشہ)

فرماتے تھے شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو (عائشہ)

رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور تہبند کو مضبوط کس لیتے تھے، رات بھر خود بھی عبادت کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے (عائشہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ کی وتر (طاق) راتوں میں شبقدر کو تلاش کرو۔ (عائشہ)

میں نے خود سنا حضور علیہ التحیۃ والسلام فرما رہے تھے، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو جبکہ نو راتیں یا سات راتیں یا پانچ راتیں یا تین راتیں باقی رہ جائیں یعنی ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ تاریخ کی رات میں تلاش کرو) (ابوبکر)

بہت صحابیوں نے خواب میں دیکھا کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ہے، حضور والا نے فرمایا تم سب کا خواب آخری ہفتہ کے متعلق متفق ہے اس لئے جو شخص شب قدر کا جویاں ہو وہ آخری ہفتہ میں تلاش کرے (عبداللہ بن عمر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ شبقدر اکیسویں رات ہے۔ ۲۲ دن گذرنے کے بعد حضور نے فرمایا بائیس گزر گئے، سات باقی ہیں۔ آج کی رات شبقدر کو تلاش کرو۔ (ابوہریرہ)

حضرت علی حضرت ابی بن کعب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ شبقدر ۲۷ تاریخ کو ہوتی ہے ان تمام روایات میں مطابقت کے لئے کہا جاسکتا ہے کہ شبقدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی رات کو ہوتی ہے کسی ایک معین تاریخ پر حضور کے زمانہ میں ہر سال نہیں ہوئی کسی سال ۲۱ کو کسی سال ۲۳ کو کسی سال ۲۵ کو کسی سال ۲۷ کو ہوئی اسی لئے راویوں میں اختلاف ہے جس سال جس نے جو تاریخ دیکھ لی یا سن لی ویسا ہی نقل کر دیا لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ دوسرے سالوں میں بھی وہی تاریخ مقرر رہی یا ہمیشہ کے لئے مقرر ہو گئی۔

(معالم۔ صحیح مسلم۔ صحیح بخاری مشکوٰۃ المصابیح ابوداؤد) $\frac{۳۰}{۲۲}$

لَيْلَةً: نکرہ تمیز منصوب (چالیس) رات ایک ماہ ذیقعدہ کا اور دس دن ذی الحجہ کے (معالم وسیوطی) $\frac{پ ۹}{ع ۷}$۔

لَيْلَةٍ: نکرہ مجرور، مراد شبقدر جس میں قرآن مجید، لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا اور پھر ۲۳ سال تک تھوڑا تھوڑا حضور صلعم پر نازل ہوتا رہا۔ بعض کے نزدیک شعبان کی پندرہویں

رات مراد ہے اول زیادہ صحیح ہے۔ (معالم)، پ ۲۵/۱۴۔

لَيْلُهَا: لَيْل مضاف ہَا مضاف الیہ، اسکی رات کو۔ پ ۳۰/۱۴۔

لَيَالِيَ: جمع منصوب، لَيْل اور لَيْلَة مفرد راتیں۔ پ ۲۲/۸۔

لَيَالٍ: جمع، و الت جر، اصل میں لیالی تھا، راتیں۔ پ ۲۹/۵ راتیں مع دنوں کے، پ ۱۶/۱۴ دس تاریخیں ماہ ذی الحجہ کی (احمد و نسائی عن جابر مرفوعاً) مجاہد، قتادہ اور ضحاک کا بھی یہی خیال ہے، دوسری روایت میں آیا ہے کہ ضحاک کے نزدیک محرم کی دس تاریخیں مراد ہیں۔ (معالم) پ ۳۰/۱۴

لَيْتَ: حرف مشبہ بفعل اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے، تمنا کے لئے مستعمل ہے کاش، فراء نے کہا کبھی اسم اور خبر دونوں کو نصب دیتا ہے، عجاج کا شعر ہے ؎

يَا لَيْتَ أَيَّامَ الصِّبَا رَوَاجِعًا

ابن معتز عباسی کا شعر ہے ؎

مَرَّتْ بِنَا سَحَرًا طَيْرٌ فَقُلْتُ لَهَا
طُوبَاكِ يَا لَيْتَنِي إِيَّاكِ طُوبَاكِ

سحر کے وقت ایک پرندہ ہماری طرف سے گزرا، میں نے اس سے کہا تو خوب ہے تو خوب ہے کاش میں تیری طرح ہو جاتا۔ لَيْت اکثر ناممکن امر پر داخل ہوتا ہے جیسے يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ کاش پہلی موت ہی آخری فیصلہ کر دیتی یعنی دوبارہ زندگی نہ ہوتی يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا کاش میں مٹی ہو جاتا ؎

فَيَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُودُ يَوْمًا
فَأُخْبِرُهُ بِمَا فَعَلَ الْمَشِيبُ

کاش جوانی کسی دن لوٹ آتی تو بڑھاپے نے جو سلوک کیا ہے میں اسکو بتاتا۔ پ ۲/۱۱ پ ۲۳/۱ پ ۲۵/۱۰۔

لَيْتَنَا: لَيْتَ حرف مشبہ بفعل، نَا اسم، کاش ہم۔ پ ۷/۹ پ ۲۲/۵

لَيْتَنِي: لیت حرف مشبہ بفعل نِي اسم، کاش میں۔ پ ۵/۷ پ ۱۵/۱۲، پ ۱۶/۵ پ ۱۹/۱ پ ۳۰/۲، ۱۴

لَيْتَهَا: لیت حرف مشبہ بفعل، هَا اسم، کاش وہ۔ پ ۲۹/۵۔

لَيْسَ: فعل ناقص ماضی واحد مذکر غائب اسم کو رفع خبر کو نصب دیتا ہے نہیں ہے (تفصیل کے لئے دیکھو لَسْتَ)

پ ۲/۶، ۸، ۹، ۱۷ — پ ۳/۵، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶ — پ ۴/۴، ۸، ۱۰ — پ ۵/۱۲، ۱۵ — پ ۶/۴

پ۷/۲، ۶، ۹، ۱۲، ۱۴ — پ۸/۲، ۵، ۱۶ — پ۱۰/۳، ۱۳ — پ۱۲/۱، ۲، ۵، ۷ — پ۱۴/۲، ۱۹ — پ۱۵/۲، ۷ — پ۱۷/۸، ۱۶ — پ۱۸/۸، ۱۰، ۱۴ — پ۲۰/۱۳ — پ۲۱/۳، ۱۱، ۱۷ — پ۲۳/۴ — پ۲۴/۱، ۳، ۱۰ — پ۲۵/۳، ۱۱ — پ۲۶/۴، ۱۰ — پ۲۷/۷، ۱۴ — پ۲۸/۲ — پ۲۹/۵، ۷، ۱۸ — پ۳۰/۱۳، ۲۰

لَیْسَتِ: واحد مؤنث غائب ماضی، اصل میں تار ساکن تھی بعد والے حرف کے ساتھ ملانے کی وجہ سے کسرہ دیدیا گیا، نہیں ہے پ۱/۱۴ پ۴/۱۴ (ماضی بمعنی حال)

لَیْسُوْا: جمع مذکر غائب ماضی۔ وہ نہیں ہیں۔ (ماضی بمعنی حال) پ۲۴/۳ پ۲۷/۱۶۔

لِئَلَّا: اصل میں لِ اَنْ لَا تھا، لام تعلیلیہ اَنْ مصدریہ، ناصبہ، لا نافیہ، تاکہ نہ ہو۔ پ۲/۲ پ۶/۳ پ۲۷/۲۰

لَیِّنًا: لَیِّنٌ لَیْنٌ صیغہ صفت مفرد اَلْیَنُوْنَ اور اَلْیِنَاءُ جمع، نرم (دیکھو لِنْتَ) پ۱۶/۱۱۔

لِیْنَۃٍ: اسم جنس کھجور کا تر و تازہ، شاداب درخت کسی قسم کا اور کسی جنس کا ہو۔ (راغب) پ۲۸/۴۔

بابُ المیم

مَا: مَا اسمی بھی ہوتا ہے اور حرفی بھی ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مَا اسمی معرفہ (الف) ناقصہ یعنی موصولہ (وہ جو) مَا عِنْدَکُمْ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ وہ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور وہ جو اللہ کے پاس ہے، ہمیشہ رہے گا۔ (ادرفنا)

(ب) معرفہ تامہ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ہِیَ اگر تم صدقات ظاہری طور پر دو گے تو چیز یہ بھی اچھی ہے، مَا کی یہ قسم صرف ابن خروف

نے بیان کی ہے اور صراحت کی ہے کہ سیبویہ
کا بھی یہی قول ہے۔

۲ اسمی نکرہ مجردہ یعنی حرفی معنی
سے بالکل خالی۔

(الف) ناقصہ یعنی موصوفہ، اس ما کا معنی
شئے ہوتا ہے، ایک شاعر کا قول ہے ؎

لِمَا نَافِعٍ يَسْعَى اللَّبِيبُ فَلَا تَكُنْ
لِشَيْءٍ بَعِيدٍ نَفْعُهُ الدَّهْرَ سَاعِيًا

سودمند چیز کے لئے عقلمند کوشش کرتا ہے
اس لئے تم کبھی اس چیز کے لئے کوشاں
نہ ہو جس کا فائدہ بعید ہو۔ هٰذَا مَا لَدَيَّ
عَتِيدٌ میں بھی ما موصوف ہے اور عَتِيدٌ
صفت (زمخشری و سیبویہ)

(ب) نکرہ تامہ، اس کی تین شاخیں یا
صنفیں ہیں اول فعل تعجب مَا أَحْسَنَ زَيْدًا
(اس میں ما کا نکرہ تامہ ہونا تمام علماء البصرہ
کے نزدیک مسلم ہے لیکن اخفش کا قول ہے
اس ما کو ہم نکرہ تامہ بھی کہہ سکتے اور نکرہ موصوفہ
اور معرفہ موصولہ بھی)۔

دوئم: نِعْمَ اور بِئْسَ کے بعد جو
ما آتا ہے وہ بھی جماعت متاخرین اور
زمخشری کے نزدیک نکرہ تامہ ہی ہے لیکن
سیبویہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے
کہ معرفہ تامہ ہے نِعِمَّا هِيَ اور بِئْسَمَا
يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ۔

سوئم: وہ ما جو مبالغہ کے لئے آتا
ہے اور ما سے پہلے عامل مذکور ہوتا اور ما
کے بعد اس عامل کا معمول ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ
مِمَّا أَنْ يَكْتُبَ، مِنْ حرف جر عامل ہے اور
أَنْ يَكْتُبَ بتاویل مصدر مجرور ہے اور ما
صرف مبالغہ کے لئے، عامل اور معمول کے
درمیان ذکر کیا گیا ہے یعنی زید کی تخلیق ہی
کتابت سے ہوتی ہے، زید کتابت کا بنا ہوا
ہے، سیبویہ، ابن خروف، ابن مالک اور
شیرافی نے اس ما کو معرفہ تامہ کہا ہے،
ما کی یہ صنف قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔

۳ ما اسمی نکرہ غیر مجردہ یعنی حرفی
معنی کو متضمن۔

(الف) استفہامیہ (کیا ہے) مَا هِيَ
وہ کیا ہے؟ مَا لَوْنُهَا اس کا رنگ کیا ہے؟
مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ یہ تیرے سیدھے ہاتھ
میں کیا ہے، مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ

(قرارۃ ابو عمرو) تم کیا چیز لائے، کیا وہ جادو ہے۔

ما استفہامیہ اگر مجرور ہو تو الف کو حذف کرنا واجب ہے تاکہ استفہام اور خبر میں فرق ہو جائے اور میم کا فتحہ باقی رہتا ہے فِیمَ لِمَ، حَتَّامَ، اِلَامَ، عَلَامَ۔

فَتِلْكَ وُلَاةُ السُّوْءِ قَدْ طَالَ مَكْثُهُمْ
فَحَتَّامَ حَتَّامَ الْعَنَاءُ الْمُطَوَّلُ

ان بڑے حاکموں کا بقاء طول پکڑ گیا، اس طویل دکھ کا خاتمہ کس حد پر ہوگا۔

کبھی فتحہ کو حذف کر کے میم کو ساکن کر دیتے ہیں مگر ایسا صرف شعر میں بطور شذوذ ہوتا ہے۔

فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اس کے تذکرہ کی طرف سے کس فکر میں پڑے ہوئے ہو فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ میں دیکھتی ہوں قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ ان سب مثالوں میں مَا استفہامیہ ہے۔

لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تو بڑا عذاب تم کو پہنچ جاتا۔ اس فدیہ کے عوض جو تم نے لیا تھا يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو کتاب تم پر اتاری گئی وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

تینوں مثالوں میں خبری ہونے کی وجہ سے مَا کا الف حذف نہیں کیا گیا باوجودیکہ ما مجرور رہے، باوجود مجرور ہونے کے مَا استفہامیہ کا الف باقی رہنا، حذف نہ ہونا شاذ ہے، صرف شعر میں آیا ہے اور شاذ قراءۃ متواترہ میں نہیں آسکتا اس لئے قرآن مجید میں مَا استفہامیہ مجرور کا الف کسی جگہ باقی نہیں۔

ہاں بعض مفسرین نے بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ میں مَا کو استفہامیہ کہا ہے اور زمخشری نے اگرچہ تعیین کے ساتھ اس کو استفہامیہ نہیں کہا مگر استفہام کے جواز کا قول کیا ہے لیکن کسائی نے ان سب کی تردید کرتے ہوئے کہا اس آیت میں مَا استفہامیہ کیسے ہو سکتا

ہے الف باقی ہے باوجودیکہ مَا مجرور ہے، شذوذ کا اعتبار نہیں، شاذ قراءتِ متواترہ میں نہیں آسکتا، اسی طرح امام فخر الدین رازی نے کبیر میں فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ میں مَا کو استفہام تعجبی کے لئے قرار دیا ہے مگر یہ بھی غلط، جب مَا استفہامیہ مجرور ہے تو الف کیوں حذف نہیں کیا گیا۔

(ب) مَا شرطیہ غیر زمانیہ (جو بھی) جیسے مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ جو آیت بھی ہم منسوخ کرتے ہیں۔

(ج) مَا شرطیہ زمانیہ بمعنے مادام (جب تک بھی) جیسے فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھی چال چلیں، تم بھی ان کے ساتھ سیدھی چال چلو یا جب تک تمہارے لئے معاہدہ پر قائم رہیں تم بھی ان کے معاہدہ پر قائم رہو۔

ایک مختلف فیہ آیت

ابو علی فارسی، ابو البقاء، ابو شامہ، ابن برّی اور ابن مالک کا قول ہے کہ آیت وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ میں مَا شرطیہ غیر زمانیہ ہے، جو نعمت بھی تمہارے پاس ہے وہ خداداد ہے لیکن موصولہ بھی ہوسکتا ہے اور زمانیہ بھی۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ میں مَا غیر زمانیہ ہے لیکن زمانیہ بھی ہوسکتا ہے، جن عورتوں سے تم تمتع حاصل کر چکو تو ان کے مہران کو دیدو، جب بھی عورتوں سے تم نے تمتع حاصل کر لیا ہو تو ان کے مہر دیدو۔

قسم دوم مَا حرفی کی بھی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مَا نافیہ، اگر جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے تو نجدی، تہامی اور حجازی استعمال میں لَيْسَ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے مَا هٰذَا بَشَرًا یہ انسان نہیں ہے مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ وہ ان کی مائیں نہیں ہیں، یہ مَا نکرہ پر بہت کم آتا ہے، قرآن مجید میں صرف معرفہ پر آیا ہے۔

اگر فعلیہ جملہ پر داخل ہوتا ہے تو لفظوں میں کوئی عمل نہیں کرتا، وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا

اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تم مال نہیں دیتے ہو مگر محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے۔

جمہور کے نزدیک اس وقت مضارع کا صیغہ صرف حال کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے لیکن ابن مالک کہتا ہے کہ کبھی استقبال معنی کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ کہہ دو میرے لئے اس کو بدل دینا جائز نہیں۔

تنبیہ: آیت مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ اور مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ میں بعض لوگوں نے ما کو نافیہ کہا ہے مگر یہ غلط فہمی ہے، ان دونوں آیات میں ما شرطیہ غیر زمانیہ ہے جو مال بھی راہ خدا میں دو گے تو اپنے فائدے کے لئے دو گے۔ جو مال راہِ خدا میں دو گے اس کا اجر تم کو پورا پورا دیا جائیگا۔

۲۔ مصدریہ (الف) غیر زمانیہ جیسے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر شاق ہے وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ تمہارا مشقت میں پڑنا وہ دل سے پسند کرتے ہیں ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ باوجود فراخ ہونے کے زمین ان پر تنگ ہو گئی فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ اس دن کی پیشی کو دنیا میں بھولے رہنے کی وجہ سے اب (دوزخ کے عذاب کا) مزہ چکھو، لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ روزِ حساب کو بھول رہنے کے سبب سے انکو سخت عذاب ہوگا، لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ہماری خاطر ہماری بکریوں کو آب کے پانی پلانے کا عوض وہ دینا چاہتے ہیں، بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ جھوٹ بولتے رہنے کے سبب اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ دوسرے لوگوں کے ایمان لانے کی طرح تم بھی ایمان لاؤ۔

یادداشت

دو متماثل فعلوں کے درمیان جو کما آتا ہے اس میں ما مصدریہ ہی ہوتا ہے جیسا آیت اٰمِنُوْا كَمَا الخ میں ہے۔

(ب) مصدریہ زمانیہ جیسے مَادُمْتُ حَيًّا یعنی میں اپنی زندگی کی مدت تک فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ جب تک استطاعت ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ جب تک مجھ میں طاقت ہے

ہیں تو اصلاح ہی چاہوں گا کُلَّمَا اَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا
فِیهِ ہر بار بجلی چمکنے کے وقت وہ اس کی روشنی
میں چلتے ہیں یا جب بھی ان کے سامنے بجلی چمکتی
ہے وہ اس میں چل لیتے ہیں۔

ابن خروف قائل ہے کہ مَا مصدریہ
بالاتفاق حرف ہے لیکن اتفاق کا دعویٰ کرنا غلط ہے
اخفش اور ابوبکر اس کو اسمیہ کہتے ہیں۔

مسٹلہ مَا زائدہ (الف) کافہ یعنی
سابق عامل کو عمل سے روک دینے والا۔

عمل رفع سے روکنے والا مَا صرف
تین افعال کے بعد آتا ہے قَلَّ مَا، طَالَ مَا،
کَثُرَ مَا عمل نصب و رفع سے روکنے والا
مَا حرف شبہ بالفعل کے بعد آتا ہے اِنَّمَا
اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک اللہ ہی اکیلا
معبود ہے۔ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ
گویا موت کی طرف ان کو ہنکایا جارہا ہے
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا
بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے علماء اللہ
سے ڈرتے ہیں۔ اہل نحو کے نزدیک اس
آیت میں بھی مَا کافہ زائد ہے۔

اہل اصول و بیان کی ایک جماعت
قائل ہے کہ اِنَّ کے ساتھ مَا نافیہ ہوتا ہے
اِنَّمَا مفید حصر ہوتا ہے، مَا و اِلَّا کا قائم مقام
ہوتا ہے کیونکہ اِنَّ اثبات کے لئے اور مَا
نفی کے لئے آتا ہے منفی مثبت جمع نہیں ہوسکتے
اس لئے نفی کا رجوع محذوف کی طرف ہوتا ہے
اور اثبات کا رجوع مذکور کی طرف (سوائے
اسکے کوئی چیز نہیں کہ) مگر اس جماعت کی یہ
تشریح غلط ہے کیونکہ اِنَّ اثبات کے لئے
بلکہ صرف تاکید کے لئے آتا ہے تاکید مثبت کی
ہو یا منفی کی، اسی طرح مَا بھی نافیہ نہیں ہے
کافہ زائدہ ہے جس طرح لَیْتَمَا، لَعَلَّمَا،
لٰکِنَّمَا میں مَا ہے ویسا ہی اِنَّمَا میں ہے
یعنی کافہ زائدہ۔

کہا جاتا ہے کہ کتاب الشیرازیات میں
ابوعلی فارسی نے صراحت کی ہے کہ یہ مَا نافیہ
ہے، ہم کو کتاب الشیرازیات کہیں دستیاب
نہیں ہوئی البتہ صاحب مغنی اللبیب نے
مَا کے بیان میں صراحت کی ہے کہ ابوعلی کی
طرف اس قول کا انتساب غلط ہے، کتاب
الشیرازیات میں ابوعلی نے یہ نہیں کہا کہ اِنَّمَا میں
مَا نافیہ ہے۔

ضروری تنبیہ

آیاتِ ذیل میں ما اسمیہ موصولہ ہے حرفیہ نہیں ہے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ بیشک وہ چیز جس کو تم مانگتے ہو ضرور آنیوالی ہے۔

اِنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ بلاشبہ اللہ کو چھوڑ کر وہ جس چیز کو پکارتے ہیں وہ اکارت ہے۔

اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ یقیناً تمہارے لئے بہتر ہے۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کے مال و اولاد کو بڑھا رہے ہیں تو ان کے لئے بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ جان رکھو کہ جو مال غنیمت تم پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ ہی کا ہے۔

آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ میں اگر حضرت ابن مسعود اور ربیع بن خیثم کی قراءت کے موافق اَلْمَيْتَةَ کو منصوب پڑھا جائے تو ما کافہ حرفیہ ہوگا اور اَلْمَيْتَةَ حَرَّمَ کا مفعول ہوگا اور اگر ابو رجاء عطاردی کی روایت کے بموجب اَلْمَيْتَةُ رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو ما موصولہ اسمیہ ہوگا اور اَلْمَيْتَةُ کو خبر کہا جائیگا۔

عمل جر سے روکنے والا یعنی کسی حرف جر یا اسم مضاف کے عمل کو باطل کر دینے والا، اول جیسے رُبَمَا، یہ اکثر ماضی پر آتا ہے لیکن آیت رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں مضارع پر آیا ہے تو کیا یہ استعمال غلط ہے؟ رمانی نے کہا اللہ کو مستقبل کا علم بھی ماضی کی طرح ہے اس لئے اس کے کلام میں وَدَّ کی جگہ يَوَدُّ بھی صحیح ہے یا جیسے کاف کے بعد اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ بعض کا قول ہے یہ ما مصدریہ ہے زائدہ کافہ نہیں کیونکہ کاف جار کے عمل کو ما نہیں روکتا یا جیسے بار کے بعد تقلیل کے لئے۔

فَلَئِنْ صِرْتَ لَا تُحِيْرُ جَوَابًا
لَبِمَا قَدْ تُرٰى وَاَنْتَ خَطِيْبُ

اب اگر تو لوٹا کر جواب نہیں دے سکتا ہے تو کیا عجب ہے کیونکہ بلاشبہ تیرا خطیب دکھائی دینا بہت کم ہے۔

اسی طرح مِنْ کے بعد بھی ما کافہ آتا ہے، یہ قول صرف ابن الشجری کا ہے۔ قرآنِ مجید میں یہ قسم معدوم ہے۔

دوسم: کسی ظرف مضاف کے بعد جیسے بَعْدَمَا۔ بَيْنَمَا۔ حَيْثُمَا۔ إِذْمَا۔

(ب) ما زائدہ غیر کافہ جیسے وَ إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ أَيًّامَا تَدْعُوْا أَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا أَيْنَ مَا تُوَلُّوْا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ عَمَّا قَلِيْلٍ مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ حَتّٰى إِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً (اس میں علماء بصرہ کے نزدیک ما تاکید کے لئے زائد ہے)

چند مختلف فیہ آیات کی تشریح

مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ میں اول ما نافیہ بھی ہوسکتا ہے اور استفہامیہ بھی، دوسرا ما موصول اسمیہ ہے۔

مَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ إِذَا تَرَدّٰى مَا أَغْنٰى مَالِيَهْ میں نافیہ بھی ہوسکتا ہے اور استفہامیہ بھی، فَمَا أَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ میں ما نافیہ ہے۔

مَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ میں ما موصولہ ہے اور ایک ضعیف قول میں نافیہ بھی ہوسکتا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ میں ما کا نافیہ ہونا ارجح ہے اور ہوسکتا ہے کہ موصولہ ہو، فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ میں ما مصدریہ ہے۔ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ میں ما موصوفہ ہے لیکن مصدریہ بھی ہوسکتا ہے۔

مَاذَا: کیا چیز ہے، کیا ہے یہ، ماذا کی لفظی ساخت میں اختلاف ہے کوئی اسکو مرکب کہتا ہے کوئی بسیط، بسیط کہنے والوں میں سے بعض قائل ہیں کہ ماذا پورا اسم جنس ہے یا موصول ہے اَلَّذِيْ کا ہم معنی یا پورا حرف استفہام ہے جیسے مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (قرارت غیر ابو عمرو) مرکب کہنے والے کہتے ہیں کہ ماذا یا مرکب ہے ما استفہام اور ذا موصولہ سے جیسے آیت مذکورہ بہ قرارت الْعَفْوُ (قرارت ابو عمرو) یا ما استفہامیہ اور ذا اسم اشارہ ہے یا ما زائد اور ذا اسم اشارہ ہے یا ما استفہامیہ

ہے اور ذَا زائد ۔ (قال ابن مالک)

مَاذَا: نکرہ منصوب، پانی، اسمِ جنس مذکر، اَمْوَاہٌ اور مِیَاہٌ جمع مُوَیْہٌ اور مُوَیْہَۃٌ تصغیر، مَاءٌ اصل میں مَاہٌ تھا۔ بعض عرب سے مَا بغیر ہمزہ کے بھی سنا گیا ہے۔ نسبت کے وقت مَائِیٌّ اور مَاوِیٌّ کہا جاتا ہے۔

رَجُلٌ مَاءُ الْفُؤَادِ بزدل، پست حوصلہ آدمی، مَاهَۃٌ چیچک مُوْهَۃٌ اور مُوَاهَۃٌ پانی اور چہرہ کی رونق چمک، رَکِیَّۃٌ مَاهَۃٌ اور مَیِّهَۃٌ وہ کنواں جس میں پانی بہت ہو، اَمْیَہُ اور اَمْوَاہٌ اسم تفضیل۔

مَاهَتِ الرَّکِیَّۃُ مَوْهًا وَمَیْهًا وَمَاهَۃً وَمَیْهَۃً وَمُوُوْهًا (سمع نصر ضرب) کنوئیں سے پانی نکل آیا۔ کنوئیں میں پانی بہت ہو گیا۔ مَاهَتِ السَّفِیْنَۃُ کشتی میں پانی آگیا۔ مُهْتُہٗ (ضرب نصر) میں نے اس کو پانی پلایا۔ مَاہَ مَوْهًا (نصر) ملا دیا، اِمَاهَۃٌ اور اِمْوَاہٌ (افعال) کنواں کھودنے والے کا پانی تک پہنچ جانا اور پیاسے جانور یا آدمی کو پانی پلانا تَمْوِیْہٌ (باب تفعیل) سونے چاندی کا پانی چڑھانا، ملمع کرنا، جھوٹی خبر دینا، معاملہ کو مشتبہ کر دینا۔ قرآن مجید میں ما کا لفظ صرف پانی کے لئے مستعمل ہوا ہے، کسی دوسرے معنی میں مستعمل نہیں ہوا نہ اس کا کوئی مشتق استعمال کیا گیا۔

۱/۲ ۵/۴ ۶/۶ ۷/۱۸ ۹/۱۶ ۱۳/۱۷ ۱۴/۲،۸،۱۴ ۱۶/۱۱ ۱۷/۱۵ ۱۸/۱،۱۱ ۱۹/۳ ۲۰/۱ ۲۱/۲،۶،۱۰ ۲۲/۱۶ ۲۳/۱۶ ۲۵/۷ ۲۶/۱۵ ۲۹/۲۱ ۳۰/۱۔

مَاءٍ: نکرہ مجرور، پانی، اسم جنس پ ۲/۴ ۱۱/۸ ۱۳/۷،۱۵ ۱۵/۱۶،۱۸ ۱۸/۱۲ ۲۱/۱۴ ۲۶/۶ ۲۷/۸،۱۴ ۲۹/۲۱ ۳۰/۱۱۔

اَلْمَاءِ: معرفہ، مجرور، پانی۔ پ ۸/۱۴، ۱۲/۱،۴ ۱۳/۸ ۱۷/۲۔

اَلْمَاءَ: معرفہ منصوب، پانی۔ پ ۸/۱۵ ۱۲/۴ ۱۴/۸ ۲۱/۱۶ ۲۴/۱۹ ۲۷/۹،۱۵ ۳۰/۵۔

مَاءَ: منصوب مضاف پانی، پ ۲۰/۶ ۳۰/۴۔

اَلْمَاءُ: معرفہ مرفوع پانی پ ۱/۹ ۱۲/۴ ۱۵/۱۷ ۲۷/۸۔

مَاءُ: پانی مرفوع مضاف، پ ۲۹/۲

اَلْمَاٰب: (حالتِ جر) مَآبٌ مصدر بھی ہے، اور اسمِ زمان و مکان بھی یعنی لوٹنا، لوٹنے کا وقت۔ لوٹنے کی جگہ۔ اَوْبٌ اور اِیَابٌ بھی مصدر ہیں اٰبَ یَؤُوْبُ (نصر) ماضی و مضارع

آتے ہیں۔ امام راغب کے قول کے موافق
اَوْبٌ کسی صاحبِ ارادہ حیوان کے لوٹنے
کو کہتے ہیں اور رُجُوعٌ میں ارادہ کو خصوصی
دخل نہیں ہے (دیکھو آبَ اَوَّابٌ اَوَّابِیْنَ)
تَاْوِیب دن میں چلنے کو کہتے ہیں۔ پ۳ لوٹنے
کی جگہ یعنی جنت (خازن وجلالین)

مَآبِ: (حالتِ رفع) اصل میں مَآبِیْ تھا
میرا لوٹنا، مَآب مضاف، یاء متکلم مضاف الیہ،
یاء کو حذف کردیا گیا۔ پ۱۳ ۱۱۔

مَآبٍ: (حالتِ جر) لوٹنے کی جگہ، پ۱۳ ۱۰، پ۲۳ ۱۱
پ۲۳ ۱۲ مراد جنت یا آخرت میں مقامِ رجوع۔ پ۲۳ ۱۲
جہنم: بُری جائے رجوع (مدارک)

مَآبًا: (حالتِ نصب) لوٹنے کی جگہ، پ۳۰ ۱و۲۔

مَاتَ: واحد مذکر غائب، ماضی معروف،
مَوْتٌ مصدر (نصر، ضرب، سمع) مرگیا۔
موت کا معنی آرام کرنا، سونا اور پرانا ہونا
بھی ہے۔ مَوْتٌ مَائِتٌ سخت موت،
مَیْتَۃٌ مُردار، مِیْتَۃٌ مرنے کا طریقہ، خاص
کیفیت مَاتَ مِیْتَۃً حَسَنَۃً وہ اچھی موت
مرا، مُوْتَۃٌ بے ہوشی، دیوانگی، مرگی۔ مَوَاتٌ
بے جان چیز، غیر مزروعہ بنجر زمین۔ مُوَاتٌ

موت، مَیِّتٌ اور مَیْتٌ مردہ یا مَیِّتٌ
مردہ اور مَیْتٌ وہ شخص جو مرنے کے قریب
ہو مرا نہ ہو، اِنَّکَ مَیِّتٌ بلا شبہ تو مرنے والا
ہے، اَمْوَاتٌ مَوْتٰی مَیِّتُوْنَ جمع، مَیِّتَۃٌ
مَیْتَۃٌ مَیِّتٌ مؤنث مَائِتٌ مرنے والا آدمی
جو مرنے کے قریب ہو مرا نہ ہو۔ مُوْتَانُ الْفُؤَادِ
مردہ دل، مَوَتَانٌ بے جان، محاورہ ہے
اِشْتَرِ الْمَوَتَانَ وَلَا تَشْتَرِ الْحَیَوَانَ بے جان
(یعنی زمین، دکان، مکان، باغ) کو خریدو جاندار
(یعنی باندی، غلام، چوپائے) مت خریدو۔
مَوَتَانٌ اس زمین کو بھی کہتے ہیں جس کا
کوئی مالک نہ ہو اور بنجر پڑی ہو، ایک حدیث
میں آتا ہے مَوَتَانُ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ
فَمَنْ اَحْیَا مِنْہَا شَیْئًا فَھُوَ لَہٗ غیر مملوک
بنجر زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے، جو
شخص اس میں سے کسی حصہ کو زندہ کریگا یعنی
مزروعہ بنالے گا تو اس کا مالک وہی ہوجائیگا
(نہایہ) مُمِیْتٌ مارنے والا، موت مسلط
کرنے والا اور وہ مرد یا عورت جس کے بچے
مرگئے ہوں، اِمَاتَۃٌ (افعال) موت
مسلط کرنا اور بچوں کا مرجانا اور گوشت

کو خوب گلانا۔

مَا اَمْوَتَہٗ (فعل تعجب) وہ بڑا مردہ دل ہے (تاج وقاموس)

موت کے معنی کی تشریح

امام راغب نے موت کے معنی کی کسی قدر بسط کے ساتھ تشریح کی ہے، ہم اسکو کسی قدر بیشی اور تغیر کے ساتھ نقل کرتے ہیں، موت نباتی، موت حیوانی، موت انسانی، موت ارضی، موت حسی، موت علمی، موت قلبی۔ غرض موت کا استعمال عرف عربیت اور قرآنِ مجید میں مختلف چیزوں کے ساتھ ہوا ہے۔

اگر زمین میں روئیدگی نہ ہو سرسبزی اور شادابی مفقود ہو تو یہ زمین کی موت ہے اور اس کے خلاف اس کی حیات، يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا أَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا۔

موتِ نباتی کسی سبزہ کا خشک ہو جانا قوتِ نمو کا زائل ہو جانا۔

موتِ حیوانی قوتِ نمو کے ساتھ حس و شعور بھی مفقود ہو جانا یا صرف حس و شعور کا باطل ہو جانا اور قوتِ نامیہ کا باقی رہنا جیسے خواب کی حالت میں ہوتا ہے اسی لئے نیند کو موت خفیف کہا گیا ہے هُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِاللَّيْلِ یعنی اللہ وہی تو ہے جو رات کو سوتے میں تمہارے حس و شعور کو لے لیتا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا اللہ ہی مرنے کے وقت جانیں قبض کر لیتا ہے (یعنی قوتِ نمو اور حس و شعور سب کچھ لے لیتا ہے) اور جو لوگ مرتے نہیں ان کو خواب میں وفات دیتا ہے (یعنی صرف حس و شعور لے لیتا ہے)

موتِ انسانی قوتِ نامیہ کے زوال اور قوتِ حیوانیہ کے فقدان سے بھی آگے کی چیز ہے یعنی علم و ادراک کا باطل ہو جانا یا نورِ رشد کا بجھ جانا۔ يٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ان سب آیات میں موتِ حیوانی مراد ہے، موتِ انسانی حقیقت میں سچے علم و ادراک کے فقدان رشد و ہدایت کے زوال اور عرفان و روحانیت کے بطلان کا نام ہے، حیوانی زندگی ہو یا موت انسانیت کی موت و حیات کا اس پر مدار نہیں، کافر باوجودیکہ طاقتور چلتا پھرتا دنیوی

معاملات کا ماہر اور حیاتِ حیوانی سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے واقف ہوتا ہے لیکن عرفِ قرآنی میں وہ مردہ ہے اس کی قوتِ معرفت مردہ ہے اس کا دل مردہ ہے اسکی روحانیت مردہ ہے اس کا وجدان مردہ ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى میں مردہ روح کافر ہی کی مراد ہے اس کے خلاف شہداء کو زندہ کہا گیا ہے، وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ سلسلۂ حیوانیت منقطع ہونے کے بعد بھی شہداء کی انسانیت زندہ ہے، روحانیت زندہ ہے علم وعرفان زندہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں حیات اور موت ہے جو ذرہ فریضۂ فطرت کو ادا نہ کر سکا مر گیا۔ نوعی اور شخصی فرض کو ادا کرتا رہا زندہ رہا، ایک وقت ہر ایک پر آتا ہے کہ اپنے فرض کی ادائیگی سے قاصر ہو جائے گا كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ لازوال ذات باری ہے اِلَّا وَجْهَهٗ۔ پ۲۰ ع۱۲

مَاتُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، وہ مر گئے۔ پ۲ ع۳ پ۴ ع۸ پ۴ ع۱۷ پ۱۰ ع۱۷ پ۱۱ ع۵ پ۱۵ ع۱۷ پ۲۶ ع۸۔

مَاْتِيًّا: اسم مفعول ہے لیکن اسم فاعل کے معنی ہیں، اصل میں مَاْتُوْيٌ بروزن مَعْتُوْيٌ تھا، واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کرنے کے بعد بکسرۂ تاء مَاْتِيٌّ بنا لیا گیا، آنیوالا ضرور آکر رہیگا۔ (ملی، خازن، بیضاوی) امام راغب نے کہا کہ اس جگہ مَاْتِيٌّ کو اٰتِيٌّ یعنی اسم مفعول کو اسم فاعل کے معنی میں لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اَتَيْتُ الْاَمْرَ میں اس پر پہنچا اور اَتَانِيَ الْاَمْرُ وہ امر مجھے پہنچا، دونوں طرح بولا جاتا ہے اور دونوں کا حاصل ایک ہے اِتْيَانٌ آسانی کے ساتھ آنا بغیر رکاوٹ کے آنا اَتِيٌّ سیلاب، اِتْيَانٌ کا استعمال خیر میں بھی ہوتا ہے اور شر میں بھی، جواہر میں بھی اور اعراض میں بھی خود آنا ہو یا حکم دینا یا نظم وتدبیر کرنا سب طرح یہ لفظ اور اس سے بنائے ہوئے صیغے مستعمل ہیں اَتَاكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ، اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ وغیرہ پ۱۶ ع۷

مِاْئَةٌ: سو، دور متوسط تک عربی میں اعداد کے چار درجے مقرر تھے، آحاد (اکائیاں)

عشرات (دہائیاں) مَاۃٌ (سو) الفٌ (ہزار) جدید عربی میں ایک معرّب لفظ پانچویں نمبر پر بِلْیُوْن (دس لاکھ) استعمال ہونے لگا جس کی جمع مَلَاْیِیْن اور مَلَاْیِیْن ہے۔

لفظِ مِائَۃٌ کی اصل مِئًی بروزن مِعًی تھی، یار کو تار سے بدل دیا گیا لفظِ مِئًی کو مِائَۃٌ کی جمع بھی کہا گیا ہے (قاموس) گویا مِائَۃٌ کی اصل جو مِئًی تھی اس کا اطلاق جمع پر ہوتا ہے اور لفظِ مِائَۃٌ کا اطلاق واحد پہ مِائَۃٌ کی جمع مِئَاتٌ مِائِیْنَ مِئُوْنَ اور مُئُوْنَ آتی ہے۔ بعض اہلِ لغت کے مِئِیْنٌ بتنوینِ نون بھی جمع لکھی ہے (لسان) مِائِیْنٌ کا وزن اخفش کے نزدیک فِعِلِیْنٌ ہے جیسے غِسْلِیْنٌ (مگر وزن فِعِلِیْنٌ شاذ ہے) دوسرے لوگوں نے اس کا وزن فِعِیْلٌ بتایا ہے اس تقدیر پر اسکی اصل مِئِیٌ مانی جائیگی جیسے عصیٌّ آخری یار کو نون سے بدل دیا گیا مُمْئِیُوْنَ سو آدمیوں کا گروہ اِمْاءٌ (لازم اور متعدی) سو کی تعداد پوری ہو جانا اور سو کی تعداد پوری کر دینا۔ اَمْاَتْ غَنَمُ فُلَانٍ فلاں شخص کی بکریاں سو ہو گئیں اور اَمْاَیْتُھَا

لَکَ میں نے تیرے لئے انکی تعداد پوری سو کر دی مُمَاءَاۃٌ سو کی بازی لگانا شَارَطْتُہٗ مُمَاءَاۃٌ میں نے سو کی بازی کی شرط باندھی۔ (تاج ولسان) پ۳ ع۱۸ ۔

مِائَۃُ : مرفوع مضاف (سو) پ۳ ع۴ ۔

مِائَۃِ : مجرور مضاف (سو) پ۲۳ ع۹

مِائَۃٌ : مرفوع نکرہ (سو) پ۱ ع۵

مِائَتَیْنِ : تثنیہ منصوب مِائَۃٌ واحد، دو سو پر۔ پ۱ ع۵

مَادُمْتَ : واحد مذکر حاضر ماضی فعل ناقص، جب تک تو رہے۔ پ۳ ع۱۶

مَادُمْتُ : واحد متکلم ماضی فعلِ ناقص، جب تک میں رہا۔ پ جب تک میں رہوں۔ پ۱۶ ع۵ ۔

مَادُمْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی فعلِ ناقص جب تک تم رہو۔ پ۷ ع۲ ۔

مَاٰرِبُ : جمع مَاْرَبَۃٌ واحد حاجتیں۔ ضرورتیں اَرَبٌ سخت حاجت کہ بغیر تدبیر کے پوری نہ ہو سکے اَرَبٌ اُرْبَۃٌ اِرْبَۃٌ مَاْرَبَۃٌ چاروں مصدر بھی ہیں سخت حاجت مند ہونا (سمع) کبھی اَرَابٌ سے

تنہا حاجت کا مفہوم مراد لیا جاتا ہے جیسے
ھُوَ ذُوْ اَرَبٍ وہ حاجت مند ہے، کبھی تدبیر کا
مفہوم مراد ہوتا ہے ھُوَ اَرِیْبٌ دانشمند اور
مدبر ہے لَا اَرَبَ لِیْ فِیْ کَذَا مجھے اس کی سخت
ضرورت نہیں اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ
بالغ لڑکے جن کو نکاح کی حاجت ہو جائے۔
(دیکھو اِرْبَۃ) آرَابٌ اِرْبٌ کی جمع، وہ
بند اور اعضاء جن کی کام کے لئے سخت حاجت
ہو جاتی ہے۔ انسانی اعضاء میں سے بعض تو
صرف زینت اور سجاوٹ کے لئے ہیں۔
ابرو، داڑھی مونچھ بعض ضرورت کے لئے
ہاتھ پاؤں وغیرہ جو اعضاء ضرورت کے
لئے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جن کی سخت
ضرورت نہیں، اگر وہ نہ ہوں تو نمایاں نقصان
بدن محسوس نہ ہو جیسے پانچویں انگلی، بعض ایسے
ہیں جن کی کمی سے نظامِ عمل میں خللِ عظیم واقع
ہو جاتا ہے جیسے آنکھ، ناک، کان، زبان،
ہاتھ، پاؤں وغیرہ مؤخر الذکر اعضاء کو ہی
آراب کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے
جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات
آراب سجدہ کرتے ہیں چہرہ، دونوں ہتھیلیاں
دونوں زانو دونوں قدم (مجمع البحار) ب۲

مَارِجٍ: آگ کی لپیٹ، بھڑکتا ہوا شعلہ
جس میں دھواں نہ ہو (قاموس) مَرْجٌ
چراگاہ اور چراگاہ میں جانوروں کو چھوڑ دینا
مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ اللہ نے دو سمندر چھوڑے
ہیں (نصر) مَرَجٌ چراگاہ میں چھوڑے
ہوئے اونٹ، تباہی، بے چینی، تباہ ہونا
ڈانواڈول ہونا۔ ہاتھ میں انگوٹھی کا فٹ
نہ ہونا، ہلنا جلنا مَرِجَ الدِّیْنُ وَ الْاَمْرُ
(سمع، لازم) دین بگڑ گیا، کام خراب ہو گیا
خُوْطٌ مَرِیْجٌ آپس میں گتھی ہوئی، لپٹی ہوئی
ٹہنیاں اَمْرٌ مَرِیْجٌ مشتبہ اور گڑبڑ کام
امام راغب نے مَارِجٌ کا ترجمہ لَھِیْبٌ
مُخْتَلِطٌ کیا ہے۔ ۲۷/۱۱۔

(نوٹ ۱) شاید لہیب مختلط کہنے سے
امام راغب کا یہ مطلب ہے کہ تخلیق جن دو قسم
کے مخلوط قوام سے ہوئی ہے ایک صاف بغیر
دھوئیں کا شعلہ جس کو قرار نہیں ہوتا ہمیشہ
مضطرب رہتا ہے دوسرے آگ جو اجزائے متنوعہ
سے بنی ہے۔ اگر امام کا مطلب اس لفظ سے
یہی ہے تو حقیقت میں اس کی بناء اس

عقیدہ پر ہو گی جس کو عرب کے بعض کاہنوں نے
دوسرے عناصر پرست مذاہب سے لاکر
عرب میں پھیلایا تھا، اس جگہ قرآن نے انکے
عقیدہ کو بیان کر دیا لیکن یہ مطلب سیاق
کے خلاف ہے صاف مطلب یہ ہے کہ مِنْ
نَارٍ مِنْ مَارِجٍ سے بدل ہے یا بیان ہے یعنی
اللہ نے جن کو مارج سے یعنی نار سے بنایا۔
میرے نزدیک اغلب ہے کہ بسبب مختلط کہنے
سے امام نے مجاہد کے قول کی طرف اشارہ کیا ہے
جس کو محی السنۃ بغوی نے معالم میں نقل کیا ہے
کہ مارج وہ خالص بے دخان شعلے ہیں جو سرخ اور
زرد اور سبز ہوتے ہیں آگ سے اٹھ کر مخلوط شکل
میں ابھرتے ہیں۔ واللہ اعلم

مَارِدٌ: اسم فاعل مفرد مذکر مَرَدَةٌ جمع
سرکش آدمی یا شیطان جو ہر خیر سے خالی ہو
جیسے غُصْنٌ اَمْرَدُ پتوں سے خالی ٹہنی،
یا رَجُلٌ اَمْرَدُ وہ آدمی جس کی داڑھی مونچھ
نہ ہو بالوں سے خالی یا رَمْلَۃٌ مَرْدَاءُ وہ
ریگستان جو سبزہ سے خالی ہو۔ (راغب)
مَرَدَ مُرُوْدًا و مُرَادَۃً (نصر و کرم)
سرکش ہو گیا مَرَدَ عَلَی الشَّیْءِ اس چیز کا عادی
ہو گیا (قاموس) لیکن امام راغب نے مَرَدُوْا
عَلَی النِّفَاقِ میں علیٰ کو مَرَدُوْا کا صلہ نہیں قرار دیا
بلکہ اس طرح تشریح کی، اِرْتَکَسُوْا عَنِ الْخَیْرِ
وَھُمْ عَلَی النِّفَاقِ گویا ایک تو مَرَدُوْا کا صلہ عَنِ
الْخَیْرِ محذوف قرار دیا کیونکہ بغیر صلہ کے سرکشی
کرنے اور باز رہنے کا معنی نہیں پیدا ہوتا ہے
دوسرے عَلَی النِّفَاقِ کو مبتدا محذوف کی خبر قرار
دیا اور پھر جملہ کو بتقدیر واؤ حالیہ قرار دیا، امام کو خواہ
مخواہ اتنے محذوفات کی طرف رجوع کرنا پڑا باوجودیکہ
مطلب بغیر حذف کے بھی بالکل صاف تھا مَرَدَ
کے بعد علیٰ لانے سے عادی ہونا اور مداومت
کرنے کا مفہوم پیدا ہونا لغت میں موجود ہے یعنی
مدینے کے کچھ باشندے نفاق کے خوگر اور عادی ہی
ہیں وہ دغلی باتیں کرتے ہی ہیں مَرِدَ الْغُلَامُ مَرَدًا
و مُرُوْدَۃً (سمع) لڑکے کی داڑھی نکل آئی اور تَمَرَّدَ تَمَرُّدًا
(تفعل) مدت تک سرکشی کی یا مدت کے بعد داڑھی نکلی۔ ۲۳/۵

اَلْمَاعُوْنَ: بھلائی۔ حسنِ سلوک، بارش۔ پانی۔
گھر کا سامان۔ فرمانبرداری۔ زکوٰۃ وغیرہ ماعون
کے لغت میں مختلف معانی ہیں جو چیز
کسی مانگنے والے کی مدد کے لئے دے دی
جائے وہ بھی ماعون اور جو روک کی جائے وہ

بھی ماعون ہے (از لغاتِ اضداد) اسی لئے
بعض اہلِ لغت کا قول ہے کہ ماعونؔ کی اصل
معونۃؔ تھی الف تا کے عوض بڑھایا گیا۔ یہ قول
اگرچہ بلا دلیل ہے لیکن ماعون کے مفہوم
کے اعتبار سے بے دل نشین جو چیز دی جاتی
ہے وہ دوسرے کے لئے سببِ معونت
بن جاتی ہے جو نہیں دی جاتی وہ اپنے لئے
باعثِ معونت ہوتی ہے اسلئے دونوں صورتوں
میں اس کو ماعون کہا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ
کا قول ہے جاہلیت میں ہر منفعت اور عطیہ
کو ماعون کہتے تھے اور اسلام میں طاعت،
خیرات اور زکوٰۃ کا نام ماعون ہوگیا (لسان)
راعی کا شعر ہے ؎

قَوْمٌ عَلَى الْإِسْلَامِ لَمَّا يَمْنَعُوا
مَاعُونَهُمْ وَيُضَيِّعُوا التَّهْلِيلَا

وہ لوگ اسلام پر قائم ہیں نہ انہوں نے اپنی زکوٰۃ
روکی نہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو ضائع کیا
(معجم القرآن)

آیت کی تشریح میں لفظِ ماعون کا
تعیینی ترجمہ کیا ہے اس کے متعلق قرنِ اول و
دوئم کے علماء کے اقوال مختلف ہیں۔

حضرتِ علی، حضرتِ عبداللہ بن عمر، حسن بصری،
قتادہ اور ضحاک کے نزدیک زکوٰۃ مراد ہے
حضرتِ عبداللہ بن مسعود کے قول پر کلہاڑی، ڈول،
ہانڈی وغیرہ ضروریاتِ خانگی کی چیزیں مراد
ہیں، حضرتِ ابنِ عباس کا قول بروایتِ
سعید بن جبیر بھی یہی ہے مجاہد نے کہا عاریت
مراد ہے، عکرمہ نے کہا ادنیٰ قسم اثاثِ خانگی
کی عاریت اور اعلیٰ قسم زکوٰۃ ہے، قطرب
نے کہا ماعون شئے قلیل ہے عرب کا محاورہ
ہے مَا لَهُ سَعَةٌ وَلَا مَعْنَةٌ نہ اس کے
پاس کوئی بڑی چیز ہے نہ چھوٹی، زکوٰۃ صدقہ وغیرہ
کو ماعون کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مال کثیر میں اسکی
مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا
قول ہے ماعون وہ چیز ہے جس سے کسی کو
روکنا شرعاً حلال نہیں جیسے پانی، نمک۔
(تفسیر طبری و معالم التنزیل) ۳۰/۳۲

مَاكِثُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع
مَاكِثٌ واحد مَكْثٌ مادہ و مصدر مَكَثَ
يَمْكُثُ ماضی و مضارع (نصر و کرم) ٹھہرے
رہنے والے، باقی رہنے والے، مراد ہمیشہ رہنے
والے، مِكْثَةٌ وقفہ، ٹھہراؤ، مدۃ مَكِيْثٌ صفت

شبہ با وقار سنجیدہ آدمی۔ تمکُّثٌ (تفعل) انتظار میں ٹھیرا رہنا۔ تمکث ٹھیراؤ۔ ۲۵/۱۴۔

مَاکِثِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ نصب ماکثٌ مفرد۔ ٹھیرے رہنے والے، مراد ہمیشہ رہنے والے۔ ۱۵/۱۴۔

اَلْمَاکِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ جر اَلْمَاکِرُ مفرد، تدبیر کرنے والے، "مکر" کا معنی ہے کسی کو تدبیر کے ساتھ اس کے مقصد سے پھیر دینا، روک دینا، تدبیر اچھی ہو یا بُری، تدبیر کی اچھائی برائی فعل کے حسن و قبح پر موقوف ہے، اگر مقصد اچھا ہو تو اس کی تدبیر کو اچھا کہا جائیگا، اگر مقصد بُرا ہو تو اس کی تدبیر بھی مذموم کہلائیگی (راغب) اسی لئے مکر کی نسبت خدا کی طرف بھی کی جاتی ہے کیونکہ اس کی تدبیر اچھی ہوتی ہے، اچھائی کے لئے ہوتی ہے، اور کافر کی طرف بھی نسبت کی جاتی ہے کیونکہ وہ حق کے خلاف سازش کرتا ہے، فریب کرتا ہے، بعض مفسرین کا قول ہے کہ مکرِ خداوندی کا معنی صرف یہ ہے کہ اللہ بندہ کی ڈھیل چھوڑے رکھے اور برابر دنیوی عیش و طرب سے اس کو ہمکنار رکھے، اسی لئے حضرتِ علی نے فرمایا تھا جس کو دنیوی وسعت حاصل ہو اور اس کو معلوم نہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے تو ایسا آدمی فریب خوردہ بیوقوف ہے۔ پروفیسر عبدالرؤف نے معجم القرآن میں راغب کی صراحت سے اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں مکر اس تدبیر اور فریب کو کہتے ہیں جو قوی کے مقابلہ کے وقت کمزور استعمال کرتا ہے۔ مکر عاجز ہوجانے کی علامت ہے، عاجز سے ہی سرزد ہوتا ہے، اگر طاقتور مکر کرلے تو ضعیف کی پکڑ اس طور پر کرے کہ اس بیچارے کو معلوم بھی نہ ہو تو یہ فعل طاقتور کی کمزوری اور دنائت کی علامت ہے اور چونکہ اللہ ہر عجز، ضعف اور دنائت سے پاک ہے اس لئے اس کی طرف مکر کی نسبت حقیقی نہیں مجازی ہے یعنی مکر کرنے والوں کی سازشوں کو ناکام بنادینا اور ایسی تدبیر کرنا کہ ان کا فریب انثر آفریں نہ ہوسکے مکرِ خداوندی ہے، دونوں کا فرق ظاہر ہے امام راغب کی نظر میں تو مکر صرف تدبیر کا نام ہے جس کی دو قسمیں ہیں اور

صاحبِ معجم القرآن کی نظر میں مکر صرف فریب دھوکہ اور سازش کو کہتے ہیں، یہی مکر کا حقیقی معنی ہے، سازش کو ناکام بنادینا مجازی معنی ہے۔ زجاج نے کہا اللہ کے مکر کرنے کا معنی ہے کافروں کی سازش کی سزا دینا لفظی مناسبت کی وجہ سے سزا مکر کو مکر کہا گیا ہے۔ اکثر اہلِ تفسیر کی تائید راغب کو حاصل ہے لیکن اہلِ لغت کی شہادت مؤلف معجم القرآن کو حاصل ہے۔ پ ۳/۱۲، ۹/۱۸

مَاْكُوْلٍ: اسم مفعول واحد مذکر، اَکْلٌ مصدر کھایا ہوا عَصْفٌ گیہوں کا پتہ (مجاہد) یا چھلکا (حضرت ابن عباس) یا بھوسہ (قتادہ) یا دانہ (عکرمہ) جب کھا لیا جاتا ہے اور اس کا گوبر بن جاتا ہے اور گوبر بنکر باہر آتا ہے اور خشک ہو جاتا ہے تو اس میں لیس نہیں ہوتا اجزاء منتشر ہو کر پراگندہ ہو جاتے ہیں اسی طرح انسانی اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جب منتشر ہو گئے تو ریزہ ریزہ الگ ہو گیا (اَکْلٌ کی تنقیح کے لئے دیکھو کُلَا، کُلُوْا، اٰکَالُوْنَ) پ ۳۰

اَلْمَالَ: (منصوب) دولت، جاگیر، مکان، دکان اراضی غلہ کپڑا مختلف مویشی سونا چاندی تانبا ہر قسم کے پھل مشینیں وغیرہ غرض تمام

ملوکات جنکی وجہ سے آدمی کو دھنی کہا جاتا ہے مال کہلاتا ہے (معجم) مَیْلٌ جھکاؤ، خم، مَیَلٌ تخلیقی کجی پیدائشی طور پر کسی ایک طرف جسم یا کسی عضو کا ٹیڑھا ہونا فِیْ عُنُقِہٖ مَیَلٌ اس کی گردن میں پیدائشی کجی ہے مَالَ (ضرب) جھک گیا، ٹیڑھا ہو گیا مَیْلٌ مَمَالٌ مَمِیْلٌ تَمْیَالٌ مَیَلَانٌ اور مَیْلُوْلَۃٌ مصدر مَالَ اسکو جھکا دیا ٹیڑھا کر دیا مَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ کَبِدِ السَّمَاءِ نصف النہار سے غربی جانب سورج جھک گیا یا غروب کی جانب مائل ہو گیا مَالَ عَنْہُ اس کی طرف سے پھر گیا مڑ گیا، مَالَ اِلَیْہِ اسکی طرف جھک گیا مَالَ عَلَیْہِ اس پر ظلم کیا، مال کو مال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مال ایک کی طرف سے مڑتا اور دوسرے کی طرف کو جھکتا ہے یا اس لئے کہ مال میں میلان ہے یعنی زوال ہے (راغب) یا اس لئے کہ لوگوں کی خواہشات اور طبائع کا میلان اس کی طرف ہوتا ہے (معجم) مَائِلٌ (اسم فاعل) جھکنے والا، مڑنے والا، ٹیڑھا مَائِلَۃٌ اور مُمِیْلَۃٌ جمع مَائِلَاتٌ لچکدار چال سے چلنے والی عورتیں۔ مَیِلَ مَیَلًا (سمع) پیدائشی طور پر ٹیڑھا ہو گیا، اِمَالَۃٌ جھکانا پ ۲/۶، ۳۰/۱۴۔

اَلْمَالِ: مجرور تفصیل مذکورہ بالا، پ ۲/۱۶

مَالَ: منصوب مضاف، مال پ ۱۵/۴۔

مَالِ: مجرور مضاف، مال۔ ۱۸/۱۰۔

مَالٌ: مرفوع نکرہ، کسی قسم کا مال۔ ۱۹/۹۔

مَالٍ: مجرور نکرہ، کسی طرح کا مال۔ ۱۸/۴، ۱۹/۱۸، ۲۹/۲۔

مَالًا: منصوب نکرہ، کوئی مال، مالِ کثیر۔ ۱۲/۴، ۱۶/۸، ۲۹/۱۵، ۳۰/۱۵، ۲۹۔

مَالُہٗ: مالُ مرفوع مضاف، مضاف الیہ، اس کا مال۔ ۲۹/۱۰، ۳۰/۱۷، ۲۶۔

مَالَہٗ: مال منصوب مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ وہ اپنا مال۔ اس کا مال۔ ۳۰/۴، ۳۰/۱۷، ۲۹۔

مَالِکَ: اسم فاعل مذکر منصوب مضاف اے سارے جہان کے حکمران ہر ذرہ پر قدرت اور قابو رکھنے والے مَلِکٌ (مُلُوکٌ جمع) مَالِکٌ (اَمْلَاکٌ جمع) مَلِیْکٌ (مُلَکَاءُ جمع) سب کا معنی بادشاہ حکمران جسکے ہاتھ میں مستقل امر و نہی کی طاقت ہوتی ہے مِلْکٌ وہ چیز جس پر مکمل تصرف کرنیکا اختیار ہو، مُلْکٌ قابو، طاقت اور وہ چیز جو ملک میں ہو، مُلْکٌ سلطنت ممالک سلطنت، رعایا۔ مَلَکٌ فرشتہ جو اندرونی طور پر بحکم الہٰی نظم کائنات پر قابو رکھتا ہے اور مَلِکٌ بیرونی طور پر حکمران مانا جاتا ہے، مِلَاکٌ قدرت، طاقت، مِلَاکٌ دار و مدار، مِلَاکُ الْجَسَدِ جسم کا دار و مدار یعنی دل مَلَکُوْتٌ بروزن رَحَمُوْتٌ جَبَرُوْتٌ رَہَبُوْتٌ حکومت، سلطنت، اقتدارِ اعلیٰ مَمْلَکَۃٌ مَمْلُکَۃٌ سلطنت، ممالک سلطنت، شاہی دبدبہ، شاہی غلام۔

مَلَکَہٗ مِلْکًا (ضرب) و مَلَکَۃً و مَمْلَکَۃً و مَمْلُکَۃً اس چیز کا مالک ہو گیا۔ مَلَکْنَا السَّمَاءُ بارش نے ہماری پیاس بجھادی تَمْلِیْکٌ (تفعیل) مالک بنادینا، بادشاہ بنادینا بادشاہت کی قابلیت پیدا کردینا خواہ بالفعل بادشاہ نہ بنایا ہو۔ ۳/۱۱ (تاج و راغب و معجم و بیضاوی و روح المعانی)

مَالِکُ: دوزخ کے نگرانِ اعلیٰ کا نام جو بقول صاوی وسطِ دوزخ میں رہتا ہے۔ ۲۵/۱۳۔

مَالِکُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالت رفع مَالِکٌ واحد قابو رکھنے والے ہر قسم کا تصرف کرنے والے۔ ۲۳/۴۔

مَالِئُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مَالِئٌ واحد بھرنے والے مَلْأً۔ مَلْأَۃً۔ مِلْأَۃً مصدر (فتح) مِلْأٌ پری بھراؤ مَلَاءَۃٌ پیٹ بھر جانا اور پیٹ بھر جانے کی تکلیف، مُلَاءَۃٌ زکام۔ مَلِیَ الرَّجُلُ (فتح) اس

آدمی کو زکام ہو گیا۔ مَلَأَ الرَّجُلُ (فتح۔لازم) وہ آدمی بھر گیا یعنی مالدار ہو گیا۔ مَلَأٌ سرداران، عمائدین۔ صاحب الرائے گروہ، غلبہ، خصلت اَمْلَاءٌ جمع، محاورہ ہے اَحْسِنُوْا اَمْلَاءَکُمْ اپنے اخلاق اچھے رکھو مَلِیْئٌ (فعیل) مالدار مِلَاءٌ مُلَآءٌ اور اَمْلِیَاءُ جمع مَلْآنُ بھرا ہوا مُلِیَٔ مَلَاءَۃً (سمع) بھر گیا۔ مَلُؤَ (کرم) مالدار ہو گیا اور زکام میں مبتلا ہو گیا، باب تفعل اور افتعال میں کبھی بھر جانے کا معنی ہو گا (خلاصہ از لسان وقاموس) $\frac{27}{25}$

مَأْمَنَہٗ: مَأْمَنَ منصوب مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ اس کی جائے امن (تک یا میں) یعنی اسکی قوم کی بستی تک مَأْمَنٌ ظرف مکان ہے اَمْنٌ اَمَانَۃٌ اَمَانٌ تینوں مصدر ہیں (سمع) امن امان اور امانت کا اطلاق کبھی اطمینان اور بےخوفی کی حالت پر ہوتا ہے کبھی اس چیز پر اطلاق ہوتا ہے جو کسی کی تفویض میں بطور امانت دی جاتی ہے مثلاً مال، راز وغیرہ اِیْمَانٌ (افعال) متعدی بھی ہے اور لازم بھی، اول کا معنی ہے امن دینا۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ مومن ہے، امن دینے والا، دوسرے کا معنی ہے صاحب امن ہونا، بےخوف ہو جانا۔ مطمئن ہونا مَا اٰمَنُ اَنْ اَجِدَ صَحَابَۃً مجھے اطمینان نہیں مجھے وثوق نہیں کہ میں ساتھیوں کو پالوں گا (مزید دیکھو اَمِنَ اٰمَنْتُمْ اٰمِنُوْا اٰمَنُوْا وغیرہ باب الالف)

مَأْمُوْنٍ: اسم مفعول واحد مذکر (سمع) غَیْرُ مَأْمُوْنٍ یعنی ایسا عذاب جس کا اندیشہ برابر لگا رہنا چاہیے اسکی طرف سے نڈر ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے ناقابل بےخوفی خطرناک۔ $\frac{29}{7}$

مَانِعَتُہُمْ: مَانِعَۃٌ اسم فاعل واحد مؤنث مضاف، ہُمْ ضمیر مضاف الیہ، قائم مقام مفعول، ان کو بچانے والے، حفاظت کرنے والے محفوظ رکھنے والے۔ خاندان نضیر یہودیوں کی ہارونی نسل کا ایک خاندان تھا، مدینہ میں رہتا تھا، اطراف مدینہ میں پہاڑیوں پر اس خاندان کے چھوٹے چھوٹے قلعے اور گڑھیاں تھیں، رسول اللہ صلعم جب مدینہ میں تشریف لائے تو بنی نضیر نے حضور سے معاہدہ کر لیا کہ ہم آپ سے نہیں لڑیں گے نہ آپ کے مخالفین سے کوئی سروکار رکھینگے نہ آپ کی مدد کرینگے بالکل غیر

ہا نبدار رہیں گے۔ بدر کی فتح کے بعد انہوں نے عہد شکنی کی، کعب بن اشرف مشہور یہودی مالدار سردار بنفسہ مکہ کو گیا، چالیس یہودی اس کے ساتھ گئے، سب نے قریش کو ابھارا، مدد کرنے کا وعدہ کیا اور لوٹ کر چلے آئے۔ احد کی جنگ بنی نضیر کی عہد شکنی کا ہی نتیجہ تھا۔ جنگِ احد کے بعد حضور والا نے بنی نضیر کی گڑھیوں کا محاصرہ کر لیا ان کو اپنی قلعہ بندیوں پر غرور تھا لیکن طولِ محاصرہ کی تاب نہ لا سکے اور منقولہ سامان ہمراہ لے جانے کی شرط پر اہل و عیال اور مال و منال کو ساتھ لے کر اریحا اور اذرعات (علاقہ شام) کی طرف چل کھڑے ہوئے غیر منقولہ جائیداد پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا (مدارک و خازن)

مَنْعٌ: نہ دینا روک رکھنا۔ روک دینا۔ حفاظت کرنا۔ حفاظت رکھنا (بابِ فتح) مَانِعٌ مَنَّاعٌ مَنُوْعٌ روکنے والا۔ مَنِيْعٌ مضبوط، محفوظ محاورہ ہے هُوَ فِيْ عِزٍّ مَنِيْعٍ مَنُعَ مَنَاعَةً (کرم) عزت والا ہو گیا مضبوط ہو گیا۔ تَمَنَّعَ عَنْهُ (بابِ تفعل) اس سے باز رہا، رُک گیا۔ تَمَنَّعَ عَلَيْهِ اس پر غالب ہو گیا۔ بابِ تفعل اور افتعال دونوں کا معنی کسی کام سے باز رہنا اور مضبوط ہو جانا لیکن اس کے بعد عَنْ آنا ضروری ہے۔ ۲۸/۴ ۔

اَلْمَأْوٰى: مصدر اور اسم ظرف۔ قیام کرنا، رہنا، سکونت پذیر ہونا، مقامِ سکونت، ٹھکانا، اَوٰى يَأْوِىْ ماضی و مضارع (ضرب) اُوِيٌّ بھی مصدر ہے، اگر صلہ میں اِلٰى ہو تو پناہ پکڑنے ٹھکانا بنانے اور فروکش ہونے کا معنی ہوگا لیکن اگر اس کے بعد لام آئے تو مہربانی اور رحم کرنے کا معنی ہوگا، اَوٰى لَهٗ اس پر مہربانی کی، رحم کیا (راغب) بابِ افعال یعنی اٰوٰى يُؤْوِىْ ايواءً متعدی ہے کسی کو جگہ دینا، ٹھکانا دینا۔ رہنے کا مقام دینا۔ اَلْمَأْوٰى معرف باللام قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ مصدری معنے ہے۔ ۲۱/۵ ۲۷/۵ ۳۰/۴ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو اوی۔ اٰوی وغیرہ)

مَأْوٰكُمْ: مأوى اسم ظرف مضاف کُمْ ضمیر خطاب جمع مضاف الیہ۔ تمہارا ٹھکانا۔ قیام کا مقام، قرآن مجید میں جس جگہ مأوى بصورتِ اضافت استعمال کیا ہے

ظرفی معنی میں استعمال کیا ہے اور جہاں بغیر اضافت کے مستعمل ہے وہاں مصدری معنی مراد ہے۔ پ۲/۱۵ پ۲۵/۲۰ پ۲۷/۱۸۔

مَاوٰہُ: مَاوٰی مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ اس کی جگہ اس کا ٹھکانا۔ پ۸/۱۶ پ۱۴ پ۹/۱۶۔

مَاوٰھُمْ: مَاوٰی مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کا ٹھکانا۔ پ۴/۱۱،۷ پ۵/۱۵،۱۶،۱۱ پ۱۱/۶،۱ پ۱۳/۸ پ۱۵/۱۱ پ۱۸/۱۱ پ۲۱/۱۸ پ۱۸/۲۰۔

اَلْمَاھِدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع۔ اَلْمَاھِدُ مفرد، بچھانے والے، تیار کرنیوالے درست کرنے والے۔ مَھْدٌ مصدر (فتح) مَھْدٌ اسم، گہوارہ مُھُوْدٌ جمع مِھَادٌ اور مُھْدَۃٌ نیچی یا نیچی زمین بشرطیکہ نرم اور ہموار ہو ھُوَ مِھْدَۃٌ اور اَمْھَادٌ جمع، مِھَادٌ گہوارہ، زمین، بستر فرش۔ تَمْھِیْدٌ (تفعیل) بچھانا، کام کو درست کرنا۔ عذر پیش کرنا۔ عذر قبول کرنا۔ مَاءٌ مُمْتَھَدٌ وہ پانی جو نہ گرم ہو نہ سرد۔ (المفردات و قاموس) پ۲۷/۲

مَائِدَۃٌ: اسم فاعل واحد مؤنث بمعنے اسم مفعول (او بار بصرہ وابوعبیدہ) کھانا جو خوان پر چنا ہوا ہو۔ وہ خوان جس پر کھانا چنا ہوا ہو اگر کھانا چنا ہوا نہ ہو خوان خالی ہو تو اس کو خِوَانٌ کہتے ہیں، مَائِدَۃٌ نہیں کہتے (معالم، راغب و تاج) مَیْدَۃٌ بھی اسی کا ہم معنی ہے (قاموس) مَیْدٌ اور مَیَدَانٌ مصدر رکھانا دینا، متلی ہونا، سر چکرانا۔ ارتعاشی حرکت کی طرح ہلنا۔ ایک طرف کو جھک پڑنا۔ مَادَ یَمِیْدُ ماضی و مضارع (ضرب)

مَیْدَا مقابل، ھٰذَا مَیْدَاءُہٗ و بِمَیْدَاءِہٖ یہ اس کے مقابل ہے۔ مَیْدَاء کا بھی یہی معنی ہے (راغب و قاموس)

کیا مائدہ نازل کیا گیا؟ سوا مجاہد، حسن بصری کے تمام صحابہ اور تابعین کا اجماعی قول ہے کہ مائدہ نازل ہوا لیکن بنی اسرائیل کی سرکشی کی پاداش میں آنا بند ہو گیا اور عذاب مسخ میں بھی نافرمان مبتلا ہوئے، عدول حکم کرنیوالوں کی صورتیں بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئیں۔ مائدہ پر کھانا کیا تھا؟ حضرتِ ابنِ عباس، کعب الاحبار، قتادہ، عطیہ، کلبی، وہب بن منبہ، عطاء بن ابی رباح اور دوسرے تابعین کے اقوال اس سلسلہ میں مختلف ہیں، کوئی قطعی قول نہیں۔ صاحبِ

معالم (محی السنۃ بغوی) صاحب روح المعانی (سید محمود آلوسی بغدادی) ابن کثیر، ابن جریر وغیرہم نے جدا جدا مسلسل روایات نقل کی ہیں جنکو اس جگہ نقل کرنا تطویل لاطائل ہے۔

ایک عجیب ترین بات یہ ہے کہ بقول امام راغب (فی المفردات) بعض لوگ قائل ہیں کہ مائدہ سے مراد کسی کھانے کا خوان نہیں بلکہ مائدہ علمی مراد ہے جس پر ضیافت علمی اور روحانی مہمانی کے لئے طرح طرح کی عرفانی غذا حضرت عیسیٰ کے ذریعے سے بنی اسرائیل کو عنایت کی گئی تھی۔ تعجب ہے ایسے اصحاب عرفان پر جن کو نہ قرآنی سیاق کا فہم نہ سباق سے تعلق نہ ان مسلسل بہیم روایات کا پتہ جو اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک بغیر انقطاع و ارسال کے پہنچتی ہیں۔ ۵/ -

مُبَارَكٌ: اسم مفعول واحد مذکر مرفوع مُبَارَكُونَ جمع (باب مُفَاعَلَة) خیر و برکت والا۔ اللہ کی طرف سے خیر کی غیر معمولی ہمیشی ایسے طریقوں سے جو مافوق الحس ہوں اور ظاہری شعور میں نہ آسکتے ہوں، برکت کہلاتی ہے۔ اللہ کی طرف سے جس جگہ خیر و خوبی کا غیر محسوس راستوں سے نزول ہو وہ جگہ بھی مبارک ہے اور جس آدمی میں ہو وہ بھی مبارک ہے اور جس کتاب میں ہو وہ بھی برکت والی ہے اور جس چیز میں ہو وہ بھی بابرکت ہے۔ اللہ کے بابرکت ہونے کا معنی صرف عطاء خیر ہے یعنی اللہ بڑی خیر والا ہے اتنا کہ سارے جہان کو محسوس غیر محسوس ظاہر باطن مادی روحانی علمی عملی ہر قسم کی خیر عطا فرماتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے برکات، منقول از راغب) ۷/۱۷، ۶/۱۷، ۱۷/۱۴، ۲۳/۱۲ -

مُبَارَكًا: اسم مفعول واحد مذکر منصوب بڑا بابرکت، بڑی خیر والا۔ (باب مُفَاعَلَة) ۳/۱، ۱۶/۵، ۱۸/۲، ۲۶/۱۵ -

مُبَارَكَةً: اسم مفعول واحد مؤنث منصوب نکرہ، خیر و برکت والا ۱۸/۱۱ -

مُبَارَكَةٍ: اسم مفعول واحد مؤنث مجرور نکرہ خیر و برکت والا۔ ۱۸/۱۱، ۲۵/۱۴ -

اَلْمُبَارَكَةِ: اسم مفعول واحد مؤنث مجرور معرفہ، خیر و برکت والا۔

مُبْتَلِيكُمْ: مُبْتَلِي، اسم فاعل واحد مذکر

مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ

اِبْتِلَاءٌ مصدر (افتعال) تمہاری آزمائش کرنیوالا

تم کو جانچنے والا۔ تم میں سے فرمانبرداروں کو

نافرمانوں سے چھانٹ کر الگ کر دینے والا

ابتلاء اور امتحان کی غرض دو میں سے ایک اور

کبھی دونوں ہوتی ہیں۔

۱۔ نامعلوم حالت کو جان لینا۔

۲۔ کھرے کھوٹے، اچھے اور بُرے

کا الگ الگ ہو جانا یا الگ الگ کر دینا۔ اللہ

بہرحال ناواقف نہیں، عالم الغیب ہے، قبل

از وقوع ہر شے کو جانتا ہے اس لئے ابتلاء الٰہی

کی غرض پہلی نہیں ہمیشہ دوسری ہی ہوتی ہے۔

(راغب بیضاوی ومدارک)

اِبْتِلَاءٌ کا مادہ بَلْیٌ ہے، باب سَمِعَ سے

اس مادہ کا معنی ہے پرانا ہو جانا، فرسودہ، کہنہ

اور بوسیدہ ہو جانا۔ بَلِیَ الثَّوْبُ بِلًی وبَلَاءً کپڑا

فرسودہ اور کہنہ ہو گیا۔ باب نَصَرَ سے یہ مادہ

آزمائش کرنے اور جانچنے کے معنی میں مستعمل ہے

اور متعدی ہے، بَلَوْتُہٗ میں نے اسکی جانچ کی،

فرسودہ کرنے کے معنی میں بھی آیا ہے بَلَاہُ السَّفَرُ و

سفر نے اس کا حال پتلا کر دیا۔ غم کو بلاء کہنے کی

وجہ بھی یہی ہے کہ غم و رنج سے جسم کی حالت

ابتر ہو جاتی ہے۔ پریشانی اور فرسودہ حالی غم کا

لازمی نتیجہ ہے۔

تکالیف شرعیہ کو بلاء کہنا بھی ظاہر ہے کہ ہر

شرعی حکم نفس پر شاق گزرتا ہی ہے پھر اللہ کی

طرف سے بطور امتحان ہوتا ہے دکھ دیکر بھی

اور سکھ دیکر بھی، دکھ پر صبر کرنیوالے اور سکھ میں

شکر کرنے والے چھانٹے جاتے ہیں، نافرمانوں

سے ان کو الگ کر لیا جاتا ہے۔

(مزید تشریح کے لئے دیکھو بَلَاءٌ منقول از

راغب) $\frac{۲}{۱۷}$۔

مُبْتَلِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالت نصب

اِبْتِلَاءٌ مصدر، جانچنے والے، کھرے کو کھوٹے

سے الگ کر دینے والے۔ $\frac{۱۵}{۲}$۔

اَلْمَبْثُوْثُ: اسم مفعول واحد مذکر، منتشر

پراگندہ، پھیلے ہوئے۔ بَثٌّ مصدر (نصر و

ضرب) (دیکھو بَثٌّ) $\frac{۳۰}{۲۶}$

مَبْثُوْثَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، پھیلے

ہوئے بچھے ہوئے (بیضاوی) فراء نے کہا

پھیلے ہونے سے اشارہ ہے، کثرت کی جانب

یعنی بکثرت فرش، بیضاوی کے قول کی عام

اہلِ تفسیر نے تائید کی ہے۔

(۷) مُبَدِّلَ : اسم فاعل واحد مذکر، تَبدِیلٌ
مصدر (تفعیل) تَبَدُّلٌ، تَبدِیلٌ، اِبدَالٌ
اِستِبدَالٌ سب کا معنی ہے، تغیر حالت، خواہ
اس طرح ہو کہ اصل چیز باقی رہے، صرف حالت
بدل جائے یا اصل چیز ہی بدل جائے وہ چیز جاتی
رہے اور اس کی جگہ دوسری چیز آجائے فَبَدَّلَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ
(ظالموں نے اصل بات بدل کر اس کی جگہ دوسری
بات لے لی)

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
ان کو خوف کے عوض اللہ ضرور امن عطا
فرمائے گا۔

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ
حَسَنَاتٍ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے
بدل دے گا۔

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
اگر تم نہ مانو گے تو تمہاری جگہ اللہ دوسری
قوم کو لے آئے گا۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ
جس روز کہ زمین کی موجودہ حالت بدل کر دوسری
حالت پیدا کر دی جائے گی (راغب)

وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ جو
شخص ایمان چھوڑ کر کفر کو اختیار کرے۔

اَبدَال صالحین کی وہ جماعت جو صفاتِ
مذمومہ کی جگہ صفاتِ حسنہ کو اختیار کرتی ہے، سیئات
کو حسنات سے بدل لیتی ہے ان میں سے جو شخص مر جاتا
ہے اللہ اسکی جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیتا
ہے (راغب)

بَدَلٌ، بِدلٌ، بَدِيلٌ تینوں ہم معنی ہیں
بَدَلٌ اور بِدلٌ کی جمع اَبدَالٌ ہے بِدلٌ
شریف آدمی کو بھی کہتے ہیں بَدَّالٌ پرچون بیچنے
والا۔

اَبدَلَہٗ (افعال) اس کا عوض لے آیا،
اَبدَلَ بِہٖ اس کو اس کے عوض میں لے لیا۔
بَادَلَہٗ مُبَادَلَۃً (مفاعلہ) ایک چیز دے کر
دوسری چیز معاوضہ میں لے لی۔ بَدَّلَ شَیْئًا
مِن شَیْءٍ ایک چیز کے عوض دوسری چیز لے آیا۔
لیکن اگر صرف بَدَّلَ شَیْئًا کہا جائیگا تو بگاڑ دینے
اور حالت بدل دینے کا معنی ہوگا۔ ایک حدیث
میں آیا ہے مَن بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ جو شخص
اپنا دین بدل دے (اصل مذہب کی حالت

بگاڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرلے) اس کو مار ڈالو۔

تَبَدَّلَ شَیْئًا بِشَیْئٍ ایک چیز کے عوض دوسری چیز لے لی۔ ۱۵ ش ۱۷

مُبْدِیْہِ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، قائم مقام مفعول، اِبْدَاءٌ مصدر (افعال) اس کو ظاہر کرنے والا اَبْدَیْتُہٗ میں نے اسکو ظاہر کیا اَبْدَیْتَ فِیْ مَنْطِقِکَ تونے اپنی گفتگو میں جرأت سے کام لیا۔ اصل مادہ (بدو) وادی ہے جس کا معنی ہے ظہور، اسی لئے بَدْوٌ بَدَاوَۃٌ اور بِدَاوَۃٌ بیرون شہر یعنی مضافات کو کہتے ہیں اور مضافات کا رہنے والا بَدَوِیٌّ بَدَاوِیٌّ اور بِدَاوِیٌّ کہلاتا ہے بَادِیَ الرَّأْیِ ظاہر رائے، اول رائے: بَدَوَاتٌ نو بہ نو رائے اَلسُّلْطَانُ ذُوْعَدَوَانٍ وذُوْبَدَوَانٍ (الحدیث) یعنی بادشاہ کی طرف سے زیادتی اور نو بہ نو رائے کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

بَدَالَہٗ فِی الْاَمْرِ (ثلاثی مجرد باب نصر) اس معاملہ میں اس کی یہ رائے ظاہر ہوئی، اس کو یہ مناسب معلوم ہوا۔ بَدْوٌ بَدًی بَدَاءٌ اور بَدَاءَۃٌ مصدر۔

بَدَا الْقَوْمُ لوگ دیہات میں جا کر مقیم ہو گئے مَنْ بَدَا جَفَا جو دیہات میں رہتا ہے اس کے مزاج میں درشتی پیدا ہو جاتی ہے۔

آیت مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اے نبی! آپ اس چیز کو لوگوں سے چھپا رہے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنیوالا ہے، وہ چیز کیا تھی جس کو رسول اللہ صلعم لوگوں سے چھپا رہے تھے؟

بڑے بڑے ائمہ تفسیر کی صراحتیں اس سلسلہ میں حیرت آفریں ہیں۔ امیمہ بنت عبدالمطلب (رسول اللہ کی پھوپھی) کا نکاح جحش سے ہوا۔ عبداللہ اور زینب بہن بھائی پیدا ہوئے۔ زینب انتہائی حسین تھیں، حضور والا نے عبداللہ کے پاس زینب سے نکاح کا پیام بھجوایا لیکن کس کے ساتھ نکاح کیا جائے؟ اس کو مبہم رکھا۔ عبداللہ نے خیال کیا کہ حضور والا نے اپنے لئے پیام دیا ہے اس لئے قبول کر لیا۔ زینب بھی راضی ہو گئیں لیکن واقع میں زید بن حارثہ کے لئے حضور نے پیام دیا تھا جو سرکار کے متبنی تھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے خرید کر حضور کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ نے آزاد کر کے ان کو بیٹا بنا لیا تھا، زید ایک تو

تھے کالے سو نے دوسرے آزاد کردہ غلام، حضرت زینب کو حضور کی مرضی معلوم ہوئی تو کہنے لگیں یا رسول اللہ میں تو آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں یعنی شریف النسب قریشی ہوں، ہاشمی ہوں، زید میرے جوڑ کا کہاں ہے؟ عبداللہ کو بھی یہ پیام ناگوار گزرا مگر رسول اللہ کی مرضی کے سامنے دونوں نے سر جھکا دیا، زید سے زینب کا نکاح ہو گیا۔ زینب کے مزاج میں تندی اور تیزی تھی، شرافتِ نسب پر ناز تھا، حسین عورت ویسے بھی تنک مزاج ہوتی ہے، زید زینب کو نہیں بھائے، زوجین میں چپقلش رنجش اور کش مکش ہونے لگی، زید تنگ آگئے، انہوں نے خدمتِ گرامی میں حاضر ہو کر طلاق دینے کی خواہش کا اظہار کیا، حضور نے خیال فرمایا زینب اور اس کے بھائی کی بڑی دل شکنی ہوگی، لوگ کہیں گے زینب غلام کے بھی قابل نہیں ہے، غلام نے بھی طلاق دیدی۔ عبداللہ تو پہلے ہی سے اس رشتہ کے خلاف تھے، زینب بھی نہیں چاہتی تھی، میرے حکم سے دونوں مجبور ہو گئے اب اگر زید نے طلاق دیدی تو کیا ہوگا، عبداللہ اور زینب مجھے کیا کہیں گے، خیال کریں گے میں نے زینب کی توہین کروائی اور اس کی زندگی برباد کی، پھر یہ بھی سوچا کہ اچھا زید کی طلاق کے بعد زینب کی اشک شوئی تو یوں بھی ہو سکتی ہے کہ میں نکاح کر لوں، زینب اس بات سے خوش ہو جائیگی، پچھلے زخم کا اندمال ہو جائیگا، عبداللہ بھی اپنی عزت محسوس کریگا لیکن لوگ کیا کہینگے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے، زید میرا بیٹا نہیں لیکن عام لوگ تو منہ بولے بیٹے کو بھی حقیقی بیٹا ہی قرار دیتے ہیں اس لئے معیوب سمجھیں گے بدنام کرینگے واقع میں یہ فعل برا نہیں، زینب کی اشک شوئی اور اس کی خاندانی عزت افزائی مجھے ضرور کرنی ہے، لیکن لوگوں کی زبان بندی کیسے ہوگی، یہ سوچ کر حضور نے زید کو صحیح مشورہ دیا کہ تم طلاق نہ دو، اللہ سے ڈرو۔ لیکن پانی زید کے سر سے اونچا ہو چکا تھا وہ طلاق دے ہی بیٹھے، اور عدت گزرنے کے بعد حضور والا نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا اور ان کی عزت افزائی کے لئے ایسا شاندار ولیمہ کیا کہ کسی بیوی کے نکاح کا نہیں کیا تھا یعنی بکری کا گوشت اور روٹی لوگوں کو کھلائی۔

واقعہ صرف یہ تھا اور اس ہیچمدان فقیر کی
نظر میں اس توضیح سے دامنِ نبوت ہر داغ
دھبے سے محفوظ رہتا ہے لیکن کیا کیا جائے
مقاتل اور قتادہ جیسے جلیل القدر تابعی اور
طبری جیسے عالی مرتبت مفسر نے بھی نہ سوچا کہ
بیہودہ کہانیوں کے بیان سے نبوت کی معصوم
چمکدار پیشانی داغدار ہو جائیگی، قتادہ نے کہا حضور
دل سے خواہاں تھے کہ زید زینب کو طلاق دیدیں
تاکہ آپ خود نکاح کر سکیں۔ مقاتل کا قول ہے
زینب گوری چٹی حسین عورت تھیں، حضور نے
ایک روز دیکھ لیا اور فتنۂ خوابیدہ کو دیکھ،
دل پر چڑھ گئیں۔ حاکم نے مستدرک میں واقدی
کے طریق سے بھی ایسی ہی ایک مرسل روایت
نقل کی ہے۔

قشیری اور قاضی عیاض نے ایسی روایات
کی سخت تنکیر کی ہے لیکن ابن جریر طبری ایسے
علامہ مفسر پر تعجب ہے کہ انہوں نے قتادہ
کے قول کو مستحسن قرار دیا ہے۔

حضرت علی بن الامام الحسین نے حتّی
الامکان شستہ مطلب بیان کیا ہے جو مذکورہ
اتہامات سے پاک ہے، فرماتے ہیں:۔

اللہ نے اپنے پیغمبر کو اطلاع دیدی کہ
زینب تمہاری بیوی ہو گی حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس وحی کا کسی سے تذکرہ نہیں
کیا اور دل میں چھپائے رکھا یہاں تک کہ
جب زید نے طلاق کا ارادہ ظاہر کیا، اسوقت
بھی حضور نے ان کو طلاق نہ دینے کا مشورہ دیا
مگر دل میں سمجھ ہی رکھا تھا کہ وحیِ الٰہی غلط نہیں
ہو سکتی، زید طلاق ضرور دیگا۔ قرطبی نے اپنی فقہی تفسیر میں
لکھا ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک آیتِ مذکورہ
کی توضیح کے لئے حضرت علی بن الحسین کا قول
سب سے افضل ہے۔

قاضی عیاض، زہری، ابوبکر بن العلاء اور
قاضی ابوبکر بن العربی نے اسی کو پسند کیا ہے،
الفیہ عراقی کی شرح میں علامہ عبد الرؤف مناوی
نے اسکی پوری تفصیل کی ہے۔ ۲۲/۲ ۔

اَلْمُبَذِّرِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالت
نصب اَلْمُبَذِّرُ مفرد مال کو فضول برباد کرنیوالے
بیکار بکھیرنے والے، بَذْرٌ بیج جو کھیت میں بویا جاتا
ہے، نسل۔ بُذُوْرٌ اور بِذَارٌ جمع،
بَذَرٌ پراگندہ، بکھرا ہوا رَجُلٌ بَذِرٌ
رَجُلٌ بَیْذَارٌ۔ رَجُلٌ بَیْذَرَانِیٌّ زیادہ

بکواس کرنیوالا اور افشائے راز کرنے والا آدمی
تِبْذَارٌ کا بھی یہی معنی ہے رَجُلٌ تِبْذَارَةٌ
فضول برباد کرنے والا آدمی۔ رَجُلٌ بُذُرٌ
اور بَذِيرٌ افشاء راز کرنے والا اور سخن چینی
کرنیوالا طَعَامٌ بَذِرٌ با برکت کھانا بَذَرَ
الْأَرْضَ اور بَذَرَتِ الْأَرْضُ (متعدی اور
لازم) زمین میں بیج بو دیا۔ زمین میں بیج بکھر
گیا۔ بَذَرَ السِّرَّ راز پھیلا دیا۔ بَذَرَ الْمَالَ
مال فضول صرف کر ڈالا گویا بکھیر دیا۔ (نص)
بَذُرَ بَذَارَةً (کرم) افشاء راز کرنیوالا ہو گیا۔
بَذَّرَ الْأَرْضَ (تفعیل) زمین میں بیج بکھیر دیا۔
بَذَّرَ الْمَالَ فضول مال برباد کر دیا بَذَّرَ السِّرَّ
راز کو افشاء کر دیا۔

یاد رکھو کہ ثلاثی مجرد باب نصر اور
ثلاثی مزید باب تفعیل کا معنی ایک ہی ہے لیکن
مجرد کو مزید میں لیجا کر معنی میں کثرت پیدا کرنی
مقصود ہوتی ہے گویا بَذَرَ فضول خرچ کر دیا
اور بَذَّرَ بہت زیادہ فضول خرچ کیا۔ ۱۵/۱۳

مُبْرِمُونَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع،
مُبْرِمٌ مفرد، إِبْرَامٌ مصدر (باب افعال)
تدبیر کو پختہ کر لینے والے (کافروں کی بربادی کے
لئے) محکم تدبیر کرنے والے إِبْرَامُ الْأَمْرِ کسی
کام کو پکا اور مضبوط کر دینا۔ إِبْرَامُ الْفَتْلِ
رسی کو دوہرا بٹنا (بھانا) ایک طرف سے بٹی
ہوئی رسی کے بل کمزور ہوتے ہیں جب دوسری
جانب سے الٹ کر دوہری بٹی جاتی ہے تو بل
مضبوط ہو جاتے ہیں ایسی رسی کو مبرم کہتے ہیں اور
چونکہ الٹ کر رسی پر بل چڑھانا اول مرتبہ بٹنے
کے مقابلہ میں دشوار بھی ہوتا ہے اس لئے مبرم
دشوار کو بھی کہتے ہیں، مبرم اس کپڑے کو بھی کہتے
ہیں جو دوہرے تاگے سے بنا ہوا ہو، دو سوتی
بَرِمَ بِهِ (سمع) کسی بات سے عاجز ہو گیا۔
غم سے بیقرار ہو گیا بَرِمَ بِحُجَّتِهِ دلیل پیش کرنی
چاہی مگر کچھ کر نہ سکا، سب کچھ بھول گیا۔

بَرَمَ الْأَمْرَ (نصر) کام کو محکم اور پختہ کر لیا۔
یعنی کسی کام کا قطعی فیصلہ کر لیا۔

بَرِمَ (سمع) کو باب افعال میں لیجا کر أَبْرَمَ
کا معنی ہو گیا عاجز کر دیا اور بَرَمَ (نصر) کو أَبْرَمَ
بنا کر زیادہ مضبوط کرنے اور کسی کام کو بہت ہی پختہ
بنا دینے کا معنی ہو جائے گا۔ ۲۵/۱۳

مُبَرَّءُونَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع مُبَرَّأٌ
واحد تَبْرِئَةٌ مصدر (باب تفعیل) بری کئے ہوئے

بری قرار دیتے ہوئے (اللہ کی طرف سے) پاک بنائے ہوئے، بَرْءٌ اور بَرَاءٌ کا اصل مفہوم ہے کسی بری بات اور امرِ مکروہ سے چھٹکارا۔ اسی لئے باب سَمِعَ سے بَرَاءٌ، بَرَاءَةٌ اور بُرُوْءٌ کا معنی ہے عیب اور قرض وغیرہ سے پاک ہونا، بیزار ہونا اور باب فَتَحَ نَصَرَ کَرُمَ سَمِعَ سے بُرْءٌ، بَرْءٌ اور بُرُوْءٌ کا معنی ہے بیماری سے اچھا ہو جانا۔

پھر باب افعال میں اَبْرَأَهُ اللّٰهُ کا معنی ہو گیا اللہ نے اس کو تندرست کر دیا اور اَبْرَأَكَ مِنْهُ اس سے مجھے پاک کر دیا اور بیزار کر دیا۔

بابِ تفعیل میں بَرَّأَكَ اللّٰهُ مِنْهُ کا معنی بھی بابِ افعال ہی کی طرح ہے مگر بری قرار دینے کا مفہوم زیادہ ہو گیا لیکن باب تفعّل میں تَبَرَّأَ مِنْهُ کا معنی صرف بیزار ہونا ہے (مزید تشریح دیکھو اُبَرِّئُ، بَرَاءٌ، بُرَآءُ وغیرہ باب الباء فصل الراء) $\frac{18}{9}$

مَبْسُوْطَتَانِ: اسم مفعول تثنیہ مؤنث مَبْسُوْطَةٌ مفرد (اس کے ہاتھ) کھلے ہوئے ہیں، پھیلے ہوئے ہیں، دراز کئے ہوئے ہیں، فراخ ہیں یعنی وہ بڑا کریم ہے بخشتا ہے (باب نَصَرَ) بَسِيْطُ الْيَدَيْنِ سخی۔ بَسِيْطُ الْجِسْمِ خوب تن توش کا طاقتور آدمی بَسِيْطُ الْوَجْهِ شگفتہ رو۔ بَسَطَهُ اسکو بچھایا، پھیلایا۔ خوش کیا يَبْسُطُنِيْ مَا يَبْسُطُهَا (الحدیث) جو چیز فاطمہ کو خوش کرتی ہے وہی مجھے خوش کرتی ہے بَسَطَهُ عَلٰى فُلَانٍ اس کو فلاں شخص پر فضیلت دی، بَسَطَ مِنْ فُلَانٍ فلاں شخص سے ہنسی کی، بَسَطَ الْعُذْرَ معذرت قبول کی۔

(البسط کے چاروں معنی کے لئے دیکھو لفظ باسط۔ منقول از راغب) $\frac{6}{12}$

مُبَشِّرًا: اسم فاعل واحد مذکر، تَبْشِيْرٌ، مصدر۔ بابِ تفعیل۔ خوشخبری دینے والا اہل ایمان کو سعادتِ اخروی اور جنت دوامی کی بشارت دینے والا۔ $\frac{15}{12}$ $\frac{19}{3}$ $\frac{22}{3}$

$\frac{26}{9}$ اہل ایمان کو نبی آخر الزماں کی خوشخبری دینے والا۔ $\frac{25}{9}$

(مزید تشریح کے لئے دیکھو باب الفاء فصل الشین مع الراء)

مُبَشِّرَاتٍ: اسم فاعل جمع مؤنث تَبْشِيْرٌ

مصدر باب تفعیل، خوشخبری دینے والیاں،
بارش کی خوشخبری دینے والی ٹھنڈی ہوائیں
جو بارش ہونے سے کچھ پہلے چلتی اور پیام رحمت
لاتی ہیں۔ پ۲۱/۸

حدیث مبارک میں مومن کے سچے اچھے
خوابوں کو بھی مُبَشِّرَات فرمایا ہے اور جزو نبوت
قرار دیا ہے۔ آیت مذکورہ میں بارش سے پہلے
چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں مراد ہیں۔

مُبَشِّرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ نصب
مُبَشِّرٌ واحد، اہلِ ایمان واطاعت کو جنت
کی خوشخبری دینے والے، نجات دوامی اور ثواب
ابدی کی بشارت دینے والے۔ پ۲/۱۰
پ۶/۳ پ۱۱/۷ پ۱۵/۲۔

مُبْصِرًا: اسم فاعل واحد مذکر حالتِ نصب
اِبْصَارٌ مصدر (باب افعال) اِبْصَارٌ متعدی
بیک مفعول بھی ہے جیسے اَبْصَرَہٗ اسکو دیکھا
جانا سمجھا اور متعدی بدو مفعول بھی جیسے اَبْصَرَہٗ
اِیَّاہُ اس نے اس کو وہ چیز دکھادی، اسی
اختلاف کی وجہ سے مُبْصِرًا دیکھنے والے کو
بھی کہتے ہیں اور دکھانے والے کو بھی جو خود واضح
اور روشن ہو وہ بھی مُبْصِر ہے جو دوسروں
کو واضح اور روشن کردے وہ بھی مبصر ہے
دن خود بھی روشن ہے اور دوسری چیزوں کو
روشن بنانے والا بھی ہے (بصر، بصیرت اور
ان کے مشتقات کی تنقیح کے لئے باب الباء
فصل الصاد پڑھو) پ۱۱/۱۲ پ۲۰/۳ پ۲۴/۱۲۔

مُبْصِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ
رفع، اِبْصَارٌ مصدر، باب افعال دیکھنے والے
مراد دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے چشم بصیرت سے
دیکھکر شیطانی وسوسہ کو سمجھ لینے والے۔ پ۹/۱۴۔

مُبْصِرَۃً: اسم فاعل واحد مؤنث حالتِ
نصب، واضح روشن، واضح کرنیوالی دکھانے والی،
پ۱۵/۲ خود روشن اور دوسری چیزوں کو روشن کرنیوالی
پ۱۵/۶ واضح کھلی ہوئی۔ پ۱۹/۱۶ دکھانیوالی، دوسری
چیزوں کو واضح اور روشن کرنیوالی۔

اَلْمُبْطِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ رفع
اہلِ باطل، حق کو ناحق قرار دینے والے۔ اِبْطَالٌ مصدر
باب افعال ابطال کا معنی ہے جھوٹ کہنا بشرطیکہ
مفعول مذکور نہ ہو حق کو ناحق یا ناحق کو حق یا ناحق کو ناحق
قرار دینا بھی ابطال کہلاتا ہے۔ اَلْمُبْطِلُوْنَ چار آیات
مندرجہ ذیل میں اول اور دوم معنی میں مستعمل ہے تیسرا
معنی آیت یُبْطِلُ الْبَاطِلَ میں مراد ہے باطل

یعنی ناحق اور جھوٹ تو باطل ہوتا ہی ہے اسکے ابطال کا معنی ہے باطل قرار دینا (مزید تفصیل کے لئے دیکھو باطِلٌ اور تُبْطِلُوا اور بَطَلَ)

باب نَصَرَ سے مصدر بُطْلٌ، بُطْلَانٌ اور بُطُوْلٌ آتا ہے جس کا معنی ہے ناچیز ہونا ضائع ہونا) بیکار ہونا اور باب کَرُمَ سے مصدر بَطَالَۃٌ اور بُطُوْلَۃٌ آتا ہے جس کا معنی ہے دلیری بہادری دلیر ہونا بہادر ہونا۔ اگر بَطَلَ کے بعد فِیْ آئے تو مذاق کرنے اور غیر سنجیدہ بات کرنے کا معنی ہوتا ہے بَطَلَ فِیْ حَدِیْثِہٖ اس نے مذاق کیا، غیر سنجیدہ بات کی، ۹/۱۲ ۲۱/۱ ۲۴/۱۳ ۲۵/۲۔

مُبْطِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ غلط گو، جھوٹے اہلِ باطل۔ ۲۱/۹

مُبْعَدُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ اِبْعَادٌ مصدر۔ دور رکھے گئے۔ دور کئے ہوئے یعنی دوزخ سے ان کو دور رکھا جائیگا، مادہ بُعْد سے باب مفاعلہ لازم بھی ہے اور متعدی بھی دور ہونا اور دور کرنا۔ باب افعال عموماً متعدی ہے دور کرنا دور رکھنا، کبھی دور جانے کا معنی بھی ہوتا ہے اس وقت مفعول مذکور نہیں ہوتا اور فعل لازم ہوتا ہے، باب تفعیل متعدی ہی ہوتا ہے اور باب استفعال میں طلب کے معنی کے علاوہ دو معنی اور بھی ہوتے ہیں کسی کو دور جاننا اور دور ہونا (مفہوم بُعد کی تشریح کے لئے دیکھو بُعْد باب الباء مع العین) ۱۷/۷۔

مَبْعُوْثُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ بمعنی مستقبل، قبروں سے اٹھائے جانیوالے ہو، اٹھا کر کھڑے کئے جانیوالے ہو دوبارہ زندہ کئے جانیوالے ہو یعنی تمکو دوبارہ زندہ کیا جائیگا مرنے کے بعد سب کو جیتا جاگتا کھڑا کیا جائیگا (دیکھو بُعِثَ باب الباء مع العین) ۱۲/۱ ۱۴/۵ ۱۵/۱۱ ۱۸/۵ ۲۳/۵ ۲۷/۱۵ ۳۰/۸۔

مَبْعُوْثِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور، اٹھائے جانیوالے، دوبارہ زندہ کئے جانے والے۔ ۷/۹ ۱۸/۳

مُبْلِسُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُبْلِسٌ واحد، مایوس، غمگین، پشیمان، متحیر، خاموش جن کو کوئی بات بن پڑنی ممکن نہیں اس کا مادہ بلس ہے پرانی سامی لغت میں بلس کا معنی ہے قدموں سے کچل ڈالنا، روندنا۔

عربی میں بَلَسٌ بے خیر آدمی کو اور بَرْسٌ

مایوس پریشان خاموش کو کہتے ہیں بُلُوسٌ طعام
قلیل ماذُقتُ عَلُوسًا وَلَا بُلُوسًا میں نے کچھ
نہیں چکھا۔ ثلاثی مجرد سے افعال مستعمل نہیں،
ثلاثی مزید میں باب افعال اپنے تمام مشتقات
کے ساتھ مستعمل ہے اَبْلَسَ غم کے سبب
سے خاموش ہوگیا۔ اَبْلَسَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ اللہ
کی رحمت سے ناامید ہوگیا۔ پ ۷/۱۱ ۱۸/۴ ۲۵/۱۳ ۔

مُبْلِسِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالتِ نصب
مُبْلِسٌ واحد، ناامید غمگین۔ پ ۲۱/۸

مَبْلَغُهُمْ: مَبْلَغُ مضاف، هُمْ ضمیر مضاف
الیہ، انکی علمی انتہا، ان کے علم کی آخری حد،
انتہائی رسائی رَجُلٌ بَلْغٌ وَ بِلْغٌ وَبَلِیْغٌ و
بَلَاغِیٌّ ایسا فصیح اللسان روان کلام کہنے والا
آدمی جو ہر مقصد تک اپنی بات کو پہنچا سکے
اَمْرُ اللهِ بَلْغٌ اللہ کا حکم نافذ ہے اَحْمَقُ
بَلْغٌ بالکل بیوقوف اَللّٰهُمَّ سَمْعٌ لَا بَلْغٌ
سَمْعًا لَا بَلْغًا اللہ کرے جو بات سنی گئی
ہے وہ واقع نہ ہو (کسائی)

رَجُلٌ بِلْغٌ بَلْغٌ کمینہ خبیث بدزبان
آدمی۔ بُلْغَةٌ روزینہ، روزگذار یَمِیْنٌ بَالِغٌ
پختہ قسم بَلَاغَاتٌ بانوں کے باغ۔

بَلَغَ الْمَكَانَ بُلُوغًا (نصر) اس مقام پر
یا اس کے قریب پہنچ گیا۔ بَلَغَ الْغُلَامُ (نصر)
لڑکا بالغ ہوگیا بَلَغَ مَبْلَغًا حدِ کمال کو پہنچ گیا۔
بُلِغَ الرَّجُلُ وہ آدمی مصیبت میں پڑ گیا۔
بَلُغَ بَلَاغَةً بلیغ ہوگیا (کرم) اِبْلَاغ اور تبلیغ
(افعال تفعیل) پہنچانا تَبَلَّغَتْ بِهِ الْعِلَّةُ
اسکی بیماری سخت ہوگئی حد انتہا پر پہنچ گئی تَبَلَّغَ
بِالشَّیْءِ اس چیز پر اکتفا کی (دیکھو بلاغ) پ ۲۷/۶

یاد رکھو کہ بَلَغَ کا مادہ کسی باب میں مستعمل
ہو پہنچنے کا مفہوم اس کے اندر ضرور ہوتا ہے
صلات محاورات اور ابواب کے اختلاف
سے مرادی معنی میں اختلاف ہو جاتا ہے لیکن
مفہوم مشترک ہر جگہ ملحوظ رہتا ہے۔

مُبَوَّءَ: اسم ظرف مضاف، ٹھیک جگہ۔
ہموار، مقام، درست مسکن بَوَّءَ یُبَوِّءُ ماضی
مضارع تَبْوِئَةٌ مصدر باب تفعیل بَوَاءٌ ہموار
جگہ جو متساوی الاجزاء ہو کچھ اجزاء نیچے کچھ اونچے
نہوں بَوَاءٌ کی ضد نَبْوَةٌ ہے ناہموار جگہ،
تَبَوَّءَ جگہ ٹھیک کرلینا، بیٹھنے کے مقام کو ہموار
کرلینا (دیکھو بَوَّأْنَا اور تَبَوَّءَ) پ ۱۱/۱۵ ۔

اَلْمُبِیْنُ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع،

اِبَانَۃٌ مصدر باب افعال، ظاہر، کھلا ہوا ظاہر کرنے والا۔ کھولنے والا۔ مادہ بَیْنٌ بمعنے ظہور، مادہ بَیْنٌ سے باب افعال (ابانۃ) تفعیل (تَبْیِیْنٌ) تفعُّل (تَبَیُّن) اور استفعال (اِسْتِبَانَۃٌ) لازم بھی ہیں اور متعدی بھی ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا، اس لئے مبین کا معنے ظاہر بھی ہے اور ظاہر کرنیوالا بھی۔ پ۷/۲ پ۱۴/۶،۱۱،۱۷ پ۱۸/۹،۱۳ پ۲۰/۱۴ پ۲۲/۱۹ پ۲۸/۱۶ ظاہر کرنیوالا، کھولدینے والا۔ واضح کرنیوالا، پ۸ پ۱۷/۹ پ۱۹/۱۷ پ۲۳/۷،۱۶ پ۲۵/۲۰ ظاہر، کھلا ہوا۔

اَلْمُبِیْنِ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، کھولنے والا ظاہر کرنیوالا۔ پ۱۲/۱۱ پ۱۹/۸ پ۲۰/۷ پ۲۵/۴ کھلا ہوا، ظاہر پ۴/۶

مُبِیْنٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع، کھول کر بیان کرنے والا۔ ظاہر کرنے والا پ۶/۷ پ۹/۱۳ پ۱۲/۳ پ۱۷/۱۴ پ۱۹/۱۰ پ۲۱/۱ پ۲۳/۱۴ پ۲۵/۹ پ۲۶/۱ پ۲۷/۲ پ۲۹/۹ ظاہر، صریح، کھلا ہوا پ۲/۵،۹ پ۷/۵،۷ پ۸/۴،۹ پ۹/۳ پ۱۱/۶،۱۳ پ۱۳/۱،۱۱ پ۱۴/۲،۱۷ پ۱۸/۸ پ۲۰/۵ پ۲۲/۱۱ پ۲۳/۳،۴،۵،۹ پ۲۵/۱۲،۱۵ پ۲۸/۹ ظاہر یا ظاہر کرنیوالا پ۲۴/۲۰ ۔

مُبِیْنٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، بیان کرنیوالا۔ ظاہر کرنیوالا پ۷/۱۳ پ۱۱/۱۲ پ۱۲/۹ پ۱۳/۲۰ پ۱۹/۶،۱۶ پ۲۰/۲ پ۲۲/۲ پ۲۴/۸ پ۲۵/۱۴ پ۲۷/۱،۴ ظاہر کھلا ہوا پ۴/۸ پ۷/۱۵ پ۸/۱۵ پ۱۲/۱،۱۲،۱۴ پ۱۳/۱۴ پ۱۴/۵ پ۱۶/۵ پ۱۷/۵ پ۱۸/۳ پ۱۹/۹،۱۵ پ۲۰/۱۲ پ۲۱/۱۰ پ۲۲/۹،۱۸ پ۲۳/۱،۲،۱۷ پ۲۵/۱۰ پ۲۸/۱۱ پ۲۹/۲۔

مُبِیْنًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب، ظاہر صریح پ۴/۴،۱۴ پ۵/۹،۱۲،۱۳،۱۵،۱۸ پ۱۵/۶ پ۲۲/۲،۴ پ۲۶/۹ ظاہر کرنیوالا، کھولدینے والا۔ پ۶/۲،۴ ۔

مُبَیِّنَاتٍ: اسم فاعل جمع مؤنث، مُبَیِّنَۃٌ مفرد، تَبْیِیْنٌ مصدر باب تفعیل، کھلی ہوئی واضح آیات یا کھولکر بیان کرنیوالی آیات تَبْیِیْنٌ لازم ہے اور متعدی بھی، ایک مثل ہے قَدْ بَیَّنَ الصُّبْحُ لِذِیْ عَیْنَیْنِ آنکھوں والے کے لئے صبح نکل آئی بَیَّنَ الشَّجَرُ درخت اُگ آیا، اسکی سوئی نمودار ہوگئی بَیَّنَ الْقَرْنُ سینگ نکل آیا۔ بَیَّنَّا پ۲/۳ ہم نے کھول کر بیان کردیا پ۱۸/۱۰،۱۲ پ۲۸/۱۸ ۔

مُبَیِّنَۃٍ: اسم فاعل واحد مؤنث، مُبَیِّنَاتٌ جمع، کھلم کھلا، کھلی ہوئی۔ پ۴/۱۴ زنا (حسن بصری) یا کھلی ہوئی کر خلاف شرع نافرمانی پ۴/۱۲ کوئی قولی یا عملی گناہ جیسے رسول اللہ کی نافرمانی، بدخلقی۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح (خطیب) پ۲۸/۱۷ زنا۔

مَبْنِيَّةٌ : اسم مفعول واحد مؤنث، بروزن مَرْمِيَّةٌ، مَبْنِيٌّ مذکر، تعمیر کردہ عمارت بَنٰی ماضی یَبْنِیْ مضارع بنائ، بَنْیٌ، بِنْیَةٌ بُنْیٌ مصدر، (ضرب) بنائ تعمیر شدہ عمارت کو بھی کہتے ہیں۔

بَنَی الرَّجُلُ اس آدمی کے ساتھ اچھا سلوک کیا بَنَی الطَّعَامُ بَدَنَہٗ کھانے نے اسکا بدن موٹا کر دیا۔ بَنَی الطَّعَامُ لَحْمَہٗ کا بھی یہی معنی ہے۔ پ۲۳/۱۶

مِتُّ : واحد متکلم ماضی معروف، مَوْتٌ مصدر، پ۱۶/۵ میں مر گئی ہوتی۔ پ۱۷/۸ میں مر جاؤں گا (شرط کی وجہ مستقبل کا ترجمہ)۔

مِتَّ : واحد مذکر حاضر ماضی معروف (اگر) تم مر گئے، تم مر جاؤ۔ پ۱۷/۳ (دیکھو مَاتَ)

مَتَابِ : اصل میں مَتَابِیْ تھا مَتَابِ مضاف، یا متکلم مضاف الیہ، یاء کو حذف کر دیا گیا، میرا رجوع۔ میری واپسی۔ مَتَابٌ تَوْبٌ تَوْبَۃٌ مَتَابَۃٌ تَتْوِبَۃٌ سب مصدر ہیں جن کا معنی ہے لوٹنا، رجوع کرنا (باب نصر) (دیکھو تَوْبَۃٌ) پ۱۳/۱۰۔

مَتَابًا : مصدر منصوب مفعول مطلق پکی توبہ، حقیقی توبہ، اس آیت میں مَتَابًا تاکید توبہ کے لئے مستعمل ہے یعنی جو شخص توبہ کے بعد نیک عمل بھی کرے حقیقت میں اس کی توبہ پکی توبہ ہوتی ہے۔ پ۱۹/۴۔

مَتَاعٌ : اسم مفرد، مرفوع نکرہ، اَمْتِعَۃٌ جمع، معین اور ممدود وقت تک فائدہ اٹھانا، معاش، فائدہ، نفع، وہ سامان جو کام میں آتا ہے۔ جس سے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، مُتْعَۃٌ فائدہ اندوزی، محدود وقت کے لئے نکاح۔ مَتْعٌ اور مُتُوْعٌ (باب فتح) دن نکلنا۔ طویل ہونا چڑھنا اٹھنا مَتَعَ النَّھَارُ دن لمبا ہو گیا نکل آیا چڑھ گیا۔ مَتَعَ النَّبَاتُ سبزہ اونچا ہو گیا اگر مَتَعَ کے بعد بار آئے تو جھوٹ کہنے کا معنی ہو گا۔ مَتَعَ بِزَیْدٍ زید سے جھوٹ کہا یا فائدہ اٹھانا مراد ہو گا مَتَعَ بِالشَّیْءِ فلاں چیز سے فائدہ اٹھایا مَتُعَ (کرم) ہوشیار اور عقلمند ہو گیا۔ مَتَاعَۃٌ مصدر، باب افعال، (امتاع) اور تفعیل (تمتیع) کسی کو فائدہ اندوز بنانا فائدہ اندوزی پر قائم رکھنا۔ کام میں آنے والا سامان دینا۔ قرآن مجید میں باب تفعیل سے مختلف مشتقات استعمال کئے گئے ہیں، باب افعال مستعمل نہیں ہوا۔ تَمَتَّعَ بِالشَّیْءِ کسی چیز سے فائدہ

اندوز ہونا۔ پ ۴/۱ پ ۱۵/۲ پ ۱۱/۲ پ ۹/۳ پ ۱۲/۷ پ ۱۲/۱۱ پ ۹/۱۳ پ ۱۱/۱۴ پ ۱۰/۱۷ پ ۱/۱۸ پ ۲۴/۱ ۔

مَتَاعٍ: اسم مفرد، مجرور نکرہ، تانبے پیتل اور مختلف دھاتوں سے بنائے ہوئے برتن فولاد اور لوہے وغیرہ سے بنائے ہوئے اسلحہ آلات کشاورزی اور دوسری ضروریاتِ زندگی۔

(مدارک)

مَتَاعًا: اسم مفرد منصوب نکرہ پ ۱۵/۲ اسم مصدر بمعنے مصدر متعدی یعنی کام میں آنیوالی چیز دینا۔ کپڑا جوتا یا اور کوئی چیز جو حاکم مناسب سمجھے (شافعی) شوہر کے حال کے مناسب کرتہ چادر دوپٹہ دینا (حنفیہ) (تفسیر احمدی) پ ۲/۱ تم کو فائدہ پہنچانے کے لئے، اس جگہ بھی مَتَاعًا کا معنی تَمْتِيعًا ہے۔ پ ۱۱/۱ خانگی سامان پ ۴/۱۲ ضرورت کی کوئی چیز پ ۲/۲۳ فائدہ اندوزی پر قائم رکھنے کے لئے پ ۱۵/۲۷ کام کی چیز پ ۵/۳۰ فائدہ کے لئے یا فائدہ پہنچانے کے لئے (حلی)

مَتَاعُ: اسم مفرد مرفوع مضاف، وقتِ مقرر تک فائدہ اٹھانے کا سامان پ ۱۰/۴ پ ۸/۵ پ ۹/۲۰ پ ۹،۵/۲۵ ۔

مَتَاعَ: اسم مفردِ منصوب مضاف، پ ۸/۱۱ فائدہ اندوز ہونا یا فائدہ اندوزی کا سامان پ ۹/۱۲ سامان یا اسم مصدر بمعنی مصدر، فائدہ اندوز بنانے کے لئے ایک وقت مقرر تک۔

مَتَاعِنَا: اسم مفرد مجرور مضاف، نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارے اپنے سامان (کے پاس) پ ۱۲/۱۲ پ ۳/۱۳

مَتَاعَهُمْ: اسم مفرد منصوب مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کے ناج یا سامان کو پ ۲/۱۳

(راغب)

مُتَبَّرٌ: اسم مفعول واحد تَتْبِيْرٌ (بابِ تفعیل) مصدر، لوٹ جانیوالا۔ تباہ، برباد، تِبْرٌ گھڑیا میں پگھلانے کے لئے ڈالنے سے پہلے چاندی سونے کے ریزے یا (بقولِ زجاج) ہر دھات تُبُوْرٌ جمع (المغرب) تَبَارٌ ہلاکت، مَتْبُوْرٌ ہلاک، برباد، تباہ۔ تَبِرَ (سمع) وہ ہلاک ہوگیا تباہ ہوگیا، تَبَرَ (ضرب) اور تَبَّرَ (بابِ تفعیل) ہلاک کردیا، تباہ کردیا۔ پ ۶/۹ ۔

مُتَبَرِّجَاتٍ: اسم فاعل مؤنث جمع۔ مُتَبَرِّجَةٌ مفرد، مردوں کو اپنا بناؤ سنگھار دکھانے والی عورتیں، اس کا مصدر، تَبَرُّجٌ ہے جس کا معنی ہے عورتوں کا اپنا بناؤ مردوں کو

دکھانا۔ (مختار)

بَرَجٌ خوبصورت، چمکدار، نمایاں بَارِجٌ ماہر ملاح بَارِجَۃٌ جنگی جہاز، بڑا شریر آدمی۔ بَرِجَ بَرَجًا (سمع) خوش حال ہوگیا یا اس کی آنکھیں نہایت حسین اور کشادہ ہوگئیں۔ اَبْرَجُ فراخ چشم مرد۔ بَرْجَاءُ فراخ چشم عورت۔ ۱۸/۱۴۔

مُتَّبَعُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر حالتِ رفع۔ مُتَّبَعٌ مفرد اِتِّبَاعٌ (بابِ افتعال) مصدر (تمہارا) پیچھا کیا جائیگا۔ مُتَّبَعٌ وہ شخص جس کا پیچھا کیا جائے یا پیروی کی جائے اسجگہ اول معنی مراد ہے۔ ۱۹/۸ ۲۵/۱۲۔

مُتَتَابِعَیْنِ: اسم فاعل تثنیہ حالتِ جر۔ (دو مہینے) پے بہ پے) بغیر فصل کے ایک مہینے کے بعد دوسرا مہینہ تَتَابُعٌ پے بہ پے ہونا۔ ایک کے پیچھے دوسرے کا آنا۔ فَرَسٌ مُتَتَابِعُ الْخَلْقِ متناسب الاعضاء گھوڑا غُصْنٌ مُتَتَابِعٌ وہ ٹہنی جس میں گانٹھ ہو۔ ۵/۱۰ ۲۸/۱۔

مُتَجَانِفٌ: اسم فاعل واحد مذکر۔ تَجَانُفٌ مصدر (بابِ تفاعُل) گناہ کی طرف، میلان (نہ) کرنیوالا اَجْنَفُ حق سے پھرنے والا، کبڑا۔ جُنَافِیٌّ اور مِجْنَفٌ حق سے مڑجانے والا جَنِفَ فِیْ وَصِیَّتِہٖ جَنَفًا اور جُنُوْنًا (سمع) وصیت میں حق تلفی کی جَانِفٌ اور جَنِفٌ صفت کے صیغے ہیں، وصیت میں حق تلفی کرنے والا اَجْنَفَ (بابِ افعال) کا بھی یہی معنی ہے لیکن باب ضرب سے اس مادہ کا معنی ہے مڑجانا پھر جانا خواہ سبب سے راستہ سے ہو یا حق سے ہو یا قد کی راستے سے ہو۔ ۱۶/۵۔

مُتَجَاوِرَاتٌ: اسم فاعل جمع مؤنث مُتَجَاوِرَۃٌ واحد تَجَاوُرٌ مصدر باب تفاعل، برابر برابر، باہم ملے ہوئے، اس لفظ کا مادہ جور ہے لیکن اختلاف صلات والواب کے سبب ہر جگہ معنی میں اختلاف ہوجاتا ہے مثلاً جَارٌ ہمسایہ مددگار، حلیف، شریکِ تجارت۔ پناہ دینے والا۔ پناہ پانے والا، پناہ چاہنے والا، جِوَارٌ ہمسائیگی پناہ مکان کے آس پاس کا صحن، جَوْرٌ، راستی سے پھر جانا، راستہ سے مڑجانا بشرطیکہ اس کے بعد عَنْ آئے گکالی مذکور ہو مثلاً جَارَ عَنْہُ تو ظلم کرنے کا معنی ہوگا۔

مُجَاوَرَۃٌ (بابِ مفاعلہ) ہمسایہ ہونا کسی کی پناہ میں ہوجانا۔ جِوَارٌ پناہ، امان کسی کو پناہ دینا وغیرہ۔ ۱۳/۱

مُتَحَرِّفًا: اسم فاعل منصوب مفرد، تَحَرُّفٌ مصدر باب تفعّل مڑنے والا۔ پھرنے والا۔ دشمن کو فریب دینے کے لئے پیٹھ پھیرنے والا تاکہ پلٹ کر حملہ کرے یا لوٹ کر مسلمانوں کی صف میں آکر مل جانے والا تاکہ مدد حاصل کر سکے، اصل مادہ حَرْفٌ ہے جس کے معنی ہیں کنارہ۔ پ ۹ ع ۱۶

مُتَحَيِّزًا: اسم فاعل مفرد مذکر منصوب تَحَيُّزٌ مصدر باب تفعّل، مڑکر سمٹ کر اپنی جماعت کی طرف آنیوالا تاکہ ساتھیوں کی مدد لیکر دوبارہ حملہ کر سکے، اصل مادہ حَوْزٌ وادی ہے جس کا معنی ہے جمع کرنا، نگرانی رکھنا (نصر) متحیز پیچیدہ سانپ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی سمٹا ہوا مڑا ہوا ہوتا ہے اَحْوَزَ ثَوْبَہٗ اس نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیا، جمع کر لیا (باب افعال) اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِ اس پر غالب آگیا مسلط ہوگیا (باب استفعال متعدی بعلی) پ ۹ ع ۲

مُتَّخِذَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مضاف اِتِّخَاذٌ مصدر باب افتعال، اخذٌ مادہ، بنانے والا۔ اختیار کرنے والا۔ اَخْذٌ کا مفہوم ہے کسی چیز کو اپنے تسلط و تصرف میں داخل کر لینا خواہ ہاتھ سے لینا ہو یا پکڑ لینا یا کسی کی گرفت کر لینا، باب افتعال میں پہنچکر اس کا معنی ہو جاتا ہے بنانا، اختیار کر لینا۔ اس وقت دو مفعولوں کی ضرورت ہوتی ہے لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا پ ۱۸ ع ۶۔

مُتَّخِذَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث حالت جر۔ اِتِّخَاذٌ مصدر، بنانے والیاں، (دیکھو مُتَّخِذَ) پ ۵ ع ۱

مُتَّخِذِي: اسم فاعل جمع مذکر حالت جر۔ اِتِّخَاذٌ مصدر۔ اصل میں مُتَّخِذِيْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نونِ اعرابی ساقط کر دیا گیا۔ بنانے والے پ ۵ ع ۵۔

مُتَرَاكِبًا: اسم فاعل واحد مذکر مفرد، تَرَاكُبٌ مصدر باب تفاعُلٌ تہ برتہ۔ ایک پر ایک سوار، رَكْبٌ اور رُكُوْبٌ کا معنی کسی جانور پر سوار ہونا، توسیع استعمال کے بعد کشتی جہاز وغیرہ پر سوار ہونے کو بھی رکوب کہنے لگے اور چونکہ سواری عموماً سوار سے مغلوب ہوتی ہے سوار اس پر غالب ہوتا ہے اور قرض بھی انسان پر غالب ہوتا ہے قرضدار پر قرض کا بوجھ ہوتا ہے اگرچہ

غیر مرئی ہوتا ہے مگر غیر محسوس نہیں ہوتا اس لئے قرض چڑھ جانے کو رکوب الدین مجازاً کہنے لگے، اناج کی بالی کے دانے باہم متصل ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے وابستہ ہوتا ہے کوئی اوپر ہوتا ہے کوئی نیچے اس لئے اسکو متراکب کہا گیا، گویا تہ برتہ ہونے کے سبب ایک دانہ دوسرے پر سوار رہتا ہے۔ پ ۷ ع ۱۳

مُتَرَبِّصٌ: اسم فاعل واحد مذکر، تَرَبُّصٌ مصدر (باب تفعل) منتظر، راہ دیکھنے والا، مراد نتائج اعمال کا منتظر پ ۱۶ ع ۱۷ (دیکھو تربص)

مُتَرَبِّصُوْنَ: اسم فاعل، جمع مرفوع مذکر، مُتَرَبِّصٌ واحد، تَرَبُّصٌ مصدر، منتظر یعنی نتائج اعمال کے منتظر۔ پ ۱۰ ع ۱۲۔

اَلْمُتَرَبِّصِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالت جر اَلْمُتَرَبِّصُ واحد، انتظار کرنے والے، منتظرین (میں سے) پ ۲۷ ع ۴۔

مَتْرَبَۃٌ: اسم، سخت ناداری، ایسی مفلسی جو زمین سے چمٹا دے، اٹھنے کی سکت نہ چھوڑے، تُراب، خاک، مٹی، زمین، سب کو کہتے ہیں، تَرِبَ تَرَبًا اور مَتْرَبًا (سمع) محتاج ہو گیا، اَتْرَبَ (باب افعال) اضداد میں سے ہے، محتاج ہو گیا۔

گویا مٹی سے چمٹ گیا اور مالدار ہو گیا گویا اس کا مال مٹی کی طرح کثیر ہو گیا (راغب) کسی پر مٹی ڈالنے کو بھی اِتْرَابٌ کہتے ہیں، باب افعال کی طرح تفعیل (تتریب) بھی تینوں معانی کے لئے مستعمل ہے۔ پ ۳۰ ع ۱۵

اَلْمُتَرَدِّیَۃُ: اسم فاعل واحد مؤنث، تَرَدِّی (باب تفعل) وہ (حلال) جانور جو اوپر سے گر کر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے (معجم القرآن و معالم و مدارک) پ ۶ ع ۵

مُتْرَفُوْا: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع مضاف اصل میں مُتْرَفُوْنَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون اعرابی کو گرا دیا گیا، امیر، خوشحال فارغ البال عیش پرست لوگ، اِتْرَافٌ (باب افعال) عیش دنیا آرام دنیا، فراغت زندگی دنیا۔ اُتْرِفَ زَیْدٌ زید کو خوش حالی دی گئی، عیش دیا گیا فَهُوَ مُتْرَفٌ پس وہ خوشحال اور امیر ہے، عیش پرست ہے اَتْرَفَتْهُ النِّعْمَۃُ عیش نے اس کو بے راہ کر دیا اَتْرَفَ نَایدٌ (لازم) زید نافرمانی پر جم گیا۔ تَرِفَ (سمع) اور تَتَرَّفَ (باب تفعل) عیش و راحت میں زندگی گزاری۔ اِسْتَتْرَفَ (باب استفعال) نافرمان اور بدکار ہو گیا۔ پ ۲۲ ع ۸ ۲۵۔

مُتْرَفِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر حالتِ نصب اِتْرَافٌ مصدر عیش پرست، خوشحال مزے سے زندگی کاٹنے والے۔ ۲۷/۱۵

مُتْرَفِيْهَا: اسم مفعول جمع مذکر حالتِ نصب مضاف، اصل میں مُتْرَفِيْنَ تھا۔ اضافت کے سبب سے نونِ اعرابی گرا دیا گیا۔ بستی کے عیش پرست، دولت مند، خوشحال لوگ یعنی ہم جس بستی کو برباد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اول وہاں کے دولت مند لوگوں اور اونچے طبقہ والوں کو اعمالِ صالحہ کا حکم دیتے ہیں جب وہ نہیں مانتے اور نافرمانی کرتے ہیں تو حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اس بستی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ ۱۵/۲

مُتْرَفِيْهِمْ: مُتْرَفِيْ مضاف، هِمْ مضاف الیہ۔ خوشحال، دولت مند لوگوں کو۔ یعنی جب ہم ان میں سے خوشحال لوگوں کو عذاب میں پکڑتے ہیں تو وہ تلملا اٹھتے ہیں۔ ۱۸/۴

(غَيْرَ) **مُتَشَابِهٍ**: اسم فاعل واحد مذکر مجرور تَشَابُهٌ مصدر (باب تفاعل) یعنی زیتون اور انار کے پتے ہم شکل ہوتے ہیں اور پھلوں کا مزہ الگ الگ ہوتا ہے (سیوطی) یا یہ مطلب کہ زیتون اور انار دونوں عمدگی اور خاصیت میں ایک جیسے ہوتے ہیں مگر رنگ، مزہ، شکل اور مقدار میں جدا جدا ہوتے ہیں (معجم القرآن) ۳/۴ ۔

مُتَشَابِهًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب۔ امام راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ شِبْهٌ، شَبَهٌ، اور شَبِيْهٌ کا استعمال ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اندرونی یا بیرونی کیفیت میں ایک جیسی ہوں مثلاً رنگ، شکل، انصاف، ظلم (گمراہی جہالت وغیرہ) میں اگر ایک چیز دوسری کی طرح ہو تو ایک دوسرے کی شبہ یا شبیہ یا شبہ کہلائیگی لیکن اگر حسی یا معنوی تماثل اتنا گہرا ہو کہ دو چیزوں میں امتیاز نہ ہو سکے تو اس کو شبہ کہا جاتا ہے جیسے ۱/۲ میں متشابہا کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت اور مزہ میں اختلاف ہونے کے باوجود رنگ میں تماثل ایسا ہوگا کہ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہ ہو سکے گا اور ۲۳/۱۷ میں کتاباً مُتَشَابِهًا کا معنی یہ ہے کہ حکمت، استقامت، ترتیب اور پختگی میں قرآن مجید کی آیات ایک جیسی ہیں۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے مُطْلَق فی مشابہۃ

بعضہ بعضا فیکون متناولا لتشابہ حسانبتہ فی الصحۃ الخ یعنی صحت، پختگی صداقت، نفع رسانی تناسب الفاظ، درست بیانی، کیفیت ترتیب اعجاز وغیرہ میں اصولی طور پر قرآن کے بعض حصے دوسرے بعض کے مشابہ ہیں۔ ثمر میں متشابہ ہونیکا مطلب ہے عمدگی اور نفاست میں زیتون اور انار کا ایک جیسا ہونا۔

مُتَشٰبِهٰتٌ: اسم فاعل جمع مؤنث مُتَشَابِهَۃٌ مفرد، یعنی کچھ آیتیں متشابہ ہیں قرآن میں متشابہات ہونے کا کیا مطلب ہے اسکی تشریح علماء نے مختلف طور پر کی ہے راغب نے لکھا ہے جن آیات کی تفسیر تماثل لفظی یا معنوی کی وجہ سے مشکل ہو وہ متشابہات ہیں، عام فقہاء نے متشابہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ظاہراً مراد کا علم نہ ہو سکے تو وہ متشابہ ہے۔

ابوالبقاء نے کلیات میں صراحت کی ہے ان المحکم ھو الذی لا یحتمل من التاویل الا وجہا واحدا لان المحکم ھو المتقن الخ یعنی محکم کا صرف ایک ہی معنی ہوتا ہے، دوسرے معنی کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ محکم متقن کا ہم معنی ہے، بناء محکم اس عمارت کو کہتے ہیں جس میں کوئی کمزوری اور خرابی نہ ہو اس لئے محکم مراد بھی محکم ہوتی ہے اور متشابہ میں وجود مختلفہ کا احتمال ہوتا ہے اس لئے متکلم کی مراد سامع پر مشتبہ ہوتی ہے، انتہی کلامہ۔

ہم ذیل میں کسی قدر تنقیح کرنی چاہتے ہیں آیات تین طرح کی ہیں، محکم مطلق، متشابہ مطلق محکم اور متشابہ فی الجملہ۔

فی الجملہ متشابہ کی تین قسمیں ہیں ۱۔ لفظ کے اعتبار سے تشابہ ہو۔ ۲۔ معنی کے اعتبار سے تشابہ ہو ۳۔ لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے تشابہ ہو۔

متشابہ کا تشابہ اگر لفظ کے اعتبار سے ہوتا ہے تو کبھی مفرد لفظ کے اعتبار سے ہوتا ہے، کبھی مرکب کلام ہونے کی حیثیت سے۔

لفظ مفرد کے اعتبار سے تشابہ کبھی تو لفظ کی غرابت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے اَبًّا اور یَزِفُّوْنَ دونوں لفظ غریب المعنی ہیں اس لئے معنی مراد کی تعیین میں اشتباہ ہے کبھی اشتراک لفظ کی وجہ سے تشابہ پیدا ہوتا ہے جیسے ید اور عین دونوں الفاظ کے معانی مختلف ہیں تعیین

معنی میں اشتباہ ہے۔

مرکب کلام میں تشابہ کبھی اختصار کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب من النساء کبھی کسی لفظ کو بڑھانے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے لیس کمثلہ شیٔ اگر کاف کو نہ بڑھایا جاتا تو سامع کے لئے مطلب زیادہ واضح ہوتا، کاف کو بڑھانے سے اشتباہ پیدا ہو گیا، کبھی ترتیب عبارت کی وجہ سے اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جیسے اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا قَیِّمًا کلام کی اصل ترتیب اس طرح تھی اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ قَیِّمًا وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ترتیب بدلنے سے کچھ تشابہ ہو گیا۔

۲۔ متشابہ من جہۃ المعنیٰ کی مثال میں ہم اللہ کی صفات کو پیش کر سکتے ہیں جو نہ محسوس ہیں نہ مشابہ بالمحسوس اور جو چیز محسوس یا محسوس جیسی نہ ہو سکے اس کا تصور ہمارے لئے ناممکن ہے اس لئے صفاتِ الٰہیہ ہمارے لئے متشابہ ہیں۔

۳۔ اگر لفظاً اور معنی دونوں کے اعتبار سے تشابہ ہو تو اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

اول کمیت اور مقدار میں تشابہ یعنی عموم یا خصوص میں تشابہ ہونا جیسے اقتلوا المشرکین

دوم کیفیتِ حکم کے لحاظ سے تشابہ، معلوم نہیں حکم واجب ہے یا مندوب جیسے فانکحوا ما طاب لکم الخ

سوئم زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے تشابہ جیسے ناسخ و منسوخ میں ہوتا ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ اور اتقوا اللہ ما استطعتم

چہارم جگہ رسم و رواج اور ماحول کو نہ جاننے کی وجہ سے تشابہ جیسے لیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا اور انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر جب تک قبل از اسلام کے عرب کا رسم و رواج معلوم نہ ہو گا۔ ان آیات کا مطلب مخفی رہے گا۔

پنجم صحتِ فعل یا فسادِ فعل کی شرائط نہ جاننے کی وجہ سے تشابہ ہوتا ہے جیسے نماز اور نکاح کی شرائط نہ جاننا موجبِ تشابہ ہے مفسرین نے متشابہ کی جتنی تشریحات کی ہیں، کوئی بھی ان اقسام سے باہر نہیں ہے۔

متشابہ کا حکم

۱۔ تنقیح مذکورہ بالا پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بعض متشابہات کا علم ہمارے لئے ناممکن ہے جیسے صفاتِ الٰہیہ، وقتِ قیامت کی تعیین، دابۃ الارض

کی کیفیت اور اس کے خروج کا مقررہ وقت وغیرہ۔

۲۔ بعض متشابہات کا علم ہمکو ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے جیسے الفاظِ غریبہ اور احکام متعلقہ کو باوجود ان کے لفظی یا معنوی تشابہ کے ہم جان سکتے ہیں اور جانتے بھی ہیں۔

۳۔ بعض متشابہات ایسے ہیں جن کا علم صرف علماءِ راسخین کو ہو سکتا ہے (جیسے حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ اور حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسروں کو نہیں ہو سکتا۔

اس تفصیل کو نظر کے سامنے رکھنے کے بعد یہ حقیقت سمجھنا دشوار نہیں کہ آیت وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ میں اللہ پر وقف بھی صحیح ہے اور ما بعد سے وصل بھی صحیح ہے، اگر نمبر اول متشابہات مراد ہوں تو وقف لازم ہے اور ۳ متشابہات مراد ہوں تو وصل صحیح ہے۔ ۳/۹

مُتَشَاكِسُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع جھگڑالو، تَشَاكُسٌ کا اصل معنی ہے بدخلقی، بداخلاقی کا لازمی نتیجہ جھگڑا ہے اگر شرکا بداخلاق ہوں تو رواداری کسی میں نہ ہوگی لامحالہ آپس میں جھگڑا کریں گے شَكَسَ شَكَاسَةً (کرم) بدخلق ہو گیا۔ ۲۳/۱۷

مُتَصَدِّعًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب تَصَدُّعٌ مصدر (باب تفعل) ٹکڑے ٹکڑے، شگافتہ، صَدْعٌ کا لفظ پھٹنے کھلنے، شگافتہ ہونے اور الگ ہو جانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے، اس لئے صَدْعٌ شگاف کو اور آدمیوں کی ایک ٹکڑی اور گروہ کو کہتے ہیں، زمین کو پھاڑ کر سبزہ نکلتا ہے اس لئے سبزہ کو بھی صَدْعٌ کہا جاتا ہے وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سبزی والی زمین کی قسم، صَدْعٌ ہر چیز کا آدھا ٹکڑا، بکریوں اور اونٹوں اور آدمیوں کی ایک ٹکڑی، جماعت، صَدْعٌ ہر چیز کا متوسط درجہ مثلاً نہ جوان نہ بوڑھا بلکہ ادھیڑ، نہ زیادہ لمبا نہ بالکل ٹھگنا ناٹا بلکہ متوسط قد والا نہ بہت زیادہ موٹا گھمنا نہ زیادہ دبلا اچھا نکھرا۔

صَدَعَاتٌ رائی، خیال اور خواہش کی پراگندگی بَیْنَهُمْ مصدعات الرَّأی والھوٰی ان میں افکار اور خواہشات کا تفرق ہے۔

صَادِعٌ رات کی تاریکی کو پھاڑ کر برآمد ہونے والی صبح کی روشنی۔

غرض مادہ صدع میں شگافتہ ہونے اور کھلنے کھِلنے کا مفہوم پایا جانا ضروری ہے۔

اس سے مجرد باب فتح سے مستعمل ہے، اگر بغیر وساطت حرفِ جار کے متعدی استعمال ہوتا ہے تو پھاڑنے اور شگافتہ کرنے کا معنی ہوتا ہے جیسے صَدَعَ الْفَلَاۃَ بیابان کو پھاڑ دیا یعنی طے کیا اور اگر باء کے ساتھ استعمال کیا جائے تو کھول کر بیان کرنے، خوب آشکار کرنے کا معنی ہوتا ہے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (دیکھو اصدع) صَدَعَ بِالْحَقِّ اس نے حق کو ظاہر کر دیا حق کا اعلان کر دیا لیکن اِلیٰ میلان پر اور عَنْ اعراض پر دلالت کرتا ہے جیسے صَدَعَ اِلَیْہِ اس کی طرف رغبت کی صَدَعَ اِلَیْہِ اس سے گریز کیا اعراض کیا۔

باب تفعل میں شگافتہ ہونے اور تفعیل میں شگافتہ کرنے کا معنی ہوتا ہے تَصَدَّعَ الشَّیْءُ وہ چیز پھٹ گئی، ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، اسی سے مُتَصَدِّعٌ اسم فاعل ہے تَصَدَّعَتِ الْاَرْضُ بِفُلَانٍ زمین پھٹ گئی اور فلاں شخص اس میں سما گیا یعنی ایسا غائب ہوا کہ پھر پتہ نہ چلا۔ ۲۸/۴۔

اَلْمُتَصَدِّقَاتِ : اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُتَصَدِّقَۃُ مفرد، صدقہ دینے والی، خیرات کرنیوالی عورتیں۔ لفظ صدقہ کا اطلاق عموماً غیر واجب خیرات پر ہوتا ہے لیکن کبھی فرض زکوٰۃ کو بھی کہہ دیا جاتا ہے، جیسے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً یا اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ اگر کوئی شخص اپنے حق سے درگزر کرلے تو اس پر بھی لفظ تصدق کا اطلاق ہوتا ہے وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ لَہٗ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا آیت میں متصدقات کا لفظ زکوٰۃ اور خیرات سب کے لئے عام ہے۔ ۲۲/۲۔

اَلْمُتَصَدِّقِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُتَصَدِّقُ واحد، خیرات یا زکوٰۃ دینے والے مرد ۱۲/۴ اس جگہ خیرات دینے والے مراد ہیں ۲۲/۲ اس جگہ مفہوم میں عموم ہے، زکوٰۃ دینے والے یا خیرات دینے والے۔

اَلْمُتَطَهِّرِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُتَطَهِّرُ مفرد، تَطَهُّرٌ مصدر باب تفعل پاک ہونیوالے۔ طَهَّرَ (فتح) متعدی ہے دور کرنا۔ طُهْرٌ اور طَهَارَةٌ (نصر و کرم) لازم ہے، پاک ہونا، پانی وغیرہ سے جسم اور کپڑے اور جگہ کو پاک کیا جائے یا ایمان اعمالِ صالحہ کے پانی سے کفر و بداعمالی کی نجاست

نفس سے دور کی جائے دونوں پر طہارت کا اطلاق
ہوتا ہے۔ قرآن میں طہارت کا استعمال دونوں معنی
میں ہوا ہے مثلاً

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا اگر جنابت
کی حالت میں ہو تو پانی وغیرہ سے پاکی حاصل کرو۔

حَتّٰى يَطْهُرْنَ یہاں تک کہ عورتیں پاک
ہو جائیں۔

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ جب وہ پاکی حاصل کر لیں،
مذکورہ آیات میں جسمانی طہارت مراد ہے۔

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ اللہ گناہ سے
پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا
اس مسجد میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پاک ہونے کو
پسند کرتے ہیں۔

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ بلاشبہ وہ
لوگ مدعی طہارت ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ اللہ پاکی
یا پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا اللہ
کافروں سے تم کو بچا کر نکال لے گا اور ان کی طرح
بداعمالیوں سے تم کو پاک رکھے گا۔

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اللہ چاہتا ہے کہ گناہوں
کی نجاست سے تم کو پاکیزہ بنا دے۔

وَطَهَّرَكِ اللہ نے تجھے پاک یا پاکیزہ
بنا دیا ہے۔

ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ یہ فعل تمہارے
لئے بہت پاکیزہ اور تمہارے دلوں کو پاک
رکھنے والا ہے۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اس کے
حقائق معرفت تک صرف وہی لوگ پہنچ
سکتے ہیں جن کے نفس پاکیزہ ہوں اور ہر فساد
کے میل کچیل سے صاف ہوں۔

لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ جنت میں اہل
جنت کے لئے ایسی بیبیاں ہونگی جو دنیوی میل
کچیل اور بد اخلاقی کی نجاستوں سے پاک
کر دی گئی ہوں گی۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے نفس کو گناہوں کی
کثافت اور عیبوں سے پاک رکھو۔

طَهِّرَا بَيْتِيَ اور أَنْ طَهِّرْ بَيْتِيَ سے مراد
ہے کعبہ کو بتوں کی نجاست سے پاک رکھو۔

ہم نے طہارت کے معنی کی یہ کل تشریح
امام راغب کی المفردات سے نقل کی ہے اور

ہر آیت کا مرادی معنی بھی امام مذکور کا بیان کردہ ہے مفصل منقح ہر آیت کی توضیح اس کے مقام پر کی گئی ہے۔ ۲/۱۲

اَلْمُتَعَالِ: اسم فاعل واحد مذکر حالت رفع تَعَالِیٌ مصدر باب تفاعل اصل میں اَلْمُتَعَالِیُ تھا عُلُوٌّ مادہ۔ ثلاثی مزید میں ثلاثی مجرد سے حرفوں کی تعداد بہر حال زیادہ ہوتی ہے جو مختلف ابواب میں مختلف معانی پر دلالت کرتی ہے لیکن کبھی کثرتِ حروف سے مجرد کے معنی میں صرف زیادتی کرنی مقصود ہوتی ہے، کوئی دوسری خصوصیت پیشِ نظر نہیں ہوتی ایسی زیادتی اور یہ مقصود کبھی باب تفاعل میں بھی ہوتا ہے چنانچہ امامِ راغب نے صراحت کی ہے کہ متعالی، عالی سے زیادہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے یعنی عالی کا معنی بزرگ، عالی مرتبہ، برتر، غالب وغیرہ اور متعالی کا معنی بہت بزرگ۔ بہت غالب، بہت برتر وغیرہ، مادہ علو کے معنی کی پوری تشریح اور مختلف مشتقات کی توضیح کے لئے دیکھو (باب العین فصل الالف واللام مع الواو)

مَتَّعْتَ: واحد مذکر حاضر ماضی معروف، تَمْتِیْعٌ مصدر، باب تفعیل تو نے دنیوی سامان سے بہرہ یاب بنایا۔ مزید توضیح کیلئے دیکھو مناع باب المیم مع التاء ۱۸/۱۲۔

مَتَّعْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تَمْتِیْعٌ مصدر باب تفعیل ہم نے دنیاوی سامان دے کر بہرہ مند کیا۔ ۱۱/۱۵ ۱۴/۲ ۱۶/۱۱ ۱۷/۴ ۱۹/۱۵ ۲۰/۱۰ ۲۳/۹۔

مَتِّعُوْا: جمع مذکر حاضر امر معروف، باب تفعیل، ان کو متعہ دو ۲/۱۵ اگر عورت کو قربت سے پہلے طلاق دیدی جائے اور مہر کی کوئی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو تو تمتع اور معیشت کے لئے کچھ اس کو دینا واجب ہے لیکن کتنی مقدار ہو، امام شافعی کے نزدیک مقدار کی تعیین کا اختیار حاکم کو ہے شوہر کی فراخدستی یا تنگ حالی کے پیشِ نظر جتنی مقدار چاہے دلوا سکتا ہے احناف کے نزدیک چادر دوپٹہ کرتہ دینا ضروری ہے لیکن کیسا اور کس قیمت کا؟ اسکی تعیین شوہر کے حال کے مطابق کیجائیگی قدوری اور کرخی نے عورت کے حال کا بھی اعتبار کیا ہے، جس مرتبہ کی عورت ہو اسی قیمت کا لباس اسکو دیا جائے گا (مدارک، بیضاوی وتفسیر احمدی) ۲۲/۳ اس آیت میں متعہ دینے کا وجوبی حکم قربت (اور خلوت صحیحہ) نہ ہونے کی

صورت میں دیا گیا ہے بشرطیکہ مہر کی مقدار معین نہ کی گئی ہو لیکن اگر مقدار مہر مقرر کر دی گئی ہو، اور خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق دیدی ہو تو نصف مہر واجب ہے متعہ واجب نہیں کیونکہ سورۂ بقرہ کی آیت ہے:

وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم

امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے اور امامِ احمد کا بھی ایک قول یہی مروی ہے، تفسیرِ احمدی میں اتنا اور بھی ہے کہ نصف مہر دینا واجب ہے اور متعہ دینا مستحب۔

امامِ شافعی اس غیر مدخولہ مطلقہ کیلئے جس کا مہر مقرر کر دیا گیا ہو، نصف مہر کو واجب اور متعہ کو سنت قرار دیتے ہیں۔ امامِ احمد کا بھی ایک قول اسی طرح ہے، امامِ مالک مَتِّعُوهُنَّ کے امر کو وجوب کے لئے قرار ہی نہیں دیتے بلکہ مندوب کہتے ہیں یعنی متعہ دینا مستحب ہے اور مفروضۃ المہر کو نصف مہر ادا کرنا، چونکہ امام مالک کے نزدیک بھی واجب ہے اس لئے متعہ دینا مستحب بھی نہیں ہے (مدارک وغیرہ)

مُتَفَرِّقُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ متفرق واحد، تَفَرُّقٌ مصدر، فَرْقٌ مادہ الگ الگ جدا جدا (دیکھو فارقات اور فرق باب الفار مع الالف والرار) $\frac{12}{15}$

مُتَفَرِّقَةٍ: اسم فاعل واحد مؤنث مجرور، متفرقات جمع، تَفَرُّقٌ مصدر باب تفعل الگ الگ، جدا جدا (دیکھو فارقات اور فرق) $\frac{13}{2}$۔

مُتَقَابِلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، مُتَقَابِلٌ واحد، تَقَابُلٌ مصدر آمنے سامنے (دیکھو قابل، قبول اور قبل) $\frac{14}{4}$ $\frac{25}{16}$ $\frac{27}{14}$

مُتَقَلَّبَكُمْ: مُتَقَلَّب مضاف منصوب کُمْ ضمیر مضاف الیہ، تمہارے گھومنے پھرنے کی جگہ کو (کمالین) مُتَقَلَّب ظرفِ مکان ہے۔ تَقَلُّب (مصدر) کا معنی گھومنا پھرنا۔ الٹ پلٹ ہونا۔ اگر اس کے بعد فِی آتا ہے، تو دخل دینے اور تصرف کرنے کا معنی بھی ہو جاتا ہے تَقَلَّبَ فِی الشَّیْءِ فلاں چیز میں دخل دیا، تصرف کیا، ہاتھ ڈالدیا (قاموس) قرآنِ مجید میں تقلب بمعنے تصرف مستعمل نہیں، $\frac{26}{6}$ (دیکھو قلب)

اَلْمُتَّقُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔

اَلْمُتَّقِیْ واحد اِتِّقَاءٌ مصدر پرہیزگار تقویٰ رکھنے والے (دیکھو تقویٰ) ۲/۶، ۹/۱۸، ۱۳/۱۱، ۱۸/۱۷، ۲۴/۱، ۲۶/۶۔

اَلْمُتَّقِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور، المتقی مفرد۔ اِتِّقَاءٌ مصدر پرہیزگار تقویٰ والے (دیکھو تقویٰ) ۱/۱،۸، ۲/۸،۱۵، ۳/۱۶، ۴/۳،۵، ۶/۹،۱۱، ۹/۵، ۱۰/۷،۸،۱۱،۱۳، ۱۱/۵، ۱۳/۴، ۱۴/۴،۱۰، ۱۶/۹، ۱۷/۴، ۱۸/۱۰، ۱۹/۹، ۲۰/۱۲، ۲۳/۱۲،۱۳، ۲۴/۳، ۲۵/۹،۱۲،۱۶،۱۸، ۲۶/۱۷،۱۸، ۲۷/۳،۱۰، ۲۹/۴،۶،۲۲، ۳۰/۲۔

مُتَّکَأً : اسم مکان۔ سہارا لگانے کی جگہ جس پر ٹیک لگائی جائے، گاؤ تکیہ مسند وغیرہ تَوَکُّأٌ اور اِتِّکَاءٌ کا معنی سہارا لگانا ٹیک لگانا۔

مجازاً مراد کھانا (ابن عباسؓ سعید بن جبیر۔ حسن۔ قتادہ۔ مجاہد)

اہلِ عرب مُتَّکَأً اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پینے کھانے یا باتیں کرنے کے وقت سہارا لگایا جاتا ہے (معالم) امام رازی نے کہا مراد وہ کھانے کی چیز ہے جس کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت ہو (تفسیر کبیر)

آجکل کھانا کھانے کے لئے میز لگائی جاتی ہے اور اس کے آس پاس کرسیاں ڈالی جاتی ہیں اسی طرح پہلے مہذب دستر خوان کے ارد گرد چھوٹی چھوٹی گدیاں غالیچے اور گاؤ تکیے لگائے جاتے تھے اور جس طرح آجکل میز لگانے اور تیار کرنے سے مراد ہوتا ہے کھانا چننا اور میز پر بیٹھنے سے مراد ہوتا ہے کھانا کھانے کیلئے بیٹھنا اسی طرح بقول عتبی گاؤ تکیہ لگانے سے مراد ہے کھانا کھلانے بیٹھانا، جمیل کا شعر ہے ؎

فَظَلِلْنَا بِنِعْمَةٍ وَاتَّكَأْنَا
وَشَرِبْنَا الْحَلَالَ مِنْ قُلَلِهِ

ہم نے عیش میں دن گزارا کھانا کھایا اور مٹکوں سے نکال کر شراب پی۔

سیوطی نے مُتَّکَأً کی تفسیر میں طَعَامًا يُقْطَعُ بِالسِّكِّيْنِ لکھا ہے اور یہی قول امام رازی کا ہے لیکن اس کے بعد لکھا ہے وھو الاُتْرُج گویا شیخ سیوطی کے نزدیک مُتَّکَأً کا ترجمہ ہوا ترنج، الشیخ کے اس قول کا مدار وہب کے قول پر ہے، وہب نے بھی متکا کو ترنج ہی کہا ہے مگر ابو عبیدہ اور دوسرے اہل لغت نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ ترنج کو مُتْكٌ مُتْكَةٌ، مُتُكٌ اور مَتْكٌ کہا جاتا ہے،

(قاموس) ضرار بن نہشل کا شعر ہے:

فَاَهْدَتْ مُتْكَةً لبنی ابیہا اس نے اپنے چچا کے بیٹوں کے لئے ترنج ہدیہ میں بھیجے (معجم القرآن)

ہاں اگر شیخ کے قول کو مجاز در مجاز پر محمول کیا جائے اور وہب کے قول کو مبنی نہ قرار دیا جائے تو صحیح ہو جائیگا متکاً سے اول بطور استعارہ وہ طعام مراد لیا جسکو چھری سے کاٹا جاتا ہے پھر عام ترنج سے خاص ترنج مراد لے لیا۔

شاذ قراءت میں متکاً بھی آیا ہے لیکن اس سے مراد کیا ہے اس میں اقوال مختلف ہیں مثلاً عبد بن حمید کی روایت سے ابن عباس کا قول ہے کہ ترنج مراد ہے مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ حبشی ہے، ترنج کو کہتے ہیں، ضحاک نے کہا مُتْكٌ اس چپاتی کو کہتے ہیں جس کے اندر گوشت لپٹا ہوا ہو، عکرمہ کا قول ہے جو کھانے کی چیز چھری سے کاٹی جاتی ہو وہ متک ہے ابو زید نے کہا کاٹ کر چھری سے جو چیز کھینچی جائے وہ متک ہے۔ لغت میں مُتک اور بَتک کا معنی ہے کاٹنا (معالم) قاضی بیضاوی نے بھی متکا کا ترجمہ وہی کیا ہے جو عکرمہ کا قول ہے (بیضاوی) $\frac{12}{14}$

مُتَّكِـُٔوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُتَّكِئٌ واحد اتّکاءٌ مصدر تکیہ لگائے ہوئے۔ $\frac{23}{2}$

مُتَّكِـِٕيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، متکئ واحد اتکاء مصدر (افتعال) تکیہ لگائے ہوئے، پیچھے کو گاؤ تکیہ سے سہارا لگائے ہوئے $\frac{15}{16}$ $\frac{23}{13}$ $\frac{27}{14،13،12}$ $\frac{29}{19}$۔

اَلْمُتَكَبِّرُ: اسم فاعل مفرد مرفوع تکبّرٌ مصدر (باب تفعل) سربلندی اور عظمت کی آخری حد کو پہنچا ہوا۔ (مدارک) ہر نامناسب صفت سے برتر (ملی) تکبر دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ فی نفسہ کسی میں خوبیاں اور صفاتِ حسنہ سب سے زائد ہوں۔

۲۔ واقع میں تو صفاتِ حسنہ سے خالی ہو اور مدعی ہو کمالِ صفات کا، اول محمود ہے اور دوسرا مذموم ہے اسلئے اول معنی کا لحاظ کرتے ہوئے متکبر اللہ کی صفت ہے اور محمود ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے کافر یا مغرور انسان پر اطلاق ہوتا ہے جو مذموم اور قبیح ہے تکبر کی بدترین قسم یہ ہے کہ آدمی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کرے اور خود سر بن جائے۔

(المفردات لراغب) $\frac{25}{6}$

مُتَكَبِّرٍ: اسم فاعل مفرد مجرور، تکبّرٌ مصدر۔

عذر بیجا کرنیوالا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے
سرتابی کرنیوالا۔ پ ۸ / ۲۴۔

اَلْمُتَکَبِّرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور، تکبر
مصدر، اللہ کو ماننے اور اسکی اطاعت کرنے سے
سرتابی کرنے والے۔ پ ۱۴ / ۱۰، ۲۴ / ۲، ۵، ۱۳۔

اَلْمُتَکَلِّفِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور،
تکلف مصدر (تفعل) بناوٹ کرنے والے یعنی
اپنی طرف سے قرآن بنا لینے والے (خازن و محلی)
یا لوگوں کو دکھانے کے لئے اطاعت خداوندی
کا اظہار کرنیوالے (معجم) کَلَفٌ (مصدر مجرد)
شیفتہ ہونا (راغب) اور بصورت اسم سیاہی
زردی آمیز یا سرخی سیاہی آمیز اور چہرہ کا سرخی
سیاہی آمیز رنگ (قاموس) اور چھائیاں
(المفردات) کَلِفٌ صیغہ صفت، شیفتہ
عاشق (شاید اس وجہ سے کہ عاشق کا چہرہ برداشت
مصائب کے آثار کا حامل ہوتا ہے) کُلْفَۃٌ سرخی
سیاہی آمیز یا سرخی مائل بہ سیاہی، رنج، سختی۔
کَلِفَ کَلَفًا (سمع) شیفتہ ہو گیا۔ اَکْلَفَہٗ بِہٖ
اس کو فلاں چیز کا شیفتہ بنا دیا (باب افعال)
تَکْلِیْفٌ (تفعیل) کسی کو ناقابل برداشت حکم دینا
حَمَلْتُ الشَّیْءَ تَکْلِفَۃً اس چیز کو میں نے
دشواری کے ساتھ برداشت کیا، تَکَلُّفٌ کسی
کے حکم دینے سے کسی کام کو اپنے اوپر برداشت کرنا
اور دشواری اٹھانا (اقرب الموارد و تاج)

اصل میں تکلف نام ہے چہرہ پر کچھ بدنمائی
ظاہر کرتے ہوئے اور برداشت دشواری کی
علامت نمودار کرتے ہوئے کسی کام کو کرنا،
اس کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ کسی کام کو کرنے کے وقت چہرہ پر بناوٹی
دشواری کے آثار نمودار کر لینا۔

۲۔ بلندی حوصلہ دکھاتے ہوئے کسی مقصد
کو حاصل کرنے کے لئے دشواری اٹھانا دونوں
صورتوں میں چہرہ پر کچھ انقباضی کیفیت ضرور پیدا
ہو جاتی ہے پیشانی پر بل اور رخساروں کی
کھال میں سلوٹیں پڑ جانا لازم ہیں۔

اول قسم مذموم اور قبیح ہے، آخری قسم
ممدوح اور محمود اس لئے کہ کسی کام کو کرنے
اور کسی مقصد کے حاصل کرنے میں بلندی
حوصلہ ظاہر کرتے ہوئے دشواری اٹھانے
سے تحصیل مقصد سہل ہو جاتی ہے اور اچھے
مقصد سے شیفتگی اور محبت رکھنے کے علامات
نمایاں ہوتے ہیں، آیت میں تکلف کی مذموم

قسم مراد ہے۔

اللہ کی طرف سے بندوں پر جو تکلیفات (اوامر و نواہی) اور دشواریاں عائد کی جاتی ہیں، ان کی تعمیل میں بندوں کی طرف سے تکلفِ محمود کا ظہور ہوتا ہے (راغب مع بعض زیادۃ)

تکلیفِ شرعی کیا ہے؟

علماءِ اصول میں سے امام الحرمین نے کہا ہے هُوَ اِلْزَامُ مَا فِيْهِ الْمَشَقَّةُ دشواری والا کام کسی پر لازم کر دینا تکلیف ہے۔

باقلانی نے کہا هُوَ طَلَبُ مَا فِيْهِ الْكُلْفَةُ سختی آمیز امر کی طلب کو تکلیف کہتے ہیں۔

چونکہ طلب کا تعلق امر مندوب و مستحب سے بھی ہے استحباناً امرِ مستحب پر بھی آدمی مامور ہے اس لئے امام باقلانی کے نزدیک امرِ مندوب بھی تکلیفاتِ شرعیہ میں داخل ہے لیکن امرِ مندوب میں ایجاب نہیں ہوتا اور امام الحرمین کے نزدیک تکلیف کے لئے الزام و ایجاب ضروری ہے اس لئے ان کے قول پر مندوبات و مستحبات کو تکالیفِ شرعیہ نہیں کہا جاسکتا۔

مدارِ تکلیف

تکلیفاتِ شرعیہ کا مدار ایمان باللہ پر ہے کافر غیر مومن ہونے کی وجہ سے غیر مکلف بالعبادات ہے (ہکذا قالت الاشاعرۃ)

آدمی کب مکلف ہوتا ہے

امامِ شافعی اور امام ابو الحسن اشعری کے نزدیک دعوتِ پیغمبر کے بعد۔

امامِ ابو حنیفہ کے نزدیک دعوتِ پیغمبر اور اتنا وقت گزرنے کے بعد کہ کائنات پر غور کر کے آدمی خالقِ کائنات کی ہستی اور اسکی وحدانیت کو دریافت کر سکے، اسی وجہ سے بچہ، دیوانہ اور غافل غیر مکلف ہے۔

(حاشیہ معجم القرآن مع بعض زیادۃ از مؤلف) ۲۳/۱۴ ۔

اَلْمُتَلَقِّيَانِ: اسم فاعل تثنیہ مذکر مرفوع، دو (لکھ) لینے والے (فرشتے) تَلَقِّیْ مصدر (بابِ تفعل) کا معنی ہے ملاقات کرنا، سامنے سے کسی چیز کو لے لینا، پا لینا، اس جگہ متلقیان سے اعمال لکھنے والے فرشتے مراد ہیں (دیکھو لقاء اور لقوا) ۲۶/۱۶ ۔

مُتُّمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، موت مصدر (نصر) (یا اگر) تم مرجاؤ، ماضی بمعنی مضارع۔ ۳/۸ ۔

مِتُّمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف، موت مصدر (ضرب و سمع) (جب) تم مرجاؤگے ماضی بمعنی استقبال (تشریح کیلئے دیکھو مات) ۳/۱۵ -

مِتْنَا: جمع متکلم ماضی معروف (ضرب و سمع) (جب) ہم مرجائیں گے، شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے ماضی کے معنی استقبال کا ہوگیا ۵/۱۸ ۶،۵/۲۳ ۱۵/۲۶ ۱۵/۲۷ -

مُتِمُّ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف مرفوع، اِتْمَامٌ مصدر (باب افعال) پورا کرنیوالا کامل کرنے والا - اس سے ثلاثی مجرد تَمَّ یَتِمُّ - تماما آتا ہے، تمام ہونے کا معنی ہے پورا ہونا، کسی ضروری چیز کا محتاج نہ رہنا، پورا ہونا دو طرح ہوتا ہے -

۱۔ کسی چیز کے اجزاء اور اعداد کا پورا ہونا، کسی جزء یا عدد کا باقی نہ رہنا -

۲۔ لوازم شرائط کیفیات اور نتائج کا پورا ہونا - اللہ کا فعل بہر طور پورا ہوتا ہے نہ وہ مزید جزء تکمیل کا محتاج ہوتا ہے نہ کسی کیفیت نتیجہ اور شرط وغیرہ کے لحاظ سے تشنۂ تکمیل ہوتا ہے، اسلئے اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی اسلام اور دین کو پورا کر کے رہیگا، اجزاء دین، لوازم دین، کیفیات دینیہ اور نتائج سب ہی کامل طور پر ظاہر ہوں گے - ۹/۲۸ -

اَلْمُتَنَافِسُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اَلْمُتَنَافِسُ مفرد تنافس مصدر (باب تفاعل) باہم بڑھ چڑھ کر کسی چیز کی رغبت کرنے والے، کسی نفیس چیز کی طرف باہم مقابلۃً میلان کرنے والے، اصل میں اس کا مادہ نَفَسٌ ہے جس کا معنی ہے کشائش فراخی وسعت اسی سے نفیس، عمدہ، اعلیٰ، بیش قیمت اور مرغوب چیز کو کہتے ہیں، ثلاثی مجرد میں اس کا استعمال باب سمع سے بھی ہوتا ہے اور کَرُمَ سے بھی نَفِسَ نَفَسًا نَفَاسَۃً کا معنی ہے، کسی چیز کو خودغرض سمجھا اور دوسروں کے حق میں بخل کیا یعنی وہ چیز خود لے لی دوسروں کو دینا چاہی نَفِسَ عَلَیْہِ بِخَیْرٍ دوسرے کو بھلائی پہنچنے پر حسد کیا نَفِسَ عَلَیْہِ الشَّیْءَ نَفَاسَۃً دوسرے کو چیز نہ دی اور اہل نہ سمجھا (سب استعمالات باب سمع سے آتے ہیں نَفُسَ نَفَاسَۃً و نِفَاسًا و نَفَسًا (کَرُمَ

بیش قیمت، عمدہ اور مرغوب ہو گیا۔

باب تفاعل اور مفاعلہ میں یہی مادہ پہنچا تو کسی چیز کو نفیس خیال کر کے دوسرے کے مقابلہ میں اس کی رغبت کرنے اور بڑھ چڑھ کر اس کے حصول کی کوشش کرنے کا معنی ہو گیا کیونکہ عموماً نفیس چیز کو آدمی خود حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسرے کو دینا پسند نہیں کرتا، لوگوں کے میلانِ طبع کا اقتضا یہی ہے اس لئے تنافس اور منافست کا معنی ہوا کسی مرغوب چیز کو دوسروں سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ پ ۳۰/۸۔

اَلْمُتَوَسِّمِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور، اَلْمُتَوَسِّمُ مفرد تَوَسُّمٌ مصدر (باب تفعل) اہلِ فراست، دیکھنے والے، علامات دیکھ کر شناخت کرنے والے۔ تَوَسُّمٌ کا معنی ہے علامات دیکھ کر شناخت کر لینا، حضورِ اقدس کی شان میں حضرتِ عبداللہ بن رواحہ نے کہا تھا ؎

اِنِّیْ تَوَسَّمْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ اَعْرِفُهٗ
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنِّیْ ثَابِتُ الْبَصَرِ

"میں نے اپنی جانی بوجھی ہوئی خوبیاں آپ کے اندر پہلے ہی سے دیکھ کر شناخت کر لیا تھا خدا گواہ ہے کہ میری نظر غلطی نہیں کرتی۔"

تَوَسُّمٌ کا معنی نشاندار ہونا بھی ہے، حدیث میں الشیخ المتوسم آیا ہے یعنی وہ بوڑھا جو علامات پیری سے آراستہ ہو اس کا مادہ وَسْمٌ ہے بصورتِ مصدر وَسْمٌ کا معنی ہے نشاندار کرنا (راغب) اور بصورتِ اسم وَسْمٌ اور سِمَةٌ نشان کو کہتے ہیں وُسُوْمٌ اور سِمَاتٌ جمع وَسِیْمٌ اور وَسِیْمَةٌ حسین اور حسینہ وِسَامٌ جمع وَسِیْمٌ کی جمع وُسَمَاءُ بھی آتی ہے مِیْسَمٌ حسن اور علامت وَسَامَةٌ خوبصورتی مَوْسِمٌ حج کا زمانہ جس سے عرب کی تجارت اور مختلف کاروبار کی شناخت ہوتی تھی، ہر فصل جس سے کھیتوں باغوں اور سردی گرمی کے تغیرات کی شناخت ہوتی ہے، ثلاثی مجرد کے افعال نَصَرَ ضَرَبَ اور کَرُمَ تینوں بابوں سے آتے ہیں۔

وَسَمْتُهٗ (نصر) میں مقابلہ حسن میں اس پر غالب آیا۔ وَسَمْتُهٗ (ضرب) میں نے اس کو نشان دار بنایا۔ وَسُمَ وَسَامَةً وَوَسَامًا (کرم) خوبصورت ہو گیا۔ پ ۱۴/۵۔

مُتَوَفِّیْكَ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ک ضمیر واحد مذکر مضاف الیہ، میں تجھے وفات دینے والا ہوں، میں تجھے اپنی گرفت

میں لیکر اٹھا لینے والا ہوں یا میں تجھے سلانیوالا ہوں اور (نیند کی حالت میں) آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ متوفی کا مصدر تَوَفّی ہے اور توفی کا معنی ہے پورا پورا لیسنا (قاموس وغیرہ) تمام حق گرفتن (صراح) آیت میں توفی کا کیا معنی ہے؟ علماءِ سلف نے اس کی تشریح میں لفظ قبض کہا ہے یعنی گرفت میں لے لینا لیکن قبض اور گرفت میں لینے سے کیا مراد ہے قبض روح مع بدن یا صرف قبض روح یعنی مار ڈالنا یا نیند مسلط کرنا، ربیع بن انس کے نزدیک نیند مسلط کرنا مراد ہے یعنی میں تجھ کو سلا دوں گا، پھر نیند کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھا لونگا۔ اس تفسیر کا مستدل یہ آیت ہے وھو الذی یتوفٰکم باللیل اللہ تم کو رات کو سلاتا ہے، اس آیت سے ثابت ہے کہ توفی کا معنی سلا دینے کا آتا ہے بقول ربیع واقع بھی یونہی ہوا، اللہ نے حضرت عیسٰی کو سلا کر اٹھا لیا (معالم) ابوالبقاء نے کلیات میں لکھا ہے مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ کِلَاهُمَا لِلْمُسْتَقْبَلِ وَالتَّقْدِیْرُ رَافِعُکَ ثُمَّ مُتَوَفِّیْکَ لِاَنَّهٗ رُفِعَ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ یَتَوَفّٰی یعنی متوفی اور رافع اگرچہ اسم فاعل کے صیغے ہیں لیکن استقبال کا معنی مراد ہے اور عبارت میں تقدم تاخر ہے اصل میں رافعک مقدم اور متوفیک مؤخر ہے کیونکہ حضرتِ عیسٰی کو پہلے آسمان کیطرف اٹھا لیا گیا پھر آئندہ ان کی وفات ہوگی۔ تفسیر عباسی میں بھی اسی کی تائید کی گئی ہے ثُمَّ مُتَوَفِّیْکَ اِلٰی قَابِضُکَ بَعْدَ النُّزُوْلِ یعنی آسمان کی طرف اٹھانے کے بعد (آئندہ) میں تجھے وفات دوں گا یعنی آسمان سے اترنے کے بعد تیری روح قبض کروں گا۔

حسن، کلبی اور ابنِ جریج کے تشریحی اقوال میں ہے اِنی قابضک ورافعک من الدنیا الی من غیر موت یعنی تم کو اپنی گرفت میں لے کر میں دنیا سے اٹھا کر اپنے پاس بغیر موت کے لے آؤنگا گویا قبض سے مراد ہوا قبض مع جسم، بغیر موت کے اٹھائے جانے سے پہلے، نہ قبضِ روح مراد ہوا نہ نزول کے بعد والے قبض روح کا اس جگہ ذکر ہے (معالم التنزیل)

امامِ رازی نے نفیس اور دقیق تفسیر کی ہے فرماتے ہیں معنی قولہ انی متوفیک ای انی متمم عمرک فحینئذٍ اتوفاک فلا اترکھم حتی یقتلوک بل انا رافعک الی

سمائی ومقرك بملائکتی واصونك عن
ان یتمکنوا من قتلك (کبیر) یعنی انی
متوفیك کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہاری عمر
پوری کروں گا اور عمر پوری دینے کے بعد تم کو
وفات دوں گا، کافروں کے ہاتھوں سے
تم کو قتل نہیں ہونے دوں گا بلکہ اپنے آسمان
کی طرف تم کو اٹھالوں گا اور فرشتوں کے پاس
جو تمہاری قیامگاہ ہے وہاں تم کو پہنچادوں گا
اور کافروں کے قتل سے تم کو محفوظ رکھوں گا۔

جمہور مفسرین ومحدثین کا اجماعی قول ہے
کہ حضرت عیسیٰ قیامت کے قریب نازل ہوں گے
امام رازی نے فرمایا وورد الخبر عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
سینزل ویقتل الدجال ثم انہ
تعالیٰ یتوفاہ بعد ذلك (کبیر)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مروی
ہے کہ عیسیٰ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل
کریں گے پھر اس کے بعد اللہ ان کو وفات
دے گا۔

حضرت ابوہریرہ سے مرفوع حدیث مروی ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
قیامت نہیں بپا ہوگی یہانتک کہ عیسیٰ بن مریم
حاکم منصف اور امام عادل ہو کر اتریں گے،
صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ
کو ساقط کریں گے (یعنی اسلام کے بغیر جزیہ ادا
کرکے امن حاصل کرنے کا قانون جاتا رہیگا)
مال بہتا پھریگا کہ کوئی لینے والا بھی نہ ہوگا (ابن
ماجہ) پھر دمشق کے پوربی جانب سفید منارہ کے
پاس عیسیٰ بن مریم اتریں گے (ابوداؤد)

حضور والا برآمد ہوئے ہم آپس میں گفتگو
کر رہے تھے فرمایا کیا تذکرہ کر رہے ہو صحابہ
نے عرض کیا قیامت کا ذکر کر رہے ہیں فرمایا
قیامت سے پہلے جب تک دس نشانیاں نہ
دیکھو گے قیامت بپا نہ ہوگی چنانچہ حضور نے
دھوئیں کا، دجال کا، دابۃ الارض کا، سورج کے
مغرب کی طرف سے نکلنے کا، حضرت عیسیٰ کے نزول
کا اور یاجوج ماجوج کا تذکرہ فرمایا الخ
(صحیح مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا زمین کی طرف عیسیٰ بن مریم اتریں گے نکاح کریں گے
ان کی اولاد ہوگی ۴۵ سال (زندہ) رہیں گے پھر
مرجائیں گے اور میری قبر میں میرے ساتھ دفن

کئے جائیں گے میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر میں ابوبکر اور عمر کی قبروں کے درمیان اٹھیں گے، عبداللہ بن عمرو (رواہ ابن الجوزی، مشکوٰۃ)

نسفی کی کتاب عقائد میں اور تفتازانی کی شرح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات قیامت کی خبر دی ہے یعنی دجال دابۃ الارض اور یاجوج وماجوج کا خروج اور آسمان سے عیسیٰ کا نزول اور مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع یہ سب حق ہے۔

فقہ اکبر اور شرح فقہ اکبر میں ہے اللہ کے فرمان کے مطابق نزولِ عیسیٰ قیامت کی علامت ہے اور اللہ نے فرمایا ہے وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ یعنی کوئی اہلِ کتاب ایسا نہ ہوگا کہ قیامت کے قریب عیسیٰ کے نزول کے وقت ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔

تمام احادیث تفسیری اقوال اور شرح عقائد کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ کی وفات ابھی تک نہیں ہوئی، قیامت کے قریب نزول کے بعد آپ کی وفات ہوگی اور آیت میں توفی سے مراد ہے گرفت میں لے لینا یعنی مع بدن کے قبضہ میں لے لیا اور کافروں سے بچا لینا جیسا کہ واقع ہو چکا یا صرف روح قبض کرنا جیسا کہ آئندہ قیامت کے قریب ہوگا تا نیند مسلط کر کے اٹھا لینا جیسا کہ ربیع بن انس کا قول ہے۔

الْمُتَوَكِّلُونَ

الْمُتَوَكِّلُونَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، المتوکل مفرد، تَوَكُّلٌ مصدر (باب تفعل) بھروسہ کرنے والے، اعتماد رکھنے والے، اس معنی کے لئے متوکل کا صلہ علیٰ آنا ضروری ہے کیونکہ توکّل کے صلہ میں علیٰ بھی آتا ہے اور لام بھی، اول کا معنی ہوتا ہے بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا۔ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ اس پر بھروسہ کیا، دوسرے کا معنی ہوتا ہے ذمہ دار اور متولی اور نگرانِ کار بن جانا تَوَكَّلَ لَهٗ، اس کی طرف سے اس کے کام کا نگران اور متولی بن گیا۔

اِتَّكَلَ عَلَيْهِ (باب افتعال) اس پر بھروسہ کیا۔ وَكَّلَ إِلَيْهِ الْأَمْرَ (باب تفعیل) اپنا کام اس کے سپرد کر دیا وَكَلٌ، وَكَلَةٌ، تُكَلَةٌ وہ کمزور عاجز آدمی جو دوسرے کے بھروسہ پر رہے۔ وکیل، دوسرے کے کام کو اپنی سپردگی میں لینے والا، دوسرے کی طرف سے اس کے

کام کی نگرانی کرنیوالا، کفیل سے وکیل عام ہے کیونکہ وکیل کا ذمہ دار ہونا ضروری نہیں وہ صرف اصل کا نائب ہوتا ہے، کفیل خاص ہے، ہر کفیل وکیل بھی ہوتا ہے اور ذمہ دار بھی (راغب)

وَكَالَةٌ کسی کیطرف سے اس کے کاموں کی پیروی کرنا اور نگرانی رکھنا، وَكَلَ، یہ وَكْلًا (ضرب) اسپر بھروسہ کیا اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا کام اسکے سپرد کردیا، وَكَلَ إِلَيْهِ الْأَمْرَ (ضرب) اپنا کام اس کے سپرد کردیا۔

وَكَالٌ جانور کا دوسرے کے سہارے سے چلنا خود تنہا نہ چلنا۔ ۱۳/۱۲ ۲۴/۱۴۱۲ ۔

اَلْمُتَوَكِّلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب المتوکل واحد، بھروسہ کرنیوالے اعتماد رکھنے والے ۔ ۴۸ ۔

مَتٰى: اسم بھی ہے اور حرف بھی، اسم کبھی وقت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے (کب) متی هٰذا الوعد اس وعدہ کا وقت کب ہوگا متی هٰذا الفتح یہ فتح کب ہوگی متی نصر الله الله کی مدد کب آئے گی۔

کبھی شرط و جزار کے لئے آتا ہے (جب) متی أَضَعِ العِمَامَةَ تَعْرِفُونِي جب میں سر سے عمامہ اتار دونگا تم مجھے پہچان لوگے (چند یا صاف نکلیگی جو سرداری کی علامت ہے)

حرفی صورت میں مِنْ یا فِي کا ہم معنی ہوتا ہے (بنی ہذیل۔ صرح بہ مؤلف مغنی اللبیب) جیسے أَخْرَجَهَا مَتٰى كُمِّهِ اس کو اپنی آستین سے نکالا اور وَضَعْتُهُ مَتٰى كُمِّي میں نے اسکو اپنی آستین میں رکھ لیا۔ لیکن امام راغب نے اور بعض دوسرے اہل لغت نے لکھا ہے کہ بنی ہذیل متٰے کو وسط کے معنی میں استعمال کرتے ہیں ابوذویب ہذلی کا شعر ہے ؎

شَرِبْنَ بِمَاءِ الْبَحْرِ ثُمَّ تَرَفَّعَتْ
مَتٰى لُجَجٍ خُضْرٍ لَهُنَّ نَئِيجُ

انہوں نے سمندر یا دریا کا پانی پیا پھر سیاہ گہرے کنڈوں کے وسط میں سے انکی سرسراہٹ کی آواز اٹھی۔

کبھی مَتٰى کو مَتّٰى بالتشدید بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن بطور شذوذ۔

مَتْيٌ مصدر ہے، دور دراز سفر کرنا، لمبی سیر کرنا والفعل من نصر۔

قرآن مجید میں صرف اسم استفہام کی شکل

میں متنی کا استعمال ہوا ہے۔ پ ۳/۱۰ پ ۱۱/۱۰ پ ۱۵/۵ پ ۱۷/۳
پ ۲۰/۰ پ ۲۱/۱۶ پ ۲۲/۹ پ ۲۳/۳ پ ۲۹/۲

مَتِیْنٌ: صیغہ صفت مشبہ مفرد۔ مضبوط، محکم، ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں حصہ کو مَتْنٌ کہا جاتا ہے اسی سے مَتُنَ فعل بنا لیا گیا اس کی پشت قوی اور مضبوط ہو گئی (راغب) اس کے اعضا سخت اور مضبوط ہو گئے (قاموس) مَتَانَۃٌ (کرم) مَتَنَ بِالْمَکَانِ (نصر) اس جگہ قیام کیا مَتْنٌ اور مَتْنَۃٌ اونچی سخت زمین کو بھی کہتے ہیں مَتْنُ الطَّرِیْقِ وسطِ راہ۔ (منتہی الارب)

مَتِیْنٌ مضبوط پشت والا۔ توسیع استعمال کے بعد متین کا معنی ہو گیا، قوی، محکم (المفردات) پ ۲۹/۱۴ ۔

اَلْمَتِیْنُ: قوی۔ پ ۲۷/۲۔

مَثَابَۃً: ظرفِ مکان، لوگوں کے لوٹنے کی جگہ، کنوئیں سے پانی لینے کی جگہ، کنوئیں کی من، مَثَابٌ کا یہ معنی بھی ہے اور کنوئیں میں پانی جمع ہونے کی جگہ اور کھڑا ہو کر ساقی کے پانی پلانے کی جگہ کو بھی مَثَابٌ کہتے ہیں (قاموس واقرب الموارد) اس جگہ مَثَابَۃً کا اول معنی مراد ہے (خازن ومدارک و ابوالسعود)

مَثَابَۃٌ اور مَثَابٌ کا مادہ ثَوْبٌ ہے ثوب کا معنی ہے اصلی حالت کی طرف لوٹنا یا کسی کام کی اصلی غرض کی طرف لوٹنا جو پہلے سوچ لی گئی ہو، آغازِ عمل انجامِ فکر ہوتا ہے اور آخرِ عمل اولِ فکر یعنی آدمی پہلے سوچتا ہے سوچ چکتا ہے تو کام شروع کرتا ہے کام ختم ہو جاتا ہے تو سوچی ہوئی غرض کا حصول سامنے آتا ہے اور عمل نتیجہ سے ہمکنار ہو جاتا ہے بس اسی سوچی ہوئی غرض کے ظہورِ فعلی کی طرف لوٹنے کو ثوب کہتے ہیں اور نتیجہ کو ثواب یا مثوبہ کہا جاتا ہے۔ کعبہ کی تعمیر کا فائدہ جو تعمیر اور حکم تعمیر سے پہلے مقرر کر لیا گیا تھا یہی تھا کہ لوگ اس کو مرکزِ عبادت بنائیں اس کی طرف رخ کریں وہاں جمع ہوں اس لئے کعبہ مثابہ اور جائے رجوع ہو گیا۔

راغب نے لکھا ہے بعض لوگوں کی نظر میں مثابہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب وہاں لکھا جاتا ہے لیکن میری نظر میں یہ توجیہ مناسب نہیں، مثابہ جائے ثواب کو نہیں بلکہ

جائے ثواب (رجوع) کو کہتے ہیں پھر اعمال کا ثواب تو ہر جگہ ہی لکھا جاتا ہے کعبہ کی کیا خصوصیت ہے اس کے علاوہ سزا جزاء کو ثواب کہنے کی وجہ بھی تو یہی ہے کہ ان کی طرف آخر میں اعمال کا رجوع ہوتا ہے جس طرح سوت کاتنے کی اصل غرض کپڑا بنانا اور کپڑا حاصل کرنا ہوتی ہے اس لئے کپڑے کو ثوب کہا جاتا ہے اسی طرح نتیجۂ عمل کا ثواب (سزا جزا) کہا جاتا ہے۔

ثَابَ ثَوْبًا ثُوُوْبًا ثَوَبَانًا جہاں سے گیا تھا وہیں لوٹ آیا ثَابَ النَّاسُ لوگ جمع ہو گئے ثَابَ جِسْمُهٗ ثَوَبَانًا بیماری سے لاغر ہونے کے بعد جسم پھر فربہ ہو گیا ثَابَ الْحَوْضُ ثَوْبًا وَ ثُوُوْبًا حوض پانی سے بھرنے لگا یا بھر گیا (ناصر) ان سب مثالوں میں رجوع کا مفہوم مشترک ہے۔ ب ا

مَثَانِیْ: جمع منصوب نکرہ، مَثْنٰی واحد مَثْنَی یا مَثْنَاۃٌ مصدر ثَنْیٌ کا معنی دوہرا کرنا لپکا کرنا، اعادہ کرنا، چھانٹ لینا اور ثَنَاءٌ کا معنی بار بار کسی کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنا۔

(المفردات و تاج و قاموس)

کیسلر مستشرق نے اپنی کتاب (الاساس

الیہودی للدیانۃ الاسلامیۃ) میں لکھا ہے کہ مثانی سریانی لفظ ہے جس کا معنی ہے علم کثیر لیکن یہ معنی نہ سورہ حجر کی آیت وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ میں بن سکتا ہے نہ سورۂ زمر کی آیت اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ میں اس جگہ کتابًا موصوف ہے متشابہًا صفت اور مثانی اس کا بیان ہے امور متکررہ باہم متشابہ ہی ہوتے ہیں۔

اس یہودی النسل مصنف کو عربی میں اس مادہ سے بنتے ہوئے دوسرے الفاظ نہیں ملے نہ تثنیہ نہ ثنیٰ نہ ثنار نہ ثانی نہ اثنین اور اثنتین نہ مثنیٰ نہ مثنے نہ ثنے اور ثناء کے بیسیوں مشتقات اس بیچارہ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام کی بنیاد یہودیت ہے اسلام صیہونیت سے ماخوذ ہے خواہ ثابت ہو سکے یا نہ ہو سکے عصبیت کا مظاہرہ ضرور کرنا ہے اسی لئے تو اس نے مثانی کو سریانی لفظ قرار دیا۔

پروفیسر عبد الرؤف نے معجم القرآن میں اور بکثرت مفسرین سلف نے مثانی

کہنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ قرآنی مندرجات میں تکرار
ہے۔ آیات کی تکرار رفتارِ کلام ہر جگہ ایک ہی
ہے اس لئے راندش کلام کی تکرار نصیحت و
موعظت اور طرزِ نصیحت کی تکرار، قصص کی تکرار،
ردِ نہی اور وعدہ و وعید کی تکرار، تلاوت کی تکرار
وغیرہ (ماخوذ از ثنیٰ)

یا یہ وجہ کہ اس میں اللہ کی ذات صفات
اور اسماءِ حسنیٰ کی ثناء ہے یا یہ کہ قرآن میں خود اس
کے اعجاز و بلاغت کی ثنا جمیل ہے (ماخوذ
از ثناء)

سورۂ فاتحہ کو سبعًا من المثانی کہنے کی وجہ
یہ بھی ہے کہ یہ ساتوں آیات نماز کی ہر رکعت
میں لزوماً پڑھی جاتی ہیں اور پڑھے جانے کے
لئے چھانٹ لی گئی ہیں مثنیٰ کا معنی چھانٹ لینا
اور استثناء کر لینا بھی ہے۔

سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں
قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور بعض
دوسرے اہلِ تفسیر نے لکھا ہے کہ اگر سورۂ
فاتحہ کا نزول مکرر مانا جائے۔ ایک مرتبہ
مکہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ میں تحویلِ قبلہ
کے وقت، تو تکرار نزول کی وجہ سے بھی سورۂ
فاتحہ کو سبع مثانی کہنا صحیح ہوگا، بیضاوی نے
تو یہ بھی لکھا ہے کہ آیت ولقد آتیناک سبعا
من المثانی کا مکی ہونا صحیح ہے اور تحویلِ قبلہ
کے وقت نزول تو بہر حال ثابت ہے اس لئے
سورۂ فاتحہ کا مکرر نزول ہونا صحیح ہو گیا۔ بیضاوی
کے اس استدلال میں ضعف ہے جو اپنی
جگہ ثابت ہے۔

امام راغب نے قرآن کو مثانی کہنے کی وجہ
یہ لکھی ہے کہ زمان و مکان کے تبدل اور کائنات
کے مرور و زوال کے باوجود قرآنِ مجید ہر زوال
اور ہر تغیر سے منزہ ہے درحسبِ سابق بار بار
اس کا اعادہ بغیر ردو بدل کے ہوتا رہتا ہے
قرآن اب بھی ویسا ہی ہے جیسے نزول کے
زمانہ میں تھا اور ایسا ہی آئندہ بھی رہیگا (ماخوذ
از ثنی) یا یہ کہ اس کے عجائب غرائب اور حِکَم و
فوائد غیر منقطع ہیں ان گنت ہیں لامتناہی ہیں،
بار بار نئے حقائق کا انکشاف ہوتا ہی رہتا ہے
اور ہوتا رہیگا اس لئے ہر وقت اور ہر زمانہ
میں اس کی اس کے پڑھنے والے کی اس کا علم
رکھنے والے کی اور اس پر عمل کرنے والے کی
ثناء کی جاتی رہتی ہے اور کی جاتی رہے گی (ماخوذ

(از شاہ)

اس ہیچمدان کور دانش کی رائے میں ایک دقیق نکتہ اور بھی آیا ہے جس کو مفصل طور پر تفسیر بیان السبحان میں بیان کر دیا گیا ہے لیکن اس جگہ بھی مختصراً ذکر لطف سے خالی نہ ہوگا۔

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ سارا اسنار عرش سے فرش تک درس بصیرت ہے دعوت غور ہے کل جہاں کتابچۂ توحید ہے صحیفۂ تمجید و تحمید ہے، آغاز و انجام پر روشنی ڈال رہا ہے مبدء و منتہا کی طرف اشارہ کر رہا ہے قانونِ جزا و سزا کی تعلیم دے رہا ہے قادرِ مطلق کی قہاری آمریت کو ظاہر کر رہا ہے اور خالقِ کل کی خود مختار تخلیقی اور تشریعی طاقت کو بتا رہا ہے، یہ سب آئینۂ الوہیت ہے لائحہ ربوبیت ہے زہہت رحمانی کا مخبر ہے عطوفت ربانی کا غماز ہے، قرآنِ مجید اسی کائناتی کتابچہ کی صحیح کاپی ہے، ترجمانِ فطرت ہے صحیفۂ قدرت کا قاری ہے اس لئے اسکی ہر آیت کو کائناتِ خارجیہ کی ہر آیت سے مشابہت ہے بلکہ یہ بعینہٖ اسی کی تعبیر ہے اس لئے اس کو کتاب متشابہ بھی کہہ سکتے ہیں اور مثانی بھی، فرق صرف یہ ہے کہ صحیفۂ آفاق خاموش ہے اور کتاب مجید ناطق وہ صور و احوال کا مجموعہ ہے اور یہ حقائق کی تصویر کشی کا لفظی مرقع واللہ اعلم۔ $\frac{۲۳}{۱۷}$

اَلْمَثَانِیْ: جمع مجرور معرفہ، اَلْمَثْنٰی واحد مکرر یا وہ جس کی تعریف کی گئی ہو۔ $\frac{۱۴}{۶}$۔

مَثْبُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر، ثُبُوْرٌ مصدر ملعونِ خیر سے روکا گیا، عربی محاورہ ہے مَاثَبَرَكَ عَنْ هٰذَا اس چیز سے تجھے کس نے روکا (فراء) ابوزید نے کہا ثَبَرْتُ فُلَانًا اور اَثْبَرْتُ دونوں کا معنی ایک ہی ہے، میں نے اس کو لوٹا دیا، مجاہد اور قتادہ نے کہا مثبور کا معنی ہے ہلاک شامت زدہ، زجاج نے ثبر کے معنی ہلک اور مثبور کے معنی ہلاک شدہ بیان کئے ہیں (کبیر)

حضرت ابن عباس نے فرمایا اس جگہ ناقص العقل مراد ہے کیونکہ نقصانِ عقل سب سے بڑی تباہی ہے (المفردات) $\frac{۱۵}{۱۲}$۔

مِثْقَالُ: اسم مفرد، مَثَاقِیْلُ جمع، ہموزن برابر، ثقل مادہ، ثَقُلَ (کرم) بھاری ہو گیا، ثِقَلٌ اور ثَقَالَۃٌ مصدر، ثَقَلَ الشَّیْءَ (نصر) چیز کو تولا، ثَقَلٌ مصدر، ثَقِلَ (سمع) سخت بیمار

ہوگیا۔ ثِقْلٌ بوجھ۔ ثِقْلٌ بھاری بن۔ ثَقَلٌ مسافر کا سامان اور ہر نفیس چیز۔

مثقال ایک خاص باٹ بھی ہوتا ہے جس کا وزن ۱ ۳/۷ درہم کے برابر ہوتا ہے لیکن آیات میں اول معنی ہی مراد ہے۔ ۲۲/۲۔

مِثْقَالَ : اسم مفرد، ہموزن ۳/۴ ۱۶/۴ ۲۱/۱۱ ۲۲/۹ ۲۳/۸۔

مِثْقَالِ : اسم مفرد، ہموزن۔ ۱۱/۱۲۔

مُثْقَلُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ مُثْقَلٌ وہ لوگ جن پر بوجھ لادا گیا ہو یا ان کو بوجھ کی طرح کسی پر لادا گیا ہو، اَثْقَلَ (باب افعال) کے دونوں معنی ہیں کسی پر بوجھ لاد دیا یا کسی کو بوجھ کی طرح لاد دیا، آیات میں اول معنی مراد ہے۔ ۲۷/۴ ۲۹/۴۔

مُثْقَلَةٌ : اسم مفعول واحد مؤنث، وہ نفس جس پر گناہوں کا بار ہوگا عربی میں نفس مؤنث ہے اس لئے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا۔ ۲۲/۱۵۔

مَثَلٌ : اسم مفرد اَمْثَالٌ جمع۔ مَثَلٌ وہ قول ہے جو دوسرے قول کے مشابہ ہو اور ایک سے دوسرے کی حالت کھل جائے گویا دوسرے کی تصویر اول کے ذریعہ سے نظر کے سامنے آجائے (راغب)

مَثَلٌ، مِثْلٌ، مَثِیْلٌ سب کے معنی نظیر اور شبیہ کے ہیں، یہ اصلی معنی ہیں علامہ تفتازانی نے منقول ہیں اور بعض دوسرے اہلِ بلاغت نے مثل اور نظیر میں فرق بیان کیا ہے مثل کا ممثل لہ کے افراد میں سے ہونا ضروری قرار دیا ہے اور نظیر کے لئے یہ شرط نہیں مقرر کی بلکہ صراحت کردی کہ نظیر منظر لہ کے افراد میں سے نہیں ہوتی۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس فرق کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

اصل وضع سے آگے بڑھ کر دوسرے نمبر پر مَثَلٌ اس مشہور کلام کو کہنے لگے جو بلیغ بھی ہو اور اس کا محلِ استعمال محلِ وضع کے مشابہ ہو (بیضاوی) لیکن علامہ آلوسی نے جب دیکھا کہ بعض امثال قرآنیہ جن کا واضع بھی قرآن ہے اور استعمال بھی سب سے پہلے قرآن نے ہی کی ہیں ان کا محلِ وضع محلِ استعمال سے جدا نہیں، مقام وضع اور مقامِ استعمال میں مشابہت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مشابہت تو دو چیزوں میں ہوتی ہے اور یہاں ایک ہی چیز ہے اس لئے بیضاوی کے قول میں ضعف ہے، اس اعتراض سے بچنے کے لئے یوں کہنا مناسب ہے کہ دوسرے

نمبر میں مَثَل کا استعمال اس مشہور بلیغ کلام میں ہونے لگا جو نظم ہو یا نثر مگر ہو کسی لطیف حسن کا حامل، اس کے اندر کوئی بے مثال تشبیہ ہو یا تصویر کش استعارہ یا نادر کنایہ۔ تیسرے نمبر میں اس سے بھی آگے بڑھ کر مثل کا اطلاق اس حال یا صفت یا قصہ پر ہونے لگا جس میں کوئی عجیب ندرت اور پرشکوہ عظمت ہو مثلاً لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی، اللہ کی عجیب شان عالی ہے مَثَلُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ الخ جنت کی عجیب نادر حالت اور صفت۔

چوتھے درجہ میں لفظِ مَثَل کا استعمال اس حال یا صفت یا قصہ کے لئے ہونے لگا جس میں کوئی ندرت ہو عظمت ہونا ضروری نہیں جیسے مَثَلُہُمْ کَمَثَلِ الْکَلْبِ، کَمَثَلِ الْحِمَارِ، اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ان سب مثالوں میں مثل سے مراد ہے حالتِ نادرہ اور صفت عجیبہ۔

قرآن مجید میں لفظِ مَثَل کہاں کہاں اور کس کس معنی کے لئے آیا ہے؟

یاد رکھو کہ قرآن مجید میں جس جگہ مَثَل مرفوع کے بعد کَمَثَلِ بھی آیا ہے یعنی مَثَل اور مَثَل ب دونوں مذکور ہیں تو مَثَل سے مراد صفت اور حالت ہے۔ اگر لفظ مَثَل مرفوع مذکور ہے اور اس کے بعد کَمَثَلِ نہیں ہے تو صرف پ ۳/۱۰ میں شبہ یعنی تشبیہی قصہ مراد ہے باقی آیات میں مَثَل کا معنی ہے صفت۔

اگر مَثَل منصوب ہے خواہ اس کے بعد کَمَثَلِ ہے یا نہیں ہے، بہرحال مَثَل سے مراد ہے صفت اور حالت۔

اگر مَثَلٍ مجرور مع تنوین کے ہے وہ نادر معنی مراد ہے جو ندرت میں کہاوت کی طرح ہو گیا ہے صرف پ ۱۹/۱ میں مَثَل کا معنی ہے اعتراض اور سوال عجیب۔

اگر مَثَلِ مجرور بغیر تنوین کے ہو تو ہر جگہ صفت مراد ہے۔

اگر مَثَلٌ مرفوع مع تنوین کے ہے تو تشبیہی قصہ مراد ہے۔

اگر اَلْمَثَلُ معرفہ باللام ہے اور ایسا صرف دو جگہ ہے تو مثل سے مراد ہے عظیم الشان صفت۔

پ ۱/۲ پ ۲/۵ پ ۳/۴ پ ۴/۳ پ ۹/۱۲ پ ۱۱/۸ پ ۱۲/۲ پ ۱۳/۱۱ ر ۱۵، ۱۶ پ ۱۴/۱۳ پ ۱۸/۱۱ پ ۲۰/۱۶ پ ۲۵/۷ پ ۲۶/۶ پ ۲۸/۱۱، صفت۔

حالت پ۲/۱ شبہ یعنی تمثیل اور تشبیہی قصہ۔

مَثَلَ : پ۳/۱۴ پ۱۵/۱۸ حالت ۔صفت۔

مَثَلِ : پ۱/۲ پ۲/۵ پ۳/۱۴،۴ پ۴/۳ پ۹/۱۲ پ۲۰/۱۶ پ۲۷/۱۹ پ۲۸/۱۱،۵ ۔حالت ۔صفت۔

مَثَلٌ : پ۱۷/۱۲ تشبیہی قصہ۔

مَثَلٍ : پ۱۵/۲۰،۱۰ پ۲۱/۹ پ۲۳/۱۷ اور معنی پ۱۹/۱ اعتراض، عجیب سوال۔

مَثَلًا : پ۱/۳ پ۱۳/۱۶ پ۱۴/۲۱،۱۶ پ۱۵/۱۷ پ۲۱/۷ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۱۷ پ۲۵/۱۲ پ۲۸/۲۰ تشبیہی قصہ، تمثیل پ۹/۱۲ پ۱۲/۲ حالت ۔صفت۔

پ۱۸/۱۰ پ۲۹/۱۵ عجیب خبر پ۲۳/۴ پ۲۵/۸ نظیر، مثال پ۲۵/۱۱ عبرت انگیز خبر یا واقعہ۔

اَلْمَثَلُ : پ۱۴/۱۳ پ۲۱/۶ عظیم الشان صفت۔

مَثَلُهٗ : مَثَلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ اس کی حالت، پ۳/۴ پ۱۹/۱۲ پ۲۵/۲ مؤخر الذکر آیت میں لفظ مَثَل بالکل زائد ہے (کبیر و مدارک)

مَثَلُهُمْ : مَثَلُ مضاف هُمْ مضاف الیہ حالت ۔صفت ۔ پ۱/۲ پ۲۶/۱۲۔

مِثْلُ : اسم مفرد، طرح، تشبیہ اور تمثیل کے لئے عربی میں جتنے الفاظ مستعمل ہیں سب سے زیادہ عام لفظ مِثْلُ ہے کیونکہ ذات اور حقیقت میں اگر کوئی کسی کا شریک ہو تو اس کو نِدّ کہتے ہیں، کیفیت میں شریک ہو تو شِبہ شَبہ اور شبیہ کہتے ہیں جسمانیت اور تعداد وغیرہ میں برابر ہو تو مساوی کہا جاتا ہے صورت نقوش اور خطوطِ ظاہرہ میں شباہت و یگانگت ہو تو شکل کہا جاتا ہے لیکن مثل کا لفظ ہر جگہ مستعمل ہے (راغب مع بعض زیادۃ) پ۲/۱۴،۱۲ پ۳/۶ پ۴/۱۳ پ۶/۴ پ۷/۲ پ۱۲/۸ پ۲۲/۱۴۔

مِثْلَ : اسم مفرد، طرح پ۱/۱۴ پ۳/۱۲ پ۶/۹ پ۷/۱۷ پ۸/۲ پ۹/۱۸ پ۱۱/۱۵-۱۰ پ۱۸/۵ پ۲۰/۱۱،۸ پ۲۴/۱۶،۹ پ۲۶/۱۸ پ۲۷/۲ پ۲۸/۸۔

مِثْلِ : اسم مفرد، طرح پ۱/۱۶ لفظ مثل اس جگہ زائد ہے پ۲/۸ پ۱۴/۲۲ پ۱۵/۱۰ پ۱۶/۱۵ پ۲۳/۶۔

مِثْلُكُمْ : مِثْلُ مرفوع مضاف كُمْ مضاف الیہ تمہاری طرح پ۱۳/۱۴ پ۱۶/۳ پ۱۷/۱ پ۱۸/۳،۲ پ۲۴/۱۵۔

مِثْلُكُمْ : مثل منصوب مضاف کُمْ مضاف الیہ، تمہاری طرح ۔ پ۱۸/۳۔

مِثْلُنَا : مثل مرفوع مضاف نا مضاف الیہ ہماری طرح ۔ پ۱۳/۱۴ پ۱۹/۱۴،۱۲ پ۲۲/۱۹۔

مِثْلَنَا : مثل منصوب مضاف، ہماری طرح پ۱۲/۱

مِثْلِنَا: مثلِ مجرور مضاف، ہماری طرح۔ ۱۵/۲۔

مِثْلُهٗ: مثل مرفوع مضاف ۂ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اس کی طرح۔ ۵/۱۲ ، ۹/۱۱۔

مِثْلَهٗ: مثل منصوب مضاف ۂ ضمیر واحد مذکر غائب، مضاف الیہ، اس کی طرح ۶/۱۰ ، ۲۴/۲ اس کی برابر۔ ۱۳/۸۔

مِثْلِهٖ: مثلِ مجرور مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۳ ، ۱۱/۹ ، ۱۳/۲ ، ۱۵/۱۰ ، ۱۶/۱۲ ، ۶/۸ ، ۲۳/۴ ، ۲۶/۱ ، ۲۷/۴ اس کی برابر ۱۹/۲ آیت ۲۵/۲ میں مثل کا لفظ تاکید کے لئے زائد ہے یا مثل کا معنی ہے حالت یعنی اس کی صفت و حالت کی طرح کسی چیز کی حالت نہیں۔

مِثْلُهَا: مثل مرفوع مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، اس کی طرح۔ ۲۵/۲ ، ۳۰/۱۴

مِثْلَهَا: مثل منصوب مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، اس کی طرح ۶ ، ۲۴/۱۰۔

مِثْلِهَا: مثل مجرور مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ، اسکی طرح۔ ۱/۱۳ ، ۱۱/۸۔

مِثْلُهُمْ: مثل مرفوع مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کی طرح۔ ۵/۱۲

مِثْلَهُمْ: مثل منصوب مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کی طرح۔ ۱۵/۱۱ ، ۱۶/۶۔

مِثْلِهِمْ: مثل مجرور مضاف ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کی طرح۔ ۲۳/۴۔

مِثْلُهُنَّ: مثل منصوب مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، ان کی طرح۔ ۲۸/۲۵۔

مِثْلَيْهَا: مثلَیْ مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ، اس سے دوگونہ، اصل میں مِثْلَيْنِ تھا تثنیہ منصوب مضاف کی وجہ سے نون ساقط کردیا گیا۔ ۴/۸۔

مِثْلَيْهِمْ: مثلَیْ تثنیہ مضاف ھِم ضمیر مضاف الیہ، ان سے دوگنے، اصل میں مِثْلَيْنِ تھا۔ ۲/۴

اَلْمَثُلٰتُ: جمع مؤنث، اَلْمَثُلَةُ واحد، عبرت خیز نظریں، مَثُلَةٌ وہ سزا جو دوسروں کو ارتکابِ جرم سے باز رکھنے کے لئے مثال بن جائے (راغب خازن) سزا اور جرم میں مماثلت و مشابہت ہونے کی وجہ سے مذکورہ سزا کو مثال اور مَثُلَہ کہا جاتا ہے قصاص کو مثال کہنے کی وجہ بھی یہی ہے (ابوالسعود) مَثُلَةٌ اور مُثْلَةٌ اور مُثُلَةٌ تینوں لغات صحیح ہیں اور معنی میں کوئی فرق نہیں ہے (راغب) ۱۳/۶۔

اَلْمُثْلٰى: اسم تفضیل واحد مؤنث اَلْاَمْثَلُ

واحد مذکر، برگزیدہ۔ بہتر، وہ طریقہ جو فضیلت سے مشابہت رکھتا ہے، اَمْثَل کی جمع اماثل ہے یعنی بزرگ لوگ جو اعلیٰ اور افضل آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں سب سے اچھے طریقے والے۔ پ ١٦/١٢ ۔

مَثْنیٰ: مفرد، مَثانی جمع دو دو، وادی کا موڑ، گھومنے کی جگہ مَثْنَى الْوَادِي کرر احسان بار بار احسان۔ آیات میں اول معنی مراد ہے پ ٢٣/١٢ آیہ ١٣ ۔

مَثُوبَة: اچھا بدلہ، جزا، ثواب (دیکھو مثابۃ) پ ١/١ ۔

مَثُوبَةً: سزا۔ برا بدلہ۔ مَثُوبَةً ثواب کا ہم معنی ہے لیکن اس جگہ مجازاً بطور استہزاء استعمال کیا گیا ہے جیسے بشارت کا استعمال عذاب کے ساتھ آیت فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ میں بطور استہزاء کیا گیا ہے (خازن و کشاف) صاحب کشاف نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس جگہ مجازاً استعمال ایسا ہی ہے جیسا لفظِ تحیۃ کا استعمال تَحِيَّةُ بَيْنِهِمْ ضَرْبٌ وَجِيْعٌ میں کیا ہے کہتے ہیں:

وَضْعُ الْمَثُوبَةِ مَوْضِعَ الْعُقُوبَةِ عَلٰى طَرِيْقَةِ قول الشاعر تَحِيَّةُ بَيْنِهِمْ ضَرْبٌ وَجِيْعٌ او فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنی بجائے عقوبت کے اس جگہ لفظِ مثوبۃ کا استعمال ایسا ہی ہے جیسے شاعر نے مصرع مذکور میں لفظِ تحیۃ کا استعمال کیا ہے یا آیت فبشرهم الخ کی طرح ہے۔ خفاجی مجاز کے قائل نہیں بلکہ طراز المجالس میں انہوں نے آیت مذکورہ کو بابِ ایجاز قرار دیا ہے کہتے ہیں اِنَّ الْاٰیَۃَ من باب الایجاز لا من المجاز وان فیہا تنویعا مقدرا الخ (طراز المجالس) ٦/١٢ ۔

مَثْوىٰ: ظرفِ مکان مفرد، مثاوی جمع۔ ٹھکانا۔ دراز مدت تک ٹھہرنے کا مقام، اترنے کا مقام، فرودگاہ۔ ابو المثوی میزبان اور مہمان اُمُّ الْمَثْوٰی میزبان عورت۔

ثَوٰی يَثْوِي (ضرب یضرب) ثَوَاءً اور ثُوِيًّا مصدر، متعدی بنفسہ بھی ہے ثوی المکان بولا جاتا ہے اس جگہ ٹھہرا، قیام کیا، اترا اور ثوی بالمکان کا بھی یہی معنی ہے۔

ثُوِيَ (ماضی مجہول) دفن ہو گیا۔ اَثْوٰی بالمکان (افعال) وہاں مدت دراز تک قیام کیا، اَثْوَیۃ میں نے اس کو ٹھہرایا، اس کی مہمانی کی، ثُوِيّ: باب

تفعیل لازم) ہرگیا، ثَوَّیْتُہٗ (باب تفعیل متعدی)
میں نے اس کو ٹھہرایا، مقیم کیا، تَثَوَّیْتُہٗ
(باب تفعل) میں اس کا مہمان ہوا۔ ہے ب۱۲
پ۲۱/۳، ۱۵،۱۳،۱۳،۱۷/۲۴، پ۲۶/۲۔

مَثْوٰاکُمْ: مَثْوٰی مضاف کُمْ مضاف الیہ
تمہارا ٹھکانا، تمہاری قیام گاہ۔ پ۲۶/۲۔

مَثْوٰاہُ: مَثْوا مضاف ہٗ ضمیر غائب مضاف الیہ
اسکی قیام گاہ، اسکا ٹھکانا، اسکی مہمانی۔ پ۱۲/۱۲۔

مَثْوَایَ: مَثْوا مضاف ی ضمیر واحد متکلم
مضاف الیہ، میری قیام گاہ۔ میری مہمانی
پ۱۲/۱۳۔

اَلْمَجَالِسِ: جمع، اَلْمَجْلِسُ واحد
نشست گاہیں، بیٹھنے کی جگہیں، امام عاصم
اور حسن بصری کی روایت میں المجالس آیا
ہے، باقی راویوں کے نزدیک المجلس مروی
ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ جمعہ کے اجتماع
کے متعلق اس کے حکم کا نزول ہوا، قتادہ کا قول
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کا ہر شخص
بیش از بیش خواستگار رہتا تھا جو لوگ پہلے آجاتے
وہ ڈٹ کر بیٹھ جاتے اور بعد کو آنیوالوں کو جگہ
نہیں دیتے تھے، اس کی ممانعت میں اس
آیت کا نزول ہوا، مقاتل کی روایت کے بموجب
آیت کا نزول بعض اہل بدر کو جگہ دینے کے حکم
کے متعلق ہوا جنکو حضور اقدس کی مجلس میں ایکمرتبہ
جگہ نہیں ملی تھی اور لوگوں نے ان کو کھڑا دیکھ کر
باوجود جگہ نہیں دی تھی، بہرحال آیت کا مورد
کچھ بھی ہو حکم ہر مجلس خیر اور محفل ذکر و وعظ کے لئے
عام ہے (معالم وغیرہ) پ۲۸/۲۔

اَلْمُجَاهِدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع
المجاهد واحد، دشمن کی مدافعت میں اپنی
پوری طاقت اور کوشش صرف کرنیوالے
(جہاد کے تینوں اقسام کے بیان کے لئے دیکھو
جہادٍ) جہاد مالی اور جانی کی صراحت اس آیت
میں ہے اس کے علاوہ ہاتھ اور زبان سے بھی
جہاد ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا تھا جاهدوا الکفار بایدیکم والسنتکم
کافروں کی مدافعت میں اپنے ہاتھوں اور زبانوں کی
پوری کوشش سے کام لو ہاتھوں اور زبانوں سے
جہاد کرو۔ (المفردات للراغب)

جہاد اور مجاہدہ (مُفَاعَلَۃ) تَجَاهُدٌ
(تفاعُل) تینوں کا معنی ایک ہے اور تینوں کا
ماخذ جہد ہے، دیکھو جُہد اور جَہد) جَہْدٌ

البَلَاءُ ایسی سخت مصیبت جس میں آدمی موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے، حدیث میں آتا ہے اعوذبک من جهد البلاء۔ (ن) جَهْدُ الْاِیْمَانِ سخت پختہ قسمیں، جَهَادٌ ہموار سخت چٹیل میدان۔

جَهَدَ جَهْدًا (فتح لازم) کوشش کی مشقت اٹھائی جَهَدَ الْمَرَضُ زَیْدًا (فتح متعدی بنفسہ) زید کو بیماری نے دبلا کر دیا جَهَدَ بِزَیْدٍ (فتح متعدی بالباء) زید کو آزمایا۔ جَهِدَ عَیْشُہٗ (سمع لازم) زندگی اجیرن ہو گئی، مشقتوں سے بھر گئی۔

اَجْهَدَ الشَّیْبُ (باب افعال لازم) (مصیبت کی وجہ سے) بالوں میں سفیدی بلا آگئی اور بہت آگئی اَجْهَدَ الْحَقُّ حق ظاہر اور آشکارا ہو گیا۔ اَجْهَدَ الشَّیْءُ وہ شی مشتبہ ہو گئی اَجْهَدَ فِی الْاَمْرِ (باب افعال متعدی بذریعہ فی) کام میں احتیاط کی اَجْهَدَ مَالَہٗ (افعال متعدی بنفسہ) مال کو برباد کر دیا۔

مجرد کی تمام مثالوں پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ مادہ جہد کے مفہوم میں مشقت کوشش دشواری اور تکلیف کا معنی لازم ہے اس لئے جہاد کا معنی ہوا دشمن کی مدافعت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہر قسم کی جانی مالی زبانی جسمانی کوشش کرنی اور مشقت اٹھانی ۔ پ۵ ۔

اَلْمُجَاهِدِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر حالتِ نصب۔ المجاہد مفرد دشمن کی مدافعت میں مالی جانی ہر قسم کی امکانی قربانی دینے والے پ۵ ۸/۲۶ ۔

مُجْتَمِعُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُجْتَمِعٌ مفرد۔ باب افتعال، جمع ہونے والے، مادہ جمع سے ثلاثی مجرد فتح سے آتا ہے اور متعدی بنے باب افتعال میں آکر اجتمع لازم ہو گیا۔ مزید تنقیح کے لئے دیکھو باب الجیم مع المیم والعین) پ۱۹ ۔

مَجْذُوْذٍ : اسم مفعول واحد مذکر جَذٌّ مصدر (نصر) غیر منقطع۔ دوامی۔ لازوال، جَذٌّ کا معنی توڑ دینا ٹکڑے کر دینا (دیکھو جذاذا) جلدی کرنا، جڑ سے کاٹ دینا ۔ پ۱۲ ۔

اَلْمُجْرِمُ : اسم فاعل واحد مذکر باب افعال جُرْمٌ اسم گناہ، قصور، اجرام و جُرُوْمٌ جمع جِرْمٌ جسم حَسَنُ الْجِرْمِ خوش رنگ، خوش آواز جَرْمٌ پھل توڑنا، جَرِیْمٌ بمعنے مجروم توڑا ہوا پھل

اور بمعنی جازم۔ گناہگار۔

جَرَمَہٗ (ضرب متعدی) اس کو قطع کیا۔

جُرْمٌ اور اِجْتَرَمَ گناہ کیا اور کمائی کی۔ جَرَمَ عَلَیْہِ اور جَرَمَ اِلَیْہِ، کسی کی طرف جرم کی نسبت کی تَجَرَّمَ عَلَیْہِ کا بھی یہی معنی ہے تَجَرَّمَ گزر گیا، منقطع ہوگیا، گناہ کیا۔ جَرِمَ (سمع) درخت سے ٹوٹے ہوئے پھل کھانا شروع کیے۔

اَجْرَمَ (اِجْرَامٌ، افعال) صاحبِ جرم ہوگیا، گناہ کیا اَجْرَمَ لَوْنُہٗ اس کا رنگ صاف ہوگیا اَجْرَمَ بِہِ الدَّمُ اس پر خون چمٹ گیا مُجْرِمٌ صاحبِ جرم اور کافر و مشرک۔ پ ۲۹/۷

مُجْرِمًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب نکرہ پ ۱۲/۱۲ (دیکھو المجرم)

اَلْمُجْرِمُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرفہ صاحبِ جرم۔ کافر۔ پ ۹/۱۵ پ ۱۱/۷، ۱۰، ۱۳ پ ۱۵/۱۹ پ ۱۹/۹ پ ۲۱/۵، ۹، ۱۵ پ ۲۳/۳ پ ۲۷/۱۲ (دیکھو المجرم)

مُجْرِمُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ صاحبِ جرم، کافر۔ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۹/۲۲ (دیکھو المجرم)

اَلْمُجْرِمِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور و منصوب معرفہ اَلْمُجْرِمُ واحد، کافر گناہگار۔ پ ۷/۱۲ پ ۸/۵، ۱۲، ۱۷ پ ۹/۴ پ ۱۱/۷ پ ۱۳/۱۹ پ ۱۴/۱ پ ۱۵/۱۸ پ ۱۶/۹، ۱۴ پ ۱۹/۱، ۱۵ پ ۲۰/۲، ۵ پ ۲۱/۱۵ پ ۲۳/۶ پ ۲۵/۱۳ پ ۲۶/۳ پ ۲۷/۱۰ پ ۲۹/۱۶، ۲۱ (دیکھو المجرم)

مُجْرِمِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور و منصوب نکرہ مجرم واحد اجرام مصدر، باب افعال کافر گناہگار۔ پ ۱۴/۱ پ ۱۲/۵، ۱۰ پ ۲۲/۱۰ پ ۲۵/۱۵، ۲۰ پ ۲۷/۱ (دیکھو المجرم)

مُجْرِمِیْہَا: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مضاف ھَا ضمیر مونث مضاف الیہ، اصل میں مجرمین تھا اضافت کی وجہ سے نون ساقط کر دیا گیا۔ اس (بستی) کے مجرموں میں سے پ ۸/۲ (دیکھو المجرم)

مَجْرِیْہَا: مَجْرٰی مصدر میمی مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ، جَرٰی ماضی۔ یَجْرِیْ مضارع (ضرب) اس کا پانی کی طرح ہمواری کے ساتھ رواں ہونا۔ بعض قرأتوں میں مُجْرَاھَا بھی آیا ہے، مُجْرٰی بھی مصدر ہے (افعال) جاری کرنا۔ پ ۱۲/۴۔

مجریٰ ظرفِ مکان۔ راستہ مجاری جمع لفظ جری کا استعمال اگر پانی کے لئے ہو تو مصدر جَرْیٌ اور جِرْیَۃٌ اور جَرَیَانٌ آتا ہے اگر قلم اور گھوڑے وغیرہ کے لئے مستعمل ہو تو مصدر جَرْیٌ اور جِرَاءٌ آتا ہے لیکن مشتقات بہرحال باب (ضرب) سے آتے ہیں (المفردات) استجرا فُلَانًا (باب استفعال) فلاں شخص کو

اپنا وکیل بنا یا لَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ شیطان تم کو
اپنا نمائندہ نہ بنا لے۔ (قاموس و تاج)

مَجْمَع : ظرفِ مکان معرفہ مضاف ملنے کی جگہ سنگم۔
جَمْعٌ سے (فتح) جَمْعٌ کا معنی ہے اکٹھا کرنا اجزا کو یا
افراد کو یا کیفیات اور اعراض کو ملانا (المفردات)
دیکھو جَمَعَ جَمَعْنَا باب الجیم مع المیم والعین۔ پ ۱۵/۲۱

مَجْمُوعٌ : اسم مفعول واحد مذکر نکرہ۔ جَمَعَ
يَجْمَعُ سے اس دن لوگوں کو جمع کیا جائیگا۔
مَجْمُوعٌ کے لئے لفظ جَمْعٌ جَمِيعٌ اور جَمَاعَةٌ بھی آتا
ہے آیت میں مَجْمُوعٌ مستقبل مجہول کے معنی میں ہے پ ۱۲/۹

مَجْمُوعُونَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع
مَجْمُوعٌ مفرد، سب یکجا کئے جائینگے ایک دن اور
ایک میدان میں جمع کئے جائینگے۔ پ ۲۷/۱۹ ۔

مَجْنُونٌ : اسم مفعول واحد مذکر مرفوع
دیوانہ۔ جن رسیدہ۔ وہ شخص جس کو جنات نے تعلیم
دی ہو، وہ شخص جس کے حواس اور عقل پر کسی قسم
کا پردہ پڑ گیا ہو۔ بیماری کا یا جنات کے اثر کا
یاد رکھو کہ لغت میں جَنٌّ کا معنی چھپانا ہے
یہی مفہوم اس کے تمام مشتقات میں معتبر
ہے جَنَنٌ جِنٌّ جَنِينٌ مَجْنُونٌ جَنَّةٌ
مِجَنَّةٌ جُنُونٌ جَانٌّ وغیرہ سب کے
معانی میں ستر کا مفہوم لازم ہے دیکھو جَنَّ
جَنٌّ جَنَّاتٌ جَنَّةٌ وغیرہ باب الجیم مع النون
پ ۱۴/۱ پ ۱۹/۶ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۷/۱۲/۸ پ ۲۹/۴ ۔

مَجْنُونٍ : اسم مفعول واحد مذکر مجرور جن رسیدہ، دیوانہ
پ ۲۳/۶ پ ۲۷/۴ پ ۲۹/۲ پ ۳۰/۶ (دیکھو مجنون)

اَلْمَجُوْسَ : جمع، مجوسی مفرد، مجوسیت
مصدر جعلی تَمَجَّسَ مجوسی ہونا تَمْجِيسٌ
مجوسی بنانا، مجوس اصل میں چھوٹے کانوں والا
ایک آدمی تھا، دینِ مجوسیت کا یہی موسس تھا، یہ
لفظ معرب ہے اصل میں منج گوش تھا (قاموس)
مجوسی ثنویہ گروہ تھا جو خود مختار مدبر عالم قدیم
بالذات خداؤں کی ہستی کا قائل تھا ایک خیر نفع اور
صلاح کا خدا دوسرا بدی ضرر اور فساد کا خدا،
اول کا نام نور اور دوسرے کا نام ظلمت تھا، مانویہ
اور مزدکیہ فرقوں کا انہی میں شمار کیا گیا ہے، حکیم
زردشت بن پوشب ساکن آذربیجان کے پیرو
خصوصیت کے ساتھ اس مذہب کے علمبردار
تھے مجوس مذہب کے مختلف فرقے تھے جو
تقریباً سب ہی مٹ گئے صرف بمبئی وغیرہ میں
پارسی باقی ہیں، زردشت دو الٰہ کا قائل تھا اول
الٰہ الحکمۃ (آسمان کا دیوتا) جس کو بطور رمز سورج

کہا جاتا تھا یہی اِلٰہ خیر تھا اس کا نام ہرمز یا اہرام زاد تھا، دوسرا اِلٰہ شر تھا جس کا نام اہریان یا اہرمن تھا زردشت کے عقیدہ میں دونوں باہمی جدال میں مشغول ہیں، ایک وقت آئے گا کہ ہرمز اہرمن پر غالب آجائیگا وہی عالم کے ختم ہونے کا دن ہوگا (شاید ہندو تاریخ کے رام اور راون سے بھی انہی دونوں طاقتوں کی طرف اشارہ ہو)

زردشت کی کتابِ شریعت کا نام اوستا وحی من اللہ کا مجموعہ تھی، سکندر نے اس کا بیشتر حصہ فنا کر دیا۔ ساسانی دور میں سفینوں اور سینوں سے اس کو دوبارہ جمع کیا گیا عربوں نے اپنی فتوحات کے دور میں اس کو دوبارہ فنا کر دیا کچھ چھپا چھپایا حصہ رہ گیا اصل اوستا میں ۲۹ کتابچے (پارے) تھے، عربی یونانی اور ارمنی تاریخ سے اسکی شہادت ملتی ہے شہرستانی نے قوانین مجوس کو بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

دینِ مجوس میں (بقول ہیرو دوتس) مورتی پوجا اور مورتیوں کے مندر داخل نہ تھے بلکہ اہل مجوس اس کو حماقت کہتے تھے وہ سورج چاند آگ ہوا اور پانی کے نام پر بھینٹ چڑھاتے تھے آخر میں اشوریوں کی تقلید میں انہوں نے زہرہ پرستی شروع کر دی اور زہرہ کا نام متر کھا۔ ابتدائی دور میں مذہب زردشت میں صرف سماجی بھلائی کے قوانین تھے پھر آہستہ آہستہ خیالی اور وجدانی فلسفہ نے جگہ لیلی اور ان میں رہبانیت آگئی پھر مندر بنانے لگے اور قبل از زردشت کی طرح آتش پرستی شروع ہو گئی۔

زردشتی مذہب کی اصل کتاب پر فنا کے دو دور آئے تو اب اصیل و دخیل کا فیصلہ ممکن نہیں پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل فارس کی زبان آرین تھی تو اس نتیجہ پر پہنچنا بالکل واضح ہے کہ آرین ادب و زبان اور پہلوی کتابت اوستا کی خصوصیت ہونی چاہیے لیکن موجودہ اوستا میں تو ادب سامی کی روح کار فرما ہے سکو اصلی اوستا کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

بلادِ عرب میں مجوسیت ایران سے براہ بحرین داخل ہوئی اول بنو تمیم اس کے حلقہ بگوش ہوئے اقرع بن حابس زرارہ بن عدس زرارہ کے دونوں بیٹے لقیط اور حاجب، دینِ مجوسیت کے پرستار بن گئے، بلخی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مزدکیت اور مجوسیت دونوں قبائل بنو تمیم میں پھیلی ہوئی تھیں، آگ اور راکھ کی قسم کھانے کا دستور بعض جاہل عربوں میں اب تک موجود ہے تعظیم و تقدیس کے لئے مزاراتِ مقدسہ مندروں، عبادت خانوں اور

چوراہوں پر جو موم بتیاں اور چراغ جلائے جاتے ہیں، ان کی اصل بھی دیانتِ مجوسیہ ہے۔ ۲/۹

مُجِیْبٌ: اسم فاعل واحد مذکر نکرہ اِجَابَۃ مصدر (باب افعال) جَوْبٌ مادہ دعا قبول کرنیوالا۔ دینے والا (دنیا میں یا آخرت میں) سوال چونکہ دو طرح کا ہوتا ہے ۱: زبانی جواب کی طلب ۲: کسی مانگ اور طلب کے پورا ہونے کی درخواست اور حاجت روائی کی خواہش، اس لئے اِجَابَۃ کے بھی دو معنی آتے ہیں، نمبر اول سوال کی اجابت کا معنی ہے زبانی جواب دینا اور نمبر دوئم کے سوال کی اجابت کا مفہوم ہے حاجت پوری کرنا اور مانگ کے مطابق دینا، اسجگہ مجیب بمعنی دوئم مستعمل ہے۔ ۱۲/۶

اِسْتِجَابَۃٌ (باب استفعال) اگرچہ اصل کے لحاظ سے طلبِ جواب یا آمادگی جواب کو کہتے ہیں لیکن عمومی استعمال میں استجابۃ اور اجابۃ دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

اَلْمُجِیْبُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ اَلْمُجِیْبُ واحد اِجَابَۃٌ مصدر، دعا قبول کرنیوالے، دینے والے ۲۳/۷ (دیکھو مُجِیْبٌ)

اَلْمَجِیْدُ: صیغہ صفت مشبہ معرفہ مَجْدٌ مصدر بزرگ اصل لغت میں مجد کا معنی وسعت کثرت، مَجَدَتِ الْاِبِلُ وسیع اور بڑے سبزہ زار میں اونٹ پہنچ گئے۔ عرب کہتے ہیں فِیْ کُلِّ شَجَرٍ نَارٌ وَاسْتَمْجَدَ الْمَرْخُ وَالْعِفَارُ ہر درخت میں آگ ہے لیکن مرخ اور عفار سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

عرفِ عام میں وسعتِ کرم اور رفعت عزت کا معنی ہو گیا، اللہ وسیع الفضل ہے کثیر الخیر ہے سب سے بڑھ کر بزرگ ہے رفیع الشان ہے اس لئے مجید ہے، قرآن مجید تمام مکارم دنیویہ و اخرویہ کو حاوی ہے (راغب) تعبیر اور بیان میں یگانہ ہے، اچھوتے اسلوب کو حامل ہے اس لئے مجید ہے (معجم القرآن) ۲۶/۱۵ ب ۳۰/۱۰۔

مَجِیْدٌ: صفت مشبہ نکرہ: بزرگ ۱۱/۷ ب ۳۰/۱ (دیکھو المجید)

مَحَارِیْبَ: جمع محراب مفرد، محراب سب سے اعلیٰ اور اگلا مقام صدر البیت، محراب مسجد سب سے اعلیٰ اور آگے ہوتی ہے شیطان اور نفس سے حرب (جنگ) کرنے کا بھی مقام ہے یا یہ کہ محراب میں بیٹھنے والا افکار کی پریشانی خیالات کے نزد داور مشاغل دنیا سے بھاگ کر یکسو ہو کر آکر بیٹھ جاتا ہے (معجم) سورۂ سبا میں محاریب سے مراد ہیں، کوٹھیاں، مضبوط محل۔ ۲۲/۸۔

الْمِحَالِ : مضاف الیہ مجرور، سخت گرفت کرنیوالا
سزا میں پکڑنیوالا۔ اعشیٰ کا قول ہے غَرْزٍ رُوْ
النَّدیٰ شَدِیْدُ المِحَالِ کثیر سخاوت والا،
سخت سزا میں پکڑنے والا۔ ب۱۳ ۸۔

شدید المحال کا ترجمہ خفیہ تدبیر سے کام کرنے
والا اور داؤں کرنیوالا بھی ہے۔ ذوالرمہ کا قول ہے
اُعِدُّ لَہٗ الشَّغْزَ ازْبَ وَالْمِحَالَا میں اسکے لئے تدبیریں
اور داؤں فراہم رکھتا ہوں۔ صاحب قاموس نے
لکھا ہے محال مکر، فریب، طاقت، رنج، عذاب
دشمنی، انتقام، سختی، ہلاکت۔ بعض کا قول ہے
محال محالہ کی جمع ہے محالہ پشت کے مہرے کو کہتے
ہیں، مراد قوت۔ بعض کا قول ہے کہ محال میں میم
زائد ہے اصل مادہ حول اور حیلہ ہے۔

بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ محال کا مادہ
مَحل ہے مَحل کا معنی سخت، دغا، فریب، کھوٹ
مَحَلَ بِفُلَانٍ فلاں شخص کے متعلق بادشاہ سے چغلی
کھائی اور بدی کا ارادہ کیا (نصر سمع کرم) مُمَاحَلَت
بھی اسی سے بنا ہے، دغا، دو غلاپن، مَاحَلَ عَنْہُ
اسکی طرف سے مدافعت کی ابو زید نے کہا مَحَلَ
الزَّمَانُ خشک سالی ہوگئی، قحط پڑ گیا۔

مَحَبَّۃً : مصدر میمی، کسی چیز کو اچھا سمجھتے
ہوئے چاہنا یا کسی چیز کا ارادہ کرنا یہ خیال کرتے ہوئے
کہ وہ چیز اچھی ہے۔ کبھی محبت لذت اندوزی کیلئے
ہوتی ہے جیسے لذیذ میٹھے نمکین کھانوں کی یا
عورت کی کبھی نفع حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے
جیسے مال و اولاد کی، کبھی محض فضل و شرف اور
مکارم و محاسن کی وجہ سے ہوتی ہے
جیسے ایک عالم کی دوسرے عالم سے یا
ایک مومن کی دوسرے مومن سے، یہ تمام اقسام
اس محبت کے ہیں جو انسان کو کسی مخلوق سے
ہوتی ہے، باقی انسان کی محبت خدا سے اور خدا کی
محبت آدمی سے تو اول کا معنی ہے حصول قرب کی
خواہش اور دوسرے کا معنی ہے انعام و احسان۔
حَبٌّ اور حَبَّۃٌ غلہ کا دانہ حِبٌّ اور حِبَّۃٌ کسی پھول کا
بیج۔ حُبٌّ اور حُبَّۃٌ وسط قلب میں جم جانیوالی محبت
حِبٌّ صیغہ صفت بمعنی محبوب حَبُبْتُ فُلَانًا میں فلاں
شخص کا محبوب ہوگیا۔ اَحْبَبْتُ فُلَانًا میں نے فلاں
شخص کو محبوب بنایا، اس سے محبت کی۔ ب۱۶ ۱۱

مُحْتَضَرٌ : اسم مفعول واحد مذکر اِحْتِضَارٌ مصدر (افتعال)
مراد پانی کی وہ باری جس پر حصے دار موجود ہوں مُحتضر
قریب الموت آدمی کو بھی کہتے ہیں جس کے سامنے موت
آگئی ہو اور جن رسیدہ آدمی کو بھی کہتے ہیں، ایک

سامنے ہے اَللَّبَنُ مُحتَضَرٌ فَغَطِّ اِنَاءَكَ دودھ پر سب آفتیں
آموجود ہوتی ہیں جنات بھی آجاتے ہیں اسلئے برتن کو ڈھانک
دو، مُحتَضِرٌ اسم فاعل شہر میں آنیوالا اِحتَضَرَهُ الهَمُّ اس پر
غم آگیا (متعدی) مجرد کیلئے دیکھو حَضَرَ، اَحضَرَتْ،
اُحضِرَتْ، حَاضِرَةً۔ ۲۷/۹۔

اَلْمُحْتَظِرُ: اسم فاعل واحد مذکر اِحتِظَارٌ مصدر
(افتعال) حَظْرٌ مادہ اپنے لئے باڑہ بنانیوالا۔ حَظِیرَةٌ
لکڑیوں وغیرہ سے بنا ہوا باڑہ۔ حَظِیرَةُ القُدسِ جنت
نَكِدُ الحَظِیرَةِ بے فائدہ آدمی۔ حَظَرٌ وہ لکڑیاں
جن سے باڑہ بنایا جاتا ہے۔ وَقَعَ فِی الحَظِرِ الرَّطبِ
ناقابل برداشت کام میں پھنس گیا۔ اَوقَدَ
فِی الحَظِرِ الرَّطبِ تر لکڑیوں میں آگ لگادی
یعنی سخن چینی اور عیب جوئی کی۔

جَاءَ بِالحَظِرِ الرَّطبِ، بہت مال لایا یا
جھوٹی باتیں کیں۔ ۲۷/۹۔

حَظرٌ بندش، روک، حرام، حَظَرَ الشَّیءَ اور
حَظَرَ عَلَی الشَّیءِ اس چیز کی روک کردی۔ مَحظُورٌ اسم
مفعول ممنوع، حرام، بند۔

مَحْجُوبُونَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع مَحجُوب
مفرد نابینا جلوۂ الٰہی کو نہ دیکھنے والے نور کو دیکھنے سے
بے بہرہ، پرتو جمال کو دیکھنے سے روکے گئے، اوٹ میں
کئے گئے، حَجَبَهٗ یَحجُبُهٗ حَجبًا و حِجَابًا (نصر) اس کو روک دیا،
حَجَّبَ (تفعیل) پردہ کے اندر کردیا کہ کوئی وہاں
تک نہ جائے۔ اِحتَجَبَ (افتعال) پردہ میں ہوگیا۔
حَاجِبٌ دربان، کمیدان، ابرو، ابرو کی ہڈی،
حَجَبٌ پشتہ، تمام مشتقات میں روکنے کا مفہوم ماخوذ
ہے (دیکھو حجاب) ۳۰/۸۔

مَحْجُورًا: اسم مفعول مفرد مذکر منصوب، محفوظ،
مضبوط، ممنوع، ۱۹/۱۔

جاہلیت کا دستور تھا کہ اگر کوئی دشمن سامنے آجاتا
اور اسکی ایذاء کا خوف ہوتا تو حِجرًا مَحجُورًا کہتے تھے
یعنی ہم تمہاری حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں یہ الفاظ سنکر
دشمن ہاتھ نہ ڈالتا تھا کافر بھی عذاب کے فرشتوں کو دیکھکر
حسب عادت یہ الفاظ کہیں گے کہ شاید عذاب سے پناہ
ملجائے۔ خازن، محلی، بیضاوی، کشاف، خطیب وغیرہ
نے ابن جریج کی تفسیر پر اعتماد کرکے یَقُولُونَ کا فاعل مُجرِمُونَ
قرار دیا ہے اور یہی تشریح کی ہے لیکن مجاہد، حسن
اور قتادہ نے ملائکہ کو فاعل قرار دیا ہے یعنی فرشتے
کہتے ہیں کہ اللہ نے تمہارے لئے سخت بندش کردی ہے،
جنت کو تمہارے لئے حرام کردیا ہے ابن جریر نے
اسی تفسیر کو پسند کیا ہے۔

ابو علی فارسی نے کہا اہل جاہلیت حِجرًا مَحجُورًا

کہتے تھے لیکن اس کا استعمال ترک کر دیا گیا، کہنے والوں کا
مطلب یا تو پناہ کی طلب ہوتی تھی یا اپنی محرومی کا اظہار۔
اصل میں حجر پتھروں سے بنے ہوئے احاطے اور
گھیر کو کہتے ہیں محجورًا اسکی تاکید ہے۔ پ ۹/۳ یعنی سخت
بندش ناقابلِ ازالہ اوٹ، عقل بھی انسانی بے اعتدالیوں
سے روکتی ہے اس لئے اسکو حِجر کہتے ہیں حَجر پتھر، حُجر
ربت کا ٹیلہ، حِجر عقل اور پتھروں کا احاطہ، حُجرۃ مکان کا
گوشہ، حُجرۃ کوٹھری، جانوروں کا باڑہ، تمام مشتقات
میں بندش اور روک کا مفہوم لازم ہے۔ ا ر ۱۹/۳۔

مُحدَث: اسم فعول واحد مذکر، اِحداث مصدر
(افعال) حدید تازہ نو بہ نو۔ حدث اور حدوث کے
مفہوم میں ظہور جدت نو پیدگی پہلے سے موجود نہ ہونا
داخل ہے اسلئے حَدث کا معنی ہے ناقض وضو حَدث
حِدث، حُدث، حَدیث خوش کلام آدمی، حداثۃ اول
جوانی، حداثۃ الامر، حدثان الامر آغاز کار۔ حُدوثۃ
جوانی۔ حدثان نئی چیز، حدثان الدہر، احداث
الدہر، حوادث الدہر، نو بہ نو مصائب، حدثی
نئی چیز، حدیث السن جوان۔ محدث مجرم کو پناہ
دینے والا۔ محدث اور محدثۃ نئی چیز جو اجنبی
معلوم ہو۔ محدّث وہ شخص جس کو بیداری یا خواب
میں اللہ کی طرف سے کچھ سنائی دے یا القاء
کیا جائے ان تمام استعمالات میں ظہور جدت اور نو پیدگی
کا مفہوم مشترک ہے۔ ۱۷/۱ ۱۹/۵۔

مَحذُورًا: اسم مفعول واحد مذکر، ڈرنے کی چیز،
قابلِ خوف خوفناک ڈر کر بچنے کی چیز، مَحذُورَۃ لڑائی
حَذِرَ حَذَرًا (سمع) ڈر کر بچا، احتیاط کی، حِذرٌ
بچاؤ، وہ ہتھیار جن کے ذریعہ سے بچاؤ ہوتا ہے
حذرٌ ڈرنے والا، محتاط آدمی۔ حاذُورَۃ کا بھی
یہی معنی ہے، حذریانٌ صیغہ مبالغہ۔ پ ۱۵/۲۔

اَلمِحراب: اسم مفرد، محاریب جمع گھر، بالاخانہ،
کوٹھی پ ۳/۱۲ ۲۲/۱۱ الحراب ۱۶/۱۴ (دیکھو محاریب)

مُحَرَّرًا: اسم مفعول واحد مذکر، تحریر مصدر (تفعیل)
آزاد کیا ہوا یعنی بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص
(مجاہد) عبادت کے لئے خالص کر لیا گیا (شعبی) دنیا کے
دھندوں سے آزاد کردہ (جعفر صادق) تحریر آزاد کرنا
حُرّیت کسی کا غلام نہ ہونا، بُری باتوں سے آزاد ہونا۔
حُرّ آزاد، سخی، شریف، ہر عمدہ چیز، اچھا کام، حُرُّ الوجہ
رخسار، ابرو، حُرُّ الدار گھر کا وسطی حصہ، حُرُّ البقل کچی
کھائی جانیوالی ترکاری۔ طین حُرٌّ بغیر ریت کی خالص
مٹی۔ رمل حُرٌّ بغیر مٹی کا خالص ریت، حُرّۃ آزاد
عورت، شریف، اصیل عورت۔ پ ۳/۱۲۔

مُحَرَّم: اسم مفعول واحد مذکر مرفوع، تحریم مصدر

(تفعیل) اللہ کی طرف سے حرام کیا ہوا، منع کیا ہوا
ب۱ پ۳ ۱۳/۸ ۔

مُحَرَّمًا: اسم مفعول مذکر منصوب حرام کیا ہوا ب۸/۵

مُحَرَّمَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث حرام کردہ۔ تحریم سے مراد یا تحریم قہری ہے یعنی اللہ کے غضب کی وجہ سے چالیس برس تک تیہ (کے صحرا) سے نکلنا روک دیا گیا ہے یا تحریم تسخیری مراد ہے یعنی تیہ سے ۴۰ برس تک نکلنے کی قدرت ہی ختم ہو گئی۔ (راغب) ب۶/۸۔ (دیکھو حَرَامٌ، اَلْبَيْتُ الْحَرَامُ، حَرَّمَ، حُرِّمَتْ وغیرہ)

اَلْمَحْرُوْمُ: اسم مفعول واحد مذکر وہ مسلمان رشتہ دار جس کا میراث میں حصہ نہ نکلتا ہو (ابن جریر عن ابن عباس) بدنصیبی کی وجہ سے نادار، تنگ دست جس کی کمائی نہ ہو یا سوال سے بچنے والا، حیا کی وجہ سے نہ مانگنے والا، جس کو حیا نے سوال سے روک دیا ہو (قتادہ و زہری)

مادہ حرم کے لئے روک، منع بازداشت کا مفہوم لازم ہے، تمام مشتقات میں یہ مفہوم مشترک ہے، کَرُمَ سے لازم اور ضَرَبَ سے متعدی اور سَمِعَ سے کبھی لازم اور کبھی متعدی آتا ہے۔ ب۲۶/۱۸ ۲۹/۷ ۔

مَحْرُوْمُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع، بدنصیبی کی وجہ سے حصول رزق سے روکے گئے۔ ب۲۷/۱۵ ۲۹/۳ ۔

مُحْسِنٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِحْسَانٌ مصدر (افعال) موحد، فریضہ سے زیادہ ادا کرنے والا۔ ہر قسم کی خوبی پیدا کرنے والا۔

اعمال میں احسان دو طرح کا ہوتا ہے:۔

۱۔ کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور اپنے حق سے کم لینا۔

۲۔ اپنے اعمال میں خوبی پیدا کرنا یعنی فرض سے آگے بڑھ کر مستحبات کو بھی ادا کرنا جو چیز واجب نہ ہو اور اس میں کچھ نہ کچھ شرعی خوبی ہو اس کو بھی ادا کرنا (راغب)

احسان فی العبادۃ کی تشریح حدیث میں اس طرح آئی ہے، اللہ کی عبادت اسطرح کرو کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ سمجھتے رہو کہ وہ تمکو دیکھ رہا ہے (بخاری)

احسان بمعنی اول کے مفعول پر الیٰ یا بار آتا ہے اَحْسِنْ اِلیٰ زَيْدٍ زید سے بھلائی کر بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ماں باپ سے اچھا سلوک کرو، احسان بمعنی دوئم متعدی

بنفسہ ہے مفعول پر کوئی حرف جر نہیں آتا، اَحْسِنِ الْوُضُوْءَ اچھی طرح سے وضو کر (قاموس)

(حُسْن حُسْنٰی حَسَنَۃٌ کے معانی کی تشریح اور باہم فرق کے لئے دیکھو باب الحاء مع السین)

آیات میں مُحْسِن بمعنی موحد مستعمل ہے آخری آیت میں مومن مراد ہے۔ پ ۱/۱۳ پ ۵/۱۵ ۲۱/۱۲ ۲۲/۷۔

اَلْمُحْسِنَاتِ : اسم فاعل جمع مونث اَلْمُحْسِنَۃُ واحد، نیکوکار عورتیں۔ پ ۲۱/۲۔

مُحْسِنُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، مُحْسِنٌ واحد، نیکوکار مرد، بھلائی کرنیوالے۔ پ ۱۴/۱۲۔

اَلْمُحْسِنِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور مُحْسِن واحد احسان کرنیوالے۔ پ ۱/۴، ۲/۸، ۵/۱۵، ۶/۵، ۷/۶، ۱۶/۱۲، ۱۴/۱۴، ۹/۱۰، ۱۱/۴، پ ۱۲/۱۵، ۱۳/۱۳، ۱۳/۹، ۱۲/۱۲، ۲۰/۵، ۲۱/۱۰، ۲۲/۸، ۲۴/۳، ۲۹/۲۲۔

مَحْسُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر، حسرت زدہ، پُر افسوس، ماندہ، حیران۔ پ ۱۵/۳ حَسْرَۃٌ حَسْرًا (نصر، ضرب متعدی) اسکو برہنہ کردیا۔ حَسَرَ الْبَعِیْرَ اونٹ کو تھکا دیا۔ حَسَرَ الْبَیْتَ گھر میں ستھرائی دی۔ حَسَرَ حُسُوْرًا (نصر، ضرب لازم) برہنہ ہوگیا۔ حَسَرَتِ الدَّابَّۃُ جانور تھک گیا۔ حَسَرَ الْمَاءُ پانی سوکھ گیا۔ حَسَرَ الْبَصَرُ (ضرب لازم) دور دیکھنے سے آنکھ تھک گئی۔ مِحْسَرَۃٌ اسم آلہ جھاڑو۔ کَرِیْمُ الْمَحْسَرِ اچھے باطن والا (دیکھو حسرات و حسیر)

مَحْشُوْرَۃً : اسم مفعول واحد مونث، حَشْرٌ مصدر۔ قرارگاہ سے نکال کر کہیں جمع کی ہوئی جماعت۔ (دیکھو الحشر حُشِر حُشِرَتْ حَشَرْنَا) ۲۳/۱۱۔

مُحْصَنَاتٍ : اسم مفعول جمع مونث، مُحْصَنَۃٌ واحد، مُحْصِنَۃٌ اسم فاعل مونث، اِحْصَانٌ مصدر (افعال) صاحب معجم القرآن نے لکھا ہے کہ سورہ نساء میں ۱ سے مراد ہیں آزاد یا کدامن عورتیں دوشیزہ ہوں یا نہ ہوں ۲ سے مراد ہیں شوہر والیاں ۳ سے مراد ہیں آزاد دوشیزائیں۔

ثعلب نے کہا کہ ہر پاکدامن عورت کو مُحْصِنَۃٌ (اسم فاعل) بھی کہا جاتا ہے اور مُحْصَنَۃٌ بھی (اسم مفعول) اور شوہر والی کو مُحْصَنَۃٌ (اسم مفعول) کہا جاتا ہے۔ قاموس میں ہے اِمْرَأَۃٌ حَصَانٌ پاکدامن یا شوہر والی عورت، راغب نے بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ المحصنات اگر حُرِّمَتْ کے بعد قرآن میں آیا ہے وہاں شوہر والیاں مراد ہیں اور اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اگر حُرِّمَتْ کے بعد نہیں ہے فتحہ اور کسرہ دونوں صحیح ہیں، شوہر والیاں ہوں یا عام پاکدامن عورتیں۔ اصل میں احصان کا معنی ہے حفاظت رکھنا شرف ذاتی یا عفت اخلاقی کی وجہ سے اگر کوئی عورت بدکاری سے

اپنے کو محفوظ رکھتی ہے تو محصنۃ ہے اور شوہر حفاظت کرتا ہے محصنۃ ہے۔ پ۵ ۱ ۲ پاک دامن عورتیں۔

اَلْمُحْصَنَاتِ : پ۵ ۲ آزاد عورتیں ۱۸/۷ پاکدامن اجنبی عورتیں ۱۸/۹ پاکدامن عورتیں۔

اَلْمُحْصَنَاتُ : پ۵ ۱ شوہر والیاں ۶/۵ ۱ پاکدامن عورتیں ۲ شافعی کے نزدیک آزاد کتابی عورتیں۔ امام اعظم کے نزدیک پاک دامن کتابی عورتیں آزاد ہوں یا باندیاں۔ (ہدایہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر کے نزدیک چونکہ کتابی عورت سے نکاح صحیح نہیں ہے اس لئے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔

مُحَصَّنَۃٍ : اسم مفعول واحد مؤنث تحصین مصدر (تفعیل) حصن مادہ، قلعہ بند محفوظ بستیاں، حصن کا معنی ہے حفاظت، بچاؤ، اس لئے حصن قلعہ کو کہتے ہیں حصان عمدہ گھوڑا ٹھوکر کھانے سے محفوظ، سوار کے لئے حفاظت کا ذریعہ۔ ۲۸/۵

مُحْصِنِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب احصان مصدر، بیبیوں والے یا باندیوں کے مالک یعنی وہ لوگ جنکی بیبیاں ہوں یا باندیاں رکھتے ہوں۔ پ۵ ۶/۵۔

مُحْضَرًا : اسم مفعول واحد مذکر مفرد، احضار مصدر (افعال) حاضر کیا گیا، سامنے لایا گیا یعنی انسان جو نیکی کریگا قیامت کے دن اسکے سامنے لائی جائیگی۔ (دیکھو احضرت احضرت) ۱۳/۱۱۔

مُحْضَرُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع محضر واحد وہ لوگ جنکو حاضر کیا جائیگا۔ پ ۲۱/۵ ۲۲/۱۱ ۲۳/۱، ۳، ۴، ۸، ۹

مُحْضَرِیْنَ : اسم مفعول جمع مذکر منصوب محضر واحد وہ لوگ جنکو حاضر کیا جائیگا۔ پ ۲۰/۲ ۲۳/۶۔

مَحْظُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر، ممنوع، روکی گئی، بند کردی گئی۔ پ ۱۵/۲ (دیکھو المحتظر)

مَحْفُوْظٍ : اسم فاعل واحد مذکر مجرور، حفظ مصدر (سمع) ان مٹ، بے تغیر، محفوظ شیاطین کی دسترس سے محفوظ ہر قسم کے رد و بدل سے محفوظ۔ وہ لوح علمی جو اللہ کی نگہداشت میں ہے، نہ اس کا لکھا مٹ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے حفظ کا معنی ہے :-

۱ قوت یادداشت ۲ یادداشت ۳ یاد کرنا یا یاد رکھنا ۴ نگہداشت، نگرانی حفاظت، اس جگہ چوتھا معنی مراد ہے (دیکھو حافظا حفیظ وغیرہ) پ ۳۰/۱۰۔

مَحْفُوْظًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب

نیچے گرنے سے محفوظ۔ پ۲ (دیکھو مَحْفُوْظٌ)

مُحْکَمَاتٌ: اسم مفعول جمع مؤنث، مُحْکَمَۃٌ مفرد، اِحْکَامٌ مصدر (افعال) پختہ، درست جن کے معانی اور الفاظ میں اجمال اور اشتباہ نہ ہو دلالتِ لفظ علی المعنی واضح ہو۔ غیر مراد کا احتمال نہ ہو۔ حنفی علماءِ اصول کے نزدیک یہ لفظ متشابہات کا مقابل ہے اور نص، ظاہر، مفسر، محکم چاروں کو شامل ہے۔ ۳/۹۔

مُحْکَمَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، مُحْکَمَاتٌ جمع، پختہ۔ غیر منسوخ سورت جس میں ناقابلِ نسخ فیصلہ کردیا گیا ہو۔ اَحْکَمَہٗ اس کو مضبوط کیا، بگاڑ سے روک دیا۔ اَحْکَمَہٗ عَنِ الْاَمْرِ اس کام سے اس کو روک دیا۔ ۲۶/۷۔

(لفظِ حکم کی تشریح کے لئے دیکھو باب الحاء مع الکاف)

مُحَلِّقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب تحلیق مصدر (تفعیل) حَلْقٌ مادہ، بال منڈوانے والے۔ اصل لغت میں حَلَقَۃٌ کا معنی ہے اس کا حلق کاٹ دیا۔ توسیع استعمال کے بعد حَلْقٌ کا معنی ہوا بال کاٹنا پھر عرفِ عام میں بال مونڈنے کا معنی ہوگیا۔ باب تفعیل میں پہنچ کر بال منڈوانے کا ترجمہ ہوگیا لیکن تحلیق کبھی لازم بھی آیا ہے جیسے حَلَّقَ الطَّائِرُ پرندہ گول دائرہ بنا کر چکر کاٹ کر اڑا۔ حلق کی شکل چونکہ گول ہے اس لئے حلقہ آدمیوں کی اس جماعت کو کہتے ہیں جو دائرہ بنا کر بیٹھی ہو۔

حَلِیْقٌ اور مَحْلُوْقٌ کا ایک ہی معنی ہے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے رَأْسُہٗ حَلِیْقٌ اس کا سر منڈا ہوا ہے لِحْیَتُہٗ حَلِیْقٌ اسکی ڈاڑھی منڈی ہوئی ہے۔

عَقْرٰی حَلْقٰی کاٹی، مونڈی۔ وضعاً یہ لفظ بد دعائیہ ہے، استعمالاً بد دعائیہ بھی ہے اور کلمۂ شناعت بھی۔ پ۲۶/۱۲

مَحِلَّہٗ: مَحِلّ ظرفِ مکان مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، قربانی کے حلال ہونے کی جگہ قربان گاہ، جہاں قربانی کے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی حدودِ منیٰ۔

اگر کسی نے حج کا احرام باندھ لیا لیکن راستہ میں دشمن وغیرہ کی وجہ سے ارادہ حج توڑنا پڑے تو اول قربانی کے جانور کو حرم کی طرف بھیجدے اور جب منیٰ تک پہنچ جانے کا یقین ہوجائے تو سر منڈوا کر احرام کھول دے۔ حدودِ منیٰ

تک قربانی کا جانور پہنچے بغیر سر منڈوانا امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں، یہی لفظ اس قول کی واضح دلیل ہے، امام شافعی کے نزدیک جہاں سے آگے بڑھنے کی ممانعت اور حاجی آگے نہ بڑھ سکے اسی جگہ قربانی کو ذبح کر کے سر منڈوانا جائز ہے۔

مَحِلَّهَا: ظرفِ مکان مضاف ھا مضاف الیہ ذبح کرنیکا مقام، قربان گاہ یعنی حدود حرم۔ (مسلکِ امامِ اعظم بروایۃ ہشام بن حجر) ۱۷/۱۱

مُحِلِّي: اسم فاعل جمع مذکر، اصل میں مُحِلِّيْنَ تھا نون حذف کر دیا گیا۔ مُحِلٌّ واحد، اِحْلَال مصدر، حلال قرار دینے والے اِحلال کسی چیز کو حلال بنا دینا حلال قرار دینا یا ذمہ داری سے باہر نکل آیا۔ حَلٌّ کا اصل معنی ہے گرہ کھولنا کسی جگہ اترنے کی صورت میں عموماً سامان کھولا ہی جاتا ہے اس لئے حلول کا معنی ہو گیا اترنا، اس مادہ سے جتنے مشتقات مستعمل ہیں سب کے مفہوم میں کھولنے یا اترنے کا معنی ضرور پایا جاتا ہے مثلاً حلال کی ضد حرام یعنی وہ حکم جسمیں ممانعت اور بندش دور کر دی گئی ہو، کھولدی گئی ہو۔ حِلٌّ مباح اور حرم سے باہر کا علاقہ، حِلَّۃٌ محلہ، یا سو گھروں کا محلہ، پڑاؤ، پڑاؤ پر اترنیوالی جماعت۔ حَالٌّ اسم فاعل اترنے والا۔ دین مُعَجَّل، حلیل شوہر، حلیلہ بیوی ہر ایک دوسرے کے پاس فرد کش ہوتا ہے۔

مَحَلٌّ اترنے کی جگہ مَحَلَّۃٌ اترنے کی جگہ۔ اترنے کا وقت، اتر کر رہنے کی جگہ۔

حَلَّ (نَصَرَ) کھولا۔ دوڑا۔ حَلَّ (ضرب) حرم یا احرام سے باہر آ گیا۔ اس کا مصدر حِلٌّ ہے حَلَّتِ الْمَرْأَۃُ عورت عدت سے باہر آ گئی۔ عدت کی گرہ کھل گئی۔ حَلَّ الدَّیْنُ قرض کی مدت ختم ہو گئی اس کا مصدر حلول ہے۔ حَلَّ حَقِّیْ عَلَیْہِ میرا حق اس پر واجب ہو گیا، اس کا مصدر مَحِلٌّ ہے۔

حَلَّ الْمَکَانُ اور حَلَّ بِالْمَکَانِ (نصر ضرب) اس جگہ اترا۔ حَلٌّ حلول مَحَلٌّ اور حَلَلٌ مصدر۔

مُحَمَّدٌ: اسم مفعول واحد مذکر، تحمید مصدر (تفعیل) حَمْدٌ مادہ، وہ شخص جس کے اندر بکثرت خصائلِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ ہوں، محمد اگرچہ رسول اللہ کا اسمِ گرامی ہے لیکن آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں باوجود

علمیت کے وصفیت کی طرف اشارہ ہے گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ رسول اللہ کی ذات کے اندر بکثرت خصائلِ محمودہ اور صفاتِ حسنہ کریمہ موجود ہیں (راغب)

حضورِ والا کا پیدائشی نام محمد تھا لیکن لعنت کے لعد لعض کافر حسد اور دشمنی سے مُذَمَّم کہتے اور گالیاں دیتے تھے گویا ان کو زبان پر محمد نام لینا بھی گوارا نہ تھا۔ صحاح کی ایک حدیث میں آیا ہے، حضورِ والا نے ارشاد فرمایا میں محمد ہوں اور یہ لوگ مُذَمَّم کو بُرا کہتے ہیں یعنی میں مذمم نہیں ہوں، میرا نام ہی مذمم نہیں ہے اس لئے ان کے برے الفاظ مجھ پر نہیں پڑتے۔ پ۲۶/۶ پ۲۲/۲ پ۵، ۱۲۔

مَحْمُوْدًا: اسم مفعول واحد مذکر (سمع) حَمْدٌ مَحْمِدَةٌ تَحْمِيْدٌ مصدر، وہ شخص جسکی حمد کی جائے یا کی گئی ہو۔ پ۱۵/۹۔ (دیکھو لفظِ حمد)

مَحَوْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، مَحْوٌ مصدر (نصر) ہم نے مٹادی، ہم مٹا دیتے ہیں، محو کے مفہوم میں اثر کو زائل کرنے کا معنی ضرور ہوتا ہے مَحْوٌ چاند کا سیاہ دھبہ جس سے اس مقام کا نور مٹ جاتا ہے، مَحْوَةٌ بارش جو خشک سالی کو مٹاتی ہے زائل کر دیتی ہے وہ ننگ و عار جو عزت کے زوال کا سبب ہوتی ہے۔ شمالی ہوا جو ابر کو لے جاتی ہے۔ ماحی رسول اللہ کا اسم لقبی تھا اسلئے کہ حضور کفر کو مٹانے والے تھے۔ ممحاۃ صافی اس مادہ کے لام کلمہ میں واو ہے لیکن ناقص یائی یعنی لام کلمہ کی جگہ ی بھی آتی ہے اور اسکا معنی بھی یہی ہے مَحْيٌ (ضرب و سمع) مٹانا، اثر کو زائل کرنا۔ پ۱۵/۲۔

مَحْيَاهُمْ: اسم مفرد مضاف هُمْ ضمیر مضاف الیہ انکی زندگی، مَحَايَا جمع حَيِيَ يَحْيٰى اور حَيَّ يَحِيُّ (سمع) یعنی ادغام کے ساتھ اور بغیر ادغام دونوں طرح ماضی و مضارع مستعمل ہیں۔ پ۲۵/۱۸۔

(مفہوم حیوٰۃ کی تشریح کے لئے دیکھو لفظِ مَات)

مَحْيَايَ: اسم مفرد مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، میری زندگی۔ پ۸۔

مَحِيْصٍ: ظرفِ مکان مجرور، پناہ گاہ، لوٹنے کی جگہ، امام راغب کے نزدیک یہ لفظ اصلاً اجوف یائی ہے، لکھا ہے:

اصلہ من حیص بیص ای شدۃ و منہ حاص عن الحق ای حاد عنہ الی شدۃ و مکروہ واما الحوص فھو الخیاطۃ فی الجلد یقال حاص عین الصقر۔

یعنی محیص کا لفظ اصلاً حیص بیص سے نکلا ہے حیص بیص کا معنی ہے سختی، اسی سے حاصَ عَنِ الحق ہے یعنی حق سے اعراض کر کے سختی اور مصیبت کی طرف لوٹ گیا۔ حَوصٌ (اجوف واوی) کا معنی ہے کھال کو سینا۔ حَاصَ عَیْنُ الصَّقرِ شکرے کی آنکھ سی دی۔ شاید راغب کی مراد یہ ہے کہ حوص اصل میں کھال کے سینے کو کہتے ہیں کیونکہ صاحبِ قاموس نے حاص کا استعمال ثوب (کپڑے) کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ پ ۱۳/۱۵ ، ۲۵/۵ ، ۲۶/۱۷ ۔

مَحِيصًا: ظرفِ مکان منصوب، حسبِ تفصیلِ مذکور۔ پ ۵/۱۵ ۔

اَلْمَحِيضِ: ظرفِ زمان (وقتِ حیض) ظرفِ مکان (مقامِ حیض) مصدر (حیض آنا) یا بمعنے حیض یعنی وہ فاسد خون جو مخصوص زمانہ اور مخصوص حالت میں تندرست، جوان، غیر حاملہ عورت کے رحم سے نکلتا ہے۔ امامِ راغب نے لکھا ہے:۔

علی ان المصدر فی هذا النحو من الفعل يجيئ على مَفعَلٍ نحو معاش ومعاد و قول الشاعر لا يستطيع بها القراد مقيلا ای مكانا للقيلولة وان كان قد قيل هو مصدر ويقال ما فی برك مكيل و مكال

یعنی باوجودیکہ معتل واوی اور معتل یائی فعلوں سے مصدر میمی بروزن مَفْعَلٌ (عین کے فتحہ کے ساتھ) آتا ہے جیسے مَعَاشٌ عَاشَ عَيشًا سے اور مَعَادٌ عَادَ عَودًا سے لیکن مَحِيضٌ مصدر میمی ہے باوجودیکہ معتل یائی ہے (اور قیاساً مَحَاضٌ ہونا چاہیے) رہا شاعر کا یہ مصرعہ لَا يَسْتَطِيعُ بِهَا الْقُرَادُ مَقِيلًا (چچڑی وہاں خوابگاہ نہیں پا سکتی) تو اس میں مقیل ظرفِ مکان ہے، بعض لوگ مقیل کو بھی مصدر میمی کہتے ہیں (اس صورت میں اس لفظ کی بنا ر خلافِ ضابطہ ہوگی) ایک محاورہ میں آتا ہے مَا فِی بُرِّكَ مَكِيلٌ و مَكَالٌ اس مثال میں كَالَ يَكِيلُ سے مکیل اور مکال دونوں طرح مصدر آیا ہے۔

صاحبِ قاموس نے لکھا ہے کہ محیض کی طرح مَحَاضٌ بھی مصدر ہے اس سے افعال بابِ ضَرَبَ سے آتے ہیں۔ پ ۲/۱۲ ، ۲۸/۱۷ ۔

مُحِيطٌ: اسم فاعل واحد مذکر قیاسی إحَاطَةٌ مصدر بابِ افعال، حوط مادہ، ہر طرف سے گھیر لینے والا۔ امامِ راغب نے مفردات میں لکھا

ہے کہ احاطہ کے چند معانی ہیں۔
۱۔ احاطہ جسمانی جیسے اَحَطْتُ بِمَکَانِ کَذَا میں نے فلاں جگہ کو گھیر لیا۔ ۲۔ احاطہ بالحفظ یعنی ہر طرف سے نگرانی کرنی جیسے اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اللہ ہر چیز کا ہر طرف سے نگراں ہے۔ ۳۔ احاطہ بالمنع ہر طرف سے روک دیا جانا جیسے اِلَّآ اَنْ یُّحَاطَ بِکُمْ مگر یہ کہ ہر طرف سے تم کو روک دیا جائے۔ ۴۔ احاطہ علمی جیسے اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ یقیناً اللہ تمہارے اعمال انکی حیثیت، کیفیت، غرض، غایت، سبب نتیجہ، سب کو جانتا ہے۔ ۵۔ احاطہ قدرت ہر طرف سے قابو پالینا جیسے عذاب یوم محیط میں روزِ قیامت مراد ہے جو ہر طرف سے قابو یافتہ ہوگا۔

اس فقیر کی نظر میں امام نے احاطہ کے اقسام میں کچھ غیر مفید طول دیا ہے ورنہ احاطہ بالمنع اور احاطہ قدرت میں مفہوم کے اعتبار سے کچھ زیادہ فرق نہیں ہے اسی طرح احاطہ بالحفظ اور احاطہ علمی کا مفہوم قریب قریب ہے قرآنِ مجید میں محیط کا لفظ پ ۱/۲ میں عالم کل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے پ ۳/۱۰ میں احاطہ قدرت اور احاطہ مراد ہے اور پ ۱/۲ میں صرف احاطہ قدرت۔

مُحِیْطًا: اسم فاعل مفرد منصوب، احاطہ مصدر ہر طرف سے گھیرے ہوئے، پورا پورا قابو رکھنے والا۔ ہر طرح سے جاننے والا۔ پ ۵/۱۳ میں احاطہ علمی مراد ہے اور پ ۵/۱۵ میں احاطہ قدرت۔

مُحِیْطٍ: اسم فاعل مفرد مجرور، ہر طرف سے گرفت میں رکھنے والا۔ ایسا قابو یافتہ کہ اس سے چھوٹ جانا ناممکن ہے۔ پ ۱۲/۸۔

مُحْیِ: اسم فاعل مفرد مضاف، احیاء مصدر باب افعال۔ اصل میں محی تھا، زندہ کرنے والا۔ حیات بخشنے والا (حیات کے معنی کی تشریح کے لئے دیکھو مات) پ ۲۱/۸ ۲۴/۱۹۔

اَلْمَخَاضُ: اسم۔ دردِ ولادت، دردِ زہ مصدر۔ دردِ زہ ہونا۔ دردِ ولادت ہونا مَخَضَتِ الْحَامِلُ مَخَاضًا حاملہ کو دردِ ولادت ہوا (فتح) تَمَخَّضَ الْوَلَدُ (باب تفعل) باہر نکلنے کے لئے بچہ نے پیٹ کے اندر حرکت کی۔ پ ۱۶/۵۔

اَلْمُخْبِتِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اِخْبَاتٌ مصدر۔ باب افعال۔ عاجزی اور خشوع کرنیوالے (دیکھو خبت) پ ۱۷/۱۲۔

مُخْتَالٍ : اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اِخْتِیَالٌ مصدر، باب افتعال ۔ خَیْلٌ مادہ ، ناز سے چلنے والا ، اترانے والا ، مغرور ، متکبر ۔ مَخِیْلَۃٌ اور خُیَلَاءُ کا معنی ہے تکبر یعنی اپنے اندر اس بڑائی کا خیال کرنا جو واقع میں نہ ہو ۔ خیال اصل میں اس دماغی صورت کو کہتے ہیں جو کسی شخص یا چیز کے سامنے سے ہٹنے کے بعد دماغ میں رہ جاتی ہے اسی طرح صورتِ خوابی کو بھی خیال کہا جاتا ہے ۔ انہی معانی کا لحاظ کرکے خیال گمان کو کہنے لگے اور پندار و غرور کے لئے بھی اس مادہ کا استعمال ہونے لگا کیونکہ تکبر اور غرور بھی بے حقیقت ہوتا ہے صرف خود ساختہ خیالی صورت ہوتی ہے وصف واقعی سے خالی ۔ ثلاثی مجرد باب سمع سے آتا ہے خَالَ یَخَالُ ، اس کا مصدر خَیْلٌ ، خَیْلَۃٌ ، خَالٌ خَیَلَانٌ مَخِیْلَۃٌ مَخَالَۃٌ اور خَیْلُوْلَۃٌ ہے اور سب کا معنی گمان کرنا ، ثلاثی مزید سے اسم فاعل واحد مؤنث یعنی مُخِیْلَۃٌ اور مُخْتَالَۃٌ اُس ابر کو کہتے ہیں جس سے پانی برسنے کا گمان ہو ۔ پ۲۱ ع۱۱ ، پ۲۷ ع۱۹ ۔

مُخْتَالًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب اِخْتِیَالٌ مصدر ۔ باب افتعال ۔ اکڑنے والا اترانے والا ۔ پ۵ ع۳

مُخْتَلِفٌ : اسم فاعل واحد مذکر مرفوع اختلاف مصدر، باب افتعال ۔ الگ الگ جدا جدا ، قول میں ، رائے میں ، عقیدہ میں ، رنگ میں ، خو خصلت اور عادت میں ، بہر حال کسی چیز میں اگر ایک شے دوسری شے سے الگ ہو تو اسکو مختلف کہا جاتا ہے ، باہم تضاد کے لئے اختلاف ضروری ہے لیکن اختلاف کے لئے ایک کا دوسرے کی ضد ہونا ضروری نہیں کبھی دو مختلف باہم متضاد ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے اختلاف کا مادہ خَلْفٌ ہے مزید تشریح کے لئے دیکھو (خَلَفَ خَلْفٌ خَوَالِف خَلِیفۃ) پ۱۴ ع۱۵ ، پ۲۲ ع۱۶ ۔

مُخْتَلِفٍ : اسم فاعل واحد مذکر مجرور الگ الگ ۔ پ۵ ع۱۸

مُخْتَلِفًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب جُدا جُدا

مُخْتَلِفُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع ، مُخْتَلِفٌ واحد ، جُدا جُدا قول اور عقیدہ رکھنے والے ۔ پ۳۰ ع۱

مُخْتَلِفِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب ۔ مذہب اور دین میں الگ الگ ۔ پ۱۲ ع۱۰ ۔

مَخْتُوْمٌ : اسم مفعول واحد مذکر ، ختام لگا ہوا مہر زدہ ، ختام کا ترجمہ دو طرح کیا گیا ہے :

ما مہر کرنے کا مسالہ ۳: کسی چیز کا اختتام یعنی خاتمہ (دیکھو ختام) اس لئے مختوم کا ترجمہ اکثر اہل تفسیر نے مہر زدہ لکھا ہے یعنی جنت کی شراب کے برتنوں پر اللہ کی طرف سے بطور اعزاز و سند مہر لگی ہوگی جس کو اہل جنت ہی توڑیں گے لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ مختوم وہ رحیق (شراب کہنہ صاف) ہوگی جس کے آخر میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ اس قول پر ختام بمعنی ثانی ہوگا۔ (مدارک و جلالین) ۳۰/۸ ۔

مَخْذُوْلًا: اسم مفعول واحد مذکر منصوب خَذْلٌ اور خِذْلَانٌ مصدر بے مدد چھوڑا ہوا۔ (دیکھو خذولا) خذل اور خذلان، لازم بھی ہے یعنی بے مدد ہونا، مددگاروں سے بچھڑ جانا، خَذَلَتِ الظَّبْیَۃُ ہرن اپنی جگہ سے بچھڑ گئی اسی لئے خَاذِلٌ اور خذول بے مدد اور ہزیمت خوردہ شخص کو کہتے ہیں اور متعدی بھی ہے، خَذَلَہٗ اس کو بے مدد چھوڑ دیا، خَذَلَ عَنْہُ اسکو بے مدد چھوڑ کر الگ ہو گیا (نصر، قاموس، مخذول فعل متعدی سے اسم مفعول بنایا گیا ہے یعنی ضرورت کے وقت بے مدد چھوڑا ہوا۔ ۱۵/۲ ۔

مُخْرِجٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع منون اخراج مصدر باب افعال، ظاہر کرنیوالا۔

خروج (مصدر ثلاثی مجرد لازم) برآمد ہونا قرارگاہ سے باہر آجانا ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک کیفیت سے دوسری کیفیت کی طرف نکلنا۔ باب افعال میں آکر خروج متعدی ہو گیا چونکہ خروج کے لئے ظہور لازم ہے اس لئے اخراج کا معنی اظہار بھی ہوتا ہے اور چونکہ عدم سے وجود میں آنا بھی ایک طرح کا خروج ہے اس لئے اخراج کا معنی پیدا کرنا بھی ہوتا ہے۔ ۱/۹ ، ۱/۱۴ ۔

مُخْرِجٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع مضاف نکالنے والا۔ پیدا کرنیوالا۔ ۷/۱۸ ۔

مُخْرَجَ: مصدر مضاف، نکالنا، اس آیت سے مراد مکہ سے نکالنا ہے اور مدینہ میں داخل کرنا۔ (ابن عباس، حسن بصری، قتادہ)

یا امن کے ساتھ مکہ سے نکلنا اور پھر فاتحہ مکہ میں داخل کرنا مراد ہے (ضحاک) یا فرائض مسلمانہ میں داخل کرنا اور پھر مراد فرائض کے بعد دنیا سے نکالنا مراد ہے (مجاہد) یا جنت میں داخل کرنا اور مکہ سے نکالنا مراد ہے (روایت از حسن بصری) یا طاعت میں داخل کرنا اور ممنوعات سے نکالنا مراد ہے۔

(فاعل مجہول) معالم التنزیل۔ پ ۱۵/۵۔

مَخْرَجًا: اسم ظرف مفرد، خروج مصدر، مخارج جمع، نکلنے کی جگہ۔ پ ۲۸/۱۷۔

مُخْرَجُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، اخراج مصدر، نکالے گئے۔ نکالے ہوئے۔ پ ۱۸/۴ پ ۲۰/۲۔

مُخْرَجِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور نکرہ اخراج مصدر، نکالے گئے، نکالے ہوئے۔ پ ۱۴/۴۔

اَلْمُخْرَجِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور معرف باللام، اخراج مصدر، نکالے گئے، نکالے ہوئے۔ پ ۱۹/۱۳۔

مُخْزِیْ: اسم فاعل واحد مذکر، اخزار مصدر باب افعال خزیٌ مادہ (ناقص یائی) ذلیل کرنے والا۔ رسوا کرنے والا۔

خَزْوٌ (ناقص واوی باب نصر) کسی پر زبردستی کرنا۔ زبردستی غالب آنا۔ مالک ہوجانا اس مادہ سے باب افعال نہیں آتا صرف خزیٌ اور خزایۃٌ سے آتا ہے اول نے زیادہ اور دوسرے سے کم، خزیٌ کے معنی ہیں رسوائی ذلت رسوا ہونا ذلیل ہونا اور خزایۃٌ کے معنی ہیں شکست ذہنی اپنے کو خود ذلیل سمجھنا، جھجک (سمع اخزہ نیّۃٌ، میں رسوائی میں اس پر غالب آیا (ضرب) قرآن مجید میں دونوں طرح استعمال ہوا ہے مخزی کے دونوں معنی صحیح ہیں اللہ کافروں کو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرنیوالا بھی ہے اور انکی حالت ایسی بنا دینے والا بھی ہے کہ وہ خود اپنے کو ذلیل سمجھیں۔ پ ۱۰/۱۔

اَلْمُخْسِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور اَلْمُخْسِرُ واحد اِخسار مصدر باب افعال تول میں کمی کرنیوالے وزن میں کمی کرنے کے دو معنی ہیں۔

۱۔ کسی کو وزن میں کم دینا ڈنڈی مارنا پورا نہ دینا اس کو تطفیف بھی کہتے ہیں۔

۲۔ ایسے کام کرنا جس سے قیامت کے دن نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے مُخسرین کا مطلب دونوں طرح سے لیا جا سکتا ہے (راغب) اکثر مفسرین نے اول معنی ہی کو بیان کیا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے یاد رکھو کہ اللہ نے خسران یا اس کے مشتقات کا استعمال جس جگہ بھی قرآن میں کیا ہے اس سے مراد اخروی نقصان اور نیکیوں کے پلڑے کا ہلکا ہونا اور قیامت کے دن گھاٹا اٹھانا ہے البتہ باب افعال یعنی لفظ اخسار سے جتنے صیغے مستعمل ہوئے ہیں ان میں خسران کے دونوں معنی مراد ہیں کہیں ایک کہیں دوسرا خسران کی مزید تنقیح کے لئے دیکھو لفظ خُسر منقول از مفردات راغب)

مُخۡضَرَّةً: اسم فاعل واحد مؤنث منصوب اِخۡضِرَارٌ مصدر، باب افعلال سرسبز، کاہی رنگ والا، سبز سیاہی مائل، خُضۡرَةٌ سفیدی اور سیاہی کا مخلوط رنگ جس میں سیاہی کی طرف میلان زیادہ ہو اس لیے عربی میں اخضر کو اسود اور اسود کو اخضر کہہ لیا جاتا ہے عراق کا وہ علاقہ جو بہت سرسبز ہے سواد کہلاتا ہے خَضِرَ (سمع) سبز ہو گیا، خَضَرَ (نصر) کاٹا اَخۡضَرَ (باب افعال) سبز کر دیا۔ اِخۡتَضَرَ (باب افتعال) کٹ گیا (لازم) اِخۡتَضَرَ الۡکَلَأَ سبز گھاس کاٹی (متعدی) اِخۡضَرَّ (باب افعلال) سبز ہو گیا، سیاہ ہو گیا کٹ گیا، اسی سے مُخۡضَرَّةٌ اسم فاعل واحد مؤنث ہے۔ ۱۷/۱۵ ۔

مَخۡضُوۡدٍ: اسم مفعول واحد مذکر مجرور ضحاک و مجاہد نے کہا پھلدار درخت، پھلوں سے اتنا لدا ہوا کہ نیچے کو جھک جائے۔ ابن عباس اور عکرمہ نے کہا کانٹوں سے صاف کیا ہوا درخت جس کے کانٹے توڑ دیئے جائیں حسن بصری نے کہا تاکہ ہاتھوں کو زخمی نہ کریں ابن کیسان نے کہا تاکہ کچھ دکھ نہ ہو (معالم) راغب نے ابن عباس کے قول کی تائید کی ہے۔

اَخۡضَدَ اتنا لچکدار کہ نیچے کو دوہرا ہو جائے خَضَدَ نیچے کو جھکا ہوا لچکا ہوا جو سیدھا کھڑا نہ ہو سکے خَضَدَ الشَّجَرَ درخت کے کانٹے کاٹ دیے چھیل دیے خَضِیۡدٌ اور مَخۡضُوۡدٌ صفت کے صیغے اسی سے ہیں مُنۡخَضِدٌ لچک کے بارے دوہرا ہو جانے والا نیچے کو جھک جانیوالا، اِنۡخَضَدَ الۡعُوۡدُ لکڑی لچک کی وجہ سے نیچے کو جھک گئی۔ ۲۷/۱۴ ۔

مُخَلَّدُوۡنَ: اسم مفعول جمع مذکر، تَخۡلِیۡدٌ مصدر، باب تفعیل، خُلۡدٌ اور خُلُوۡدٌ کا معنی ہے کسی چیز کا ہمیشہ یا مدت دراز تک ایک حالت پر باقی رہنا اسکی حالت میں تغیر نہ آنا اس لئے مُخَلَّدٌ کا معنی ہوا ہمیشہ یا مدت دراز تک ایک حالت پر قائم رکھا گیا۔ رَجُلٌ مُخَلَّدٌ اس آدمی کو کہتے ہیں جس کے بال مدت دراز تک سفید نہ ہوں۔ (راغب)

اسی بنا پر مفسرین نے آیت میں مخلدون کا ترجمہ کیا ہے نہ کبھی مرنے والے نہ کبھی بوڑھے ہونے والے ہمیشہ لڑکوں ہی کی شکل پر قائم رہنے والے (خازن و بیضاوی) سعید بن جبیر نے کہا کہ مُخَلَّدٌ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے کانوں میں

بالے پڑے ہوں اس صورت میں مخلدون کا ترجمہ ہوا وہ لڑکے جن کے کانوں میں بالے پڑے ہوں گے (معالم) ۲۷/۱۴ ۲۹/۱۹۔

مُخْلِصًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب، اخلاص مصدر، باب افعال خالص کر لینے والا اخلاص کا معنی ہے کسی چیز کی آمیزش سے دوسری چیز کو الگ کرنا چھانٹ دینا بندہ کے مخلص ہونے کا مطلب ہوتا ہے خالص اللہ کی اطاعت کرنی اللہ کو یہودیوں کی تشبیہ اور عیسائیوں کی تثلیث سے پاک سمجھنا بقول راغب ماسوی اللہ سے اپنے خیال کو ہٹا لینا اور صرف اللہ ہی کا ہو جانا۔ رہا اللہ کا بندہ کو مخلص بنانا تو اس کا مطلب ہے بندہ کو ممتاز منتخب اور برگزیدہ بنا لینا، اپنی خصوصی عنایت کے لئے چن لیا۔ ۲۳/۱۵، ۱۶۔

مُخْلَصًا: اسم مفعول واحد مذکر، اخلاص مصدر چنا ہوا۔ چھانٹا ہوا، برگزیدہ اور ممتاز کیا ہوا۔ ۱۶/۱۹۔

مُخْلِصُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مخلص واحد۔ خالص اللہ کی اطاعت کرنے والے بغیر آمیزش شرک کے اللہ کو واحد جاننے والے ہر مصیبت سے اپنے قول و فعل کو پاک رکھنے والے۔ ۱/۱۶۔

مُخْلِصِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور نکرہ مخلص واحد، ترجمہ بتفصیل مذکور دیکھو مخلصون اور مخلصا ۳/۸ ۱۱/۱۳، ۱۳/۱۴ ۲۴/۱۲، ۱۳ ۳۰/۲۳۔

الْمُخْلَصِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر معرفہ مخلص واحد، چھانٹے ہوئے برگزیدہ بنائے ہوئے، منتخب ۱۲/۱۲ ۱۴/۳ ۲۳/۶، ۸، ۹، ۱۴ (دیکھو مخلصا)

مُخْلِفَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مضاف اخلاف مصدر باب افعال وعدہ کے خلاف کرنیوالا، وعدہ کو پیچھے ڈالدینے والا۔ اخلاف کا اصل معنی ہے ایک کا دوسرے کے بعد اپنے جانوروں کو پانی پلانا۔ اَخْلَفَ الشَّجَرُ (لازم) پت جھاڑ کے بعد درخت سر سبز ہو گیا اَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (متعدی) اللہ تجھے گذشتہ کا عوض عطا کرنے ۱۳/۱۹ (تنقیح کے لئے دیکھو خَلَفَ خَلْفَ خَلِيْفَه)

الْمُخَلَّفُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع تخلیف مصدر باب تفعیل، پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ، تخلیف کسی کو پیچھے کر دینا پیچھے چھوڑ دینا۔ خَلَّفْتُهٗ میں نے اسکو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ ۱۱/۲ میں مراد ہیں وہ بارہ آدمی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک کے

جہاد پر نہیں گئے تھے مدینہ میں پیچھے رہ گئے تھے پ ۱۰ ع ۲
میں مدینہ کے آس پاس رہنے والے وہ بدو مراد
ہیں جن کو حدیبیہ کے سال حضور اقدس نے
اپنے ساتھ مسلمان کے ہمراہ مکہ کو چلنے کا حکم دیا
تھا لیکن وہ قریش کے ڈر کے مارے ساتھ نہیں
گئے اللہ نے ان کو پیچھے ہی رکھا (تنقیح کے لئے
دیکھو باب الخاء مع اللام)

اَلْمُخَلَّفِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور پیچھے
چھوڑے ہوئے لوگ یعنی وہ بدو جو حوالی مدینہ میں
رہتے تھے اور حدیبیہ کے سال مکہ کو مسلمان کے
لشکر کے ساتھ جانے سے حیلے بہانے کر کے
رہ گئے تھے۔ پ ۲۶ ع ۹۔

مُخَلَّقَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث مجرور، تخلیق
مصدر۔ باب تفعیل خَلق مادہ۔ حاکم نے ابن عباس
کا قول نقل کیا ہے کہ مُخَلَّقَہ سے مراد وہ بوٹی جو
زندہ ہو جاتی ہے اور غیر مخلقہ سے مراد وہ بوٹی جو
ساقط ہو جاتی ہے قتادہ سے بھی یہی مروی ہے بغوی نے
معالم میں لکھا ہے قال ابن عباس و قتادۃ
مخلقۃ ای تامۃ و غیر مخلقۃ غیر تامۃ ای
ناقصۃ الخلق و قال مجاھد مصورۃ و غیر
مصورۃ یعنی السقط و قیل المخلقۃ

الولد الذی یأتی بہ المرأۃ لوقتہ و غیر
المخلقۃ المسقط یعنی ابن عباس و قتادہ نے
فرمایا کہ مخلقہ یعنی پوری بناوٹ والی اور غیر مخلقہ
وہ جسکی بناوٹ پوری نہ ہو ناقص ہو۔ مجاہد
نے فرمایا مخلقہ جس کے خدوخال اور شکل بنا دی
گئی ہو اور غیر مخلقہ وہ جس کی شکل نہ بنی ہو یعنی
گرنے والا بچہ، بعض لوگوں کا قول ہے
کہ جو بچہ اپنے پورے وقت پر پیدا ہوتا
ہے وہ مخلقہ ہے اور جو وقت سے پہلے
گر جاتا ہے وہ غیر مخلقہ ہے، صاحب مدارک نے
لکھا ہے کہ مخلقہ وہ بوٹی ہے جس کے اعضاء
درست اور ہموار ہوں، ساخت ٹھیک ہو بناوٹ
کا کوئی عیب اور نقصان نہ ہو اور غیر مخلقہ
وہ بوٹی ہے جو ایسی نہ ہو گویا اللہ ابتدائی بوٹی
میں ہی اختلاف کر دیتا ہے، کسی کی ساخت
پوری، اعضاء کامل، اور بناوٹ نقصان سے
پاک ہوتی ہے کسی کی ایسی نہیں ہوتی اسی
بنیادی تفاوت کی وجہ سے آدمیوں کی شکل
صورت بناوٹ اور پستی درازی میں تفاوت اور
اعضاء کا کمال و نقصان ہوتا ہے۔

محلی اور بعض دوسرے اہل تفسیر نے

ابن عباس اور مجاہد کی تفسیر کو جمع کر دیا ہے اور مخلّقہ کا ترجمہ کیا ہے شکل والی پوری ساخت والی اور غیر مخلّقہ وہ جو مخلّقہ کے خلاف ہو۔ صاحبِ معجم القرآن نے مدارک کے موافق تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے یہ لفظ خَلَقَ السِّوَاکَ وَالْعُوْدَ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے مسواک اور لکڑی کو چھیل کر درست اور چکنا کر دیا، صَخْرَۃٌ خَلْقَاءُ چکنا پتھر، چٹان، اسی میں ہے خَلَقَ الْقِدْحَ تیر کو چھیل کر چکنا کر دیا۔ پ ۱۷/۸۔

مَخْمَصَۃٌ: اسم۔ ایسی بھوک جس سے پیٹ لگ جائے، خَمْصَۃٌ بھوک، نشیبی گڑھا۔ خامِصٌ پتلے پیٹ والا۔ خُمْصَانٌ وہ شخص جس کے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے گڑھا ہو خُمَیْصُ الْحَشٰی پتلے پیٹ والا۔ اَخْمَصُ تلوے کا گڑھا جو زمین پر نہیں لگتا (قاموس) خَمَصَہٗ الْجُوْعُ خَمْصًا و مَخْمَصَۃً بھوک نے اس کا پیٹ لگا دیا (نصر، متعدی) خَمَصَ الْبَطْنُ پیٹ لگ گیا۔ خَمَصَ الْجُرْحُ زخم کا ورم دب گیا (نصر لازم) پ ۶ ۱۱/۳۔

مَدًّا: اسم اور مصدر (نصر) کھینچنا، پھیلانا بچھانا۔ وسیع کرنا۔ دن نکلنا، دوات میں روشنائی ڈالنا۔ دوات سے روشنائی نکالنا، نظر کا پھیلاؤ پیہم مسلسل زیادتی کرنا۔ دریا کا چڑھاؤ۔ آیت میں پیہم زیادتی کرنا مراد ہے۔ پ ۱۶/۸۔

مِدَادًا: اسم۔ روشنائی۔ چراغ کا تیل ہر چیز کی زیادتی، جنت کے حوض کے متعلق حدیث میں آیا ہے میزابانِ یمدُّھا الجنّۃ دو نالے اس میں آکر کھلتے ہیں جن میں پیہم افزونی جنت سے ہوتی ہے یعنی جن کا سرچشمہ جنت میں ہے آیت میں اول الذکر معنی مراد ہے (والفعل من نصر) ۱۶/۳۔

مَدَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف مَدٌّ مصدر (نصر) بچھایا پھیلایا۔ پ۱۳ ۹/۳۔

مؤخر الذکر آیت میں سایہ کو پھیلانے سے مراد ہے فجر صادق سے طلوعِ آفتاب تک کا پورا وقت جس میں نہ رات کی تاریکی ہوتی ہے نہ سورج کی چمک اور دھوپ ابنِ عطیہ نے اس تخصیص کو اگرچہ قابلِ اعتراض قرار دیا ہے لیکن تمام مفسروں نے بالاجماع یہی مطلب لکھا ہے اجماع اہلِ تفسیر کے مقابلہ میں ابن عطیہ کا شبہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

امام راغب، ابو عبیدہ اور مجد الدین فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ کسی خیر اور بھلائی میں افزونی کرنے کے موقع پر امداد (باب افعال) اور اس کے مشتقات کا استعمال کیا جاتا ہے اور دکھ کی زیادتی کو بیان کرنا ہوتا ہے تو مَدَّ (نصر) بولا جاتا ہے یعنی مادہ ایک ہی ہے لیکن خیر میں زیادتی کے لئے ثلاثی مزید اور عذاب و تکلیف کی زیادتی کے لئے ثلاثی مجرد کا استعمال اکثر کیا جاتا ہے۔

ابو عبیدہ نے یہ بھی کہا ہے کہ بغیر بیرونی اضافہ اور زیادتی کے کسی چیز میں افزونی کرنے کے لئے مَدَّ کہا جاتا ہے اور بیرونی زیادتی کو بیان کرنا ہوتا ہے تو اَمَدَّ کہتے ہیں جیسے اَمَدَّنَاہُمْ بِفَاکِہَۃٍ الخ اور اَنِّی مُمِدُّکُمْ بالف الخ (دیکھو باب الالف مع المیم)

مُدَّتْ: واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، مَدٌّ مصدر، باب نصر، کھینچی جائیگی، چمڑے کی طرح کھینچکر ہموار کردی جائیگی نہ اس پر بلندی رہیگی نہ پستی۔ (اخرجہ الحاکم عن جابر بن عبداللہ مرفوعا) ۳۰/۱۹۔

مُدَّتِہِمْ: مدت مجرور مجرور ہُمْ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ۔ ان کے معاہدہ کا زمانہ یعنی میعادِ معاہدہ ختم ہونے تک، مدت کا معنی ہے وقت کا ایک حصہ۔ پورا وقت پوری مسافت، زمان و مکان دونوں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ آیت میں معاہدہ کا زمانہ یعنی بقیہ نو ماہ مراد ہیں۔ ۱/۱۰۔

مَدَدًا: زیادتی۔ طاقت کا اضافہ۔ مَدَدُ الجیش وہ چیز جس سے فوج کی طاقت میں اضافہ کیا جاتا ہے جیسے ہتھیار، رسد، مزید کمک وغیرہ، آیت میں اول معنی مراد ہے (محلی) مگر یاد رکھو کہ بقول راغب اس جگہ عام زیادتی مراد نہیں ہے بلکہ روشنائی کی افزونی اور ایسی زیادتی مراد ہے جیسے کسی پانی کے سرچشمے اور سوت سے نوبنو اور پیہم ہوتی رہتی ہے۔ ۱۶/۲۔

مَدَدْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، مَدٌّ مصدر، باب نصر۔ ہم نے پھیلایا، ہم نے بچھایا۔ ۱۴/۲۔

مُدْبِرًا: اسم فاعل واحد مذکر۔ اِدْبَارٌ مصدر۔ باب افعال۔ پشت پھیرنے والا۔ دُبُر پشت، پیچھے، انجام، آخر، اسی سے دَبَرَ فعل ماضی (نصر) بنایا گیا ہے۔ اس نے پشت پھیری اور گیا۔ باب افعال سے اَدْبَرَ کا

بھی یہی معنی ہے۔ ۱۹/۱۶ ، ۳۰/۷ ۔

اَلْمُدَبِّرٰتِ: اسم فاعل جمع مؤنث مجرور۔ اَلْمُدَبِّرَۃُ واحد مؤنث۔ تدبیر مصدر، باب تفعیل، تدبیر کا معنی ہے انجام کو سوچنا، انتظام کرنا ہر چیز کے دُبُر یعنی نتیجہ پر غور کرنا۔ یہاں بقول حضرت ابن عباس فرشتوں کی وہ جماعتیں مراد ہیں جو انتظامِ کائنات پر اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔ (لبغوی۔ معالم) ۳۰/۳ ۔

مُدْبِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مدبر مفرد۔ اِدبار مصدر۔ باب افعال، پشت موڑنے والے۔ پیٹھ دینے والے۔ قرآنِ مجید میں مدبر یا مدبرین کا لفظ تنہا نہیں استعمال کیا گیا بلکہ تَوَلّی یا تَوْلِیَۃٌ سے کوئی فعل ضرور ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے مثلاً وَلَّیْتُمْ، تُوَلُّوْا، تُوَلُّوْنَ، وَلَّوْا۔ تُوَلُّوْا۔ وَلّٰی وغیرہ، ایسا اس لئے کیا گیا کہ منہ موڑ کر پشت پھیر کر چلے جانے کا مفہوم پیدا ہو جائے۔ ۱/۱۰ ، ۱۷/۵ ، ۲۰/۲ ، ۲۱/۸ ، ۲۳/۷ ، ۲۴/۹ ۔

اَلْمُدَّثِّرُ: اسم فاعل واحد مذکر۔ تَدَثُّر باب تَفَعُّل۔ یہ لفظ اصل میں اَلْمُتَدَثِّرُ تھا، تاء کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا اوپر سے کپڑا اوڑھنے والا۔

شِعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن کی کھال سے ملا ہوا ہوتا ہے (جیسے بنیان شلوکہ) اور دِثار وہ کپڑا ہوتا ہے جو اوپر سے پہنا یا اوڑھا جاتا ہے اسی لئے رَجُلٌ دَثُوْرٌ پوشیدہ گمنام آدمی کو اور سَیْفٌ دَاثِرٌ پرانی زنگ سے بھری ہوئی تلوار کو اور داثر اس فرسودہ کھنڈر کو جس کے نشان بھی مٹ کر چھپ گئے ہوں، کہتے ہیں۔ (قاموس)

المدثر رسول اللہ کے اسماء نفسیہ میں سے ایک نام اسی آیت کی وجہ سے ہو گیا اور سورت کا نام بھی اسی بنیاد پر قرار پایا جمہور کا قول ہے کہ سب سے اول سورۂ اقرأ مالم یعلم تک نازل ہوئی پھر تین سال تک وحی بند رہی یہی فترۃ الوحی کا زمانہ کہلاتا ہے اس کے بعد یا ایہا المدثر نازل ہوئی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے سورۂ مدثر نازل ہوئی، رواہ ابو سلمۃ (معالم)

حقیقت یہ ہے کہ انقطاع وحی کے زمانہ کا ایک واقعہ جب حضور نے بیان فرمایا کہ اثنائے راہ میں میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ

جو حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا نظر آیا، میں ڈر گیا، گھر میں پہنچا تو بیوی سے کہا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے لپیٹو مجھے کچھ اڑھادو۔ اس کے بعد اللہ نے یا ایہا المدثر فاھجر تک نازل فرمائی (صحیحین) اس واقعہ سے غالباً حضرتِ جابر نے سمجھ لیا کہ سورہ مدثر سب سے پہلے نازل ہوئی حالانکہ یہ انقطاع وحی کے زمانہ کا واقعہ ہے اس سے پہلے وحی آچکی تھی۔ ۲۹/۱۵۔

اَلْمُدْحَضِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور اَلْمُدْحَضُ واحد اِدْحَاضٌ مصدر باب افعال قرعہ اندازی میں ہار جانے والے، اصل معنی ہے پھسلائے ہوئے مغلوب آدمی بھی کامیابی کے مقام سے پھسل کر گر جاتا ہے اسلئے قرعہ اندازی میں ہار جانیوالے کو مُدْحَضٌ کہا جاتا ہے۔

دَحَضَتْ رِجْلُہٗ (فتح) اس کا پاؤں پھسل گیا۔ ھٰذِہٖ مُدْحَضَۃُ الْقَوْمِ یہ قوم کی لغزش ہے ھٰذَا مَکَانٌ دَحْضٌ یہ پھسلنے کی جگہ ہے ایک شاعر کا قول ہے ؎

رَدِیْتَ وَنَجَّی الْیَشْکُرِیَّ حِذَارُہٗ

وَحَادَ کَمَا حَادَ الْبَعِیْرُ عَنِ الدَّحْضِ

تو لڑک کر گر گیا اور احتیاط نے یشکری کو بچا لیا وہ اس طرح مڑ کر بچ گیا جس طرح پھسلن کے مقام سے اونٹ مڑ کر بچ جاتا ہے۔

دَحَضَتِ الشَّمْسُ عَنْ کَبِدِ السَّمَاءِ نقطہ وسط النہار سے سورج ڈھل گیا۔ مزید تنقیح کے لئے (دیکھو داحضۃ) ۲۳/۹۔

مَدْحُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر منصوب دَحْرٌ اور دُحُوْرٌ مصدر، باب نَصَرَ۔ رحمت سے دور کیا ہوا۔ ہنکایا ہوا، نکالا ہوا۔ دحور کا معنی ہے دور کرنا، ہنکانا۔ دُحُوْرٌ صیغہ صفت (دیکھو دُحورًا) ۸/۹، ۱۵/۲، ۴۔

مُدْخَلَ: مصدر میمی مضاف باب افعال داخل کرنا۔ (مزید تنقیح کے لئے لفظ دخل، دخلوا اور مخرج) ۱۵/۹۔

مُدْخَلًا: مصدر میمی نکرہ، داخل کرنا۔ ۵/۲، ۱۷/۱۵۔

مُدَّخَلًا: اسم ظرف، باب افتعال۔ دَخْلٌ مادہ، داخل ہونے کا مقام، گھسنے کی جگہ، یہ لفظ اصل میں مُدْتَخَلًا تھا، تاء کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا۔ ۱۰/۱۳۔

مِدْرَارًا: صیغہ مبالغہ، دَرٌّ مصدر و اسم بہت برسنے والا۔ دَرٌّ کا معنی ہے ہر چیز کی خوبی

دودھ، دودھ کی کثرت، روانی، دِرَّۃٌ اسم مصدر دودھ خون، دودھ کی کثرت، روانی، بارش، دَارٌّ اسم فاعل، رواں، برسنے والا۔ دَرَّتِ النَّاقَۃُ (نصر و ضرب متعدی) اونٹنی نے بہت دودھ دیا۔ دَرَّ الْعَرَقُ (ضرب لازم) پسینہ جاری ہوگیا دَرَّ السِّرَاجُ چراغ روشن ہوگیا۔ دَرَّتِ السُّوْقُ بازار کھل گیا۔ چل گیا۔ دَرَّ وَجْہُکَ بیماری سے اچھا ہونے کے بعد تیرے چہرے پر رونق آگئی۔ ان تمام مشتقات کا مادہ دَرٌّ ہے جس کا اصل معنی دودھ یا دودھ کی کثرت اور روانی ہے توسیع استعمال کے بعد پانی برسنے چراغ کے نور پھیلنے بازار کے پُررونق ہونے اور چہرہ پر صحت کی چمک آجانے کو کہہ لیا گیا اس کے بعد تیسرے نمبر پر ہر خوبی اور اچھائی کیلئے اس کا استعمال ہونے لگا۔ ٤۔ $\frac{29}{9}$ $\frac{12}{5}$۔

مُدْرَکُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ مُدْرَکٌ واحد، اِدْرَاکٌ مصدر، باب افعال، دَرْکٌ مادہ، ہم تعاقب کر کے پکڑ لئے جائینگے دشمن ہم تک پہنچکر ہم کو پکڑ لیں گے ادراک کا معنی ہے کسی چیز کا اپنے منتہا پر پہنچ جانا اَدْرَکَ الْغُلَامُ لڑکا بالغ ہوگیا۔ اَدْرَکَ الثَّمَرُ پھل اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے (لازم) اَدْرَکَہٗ (متعدی) اسکو پا لیا۔ حاصل کر لیا۔ پہنچ گیا (دیکھو ادرکہ باب الالف مع الدال) اَدْرَکْتُہٗ بِبَصَرِیْ میں نے اس پر اپنی نظر پہنچادی یعنی دیکھ لیا۔ تَدَارَکَ۔ اِدَّارَکَ۔ اَدْرَکَ۔ مُدْرَکٌ سب کا مادہ دَرْکٌ ہے (دیکھو الفاظ مذکورہ کے لئے باب التاء، باب الالف) $\frac{19}{8}$۔

مُدَّکِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِدِّکَارٌ مصدر باب افتعال، نصیحت کو یاد رکھنے والا دل سے قبول کرنے والا۔ یہ لفظ اصل میں مُذْتَکِرٌ تھا تا کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا (ملی) قبائل ربیعہ ذکرہ کو دکرہ کہتے ہیں باب افتعال میں پہنچکر اِذْتِکَارٌ کا اِدْتِکَار ہوگیا، ادتکار کا اسم فاعل مُدْتَکِرٌ ہے اور مُدْتَکِرٌ کو مُدَّکِرٌ کر لیا گیا۔ لیث کا قول ہے کہ ربیعہ والے دکر غلط بولتے ہیں اصل لفظ ذکر ہے لیکن قرآن مجید نے مُدَّکِر دال کے ساتھ استعمال کیا ہے پھر غلط کس طرح ہو سکتا ہے ذکر کی توضیح کے لئے دیکھو ذکر، ذکر لے ذاکرین تذکرہ وغیرہ) ۸، ۹، $\frac{27}{10}$۔

مُدْھَآمَّتَانِ: اسم فاعل و اسم مفعول۔

تثنیہ مونث مُدْهَامَّةٌ واحد، دونوں سرسبز ہیں، اتنے سرسبز کہ ان کا رنگ کالا ہی سیاہ ہو گیا۔ اِدْهِيمَامٌ مصدر سیاہ ہونا یعنی گہرا سبز کالا ہی ہو جانا دُهْمَةٌ سیاہی حَدِيقَةٌ دُهْمَاءُ انتہائی سرسبز باغ، دُهْمٌ ہر مہینہ کی آخری تین راتیں جن میں بالکل تاریکی ہوتی ہے دُهَيْمٌ اور دُهَيْمَةٌ کالی مصیبت یعنی سخت مصیبت۔ ۲۷/۱۳ -

مُدْهِنُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اِدْهَانٌ مصدر، باب افعال۔ بے وقعت سرسری سمجھنے والے۔ چکنی چپڑی باتیں بنانے والے، مکھن لگانے والے۔ اِدْهَانٌ کا معنی ہے کسی چیز کو بے وقعت ناقابلِ توجہ سمجھنا۔ نرمی کرنا۔ چکنی چپڑی باتیں بنانا۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اَلْحَزْمُ وَالْقُوَّةُ خَيْرٌ مِّنَ الْاِ دْهَانِ الْقِلَّةِ وَالْهَاعِ

پختہ دانش اور قوت بہتر ہے کسی چیز کو بے وقعت سمجھ کر ناقابلِ توجہ قرار دینے سے اور ضعف اور بزدلی سے اصل میں دُهن تیل کو اور دهن تیل لگانے کو کہتے ہیں تیل کی مالش کا استعمال اپنے حقیقی معنی کے علاوہ دو مجازی معنی میں بھی ہوتا ہے۔

۱. کسی چیز کا خفیف ہلکا تھوڑا استعمال جیسے دَهَنَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ زمین کو بارش نے کسی قدر گیلا کر دیا، ایک ہلکا چھینٹا پڑ گیا۔

۲. دھوکہ دینا، باتیں بنانا، کسی پر مکھن لگانا، آیت میں یہی آخری معنی مراد ہے (الراغب) ۲۷/۱۶ -

مَدِيْنُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع وہ لوگ جن کو بدلا دیا جائے، بدلا دیئے جاؤ گے یہ لفظ دَانَ يَدِيْنُ دِيْنًا سے ماخوذ ہے، دین کا معنی ہے بدلا (دیکھو دین) محلی وخازن ان لوگوں کو بھی مدیون کہا جاتا ہے جو کسی کے زیرِ انتظام ہوں کوئی ان کا حاکم ہو کسی کا حکم ان پر مسلط ہو (تاج۔ زجاج)۔ دَانَ السُّلْطَانُ رَعِيَّتَهُ بادشاہ نے اپنی رعایا کا انتظام کیا (قاموس) آیت میں اول معنی مراد ہے ایک شاعر کا قول ہے، قَدْ دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوْا، ہم نے ان کو ویسا ہی بدلہ دیا جیسا انہوں نے دیا تھا۔ ۲۳/۱ -

مَدِيْنِيْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مجرور مَدِيْنٌ مفرد، زیرِ حکم مسخر محکوم یعنی اگر تم کسی کے زیرِ حکم اور مسخر نہیں ہو (زجاج) اگر تم کسی کے مملوک نہ ہو (لسان) ۲۷/۱۶ -

مَدْيَنَ : اسم معرفہ عَلَم۔ حضرت شعیب کا

قبیلہ اور اسکی بستی جس کا محلِ وقوع عقبہ سے شرقی جانب تھا آج کل اس کو معان کہتے ہیں، اہلِ تاریخ جزیرہ سینا سے حدودِ فرات تک پورے علاقہ کو مدین کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یہ لوگ تجارت پیشہ تھے، مصر، فلسطین اور لبنان سے تجارت کرتے تھے (معجم القرآن) پ ۸/۱۲، پ ۱۵/۱۲، پ ۸/۱۲، پ ۱۱/۱۶، پ ۱۲/۱۷، پ ۲۰، ۶، ۸، ۱۶ -

اَلْمَدِیْنَۃَ: اسم نکرہ، بڑا شہر، مدائن اور مُدُن جمع، اسم معرفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الہجرۃ کا نام جسکو ہجرت سے پہلے یثرب کہتے تھے پ ۹/۴، پ ۱۲/۱۴، پ ۲۰/۵ میں مصر مراد ہے پ ۱۱/۲، ۴ پ ۲۲/۵ پ ۲۸/۱۳ میں مدینہ پاک مراد ہے پ ۱۴/۵ بحیرۂ مردار کے ساحل پر قومِ لوط کی بستی جس کا نام بقول صاحبِ قاموس سَذُوْم، اور بقول جوہری سدُوم تھا اکثر اہلِ تفسیر نے سدوم ہی لکھا ہے پ ۱۵/۱۵ میں طرسوس مراد ہے جس کا قدیم نام افسوس تھا اسلامی دور میں اسکو طرسوس کہنے لگے پ ۲۲ میں انطاکیہ مراد ہے جس کا نام قبریہ بھی تھا پ ۱۹/۱۹ میں ثمود کی بستی حجر مراد ہے۔

اَلْمَدَائِنُ: جمع، المدینۃ واحد شہر مراد فرعون کے ممالکِ محروسہ۔ پ ۹، ۱۹/۸

مُذَبْذَبِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، منصوب، مُذَبْذَبٌ واحد، ذَبْذَبَۃٌ بروزن دَحْرَجَۃٌ مصدر، ڈانواڈول، پس و پیش میں مبتلا، نہ اِدھر نہ اُدھر، ادھر میں معلق راغب نے اس کا ترجمہ مضطرب کیا ہے، ثلاثی مجرد ذَبٌّ (نصر) اور ثلاثی مزید تَذْبِیْبٌ (تفعیل) کا معنی ہے دفع کرنا، ہنکانا۔ خشک ہو جانا۔ ذَبَّابٌ اور مِذَبٌّ بہت دفع کرنے والا۔ ذَبَّ فُلَانٌ مضطرب ہوا، ایک جگہ قرار نہ پکڑا، ذَبَّ الحوضُ حوض خشک ہو گیا ذَبَّ عَنْہُ کسی چیز سے روکا، دفع کیا (وکلاھا من نصر) ذَبَّ جِسْمُہٗ، اس کا بدن سوکھ گیا۔ ذَبَّ فُلَانٌ اس کا رنگ بگڑ گیا۔ (ضرب) تَذَبْذُبٌ ڈانواڈول ہونا، کسی ایک بات یا ایک حالت پر نہ جمنا ایک شاعر کا قول ہے: تَرَیٰ کُلَّ مُلْکٍ دُوْنَہَا یَتَذَبْذَبُ ہر بادشاہ اس سے کم درجہ پر بھی مضطرب ہوتا ہے۔ پ ۵/۱۸ ۔

مُذْعِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اِذْعَانٌ مصدر، باب افعال۔ ذَعْنٌ مادہ، اطاعت کرنیوالے، فرمانبردار، نَاقَۃٌ مُذْعِنَۃٌ فرمانبردار اونٹنی (راغب) ذَعِنَ لَہٗ (سمع)

اس کا فرمانبردار ہو گیا۔ اَذْعَنَ لَہٗ (باب افعال) اس کے سامنے عاجزی کی، فرمانبرداری کی۔ اطاعت کے لئے دوڑا۔ اقرار کیا۔ (قاموس) ۱۵/۱۲۔

مُذَکِّرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، تَذْکِیْرٌ اور تَذْکِرَۃٌ مصدر، باب تفعیل، ذکر مادہ۔ نصیحت کرنے والا زندگی کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے والا، نیکوں کی جزا اور بُروں کی سزا کا تذکرہ کرنے والا (دیکھو ذِکْرٌ ذکر لے تَذْکِرَۃٌ) ۳۰/۱۳۔

مَذْکُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر، ذِکْرٌ مصدر، باب نصر، قابلِ ذکر، موجود دیکھو ذکر و ذکریٰ)

مَذْمُوْمٌ: اسم مفعول مفرد مرفوع، ذَمٌّ مصدر (نصر) وہ شخص جس کی برائی کی جائے لوگ جس کی ذم کریں، ذَمٌّ اور ذِمٌّ صفت کے صیغے بھی ہیں یعنی مذموم کے ہم معنی، مُذَمَّمٌ وہ شخص جس کی سخت برائی کی جائے ذِمَّۃٌ وہ عہد جس کی خلاف ورزی پر لوگ بُرا کہیں (دیکھو ذِمَّۃٌ) ۲۹/۶۔

مَذْمُوْمًا: اسم مفعول مفرد منصوب، مذمت کیا ہوا، عیب دار (حلی) ذَیْمٌ اور ذَائِمٌ (اسم) بمعنی عیب اور (مصدر) بمعنی ذم ذَامَ یَذِیْمُ ذَیْمًا اور ذَأَمَ یَذْأَمُ ذَأْمًا دونوں کے معنی ایک ہیں، استعمال دونوں طرح ہے (اخفش و قاموس) ۵/۹۔

مَرَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مُرُوْرٌ مصدر (نصر) وہ گزر گیا، اِمْرَارٌ (باب افعال) رسّی کو بٹنا، مزہ کا تلخ ہو جانا۔ مَرِیْرَۃٌ اور مُمَرٌّ رسی (دیکھو تَمُرُّ اور تَمُرُّوْنَ) ۳/۳۲ ۱۱/۴ ۱۲/۴ ۲۳/۲۔

مَرَّتْ: واحد مؤنث غائب (نصر) وہ گزری (دیکھو تَمُرُّ اور تَمُرُّوْنَ اور مَرَّ) بعض لوگوں نے کہا آیت میں مَرَّتْ کا معنی ہے اِسْتَمَرَّتْ یعنی ایک مدت تک وہ اسی حالت میں رہی، مدت تک یونہی گزرتی رہی (راغب) ۹/۱۴۔

اَلْمَرْءُ: مرد، اس لفظ کی جمع نہیں آتی اَلْمَرْأَۃُ عورت (دیکھو مرءا و اِمْرَأَتُہٗ اور اِمْرَأَتِیْ) مُرُوْءَۃٌ کمال مردیت، شرافت (اسم مصدر) ۲ و ۳۰/۵۔

اَلْمَرْءِ: بتفصیل مذکور۔ ۱/۱۲ ۹/۱۴۔

مِرَاءً: مصدر منصوب، باب مفاعلۃ، جھگڑا کرنا، ایسی چیز میں جھگڑا کرنا جس میں تردد کیا جا رہا ہو۔ اِمْتِرَاءٌ (باب افتعال) کا بھی یہی معنی ہے اصل میں دودھ دوہنے کے لئے جانور کے

تھن سہلانے کو مَرْیٌ کہتے ہیں، نتیجہ تک پہنچنے کے لئے امر نزاعی میں باہم گفتگو کرنیوالے بھی جھگڑتے ہیں (راغب) ۱۵/۱۵ ۔

مَرَّةً : ایک بار ۔ ۴/۱۷، ۱۹ ۱۰/۳، ۹، ۶۰، ۱۷ ۱۱/۵ ۱۵/۱۸، ۵، ۱۱ ۱۶/۱۱ ۲۳/۴ ۲۴/۱۷ ۔

مَرَّتَانِ : تثنیہ مرفوع مَرَّةٌ واحد ۲ بار ۲/۱۲ ۔

مَرَّتَيْنِ : تثنیہ منصوب " " " ۱۱/۲، ۵ ۱۵/۱ ۲۰/۹ ۲۲/۱ ۔

مَرَّاتٍ : جمع منصوب مَرَّةٌ واحد، چند بار، بہت بار، ۱۸/۱۴ مَرًّا اور مُرُور کا معنی ہے گزرنا۔ جب وحدت پر دلالت کرنیوالی تاء مَرٌّ کے آخر میں بڑھادی گئی تو ایکبار گزرنے کا معنی ہوگیا، اس کے بعد مَرَّةٌ کا تثنیہ اور جمع بنائی لیکن عمومی استعمال میں اس لفظی ساخت کا لحاظ نہیں کیا جاتا نہ گزرنے کا مفہوم مراد لیا جاتا ہے بلکہ بار اور دفعہ کا عمومی معنی ہوتا ہے گویا مَرَّة کا معنی ہوگیا ایک بار خواہ فعل کوئی ہو فعل کی وحدت یا اثنینیت یا کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے لفظِ مَرَّة کا استعمال بصورتِ وحدت یا بصورتِ تثنیہ یا بصورتِ جمع ہوتا ہے۔

مِرَّةٍ : قوت اور جسمانی کرختگی، ابنِ عباس نے فرمایا خوبصورتی، قتادہ کا قول ہے جسمانی ساخت لمبی، خوبصورت (معالم) ۲۷/۵ ۔

اَلْمَرَاضِعَ : جمع، الْمَرْضَع واحد، مَرْضَعٌ ظرفِ مکان ہے، دودھ پینے کی جگہ، چھاتیاں اور مصدر میمی بھی ہے چھاتی سے دودھ پینا (ضرب وسمع زاج) لَئِيْمٌ رَاضِعٌ انتہائی کنجوس، اصل یہ ہے کہ جو شخص رات کو چپکے سے اپنی بکریاں دودھ تاکہ پڑوسی دوہنے کی آواز نہ سن پائے ایسے آدمی کو لئیم راضع کہا جاتا ہے (مفرداتِ راغب) اس معنی میں فعل کَرُمَ اور فَتَحَ سے آتا ہے (قاموس) رضاعت کی تشریح کے لئے دیکھو الرضاعۃ، ارضعن، رضاع، تسترضعوا) ۲۰/۴ ۔

مُرَاغَمًا : ظرفِ مکان باب مفاعلۃ، جائے گریز، جائے فرار، ہجرت کا مقام، رَغَام غبار کو کہتے ہیں، اسی سے رَغِمَ اَنْفُهٗ (اسکی ناک خاک آلود ہو) اور اَرْغَمَ اَنْفُهٗ (اس کی ناک کو خاک آلودہ کر دیا) بنایا گیا، ناک کا خاک آلودہ ہونا یعنی مٹی پر رگڑنا ذلت کی علامت ہے اسلئے رَغْمِ اَنف کا معنی ذلت ہوگیا اور ذلت سے غصہ آنا لازم ہے اس لئے رغم انف سے غضبناک ہونا اور ناراض ہونا مراد لیا جاتا ہے، ایک شاعر

کہتا ہے ؎

اِذَا رَغِمَتْ تِلْكَ الْاُنُوْفُ لَمْ اُرْضِهَا
وَلَمْ اَطْلُبِ الْعُتْبٰی وَلٰكِنْ اَزِيْدُهَا

جب ان کی ناکیں غبار آلود ہو جائیں یعنی
وہ ناراض ہو جائیں تو میں ان کو راضی نہیں کرونگا
اور نہ ان کی رضامندی چاہوں گا بلکہ ناراضگی
اور بڑھادوں گا۔

ذلت محسوس کرنے کے بعد ناراض ہو کر
آدمی کا اپنے مخالف کے پاس سے ہٹ جانا کہیں
چلا جانا لازم ہے اس لئے مُرَاغَمًا سے مراد ہو گیا،
کہیں چلے جانے کا مقام، ہٹ جانے کی جگہ ہجرت
کا مقام (معجم القرآن) ۵/۱۱ -

اَلْمَرَافِقِ: (اسم آلہ) جمع المرفق واحد
کہنیاں، اصل میں مرافق ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کے
سہارے یا ذریعہ سے آرام یا نفع حاصل کیا جاتا ہے
کہنی کے سہارے سے بھی آدمی آرام پاتا ہے اس
لئے مرفق کا اطلاق کہنی پر ہونے لگا۔ مِرْفَقَۃٌ
تکیہ گاؤ۔ مَرَافِقُ الدَّارِ مکان سے فائدہ حاصل
کرنے کے مقامات مثلاً پرنالہ بیت الخلاء، دروازہ
راستہ وغیرہ مُرَافِقٌ بمعنے موافق۔ رِفْقٌ نرمی
نفع۔ حسن سلوک۔ رُفْقٌ سہل الوصول چیز،
رفاقۃً ہم سفر ہونا (باب سمع) رفیق۔ ہم سفر ساتھی
رَفَقَ بِہٖ اور رَفَقَ عَلَیْہِ اس کے ساتھ نرمی
کی، اس کا مصدر رِفْقٌ اور مَرْفِقٌ آتا ہے اور چونکہ
خود لازم ہے اس لئے متعدی بنانے کے لئے
فعل کے بعد بار بھی آتا ہے اور علیٰ بھی، اس
صورت میں نَصَرَ کَرُمَ اور سَمِعَ تینوں ابواب
سے اس کا استعمال ہوتا ہے لیکن اگر رَفَقَ
کو خود متعدی کر دیا جائے اور رَفَقَہٗ کو اَرْفَقَہٗ
کی طرح قرار دیا جائے تو نفع پہنچانے کا معنی ہوتا
ہے اور فعل صرف باب نَصَرَ سے آتا ہے۔ اِرْتَفَقَ
(باب افتعال) کہنی یا تکیہ کے سہارے سے آرام
لیا کہنی بچھا کر اس پر رخسار رکھا۔ مُرْتَفِقٌ اسم فاعل
اور مُرْتَفَقٌ ظرف مکان ہے۔ بے -

مِرْفَقًا: اسم آلہ مفرد، وہ چیز جس کے ذریعہ
سے نفع حاصل کیا جائے مراد صبح شام کا کھانا (ملحق
بیضاوی) ۱۵/۱۴

مُرْتَفَقًا: ظرف مکان، مقام آرام وہ جگہ جہاں
آرام حاصل کیا جائے۔ دوزخ آرام کی جگہ نہیں
ہے، جنت محل آسائش ہے جنت کے لئے مرتفقا
کا استعمال اسی رکوع کے آخر میں کیا گیا ہے تقابل
لفظی کی وجہ سے دوزخ کے لئے اس جگہ اس

لفظ کو استعمال کیا گیا (بیضاوی و مدارک)، پروفیسر
عبدالرؤف نے معجم القرآن میں اس توجیہ کی تردید
کی ہے اور دوزخ جنت دونوں کے لئے کلام کو
حقیقت پر محمول کیا ہے لکھا ہے ارتفاق کا معنی
ہے کہنی بچھا کر اس پر رخسار رکھنا، یہ ہیئت
ایک خوش عیش دولت مند کی ہوتی ہے
اور غمگین مصیبت زدہ، الم رسیدہ کی بھی، ایک
شاعر کا قول ہے ؎

إِنِّي أَرِقْتُ فَبِتُّ اللَّيْلَ مُرْتَفِقًا
كَأَنَّ عَيْنِيَ فِيهَا الصَّابُ مَذْبُوحُ

میں بیدار رہا اور رات بھر کہنی پر سر رکھ کر
گزار دی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری آنکھ میں
ایلوا لگا دیا گیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ مُرتَفق
مقامِ آسائش بھی ہوتا ہے اور مقامِ حزن و الم بھی،
صاحبِ معجم کو شعر کا مطلب سمجھنے میں کچھ غلط فہمی
ہوئی بات یہ ہے کہ مرتفق کہنی بچھا کر اس پر رخسار
رکھنے والے کو کہتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ عموماً
اس صورت سے آرام ملتا ہے، اصل مادہ رِفق
ہی ہے، کوئی مشتق مادۂ اشتقاق سے ہٹ کر مفہوم
کو ظاہر نہیں کر سکتا اس لئے مرتفق کبھی دکھ پانے
والے کو نہیں کہہ سکتے ہاں اس دکھ رسیدہ کو
کہہ سکتے ہیں جو اپنا دکھ دور کرنے اور کسی قدر
آرام پانے کے لئے کہنی بچھا کر اس پر سر رکھے
شاعر کی بھی یہی مراد ہے، جب بیچارے کو رات
بھر نیند نہ آئی اور بے چینی بڑھتی رہی تو اس نے
کسی قدر آرام پانے کی یہ شکل پیدا کی کہ کہنی بچھا کر
اس پر سر رکھ کر رات گزار دی نیند نہ ہوئی کچھ آرام
تو ملا لیکن دوزخ تو ایسی جگہ نہیں کہ دوزخی کہنی
بچھا کر اس پر سر رکھ کر آرام کریں نہ آرام حاصل
کرنے کے لئے اس طرح دوزخیوں کا لیٹنا کہیں
مروی ہے نہ تقاضائے دانش ہے کہ وہاں ایسا ہو سکتا
ہے اسلئے دوزخ پر مُرتفق کا اطلاق محض تقابل
لفظی کی وجہ سے ہی کیا گیا ہے اور بیضاوی ایسے
محققین کی تشریح ہی صائب ہے۔ ۱۵/۱۶

مُرْتَابٌ : اسم فاعل واحد مذکر، اِرْتِيَابٌ مصدر
باب افتعال، ریب مادہ، شک میں پڑنے والا۔
یہ لفظ اصل میں مُرتَيِبٌ تھا (دیکھو ارتاب،
اِرْتَابُوا، رَيْب) ۲۴/۹۔

مُرْتَقِبُونَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع،
اِرْتِقَابٌ مصدر، باب افتعال، رَقْبٌ
مادہ، انتظار کرنے والے۔ دیکھنے والے (دیکھو
ارتقبوا۔ رقیب) ۲۵/۱۶ -

مَرَجَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مَرَجٌ مصدر، باب نَصَرَ (ایک کو دوسرے سے ملا ہوا) آزاد چھوڑ دیا۔ مُرُوجٌ بمعنے اختلاط (باب سمع) مَرِجَ اَمْرُهُمْ ان کا معاملہ گڑبڑ ہو گیا، صاف نہ ہوا اَمْرٌ مَرِيْجٌ گڑبڑ معاملہ غُصْنٌ مَرِيْجٌ گتھی ہوئی پیچیدہ، تہ در تہ شاخیں، مَرْجٌ وہ دلان یا میدان جس میں سبزہ خوب ہو اور گھانس باہم مل کر گتھ جائے (دیکھو مارج) ۱۹/۳، ۲۷/۱۱ ۔

اَلْمَرْجَانُ: اسم جمع اَلْمَرْجَانَةُ مفرد چھوٹے موتی (راغب، معجم) ۲۷/۱۱، ۱۳ ۔

مَرْجِعُكُمْ: مصدر مضاف کُمْ ضمیر مخاطب مضاف الیہ، دوبارہ تمہارا لوٹنا، تمہارا لوٹایا جانا۔ لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔ اول کا مصدر رَجْعٌ اور دوسرے کا رُجوع ہے۔ مَرْجِعٌ کو لازم بھی کہا جا سکتا ہے اور متعدی بھی۔ باب ضرب سے مَرْجِعٌ اگرچہ مصدر آتا ہے لیکن ہے شاذ، کیونکہ ضَرَبَ سے مفعل کے وزن پر مصدر آنا نادر ہے عین کا فتحہ آتا ہے۔ (قاموس)

رجوع کا اصل معنی ہے مقامِ آغاز کی طرف دوبارہ لوٹنا خواہ آغاز حقیقی ہو یا اس کو نقطۂ آغاز مان لیا گیا ہو تمام انسان اس دنیا میں اللہ کی طرف سے آئے ہیں وہی مبدء اور نقطۂ آغاز ہے دنیا میں زندگی کی شاہراہ طے کر رہے ہیں اس گول چکر کو طے کرنے کے بعد پھر مبدء اول سے ملجانے میں گویا جو نقطۂ آغاز تھا لوٹ کر وہی نقطۂ انجام بن جاتا ہے (دیکھو رجع رجعوا رجعانہ معجون) ۳/۱۴، ۱۶/۱۱، ۴، ۷/۱۳، ۵/۷، ۶، ۸، ۱۱/۱۷، ۲۰/۱۳، ۲۱/۱۱، ۲۳/۱۵ ۔

مَرْجِعُهُمْ: مرجع مصدر مرفوع مضاف هُمْ مضاف الیہ ان کا لوٹنا یا لوٹایا جانا۔ ۷/۱۹، ۱۱/۱۰، ۱۲، ۲۱/۱۲

مَرْجِعَهُمْ: مرجع مصدر منصوب مضاف هُمْ مضاف الیہ ان کا لوٹنا، ان کا لوٹایا جانا۔ ۲۳/۶

مُرْجِفُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، اِرْجَافٌ مصدر باب افعال رَجْفٌ مادہ، لرزہ انگیز جھوٹی خبریں، لوگوں کے دلوں کو لرزا بھی دیتی ہیں رَجَفَتِ الْاَرْضُ (ضرب) زمین لرزنے لگی، بھونچال آگیا بَحْرٌ رَجَّافٌ لہریں مارتا ہوا سمندر، (دیکھو ترجف، الرجفة، الراجفة) ۲۲/۵ ۔

مَرْجُوًّا: اسم مفعول واحد مذکر، رَجَاءٌ مصدر امید گاہ جس سے آس لگی ہو یا حقیر (لغت جبیر) رَجَاءٌ، رِجَاءٌ، رَجْوٌ، رَجَاوَةٌ سب مصدر ہیں (نصر) یہ لغاتِ اضداد میں سے ہے

امید اور خوف دونوں معنی کے لئے آتا ہے (کشاف وتاج و لسان) آیت میں امید کے معنی میں مستعمل ہے۔ پ ۱۲ ۔

مُرْجَوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، مُرْجٰی مفرد اِرْجَاءٌ مصدر، وہ لوگ جن کا معاملہ ٹالدیا جائے ملتوی کردیا جائے، پیچھے کر دیا جائے، معلق رکھا جائے (دیکھو ترجی) اس جگہ مراد تین آدمی ہیں، مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک، ہلال بن امیہ۔ جب حضور اقدس نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجانے کا ارادہ کیا تو تمام مسلمانوں کو تیار رہنے اور ہمرکاب چلنے کا پہلے سے حکم دیدیا مگر روانگی کے وقت منافق چھپ رہے اور چند مسلمان بھی بغیر شرعی عذر کے نہ جا سکے جب حضور والا واپس آئے تو منافقوں نے حیلے بہانے کئے اور جھوٹے عذر پیش کر دیئے حضور والا نے بظاہر قبول فرمالئے لیکن مخلص اہل ایمان نے کھلم کھلا اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور مسجد کے ستونوں سے اپنے آپ کو بندھوایا اور سچے دل سے توبہ کی، انکی توبہ قبول ہوئی۔

مذکورہ بالا تینوں حضرات نے بھی اگرچہ اپنے جرم کا اعتراف کر لیا تھا اور منافقوں کی طرح جھوٹے حیلے نہیں بنائے تھے لیکن پچاس روز تک ان کے معاملہ کو معلق رکھا گیا اور آخر میں توبہ قبول ہوئی۔ پوری تفصیل صحاح میں مذکور ہے (مدارک، معالم، کبیر) ۱۱/۲ ۔

اَلْمَرْجُوْمِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، مَرْجُوْمٌ مفرد، رَجْمٌ مصدر وہ لوگ جنکو سنگسار کر دیا جائے پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے، رِجَامٌ پتھر رَجْمٌ پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ دھتکار دینا، ہنکا دینا۔ نکال باہر کرنا۔ (دیکھو رَجَمْنَاكَ اور رَاجَمْنَاكَ) رَجِیْم مردود صفوف ملائکہ سے نکالا ہوا، پھٹکاری (دیکھو الرجیم) رَجْمَۃٌ اور رُجْمَۃٌ قبر کے پتھر۔ مجازاً قبر بھی مراد لیجاتی ہے رِجَامٌ اور رُجَمٌ جمع (قاموس)

سنگسار کرنے کا دستور قدیم زمانہ سے یہانتک کہ حضرت نوح کے عہد سے اقوام عالم میں جاری ہے، شریعت یہود میں رجم واجب تھا (صحاح ۱۷ آیت ۲۴ تا ۲۵) حضرت عیسیٰ مسیح کے متعلق مذکور ہے اسکو تمام اسرائیلیوں نے سنگسار کیا اور آگ سے جلایا۔ مسیح نے جب انجیر کے درخت کے پھل توڑنا چاہے اور پھل ہاتھ نہ آئے تو درخت پر پتھر مارے اس کی تقلید

میں عیسائی آج تک اس درخت کی جگہ پر سنگباری
کرتے ہیں (متی اصحاح ۲۱)

دور جاہلیت میں اسلام سے پہلے شادی
شدہ زانی کو رجم کی سزا دی جاتی تھی بلکہ زیادہ
منحوس و مبغوض آدمیوں کی قبروں تک کو سنگسار
کیا جاتا تھا چنانچہ ابو رعال اور ابو جبینہ کی
قبروں پر پتھر مارنے کا دستور تھا جریر کے مندرجہ
ذیل شعر میں اسی کی طرف تلمیح ہے ؎

اِذَا مَاتَ الْفَرَزْدَقُ فَارْجُمُوْهُ
كَمَا يَرْمُوْنَ قَبْرَ اَبِيْ رِغَالٍ

فرزدق مر جائے تو اس کی لاش کو سنگسار
کر دینا جس طرح ابو رغال کی قبر کو لوگ سنگسار
کرتے تھے، اسلام میں ایامِ حج میں عقبہ وسطیٰ اور
صغریٰ پر پتھریاں ماری جاتی ہیں اور بیوی رکھنے
والے زانی مرد اور شوہر والی زانیہ عورت کو
سنگسار کر دینے کا حکم ہے۔ ۱۹/۱ ب۔

مَرَحًا : اسم فعل۔ باب سمع۔ اترانا۔ اکڑ کر
مَرَحٌ اترانے اور غرور آمیز اکڑنے کو کہتے ہیں۔
مَرِحٌ صفتِ مشبہ اترانے والا۔ مرحیٰ تعجب کا لفظ ہے
(راغب) دیکھو تمرحون) ۱۵/۴ ، ۲۱/۱۱۔

مَرْحَبًا : ظرفِ مکان۔ کشادہ جگہ لَا مَرْحَبًا
کا معنی ہوا تمہارے لئے کشادہ جگہ نہیں ہے تم کو
کوئی جگہ نہ دیگا تمہارا کوئی روادار نہیں ہے مرحبًا
کا لفظ خوش آمدید کی جگہ مستعمل ہے اور حرف
نفی آنے کی وجہ سے واپس جاؤ کا معنی پیدا ہوگیا
اور اظہارِ نفرت کے لئے استعمال کیا گیا۔ رَحْبٌ
کا معنی ہے فراخی کشائش گنجائش (دیکھو رَحُبَتْ)
رَحِيْبُ الْفِنَاءِ وہ شخص جس کے متعلقین اور نوکر
چاکر بہت ہوں۔ رحیب الصدر کشادہ
سینہ والا عالی ظرف، فراخ حوصلہ۔ ۲۳/۱۲

اَلْمَرْحَمَة : مصدر میمی بمعنی رحمت (دیکھو
رَحْمَةٌ) ۳۰/۱۵۔

مَرَدٌّ : اسم فعل، ٹالنا، لوٹانا۔ پلٹ دینا۔ ۱۳/۸ ، ۲۱/۸ ب

مَرَدُّنَا : مَرَدّ مضاف نَا ضمیر مضاف الیہ
ہمارا لوٹایا جانا۔ ۲۴/۱۰ ب۔

مَرَدٍّ : ظرفِ زمان و مکان مجرور لوٹنے کا
وقت اور مقام۔ اسم فعل لوٹایا جانا۔ ۲۵/۶ ب۔

مَرَدًّا : اسم فعل لوٹایا جانا، مراد انجام۔ ۱۶/۸ ب
(رَدٌّ کے معنی کی تنقیح کے لئے دیکھو باب الراء مع
الدال اور لفظ ارتدّوا وغیرہ۔

مُرْدِفِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب
اِرْدَافٌ مصدر باب افعال۔ رِدْفٌ مادہ۔

پیچھے آنے والے، ایک کے بعد ایک آنے والے۔
پیچھے سے (مزید فرشتوں کو) لانے والے۔
رِدْفٌ کا معنی ہے پیچھے آنیوالا تابع۔ رِدْفُ
الْمَرْأَۃِ عورت کے سرین۔ تَرَادُفٌ پے بہ پے
چلنا۔ رَادِفٌ پچھلا۔ مُرادِفٌ اگلا جو اپنے پیچھے
دوسرے کو لائے۔ ابوعبیدہ کے نزدیک
رَدِفَ اور اَرْدَفَ دونوں کا ایک ہی معنی ہے
یعنی پیچھے آیا اسی لئے انہوں نے مُرْدِفِیْنَ کا
ترجمہ کیا ہے بعد کو آنیوالے اور استشہاد
میں اس مصرعہ کو پیش کیا ہے ع

اِذَا الْجَوْزَاءُ اَرْدَفَتِ الثُّرَیَّا

جب جوزا ثریا کے پیچھے آئے۔ ابوعبیدہ
کے علاوہ دوسرے اہلِ تفسیر نے مُرْدَفِیْنَ کا
ترجمہ کیا ہے، پیچھے لانے والے یعنی مزید ملائکہ
کو، گویا اس صورت میں یہ بشارت دی گئی کہ ان
فرشتوں کو تو تمہاری مدد کے لئے ہم بھیجتے ہی ہیں
لیکن انکے پیچھے مزید ملائکہ کو بھی بھیجیں گے۔
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مُرْدِفِیْنَ
سے وہ فرشتے مراد ہیں جو اسلامی لشکر سے آگے
آگے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب
ڈالنے پر مامور تھے۔ بعض قراءتوں میں مُرْدَفِیْنَ
اسم مفعول کا صیغہ ہے اس وقت مطلب یہ ہوگا
کہ ملائکہ کو مدد کے لئے مسلمانوں کے پیچھے لگا دیا
گیا ہے (راغب، ۹/۱۵)۔

مَرَدُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف۔
مَرْدٌ مصدر، ہر بھلائی سے خالی ہو گئے اور نفاق
پر اڑ گئے۔ مَرْدٌ کا معنی ہے خالی ہونا، برہنہ ہونا۔
شیاطین ہر بھلائی سے خالی ہیں اس لئے ان کو
مارد اور مَرِیْدٌ کہا گیا ہے (دیکھو مارد) شَجَرٌ
اَمْرَدُ وہ درخت جس پر پتے نہ ہوں۔ رَمْلَۃٌ
مَرْدَاءُ وہ ریگستان جس میں سبزہ نہ پیدا ہو
غُلَامٌ اَمْرَدُ وہ لڑکا جس کی داڑھی مونچھ نہ
نکلی ہو۔ مَرَدَ عَنِ الْقَبَائِحِ یا مَرَدَ عَنِ الْمَحَاسِنِ
وہ برائیوں سے خالی ہو گیا یا خوبیوں سے
خالی ہو گیا۔ ۱۱/۲۔

مَرْدُوْدٌ: اسم مفعول واحد مذکر، رَدٌّ باب
نصر، لوٹایا جانیوالا۔ ٹالا جانیوالا۔ غیر مردود کا
ترجمہ ہونا نہ لوٹایا جانیوالا۔ نہ ٹالا جانیوالا (دیکھو
رد اور رُدُّوْا) ۱۲/۷

مَرْدُوْدُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع،
مَرْدُوْدٌ واحد، لوٹائے جانیوالے۔ ۳۰/۲

مُرْسِلٌ: اسم فاعل واحد مذکر، مُرْسِلُوْنَ

اور مُرسَلین جمع اِرسال مصدر باب افعال رِسل مادہ رِسْلٌ کا اصل معنی آہستہ نرمی کے ساتھ اٹھان۔ ناقۃٌ رِسْلَۃٌ سبک رفتار اونٹنی۔

رِسْلٌ کے معنی کے چونکہ دو جزء ہیں۔

۱۔ آہستگی نرمی ۲۔ اٹھان، اس لئے کبھی صرف جزء اول کا لحاظ کیا جاتا ہے جیسے عَلیٰ رِسْلِکَ نرمی آہستگی اختیار کرو۔ کبھی صرف دوسرا جزء ملحوظ ہوتا ہے جیسے رسول یعنی بھیجا ہوا۔ مبعوث کیا ہوا خواہ خط ہو یا آدمی یا فرشتہ یا پیام۔ رِسْلٌ سے جب باب افعال بنایا گیا تو اِرْسَالٌ کا معنی ہوا آزاد کرنا چھوڑ دینا، رہا کرنا روانہ۔ اسی وجہ سے آیت میں مُرْسِل کا ترجمہ ہوا چھوڑ دینے والا بندش کو دور کر دینے والا گویا مرسل ممسک کی ضد ہو گیا اور کلمۂ نفی داخل ہونے کے بعد ترجمہ ہوا کوئی چھڑانے والا۔ رکاوٹ اور بندش کو کھول دینے والا نہیں، (مزید تحقیق کے لئے دیکھو ارسل ارسلون رُسُل رسول) ۲۲/۱۲۔

مُرْسَلٌ: اسم مفعول واحد مذکر مرفوع مُرْسَلُوْنَ اور مُرْسَلِیْنَ جمع، بھیجا گیا پیغمبر ۸/۱۲۔

مُرْسَلاً: اسم مفعول واحد مذکر منصوب پیغمبر۔ ۱۳/۱۲۔

اَلْمُرْسَلٰتِ: اسم مفعول جمع مؤنث، اَلْمُرْسَلَۃ واحد اِرسال مصدر رَسْلٌ اونٹ یا بکری کی پیہم نرم رفتار کو کہتے ہیں اگر یکے بعد دیگرے قطار در قطار ہو کر گھوڑے یا اونٹ یا آدمی آئیں تو جاءُ وْا اِرْسالاً کہا جاتا ہے آیت میں المرسلات سے مراد کیا ہے، یہ تشریح مختلف فیہ ہے، مجاہد و قتادہ کے نزدیک ہوائیں مراد ہیں جو پے بہ پے چلائی جاتی ہیں، بھیجی جاتی ہیں۔ مقاتل کے نزدیک ملائکہ مراد ہیں مسروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ اس لفظ کے بعد لفظ عُرْفًا آیا ہے جس کی تشریح باب العین مع الراء میں گزر چکی لیکن لفظی مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے یہاں بھی کچھ بیان کرنا ضروری ہے، عرف گھوڑے کی ایال کو کہتے ہیں گھوڑے کی ایال کے بال پیہم قطار در قطار ہموار ہوتے ہیں اس لئے المرسلات عرفًا کا معنی ہوا وہ ہوائیں جو گھوڑے کی ایال کی طرح ہموار پیہم اور مسلسل چلتی ہیں (مجاہد و قتادہ) یا عرف بمعنی معروف ہے یعنی ہر بھلائی اور خیر لیکن اس جگہ احکام خداوندی مراد ہیں

ملائکہ جیسے احکام الٰہیہ کو لے کر بھیجے جاتے ہیں
اس صورت میں ترجمہ ہوا وہ فرشتے گواہ ہیں جنکو احکام
لیکے پیہم بھیجا جاتا ہے (مقاتل و ابن مسعود) بغوی
فی المعالم۔ ۲۹/۲۱ ۔

مُرْسِلُوا: اسم فاعل جمع مذکر مُرسِلٌ واحد اصل
میں مُرسِلُون تھا اضافت کی وجہ سے نون ساقط
کر دیا گیا (ہم) پیدا کرنیوالے ہیں (پتھر سے)
اونٹنی برآمد کرنیوالے ہیں۔ ۱۹/۱۸ ۲۷/۹ ۔

اَلْمُرْسَلُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع
مُرسَلٌ واحد بھیجے گئے فرستادہ، پیام بر، کس
کو بھیجا گیا یہ امر تفصیل طلب ہے ۱۹/۱۶ اور ۲۳/۳
میں اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء مراد ہیں ۱۹/۱۸ میں
ملکہ بلقیس کے قاصد ۱۹/۵ اور ۲۷/۱ میں وہ ملائکہ
مراد ہیں جن کو قوم لوط پر عذاب نازل کرنے
کے لئے بھیجا گیا تھا ۲۲/۱۹ میں اس لفظ کی مراد
مختلف فیہ ہے بغوی۔ رازی۔ سیوطی۔ محلی۔
بیضاوی۔ آلوسی۔ بغدادی۔ ابو السعود وغیرہ اکثر
مفسرین کے نزدیک حضرت عیسیٰ کے تین قاصد
مراد ہیں جنہوں نے انطاکیہ (سرحد شام) کے
رہنے والوں کو حضرت مسیح کی طرف سے تبلیغ
کی تھی بقول وہب بن منبہ ان کے نام یحییٰ
یونس اور شمعون تھے اور کعب احبار نے صادق
صدوق اور شلوم کہا ہے مولانا اشرف علی تھانوی
اور بعض قدماء نے لکھا ہے کہ وہ تینوں اللہ کے
پیغمبر تھے میرے نزدیک بھی مؤخر الذکر قول حق
ہے اس جگہ جتنا قصہ بیان کیا گیا ہے اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے کسی بستی کی ہدایت
کیلئے دو آدمی بھیجے کافروں نے ان کی تکذیب
کی اللہ نے انکی تائید کے لئے تیسرے کو بھیجا
اور تینوں نے کہا ہم کو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے
کافروں نے جواب دیا تم تو ہم ہی جیسے انسان
ہو اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں اللہ نے کوئی حکم
نازل نہیں فرمایا تم محض جھوٹے ہو قاصدوں نے
کہا اللہ گواہ ہے وہ واقف ہے کہ ہم کو یقیناً
تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ہمارا ذمہ صرف اتنا
ہے کہ واضح طور پر اللہ کا پیام پہنچا دیں، کافروں نے
کہا تم منحوس ہو اگر باز نہ آئے تو ہم تم کو بڑا
دکھ دیں گے اور مار ڈالیں گے قاصدوں نے کہا نحوست
تو خود تمہارے ساتھ ہے کیا ہم نے تم کو نصیحت
کی اور اللہ کا پیام پہنچایا تو اس لئے تمہاری
نظر میں ہم منحوس ہو گئے (کافروں نے قاصدوں
کو قتل کرنے کے لئے اندرونی مشورہ کیا) اس

اس مشورہ کی اطلاع ایک مومن شخص کو ہو گئی جو حاشیۂ شہر کا باشندہ تھا وہ دوڑا ہوا آیا اور قوم سے کہا قوم والو ان مرسلوں کی بات مانو اور انکے کہنے پر چلو الخ بغوی نے جو اسرائیلی قصہ نقل کیا ہے اس سے بھی قرآن کے اس بیان کی تائید ہوتی ہے بلکہ اسرائیلیات میں ان قاصدوں کی دعا سے مادرزاد اندھوں کا بینا ہونا کوڑھیوں کا تندرست ہونا اور مردوں کا زندہ ہونا بھی منقول ہے ان اسرائیلیات سے قطع نظر کر کے ہم قرآنِ مجید کے طرزِ ادا اور مکالمہ پر جب غور کرتے ہیں تو ہم کو ان مرسلوں کی طرف سے وہی جواب دیا جاتا ہے جو ہر پیغمبر کو دیا گیا ہے یہاں تک کہ جس طرح دوسرے پیغمبروں سے کافروں کی طرف سے کہا گیا ہے کہ تم ہم جیسے ہی انسان ہو تمہارے اندر کوئی اور بات نہیں ہے اسی طرح ان قاصدوں سے بھی کافروں نے کہا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو اور اللہ نے (تم پر) کچھ نازل نہیں فرمایا یہ تمام قرائن اور قرآنی سیاق دلالت کر رہا ہے کہ ان قاصدوں نے اپنی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا، یہ الگ بات ہے کہ وہ پیغمبر ذیلی حضرتِ ہارون کی طرح تھے یا تشریعی نبی تھے۔ واللہ اعلم۔

(نوٹ) پ ۲۲/۱۹ میں ایک جگہ المرسلون معرفہ اور دو جگہ مرسلون نکرہ آیا باقی ہر جگہ المرسلون مذکور ہے۔

مُرْسِلَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث مُرْسِلٌ واحد مذکر ارسال مصدر، بھیجنے والی مراد بلقیس۔ پ ۱۹/۱۸۔

مُرْسِلِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مُرْسِلٌ واحد۔ بھیجنے والے، رسول بنانے والے پ ۲۰/۸ پ ۲۵/۱۴۔

اَلْمُرْسَلِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب مجرور مُرْسَلٌ واحد۔ بھیجے ہوئے، پ ۳/۱۷ پ ۷/۱۰ و ۱۱ پ ۸/۱۷ و ۱۸ پ ۱۴/۶ پ ۱۵/۲۰ پ ۱۸/۱۷ پ ۱۹/۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ پ ۲۰/۱۰ و ۱۴ پ ۲۲/۱۸ و ۱۹ پ ۲۳/۶ و ۸ و ۹ مذکورہ تمام آیات میں پیغمبر مراد ہیں، صرف پ ۲۲/۱۹ میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک حضرتِ عیسٰی کے قاصد مراد ہیں اور بعض کے نزدیک اللہ کے نبی۔

مُرْسٰهَا: مُرْسَا مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ، مصدر میمی ٹھہرانا۔ جمانا (سراج، راغب، آلوسی) اس کا مادہ رَسْوٌ ہے، رَسَا یرسو، باب نصر، رَسْو کا معنی ٹھہرنا، جگہ

برجم جانا اس سے مصدر میمی مُرسًا آتا ہے لیکن ثلاثی مزید میں باب افعال سے مصدر اِرْسَاءٌ اور مصدر میمی مُرسًا آتا ہے، ٹھیرانا، جمانا، کشتی کا لنگر ڈال دینا۔

۹/۲ اور ۲۹/۴ میں ھَا ضمیر قیامت کی طرف راجع ہے یعنی قیامت بپا کرنا کب ہوگا (خطیب، آلوسی، بیضاوی وغیرہم) حضرت ابن عباس نے فرمایا مُرسَاہا کا معنی ہے منتہاھا (خطیب) ۱۲/۴ میں ھا ضمیر کشتی نوح کی طرف راجع ہے یعنی کشتی کا ٹھیرانا لنگر ڈالنا (تحقیق کے لیے دیکھو راسیات۔ رواسی۔ ارساہا)

مُرْشِدًا: اسم فاعل واحد مذکر، اِرْشَادٌ مصدر باب افعال رُشْدٌ مادہ، ثلاثی مجرد باب نصر اور سمع دونوں سے مستعمل ہے۔ رُشْدٌ کا معنی ہے صحیح راستہ پر چلنا، سیدھا کھڑا ہونا رَشْدَۃٌ اور رِشْدَۃٌ حلال زادہ، ارشاد راہِ راست بتانا، رہنمائی کرنا، مُرشِد سیدھا راستہ دکھانے والا (دیکھو رشید۔ رُشدا) ۱۵/۱۴۔

اَلْمِرْصَاد: ظرفِ مکان مفرد، مراصد جمع گھات لگانے کی جگہ یعنی جسطرح گھات لگاکر کسی مخفی مقام میں بیٹھنے والے سے، اُدھر سے گزرنے والا دشمن بچ نہیں سکتا اور گھات لگانیوالے سے دشمن مخفی نہیں رہ سکتا، اسی طرح درپردہ اللہ بھی بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس سے بچکر چھپ کے کوئی شخص راہِ زندگی طے نہیں کرسکتا۔

گھات لگانیکے چار اجزا ہیں گھات لگانے کا مقام دشمن سے مخفی ہو، دشمن کی وہ گزرگاہ ہو وہاں بیٹھنے والے کو دشمن کے احوال کی اطلاع ہوجائے اور اس کی گرفت سے نہ بچ سکے، یہی چاروں باتیں یہاں مراد ہیں بندوں کو معلوم نہیں کہ اللہ کے علم کا کیا ذریعہ ہے اور وہ کس طرح ہمارے احوال کو دیکھ رہا ہے اور کہاں سے دیکھ رہا ہے، اور راہِ زندگی سب کو طے کرنی ہی ہے، سب ہی اس راستہ سے گزر رہے ہیں اللہ کو ان کے تمام احوال اور اقوال کا کامل علم ہے اور اس کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

رَصَدٌ کا اصل معنی ہے گھات کرنے کے لئے تیار ہوجانا۔ باب نصر۔ رَصَدٌ صفت کا صیغہ بھی ہے، کبھی اس کا معنی فاعلی ہوتا ہے کبھی مفعولی ایک فرد ہو یا کثیر افراد ایک جماعت ہو یا کثیر جماعتیں سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، رَصَدَ کے بعد مفعول بغیر لام کے نہیں آتا

رَصَدَ لَهٗ، کہا جاتا ہے ہاں اگر رصد کو متعدی بنانا ہو تو باب افعال سے اَرْصَدْتُہٗ لَہٗ کہا جائے گا، اول کا ترجمہ ہے اسکو تانکا اس کی گھات لگائی، دوسرے کا ترجمہ ہے میں نے اس کی گھات لگانے کے لئے کسی کو مقرر کردیا کسی کو گھاتی بنادیا۔ مَرْصَدًا اور مرصاد ظرفِ مکان۔ پ۳۰/۱۴ (دیکھو ارصادًا)

مِرْصَادًا: مقامِ انتظار، گھات کی جگہ مرصادًا مبالغہ کا صیغہ ہے منتظر گھاتی۔ (ابو السعود، کمالین حاشیہ) پ۳۰۔

مَرْصَدٍ: ظرفِ مکان، مفرد، گھات کی جگہ۔ گھات کا راستہ، مَرَاصِد جمع پ۱۰۔

مَرْصُوْصٍ: اسم مفعول واحد مذکر، رَصٌّ مادہ۔ مضبوط۔ سیسہ پلائی ہوئی۔

رَصٌّ دو چیزوں کو ملا کر جوڑنا، چمٹا دینا رَصَاصٌ رانگ سیسہ۔ اَرَصُّ جڑے ہوئے باہم پیوستہ دانت۔ تَرَاصُّ نماز کی صف میں نمازیوں کا باہم پیوستہ ہونا۔ مَرْصُوْصٌ مضبوط (جلالین) مضبوط ایسی گویا کہ اس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ (مفردات راغب) فراء کا بھی یہی قول ہے (روح) حضرتِ ابن عباس نے فرمایا اگر ایک پتھر پر دوسرا پتھر رکھ کر بیچ میں پتھروں کے ریزے مضبوط طور پر بھر دئے جائیں اور پھر اس کے اوپر اینٹوں سے تعمیر کی جائے تو مکہ والے اس کو مرصوص کہتے ہیں۔ (روح) پ۲۸/۹۔

مَرَضٌ: اسم مصدر اور مصدر، بیماری پریشانی بیمار ہونا۔ پریشان ہونا۔ باب سمع مریض بیمار، اسکی جمع مراض، مَرْضٰی اور مُرَاضٰی آتی ہے، مَرَضُ دل کا روگی۔

مرض دو طرح کا ہوتا ہے (۱) جسمانی جس کی وجہ سے جسمانی ضعف اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے رفتہ رفتہ منافع زندگی سے آدمی محروم ہوتا چلا جاتا ہے اور بالآخر موت آجاتی ہے۔

(۲) اخلاقی اور قلبی جیسے نفاق، شک بخل، بزدلی، عقیدہ کی خرابی، اخلاقی بیماریوں کی وجہ سے آدمی فضائل اور فضائلِ محمودہ کے حصول سے محروم ہو جاتا ہے حیاتِ آخرت کے منافع اسکو حاصل نہیں ہو سکتے، غلط عقائد اور ردی افکار کی طرف اسکا قلبی رخ ہو جاتا ہے آخر کار اسکو ابدی موت (یعنی عذاب الٰہی) سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ میں بقول بیضاوی وغیرہ جسمانی روگ بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیکھ کر منافقوں کو قلبی دکھ ہوتا تھا، سینہ میں جلن اور دماغ میں گرمی پیدا ہوتی تھی اور اخلاقی روگ بھی مراد ہو سکتا ہے حسد نفاق عداوت اور حبِ ریاست تو ان کی سرشت میں داخل تھی۔ ۱/۲، ۶/۱۲، ۱/۳، ۱۱/۵، ۱۵/۱۴، ۱۸/۱۲، ۲۱/۸، ۲۲/۵، ۲۶/۷، ۲۹/۱۵۔

مَرَضًا: اسم مصدر منصوب، بیماری روگ، شک، نفاق، حسد، عداوت۔ ۱/۲

مَرْضَاۃِ: مصدر میمی و اسم مصدر، پسند کرنا۔ رضامند ہونا۔ پسندیدگی۔ خوشنودی۔ رضامندی۔ باب سمع۔ رِضًا مصدر، رِضْوَۃٌ اسم مصدر، خوشنودی۔ رِضْوَانٌ خوب رضامندی۔ بڑی رضامندی (راغب) رَضِیٌّ صفت مشبہ۔ رَاضِی اسم فاعل، مَرْضِیٌّ اور مَرْضُوٌّ اسم مفعول، اِرْضَاءٌ باب افعال، کسی کو راضی کرنا، خوش کرنے کیلئے کچھ دینا۔ تَرَاضِی باب تفاعل، باہم رضامند ہونا۔ ۲/۹، ۵/۱۴، ۲۸/۱۴، ۲۸/۱۹ (دیکھو رَضِیَ

رَضِیْتُ، رِضْوَانٌ، تَرَاضَوْا)

مَرْضَاتِیْ: مَرْضَاۃٌ مضاف، یاء متکلم مضاف الیہ، میری رضامندی، میری خوشنودی۔ ۲۸/۷۔

مَرِضْتُ: واحد متکلم ماضی معروف، باب سمع۔ میں بیمار ہوتا ہوں۔ حرفِ شرط کے بعد ماضی کا صیغہ آیا ہے اس لئے مضارع کا ترجمہ ہو گیا (دیکھو مَرَضٌ) ۱۹/۹۔

مُرْضِعَۃٍ: اسم فاعل واحد مؤنث۔ اِرْضَاعٌ مصدر باب افعال دودھ پلانے والی، رَضِعَ دودھ پینا (ضرب و سمع) کنجوس ہونا (فتح و کرم) رَضِیْعٌ شیر خوار رَاضِعٌ اور رَضِیْعٌ شیر خوار اور کنجوس رَاضِعٌ کی جمع رُضَّعٌ اور رُضَّاعٌ ہے (دیکھو المراضع تسترضعوا، الرضاعۃ)۔ ۱۷/۸۔

مَرْضٰی: جمع مریض واحد بیمار، روگی (دیکھو مرض) ۵/۲، ۱۲/۴، ۶/۶، ۱/۱۸، ۲۹/۱۴۔

مَرْضِیًّا: اسم مفعول واحد مذکر منصوب، پسند کیا ہوا۔ خوش کیا ہوا (دیکھو المرضاۃ) ۱۶/۷۔

مَرْضِیَّۃً: اسم مفعول واحد مؤنث منصوب پسندیدہ۔ ۳۰/۱۴۔

اَلْمَرْعٰی: ظرفِ مکان، چراگاہ۔ جانوروں

اور انسانوں کی خوراک یعنی گھاس، غلہ، پھل وغیرہ
اصل میں رَعْیٌ کا معنی ہے جاندار کی حفاظت
کرنی اس کو باقی رکھنا۔ حفاظت کی تین صورتیں
ہیں۔ (۱) خوراک کے ذریعہ سے (۲) دشمنوں
کو دفع کر کے یعنی دشمنوں سے نگرانی کرنی۔
(۳) مناسب انتظام کر کے اچھی سیاست کر کے
حقدار کو اس کا حق دے کر ہر چیز کا اس کے
مناسب لحاظ کر کے۔ انہی معانی کا لحاظ رکھتے
ہوئے۔ راعی چرواہے کو بھی کہتے ہیں اور حاکم
کو بھی اور ہر نگران کو بھی بلکہ اس شخص کو بھی جو خود
اپنا نگراں ہو۔ راعی کی جمع رعاۃ رعیان اور رعاء
آتی ہے (دیکھو رعوا، رعایتہا) ۳۰/۱۳ ن۔

مَرْعَاهَا: مَرْعٰی مضاف ھَا مضاف الیہ،
زمین میں پیدا ہونیوالی جانوروں اور انسانوں
کی خوراک (سیوطی) ۳۰/۴ ن۔

اَلْمَرْفُوْدُ: اسم مفعول واحد مذکر، انعام
دیا گیا۔ مدد دیا گیا۔ دیا گیا۔ رِفْدٌ کا معنی ہے
عطیہ، بخشش، بڑا پیالہ، مدد۔ مِرْفَدٌ بڑا
پیالہ۔ رُفُوْدٌ کثرت سے دودھ دینے والی اونٹنی
جو دودھ سے مرفد کو بھر دے۔ رَفَدْتُہٗ
میں نے اس کو انعام دیا۔ باب ضرب
تَرَافُدٌ باہم مدد کرنا۔ رِفَادَہ حاجیوں کی امداد جو
اسلام سے پہلے قریش کیا کرتے تھے۔ تَرْفِیْدٌ
کسی کو سردار بنانا کسی کی تعظیم کرنا۔ اِرْتِفَادٌ عطیہ
یا مدد قبول کرنا۔ ۱۲/۹ ع۔

اَلْمَرْفُوْعُ: اسم مفعول واحد مذکر، بلند کیا ہوا
اونچا کیا ہوا، بڑے مرتبہ والا۔ (راغب)
رَفْعٌ اور رَفَاعَۃٌ مصدر، رِفْعَۃٌ بلندی
مرتبہ کا اونچا ہونا (دیکھو رفعنا، رفع، رفعت، رفعہ)
مَرْفُوْعُ السَّیْرِ قوی رفتار والا۔ ۲۷/۳ ۔

مَرْفُوْعَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث مجرد
بلند مرتبہ (راغب) ۲۷/۱۴ ۳۰/۵ ن ۔

مَرْفُوْعَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث مرفوع
اونچے یا عالی قدر۔ ۳۰/۱۳ ن ۔

مَرْقَدِنَا: مَرْقَدٌ ظرف مکان مضاف نَا
ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہماری خوابگاہ (سے)
رُقَادٌ، رُقُوْدٌ مصدر، میٹھی نیند سے کسی قدر سونا
باب نصر (دیکھو رقودٌ) ۲۳/۳ ۔

مَرْقُوْمٌ: اسم مفعول واحد مذکر، لکھا ہوا۔
جلی خط سے لکھا ہوا۔ مہر لگی ہوئی تحریر، رَقْمٌ
سختی، بلا۔ رقیمہ عاقلہ پاک دامن عورت
تَرْقِیْمٌ لکھنا۔ تحریر کو خوبصورت بنانا۔ نقطے

لگانا، سطروں کو باہم ملانا اور گانٹھ کر لکھنا۔ اَرْضٌ مَرْقُوْمَۃٌ وہ زمین جس پر تحریر کی طرح سبزہ کے آثار ہوں۔ (دیکھو الرقیم) ۳۰/۸۔

مَرْکُوْمٌ: اسم مفعول واحد مذکر، تہ بر تہ، جما ہوا، رَکْمٌ جما ہوا بادل، رُکَامٌ ریت کا ڈھیر اور جما ہوا بادل (باب نصر)، اِرْتِکَامٌ (افتعال) نزدیک ہونا جم کر بیٹھنا تراکم (تفاعل)، تہ بر تہ ہونا۔ ۲۷/۴۔

مَرُّوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، مرور مصدر، وہ گزرتے ہیں، وہ گزرے۔ اگر مَرَّ کا مصدر مَرَارَۃٌ ہو تو تلخ ہونے کا معنی ہوتا ہے اگر مرور ہو تو گزرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ اَمَرَّانِ دو کڑوی چیزیں یعنی افلاس اور بڑھاپا۔ اِمْرَارٌ گذارنا۔ کڑوا کرنا۔ کڑوا ہونا (لازم و متعدی) ۱۹/۴ ۳۰/۸ (دیکھو مَرَّ، تَمُرُّ، تَمُرُّوْنَ)

اَلْمَرْوَۃَ: اسم علم، مکہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے (دیکھو الصفا) ۲/۱۲۔

مَرِیْئًا: صفت مشبہ۔ خوشگوار، مَرَارَۃٌ مصدر خوشگوار ہونا (کرم سمع فتح)، اِمْرَاءٌ (افعال) کھانے کو خوشگوار بنانا۔ اِسْتِمْرَاءٌ (استفعال) کھانے کو خوشگوار پانا۔ ۴/۱۲۔

مُرِیْبٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اِرَابَۃٌ باب افعال، ریب مادہ متردد بنا دینے والا۔ تردد کرنیوالا۔ بے چین کر دینے والا۔ (دیکھو ریب ارتابوا۔ ارتاب) ۱۲/۱۰،۶ ۱۳/۱۴ ۲۲/۱۲ ۲۴/۲۰ ۲۵/۳ ۲۶/۱۶

(نوٹ) صرف ۲۶/۱۶ میں تردد کرنیوالے کا معنی ہے باقی ہر جگہ بے چین کر دینے والا۔ متردد بنا دینے والا ترجمہ کیا جائیگا۔

مِرْیَۃٍ: اسم مصدر، تردد۔ یہ شک اور ریب سے خاص ہے، گویا جس شک سے تردد پیدا ہو جائے اس کو مِرْیَۃٌ کہتے ہیں (راغب) اِمْتِرَاءٌ شک میں پڑنا، مُمَارَاۃٌ اور مِرَاءٌ بمعنی ہے جس امر میں شک ہو اس میں جھگڑا کرنا۔ اصل ماخذ مَرْیٌ ہے مَرْیٌ کا معنی ہے دودھ اتارنے کے لئے جانور کے تھنوں کو سہلانا۔ ۱۲/۹،۲ ۱۷/۱۴ ۲۱/۱۶ ۲۵/۱ (دیکھو مِرَاءٌ۔ لاتمار)

مَرِیْجٍ: صفت مشبہ، مرج مادہ، الجھی ہوئی بات (دیکھو مَرَجَ اور مَارِجٌ) ۲۶/۲۵۔

مَرِیْدٍ: صفت مشبہ، سرکش، ہر خیر سے خالی (دیکھو مَرَدُوْا اور مَارِدٌ) ۱۷/۸۔

مَرِیْضٌ: صفت مشبہ مفرد مرفوع بیمار (دیکھو مَرَضٌ) ۱۵/۱۴ ۲۶/۱۰۔

مَرِیْضًا: صفت مشبہ مفرد منصوب بیمار

رد گی (دیکھو مَرَضٌ) ۷، پ ۲/۸

مَرْیَمَ اور **مَرْیَمُ**: اسم سریانی ہے، سریانی زبان میں اس کا معنی ہے خدمت گزار (کشاف)

حضرت مریم کی والدہ کا نام حنّہ اور والد کا نام عمران تھا آپ کا نبی ہونا مختلف فیہ ہے، اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی لیکن بچپن سے ہی آپ کے صاحبِ کرامت ولیہ ہونے میں شبہ نہیں بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے جنت کے پھل آپ کو بھیجے جاتے تھے باوجود تاریخی اختلافات کے صحیح فیصلہ یہ ہے کہ آپ نے کبھی نکاح نہیں کیا اسی لئے مریم عذراء کے لقب سے مشہور تھیں (عذراء دوشیزہ) آپ ہی کے بطن سے حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے، کہا جاتا ہے کہ یوسف نجار سے آپ کی نسبت ہوگئی تھی، نکاح اور رخصت نہیں ہوئی

پ ۱/۱۱ اور پ ۳/۱۲، ۱۳ پ ۶/۲، ۳، ۷، ۱۱، ۱۴، ۱۵ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۶/۵ پ ۱۸/۳ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۵/۱۲ پ ۲۷/۲۰ پ ۲۸/۹، ۱۰، ۲۰ -

مِزَاجُهٗ: مزاج مصدر مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، باہم ملانا، ملاکر یکذات کرنا۔ ملاوٹ، ملاوٹ کے بعد جو ایک جدید کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اسکو بھی مزاج کہتے ہیں اس جگہ اول معنی مراد ہے، مَزْجٌ اور مَزِیْجٌ شہد اور تلخ بادام، مُمَازَجَۃٌ باہم ملانا، گوندھنا۔ پ ۳۰/۸ -

مِزَاجُهَا: مضاف اور مضاف الیہ اسکی ملاوٹ۔ پ ۲۹/۱۹ -

مُزْجٰةٍ: اسم مفعول واحد مؤنث، مُزْجٰی واحد مذکر، ازجاء مصدر باب افعال حقیر قلیل بے قدر، تھوڑی، ایک شاعر کا قول ہے وَحَاجَۃٌ غَیْرُ مُزْجَاۃٍ عَنِ الْحَاجِ، حاجتمند کی بعض حاجتیں آسان اور حقیر نہیں کہ ان کو پورا کیا جاسکے، اِزْجَاءٌ ہنکانا، کام کا آسان ہونا (آسان ہونیکی وجہ سے) پورا ہوجانا۔ رَجُلٌ مُزْجٰی ہنکایا ہوا یعنی حقیر بے قدر آدمی، تَزْجِیَۃٌ تیز ہنکانا، تَزَجِّیْ کسی چیز پر اکتفاء کرنا۔ پ ۱۳/۱۴ -

مُزَحْزِحِهٖ: مزحزح اسم فاعل واحد مذکر مجرور مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، اس کو دور کرنیوالا۔ زَحْزَحَۃٌ مصدر بروزن زَلْزَلَۃٌ دور کرنا۔ زَحٌّ زَحًّا (ثلاثی مجرد باب نصر) کا معنی بھی دور کرنا۔ تَزَحْزُحٌ (ثلاثی مزید، باب تفعل) دور ہونا۔ پ ۱/۱۱ (دیکھو زُحْزِحَ)

مُزْدَجَرٌ: مصدر میمی یا ظرف مکان، اِزْدِجَارٌ

مصدر باب افتعال زجرہ مادہ، باز گشت جھڑکی یا جھڑکنے اور روکنے کا مقام۔ یہ لفظ اصل میں مُزْتَجَرٌ تھا، تار کو دال سے بدل دیا اِزْدِجَار لازم بھی ہے، رک جانا، باز رہنا اور متعدی بھی باز رکھنا۔ روک دینا۔ اِنْزِجَارٌ باب انفعال لازم ہے، رک جانا۔ جھڑ جانا، زَجْرٌ (ثلاثی مجرد باب نصر) کسی کو روکنا، باز رکھنا۔ جھڑکنا (دیکھو زَجْرًا اور الزَّاجِرَاتِ وازدجر) ۲۷/۸۔

مُزِّقْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی مجہول، تَمْزِیْقٌ مصدر باب تفعیل، تم ٹکڑے ٹکڑے کردئے جاؤ گے۔ مَزْقٌ (ضرب) پھاڑنا ٹکڑے کرنا۔ پرندہ کا بیٹ کرنا۔ تَمْزِیْقٌ باب تفعیل پارہ پارہ کردینا۔ مُمَازَقَۃٌ (مفاعلۃ) دوڑ میں دکپڑے پھاڑ اکر آگے بڑھ جانا۔ تَمَزُّقٌ (تفعل) کپڑے پھٹ جانا۔ مِزَقٌ پھٹے ہوئے کپڑے چیتھڑے (قاموس وتاج) ۲۲/۸۔

مَزَّقْنَا: جمع متکلم ماضی معروف، تَمْزِیْقٌ مصدر، باب تفعیل، ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ ۲۲/۸۔

اَلْمُزَّمِّلُ: اسم فاعل واحد مذکر، کپڑے میں لپٹنے والا۔ اصل میں اَلْمُتَزَمِّلُ تھا، تا کو زا میں ادغام کر دیا۔ (باب تفعل) سدی نے کہا سونے والے، گویا کپڑا اوڑھ کر لپٹنے سے مراد ہے سونا۔

ابتداء وحی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدثر اور مزمل فرما کر خطاب کیا لیکن اس کے بعد رسول اور نبی کہہ کر مخاطب کیا، راغب نے لکھا ہے کنایۃً مزمل سے مراد ہوتا ہے ضعیف کسی کام میں سستی کرنے والا سہل انکاری سے کام لینے والا، تابط شرا کی ماں کا قول ہے اَلَیْسَ بِزُمَّیْلٍ شَرُوْبٍ لِلْغَیْلِ کیا وہ سست نہیں ہے جو دردسر پیدا کرنیوالی، شراب بیپار رہتا ہے باب نصر اور ضرب سے لنگڑا کر چلنے اور ردیف بنانے کے معنی میں مستعمل ہے اسی مناسبت سے پیچھے چلنے کو بھی زَمَلٌ کہا جاتا ہے زِمِیْلٌ وہ شخص جو اونٹ پر کسی کے پیچھے سوار ہو جیسے ردیف گھوڑے کے پچھلے سوار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ایسے ہی زمیل اونٹ کے پچھلے سوار کو کہا جاتا ہے۔ ۲۹/۱۳۔

اَلْمُزْنِ: اسم جمع بادل، سفید بادل، پانی سے بھرا ہوا بادل۔ اَلْمُزْنَۃُ مفرد، بادل کا ٹکڑا،

مَزْنٌ عادت طور طریقہ۔ مَزْنٌ اور مُزُونٌ (باب نصر) عادت اور ارادہ کے مطابق گزر جانا۔ چلا جانا۔ تَمَزُّنٌ (ابر کی طرح) سخی ہوجانا۔ اِبْنُ مُزْنَۃٍ بادل میں سے برآمد ہونے والا۔ پہلی تاریخ کا چاند۔ ۲۷/۱۵

مَزِيْدٍ: اسم مصدر۔ اسم مفعول۔ زیادتی۔ زیادہ کرنا۔ زیادہ ہونا۔ زیادہ۔ (باب ضرب) اِزْدِيَادٌ (باب افتعال) زیادہ ہونا۔ تَزَيُّدٌ (تفعل) زیادہ ہونا۔ بہ تکلف زیادہ کرنا۔ یہی تَزَايُدٌ (تفاعل) کا معنی ہے، (دیکھو زَادَتْهُ فَزَادَهُمْ وغیرہ) ۲۶/۱۷۔

مَسَّ: ماضی واحد مذکر غائب، دکھ پہنچایا، لگ گیا۔ چھو دیا۔ یہ لفظ صرف ۲۷/۱ میں مصدر یا اسم مصدر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے باقی ہر جگہ صیغہ ماضی ہے ۴/۵ ۹/۲ ۱۱/۷ ۲۱/۲ ۲۴/۲ ۲۷/۱۰۔

مَسٌّ (باب نصر) کا معنی ہے چھو دینا یا پہنچانا لاحق ہونا، لگ جانا۔ رگڑ لگ جانا۔ کبھی مراد ہوتی ہے قربت صنفی یعنی جماع، مؤخر الذکر معنی میں باب نَصَرَ سے بھی آتا ہے اور سمع سے بھی مَسِيْسٌ سے مراد بھی جماع ہوتا ہے

مِسَاسٌ اور مُمَاسَّۃٌ چھو دینا۔ جماع کرنا۔ مَمْسُوْسٌ دیوانہ، جن رسیدہ۔ تَمَاسٌّ جماع کرنا۔ جنون اور جماع وغیرہ سب مرادی معنی ہیں مادہ مَسٌّ کا اصل معنی چھو دینا ہے خواہ ہاتھ سے ہو یا کسی اور حصۂ بدن سے۔ لَمْسٌ اس سے عام ہے لَمْسٌ کا معنی ہے ٹٹولنا، خواہ ہاتھ اس چیز کو لگ سکے یا نہ لگ سکے، ایک شاعر کا قول ہے وَاَلْمِسُہٗ فَلَا اَجِدُہٗ میں اس کو ٹٹولتا ڈھونڈتا ہوں اور نہیں پاتا (مفردات، قاموس، لسان، معالم، روح المعانی) (توضیح توضیح عینی)

اَلْمَسِّ: اسم مصدر، جن کی جھپٹ، ذرا چھو جانا۔ جنون۔ ۳/۶۔

مِسَاسَ: مصدر منصوب باب مفاعلہ یعنی نہ کوئی تجھے چھوئے نہ تو کسی کو چھوئے باہم چھونا ہی نہ ہو (دیکھو مَسَّ) ۱۶/۱۴

مَسَاجِدُ: ظرف مکان، جمع منتہی الجموع مسجد مفرد، مسجدیں، سجدہ کرنے کے مقامات، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مساجد اسم آلہ ہے یعنی پیشانی، ناک دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں دونوں زانو (راغب) اس جگہ مسجدیں مراد ہیں، سجدہ کا معنی ہے سر جھکانا انتہائی عاجزی کا اظہار کرنا۔ بعض اہل لغت

نے لکھا ہے کہ سجدہ کا لفظ اضداد میں سے ہے سیدھے کھڑے ہونے کو بھی کہتے ہیں (قاموس) لیکن سیدھا کھڑا ہونا خود اظہارِ عاجزی اور تعظیم کی ایک صورت ہے اس لئے سجدہ کو لغاتِ اضداد میں سے کہنا غلط ہے عربی کلام میں کوئی ایسی مثال نہیں کہ سجدہ یا اس کے مشتقات کو کسی ایسے مفہوم کے لئے استعمال کیا گیا ہو جو سجدہ کرنے والے کی عظمت کا حامل ہو، اصطلاحِ شریعت میں زمین پر پیشانی کو بہ نیتِ تعظیم رکھنا سجدہ کہلاتا ہے، پیشانی رکھنے کے بغیر اختیاری سجدہ شرعی نہیں ہوتا ہاں غیر اختیاری سجدہ جس کو امام راغب نے تسخیری سجدہ کہا ہے ہو سکتا ہے آسمان و زمین اور ساری کائنات اظہارِ عاجزی کرتی ہے اللہ کی عظمت والوہیت کا اقرار کرتی ہے، یہی اس کا سجدہ ہے۔ مختلف آیات میں کائنات کے سجدہ کو جو بیان کیا گیا ہے اس سے یہی مراد ہے، ایک شعر ہے۔

فَقُلْتُ لَہٗ اُسْجُدْ لِلَیْلٰی فَاسْجَدَا

میں نے اونٹ سے کہا لیلیٰ کو سجدہ کر اس نے سجدہ کیا یعنی گردن نیچے کو لٹکا دی سر جھکا دیا۔

حدیث و فقہ میں پیشانی کے ساتھ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور دونوں زانو بھی زمین پر ٹیکنے ضروری ہیں ورنہ تکمیلِ سجدہ نہیں ہوتی۔ ۱۷/۱۳۔

سَجّادہ جا نماز، پیشانی میں سجدہ کا نشان، اِسْجَادٌ سر جھکا دینا۔ جھک جانا۔ (منتہی الارب)

مَسَاجِدَ: ظرفِ مکان جمع منصوب، مسجد واحد، مسجدیں ۱/۱۴ ۱/۹ ۲۹/۱۱۔

مَسَاجِدِ: ظرفِ مکان جمع مجرور، مسجد واحد مقاماتِ سجدہ۔ مسجدیں۔ ۲۔

مُسَافِحَاتٍ: اسم فاعل جمع مؤنث، مُسَافِحَۃٌ واحد، مُسَافَحَۃٌ مصدر (باب مفاعلہ) زنا کرنے والیاں۔ سَفْحٌ (فتح) گرانا بہانا اِسْفَاحٌ (افعال) گھوڑے کو اس طرح دوڑانا کہ گرد نہ اٹھے۔ مُسَافَحَۃٌ، سِفَاحٌ (مفاعلہ) تَسَافُحٌ (تفاعل) سب کے معنی زنا کرنا، تَسْفِیحٌ (تفعیل) بیہودہ کام کرنا (قاموس و تاج) ۵/۱۔

مُسَافِحِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مُسَافِحٌ واحد، مُسَافَحَۃٌ مصدر، باب مفاعلہ زنا کرنے والے۔ ۵/۱ ۵/۶۔

اَلْمَسَاقُ: المساق مصدر میمی باب نصر
چلایا جانا۔ ہنکانا۔ سَوْقٌ اور سِیَاقَۃٌ بھی اسی
باب سے اسی معنی کے لئے مصادر آئے ہیں
سَیِّقَۃٌ وہ جانور جن کو ہنکایا جائے (راغب)
خصوصًا وہ جانور جن کو دشمن لوٹ کر ہنکا کرلے گیا
ہو (قاموس) سَائِقٌ عہد و پیمان۔ سُوْقَۃٌ کمینے
لوگ جن کو اونچے طبقہ والے بھیڑ بکریوں کی طرح
ہنکا کر جدھر چاہتے ہیں لے جاتے ہیں اَسْیِّقٌ
وہ ابر جس کو ہوا بغیر بارش کے اڑا کرلے جائے
مزید تنقیح کیلئے دیکھو الساق سائقٌ سوقہ) ۲۹/۱۷

مَسَاکِنِ: ظرفِ مکان جمع مجرور مَسْکَنٌ
واحد، ٹھیرنے اور رہنے کے مقام، سُکُوْنٌ
مفہوم ہے حرکت ختم کرکے ٹھیر جانا یہ مفہوم
اس کے تمام مشتقات میں مشترک ہے، باب
نصر سے فقیر ہونے، بوڑھا ہونے اور آرام
کرنے کا معنی ہوتا ہے کیونکہ ان سب معانی میں
ٹھیراؤ ہوتا ہے خواہ ضعف کے سبب یا راحت
کی وجہ سے، باب کرم سے مسکین ہونے کا معنی
آتا ہے، باب افعال میں پہنچکر اِسْکَانٌ کا
معنی ہوگا، آرام دینا حرف کی حرکت دور کرنا
کہیں جگہ دینا، مسکین ہونا، مسکین بنا دینا باب
تفعیل میں تسکین کا معنی ہے آرام دینا کسی کے
دل کو اطمینان دینا دل کو ٹھیرانا۔ باب مُفَاعَلَۃ
میں مُسَاکَنَۃ کا معنی ہے باہم مل کر ایک مکان
میں رہنا۔ تَمَسْکُنٌ فقیر حقیر ہوجانا مسکین نما
بن جانا۔ سِکِّیْنٌ چھری، جس سے ذبیحہ کی حرکت
بند ہوجاتی ہے۔ مَسْکَنَۃٌ فقیری، حاجتمندی
(مزید تنقیح کے لئے دیکھو سَکَنٌ، تَسْکُنُوْا
اَسْکَنْتُ، اَسْکُنُوْا، اُسْکُنْتُمْ۔ اَسْکَنَّ
سَکَنٌ، سَکِیْنَۃٌ وغیرہ) ۱۳/۱۹

مَسَاکِنَ: ظرفِ مکان جمع مَسْکَنٌ واحد
ٹھیرنے اور رہنے کی جگہیں۔ پ۱۵ ۲۸/۱۰ ۔

مَسَاکِنُ: ظرفِ مکان جمع مَسْکَنٌ واحد
رہنے کی جگہیں۔ پ ۹/۱۰ ۔

مَسَاکِنِکُمْ: مساکن ظرف مجرور مضاف
کُمْ ضمیر مضاف الیہ، تمہارے مکان۔ ۱۷/۲

مَسَاکِنَکُمْ: مساکن ظرف منصوب مضاف
کُمْ ضمیر مضاف الیہ، تمہارے مکان۔ پ ۱۹/۱۷ ۔

مَسَاکِنِہِمْ: مساکن ظرف مجرور مضاف ھم
ضمیر مضاف الیہ، ان کے مکان ۱۶/۱۶ پ ۲۰/۱۶ ۲۱/۱۶ ۔

مَسَاکِنُہُمْ: مساکن ظرف منصوب مضاف
ھم ضمیر مضاف الیہ، ان کے مکان۔ پ ۲۶/۳ ۔

مَسَاكِنُهُمْ: مساکن ظرف مرفوع مضاف، هُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کے مکان۔ پ ۲۰/۹

اَلْمَسَاكِيْنِ: جمع مجرور اَلْمِسْكِيْن واحد، مفلس نادار لوگ۔ پ ۱/۱۰، پ ۲/۱۰، پ ۵/۳، پ ۱۰،۱/۱۴۔

مَسَاكِيْنَ: جمع منصوب مِسکین واحد مفلس نادار لوگ۔ پ ۲/۶، پ ۷/۳،۲، پ ۱۲/۱، پ ۱۸/۹۔

مَسَاكِيْنُ: جمع مرفوع مِسکین واحد، مفلس نادار لوگ۔ پ ۱۶/۱۲۔

(مزید تنقیح کے لئے دیکھو مساکن)۔

اَلْمُسَبِّحُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُسَبِّحٌ مفرد، تسبیح مصدر باب تفعیل، سَبَحَ مادہ، اللہ کی پاکی بیان کرنیوالے، اللہ کی پاکی ظاہر کرنیوالے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے، بقول راغب سَبْحٌ کا معنی ہے پانی یا ہوا میں تیزی کے ساتھ گزر جانا۔ ستاروں اور گھوڑوں کی رفتار میں اس کا استعمال مجازی ہے کسی کام میں تیزی کے ساتھ مشغولیت کو بھی سَبْحٌ کہا گیا ہے۔ سَبَاحَةٌ اور سُبْحَانٌ بھی مصدر ہیں (باب فتح) سَبَّاحَةٌ اور مُسَبِّحَةٌ شہادت کی انگلی، سُبْحَةٌ دانوں کی تسبیح، سُبُحَاتٌ سجدہ کے مقامات۔

تسبیح فقط زبان سے پاکی بیان کرنے کو ہی نہیں کہتے بلکہ تسبیح قولی کی طرح تسبیح عملی اور تسبیح قلبی بھی ہوتی ہے (مفردات) پ ۲۳/۹ باقی تنقیح کے لئے دیکھو سَبِّحْ، تُسَبِّحُوْنَ، تَسْبِيْحَهُمْ، سَبِّحْ، سُبْحَانَ، اَلسَّابِحَات)

اَلْمُسَبِّحِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور اَلْمُسَبِّحُ مفرد۔ تسبیح مصدر، اللہ کی پاکی ظاہر کرنے والے (دیکھو المسبحون) نماز پڑھنے والے (ابن عباس) عبادت کرنے والے (وہب بن منبہ) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کہنے والے (سعید بن جبیر، معالم التنزیل) امام راغب نے مفردات میں کہا ہے کہ عام ذکر مراد لینا اولیٰ ہے۔ پ ۲۳/۹۔

مَسْبُوْقِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور مَسْبُوْقٌ واحد، سَبْقٌ مصدر، باب نصر و ضرب، پیچھے چھوڑے گئے یعنی جنکو پیچھے چھوڑ کر دوسرے آگے بڑھ جائیں، مراد عاجز۔

سَبَقٌ گھوڑ دوڑ میں بطور شرط جو چیز مقرر کی جائے مُسَابَقَةٌ، سِبَاقٌ اور تَسَابُقٌ آگے بڑھنے میں بمقابلہ تَسْبِيْقٌ گھوڑ دوڑ کی شرط کو لینا یا دینا۔ اِسْتِبَاقٌ (باب افتعال) سِبَاقٌ

کا ہم معنی ہے، سَبْقٌ کا اصل معنی ہے آگے بڑھنا
مجازی معنی ہے کسی کام کا پہلے سے قطعی طور پر
ہو چکنا، کسی بات میں فضیلت اور امتیاز حاصل
کرنا، گرفت اور قبضہ سے باہر نکل جانا۔ ۲۷/۱۵
۲۹/۸ (دیکھو سَبَقَ۔ اَلسَّابِقَاتِ۔ اِسْتَبَقَا۔
سَبَقُوْنَا۔ سَبَقَتْ۔ اَلسَّابِقُوْنَ۔ سَبَقُوْا)

اَلْمُسْتَاْخِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب
المستأخر مفرد (باب استفعال) پچھلے، پیچھے
آنے والے، بعد کو آنیوالے۔ تَاْخِیْرٌ پیچھے لانا۔
پیچھے کرنا۔ تَاَخُّرٌ پیچھے آنا۔ (دیکھو الآخرۃ، اُخَر
تَاَخَّرَ، اٰخَرُ) ۱۴/۲۔

مُسْتَاْنِسِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب،
مستانس واحد، اِسْتِئْنَاسٌ مصدر، باب
استفعال جی لگانیوالے۔ دلچسپی کے ساتھ بیٹھ رہنے
والے۔ ۲۲/۴ (مزید تنقیح کے لئے دیکھو اَلْاِنْسَانُ،
اَنَسْتُمْ۔ اَلْاِنْسُ۔ اَنَاسِیَّ)

مُسْتَبْشِرَۃٌ: اسم فاعل واحد مؤنث استبشار
مصدر باب افعال۔ شگفتہ، شادان۔ ایسی چیز
پانیوالے جس نے شگفتگی اور خوشی پیدا ہو جائے
۳۰/۵ (مزید دیکھو بُشْرًا۔ بُشْرٰی۔ اَلْبَشَرُ۔ بَاشِرُوْا۔
تُبَاشِرُوْا۔ مُبَشِّرِیْنَ۔ بُشْرٰی۔ اَلْبَشِیْرُ۔
مُبَشِّرَاتٍ۔ اَبْشِرُوْا وغیرہ)

مُسْتَبْصِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب
اِسْتِبْصَارٌ مصدر۔ باب استفعال۔ دیکھنے
والے طلبگار بصیرت (راغب) ۲۰/۱۶۔
(مزید تنقیح کے لئے دیکھو اَلْبَصَرُ، اَلْاَبْصَارُ
اَلْبَصِیْرُ۔ بَصَائِرُ۔ بَصُرْتُ۔ تَبْصِرَۃً۔ مُبْصِرَۃً۔
بَصِیْرَۃٌ وغیرہ)

اَلْمُسْتَبِیْنَ: اسم فاعل واحد مذکر، اِسْتِبَانَۃٌ
مصدر، باب استفعال۔ واضح کھلی ہوئی ہدایت
والی ۲۳/۸ (دیکھو بَیَّنَ۔ بَیِّنٌ۔ تَبَیَّنَ۔ تبیین
بَیِّنَاتٌ۔ بَیِّنَۃٌ۔ بَیَانٌ۔ مُبِیْنٌ۔ اَلْمُبِیْنُ)

مُسْتَخْفٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اِسْتِخْفَاءٌ
مصدر باب استفعال، چھپنے والا، چھپنے کا خواستگار
یہ لفظ اصل میں مستخفی تھا، خفی مادہ۔ خُفْیَۃً
مصدر، باب سمع، خَفَاءٌ اوٹ، پردہ، اِخْفَاءٌ
باب افعال چھپانا۔ خَفِیَ۔ یَخْفٰی باب ضرب
اس نے ظاہر کر دیا۔ ۱۳/۸ (مزید دیکھو خُفْیَۃً۔
تُخْفُوْا۔ اَخْفَیْتُمْ۔ خَافِیَۃٌ)

مُسْتَخْلَفِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب
اِسْتِخْلَافٌ مصدر باب استفعال خَلْفٌ
مادہ۔ وارث۔ خلیفہ بنائے ہوئے۔ اِسْتِخْلَافٌ

وارث اور خلیفہ بنانا۔ جانشین اور نیابت خواہ اصل کی غیر موجودگی کے سبب سے ہو یا اس کے مرنے کی وجہ سے ہو یا اس کی کمزوری کی غرض سے یا صرف نائب کی عزت افزائی کے لحاظ سے۔ اس جگہ اول الذکر دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں، سلف کے مرنے یا کسی جگہ سے بالکل چلے جانے کے بعد اس جگہ کے مال کے وارث خلف ہوتے ہیں، تیسرا معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ اصل مالک جب صحیح تصرفات نہیں کر سکتا اور اہل ثابت نہیں ہوتا تو اس کا مال اللہ دوسروں کو دیدیتا ہے۔ ۲۷/۱۷

(مزید تنقیح دیکھو خَلَفُهُم، خِلْفَة۔ خَلْفٌ۔ خَلَفَ۔ خِلْفَةً۔ خَلِيفَةً۔ اِخْتَلَفَ۔ مُخْتَلِفِينَ۔ اِخْتِلَافُ، اَخْلَفْنَا۔ خِلَافٍ۔ مُخَلَّفِينَ۔ خَوَالِف وغیرہ)

مُسْتَسْلِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اِسْتِسْلَامٌ مصدر، باب استفعال۔ سِلْمٌ مادہ۔ فرماں بردار۔ سَلِمَ سَلَامَةً (سمع) آرام پایا۔ سالم رہا بے ضرر اور بے عیب ہوا محفوظ رہا۔ سَلَمَ سَلْمًا (ضرب) کام سے فارغ ہوا، کام عمدہ اور ٹھیک ہو گیا سِلَامٌ (نصر) سانپ کا کاٹنا۔ سَلَامٌ بے عیب ہونا۔ سلام کرنا۔ محفوظ رہنا۔ اطاعت کرنا سِلْمٌ آشتی۔ صلح۔ مَسْلُومٌ، مار گزیدہ اِسْلَامٌ اطاعت کرنا۔ چھوڑنا۔ کسی کے سپرد کرنا۔ صلح کرنا۔ مسلمان ہونا۔ اَسْلَمَ عَنْهُ اس سے اعراض کیا۔ اِسْتِسْلَامٌ فرمانبردار ہونا۔

(مزید تنقیح کے لئے پڑھو سَلِيمٍ، مُسَلَّمَةٌ۔ سَلَّمَ۔ سَلَامٌ۔ اَلسَّلَامُ۔ سَلِّمُوا۔ اَلسَّلَمَ۔ سَالِمُونَ۔ اَسْلِمْ۔ اَسْلَمْتُ۔ اَلْاِسْلَامُ مُسْلِمُونَ)

مُسْتَضْعَفُونَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ اِسْتِضْعَاف مصدر باب استفعال ناتواں، کمزور سمجھے گئے۔ عاجز پائے جانیوالے لوگ۔ ضَعْفٌ۔ ضُعْفٌ۔ ضِعْفٌ۔ اَضْعَافٌ تَضْعِيفٌ۔ مُضَاعَفَةٌ اور اِسْتِضْعَافٌ کے معانی کی توضیح کے لئے دیکھو ضُعَفَاءُ۔ اُسْتُضْعِفُوا ضَعِيفًا۔ اِسْتَضْعَفُونِي۔ ضِعْفٌ۔ ضِعْفَيْنِ۔ اَضْعَافًا۔ مُضَاعَفَةً۔ ۹/۱۷۔

مُسْتَضْعَفِينَ: اسم مفعول جمع مذکر

منصوب نکرہ، استضعاف سے، عاجز، ناتواں ۵/۱۱ ش

اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب معرفہ، استضعاف سے، بے بس ناتواں۔ ۵/۱۱، ۱۶/۷۔

مُسْتَطَرٌ: اسم مفعول واحد مذکر، اِسْتِطَارٌ مصدر، باب افتعال، سَطْرٌ مادہ، لکھا ہوا۔ سَطَرَ (نصر) لکھنا، کاٹنا۔ زمین پر ڈالنا۔ سَطْرٌ اور سَطَرٌ ایک لائن کسی تحریر کی ہو یا درختوں کی یا آدمیوں کی اَسْطُر اور سُطُوْرٌ اور اَسْطَارٌ جمع۔ سَاطِر قصاب، سَاطُوْرٌ کاٹنے کا ہتھیار چھری وغیرہ، اَسَاطِیْرُ (مرقول مبرد اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع ہے) جھوٹے افسانے پریشان بیہودہ باتیں، تَسْطِیْرٌ سطر سطر کر کے لکھنا۔ اِسْتِطَارٌ لکھنا، تَسَیْطَرَ ۃٌ اور سَیْطَرَۃٌ کسی کام پر مقرر ہونا، ذمہ دار ہونا۔ ۲۷/۱۰

مُسْتَطِیْرًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب اِسْتِطَارَۃٌ مصدر، باب استفعال، طَیْرٌ مادہ۔ پھیلا ہوا۔ عام۔

طَیَرَانٌ کا اصل معنی ہے اڑنا، مجازاً اس سے مراد کبھی سرعتِ رفتار ہوتی ہے جیسے فَرَسٌ مُطَارٌ تیز رفتار گھوڑا۔ کبھی منتشر ہونا اور پھیلنا جیسے غُبَارٌ مُسْتَطَارٌ پھیلا ہوا غبار، تَطَایَرُوْا انہوں نے جلدی کی اور منتشر ہو گئے، ایک شاعر کا قول ہے طَارُوْا اِلَیْہِ زَرَافَاتٍ وَوُحْدَانًا وہ جماعت در جماعت ہو کر اور اکیلے اکیلے جنگ کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑے فَجْرٌ مُسْتَطِیْرٌ پھیلی ہوئی صبح، تَطَیُّرٌ بدشگونی حاصل کرنا۔ طَائِرٌ پرندہ۔ نحوست۔ اعمالنامہ۔ ۲۹/۱۹

(مزید تنقیح کے لئے پڑھو طَائِرٍ، اَطَّیْرُ، تَطَیَّرْنَا، طَائِرُکُمْ۔ طَائِرَۃٌ)

اَلْمُسْتَعَانُ: اسم مفعول واحد مذکر اِسْتِعَانَۃٌ مصدر، باب استفعال۔ وہ جس سے مدد مانگی جائے، اِعَانَۃٌ مدد دینا۔ اِسْتِعَانَۃٌ مدد مانگنا۔ تَعَاوُنٌ اور مُعَاوَنَۃٌ باہم مدد کرنا عَوْنٌ اور مُعِیْنٌ مددگار، عَوَانٌ جوان یعنی بچپن اور بڑھاپے کے درمیان عمر والا، حَرْبٌ عَوَانٌ گھمسان کا رن۔ ۱۲/۱۲، ۱۷/۷۔

(دیکھو مزید تنقیح کے لئے اَعِیْنُوْنِیْ۔ تَعَاوَنُوْا اِسْتَعِیْنُوْا۔ عَوَانٌ)

اَلْمُسْتَغْفِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُسْتَغْفِرُ واحد، اِسْتِغْفَارٌ مصدر باب استفعال گناہوں کی معافی مانگنے والے۔ ۳/۱۰

(دیکھو غُفْرَانَکَ، مَغْفِرَۃً، غَفَّارًا، اِسْتَغْفِرُوْا غَافِرِ، اَلْغَفُوْرُ۔ اِغْفِرْ)

مُسْتَقْبِلَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مضاف۔ اِسْتِقْبَال مصدر باب استفعال قبل مادہ۔ سامنے آنیوالا۔ رخ کرنیوالا۔ استقبال کا معنی ہے سامنے آنا، سامنے سے لینا۔ ۲۶/۳۔

(مزید تشریح مشتقات و مصادر کے لئے دیکھو قُبُلٌ۔ قَبْلَ۔ اَقْبَلَ۔ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ۔ اَقْبَلَتْ، قَابِلِ۔ یَقْبَلَ۔ یَتَقَبَّلَ۔ قُبُلًا۔ قَبَائِلَ، قَبِیْلًا۔ قِبَلَکَ۔ قَبْلَنَا)

اَلْمُسْتَقْدِمِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، اَلْمُسْتَقْدِمُ واحد۔ اِسْتِقْدَام مصدر باب استفعال اگلے لوگ۔ پہلے زمانہ میں گزرے ہوئے لوگ۔ ۱۴/۲ (تشریح مفصل کیلئے پڑھو قَدَمَ۔ اَلْقَدِیْمُ۔ تُقَدِّمُوْا۔ قَدَّمَتْ، تُقَدِّمُوْا۔ قَدَّمْتُ)

مُسْتَقَرٌّ: ظرفِ مکان، مرفوع بروزن اسم مفعول۔ استقرار۔ مصدر بمعنی قرار۔ باب استفعال، قرارگاہ۔ ٹھہرنے کی جگہ۔ ۴/۱۴ ۷/۱۴،۱۸ ۸/۹ ۱۲/۱ ۲۴/۲ ۲۹/۷ (تشریح مفصل کیلئے دیکھو قَرَارًا۔ قَرْنَ۔ نُقِرُّ۔ اَقْرَرْتُمْ۔ تَقَرَّ۔ قُرَّۃُ۔

قَوَارِیْرَ)

مُسْتَقَرًّا: ظرف مکان منصوب، استقرار مصدر بمعنی قرار۔ باب استفعال۔ قرارگاہ ٹھہرنے کی جگہ مراد جنت۔ ۱۹/۴۱۔

مُسْتَقِرٌّ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع۔ اِسْتِقْرَار مصدر بمعنی قرار باب استفعال قرار پکڑنیوالا ٹھہرنے والا۔ ۲۷/۹،۸۔

مُسْتَقِرًّا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب استقرار مصدر بمعنی قرار، باب استفعال قرار پکڑنیوالا۔ ٹھہرنے والا۔ ۱۹/۱۸۔

اَلْمُسْتَقِیْمَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب معرف باللام سیدھا۔ صحیح۔ ۱/۱ ۸/۹ ۲۳/۸

(تشریح کے لئے پڑھو قائم)

اَلْمُسْتَقِیْمِ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور معرفہ۔ سیدھا۔ صحیح۔ ۱۹/۱۴۔

مُسْتَقِیْمٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع نکرہ، سیدھا۔ ۳/۱۳ ۱۶/۵ ۲۵/۱۱۔

مُسْتَقِیْمٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور نکرہ۔ ۲/۱،۱ ۶/۷ ۷/۱۶،۱۰ ۸/۷ ۱۱/۸ ۱۲/۵ ۱۴/۲۲،۱۶ ۱۷/۱۶،۱۴ ۱۸/۱۲،۴ ۲۲/۱۸ ۲۳/۳ ۲۵/۱۰،۶ ۲۶/۴ ۲۹/۲۔

مُسْتَقِیْمًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب

نکرہ۔ پ ۵/۶ پ ۶/۱۴ پ ۹/۲و۱۶ پ ۲۶/۹،۱۱ ۔

مُسْتَکْبِرًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب اِستکبار مصدر باب استفعال۔ کبر مادہ اپنے کو بڑا سمجھنے والا سرکشی کرنے والا۔

کِبَرٌ، کُبْرٌ، کَبَارَۃٌ (کرم) بڑا ہونا جسمانیت میں بڑا ہونا۔ کِبَرٌ اور مُکْبَرٌ (سمع) بڑی عمر والے ہونا۔ (نصر) کسی کے مقابلہ میں بڑا ہونا۔ کِبْرِیَاءُ بزرگی عظمت، کِبْرٌ اور کِبْرَۃٌ بزرگی بلند مرتبہ، بڑی چیز بڑا گناہ۔ کابر اور کبیر بزرگ کُبَّارٌ بہت بڑا۔ اِکْبَارٌ (افعال) بڑ سمجھنا، تکبیر اللہ اکبر کہنا۔ کسی کی بڑائی بیان کرنا۔ بڑا سمجھنا بڑا کر دینا تَکَبُّرٌ اپنے کو بڑا ظاہر کرنا، غرور اور سرکشی کرنا۔ اِسْتِکْبَارٌ اپنے کو بڑا سمجھنا سرکشی کرنا۔ پ ۲۱/۱ پ ۲۵/۱۲ (مزید تشریح کے لئے دیکھو کُبْرٌ۔ کَبِیْرٌ۔ کَبِیْرَۃً۔ اَلْاَکْبَرُ۔ اَکْبَرُ۔ اَکَابِرَ۔ کَبِرَۃً۔ مُتَکَبِّرٌ۔ اِسْتَکْبَرُوْا۔ اِسْتَکْبَرْتُمْ)

مُسْتَکْبِرُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُسْتَکْبِرٌ واحد، اِسْتِکْبَارٌ مصدر باب استفعال اپنے کو بڑا سمجھنے والے، مغرور۔ پ ۱۴/۹ پ ۲۸/۱۳ ۔

مُسْتَکْبِرِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب نکرہ، بتفصیل مذکور۔ پ ۱۸/۱۴ ۔

اَلْمُسْتَکْبِرِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب معرف باللام بتفصیل مذکور۔ پ ۱۴/۹ ۔

مُسْتَمِرٌّ : اسم فاعل واحد مذکر، اِسْتِمْرَارٌ مصدر باب استفعال۔ قدیمی ہمیشہ کا، مضبوط، پکا۔ استمرار کا معنی ہے ایک روش پر ہمیشہ چلنا، مضبوط ہونا (دیکھو مَرَّ۔ مَرُّوْا وغیرہ)

مُسْتَمْسِکُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، مُسْتَمْسِکٌ واحد، اِسْتِمْسَاکٌ مصدر باب استفعال، چنگل سے پکڑنے والے، مراد دلیل اور سند پکڑنے والے۔

مادہ مَسْکٌ کے مفہوم میں رکنے یا روکنے کا معنی ضرور ہوتا ہے، مَسْکَۃٌ پانی ٹھہرنے اور رکنے کی جگہ۔ مُسُکٌ بخیل کنجوس مال کو روک رکھنے والا۔ مِسَاکٌ۔ مَسَاکٌ۔ مَسَاکَۃٌ کنجوسی، پانی رک جانے کی جگہ۔ مُسْکَۃٌ اتنی غذا جس سے زندگی رُک جائے۔ اِمْسَاکٌ رکنا، بند رکھنا، پنجہ میں پکڑنا۔ خاموش ہو جانا۔ تَمَسُّکٌ رُک جانا، چنگل میں پکڑنا۔ اِمْتِسَاکٌ اور اِسْتِمْسَاکٌ سند پکڑنا، پنجہ میں مضبوط پکڑنا۔ پ ۲۵/۸ (دیکھو اِسْتَمْسَکَ اِسْتَمْسَکَ۔ اِمْسَاکٌ۔ تُمَسِّکُوْا)

مُسْتَمِعُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع

مُسْتَمِعٌ واحد: اِسْتِمَاعٌ مصدر باب افتعال سننے والے ۱۹/۴ (دیکھو اَسْمِعْ، سَمِعْنَا، سَمِعْتُم، اَلسَّمْعَ)

مُسْتَمِعُهُمْ: مُسْتَمِعٌ اسم فاعل واحد مذکر مضاف هُمْ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان حرف مِنْ محذوف ہے، ان میں کا سننے والا یعنی وہ جو سننے کا مدعی ہے۔ ۲۷/۴

مُسْتَنْفِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، اِسْتِنْفَارٌ مصدر باب استفعال بدک کر بھاگنے والے۔ نَفْرٌ (باب نصر) لڑائی میں کسی پر غالب آنا۔ نِفَارٌ (باب ضرب) ڈرنا دور ہو جانا۔ نَفْرٌ۔ نَفَرٌ۔ نَفِيرٌ تین سے لیکر دس تک کا گروہ۔ نَفْرَةٌ شاہی فرمان حکم حاکم نُفُورٌ بھاگنے والا۔ نَافِرَةٌ اعزار اف بار نُفَايَہ بر چڑیاں۔

اِنْفَارٌ (باب افعال) زبردستی کسی پر حکم چلانا، بھگانا، نکال دینا۔ باب تفعیل سے بھی یہی معنی ہے۔ تَنَافُرٌ قوم کا ل کر کسی کام کے لئے نکلنا باہم حاکم کے سامنے پیش ہونا۔ اِسْتِنْفَارٌ (استفعال) بھاگنا بھگانا، بھاگ نکلنے کی خواہش کرنا ۱۹/۲۹ (مزید تشریح دیکھو نُفُوْرًا، اَنْفِرُوْا، اِنْفِرُوْا، تَنْفِرُوْا)

مُسْتَوْدَعٌ: ظرف مکان بروزن اسم مفعول، اِسْتِيْدَاعٌ مصدر باب استفعال امانت رکھنے کی جگہ۔ ۱۸/۷

اس سے پہلے لفظ مُسْتَقَرٌّ ہے دونوں لفظوں کی مراد میں اسلاف کا اختلاف ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا زمین اور قبر، حضرت ابن عباس نے فرمایا زمین اور پشت پدر، حسن بصری نے فرمایا آخرت اور دنیا (راغب)

دَعَةٌ اور تُدْعَةٌ آرام، تن آسانی، وَدْعٌ قبر کے گرداگرد احاطہ، وَدِيْعَةٌ امانت، وَدَائِعُ جمع، مِيْدَعٌ برا نا کپڑا، کھردرا کپڑا، وہ کپڑا جس کے ذریعہ سے کپڑوں کو گرد سے بچایا جاتا ہے غم انگیز باب وَدَعَ يَدَعُ وَدَاعًا (فتح) باہر نکال دینا، چھوڑ دینا۔ امام راغب نے لکھا ہے بعض علماء کا قول ہے کہ اس معنی میں باب فتح سے صرف امر اور مضارع مستعمل ہے، ماضی اور اسم فاعل نہیں آتا۔

وَدُعَ وَدَاعَةً (کرم) زمین میں جانا۔ اِيْدَاعٌ (باب افعال) امانت رکھنا اپنے پاس

کسی کی یا دوسرے کے پاس اپنی، صاحبِ قاموس نے اس باب کو لغاتِ اضداد میں سے قرار دیا ہے مگر یہ نظری دھوکہ ہے کیونکہ اِیْدَاعٌ کا معنی ہے امانت رکھنا خواہ اپنے پاس یا دوسرے کے پاس دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں، تَوْدِیْعٌ (باب تفعیل) رخصت کرنا، نکال دینا امامِ راغب نے لکھا ہے کہ تَوْدِیْعٌ دَعَةٌ سے بنا ہے یعنی دَعَةٌ (آرام وراحت کی دعا دینا اور یہ کہنا کہ اللہ تجھے آرام میں رکھے، دکھ نہ دے مُوَادَعَةٌ مصالحت، اِتِّدَاعٌ آرام پانا، تن آسان ہوجانا قرار پکڑنا، اِسْتِیْدَاعٌ (استفعال) بطور امانت کسی کے پاس کچھ رکھنا (قاموس و تاج وغیرہ)

مُسْتَوْدَعَهَا: ظرفِ مضاف منصوب ھا ضمیر مضاف الیہ، امانت رکھنے کی جگہ، بغوی نے معالم میں اس جگہ لکھا ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود کے نزدیک مستقر سے مراد رحمِ مادر اور مستودع سے مراد مرنے کا مقام عطاء کا قول ہے مستقر رحمِ مادر اور مستودع پشتِ پدر سعید بن جبیر، علی بن ابی طلحہ اور عکرمہ نے حضرتِ ابنِ عباس کا یہی قول نقل کیا ہے لیکن ابن مقسم نے کہا کہ ابنِ عباس کے نزدیک مستقر سے مراد شب و روز رہنے کی جگہ اور مستودع سے مراد قبر ہے بعض علماء کے نزدیک مستقر سے مراد جنت یا دوزخ اور مستودع سے مراد قبر ہے، بہرحال راغب کی مذکورہ تصریحات بغوی کی ان منقولات کے خلاف ہیں۔ ۱۲

مَسْتُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر، سَتْرٌ مصدر، باب نصر چھپایا ہوا۔ اس جگہ عموماً اہلِ تفسیر کے نزدیک مستور بمعنی ساتر ہے۔ اسم مفعول، اسم فاعل کے معنی میں مستعمل ہے یعنی چھپانے والا، اس توجیہ کی ضرورت ایک واقعۂ نزول کو ذکر کرنے کی بناء پر پڑی۔ جلالین، روح المعانی، خازن معالم اور اکثر تفسیروں میں بیان کیا گیا ہے کہ جب حضور قرآن مجید تلاوت فرماتے تو کفار حضور کو شہید کرنے کا ارادہ کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ہم نے آپ کے اور کافروں کے درمیان ایک حجاب پیدا کردیا جو آپ کو ان کی نظر سے چھپانے والا ہے وہ آپ پر حملہ نہ کرسکیں گے، یہ تو عجیب ہے کیونکہ تلاوت کے وقت کافروں کی نظر سے حضور کا مخفی ہونا نہ درایۃً

ثابت ہے نہ صحیح روایات سے اسکی تائید ہوتی ہے نہ آگے آنیوالی آیات سے اس مطلب کا کوئی جوڑ لگتا ہے اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے یہ ظاہر ہے کہ کافروں کے دلوں پر کوئی محسوس مرئی پردہ پڑا ہوا نہ تھا نہ کانوں میں کوئی ثقل تھا بلکہ گمراہی اور کور باطنی کا غیر مبصر حجاب اور عناد وضد کا غیر مرئی ثقل تھا جس نے باوجود سمجھنے کے ان کو انجان اور باوجود سننے کے ناشنوا بنا رکھا تھا اسی حجاب کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ یہ حجاب ظاہر بین نظروں سے مستور ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

سِتْرٌ: پردہ سُتُورٌ جمع، سُتْرَۃٌ ڈھال، سُتْرَۃٌ آڑ، لباس ستر مصدر باب نَصَرَ ڈھانپنا، چھپانا، سوال سے باز رکھنا، کسی کام میں خوف شرم۔ اِسْتِتَارٌ پردہ میں چھپ جانا، پوشیدہ ہونا ۱۵/۵ (دیکھو سِتْرًا اور تَسْتَتِرُوْنَ)

مَسَّتْهُ: مَسَّتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف ہٗ ضمیر مفعول، اس کو پہنچی، ۱۲/۲ ۲۵/۱ (دیکھو مَسّ)

مَسَّتْهُمْ: مَسَّتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف ھُمْ مفعول، ان کو پہنچی، ان کو لاحق ہوئی۔ ۲/۱۰، ۸/۱۱، ۵/۱۷۔

مُسْتَهْزِءُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اِسْتِهْزَاءٌ مصدر، ہزء مادہ، مذاق کرنیوالے مذاق بنا کر انکار کرنے والے۔ ۱/۲

ھُزُوٌ، ھُزُءٌ: جس کا مذاق اڑایا جائے۔ ھُزَءَۃٌ مذاق بنانیوالا۔ ھُزْءٌ مذاق۔ ھَزْءٌ، ھُزُوءٌ، ھُزَاءَۃٌ مصدر (فتح) حرکت دینا، ٹھٹھا کرنا۔ تَهَزُّءٌ (تفعل) ٹھٹھا کرنا۔ اِھْزَاءٌ دوڑنا۔ اِسْتِهْزَاءٌ (باب استفعال) ٹھٹھا کرنا۔ انکار کرنا۔ اچانک قابو پالینا (تاج) (دیکھو ھُزُوًا اور یَسْتَهْزِءُوْنَ)

اَلْمُسْتَهْزِءِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب ٹھٹھا کرنیوالے۔ انکار کرنیوالے۔ ۱۴/۶۔

مُسْتَیْقِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور مُسْتَیْقِنٌ واحد، اِسْتِیْقَانٌ مصدر باب استفعال، یقین رکھنے والے یقین کا معنی ہے کسی بات کی قطعیت پر انسانی فہم کا قائم ہو جاتا معرفت اور درایت سے علم کا درجہ اونچا ہے اس لئے یقین علم ہی کی صفت ہوتا ہے معرفت و درایت کی صفت نہیں ہوتا (راغب) اور چونکہ یقین علم حصولی کی صفت ہوتا ہے اس لئے ملائکہ یا انسان کے علم کی صفت تو ہوتا ہے اللہ کے علم کو موصوف بہ یقین نہیں کہا جا سکتا (بیضاوی)

کبھی یقین اس امر کو کہہ لیا جاتا ہے جس کا ہونا یقینی ہوتا ہے اسی لئے موت کو بھی یقین کہا گیا ہے تَیَقُّنٌ (باب تفعل) اِسْتِیْقَانٌ (استفعال) اور اِیْقَانٌ (باب افعال) ہم معنی ہیں، یقین کرنا یقین رکھنا یَقِنَ یَیْقَنُ یَقِیْنًا (باب سمع) قطعی طور پر جان لیا بغیر شک وشبہ کے مان لیا، یَقَنَۃٌ مِیْقَانٌ اور مِیْقَانَۃٌ وہ چیز جس کا یقین کیا جاتا ہے۔ پ ۲۵/۲

مَسْجِد: ظرفِ مکان مفرد، مساجد جمع، سجدہ کرنے کی جگہ، مسلمانوں کا نماز گھر (مزید تنقیح کے لئے دیکھو مساجد) ۱، پ ۲/۲، ۸، ۱۱ پ ۶/۵ پ ۸/۱۰ پ ۹/۱۸ پ ۱۰/۸، ۹، ۱۰ پ ۱۲/۲ پ ۱۵/۱ پ ۱۷/۱۰ پ ۲۶/۷، ۱۲۔

مَسْجِدًا: ظرفِ مکان مفرد بتفصیل مذکورہ بالا۔ پ ۱۱/۲ پ ۱۵/۱۵۔

اَلْمَسْجُوْرِ: اسم مفعول واحد مذکر، بھرا ہوا لبریز (مجاہد وکلبی) بالکل خشک سوکھا ہوا (حسن بصری۔ قتادہ۔ ابو العالیہ) شیریں اور شور مخلوط (ربیع بن انس) تنور کی طرح سخت گرم (محمد بن کعب قرظی، ضحاک) مقاتل کا قول ہے کہ ضحاک نے بتوسط نزال بن سبرہ حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ البحر المسجور سے مراد وہ سمندر ہے جو عرش کے نیچے ہے قیامت کے قریب پہلا صور پھونکنے کے بعد جب سب جاندار مر جائینگے تو اللہ چالیس روز تک اس سمندر سے بارش کرے گا جس کی وجہ سے انسان قبروں سے سبزہ کی طرح اگیں گے اسی لئے اس سمندر کا نام بحرِ حیوان ہے۔

سَجْرٌ مصدر (نصر) گرم کرنا۔ تنور گرم کرنا۔ بھرنا۔ سَجَرٌ اور سُجْرَۃٌ سرخی آمیز سفیدی، اَلسَّجْر پاکیزہ حوض۔ پھول۔ سَجُوْرٌ تنور کا ایندھن، سَجِیْرٌ خالص دوست، سَجُوْرِیٌّ ہلکا آدمی۔ بیوقوف تَسْجِیْرٌ، جاری کرنا۔ خوب گرم کرنا۔ مُسَاجَرَۃٌ باہم گرما گرم دوستی کرنا۔ پ ۲۷/۳۔

اَلْمَسْجُوْنِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور اَلْمَسْجُوْنُ واحد، قیدی۔ سَجْنٌ (نصر) قید کرنا باز رکھنا، منہم کرنا۔ سَجَّانٌ جیلر (دیکھو السجن السجین) پ ۱۹/۹۔

مَسْحًا: مصدر (فتح) کاٹنا یعنی وہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے یہ ترجمہ حضرت ابن عباس، حسن بصری۔ قتادہ اور مقاتل وغیرہ سے مروی ہے (البغوی فی المعالم) امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مسح سے ہاتھ پھیرنا مراد ہے یعنی وہ گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ مسح کے مفہوم میں

دو چیزیں داخل ہیں ۱- کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا ۲- اگر
کچھ اثر نشان اس چیز پر ہو تو اس کو زائل کردینا۔
مؤخر الذکر معنی کا لحاظ کرتے ہوئے مسح
کا معنی ہو گیا صاف کردینا۔ درہم مسیح وہ درہم
جس پر کچھ نقش نہ رہا ہو۔ اَمْسَح چکنی جگہ۔ مَسْحَاءُ
ہموار کھلا میدان۔ مَسَحْتُهُ بِالسَّيْفِ میں نے
تلوار سے صفایا کردیا یعنی کاٹ ڈالا۔ امام رازی
نے اول جزء کا لحاظ کرکے ترجمہ کیا ہے اور عام
اہلِ تفسیر نے دوسرے جزء کا لحاظ کیا ہے اور
مَسَحْتُ بِالسَّيْفِ کو ماخذ قرار دیا ہے۔

مسح کا معنی زمین کو طے کرنا بھی ہے اور
جھوٹی بات کہنا بھی ہے اور اچھی بات کہنا بھی ہے
دجال زمین کو طے بھی کریگا اس کی ایک آنکھ بھی
مٹی ہوئی ہوگی اور جھوٹا بھی ہوگا اس لئے اس کو
مسیح کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسٰی بھی سیاحت
میں زندگی بسر کریں گے اور سچی بات کہنے والے
بھی ہیں اس لئے ان کو مسیح کہا گیا یا یہ کہ آپ کے
ہاتھ پھیرنے سے بیمار اچھا ہوجاتے تھے یا یہ کہ
ماں کے پیٹ سے ہی تیل ملے ہوئے پیدا
ہوئے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ عربی کا مسیح عبرانی
زبان کا مشوح تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ
عیسٰی کی بھی ایک آنکھ ممسوح تھی، مٹی ہوئی تھی
یعنی باطل کی آنکھ اور دجال کی بھی ایک آنکھ
سپاٹ ہوگی یعنی حق کی آنکھ اس لئے دونوں
کو مسیح کہا جاتا ہے۔

مسح کا معنی مجازی جماع بھی ہے اور ٹاٹ
کو بھی مسح کہتے ہیں۔ مَسَحَ کے مفعول پر کبھی با ر
آتا ہے دیکھو فامسحوا برؤسکم، کبھی نہیں آتا
جیسے مَسَحْتُ يَدِي بِالْمِنْدِيلِ، رومال سے
میں نے اپنا ہاتھ پونچھا، صاف کیا۔ مَسَحَ
الْبَعِيرُ الْمَفَازَةَ اونٹ نے بیابان طے کیا ۲۳/۱۲

(مزید تنقیح کے لئے دیکھو امسحوا، المسیح)

اَلْمُسَحَّرِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور۔ تَسْحِیر
مصدر، باب تفعیل جادو زدہ۔ سَحُوْرٌ مصدر (سمع)
صبح ہونا۔ سَحَرٌ بصیرہ سُحْرَةٌ صبح کاذب کا وقت
سَحَرٌ زردکا۔ سِحْرٌ جادو افسوں، ہر وہ چیز جس کا
ماخذ لطیف ہو بظاہر سمجھ میں نہ آتا ہو، جادو کرنا۔
دھوکہ دینا۔ محتاج اور بیمار کردینا، دور ہونا (فتح)
سَحُوْرٌ سحری کا کھانا۔ سَحِيْرٌ پیٹ کا روگی۔ مَسْحُوْرٌ
جادو کیا ہوا۔ سڑا ہوا کھانا۔ ویران جگہ۔ اِسْحَارٌ
(افعال) صبح کرنا۔ صبح کے وقت کہیں داخل
ہونا۔ تَسْحِيْرٌ فریفتہ بنا دینا۔ زیادہ جادو کرنا۔

(دیکھو السحر، ساحر، سحروا، السحرۃ) ۱۹/۱۲،۱۴

مَسْحُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب، سحر مصدر۔ باب فتح، وہ شخص جس پر جادو کیا گیا ہو، دھوکہ میں پڑا ہوا مست کٹا خبطی۔ ۱۵/۱۲،۵ ۱۸/۱۵۔

مَسْحُوْرُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع۔ مسحور واحد، سحر مصدر، وہ لوگ جن پر جادو کر دیا گیا ہو، دھوکہ میں پڑے ہوئے۔ ۱۴/۱۔

مُسَخَّرٌ : اسم مفعول واحد مذکر، تسخیر مصدر باب تفعیل، فرمانبردار بنایا ہوا سخر، سخر، سخرۃ، مسخر، بسخر مصدر، (باب سمع) ٹھٹھا کرنا۔ سخریۃ اور سخریۃ (باب نصر) کسی کو مجبور کرنا، ایسے کام کی تکلیف دینا جس کو اس کا دل نہ چاہتا ہو، کسی کو احمق بنانا سخری اسم، وہ شخص جس کو مجبور کر کے کوئی کام کرایا جائے یا جسکو احمق بنایا جائے۔ سخرۃ جسکو فرمانبردار بنایا جائے، جس کا لوگ مذاق بنائیں۔ سخرۃ مذاق اڑانے والا تسخیر، جبر کر کے بغیر مزدوری دیئے کام لینا۔ قوت کے ساتھ فرمانبردار بنانا۔ استسخار (استفعال) ٹھٹھا کرنا۔ اس کے مفعول پر کبھی بار آتا ہے، کبھی مِن ۲/۳ تفصیل کے لئے پڑھو سخر، تسخروا، سخریا)

مُسَخَّرَاتٍ : اسم مفعول جمع مؤنث، مسخرۃ واحد، تسخیر مصدر باب تفعیل، تابع اور فرمانبردار بنائے ہوئے، (دیکھو مسخر) ۸/۱۴ ۱۴/۱۷،۸

مَسَخْنَا : جمع متکلم ماضی معروف، مسخ مصدر، باب فتح، ہم نے صورت بگاڑ دی۔ مسخ مصدر اور اسم عادت یا صورت بگاڑ دینا خصلت یا صورت کا بگاڑ۔ مسیخ وہ شخص جس کی صورت بگاڑ دی گئی ہو، بد خلق، بے نمک، بدصورت، بد سیرت، بے مزہ گوشت یا کھانا یا میوہ۔ ۲۳/۳۔

مَسَدٍ : اسم، درخت کھجور کی شاخوں کی چھال سے نکالے ہوئے ریشے مسد (باب نصر) رسی بٹنا۔ تکلیف میں ڈالنا۔ امرأۃ ممسودۃ رسی کے بلوں کی طرح اینٹھی ہوئی عورت (راغب) ۳۰/۳۶۔

مُسْرِفٌ : اسم فاعل واحد مذکر، اسراف مصدر باب افعال۔ حد سے بڑھنے والا، مراد مشرک (معالم) اسراف کا معنی ہے کسی کام میں حد اعتدال سے آگے بڑھنا، بیہودہ یا بے اندازہ صرف کرنا۔ حرام چیز کھانا۔ ۲۴/۹ (دیکھو تسرفوا، اسرافا، اسرفوا)

اَلْمُسْرِفِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور

منصوب۔ إِسْرَافٌ مصدر۔ حدِ اعتدال سے یا حدِ
مقرر سے آگے بڑھنے والے یعنی بیہودہ صرف
کرنے والے، بے جا صرف کرنیوالے، لواطت
کرنے والے غرض حدِ حلال سے حرام کی طرف
بڑھنے والے۔ ۱۱/۱۴، ۱۷/۱، ۱۹/۱۲، ۲۴/۱۰، ۲۵/۱۵، ۲۷/۱۔

مُسْرِفِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب نکرہ۔
مُسرف واحد معنی مذکور۔ ۱۵/۷

مُسْرِفُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُسْرِفٌ
واحد، حد سے بڑھنے والے (دیکھو المسرفین
اور مُسْرِفٌ)

مَسْرُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر، سُرُوْرٌ
مصدر (باب نصر) خوش کیا ہوا۔ اترایا ہوا۔
(جلالین و معالم) سَرَارَةٌ (باب کرم)
کسی چیز کا عمدہ خالص اور بہتر ہونا، پاکیزگی
سَرٌّ (باب سمع) ناف کا مریض ہونا، خوش
کرنا۔ اِسْرَارٌ (باب افعال) چھپانا اور ظاہر
کرنا (اضداد سے ہے) سِرٌّ راز (اَسْرَارٌ جمع)
مرد اور عورت کا عضوِ مخصوص، نکاح، نکاح
کا اعلان، ہر چیز کا درمیانی حصہ۔ بہترین جگہ
سُرَّةٌ ناف۔ اَسَرُّ بن بلائے آنیوالا، ہر
کام میں دخل دینے والا۔ سُرُوْرٌ بڑا
عقلمند، خالص دوست۔ مَسْرُوْرٌ اترایا ہوا۔
خوش کیا ہوا۔ ناف بریدہ۔ سَرِیْرٌ تخت
چارپائی۔ سُرُرٌ جمع (دیکھو اَلسِّرَّ، سِرًّا
اَسَرُّوْا) سُرُرٍ۔ اَسَرُّوْا۔ اَسَرَّ۔ سُرُوْرًا)
۳۰/۹ دو جگہ، اول جگہ معنی خوش خوش، دوسری
جگہ اترایا ہوا۔

مَسْطُوْرٍ : اسم مفعول واحد مذکر مجرور لکھا
ہوا (دیکھو مستطر) ۲۷/۲

مَسْطُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب
لکھا ہوا۔ ۱۵/۶، ۲۱/۱۷۔

مَسْغَبَةٍ : اسم مصدر مجرور بھوک۔ سَغْبٌ
سُغَابَةٌ۔ سُغُوْبٌ۔ مَسْغَبَةٌ (نصر و سمع)
بھوکا ہونا، بھوک۔ سَغِبٌ بھوکا (قاموس)
سَغَبٌ بھوک یا پیاس جس میں تھکان سی
محسوس ہو (راغب) سَغْبَانٌ پیاسا۔
اِسْغَابٌ (افعال) بھوکا ہونا۔ مُسْغِبٌ
جائز۔ ۳۰/۱۵۔

مُسْفِرَةٌ : اسم فاعل واحد مؤنث اِسْفَارٌ
مصدر، باب افعال، چمکدار۔ روشن۔ سَفْرٌ
کا معنی ہے سرپوش یا پردہ ہٹا دینا جیسے سَفَرَ
الْعِمَامَةَ عَنِ الرَّأْسِ سر سے عمامہ ہٹا دیا۔

سَفَرَ الْبَیْتَ گھر میں جھاڑو دینا، خاک صاف
کر دینا۔ سَفَرَ اس نے سفر کیا۔ اپنے وطن سے
ہٹ گیا۔ سَافِرٌ، مُسَافِرٌ، سُفْرَۃٌ سفری کھانا
سِفْرٌ حقائق کو کھول دینے والی کتاب اَسْفَارٌ
جمع، سَفِیْرٌ ایلچی جو مُرسِل کی حقیقت اور
غرض مرسل الیہ پر کھول دیتا ہے۔ سَفَرَۃٌ
اعمالنامے لکھنے والے فرشتے، سَفَرٌ آفتاب
غروب ہونے کے بعد والی سفیدی، مِسْفَرَۃٌ
جھاڑو جس سے کوڑا ہٹایا جاتا ہے۔ سَفَرٌ
کے مشتقات باب ضَرَبَ و نَصَرَ سے آتے
ہیں، تَسْفِیْر (تفعیل) سفر پر بھیجنا، اِنْسِفَارٌ
ننگا ہونا۔ اِسْتِسْفَارٌ کسی چیز کو ظاہر کرنے کی
خواہش کرنا۔ پ ۳۰/۵ ۔

مَسْفُوْحًا: اسم مفعول واحد مذکر۔ سَفْحٌ
مصدر، باب فتح بہایا ہوا یعنی بہتا ہوا، سَافِحٌ
ریزے جو نیچے گر جاتے ہیں، سُفُوْحٌ نرم پتھر
سَفَّاحٌ بہت دینے والا، کلام پر قدرتِ
کاملہ رکھنے والا (دیکھو مسافحین اور
مسافحات) پ ۵ ۔

مِسْکٌ: اسم، مُشک پ ۳۰/۸ (دیکھو متمسکون)

مَسَّکُمْ: مَسَّ فعل ماضی واحد مذکر، کُمْ
ضمیر مفعول، تم کو پہنچ جاتا پ ۱۸/۵ تم کو پہنچی ہے
پ ۱۴/۱۴ پ ۱۵/۵ (دیکھو مَسَّ)

اَلْمَسْکَنَۃُ: اسم مصدر، محتاجی، ذلت
پ ۱/۷ پ ۴/۴ (دیکھو مساکن)

مَسٰکِنِہِمْ: مسکن مفرد مضاف ھم
ضمیر مضاف الیہ۔ ان کے رہنے کی جگہ، مساکن
جمع پ ۲۲/۸ (دیکھو مساکن)

مَسْکُوْبٍ: اسم مفعول واحد مذکر مجرور
سَکْبٌ مصدر، بہتا ہوا جاری، سَکْبٌ سُکُوْبٌ
سَکَابٌ (نصر) پانی کا بہنا، برسنا، بڑی بڑی
بوندوں کے ساتھ پیہم بارش ہونا، مؤذن کا اذان
دینا۔ سَکْبٌ ہموار رفتار والا گھوڑا، دریائی کپڑا۔
اُسْکُوْبٌ جاری پانی، پیہم موٹے قطروں کی بارش،
اِنْسِکَابٌ پانی کا گرتا رہنا۔ پ ۲۷/۱۴ ۔

مَسْکُوْنَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث، آباد
مکان جس میں کوئی رہتا بستا ہو، اصل میں مسکن
یعنی سکونت کا مقام ہوتا ہے اسکو مَسْکُوْنَۃٌ
کہنا مجازاً ہے، غیر مَسْکُوْنَۃٍ کا معنی ہوا غیر آباد
جس میں کوئی نہ رہتا ہو (دیکھو مساکن) پ ۱۸/۱۰

مِسْکِیْنٌ: اسم مفرد مرفوع نکرہ، مساکین
جمع، نادار، مفلس (دیکھو مساکن) پ ۲۹/۲

مِسْكِيْنٍ : اسم مفرد مجرور نکرہ مساکین جمع نادار، مفلس (دیکھو مَسَاکِیْن) ۲۹/۳

مِسْكِيْنًا : اسم مفرد منصوب نکرہ، مساکین جمع نادار (دیکھو مساکین)، ۲۵/۱، ۲۹/۱۹، ۳۰/۱۵ -

اَلْمِسْكِيْنَ : اسم مفرد منصوب معرف باللام المساکین جمع، نادار۔ ۲۱/۷ ۲۹/۱۶ -

اَلْمِسْكِيْنِ : اسم مفرد مجرور معرف باللام المساکین جمع۔ نادار۔ ۲۹/۵ ۱۴، ۳۰/۲۱، ۳۲ -

مُسْلِمًا : اسم فاعل واحد مذکر، اسلام مصدر باب افعال، فرمانبردار، مسلمان۔ ۳/۱۵ ۱۳/۵ -

اَلْمُسْلِمَاتِ : اسم فاعل جمع مؤنث معرف باللام المسلمۃ واحد، فرمانبردار مسلمان عورتیں۔ ۲۲/۲

مُسْلِمَاتٍ : اسم فاعل جمع مؤنث نکرہ۔ مسلمۃ واحد، فرمانبردار مسلمان عورتیں۔ ۲۸/۱۹ -

اَلْمُسْلِمُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرف المسلم واحد، فرمانبردار مسلمان۔ ۲۹/۱۱ -

مُسْلِمُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ مسلم واحد، فرمانبردار مسلمان ۱/۱۶ ۳/۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷ ۴/۲ ۷/۵ ۱۲/۷ ۲/۲

مُسْلِمَةً : اسم فاعل واحد مؤنث مسلمات جمع۔ فرمانبردار مسلمان ۱/۱۵ -

مُسَلَّمَةٌ : اسم مفعول واحد مؤنث تسلیم مصدر، باب تفعیل ۲/۸ سالم بے داغ ۵/۱۰ سپرد کی گئی۔

مُسْلِمَيْنِ : اسم فاعل تثنیہ مذکر، مسلم واحد، دونوں فرمانبردار مسلمان۔ ۱/۱۵ -

مُسْلِمِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر نکرہ، مسلم واحد، فرمانبردار مسلمان ۹/۴ ۱۱/۱۴ ۱۴/۱۸، ۱۷/۷ ۱۹/۱۷، ۱۸ ۲۰/۳، ۹ ۲۵/۱۳ -

اَلْمُسْلِمِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر معرفہ المسلم واحد فرمانبردار مسلمان ۵/۷ ۱۱/۱۳ ۲۲/۲ ۲۳/۱۶ ۲۴/۱۹ ۲۷/۱ ۲۹/۴ (لفظ مسلماً سے المسلمین تک ہر ایک کی تفصیل کیلئے دیکھو مُسْلِمُوْن)

مُسْمِعٍ : اسم فاعل واحد مذکر، اسماع مصدر باب افعال سنانے والا ۲۲/۱۵ (دیکھو مستمعون)

مُسْمَعٍ : اسم مفعول واحد مذکر، اسماع مصدر سنایا گیا ۵/۴ (دیکھو مستمعون)

مُسَمًّى : اسم مفعول واحد مذکر، تسمیۃ مصدر باب تفعیل مقرر کردہ، اسم نام، وسم کی علامت نشان، اسماء، اسماوات جمع اسامی اور آسائم جمع الجمع، تسمیۃ (تفعیل) نام لینا، نام رکھنا۔ نام رکھنے سے چیز کی تعیین ہوجاتی ہے

اس لئے مُسَمًّی کا ترجمہ ہوا مقرر کردہ۔ اِسْتِمَاءٌ
(افتعال) باپ تک پہنچنا، کسی میں نیکی پانا۔ تَسَمِّی
(تفعل) نامزد ہوجانا، کسی کی طرف منسوب ہونا۔
اِسْمَاءٌ (افعال) نام رکھنا۔ بلند کرنا۔ تَسَامِی (تفاعل)
بزرگی میں مقابلہ کرنا (تاج وقاموس) ۲۳/۱۵ ۲۲/۱۲ ۲۳/۱۲ ۲۵/۳
۲۶/۱ ۲۹/۹ (دیکھو اِسْم۔ اَلْاَسْمَاءُ۔ سَمَّا۔ سَمَّيْتُمُوا۔
سَمِيًّا۔ اَلسَّمَاءُ۔ سَمٰوٰت)

مَسَّنَا: مَسَّ ماضی واحد مذکر غائب، نا ضمیر جمع متکلم
مفعول، ہم کو پہنچا۔ ۱۳/۱ ۲۶/۱ (دیکھو مس)

مُسَنَّدَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث،
تَسْنِيْدٌ مصدر، باب تفعیل، دیوار کے سہارے
سے لگائی ہوئی یعنی جس سے پشت کا سہارا
لگایا جائے، اَسْنَادٌ جمع اِسْنَادٌ قوی الجثہ
دراز قامت۔ اِسْنَادٌ (افعال) کسی بات
کی کسی طرف نسبت کرنا۔ سہارا دینا۔ تَسْنِيْدٌ
لکڑی کو دیوار وغیرہ کے سہارے سے لگادینا
تَسَانُدٌ (تفاعل) تعاون۔ اسْتِنَادٌ کسی چیز
سے پشت کا سہارا لینا۔ ۲۸/۱۳۔

مَسْنُوْنٍ: اسم مفعول واحد مذکر سَنٌّ
مصدر باب نصر متغیر (لغوی) سڑا ہوا (سیوطی)
تیز کرنا۔ ملنا۔ رگڑنا۔ تیز چلانا متغیر کردینا۔ ظاہر
کرنا۔ دانت سے کاٹنا سخت سزا دینا۔ راستہ
پر چلنا۔ منہ پر پانی بہانا۔ سِنٌّ دانت۔ اَسْنَانٌ
جمع اَسِنَّةٌ لڑائی۔ سَنَّةٌ رکھیلی، بندری،
سُنَّةٌ چہرہ، رخسارہ۔ پیشانی، صورت، عادت
طبیعت، طریقہ۔ سَنَنٌ کھلا راستہ۔ روش
سِنَانٌ بھالا۔ ہر چیز کی تیزی۔ سُنُوْنٌ منجن
مِسَنٌّ تیز کرنے کا آلہ یعنی سان۔ مَسْنُوْنٌ
تیز اور چمکدار چھری، ہر متغیر چیز (یعنی وہ چیز جس پر
سالہا سال گذرنے سے تغیر و تبدیل آگیا ہو)
تَسَنُّنٌ متغیر ہونا۔ طریقہ اختیار کرنا یعنی سنت
رسول اللہ پر چلنا۔ ۱۴/۴ دیکھو سُنَّةَ اللّٰہِ۔

مَسَّنِيْ: مَسَّ فعل ماضی واحد مذکر غائب، نِیْ
مفعول، مجھکو پہنچ گیا۔ ۹/۱۳ ۱۴/۴ ۱۶/۱ ۲۳/۱۲ (دیکھو مس)

مُسْوَدًّا: اسم مفعول واحد مذکر،
اِسْوِدَادٌ مصدر، باب افعلال سیاہ (سواد
سیاہی) غم کی وجہ سے رنگ بگڑا ہوا (جلالین)
سواد دور سے دکھائی دینے والی شبیہ۔ آنکھ کی
سیاہی، بڑی جماعت۔ سَيِّدٌ جماعت کا سردار
عورت کا شوہر اور چونکہ جماعت کے سردار کیلئے
لازم ہے کہ اس کے خصائل حمیدہ ہوں اور فضائل
کا حامل ہو اس لئے ہر بزرگ و صاحب فضیلت

شخص کو سید کہا جاتا ہے اسید کی جمع سادۃٌ ہے ۱۴/۳ ۲۵/۸ (دیکھو سیدا ۔ سیدھا ۔ سادتنا ۔ تسودّ)

مُسْوَدَّۃٌ : اسم فاعل واحد مؤنث اِسْوِدَادٌ مصدر باب افعلال، سیاہ (دیکھو مُسْوَدًّا) ۲۴/۳ ۔

مُسَوَّمَۃً : اسم مفعول واحد مؤنث، تَسْوِیْمٌ مصدر، باب تفعیل، سُوْمَۃٌ سے، نشاندار، ممتاز

سَوْمٌ کا معنی ہے کسی چیز کی طلب میں جانا۔ اس مفہوم کے دو جزء ہیں جانا اور طلب، کبھی صرف دوسرا اجزء ملحوظ ہوتا ہے جیسے یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ وہ تم کو سخت تکلیفیں دینی چاہتے تھے یا وہ تمہارے لئے سخت تکلیفیں تلاش کرتے تھے، کسی چیز کا نرخ کرنے میں بھی مشتری سے بائع قیمت کی طلب کرتا ہے اس لئے سوم کا معنی نرخ کے ہو گئے۔ سُمْتُ الْاِبِلَ فِی الْمَرْعٰی میں نے چراگاہ میں چرنے کے لئے اونٹوں کو بھیجدیا اسی معنی میں باب افعال سے اَسَمْتُ اور باب تفعیل سے سَوَّمْتُ آتا ہے، آیت میں ہے شَجَرٌ فِیْہِ تُسِیْمُوْنَ درختوں میں تم اونٹوں کو چراتے ہو یا چرنے کے لئے بھیجتے ہو۔

سِیْمَۃٌ، سُوْمَۃٌ، سِیْمَا علامت، نشان سِیْمَاھُمْ ان کی نشانی، سِیْمِیَاءُ کا بھی یہی معنی ہے، ایک شاعر کہتا ہے:

لَہٗ سِیْمِیَاءُ لَا تَشُقُّ عَلَی الْبَصَرِ

اسکا نشان آنکھوں پر گراں نہیں گزرتا اور سَوَامٌ نرخ ۔ سَوَامٌ، سَائِمٌ، سَائِمَۃٌ چرنے والے جانور ۔ اِسَامَۃٌ (باب افعال) نرخ گراں کرنا ۔ نرخ معلوم کرنا ۔ چرانا ۔ کسی پر ٹڈے ڈالنا ۔ تَسْوِیْمٌ اپنے اوپر یا کسی پر نشان لگانا ۔ مُسَاوَمَۃٌ باہم نرخ کرنا ۔ اِسْتِیَامٌ قیمت معلوم کرنا ۔ تَسَوُّمٌ نشان زد ہونا، اپنے اوپر نشان باندھنا ۔ ۳/۱۰ ۱۲/۷ ۲۷/۱ ۔

مُسَوِّمِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب مُسَوِّمٌ واحد، تَسْوِیْمٌ مصدر سُوْمَۃٌ سے اپنے لئے نشان مقرر کرنیوالے یا اپنے گھوڑوں کا خصوصی نشان بنانیوالے ۔ ۴/۴ ۔

مَسَّتْہُ : مَسَّ فعل ماضی ہٗ ضمیر مفعول، اس کو پہنچا (دیکھو مَسَّ) ۱۱/۷ ۱۵/۹ ۹/۲۵ ۲۹/۷ ۔

مَسَّتْھُمْ : مَسَّ فعل ماضی ھُمْ ضمیر مفعول ان کو پہنچا (دیکھو مَسَّ) ۹/۱۴

اَلْمُسِیْٓءُ : اسم فاعل واحد مذکر اِسَاءَۃٌ مصدر باب افعال، سوء مادہ، بدی کرنیوالا

پ۲۴ (دیکھو سُوْءٌ - اَلسُّوْءَ - اَلسُّوْاٰی - اَلسَّیِّئَۃ - اَسَاؤُا - سَآءَ - سَآءَتْ - اَلسُّوْءَ - سَیِّئَتْ - سَوْاٰۃ - سَوْاٰتُہُمَا)

اَلْمَسِیْحُ : اسم علم حضرت عیسٰی ابن مریم بنت عمران مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مَسِیْحًا تھی جس کا معنی ہے مبارک (روح) راغب نے مسوحا بتائی ہے (المفردات) عیسٰی معرب ہے اصل میں الشیوع تھا یعنی سردار (خطیب فی السراج) پ۳/۱۳ ۳ ر۱۴ ر۷ ر۱۴ (مزید تحقیق کے لئے دیکھو مسیحًا)

اَلْمَسِیْحُ : بمعنی مذکور، پ۶ ر۲ ر۷ پ۱۱ -

مُسَیْطِرُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر سَیْطَرَۃٌ مصدر، ذمہ دار، حاکم غالب - جابر مسلط پ۲۷/۴ (دیکھو مستطر)

مَسْئُوْلًا : اسم مفعول واحد مذکر سُؤَالٌ مادہ - باب فتح پوچھا گیا - باز پرس کیا گیا -

سُؤَالٌ بَسْئُوْلَۃٌ ، سُوَالٌ - سَآئِلَۃٌ مَسْئَلَۃٌ - تَسْاٰلٌ - سَآئِلَۃٌ سب مصدر ہیں کوئی چیز مانگنا، پوچھنا - اِسْاٰلٌ (باب افعال) سوال پورا کرنا - حاجت روائی کرنی - تَسَاؤُلٌ باہم سوال کرنا - پ۱۵/۴ پ۱۸/۱۲ پ۲۱/۱۸ (دیکھو سَاَلَ - سُئِلَتْ - سَائِلٌ - اِسْئَلُوْا - اَلسَّائِلُ -)

مَسْئُوْلُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مسئول واحد، باز پرس کئے گئے، وہ لوگ جو باز پرس کے قابل ہیں۔ پ۲۳/۶ -

مَشَّآءٍ : اسم مبالغہ - مَشْیٌ مصدر (باب ضرب) بہت زیادہ چلنے والا یعنی بڑا چغل خور جو ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر چغلیاں خوب کھاتا پھرتا ہے (روح المعانی ومعالم)

مَشْیٌ - تَمْشَاءٌ پیادہ چلنا، مِشْیَۃٌ اور مُشْیَۃٌ کوئی مخصوص رفتار - مَاشِی پیدل چلنے والا - حاکم - چغلخور - مشاۃ جمع - مَاشِیَۃٌ بھیڑ بکریاں - مواشی جمع - اِمْرَاَۃٌ مَاشِیَۃٌ کثیر الاولاد عورت - اِمْشَاءٌ ہنکانا چلانا تَمْشِیَۃٌ چلنا - چلانا (لازم ومتعدی) مُمَاشَاۃٌ باہم مل کر چلنا - پ۲۹/۲ -

مَشَارِبُ : جمع مَشْرَبٌ واحد، مشرب مصدر میمی بھی ہے (پینا) اور ظرف مکان بھی (پینے کی جگہ) گھاٹ یا چشمہ یا تھن اور ظرف زمان بھی (پینے کا وقت)

بیضاوی نے لکھا ہے کہ مشارب سے مراد ہے مصدری معنی یا ظرف مکان بحساب

جمل نے جلالین کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مشارب مشرب کی جمع ہے اور مشرب مصدر بھی ہے اور اسم مکان بھی اور اسم زمان بھی، مقصد یہ ہے کہ مشرب سے اوقات شرب بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ بغوی نے معالم میں مشارب کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے من البانہا یعنی مشرب سے مراد مشروب ہے پینے کی چیز یعنی دودھ شُربۃٌ ایک بار پینا۔ ایکبار پینے کی مقدار میں کوئی چیز شِربٌ پانی کا حصہ (راغب) یا پینے کی جگہ (قاموس) شَرَبٌ کوئی سیال چیز پینا۔ شُرْبَۃٌ چہرہ کی سرخی، سیراب ہونے کی بقدر پانی۔ شُرُبَۃٌ بہت پانی پینا سخت پیاس گرمی گرد، شَرِبَۃٌ بہت پانی پینے والا۔ شارِبٌ پینے والا، بالائی لب کے بال، حلق کی اندرونی رگیں، گورخر کی تعریف میں ہذلی کا قول ہے صَخِبُ الشَّوَارِبِ پانی پیتے ہیں اس کے حلق کی اندرونی رگوں سے آواز نکلتی ہے۔ شَرُبٌ وہ پانی جو پینے کے قابل نہ ہو مِشْرَبَۃٌ پانی کا پیالہ گلاس، شَرِبَ (سمع) پیا شُرْبٌ۔ تَشْرابٌ۔ مَشْرَبٌ مصدر شُرِبَ بِہٖ اس پر جھوٹ لگایا گیا۔ شَرَبَ (نصر) اس نے جانا۔ معلوم کیا۔ اِشْرابٌ (باب افعال)

نزدیک کرنا۔ نزدیک ہونا۔ پلانا، پینا، پیاسا ہونا۔ گلے میں رسی باندھنا (از اضداد) تَشْرِیبٌ کھلانا پلانا کسی کے مال میں تصرف کرنا۔ اِسْتِشْرابٌ (استفعال) سخت ہو جانا۔ اِشْرِئبابٌ (افعیلال) گردن اٹھا کر دیکھنا۔ ۳۴ (دیکھو شرابًا۔ شَرِبَ۔ شارِبُونَ۔ شُرْبَ۔ تَشْرَبَ۔ مَشْرَبٌ، اُشْرِبُوا)

اَلْمَشَارِقِ: اسم ظرف جمع، اَلْمَشْرِقُ واحد ہر روز یا ہر فصل کے طلوع کے مقامات (راغب) بغوی نے صرف اول معنی لکھے ہیں۔

شَرْقٌ سورج، دھوپ طلوع کا مقام شَرْقَۃٌ۔ مَشْرُقَۃٌ۔ مِشْراقٌ مقام طلوع آفتاب بوقتِ طلوع۔ شارِقٌ آفتاب بوقت طلوع شَرْقٌ کا بھی یہی معنے ہے اَشْرُقِیٌّ شَرْقِیَّۃٌ شرقی جانب، مَشْرِقٌ مقام طلوع مُشْرِقٌ مقام طلوع اور روشندان، شَرَقٌ مصدر (باب نصر) سورج نکلنا، کسی چیز کا پھٹنا شَرِقٌ (باب سمع) پھٹ جانا۔ سرخ ہو جانا۔ کمزور ہو جانا غمگین اور غضبناک ہو جانا (قاموس و تاج) امام راغب نے لکھا ہے کہ شَرِقَتِ الشَّمْسُ کا معنی ہے سورج زرد ہو گیا گویا باب نصر سے شَرْقٌ کا معنی ہے سورج کا زرد پڑ جانا

بھی ہے جیسے شام کو ہوتا ہے لیکن صاحبِ قاموس نے شَرِقَ (باب سمع) کا معنی لکھا ہے سرخ ہوجانا کمزور ہوجانا اس لئے غروب کے قریب آفتاب کے لئے شَرِقَتْ کہنا چاہیے۔ اِشْرَاقٌ (افعال) روشن ہونا، بلند ہونا، کسی کو غمگین اور غضبناک کر دینا۔ تَشْرِیْقٌ (تفعیل) خوبصورت ہونا مشرق کی طرف منہ کرنا گوشت بھونا۔ مُشَرَّقٌ عید کی نماز کی جگہ۔ اِشْتِرَاقٌ (افتعال) گوشت پکانا۔ گوشت کو دھوپ میں خشک کرنا۔ اِنْشِرَاقٌ (انفعال) پھٹ جانا۔ ۲۳/۵ ۲۹/۸۔

مَشَارِقَ: اسم ظرف مضاف، مشرق واحد، اس جگہ مشارق سے ملک مصر اور مغارب سے ملکِ شام مراد ہے (بغوی فی المعالم) (دیکھو اَشْرَقَتْ۔ شَرْقِیًّا) ۹/۶۔

اَلْمَشْئَمَةِ: اسم، بائیں جانب (جلالین) شُوْمیٰ بائیں طرف۔ شَامٌ کعبہ سے بائیں طرف کا ملک، شُؤْمٌ بدشگونی۔ شِیْمَةٌ طبیعت، شَاَمَ اور شَاَمَ (فتح) بدشگونی کی۔ شُؤُمَ (کرم) بدشگون ہوا۔ اشام ملکِ شام میں داخل ہونا۔ تَشْئِیْمٌ (تفعیل) ملکِ شام کی طرف بھیجنا۔ تَشَاؤُمٌ شامی بننا، بدشگونی لینا۔ کسی کو اپنے بائیں طرف کر لینا۔ خود بائیں جانب ہوجانا۔ ۲۷/۱۴ ۳۰/۱۵۔

مُشْتَبِھًا: اسم فاعل واحد مذکر، اِشْتِبَاهٌ مصدر، باب افتعال ہم شکل، صورت اور رنگ میں ملتا۔ بر قول قتادہ پتوں کا ہم شکل ہونا مراد ہے اور غیر متشابہ سے انار اور زیتون کے پھلوں کا جدا جدا ہونا یا پھلوں کا ظاہری صورت میں ایک جیسا ہونا اور مزہ میں مختلف ہونا مراد ہے ۷/۱۸ (دیکھو مُتَشَابِھًا۔ مُتَشَابِھَاتٌ تَشَابَہَ۔ تَشَابَہَتْ)

مُشْتَرِکُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، مشترک واحد۔ اِشْتِرَاکٌ مصدر (افتعال) شریک ہونے والے۔ ساتھ ساتھ عذاب میں رہنے والے۔

شِرْکَتٌ اور مُشَارَکَتٌ کا معنی ہے ملکیت میں دو یا چند آدمیوں کا ساجھی ہونا۔ مختلف املاک کو مخلوط کر دینا یا یوں کہو کہ کسی ایک چیز کا دو یا زیادہ میں پایا جانا جیسے انسان اور گھوڑے میں جاندار ہونا مشترک ہے، گھوڑا گھوڑے کے ساتھ کمیت یا ابلق یا اشہب ہونے میں شریک ہے، دوزخی عذاب میں شریک ہیں، شرک کا بھی یہی معنی ہے، اللہ کا

شریک بنانے کا یہ مطلب ہے کہ ذات یا صفات الٰہیہ کا وجود کسی مخلوق میں مانا جائے، یہ شرکِ عظیم ہے یا اللہ کی موجودگی میں اس کی توحید ذاتی وصفاتی کا یقین رکھتے ہوئے بعض معاملات میں دوسروں کی رعایت رکھی جائے یہ ریا ہے اس کو بھی شرک کہا گیا ہے (راغب) شَرَکٌ جال، سڑک، درمیانی راستہ، شِرَاکٌ جوتہ کا تسمہ، شریک ساجھی اشراک اور شرکاء جمع ہے۔

شرکت سے مختلف افعال باب سَمِعَ سے مستعمل ہیں۔ اِشْرَاکٌ (باب افعال) کسی کو شریک بنانا یا شریک پانا، جوتہ کا تسمہ بنانا۔ تَشْرِیْکٌ (تفعیل) جوتہ کا تسمہ بنانا۔ اشتراک (افتعال) بمعنی مشارکت (تاج واقرب الموارد) ۲۳/۶ ۲۵/۱۰ ۔

اَلْمَشْحُوْنِ: اسم مفعول واحد مذکر باب فتح بھرا ہوا۔ شَحْنٌ (فتح۔ نصر۔ سمع) بھرنا باب سمع سے شَحَنٌ کا معنی دشمنی کرنا بھی ہے شَحْنَاءُ اور شَحْنَۃٌ دل میں بھری ہوئی عداوت کینہ۔ شِحْنَۃٌ اتنی گھاس جو ایک رات کے لئے جانور کا پیٹ بھر دے، شہر کا نگران جو شہر کی حفاظت کے لئے مقرر ہو، شَاحِنٌ وہ دشمن جس کے دل میں عداوت بھری ہو اِشْحَانٌ بھرنا، دل بھر بھر کر آنا کہ آدمی لڑنے کے لئے بالکل تیار ہو، مُشَاحَنَۃٌ باہم دشمنی رکھنا۔ مُشَاحِنٌ دشمن، تارک جماعت (قاموس و تاج) ۱۹/۱۰ ۲۳/۲، ۹ ۔

مَشْرَبَهُمْ: مَشْرَب اسم ظرف مفرد مضاف هُمْ ضمیر مضاف الیہ مَشَارِبُ جمع پینے کی جگہ، چشمہ۔

اَلْمَشْرِقُ: اسم ظرف مفرد، اَلْمَشَارِقُ جمع، جہت شرق ۲/۱۴ ۲/۱ } ۲/۲ ۹/۱۰ دیکھو مشارب) (دیکھو مشارق)

اَلْمَشْرِقِ: اسم ظرف مفرد، اَلْمَشَارِقُ جمع جہت شرق۔ ۲/۶ ۳/۳ ۱۹/۶ ۲۹/۱۳ ۔

اَلْمَشْرِقَیْنِ: تثنیہ اسم ظرف اَلْمَشْرِقُ واحد اَلْمَشَارِقُ جمع دو مشرق۔ ۲۵/۱۰ میں دو مشرقوں سے مشرق ومغرب مراد ہیں جیسے قَمَرَیْن چاند اور سورج یعنی جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب میں ہے (جلالین ومدارک) ۲۷/۱۱ میں مراد ہے سردی اور گرمی کے زمانہ کا مقام طلوع (راغب)

مُشْرِقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب

مُشْرِقٌ واحد اِشْرَاقٌ مصدر باب افعال صبح کرنے کرنے روشنی ہونے ہوتے پ۱۴/۵ پ۱۹/۸ (دیکھو المشارق)

مُشْرِكٌ: اسم فاعل واحد مذکر اِشْرَاکٌ مصدر شرک کرنیوالا پ۲/۱۱ پ۱۸/۷ (دیکھو مشرکون)

اَلْمُشْرِكَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُشْرِكَةُ واحد مصدر، شرک کرنے والیاں پ۲/۱۱ پ۱/۱۱ پ۲۲/۶ پ۲۶/۹۔

اَلْمُشْرِكُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ اَلْمُشْرِكُ واحد، اشراک مصدر، شرک کرنیوالے۔ پ۱۰/۸،۱۱ پ۲۸/۹۔

مُشْرِكُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر نکرہ مُشْرِكٌ واحد اشراک مصدر، شرک کرنیوالے۔ پ۱۴/۱۹۔

اَلْمُشْرِكِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور، المشرکُ واحد اشراکٌ مصدر، پ۱/۱۳،۱۶ پ۲/۱۱ پ۳/۱۵ پ۴/۱ پ۷/۸،۹،۱۵،۱۹ پ۸/۳،۷ پ۱۰/۷،۸،۹،۱۱ پ۱۱/۸،۱۶ پ۱۳/۶ پ۱۴/۶،۲۲ پ۱۷/۱۱ پ۲۰/۱۲ پ۲۱/۷،۸ پ۲۲/۴ پ۲۴/۱۴،۱۵ پ۲۵/۳ پ۲۶/۹ پ۳۰/۲۲ (دیکھو مشرکون)

اَلْمَشْعَرِ: اسم ظرف اور مصدر میمی علامت نشان مراد مزدلفہ (جلالین) یعنی مزدلفہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کا رقبہ جو محشر تک پہنچتا ہے (لغوی) پ۲/۹

شَعَرًا اور شَعْرٌ بال، اَشْعَارٌ، شُعُوْرٌ، شِعَارٌ جمع، شِعْرٌ باریک بینی وقت نظر سے جاننا، جیسے لَیْتَ شِعْرِیْ کاش میرا علم ہوتا۔ عرفاً شعر اس موزوں با قافیہ کلام کو کہتے ہیں جس کو قصداً موزون کیا گیا ہوا اور کوئی خاص خیال اس میں ظاہر کیا گیا ہو چونکہ ہر شعر کے لئے تخیل ضروری ہے اور بال کی کھال ہر شاعر کو اپنے شعر میں نکالنی پڑتی ہے اسلئے ایسے موزوں مقفی کلام کو شعر کہا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص شعر کہنے کا عادی ہو تو اسکو شاعر کہتے ہیں رسول اللہ کو قریش شاعر ہونے کی تہمت لگاتے تھے اس کی توضیح میں بعض علماء نے کہا ہے کہ ان کا مقصد رسول اللہ کو شعر گو قرار دینا نہ تھا قرآن تو بداہتہً شعر نہ تھا بلکہ شاعر چونکہ عموماً جھوٹا ہوتا ہے چنانچہ بعض لوگ دلائل کاذبہ کو دلائل شعریہ کہتے ہی ہیں اور مشہور مقولہ بھی ہے کہ بہترین شاعر وہ ہے جو سب سے زیادہ جھوٹے شعر کہے ایک دانشمند کا کہنا ہے کہ کوئی دیندار سچا آدمی جوتی کا شاعر نہیں ہوا اس لئے رسول اللہ کو شاعر کہنے سے ان کا مقصود حضور کو کاذب قرار دینا تھا۔

اس فقیر کی نظر میں حضور پر شاعر ہونے کی تہمت
لگانے کی ایک خاص وجہ اور بھی تھی، جاہل عربوں کا
خیال تھا کہ تین آدمیوں کو معمولی انسانوں سے
بڑھ کر کوئی غیبی طاقت حاصل ہوتی ہے، کاہن
شاعر، ساحر ان کو کوئی جن القا کرتا ہے یا ارواحِ
غیبیہ، بہر حال ان کا تعلق عالمِ مادی سے اوپر کسی
مخلوق سے ضرور ہوتا ہے، قوتِ قدسیہ ملکوتی
روحانی طاقت اور علاقۂ نبوت سے تو وہ واقف
ہی نہ تھے ان کی نظر کی عادۃً رسائی صرف کہانت
شعر اور سحر تک ہو سکتی تھی اس لئے جب
قرآن کو انہوں نے ناقابلِ معارضہ اسلوب
کا حامل پایا تو مبہوت ہو کر رہ گئے اور کچھ کہتے
بن نہ پڑی، اضطراراً حضور کو شاعر یا کاہن یا
ساحر کہنے لگے۔

شِعْرَۃٌ زیرِ ناف کے بال اَشْعَر گھنے
لمبے بالوں والا، اَشَاعِر جمع، دَاھِیَۃٌ شَعْرَاءُ
گھنے لمبے بالوں والی یعنی سخت ہیبتناک مصیبت
شَعْرَاءُ کتے کی مکھی کو بھی کہتے ہیں جو اس کے
بالوں سے چمٹی رہتی ہے، شِعَارٌ بالوں سے ملا
ہوا اندرونی لباس گھوڑے کی جھول، علامت
نشان، شَعَائِرُ جمع۔ شِعَارَۃٌ مفرد، خصوصی مناسکِ حج
نشانات حج، مَشْعَر مفرد، مَشَاعِر جمع نشان،
قربان گاہ، حواس، شَعِیر جَو، جس کی نوکیں بال کی
طرح ہوتی ہیں، دوست، ساتھی۔

شِعْر، شَعْر، شِعْرٌ، شُعُور، شُعُورَۃ، شِعْرَۃ
شِعْرٰی سب مصادر ہیں، باب نصر اور کرم
سے، سب کا معنی ہے جاننا حواس سے معلوم کرنا
صرف نَصَر سے شعر کہنا اور شعر کہنے میں غالب
آنا، صرف کَرُمَ سے اچھا شعر کہنا، باب سَمِعَ
سے معنی ہے بدن پر بہت زیادہ بال ہونا۔

اِشْعَارٌ (افعال) اندر داخل کرنا، آگاہ کرنا
نشان لگانا مشہور کرنا کسی خصوصی علامت کے
ساتھ آواز دینا، شعر کہنا، تَشَاعُرًا اپنے کو شاعر
سمجھنا، شعر فروخت کرنا۔ اپنے کو شاعر ظاہر کرنا۔
اِسْتِشْعَارٌ دل میں خوف محسوس کرنا (تاج و
قاموس والمفردات)

مُشْفِقُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع،
اِشْفَاقٌ مصدر، مُشْفِقٌ مفرد باب تفعیل
ڈرنے والے، شَفَقٌ کا معنی ہے غروب آفتاب کے
وقت روشنی کا تاریکی سے اختلاط اسی لئے جو
محبت خوف کے ساتھ مخلوط ہو اس کو شفقت
کہتے ہیں، باب افعال میں اِشْفَاقٌ کا معنی ہو

ایسی محبت کرنا جس میں ڈر بھی لگا ہو، اس معنی کے دو جز ہیں محبت اور خوف۔ اگر اس کے بعد مِنْ مذکور ہو تو خوف کا معنی ظاہر ہوتا ہے جیسے اَشْفَقَ مِنْهُ اس سے ڈرا۔ اگر عَلٰی یا فی مذکور ہو تو محبت کے معنی کا زیادہ ظہور ہوتا ہے۔ (راغب) ۲ر۴ ۱۶/۴ ۱۸/۴ ۲۵/۳ ۲۹/۷ ۔

مُشْفِقِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب ڈرنے والے۔ ۱۵/۱۸ ۲۷/۳ ۔

مَشْكُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر۔ شُكْر مصدر (باب نصر) ۱۵/۳ ۲۹/۱۹ (دیکھو شُكْرًا، اَلشّٰكِرِيْنَ۔ اُشْكُرْ۔ اَلشَّكُوْر)

مِشْكٰوةٍ: اسم، وہ طاق جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ ۱۸/۱۱ ۔

شَكْوَةٌ بکری کے شیرخوار بچہ کی کھال سے بنایا ہوا چھوٹا مشکیزہ۔ شَكَوَاتٌ اور شِكَاءٌ جمع شَكْوٰى، شِكَايَةٌ، شَكَاةٌ، شَكْوٌ، شَكَاوَةٌ، شَكِيَّةٌ غم و رنج کو بیان کرنا۔ گلہ کرنا۔ بیمار کر دینا دکھ دینا۔ (نصر وضرب) شَاكٍ گلہ کرنے والا۔ شَكِيٌّ دکھی، جس کی شکایت کی جائے۔ تھوڑی بیماری۔ شَكِيَّةٌ اسم مصدر، شکایت۔ بیماری۔ اِشْكَاءٌ (افعال) شکایت کرنا، شکایت دور کر دینا۔ کسی کو بیمار پانا۔ تَشَكِّيَةٌ شکوہ کرنا۔ کسی سے باز رہنا۔ اِشْتِكَاءٌ شکایت کرنا، کسی کو متہم کرنا (تاج)

مَشَوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف۔ مَشْیٌ مصدر۔ وہ چلے چلتے ہیں ۱/۲ (دیکھو مَشَّاءٍ)

مَشْهَدِ: مصدر میمی بمعنی شہود۔ (کرم و سمع) حاضر ہونا۔ موجود ہونا۔ ۱۶/۵ ۔

شَاهِدٌ گواہ، حاضر، قاضی، شُهَّدٌ اور شُهُوْدٌ اور اَشْهَادٌ جمع۔ شَهِيْدٌ حاضر، گواہ، وہ شخص جو حاضر العلم ہو، وہ مقتول جو اللہ کے راستہ میں مارا جائے۔ شُهَدَاءُ جمع۔ مَشْهَدٌ حاضر ہونے کی جگہ۔ دعویٰ ثابت کرنے کا مقام، شہادت گاہ، مَشْهُوْدٌ جمعہ، قیامت۔ عرفہ کا دن، مَشْهُوْدَةٌ نماز، مغرب کی نماز، فجر کی نماز۔ شُهُوْدٌ اور شَهَادَةٌ (باب سمع وکرم) خبردار ہونا۔ حاضر ہونا۔ گواہی دینا۔ قسم کھانا۔ جاننا۔ سچی خبر۔ آگاہی۔

اِشْهَادٌ گواہ بنانا۔ حاضر کر دینا۔ اللہ کی راہ میں مارا جانا۔ اِسْتِشْهَادٌ گواہی طلب کرنا۔ شہید ہو جانا۔ تَشَهُّدٌ التحیات پڑھنا۔ نماز میں کلمہ شہادت پڑھنا۔ مُشَاهَدَةٌ معائنہ کرنا۔

مَشْهُوْدًا: اسم مفعول واحد مذکر منصوب، حاضر کیا گیا یعنی نماز فجر کی قرأت میں رات اور دن کے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں (البغوی)

مَشْهُوْدٌ: اسم مفعول واحد مذکر مرفوع، حاضر کیا گیا یعنی سب لوگ قیامت کے دن اللہ کے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔ ۱۲/۹

مَشْهُوْدٍ: اسم مفعول واحد مذکر مجرور، حاضر کیا گیا یعنی عرفہ کا دن جس میں سب لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ۱۰/۳۰ (تفصیل کے لئے مَشْهَدِ)

مَشِيْدٍ: اسم مفعول واحد مذکر، شَيْدٌ مصدر باب ضرب مضبوط یا بلند (روح البیان و بیضاوی) ۱۳/۱۷، شِيْدٌ چنائی اور لسائی کا مسالحہ دیوار پر پلاستر چڑھانے کی چیز، شَيْدٌ (ضرب) لیپنا، پلاستر کرنا۔ اونچا کرنا۔ اونچا اٹھانا گم شدہ چیز کی شناخت کرانا۔ کسی کا مرتبہ اونچا کرنا کسی کی تعریف کرنا، کسی کی طرف کسی بات کی نسبت کرنا۔ تَشْيِيْدٌ (باب تفعیل) اونچا کرنا (تاج و قاموس)

مُشَيَّدَةٍ: اسم مفعول واحد مذکر تَشْيِيْدٌ مصدر باب تفعیل، اونچے بنائے ہوئے اونچے۔ ۸/۵

مَشْيِكَ: مَشْيٌ اسم مصدر مجرور مضاف

كَ ضمیر خطاب مضاف الیہ، تیری چال (میں)، تو اپنی چال میں۔ ۱۱/۲۱ (دیکھو مَشَّاءٍ)

مَصَابِيْحَ: اسم آلہ جمع مصباح مفرد۔ صُبْحٌ مادہ چراغ۔ قندیل۔ ۱۶/۲۴ ۱/۲۹۔

صُبْحٌ دن کے اول ترین حصہ کی سفیدی۔ صَبْحٌ اور صَبَاحٌ دن کے شروع میں افق پر سرخی نمودار ہونے کا وقت۔ صَبِيْحَةٌ صبح کا وقت، صُبْحَةٌ صبح کا وقت، صُبْحَةٌ سحر کی نیند، سیاہی مائل بسرخی، سفیدی مائل بسیاہی۔ سرخی مائل بسفیدی یا مائل بزردی۔ اَصْبَحُ چمکدار بالوں والا آدمی۔ صباحۃٌ خوبی۔ صَبَاحٌ قندیل کا شعلہ۔ صُبُوْحٌ اور صُبُوْحَۃٌ صبح کے وقت کی شراب۔ صَبِيْحٌ اور صَبْحَانٌ خوبصورت آدمی مِصْبَحٌ اور مِصْبَاحٌ بڑا پیالہ مِصباح کا معنی چراغ بھی ہے۔

صَبِحَ الرَّجُلُ صُبْحَۃً (سمع) اس آدمی کے بال چمکدار ہو گئے۔ صَبِحَ الْحَدِيْدُ لوہا چمکدار ہو گیا صَبَحَ (فتح) صبح کا وقت ہو گیا۔ صبح کا وقت آ گیا۔ صَبُحَ (کرُم) روشن ہو گیا۔ اِصْبَاحٌ (افعال) صبح کے وقت داخل ہونا۔ صبح کر لینا۔ خبردار ہو جانا۔ انجام کار کو دیکھنا۔

مَصَانِعَ: جمع ظرفِ مکان مَصْنَعَۃٌ واحد (البغوی) مَصْنَعَ واحد (قاموس) مکانات (ابن عباس) اونچے محل (مجاہد) قلعے (کلبی) بارش کا پانی جمع کرنے کے تالاب (قتادہ) ۱۹/۱۱ -

صَنْعَۃٌ کاریگری، ہنر۔ صُنْعٌ - صِنْعٌ کاریگری - صِنْعٌ دستر خوان دستار وغیرہ پر کیا ہوا کام - بارش کا پانی جمع کرنے کا تالاب، صَنَاعَۃٌ کاریگری، صَانِعٌ اور صَنَّاعٌ اور صُنُعٌ کاریگر، صَنَاعٌ کاریگر عورت، صَنِیْعَۃٌ نیکی صَنِیْعٌ نیکی - وہ کھانا جو راہِ خدا میں دیا جائے صَنَعَہٗ صُنْعًا (فتح) اس میں کاریگری کی اس کو بنایا - صَنَعَ اِلَیْہِ اس کے ساتھ بھلائی کی صَنَعَ بِہٖ اس کے ساتھ برائی کی -

اِصْنَاعٌ (افعال) کسی کی مدد کرنا، نادان کو کام سکھانا - کام کو مضبوط کرنا -

مُصَانَعَۃٌ رشوت دینا، نرمی کرنا - کام میں آسانی کرنا - اِصْطِنَاعٌ نیکی کرنا، کسی کو منتخب کرنا - کسی کام کا حکم دینا تَصَنُّعٌ نیک روش رکھنا - کسی عادت میں بناوٹ کا مظاہرہ کرنا -

مِصْبَاحٌ اور اَلْمِصْبَاحُ: اسم آلہ مفرد، مصابیح جمع، چراغ - قندیل - ۱۸/۱۱ (دیکھو مصابیح)

مُصْبِحِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب صبح کرنے والے - صبح کرتے کرتے - صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہوتے - ۱۴/۵،۶ ، ۲۳/۸ ، ۲۹/۳ (دیکھو مصابیح)

مُصَدِّقٌ: اسم فاعل واحد مذکر، مرفوع تَصْدِیْقٌ مصدر باب تفعیل - سچا ماننے والا - سچا کہنے والا - ۱/۱۱،۱۲ ، ۳/۱۷ (دیکھو اَصَدَّقَ، صَادِقٌ، صِدْقًا - صَدَقُوْا - صَدَقَتْ وغیرہ)

مُصَدِّقًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب تصدیق مصدر - باب تفعیل، سچا ماننے والا - سچا کہنے والا - ۱/۵،۱۱،۱۲ ، ۳/۹،۱۲،۱۳ ، ۵/۴ ، ۶/۱۱ ، ۲۲/۱۶ ، ۲۶/۴ ، ۲۸/۹ -

اَلْمُصَدِّقِیْنَ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اَلْمُصَدِّقُ مفرد، سچا ماننے، سچا جاننے اور سچا کہنے والے - ۲۳/۶ -

اَلْمُصَّدِّقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، اَلْمُصَّدِّقُ مفرد تَصَدُّقٌ مصدر (باب تفعل) خیرات دینے والے، یہ لفظ اصل میں اَلْمُتَصَدِّقِیْنَ تھا، تا کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا - ۲۷/۱۸ -

اَلْمُصَّدِّقَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث منصوب اَلْمُصَّدِّقَةُ مفرد، تَصَدُّقٌ مصدر (باب تفعل) اصل میں اَلْمُتَصَدِّقَات تھا، تا کو دال میں ادغام کر دیا۔ خیرات دینے والیاں ۲۷/۱۸ (دیکھو باب الالف فصل الصاد باب الصاد فصل الالف وفصل الدال)

مِصْرًا: اسم نکرہ باتنوین، کوئی شہر (عام اہل تفسیر)، ملکِ مصر (ضحاک) بغوی نے کہا اگر خاص مصر مراد ہوتا تو بصورتِ نکرہ نہ ذکر کیا جاتا (معالم) راغب نے کہا چونکہ لفظ خفیف تھا (سہ حرفی ساکن الاوسط تھا) اس لئے خاص مصر مراد ہونے کے باوجود بصورتِ نکرہ ذکر کیا (المفردات) ۱/۲

ہر محدود شہر کو مصر کہتے ہیں (راغب) مصر کا معنی ہے حد، ایک شاعر کا شعر ہے

وَجَاعِلُ الشَّمْسِ مِصْرًا لاخفاء بہ

بَيْنَ النَّهَارِ وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَدْ فَصَلَا

رات اور دن کے درمیان اللہ آفتاب کو کھلی ہوئی حدِ فاصل بنانے والا ہے، مِصَار آڑ، حد، مَاصِرٌ دو پانیوں کے درمیان آڑ کو کہتے ہیں، مَصِيْرٌ آنت۔ مَصُوْرٌ کم دودھ دینے والی اور دیر میں دودھ اتارنے والی بکری یا اونٹنی۔ مَصْرٌ مصدر (باب نصر) شہر بنانا، کم دینا، عطیہ کو کم کر دینا، شہر کو آباد کر دینا۔ تَمَصُّرٌ (باب تفعل) شہر بن جانا، کم ہونا، پراگندہ ہونا۔ اِمْتِصَارٌ (افتعال) صورت بدل جانا۔ مسخ ہو جانا (تاج المصادر وقاموس)

مِصْرَ: علم غیر منصرف غیر منون خاص ملکِ مصر۔ ۱۱/۱۴ ۱۲/۱۳ ۱۳/۵ ۲۵/۱۱۔

مُصْرِخِكُمْ: مُصْرِخِ اسم فاعل مذکر مجرور مضاف کُمْ ضمیر مضاف الیہ، تمہارا فریاد رس ۱۳/۱۶۔

مُصْرِخِيَّ: مصرخ اسم فاعل مذکر مضاف یا ضمیر متکلم مضاف الیہ، میرا فریاد رس۔ ۱۳/۱۶

صَرْخٌ اور صَرْخَةٌ آواز، چیخ، فریاد کرنا۔ صُرَاخٌ فریاد، چیخ۔ صَارِخَةٌ مصدر بروزن فاعل فریاد کو پہنچنا۔ صَرِيْخٌ اور صَارِخٌ فریاد رس اور فریاد خواہ (از اضداد) اِصْرَاخٌ (باب افعال) فریاد رسی کرنا۔ مُصْرِخٌ اسم فاعل از اِصْرَاخٌ فریاد رس، اِصْطِرَاخٌ اور تَصَارُخٌ (افتعال اور تفاعل) باہم فریاد کرنا، چیخنا۔ تَصَرُّخٌ بناوٹی فریاد کرنا۔ اِسْتِصْرَاخٌ فریاد چاہنا۔

مَصْرِفًا: اسم ظرف، صَرْفٌ مصدر، باب ضرب لوٹنے کی جگہ بچنے کا راستہ۔ پ۱۵/۱۶۔

صَرْفٌ مصدر (باب ضرب) کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹا دینا یا ایک چیز کو دوسری چیز سے بدل دینا (اور بصورت اسم) توبہ۔ نفل۔ وزن۔ کمائی۔ عمل۔ حیلہ۔ حوادث شدائد۔ زیادتی۔ بزرگی۔ مرتبہ کی افزونی۔ صَرْفَۃٌ زمانہ کی سختی۔ گردش۔ صِرْفٌ خالص، بے آمیزش ایک خالص سرخ رنگ جس سے چمڑا رنگا جاتا ہے، صَرِیْفٌ خالص چاندی، قلم اور چرخ وغیرہ کے چلنے کی آواز۔ صَرِیْفَۃٌ خود بخود سوکھی ہوئی شاخ۔ صَرَّافٌ اور صَیْرَفِیٌّ چاندی کو پرکھنے والا۔ صَیْرَفٌ بہانہ جو اور روپیہ کو پرکھنے والا۔ مَصْرُوْفٌ خالص شراب، اِصْرَافٌ (باب افعال) منہ کو ایک طرف سے دوسری طرف کو پھیر دینا۔ تَصْرِیْفٌ (باب تفعیل) قبضہ دے دینا۔ واضح کرنا۔ روپیہ جاری کرنا۔ ہوا کا پھرنا، ہوا کو پھیر دینا۔ اصطراف (باب افتعال) کسی چیز کو کمانے کے لئے گھومنا پھرنا۔ تَصَرُّفٌ (باب تفعل) قبضہ کرنا۔ لوٹنا اِنْصِرَافٌ (باب انفعال) لوٹ جانا۔ باز رہنا۔ اِسْتِصْرَافٌ (باب استفعال) پھرنے اور پھیر دینے کی خواہش کرنا۔ (قاموس تاج العروس وتاج المصادر)

مَصْرُوْفًا: اسم مفعول واحد مذکر، صَرْفٌ مصدر لوٹایا گیا۔ پ۱۲/۱ (دیکھو مَصْرِفًا)

اَلْمُصْطَفَیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، اَلْمُصْطَفٰی واحد اِصْطِفَاءٌ مصدر (باب افتعال) صَفْوٌ مادہ۔ برگزیدہ اور منتخب۔ پ۲۳/۱۳

صَفْوٌ روشنی، خالص چیز، ہر منتخب چیز۔ صَفَاءٌ روشنی، خلوص، صفا مکہ کا ایک پہاڑ، یہ صَفَاۃٌ کی جمع بھی ہے، ٹھوس پتھر صَفِیٌّ خالص دوست ہر خالص اور منتخب چیز۔ مالِ غنیمت کا وہ مخصوص حصہ جو تقسیم سے پہلے بادشاہ اپنے لئے چھانٹ لے۔ صَفِیَّۃٌ بھی اسی کا ہم معنی ہے صَفْوَانٌ۔ صَفْوَاءٌ۔ صَفْوَاۃٌ اور صَفْوَانَۃٌ چکنا صاف پتھر۔

صَفْوٌ مصدر (نصر) صاف ہونا۔ خالص ہونا۔ اِصْطِفَاءٌ (باب افعال) تمام کرنا۔ برگزیدہ اور منتخب کر لینا۔ خالص کر دینا۔ تَصْفِیَۃٌ روشن کرنا۔ مُصَافَاۃٌ (مفاعلۃ) خالص سچی دوستی کرنا (قاموس وراغب)

مُصْفَرًّا: اسم مفعول واحد مذکر، اِصْفِرَارٌ مصدر، باب افعلال، صفر مادہ۔ زرد پیلا پڑا ہوا۔ ۲۱/۸، ۲۳/۱۶، ۲۷/۱۹۔

صِفْرٌ، صُفْرٌ زرد، پیتل، تانبا۔ ہر چیز کا خالی حصہ۔ اَصْفَارٌ جمع۔ صُفْرَۃٌ زردی، سیاہی (قاموس) سفیدی اور سیاہی کا درمیانی رنگ جو سیاہی سے زیادہ قریب ہو۔ صَفَرٌ یرقان، اسلامی سال کا دوسرا مہینہ۔ عقل، خوف۔ دل۔ نفس۔ بھوک۔ پیٹ کے کیڑے۔ ایک سانپ جو آدمی کے پیٹ میں لپٹ کر کاٹتا ہے۔ صَفِرٌ خالی۔ اَصْفَرُ زرد، سیاہ۔ خالی۔ صَفْرَاءُ۔ اصفر کا مؤنث ہے۔ صَفِیْرٌ آواز۔ فریاد۔ مُصْفُوْرٌ بھوکا۔ بیمار۔ صُفُوْرًا مصدر (باب سمع) خالی ہونا۔ صَفِیْرٌ (باب ضرب) آواز نکالنا۔ تَصْفِیْرٌ (تفعیل) پیلا رنگنا۔ خالی کرنا۔ آواز نکالنا، شور کرنا۔ اِصْفِرَارٌ (افعلال) اور اِصْفِیْرَارٌ (افعیلال) زرد ہونا۔

مُصَفًّى: اسم مفعول واحد مذکر۔ تَصْفِیَۃٌ مصدر، باب تفعیل۔ صَفْوٌ مادہ۔ صاف کیا ہوا۔ ۲۶/۶ (دیکھو المصطفین)

مَصْفُوْفَۃً: اسم مفعول واحد مؤنث مرفوع اور مجرور، صَفٌّ مصدر (نصر) برابر برابر قطار میں رکھے گئے۔ ۲۷/۳، ۳۰/۱۳۔ صَفٌّ مصدر قطار بنانا اور بقول ابوعبیدہ قطار بنانے والے۔ (المفردات)

صَفِیْفٌ ایک قطار میں رکھے ہوئے گوشت کے پارچے جو بھوننے یا دھوپ میں سکھانے کے لئے رکھے گئے ہوں۔

صَفْصَفٌ ہموار میدان۔ پہاڑ کا کنارہ

صَفْصَفَۃٌ چڑیا کی چوں چوں۔ صُفْصُفَۃٌ چڑیا۔

مُصَفٌّ صف بندی کی جگہ، مَصَافٌّ جمع۔

اَلْمُصْلِحُ: اسم فاعل واحد، اِصْلَاحٌ مصدر باب افعال، نیک، درستی کرنے والا، بگاڑنہ کرنے والا۔ ۲/۱۱، صَلَاحٌ، صَلِیْحٌ، مَصْلَحَۃٌ نیکی، درستی، صِلْحٌ، صَالِحٌ نیک۔ درست عمل والا۔ بگاڑنہ کرنے والا۔ صُلْحٌ، صلح صُلُوْحٌ (باب فتح) نیک ہونا۔ اِصْلَاحٌ درستی کرنا، نیکی کرنا۔ صِلَاحٌ اور مُصَالَحَۃٌ آپس میں صلح کرنا۔ باہم نیکی کرنا۔ اصطلاح باہم نیکی کرنا۔ کسی بات پر باہم متفق ہو جانا۔

مُصْلِحُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، مُصْلِحٌ واحد درست اعمال کرنے والے، نیک، بگاڑنہ کرنے والے۔ ۱/۲، ۱۲/۲ (دیکھو المُفْلِحُ)

اَلْمُصْلِحِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور یعنی مذکور۔ پ۹ ۱۱/۲ ۔

مُصَلّٰی: ظرفِ مکان، صَلوٰۃ سے تَصْلِیَۃٌ مصدر، نماز پڑھنے کی جگہ۔ پ۱ ۱۵/۱ ۔

اَلْمُصَلِّیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور مُصَلِّیْ واحد، نماز پڑھنے والے۔ پ۲۹ ۱۶/۷، پ۳۰ ۳۲۔

اَلْمُصَوِّرُ: اسم فاعل واحد مذکر، تَصْوِیْرٌ مصدر (باب تفعیل) صورت بنانیوالا۔ پیدا کرنے والا۔ پ۲۸ ۶۔

صُوْرَۃٌ ہیئت، شکل، صورت، دو طرح کی ہوتی ہے ۱۔ محسوس خارجی شکل جس کو ہر شخص آنکھوں سے دیکھتا ہے ۲۔ غیر محسوس ہیئت جس کو عوام نہیں دیکھتے صرف سمجھدار طبقہ بنورِ بصیرت دیکھتا ہے جیسے دانش۔ فکر، تخیل اور تمام دماغی موجودات اور معانی باطنہ لفظ مُصَوِّرٌ دونوں صورتوں کو شامل ہے، صُوْرَۃٌ کی جمع صُوَرٌ آتی ہے۔

صَیِّرٌ خوبصورت۔ صَارَۃٌ نافہء مشک صِوَارٌ مفرد، صِیْرَانٌ جمع۔ گائے یا نیل گائے کی جماعت، گلہ، صِوَارٌ خوشبو، تھوڑا مشک نافہ۔

صَارَ صَوْرًا (نصر) آواز دی۔ لوٹا۔ توڑا ٹکڑے کیا، متوجہ کیا۔ صَرِیَ صَوْرًا (سمع) ایک طرف کو جھکایا، مائل کیا، ٹکڑے کیا۔ الگ کیا۔ صَرِیَ صَوْرًا (ضرب) ایک طرف ... کو جھکایا۔ ٹیڑھا کرنا۔ توڑنا۔ تَصْوِیْرٌ صورت بنانا۔ پیدا کرنا۔ تَصَاوِیْرُ لکڑی مٹی وغیرہ سے بنائی ہوئی صورتیں یعنی مورتیاں۔ تَصَوُّرٌ (تفعل) صورت شکل ہو جانا۔ اپنے دل میں کسی کی صورت لے لینا۔ گرنے کے قریب ہو جانا۔ اِنْصِیَارٌ (انفعال) ٹیڑھا ہو جانا۔ ٹوٹ جانا۔

مُصِیْبَۃٌ: اسم فاعل واحد مؤنث مرفوع نکرہ اِصَابَۃٌ مصدر۔ باب افعال۔ غم، تکلیف، سختی۔ دکھ پہنچانیوالی ہر چیز۔ اصل میں مُصِیْبَۃٌ صفت کا صیغہ ہے۔ رَمْیَۃٌ مُصِیْبَۃٌ کہا جاتا ہے۔ ٹھیک نشانہ پر لگنے والی تیراندازی لیکن کثرتِ استعمال کے سبب موصوف کا استعمال گویا ترک کر دیا گیا اور لفظِ مصیبۃ موصوف سے بے نیاز ہو گیا۔

صَوْبٌ بارش۔ بارش ہونا۔ ابر کا پانی برسانا اترنا۔ نشانہ پر تیر لگنا۔ صحیح ارادہ۔ صابی برسنے والا پانی۔ صَابَۃٌ مصیبت۔ کمزوری۔ بیوقوفی۔ جنون۔ صَیُوْبٌ صَیِّبٌ بارش۔ صَائِبٌ درست ٹھیک

مُصُوبَۃٌ اور مُصِیبَۃٌ تکلیف، سختی، اول کی جمع مَصَاوِبُ اور دوسرے کی جمع مَصَائِبُ ہے مُصَابَۃٌ مصدر میمی غم زدہ کرنا۔ اِصَابَۃٌ (باب افعال) ارادہ کرنا۔ ٹھیک ارادہ کرنا۔ اترنا۔ پالینا۔ کسی چیز پر پہنچ جانا۔ صحیح چیز کو پالینا نشانہ پر تیر بیٹھ جانا۔ حاجتمند ہونا۔ دکھی و مصیبت زدہ کردینا۔ تَصْوِیْبٌ کسی کو سچا سمجھنا (صواب کے چاروں اقسام اور مکمل تشریح کے لئے دیکھو ا ص و ب - اَصَابَتْ - اَصَبْتُمْ - تُصِبْكُمْ - صَيِّبٍ)
۲/۳ ۴۹/۸ ۵/۶،۷ ۱۰/۱۳ ۳۰/۸ ۔

مُصِیْبَۃٍ: اسم فاعل واحد مؤنث مجرور نکرہ، بتفصیل مذکور۔ ۲۵/۵ ۲۷/۱۹ ۲۸/۱۶ ۔

مُصِیْبَۃُ: اسم فاعل واحد مؤنث معرفہ مضاف بتفصیل مذکور۔ ۳/۷

مُصِیْبُہَا: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ھَا ضمیر مؤنث مضاف الیہ، اس کو پالینے والا۔ اس پر پہنچ جانے والا۔ ۱۲/۷

اَلْمَصِیْرُ: اسم ظرف مکان و مصدر، صَیْرٌ مادہ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا۔ قرارگاہ۔

صَیْرٌ - صَیْرُوْرَۃٌ - مَصِیْرٌ مصدر، صَارَ ماضی باب ضرب۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا۔ حاضر ہونا۔ مائل ہونا۔ جمع ہونا۔ کاٹنا۔ اِصَارَۃٌ (باب افعال) لوٹانا۔ مائل کرنا۔ تَصْیِیْرٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ ۱/۱۵ ۳/۸،۱۱
۴۹/۹ ۶/۷ ۹/۱۶ ۱۰/۱۲ ۱۷/۱۶ ۲۷/۱۸ ۲۸/۱۵،۲۰ ۲۹/۱
مذکورہ بالا آیات میں اَلْمَصِیْرُ کا استعمال بطور ظرف مکان کیا گیا ہے جس کا معنی ہے ٹھکانا۔ جگہ۔

مندرجہ ذیل آیات میں بطور مصدر استعمال کیا گیا ہے یعنی لوٹنا۔ ۱۷/۱۳ ۱۸/۱۲،۱۳ ۲۱/۱۱ ۲۲/۱۵
۲۴/۶ ۲۵/۳ ۲۶/۱۷ ۲۸/۷ ۔

مَصِیْرُکُمْ: مصیر مصدر مضاف کُمْ ضمیر خطاب مضاف الیہ، تمہارا لوٹنا۔ ۱۳/۷

مَصِیْرًا: اسم ظرف منصوب نکرہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا۔ قرارگاہ۔ ۵/۱۱،۱۴ ۱۸/۱۷ ۲۶/۹ ۔

مُصَیْطِرٍ: اسم فاعل واحد مذکر، یہ لفظ اصل میں مُسَیْطِرٌ تھا۔ سین کو صاد سے بدل دیا گیا۔ جیسے سراط کو صراط کہا جاتا ہے، سَیْطَرَۃٌ مصدر ہے جس کا معنی ہے کسی کام پر مقرر ہونا۔ ذمہ دار ہونا اس لئے مسیطر یا مصیطر کا ترجمہ ہوا ذمہ دار، مقرر کئے گئے۔ ۳۰/۱۲ (دیکھو مُسَیْطِر)

اَلْمَضَاجِعِ: اسم ظرف جمع۔ اَلْمَضْجَعُ واحد، بستر۔ خواب گاہیں۔ ۵/۳ ۲۱/۱۵ ۔

مَضَاجِعِهِمْ: اسم ظرف مضاف، ھِمْ مضاف الیہ، قتل گاہیں۔ ضَجْعٌ کا اصل معنی سونا ہی ہے لیکن سونے سے مراد کبھی موت بنجاتی ہے اس لئے مضاجع سے اسجگہ مراد ہے مرنے کے مقامات، قتل گاہیں۔ ۴/۳

مُضَارٍّ: اسم فاعل واحد مذکر حاضر۔ اصل میں مضارِرٌ تھا، باب مفاعلۃٌ ضَرٌّ مادہ۔ نقصان پہنچانے والا یعنی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر کے وارثوں کو نقصان نہ پہنچائے (لبغوی) حسن بصری نے فرمایا کسی کے قرض کا غلط اقرار کر کے وارثوں کو ضرر نہ پہنچائے۔ ضَرٌّ اور ضَرَرٌ کی پوری تشریح کے لئے دیکھو ضر، بِضَارِّیْنَ بِضَارِّھِمْ۔ ضَرُّہٗ۔ ضَرَّارٌ۔ لَاتُضَارَّ۔ ضِرَارًا۔ اضْطَرُّہٗ، تَضْطَرُّھُمْ۔ اُضْطُرَّ) ۴/۱۳

مُضَاعَفَۃً: اسم مفعول واحد مؤنث باب مفاعلۃ، یہ لفظ ضِعْفٌ سے بنایا گیا ہے اور اَضْعَافًا کی تاکید کے لئے ذکر کیا گیا ہے یعنی کئی گنا۔ بعض لوگوں نے اس کا ماخذ ضعف کو قرار دیا ہے ضَعْفٌ کا معنی نقص مطلب یہ کہ سود کو جو یہ لوگ چند در چند کر کے کھاتے ہیں حقیقت میں یہ چند در چند اللہ کے نزدیک نقص ہے افزونی اور بیشی نہیں، کمی ہے اس لئے تم سود کو چند در چند نہ کھاؤ کیونکہ یہ چند در چند نہیں بلکہ گھٹاؤ ہے۔

(ملخص مافی المفردات) ۴/۵

(مزید تنقیح کے لئے دیکھو مُسْتَضْعَفُوْنَ)

مَضَتْ: واحد مؤنث غائب مُضِیٌّ مصدر (ضرب) گذر گئی۔

مَضٰی مُضِیًّا اور مُضُوًّا (اول ضرب سے دوسرا نصر سے) گذر گیا۔ چلا گیا۔ مر گیا۔ کاٹا۔ اِمْضَاءٌ (باب افعال) جاری کرنا۔ جاری کرانا۔ کسی بات کو جائز رکھنا۔ ۹/۱۹

اَلْمُضْطَرَّ: اسم فاعل واحد مذکر، اضطرار مصدر۔ باب افتعال، ضرر مادہ، اصل میں یہ مُضْتَرِرٌ تھا، تاء افتعال کو طاء سے بدلدیا اور راء کو ادغام کر دیا۔ بے قرار، بے کس۔ بے بس۔ ۲۰/۱ (دیکھو اضْطَرَّہٗ اور تَضْطَرُّ۔ اُضْطُرَّ)

اَلْمُضْعِفُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اَلْمُضْعِفُ مفرد۔ اِضْعَافٌ مصدر، اس لفظ کا ماخذ ضِعْفٌ ہے، چند در چند کرنیوالے کئی گنا بڑھانیوالے۔ ۲۱/۷

(دیکھو اَضْعَافًا۔ مُضَاعَفَۃً۔ ضِعْفٌ)

مُضْغَۃً: گوشت کا ٹکڑا۔ بوٹی مَضْغٌ مصدر (فتح و نصر) چبانا۔ مَضَاغٌ چبانے کی چیز اور چبانا۔ مضاغۃ چبائی ہوئی چیز۔ ماضغۃ احمق اِمْضَاغٌ (باب افعال) کسی چیز کا خوش مزہ ہونا چبانے کے قابل ہونا۔ ۱۷/۸۔

مُضْغَۃً: بتفصیل مذکور ۱۸/۱

مُضِلٌّ: اسم فاعل واحد مذکور۔ اضلال مصدر، باب افعال۔ گمراہ کرنیوالا۔ گمراہ چھوڑ دینے والا۔ اس جگہ اول معنی مراد ہے۔ ۲۰/۵۔ (دیکھو ضَلَّ۔ ضَلُّوا۔ اَضَلُّوا۔ ضَلَالًا)

مُضِلِّ: گمراہ کرنیوالا بتفصیل مذکور۔ ۲۴/۱

مَضٰی: واحد مذکر غائب ماضی، گزر گیا۔ ۲۵/۷ (دیکھو مضت)

مُضِیًّا: مَضٰی یَمْضِیْ کا مصدر۔ گزر جانا۔ چلا جانا ۲۳/۲ (دیکھو مَضَتْ)

مُطَاعٍ: اسم مفعول واحد مذکر، اطاعۃ مصدر باب افعال۔ طَوْعٌ مادہ۔ اطاعت کیا گیا۔ وہ جسکی دوسرے تابعداری کریں مراد حضرت جبرئیل جو سید الملائکہ ہیں اور فرشتے انکی اطاعت کرتے ہیں ۳۰/۶ (دیکھو طَوْعًا۔ اَطِیْعُوا۔ اطاع)

مَطَرُ: بارش۔ مینہ۔ ۱۹/۱۲،۱۹

مَطَرَ: بارش، مینہ۔ ۱۹/۲

مَطَرٍ: بارش۔ مینہ۔ ۱۵/۱۲

مَطَرًا: بارش۔ مینہ۔ ۸/۱۷ ۱۹/۱۲،۱۹

مَطَرٌ (باب نصر) برسنا۔ برسانا۔ مُطُوْرٌ اور مَطَرٌ زمین میں چلا جانا۔ دوڑنا۔ تیز چلنا۔ پہنچانا۔ مَطَرٌ مَطْرَۃٌ اور مَطِرَۃٌ عادت مَطَّارٌ تیز رو یَوْمٌ مَطِیْرٌ بارش کا دن۔ وَادٍ مَطِیْرٌ وہ وادی جس پہ پانی برسا ہو۔ مَاطِرٌ مَمْطَرٌ اور مُمْطِرَۃٌ برسنے والا پانی۔ برسانیوالا ابر۔ اِمْطَارٌ (افعال) برسانا۔ پیشانی پر پسینہ آنا۔ سر جھکا کر خاموش ہو جانا۔ بارش رسیدہ مقام پہ پہنچ جانا۔ تَمَطُّرٌ (باب تفعل) پرندہ کا اوپر سے جلدی جلدی اترنا۔ مُتَمَاطِرٌ وہ بادل جو کبھی برسے کبھی ٹھیر جائے۔ اِسْتِمْطَارٌ بارش کی طلب۔

قرآن مجید میں مطر اور امطار کا استعمال عموماً دکھ پیدا کرنے والے اور عذاب دینے والی بارش کے لئے کیا گیا ہے خیر کی بارش کو غیث فرمایا ہے۔ کتاب البیان والتبیین میں جاحظ نے اور ادب الکاتب میں ابن قتیبہ نے بھی اسی کی صراحت کی ہے کہ دکھ کے موقع پر مطر اور راحت کے موقع پر غیث کا استعمال کیا جاتا ہے

اَلْمُطَفِّفِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور۔ تَطْفِیْفٌ مصدر، باب تفعیل۔ تول ناپ میں کم دینے والے۔ طَفِیْفٌ تھوڑی چیز۔ طَفَافَۃٌ ناقابلِ اعتنا چیز۔ ۳۰/۸۔

مَطْلَعَ: ظرفِ مکان مفرد۔ طلوع ہونے کی جگہ۔ مطالع جمع۔ طُلُوْعٌ اور مَطْلَعٌ مصدر (باب نصر) برآمد ہونا۔ چمک جانا۔ ابھر آنا۔ سورج کا ہو یا صبح کا یا کسی آدمی کا یا چیز کا دیکھو طلوعِ الشمس سورج نکلنا۔ مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ فجر نکلنا۔ تَطَلَّعَ عَلٰی قَوْمٍ۔ برآمد ہوتا ہے ایک قوم پر۔ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ہم پر ماہِ کامل چمکا اِمْرَأَۃٌ طُلَعَۃٌ قُبَعَۃٌ وہ عورت جو کبھی سر کھولے کبھی سر ڈھالنکے۔ طَلْعُ النَّخْلِ درخت خرما کا شگوفہ جو پھل بننے سے پہلے نمودار ہوتا ہے۔ طَلِیْعَۃُ الْجَیْشِ فوج کا ہراول دستہ جو سب سے آگے برآمد ہوتا ہے۔ طَلَعْتُ عَنْہُ میں اس کے پاس سے نکل آیا۔ ۱۶/۳۔

مَطْلَعِ: مصدر میمی بمعنے طلوع ۳۰/۲۲ (دیکھو مَطْلَعَ)

مُطَّلِعُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر۔ مُطَّلِعٌ مفرد، اِطِّلَاعٌ مصدر، باب افتعال۔ طَلْعٌ مادہ۔ اصل میں مُطْتَلِعُوْنَ تھا۔ تاء افتعال کو طا میں ادغام کر دیا۔ جھانک کر دیکھنے والے ۲۳/۶ (دیکھو اَطَّلَعَ اور اِطِّلَاع اور مَطْلَعَ)

اَلْمُطَلَّقَاتُ: جمع مؤنث مرفوع اسم مفعول۔ اَلْمُطَلَّقَۃُ واحد۔ تَطْلِیْقٌ مصدر، باب تفعیل وہ عورتیں جن کو طلاق دیدی گئی ہو، ۲/۱۲ (دیکھو اَلطَّلَاقُ اور طَلَّقْتُمُ)

اَلْمُطَلَّقَاتِ: اسم مفعول جمع مؤنث مجرور طلاق دی ہوئی عورتیں۔ ۲/۱۵۔

اَلْمَطْلُوْبُ: اسم مفعول واحد مذکر طَلَبٌ مصدر (باب نصر) وہ مقصود جس کی خواہش اور جستجو کی جائے اس جگہ مراد معبود۔ اِطْلَابٌ (باب افعال) اضداد میں سے ہے کسی کو حاجتمند بنانا اور حاجت پوری کرنا۔ دونوں معنی میں مستعمل ہے (راغب) ۱۴/۱۷۔

مُطْمَئِنٌّ: اسم فاعل واحد مذکر، اِطْمِیْنَانٌ مصدر (افعلال) قطعی سکون پانیوالا (راغب) ۲۴/۲ طمانینت اور اطمینان وہ سکون اور ٹھہراؤ جو مشقت اور کوفت کے بعد حاصل ہو، ایمان کے بعد ایک مرتبہ سکون قلب کا آتا ہے جس کے

حصول کے بعد کوئی شبہ اور وسوسہ ہی پیدا نہیں ہوتا جس کو صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق اگر عین الیقین کا درجہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

کبھی اطمینان کا معنی ہوتا ہے اپنے ارادہ اور قصد کو کسی چیز پر ٹھیرا دینا، طلب کو ادھر ادھر یا آگے نہ بڑھانا، نہ اس چیز سے ہٹنے کی خواہش کرنا جیسے اِطْمَأَنُّوْا بِهَا وہ صرف دنیاوی زندگی پر مگن ہو گئے، تطامن کا بھی یہی معنی ہے۔

اَلْمُطْمَئِنَّةُ: اسم فاعل واحد مؤنث مرفوع معرفہ۔ سکون پانے والا۔ مجاہد نے کہا اللہ کے رب ہونے کا یقین رکھنے والا اور خشوع کیساتھ اللہ کے ساتھ اللہ کے امر و نواہی کی پابندی کرنے والا۔ حسن بصری نے کہا ایمان و یقین رکھنے والا۔ عطیہ نے کہا اللہ کے حکم پر راضی۔ کلبی نے کہا اللہ کے عذاب سے محفوظ۔ بعض نے کہا اللہ کی یاد سے سکون پانیوالا (معالم التنزیل) $\frac{۳۰}{۱۴}$

مُطْمَئِنَّةً: اسم فاعل واحد مؤنث منصوب نکرہ۔ مگن۔ چین سے۔ $\frac{۱۴}{۲۱}$۔

مُطْمَئِنِّيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔ وطن بنا لینے والے۔ قیام کرنیوالے (بغوی) $\frac{۱۵}{۱۱}$۔

اَلْمُطَّوِّعِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُطَّوِّعُ واحد، تَطَوُّعٌ مصدر (باب تفعل) اصل میں اَلْمُتَطَوِّعِيْنَ تھا، تا کو طا میں ادغام کر دیا تَطَوُّعٌ کا لغوی معنی ہے طاعت میں بناوٹ کرنا، عرفِ شرع میں ایسی طاعت کو کہتے ہیں جو فرض نہ ہو، بطورِ نفل اپنی طرف سے کی جائے (راغب) لیکن تَطَوُّع اپنے اندر استطاعت کا مفہوم بھی رکھتا ہے اس لئے اَلْمُطَّوِّعِيْنَ کا ترجمہ ہوا خیرات کرنیوالے۔ اصحاب استطاعت۔

مَطْوِيَّاتٌ: اسم مفعول جمع مؤنث، مَطْوِيَّةٌ واحد، طَيٌّ مصدر، باب ضرب لپیٹے گئے۔ $\frac{۲۴}{۴}$۔

طے کرنے کے ۲ معنی ہیں ۱ لپیٹنا جیسے کاغذ کو کپڑے کو جس کو تہ کرنا کہتے ہیں ۲ مسافت کو قطع کرنا، عمر کو گزارنا جیسے طَوَى اللّٰهُ عُمُرَهٗ اللہ نے اس کی عمر گزار دی، ختم کر دی۔ ایک شاعر کا مصرعہ ہے ع

طَوَتْكَ صُرُوْفُ دَهْرِكَ بَعْدَ نَشْرٍ

حوادث زمانہ نے پھیلانے کے بعد تجھے تہ کر دیا یعنی تیری عمر کو فنا کر دیا، ختم کر دیا۔ بقول راغب آیت میں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں، کاغذ کی

طرح آسمانوں کا لپیٹ دیا جانا بھی اور فنا کر دینا، تباہ کر دینا بھی، قیامت کے دن آسمان بہر حال فنا کر دیئے جائیں گے۔ (المفردات)

مُطَهِّرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، تَطْهِيْرٌ مصدر باب تفعیل۔ پاکیزہ رکھنے والا۔ دور رکھنے والا۔ طہارت دو طرح کی ہوتی ہے جسمانی اور روحانی یا طہارتِ بدن اور طہارتِ نفس، دیکھو الفاظِ ذیل میں طہارتِ بدن مراد ہے: فَاطَّهَّرُوْا۔ حَتّٰى يَطْهُرْنَ۔ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ اور کلماتِ ذیل میں طہارتِ نفس، يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا طَهَّرَكِ۔ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ۔ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مَرْفُوْعَةٍ مُطَهَّرَةٍ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور مندرجہ ذیل الفاظ میں دونوں طرح کی طہارت مراد ہے۔ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا۔ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ۔ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ۔ اَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ طَهِّرَا بَيْتِيَ۔

طُهْرٌ۔ طَهَارَةٌ اور طُهُوْرٌ ثلاثی مجرد کے مصادر ہیں (باب نصر و کرم) چونکہ طہارت کے لئے کثافت سے دور ہو جانا لازم ہے خواہ کثافتِ جسمی ہو یا کثافتِ اخلاق یا کثافتِ عقائد اس لئے آیت میں دور رکھنے کا معنی ہے یعنی کثافتِ شرک ورذائلِ اخلاق سے پاک رکھنا اور تمام نجاستوں سے دور کر دینا۔ پ۳/۱۴۔

اَلْمُطَهَّرُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع تَطْهِيْرٌ مصدر۔ باب تفعیل وہ جن کو پاک کر دیا گیا ہے۔ پاک کئے ہوئے۔ پ۲۷/۱۶۔

مُطَهَّرَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، تَطْهِيْرٌ مصدر، ہر طرح کی نسوانی جسمانی اور نفسانی کثافتوں سے پاک کی ہوئی۔ پ۱/۳، پ۳/۱۰، پ۵/۵، پ۳۰/۵ر۲۳۔

اَلْمُطَّهِّرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب تَطَهُّرٌ مصدر، باب تفعّل، اصل میں اَلْمُتَطَهِّرِيْنَ تھا تا کو طا میں ادغام کر دیا گیا۔ پاک ہونیوالے پاکیزہ ہونیوالے۔ پ۱۱/۲۔

مُظْلِمًا: اسم فاعل واحد مذکر، اِظْلَامٌ مصدر باب افعال، تاریکی میں پڑا ہوا۔ تاریک پ۱۱/۸ ظُلْمَةٌ اندھیرا۔ ظُلُمٰتٌ جمع۔ کبھی ظلمت سے مراد جہالت کفر شرک نفاق اور معصیت ہوتی ہے جیسے اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ ظلم کا معنی ہے بیجا حرکت کرنا، بے موقع کسی چیز کو رکھنا۔ اللہ کا حق ادا نہ کرنا۔ آدمیوں کا یا جانوروں کا حق ادا نہ کرنا۔ اپنے نفس کو معصیت میں ڈالنا یہ سب ظلم کے اقسام ہیں آیاتِ قرآنیہ

ہیں مختلف مقامات پر مختلف اقسام کو بیان
کیا گیا ہے، حد مقررہ سے زیادتی کرنا بھی ظلم میں
داخل ہے اور کمی کرنا بھی اسی لیے وَلَمْ تَظْلِمْ
مِنْهُ شَيْئًا میں لَمْ تَنْقُص ترجمہ کیا گیا ہے کمی
نہیں کی۔

ظَلِيمٌ نر شتر مرغ کو کہتے ہیں کیونکہ عرب
اس کو تخلیقاً مظلوم خیال کرتے تھے، ایک
شاعر کہتا ہے ؎

فَصِرْتُ كَالظَّلِيمِ غَدَا يَبْتَغِي
قَرْنًا فَلَمْ يَرْجِعْ بِأُذُنَيْنِ

میں شتر مرغ کی طرح ہو گیا کہ گیا تھا سینگ
ڈھونڈھنے اور کھو آیا دونوں کان بھی۔

مُظْلِمُونَ : اسم فاعل جمع مذکر، مُظْلِمٌ
واحد۔ اِظْلَامٌ مصدر، ظلم مادہ، تاریکی میں پڑے
ہوئے، تاریک۔ اظلام کا معنی ہے تاریکی میں ہو جانا
تاریک ہو جانا۔ ۲۳/۲

مَظْلُومًا : اسم مفعول واحد مذکر، ظُلْمٌ مصدر
باب ضرب ستم رسیدہ۔ ۱۵/۴ (دیکھو مُظْلِمٌ)

مَعَ : ۱/۵، ۲/۳،۱۷، ۳/۱۳، ۴/۱۱، ۵/۶،۱۸، ۷/۱،۸،۱۴، ۸/۱۲، ۹/۸،۱۶، ۱۰/۲،۵،۱۱،۱۳،۱۷،۱۸، ۱۱/۴،۵، ۱۲/۴، ۱۴/۳،۶، ۱۶/۲۲، ۱۵/۱،۳،۴،۱۶، ۱۷/۲، ۱۸/۶، ۱۹/۱،۴،۱۵،۱۸، ۲۰/۱،۱۲،۱۳، ۲۱/۳، ۲۶/۹،۱۶، ۲۷/۲، ۲۸/۳۰، ۲۹/۱۱،۱۶، ۳۰/۱۹۔

اسم ہے، دو طرح کا ہوتا ہے مضاف اور غیر
مضاف یعنی مفرد۔ مع مضاف ظرف ہے، کبھی
اس پر حرف جار آتا ہے (سیبویہ) جیسے ذَهَبْتُ
مِنْ مَعِهِ میں اس کے ساتھ سے چلا گیا۔ بنی غنم اور
قبائل ربیعہ اس کے عین کو ساکن استعمال کرتے
ہیں، نحاس کا قول ہے کہ ساکن العین یعنی مَعْ
بالاتفاق حرف ہوگا مگر نحاس کا یہ قول غلط ہے
ابن ہشام انصاری نے مغنی اللبیب میں
صراحت کی ہے کہ مع کی اسمیت بہر حال باقی
رہتی ہے خواہ ساکن العین ہو یا متحرک العین۔

مَعَ مضاف اجتماعیت پر دلالت کرتا ہے
جیسے هُوَ مَعَكُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے، کبھی اجتماعیت
ذوات نہیں ہوتی صرف اجتماعیتِ اوقات کا
اظہار مقصود ہوتا ہے، جِئْتُكَ مَعَ الْعَصْرِ
میں وقت عصر کے ساتھ تیرے پاس آیا۔ کبھی
حال ہوتا ہے کبھی ظرف جیسے اَفِيقُوا بَنِي حَرْبٍ
وَاَهْوَاؤُنَا مَعًا اے اولادِ حرب ہوش میں
آؤ ہم سب کی خواہشات ساتھ ساتھ ہیں۔

ابن مالک کے نزدیک مع مفرد ایسا ہی
اجتماعیت پر دلالت کرتا ہے جیسے لفظ جمیعًا

یعنی ایک ہی وقت میں سب مل کر ساتھ ساتھ دونوں سے
فعل کا صدور ظاہر ہوتا ہے ثعلب نے فرق کیا
ہے جاءوا جمیعًا عام ہے ایک ہی وقت میں سب
آئے ہوں یا الگ الگ وقت میں اگر آئے ہوں
سب۔ لیکن جمیعًا کی جگہ مَعًا کہنے میں دونوں کا
ایک ہی وقت میں آنا ضروری ہے مَعًا جس طرح
دو کی اجتماعیت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح
جماعت کے لئے بھی آتا ہے۔

اِذَا حَنَّتِ الْاُوْلٰی سَجَعْنَ لَهَا مَعًا جب
پہلی اظہار اشتیاق کرتی ہے تو سب ساتھ ساتھ
چہچہانے لگتی ہے۔

خنساء شاعر کا مصرعہ ہے وَاَفْنٰی رِجَالِیْ
فَبَادُوْا مَعًا، زمانہ نے میرے مردوں کو فنا کر دیا
وہ سب کے سب ایک ہی وقت میں ہلاک ہو گئے۔

امام راغب نے صراحت کی ہے کہ اجتماعیت
زمانہ کی طرح مَعًا کبھی اجتماعیت مکانی کو بتاتا ہے
جیسے هُمَا مَعًا فِی الدَّارِ وہ دونوں ساتھ ساتھ ایک
مکان میں ہیں کبھی اجتماعِ معنوی پر دلالت کرتا
ہے یعنی ایک بغیر دوسرے کے نہ موجود ہو سکے نہ
تصور میں آ سکے جیسے هُمَا مَعًا فِی الْاُخُوَّةِ بھائی
ہونے میں دونوں ساتھ ساتھ ہیں ایک کے بھائی
ہونے کا نہ تصور کیا جا سکتا ہے نہ اس کا تحقق
ہو سکتا جب تک دوسرے کا تصور اور تحقق
نہ ہو۔ کبھی مرتبہ میں اجتماعیت ظاہر کرتا ہے جیسے
هُمَا مَعًا فِی الشَّرَفِ وہ دونوں مرتبہ میں ساتھ
ساتھ ہیں۔ کبھی مدد پر دلالت کرتا ہے اَللّٰهُ مَعَنَا
اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصَّابِرِیْنَ اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے
ساتھ ہے۔ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ میرے رب کی مدد
میرے ساتھ ہے۔ یاد رکھو کہ نصرت کا معنی
صرف مع مضاف سے پیدا ہوتا ہے۔

مُعَاجِزِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، مُعَاجِز
واحد، مُعَاجَزَةٌ مصدر باب مُفَاعَلَةٌ ہرانے
والے۔ عَجْزٌ مصدر پیچھے ہو جانا پیچھے رہ جانا، یہ اصل
معنی ہے اس سے مراد ہوتا ہے کسی چیز کے حصول
سے قاصر ہونا، بے بس ہونا۔ اِعْجَازٌ دوسرے کو
عاجز بنا دینا، عاجز کر دینا مُعَاجَزَةٌ مقابلہ کر کے
اپنے حریف کو ہرا دینا، عاجز کر دینا۔ منکرین حشر کا
خیال تھا کہ قیامت نہیں آئے گی نہ حشر ہوگا نہ نشر
نہ عذاب نہ ثواب لیکن ہوگا یہ سب کچھ ان
چیزوں کو لانے سے وہ اللہ کو روک نہیں
سکتے اس کی قدرت سلب نہیں کر سکتے اس کو

عاجز نہیں بنا سکتے۔ پ۱۷/۱۴ پ۲۲/۱۱ ۔

مَعَادٍ: اسم ظرف مکان، جائے عود، جائے بازگشت۔ لوٹ کر آنے کی جگہ۔ پ۲۰/۱۲ ۔

عَوْدٌ مصدر (باب نصر) کسی جگہ یا کسی چیز یا قول یا عمل کو چھوڑ کر دوبارہ پھر اسی کی طرف لوٹنا مزید تشریح کے لئے دیکھو (عَادَ، عدتم، عُدْنَا عادوا وغیرہ)

مَعَاذَ: مصدر میمی یا اسم، مضاف منصوب پناہ۔ عَوْذٌ اور مَعَاذٌ کسی کی پناہ پکڑنی اور کسی سے وابستہ ہو جانا (دیکھو اعوذ۔ اُعِیْذُھا)

عُوْذَةٌ وہ چیز جس کی پناہ پکڑی جائے اسی لئے بسم اللہ کو اور ہر منتر کو عُوذۃ کہا جاتا ہے۔

مَعَاذَ اللہ کا معنی ہے اللہ کی پناہ۔ یعنی یہ گناہ کا کام ہے ہم اس کے کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پ۱۲/۱۳ پ۱۳/۲

مَعَاذِيْرَ: جمع مَعْذِرَةٌ واحد مصدر، عذر، معذرت۔ پ۲۹/۱۷

عُذْر اور عُذُرٌ ایسی بات جس سے قصور پر گرفت نہ ہو۔ عذر تین طرح کا ہوتا ہے:

۱ ارتکاب جرم سے انکار کر دینا ۲ ارتکاب جرم کی کوئی ایسی وجہ بیان کرنا جس سے جرم کی سزا سے بچ جائے ۳ اقرار جرم کے بعد آئندہ جرم نہ کرنے کا وعدہ کرنا، تیسری شق کو توبہ کہا جاتا ہے۔

اِعْتِذَارٌ عذر پیش کرنا۔ اعذار (باب افعال) جھوٹا عذر پیش کرنا یا واقعی معذور ہو جانا تَعْذِیْرٌ جھوٹا عذر پیش کرنا۔ عُذْرٌ اور مَعْذِرَةٌ مصدر باب ضرب، عذر قبول کرنا۔ کسی کو معذور قرار دینا۔ بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عذر کا ماخذ عَذِرَةٌ ہے عَذِرَةٌ کا معنی ہے نجاست۔ گو جرم اور گناہ بھی نجاست ہے ثلاثی مجرد سے عَذَرَ يَعْذِرُ مستعمل ہے، عَذَرْتُ الصَّبِیَّ میں نے بچہ کا استنجا کر دیا۔ عَذَرْتُ زَيْدًا میں نے زید کے عذر کو قبول کیا اور قصور کی نجاست سے اس کو پاک کر دیا اِعْتَذَرَتِ الْمِيَاهُ پانی منقطع ہو گیا۔ اِعْتَذَرَتِ الْمَنَازِلُ مکان ویران ہو گئے۔ عاذرۃ استحاضہ والی عورت۔ عَذَوَّرٌ بدخو آدمی۔

مَعَارِجَ: جمع معراج مفرد، اسم آلہ۔ زینہ سیڑھیاں۔ پ۲۵/۹

الْمَعَارِجِ: جمع، اَلْمِعْرَاجُ مفرد۔ اسم آلہ درجات۔ پ۲۹/۷

عُرُوْجٌ چڑھنا (ضرب) عَرَجَ عُرُوجًا و عَرَجَانًا ٹیڑھا ہو کر چلنا جیسے زینہ پر چڑھنے والا

عَرِجَ (سمع) پیدائشی لنگڑا ہوا۔ عَرَجٌ کجی لنگڑا پن
اونٹوں کا بڑا گلہ۔

مَعَاشًا: اسم اور مصدر۔ زندگی یعنی وقت
زندگی۔ ۳۰/۱۔

عَیْشٌ کسی حیوان یا انسان کی زندگی حیات
کا لفظ عام، اللہ، ملائکہ، انسان، حیوان، سب کے
لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عیش اور معاش کا استعمال
صرف حیوان اور انسان کے لئے ہوتا ہے معیشت
سامانِ زندگی۔ معائش جمع۔

مَعَایِشَ: جمع مَعِیْشَۃٌ واحد، سامانِ
زندگانی۔ ۸ ۲/۱۴۔

اَلْمُعْتَبِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر اَلْمُعْتَبُ
واحد۔ مقبول التوبہ۔ ۲۴/۱۷۔

عَتَبٌ اور مَعْتَبَۃٌ اسم اور مصدر، ناراضگی
ناراض ہونا۔ عَتَبَۃٌ اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں
جہاں اترنے والے کو کچھ دکھ اور چبھن ہو اسی لئے
سیڑھی اور چوکھٹ کو عَتَبَۃٌ کہا جاتا ہے، اِعْتَابٌ
ناراضگی کا اظہار کرنا۔ ناراضگی دور کرنا یعنی منانا
اِسْتِعْتَابٌ (استفعال) راضی کرنا عُتْبٰی ناراضگی
کا سبب۔ بَیْنَہُمْ اُعْتُوْبَۃٌ ان کے آپس
میں ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے
سے ناراض ہے۔

مُعْتَدٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اصل میں مُعتدی
تھا، اِعْتِدَاءٌ مصدر (باب افتعال) حد سے
آگے بڑھنے اِعْتِدَاءٌ حدود حق سے ہٹ جانا، تجاوز
کرنا۔ عَدْوٌ کا مفہوم ہے ہٹ جانا تجاوز کرنا۔
دل سے اگر ایک دوسرے کی طرف سے ہٹ
جائے تو عدوان اور عداوۃ ہے اگر کوئی جگہ
ناہموار ہو تو اس کو مَکَانٌ ذُوْ عَدْوَاءٍ کہتے ہیں
عَدُوٌّ اور مُعَادِی دشمن، اسی مفہوم کے لحاظ سے
عَدْوًا اور عِدَاءٌ دوڑ لگانے کو بھی کہتے ہیں
تَعَدِّی دوسرے کی طرف تجاوز کرنا۔
۲۶/۱۶ ۲۹/۳ ۳۰/۸۔

اَلْمُعْتَدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔
اَلْمُعْتَدِی واحد حق سے تجاوز کرنے والے۔ ۱۰/۸۔

اَلْمُعْتَدِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و
مجرور اَلْمُعْتَدِی واحد اِعْتِدَاءٌ مصدر حق سے
ہٹنے والے حد سے تجاوز کرنے والے۔ ۲/۸
۲/۷ ا ۵/۱۴ ۱۱/۱۳۔

اَلْمُعْتَرَّ: اسم فاعل واحد مذکر، اصل میں
اَلْمُعْتَرِرُ تھا۔ اِعْتِرَارٌ مصدر (افتعال)
عَرٌّ مادہ مانگنے کے درپے بھیک مانگنے کے لئے

سامنے آنیوالا۔ سائل۔ عَرٌّ اور عُرٌّ خارش، کھجلی۔ مَعَرَّۃٌ مضرت۔ دکھ۔ ۲۶/۱۲

مُعْجِزَۃٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِعْجَازٌ مصدر باب افعال عاجز بنانیوالا۔ ہرانیوالا ۲۶/۴

مُعْجِزِیْ: اسم فاعل جمع مذکر، اصل میں مُعْجِزِیْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون ساقط کردیا گیا۔ مُعْجِزٌ واحد، ہرانے والے، عاجز بنا دینے والے۔ ۲۰/۱۲

مُعْجِزِیْنَ: جمع مذکر اسم فاعل، ہرانیوالے عاجز بنا دینے والے ۶/۲ ۸/۱۰ ۱۲/۲ ۱۲/۳ ۱۴/۱۲ ۱۶/۱۳ ۲۰/۱۴ ۲۴/۲ ۲۵/۲ (دیکھو معاجزین)

مَعْدُوْدٍ: اسم مفعول واحد مذکر، شمار کیا ہوا یعنی مقرر۔ ۱۲/۹

عَدَدٌ گنتی، شمار۔ عَدٌّ مصدر (نصر) شمار کرنا اور معدود ہونے سے کبھی کسی چیز کی قلت مراد ہوتی ہے جیسے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً گنتی کے چند دن۔ کبھی کثرت مراد ہوتی ہے جیسے اِنَّھُمْ لَذُوْ عَدَدٍ وہ بڑی تعداد والے ہیں، عُدَّۃٌ مال اور اسلحہ کی کثیر مقدار، عِدَّۃٌ شمار اور شمار کی ہوئی چیز۔ اِعْدَادٌ تیار کر رکھنا۔

مَعْدُوْدَاتٍ: اسم مفعول جمع مؤنث مَعْدُوْدَۃٌ واحد، گنے ہوئے یعنی چند گنتی کے دن۔ ۲/۷ ۲/۹ ۳/۱۱ اول جگہ ماہ رمضان دوسری جگہ چار دن یا تین دن مع یوم النحر کے اور تیسری جگہ گوسالہ پرستی کے بقدر ایام مراد ہیں۔

مَعْدُوْدَۃً: اسم مفعول واحد مؤنث منصوب معدودات جمع گنتی کے چند دن یعنی جتنے دن ہم نے گوسالہ پرستی کی تھی۔ ۱/۹

مَعْدُوْدَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث گنتی کے چند، تھوڑے۔ ۱۲/۱۲، ۱۲/۱۳

مُعَذِّبُوْھَا: اسم فاعل جمع مذکر مضاف، ھَا ضمیر مؤنث غائب مضاف الیہ۔ اصل میں مُعَذِّبُوْنَھَا اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوگیا۔ تَعْذِیْبٌ مصدر باب تفعیل، اس کو سخت دکھ دینے والے۔ ۱۵/۶

عَذْبٌ شیریں پانی۔ عذاب، سخت درد پہنچانا۔ تَعْذِیْبٌ باب تفعیل، بہت زیادہ دکھ دینا عَذَبَۃُ السَّوْطِ کوڑے کی نوک، گانٹھ۔ تعذیب کے معنی کی توجیہ اہل لغت نے مختلف طور پر کی ہے ۱۔ عَذْبٌ شیریں پانی کو کہتے ہیں، تعذیب کے معنی ہوئے زندگی کی شیرینی زائل کردینا گویا عَذْبٌ سے باب تفعیل سلب ماخذ کے لئے آیا یا یوں کہا جائے کہ عَذْبٌ صاف ستھرے

بانی کو کہتے ہیں اس لئے تعذیب کا معنی ہوا مکدر اور گدلا کر دینا یعنی زندگی کو خراب کر دینا۔

۲ عذب الرجل اس نے کھانا پینا اور سونا چھوڑنا۔ عَاذِبٌ اور عَذُوبٌ وہ آدمی جس نے کھانا پینا اور سونا چھوڑ دیا یعنی منافع حیات سے محروم ہو گیا ہو اسی لئے عَاذِبٌ رنڈوے کو بھی کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو اس بنا پر تعذیب کا معنی ہوا بھوک پیاس اور بے خوابی پر کسی کو تیار کر دینا یا بے خواب و خور بنا دینا۔

۳ عَذَبَۃٌ چونکہ کوڑے کی نوک کی گانٹھ کو کہتے ہیں اس لئے تعذیب کا معنی ہوا کوڑے کی نوک والی گانٹھ سے کسی کو مارنا یعنی سخت دکھ دینا۔ بعض اہلِ لغت نے کہا ہے کہ تعذیب کا معنی ہی مارنا ہے (راغب)

مُعَذِّبُہُمْ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کو سخت دکھ دینے والا۔ ۹/۱۸۔

مُعَذِّبُہُمْ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع مضاف، ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کو سخت دکھ دینے والا۔ ۹/۱۱

مُعَذِّبِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، سخت عذاب دینے والے۔ ۱۵/۲۔

مُعَذَّبِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر نکرہ، عذاب دیئے گئے۔ عذاب یافتہ۔ ۱۹/۱۱، ۲۲/۱۰، ۲۳/۶۔

اَلْمُعَذَّبِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر معرف باللام یعنی مذکور ۱۹/۱۵ (سب کے لئے دیکھو معذبونا)

مَعْذِرَتُہُمْ مَعْذِرَۃٌ اسم مصدر مضاف ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کا عذر۔ ۲۱/۹، ۲۴/۱۱۔

اَلْمُعَذِّرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر تَعْذِیْرٌ مصدر باب تفعیل، جھوٹا عذر پیش کرنیوالے۔ ۱۰/۱۸

مَعْذِرَۃٌ: مصدر اور اسم، عذر پیش کرنا اور عذر۔ ۹/۱ (دیکھو تینوں الفاظ کی مزید تشریح کیلئے معاذیرہ)

مُعْرِضُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع، رخ گردانی کرنیوالے منہ موڑنے والے اجتناب کرنیوالے اِعْرَاضٌ مصدر، باب افعال۔ رخ گردانی کرنا۔ منہ پھیر لینا۔ اصل استعمال میں اگر اعراض کے بعد لام آئے تو سامنے آنے کا معنی ہوتا ہے جیسے عَرَضَ لِیْ وہ میرے سامنے آیا، میرے سامنے نمودار ہوا اور اگر اعرض کے بعد عن آئے تو رخ پھیرنے، منہ موڑنے اور اجتناب کرنے کا معنی ہوتا ہے جیسے اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ اس نے میری یاد سے منہ موڑا، اجتناب، ھُمْ عَنْ آیَاتِنَا مُعْرِضُوْنَ وہ

ہماری نشانیوں سے منہ پھیرنے والے ہیں کثرت استعمال کی وجہ سے بغیر ذکر عَن کے بھی منہ پھیرنے کا معنی مراد ہوتا ہے گویا اعراض کا معنی ہی رخ گردانی اور اجتناب ہو گیا اَعْرَضَ ۔ عَرَضْنَا ۔ عَارِضٌ کے استعمال کی تنقیح کے لئے دیکھو باب العین فصل الف و راء) پ ۱/۱۰ پ ۳/۱۱ پ ۹/۱۷ پ ۱۰/۱۶ پ ۱۳/۴ پ ۱۷/۱،۲،۳ پ ۱۷/۴ پ ۱۸/۱،۴،۱۲ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۶/۱ ۔

مُعْرِضِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور، اِعْرَاضٌ مصدر باب اِفعال رخ، منہ موڑنے والے، اجتناب کرنے والے ۔ پ ۷/۷ پ ۱۳/۶ پ ۱۹/۵ پ ۲۳/۲ پ ۲۹/۱۲ (دیکھو معرضون)

مَعْرُوْشَاتٍ: اسم مفعول جمع مؤنث، مَعْرُوْشَۃٌ واحد، چھتریوں پر چڑھائی ہوئی بیلیں ابن عباس نے فرمایا عام بیلیں مراد ہیں خواہ چھتریوں پر چڑھائی گئی ہوں یا نہ چڑھائی گئی ہوں مگر اوپر پھیلائی جاتی ہوں جیسے انگور، خربوزہ، تربوز، کدو اور غیر معروشات سے مراد ہے وہ پودا جس کی بیل نہ ہو جیسے کھجور وغیرہ کا درخت یا گیہوں، جو وغیرہ۔ ضحاک کا قول ہے، دونوں سے انگور کی بیلیں مراد ہیں معروشات وہ بیلیں جو اوپر چڑھائی گئی ہوں اور غیر معروشات وہ بیلیں جو اوپر نہ چڑھائی گئی ہوں (بغوی)

عُرُشٌ چھتر، ٹٹی۔ عَرَشْتُ الکَرْمَ میں نے انگور کی بیل کے لئے چھتری بنا دی (ضرب) تَعْرِیْش کا بھی یہی معنی ہے، عَرِیْشٌ جھونپڑی ہر چھتری کے لئے اونچا ہونا لازم ہے اسی علو کے مفہوم کے لحاظ سے عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور مجازاً اقتدار و سلطنت بھی مراد لے لیتے ہیں۔ (المفردات) پ ۸/۴

اَلْمَعْرُوْفُ: اسم مفعول واحد مذکر معرفہ مَعْرِفَۃٌ اور عِرْفَانٌ مصدر۔ باب ضرب اچھا کام۔ اچھی بات۔ معرفت اور عرفان کسی چیز کو آثار علامات حالات اور مختلف عوارض سے پہچاننا علم معرفۃ سے عام ہے۔ عَرَفْتُ اللّٰہَ کہا جاتا ہے عَلِمْتُ اللّٰہَ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اللہ کو جاننا اور پہچاننا صرف علامات اور آثار کو دیکھ کر ہوتا ہے عَلِمَ اللّٰہُ کہا جاتا ہے عَرَفَ اللّٰہُ نہیں کہا جاتا کیونکہ اللہ کسی چیز کو اس کے احوال اور آثار سے نہیں جانتا بلکہ حقیقت اور ذات جانتا ہے گویا معرفت کا درجہ علم سے نیچا ہے، معرفت علم ناقص کو کہتے ہیں معرفت کے بعد اقرار اور اعتراف لازم ہے، معرفت کی ضد انکار (نہ پہچاننا) ہے

اور علم کی ضد جہالت، معرفت کا اصل ماخذ لفظ عَرْفٌ ہے، عَرْفٌ کا معنی تیزی دھار، عَرَفْتُہٗ میں نے اسکی دھار پالی یعنی پہچان لیا یا عَرْفٌ کا معنی خوشبو، میں نے اسکی خوشبو پالی یعنی پہچان لیا۔ تَعْرِیْفٌ (بابِ تفعیل) شناخت کرا دینا، پہچنوانا، آراستہ کرنا اور پاکیزہ بنا دینا۔

معروف ہر وہ عمل یا قول جسکی خوبی عقلاً یا شرعاً ثابت ہو یعنی اچھا بھلا کام یا بھلی بات، اسکی ضد مُنْکَر ہے گویا معروف وہ چیز ہوئی جس کو ہر عقلمند یا شرع کا پابند پہچانتا اور اچھا جانتا ہے اور اس کا اقرار کرتا ہے اور منکر وہ چیز ہے جس کو کوئی عقلمند نیک آدمی نہیں پہچانتا ہے اور اس سے ایسی نفرت کرتا ہے جیسے کسی اجنبی سے۔ عُرْفٌ بھی کبھی معروف کے معنی میں آتا ہے۔

عَرَّافٌ پیش گوئی کا مدعی آئندہ واقعات کو جاننے کا دعویٰ کرنیوالا (جس طرح اسلام سے پہلے بعض لوگ ہوتے تھے) عَرِیْفٌ لوگوں کو پہچاننے اور پہچنوانے والا۔ ایک شاعر کا قول ہے:

لَعَثُوْا اِلَیَّ عَرِیْفَہُمْ یَتَوَسَّمُ

انہوں نے پہچاننے کے لئے میرے پاس شناخت کرنیوالے کو بھیجا، کثرتِ استعمال کے بعد عَرِیْف کا معنی ہو گیا مشہور سردار۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

بَلْ کُلُّ قَوْمٍ وَاِنْ عَزُّوْا وَاِنْ کَثُرُوْا
عَرِیْفُہُمْ بِاَثَافِی الشَّرِّ مَرْجُوْمٌ

ہر قوم خواہ کتنی ہی باعزت اور تعداد میں زیادہ ہو مگر اس کے سردار پر شر کے پتھر پھینک کر مارے ہی جاتے ہیں۔

عَرُفَ عَرَافَۃً (کَرُمَ) عراف ہو گیا

اعتراف (افتعال) اقرار، معرفت، گناہ کا اقرار۔ ۲/۲۶، ۲۸/۱۲، ۴/چار جگہ، ۱۵، ۳/۲، ۲/۱۳، ۱۴/۱۲، ۵/۹، ۳/۶، ۱۵/۸، ۱۷/۳، ۳/۳، ۱۲/۱۷، ۱۱/۲۱۔

مَعْرُوْفٌ: اسم مفعول واحد مذکر نکرہ مرفوع اچھی بھلی۔ نرم بات۔ ۳/۱۴، ۲۶/۷۔

مَعْرُوْفٍ: اسم مفعول واحد مذکر نکرہ مجرور اچھا کام ۲/۳ دو جگہ ۵/۱۴ ۲۵/۸ دو جگہ۔

مَعْرُوْفًا: اسم مفعول واحد مذکر نکرہ منصوب ۲/۱۴ ۲۲/۱ دستور کے موافق بھلی بات۔ ۴/۱۳ نرم اچھی بات ۲۱/۱۱ اچھا طریقہ ۲۱/۱۱ بھلائی اچھا سلوک۔

مَعْرُوْفَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث پسندیدہ۔ ۱۸/۱۳۔

مَعَرَّۃٌ: اسم، مضرت۔ دکھ۔ ۲۶/۱۱ (دیکھو

(اَلْمُعْتَرَّ)

اَلْمَعْزِ : اسم جنس، بکریاں۔ مَعِزٌ کبھی بس سکھی چوس۔ مَاعِزٌ اور مَاعِزَۃٌ بکریاں۔ بے ڈھنگی پیدائش والا آدمی۔ سخت آدمی چالاک۔ مَاعِزَۃٌ کی جمع مَوَاعِز آتی ہے۔ مَعَّاز بکریوں والا۔ اُمْعُوْزٌ پہاڑی بکریوں کا گلہ۔

مَعْزٌ مصدر (باب نصر) جدا کر دینا۔ (باب سمع) سخت ہو جانا۔ اِمْعَازٌ (افعال) بہت بکریوں کا مالک ہو جانا۔ اِسْتِمْعَازٌ کام میں کوشش کرنا۔ ب ۸/۴ ۔

مُعْتَزِلٍ : اسم، ظرفِ مکان۔ الگ جگہ ب ۱۲/۴

عَزْلٌ مصدر (باب ضرب) الگ کر دینا تَعَزُّل (تفعل) الگ کر دینا۔ اِعْتِزَالٌ (باب افتعال) الگ ہو جانا جیسے تَعَزَّلْتُهٗ، فَاعْتَزَلَ میں نے اس کو الگ کر دیا تو وہ الگ ہو گیا۔ اعتزال متعدی بھی ہے الگ کر دینا۔ جیسے فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ عورتوں کو الگ کر دو یعنی ان سے الگ رہو، اَعْزَل ہتھیاروں سے الگ غیر مسلح، وہ ابر جس میں بارش نہ ہو۔

مَعْزُوْلُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر، عَزْلٌ مصدر الگ کئے ہوئے یعنی روکے گئے (ما اعتید ب ۱۹/۱۵

مِعْشَارَ : اسم، دسواں حصہ۔ ب ۲۲/۱۱ عُشْرَۃٌ اور عَشَرَ دس۔ عَشَرْتُهُمْ میں نے ان کے مال کا دسواں حصہ وصول کیا۔ میں ان کا دسواں بن گیا یعنی پہلے وہ نو تھے، میرے شامل ہونے کے بعد دس ہو گئے، یہ معنی بھی ہیں کہ پہلے ان کے مال کے نو حصے تھے میں نے دسواں حصہ بنا دیا۔

مِعْشَارٌ اور عُشْرٌ دسواں حصہ۔

نَاقَۃٌ عُشَرَاءُ دس ماہہ حاملہ اونٹنی، عِشَارٌ جمع، جَاءُوْا اَعْشَارًا وہ دس دس کی ٹولیاں بنا کر آئے مُعَشَّرِیٌّ دس ہاتھ لمبا۔ عَشِیْرَۃٌ خاندان جس سے آدمی کا جتھا بنتا ہے چونکہ دس کی تعداد کو کامل مانا جاتا ہے اس لئے عشیرۃ سے مراد ہوا کامل خاندان مُعَاشَرَۃٌ اچھا برتاؤ جیسے خاندان والوں میں ہونا چاہیئے عزیزوں کا ایسا سلوک۔ مَعْشَر بڑا گروہ، پورا گروہ۔

مَعْشَرَ : اسم مفرد، بڑا گروہ۔ مَعَاشِر جمع ب ۸/۲،۳ ب ۲۷/۱۲ (دیکھو مِعْشَار)

اَلْمُعْصِرٰتِ : اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُعْصِرَۃُ واحد، اِعْصَارٌ مصدر، باب افعال نچوڑنے والیاں مراد وہ ہوائیں جو بادلوں کو دبا کر نچوڑتی ہیں (مجاہد، قتادہ، مقاتل، کلبی و روایت عوفی از ابن عباس)

بادہ ہوائیں جو گرد اڑاتی ہیں جن کے اندر بگولے ہوتے ہیں (ازہری)، یا بادل (ابوالعالیہ، ربیع، ضحاک، روایت والبی از ابن عباس)

فراء کا کہنا ہے کہ مُعصِر اس بادل کو کہتے ہیں جو پانی سے بھرا ہوتا ہے اور برسنے والا ہی ہوتا ہے۔ ابن کیسان کا قول ہے معصرات کا معنی ہے فریاد رسی کرنے والے، زید بن اسلم، سعید بن جبیر اور حسن بصری کے نزدیک آسمان مراد ہیں ایک روایت میں مقاتل کا بھی یہی قول مروی ہے (بغوی) ۳۰/۱

عَصْرٌ مصدر (ضرب) نچوڑنا مَعْصُورٌ اور عَصِیْرٌ نچوڑا ہوا عرق عُصَارَۃٌ عرق نکل جانے کے بعد فضلہ۔ نچوڑنے سے مراد کبھی منفعت اندرونی ہوتی ہے۔

عَصْرٌ اور عُصُرٌ (اسم) پناہ گاہ، عَصْرٌ اور عِصْرٌ زمانہ عُصُور جمع، عَصْر دن کا پچھلا حصہ، نماز عصر عَصْرَانِ صبح شام یا رات دن (راغب)

اَلْمَعْصِیَۃ: مصدر میمی اور اسم، نافرمانی کرنا نافرمانی۔ عِصْیَانٌ بھی مصدر ہے (ضرب) عَصًا لاٹھی، عِصْیَانٌ کا ماخذ عصا ہی ہے جس کے پاس لاٹھی (قوت) ہوتی ہے وہ دوسرے کی نافرمانی کرتا ہی ہے گویا عِصْیَانٌ کا معنی ہوا لاٹھی کے بل پر کسی کی نافرمانی کرنی۔ توسیع استعمال کے بعد ہر نافرمانی کو عصیان کہا جانے لگا شَقَّ العصا اس نے لاٹھی کو پھاڑ دیا یعنی جماعت سے الگ ہو گیا، ایک لاٹھی کے دو کر دیئے۔

(راغب ولسان) ۲۸/۲

مُعَطَّلَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، تعطیل مصدر باب تفعیل، خالی چھوڑے ہوئے (کنوئیں) جن سے کوئی پانی بھرنے والا ہی نہیں رہا۔

عُطْلٌ آرائش، زیور، کام وغیرہ سے خالی ہونا المرأۃ عُطُلٌ عورت بے زیور ہے، قوس عُطُلٌ بغیر تانت کی کمان تَعْطِیْلٌ زیور اور کام وغیرہ سے خالی کر دینا تَعَطُّلٌ خالی ہونا، بیکار ہونا۔ دارٌ مُعَطَّلَۃٌ ویران گھر مُعَطِّلٌ وہ شخص جو اس عالم کے لئے خالق کی ضرورت نہیں سمجھتا یعنی دنیا کو خالق وصانع سے معطل جانتا ہے۔ ۱۷/۱۲

مُعَقِّبٌ: اسم فاعل واحد مذکر تَعْقِیْبٌ مصدر، باب تفعیل، عقب مادہ۔ رد کرنے والا لوٹا دینے والا (معالم) تَعَقُّبٌ اور بار بار پرس کرنے والا۔ (المفردات) ۱۳/۱۲

عَقِبٌ اور عُقْبٌ ایڑی، مجازاً بیٹا۔ پوتا۔

نسل۔ عَقِبُ الشَّھْرِ مہینے کا آخری حصہ ۔ رَجَعَ عَلٰی عَقِبَیْہِ فوراً پلٹ پڑا ۔ لوٹ گیا ۔

عَقَبٌ، عُقْبٰی، عاقبت نیک انجام ثواب، عُقُوبَت، عِقَاب، معاقبت، برا انجام عذاب لیکن عاقبت کا استعمال اگر بصورت اضافت ہو تو کبھی عقوبت کے معنی میں بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ تَعْقِیْبٌ ایک کے بعد دوسرے کو لانا۔ عَقَّبَ الْفَرَسُ فِیْ عَدْوِہٖ گھوڑا پیہم دوڑا ۔ پیچھے کو لوٹنا ۔ اِعْتِقَابٌ (افتعال) ایک کا دوسرے کے بعد آنا جیسے اِعْتِقَابُ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ، عُقْبَۃٌ ایک گھوڑے پر دو آدمیوں کا باری باری سے سوار ہونا ۔ عُقْبَۃُ الطَّائِرِ پرندہ کا اوپر چڑھنا نیچے اترنا ۔ اِعْقَابٌ (افعال) انجام کار، آخر میں کسی چیز کو لانا ۔ فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا انجام کار ان کے اندر نفاق پیدا کر دیا ۔ اَعْقَابُ الرَّجُلِ آدمی کی نسل اہل لغت کے نزدیک لڑکی کی اولاد اعقاب میں داخل نہیں ہے ہاں اگر اپنی اولاد ہو تو حکماً نواسی نواسہ کو بھی نسل میں شامل سمجھا جائیگا ۔ (المفردات)

مُعَقِّبٰتٌ : اسم فاعل مؤنث، جمع الجمع، مُعَقِّبَۃٌ جمع مُعَقِّبٌ واحد۔ تَعْقِیْبٌ مصدر باری باری سے روز و شب میں آنیوالے ملائکہ (بیضاوی و کبیر) پ ۱۳/۸

مَعَہٗ : اس کے ساتھ، مَعَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۔ پ۲/۱۰، ۱۷ پ۳/۶ پ۶/۱۰ پ۸/۱۵، ۱۶ پ۹/۶، ۹ پ۱۰/۱۴ پ۱۱/۱۳ پ۱۲/۲، ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۵ پ۱۳/۸ پ۱۵/۵، ۱۲ پ۱۸/۵، ۱۵، ۱۶ پ۱۹/۲، ۸، ۱۰ پ۲۲/۸ پ۲۳/۷، ۱۱ پ۲۴/۲، ۸ پ۲۵/۱۱ پ۲۶/۱۲ پ۲۸/۷، ۲۰ ۔

مَعَھَا : اس کے ساتھ ۔ مع مضاف، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۔ پ۲۶/۱۶

مَعَھُمْ : ان سب کے ساتھ، مع مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۔ پ۱/۱۱، ۱۲ ۔ پ۲/۱۰ پ۵/۷، ۱۳، ۱۷ پ۸/۵ پ۱۴/۶ پ۲۳/۱۳ پ۲۷/۱۹ پ۲۸/۲، ۵

مَعَکَ : تیرے ساتھ ۔ مع مضاف، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۔ پ۵/۱۲ پ۹/۱، ۶ پ۱۲/۴، ۱۰ پ۱۸/۲ پ۱۹/۱۹ پ۲۰/۹ پ۲۲/۳ پ۲۹/۱۴ ۔

مَعَکُمَا : تم دونوں کے ساتھ، مع مضاف، کُمَا ضمیر تثنیہ مخاطب مضاف الیہ ۔ پ۱۶/۱۱

مَعَکُمْ : تم سب کے ساتھ، مع مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۔ پ۱/۴، ۵ پ۳/۷ پ۵/۱۴، ۱۷ پ۶/۷، ۱۲ پ۷/۱۷ پ۸/۱۶ پ۹/۱۶ پ۱۰/۶، ۱۲، ۱۳ پ۱۱/۷، ۱۴ پ۱۲/۸ پ۱۳/۲ پ۱۹/۶ پ۲۰/۱۳ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۱۳ پ۲۶/۸ پ۲۷/۱۴، ۱۷، ۱۸ پ۲۸/۵ ۔

مَعِیَ : میرے ساتھ، مع مضاف، ی ضمیر

متکلم واحد مضاف الیہ۔ پ ۱/۱۶، ۱۲/۹، ۲۱،۲۲/۱۵، ۱/۱۶ پ ۲/۱۷، ۸،۱۰/۱۹، ۷/۲۷، ۲/۲۹۔

مَعَنَا: ہمارے ساتھ، مَعَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۱۲/۴، ۱۲،۱۴/۱۲، ۲/۱۳، ۱۱/۱۶، ۶/۱۹۔

مَعْکُوفًا: اسم مفعول واحد مذکر عُکُوفٌ مصدر۔ بند، محبوس۔ ممنوع۔ اسی کے لئے اپنے کو وقف کر دینا۔ عُکُوفٌ کسی چیز پر بطور تعظیم جم کر بیٹھنا، اسی سے لو لگانا اور اسی کے لئے اپنے کو وقف کر دینا۔ یہ متعدی بھی ہے، اس وقت روک دینے اور بند کر دینے کا معنی ہوگا۔ اِعْتِکاف عرفِ شرع میں مسجد میں بطور عبادت چند روز کے لئے گوشہ نشین ہو جانے کو کہتے ہیں۔ پ ۱۱/۲۶۔

اَلْمُعَلَّقَۃِ: اسم مفعول واحد مؤنث، تعلیق مصدر، لٹکائی گئی، ادھر میں، نہ ادھر نہ اُدھر نہ سہاگن کہ میاں اس کا خبر گیراں اور پُرسانِ حال ہو، نہ رانڈ کہ شوہر مر جائے، نہ مطلقہ کہ نکاح سے آزاد ہو جائے۔ پ ۱۶/۵۔

عَلَقٌ پانی کا ایک نہایت باریک کیڑا جو جونک کی طرح خون پیتا ہے (صحاح، تاج، قاموس) عَلَقَۃٌ لوتھڑا۔ جما ہوا خون تَعْلِیْقٌ لٹکانا۔ عُلُوْقٌ (مصدر) لٹکنا، کسی چیز کو لٹکایا جاتا ہے جیسے مشک کا قبضہ، فعل مجرد، باب سمع سے آتا ہے عَلِقَ دَمُ فُلَانٍ بِزَیْدٍ فلاں شخص کا قتل زید سے وابستہ ہو گیا یعنی زید اس کا قاتل ہے، عِلْقٌ نفیس چیز جس سے لوگوں کے دلوں کو وابستگی ہوتی ہے، عَلُوْقٌ موت، عَلِقَتِ الْمَرْاَۃُ عورت حاملہ ہو گئی۔ (المفردات)

مُعَلَّمٌ: اسم مفعول واحد مذکر تعلیم مصدر سکھایا ہوا، تعلیم دیا ہوا۔ پ ۱۴/۲۵۔

اِعْلَامٌ اطلاع دینا، آگاہ کرنا تعلیم آہستہ آہستہ اس طرح بتانا کہ سیکھنے والے کے دماغ میں اس کا اثر پیدا ہو جائے بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ تصورِ معانی کے لئے نفس کو بیدار کرنے کا نام تعلیم ہے اور بیدار ہونے کا نام تَعَلُّم۔

کبھی تعلیم بمعنی اعلام بھی آیا ہے جیسے اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰہَ بِدِیْنِکُمْ (مفردات) عَلَمٌ کسی چیز کا نشان، کپڑے کے نقوش، پہاڑ مشہور آدمی مَعَالِم نشانات، عَلَّامٌ جھنڈا۔ عَالَمٌ وہ چیز جس سے کسی شے کا علم ہو جائے، سارے جہان سے اللہ کی ہستی کا پتہ چلتا ہے اس لئے اس کو عالم کہتے ہیں۔ (صحاح و لسان)

مَعْلُوْم: اسم مفعول واحد مذکر معرفہ و نکرہ، جانا ہوا۔ معیّن، مقرر، علم سے معلوم کا مشتق ہونا تو ظاہر ہی ہے لیکن ہو سکتا ہے عَلَم کو ماخذ قرار دیا جائے، عَلَم کا معنی نشان جو چیز نشان زد ہوتی ہے۔ اس کی تعیین ہو ہی جاتی ہے اس لئے معلوم کا ترجمہ مقرر ہو گیا۔ ۱۴/۱، ۲، ۱۳ ۱۹/۷، ۱۲ ۲۳/۶، ۹، ۱۴ ۲۷/۱۵ ۲۹/۱، ۲۱

مَعْلُوْمَاتٌ: اسم مفعول جمع مؤنث، مَعْلُوْمَۃٌ واحد، جانے ہوئے، مقرر ۲/۹ یعنی شوال، ذلقعدہ اور نو دن ذی الحجہ کے مع دسویں رات کے، ابنِ عمر نے ذی الحجہ کے دس روز بتائے ہیں یعنی دس راتیں، چونکہ تیسرے مہینہ کے دس روز بھی حج کا ہی کا زمانہ ہے اس لئے جمع کا صیغہ ذکر کیا، ابنِ زبیر نے ذی الحجہ کے پورے مہینہ کو ایامِ حج میں شامل کیا ہے کیونکہ یومِ عرفہ کے بعد بھی بعض متعلقات کی تکمیل کی جاتی ہے مثلاً رمی، ذبح، حلق، طوافِ زیارت، منا میں شب باشی وغیرہ۔

مَعْلُوْمَاتٍ: اسم مفعول جمع مؤنث، معلومۃ واحد، جانے ہوئے، مقرر۔ ۱۷/۱۱ ۔

اکثر مفسرین کے نزدیک ماہ مراد ہیں عطاء کی روایت سے ابنِ عباس کا قول ہے کہ یومِ عرفہ یوم النحر اور ایامِ تشریق مراد ہیں، مقاتل نے کہا صرف ایامِ تشریق مراد ہیں، زجاج نے حضرت علی کے قول کو اختیار کیا ہے۔

مُعَمَّرٍ: اسم مفعول واحد مذکر تَعْمِیْرٌ مصدر عمر رسیدہ، بڑی عمر والا۔ ۲۲/۱۴ ۔

عِمَارَۃٌ آبادی۔ آباد کرنا۔ آباد ہونا (نصر) عَمْرٌ اور عُمُرٌ آدمی کی مدتِ زندگی کیونکہ مدتِ زندگی میں انسان کی عمارتِ بدن قائم رہتی ہے، بدنی مکان تعلقِ روح کی وجہ سے آباد رہتا ہے۔ عَمْرٌ اور عُمُرٌ کا اگرچہ ایک معنی ہے لیکن قسم کے موقع پر عَمْرٌ بولا جاتا ہے۔

تَعْمِیْرٌ (تفعیل) کسی کو عمر دینا۔ عمر بڑھانا یا درازی عمر کی دعا دینا۔ اِعْتِمَارٌ اور عُمْرَۃٌ ملاقات

عِمَارَۃٌ آدمی کا مخصوص خاندان، ایک شاعر کا قول ہے

لِکُلِّ اُنَاسٍ مِنْ مَعَدٍّ عِمَارَۃٌ معد کے تمام لوگوں کا ایک مخصوص خاندان ہے۔

عَمَارٌ سرداری کی علامت جو سردارِ قوم کے سر پر ہوتی ہے مثلاً عمامہ، پھول، مَعْمَرٌ آباد، مکان عُمْرٰی وہ ہبہ و عطیہ جو تاحینِ حیات دیا جائے (قاموس، تاج، مفردات)

اَلْمَعْمُوْرِ: اسم مفعول واحد مذکر آباد، مراد

وہ مسجد جو ساتویں آسمان پر ہے اور ہر وقت فرشتوں
سے آباد رہتی ہے روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے
آتے ہیں جو واپس جانے کے بعد پھر لوٹ کر نہیں
آتے اس کا نام صراح بھی ہے جس طرح زمین پر کعبہ
ہے، اسی طرح آسمان پر صراح کا مرتبہ ہے (بغوی
وخازن) ۲۷/۳ ۔

اَلْمُعَوِّقِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب،
المعوّق واحد، روکنے والے، منع کرنیوالے ۲۱/۱۸
بقول قتادہ اس سے وہ منافق مراد ہیں
جنہوں نے کہا تھا کہ محمد کو تو بہر حال مرنا ہے اس
مرتبہ اگر تم ابوسفیان کے ہاتھ لگ گئے تو وہ تم پر
قطعاً رحم نہیں کریگا مناسب یہ ہے کہ محمد
کا ساتھ چھوڑ دو اور اپنے (یہودی) بھائیوں سے
آملو۔ عَوْقٌ (نصر) تَعْوِیْقٌ (تفعیل) اِعْتِیَاقٌ
(افتعال) تینوں کا معنی خیر سے روکنا، عائقٌ اور
مُعَوِّقٌ خیر اور بھلائی سے روکنے والا۔ رَجُلٌ عُوَقٌ
وعُوَقَۃٌ لوگوں کو بھلائی سے روکنے والا۔ یعوق
ایک بت کا نام (جو حضرتِ نوح کی قوم کا معبود
تھا) (مفردات وتاج)

مَعِیْشَتَہَا : اسم مصدر مضاف، ہا ضمیر واحد
مؤنث مضاف الیہ، سامانِ زندگی ۲۰/۹ ۔

مَعِیْشَتَہُمْ : اسم مصدر مضاف، ہُم ضمیر جمع مذکر
مضاف الیہ۔ ان کا سامانِ زندگی۔ ۲۵/۹ ۔

مَعِیْشَۃً : اسم مصدر منصوب نکرہ، سامانِ
زندگی، ۱۶/۱۶ (دیکھو معاشا)

مَعِیْنٍ : صیغہ صفت بروزن فعیل بمعنے
جاری ۱۸/۳ اور ۲۹/۲ میں شراب جو جنت کی نہروں
میں جاری ہوگی، مَعْنٌ مصدر جاری ہونا، جاری
کرنا۔ گھاس کا سیراب ہونا۔ ذلت کو قبول کرنا، منکر
ہونا ناشکری کرنا (فتح) مَعْنٌ اسم، لمبا، چھوٹا،
تھوڑا۔ بہت۔ آسان۔ بے فائدہ چیز، چمڑا، پانی
مَعْنَۃٌ تھوڑی چیز۔ مَعَانٌ ٹھہرنے کی جگہ۔ پڑاؤ۔
مَاعُوْنٌ۔ بھلائی۔ احسان۔ بارش۔ پانی۔ فائدہ کی
ہر چیز۔ عاریت میں دی جانیوالی چیز۔ عاریت
میں نہ دی جانیوالی چیز۔ بندگی۔ فرمانبرداری زکاۃ
مُعْنَانٌ پانی کی پٹاریں۔
اِمْعَانٌ (باب افعال) غور کرنا۔ لیجانا انکار،
اقرار۔ مال زیادہ ہونا۔ کم ہونا۔ گھوڑے کا تیز دوڑنا
پانی کا جاری ہونا۔ زمین کا سیراب ہونا (قاموس تاج)
لغوی اور بعض دوسرے علماء کے نزدیک معین
میں میم زائد ہے عین کا معنی ہے ظہور، وہ جاری پانی
جس کو سامنے ہونے کی وجہ سے ہر کوئی دیکھ لے

کہیں جھاڑیوں اور جنگلوں میں چھپا ہوا نہ ہو معین کہلاتا ہے جنت کی شراب بھی بالکل ظاہر اور سامنے نہروں میں بہتی ہوگی اس لئے اس کو بھی معین کہا گیا چنانچہ پ۱۵ کی تفسیر میں بغوی نے لکھا ہے اَلْمَاءُ الْجَارِیُ الظَّاہِرُ الَّذِیْ تَرَاہُ الْعُیُوْنُ مفعول مِنْ عَانَہٗ یَعِیْنُہٗ اِذَا اَدْرَکَہُ الْبَصَرُ۔

یعنی معین سے مراد ہے وہ جاری پانی جو ظاہر ہو اس کو آنکھیں دیکھ رہی ہوں معین کا وزن مفعول ہے (اصل میں مَعْیُوْنٌ تھا) عَانَہٗ یَعِیْنُہٗ سے مشتق ہے (باب ضرب) عَانَہٗ کا معنی ہے اسکو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ نظر نے اس کو جان لیا پ۲۹ کی تشریح میں بغوی نے لکھا ہے ظاہر تراہ العیون وتنالہ الایدی والدلاء یعنی بالکل سامنے جس کو آنکھیں دیکھ لیں، ہاتھوں اور ڈولوں سے اسکو لیا جا سکے۔ پ۲۳ کی توضیح میں لکھا ہے خمور جاریۃ فی الانہار ظاہرۃ تراہا العیون، یعنی جنت کی نہروں میں بہنے والی شراب جو آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ پ۲۷ میں خمور جاریۃ لکھا ہے بغوی کی تفسیر میں کچھ پراگندگی سی ہے اگر معین میں میم زائد ہے اور یہ لفظ عَانَہٗ یَعِیْنُہٗ سے ماخوذ ہے تو صرف ظہور اور رؤیت کا معنی ہونا چاہئے جاری ہونے کا معنی کہاں سے پیدا ہوا، پھر پ۱۸ پ۲۳ اور پ۲۷ میں جاری ہونے کا مفہوم کس طرح حاصل ہوا اور اگر میم اصلی ہے اور معن سے مشتق ہے تو معین کا وزن فعیل ہوگا مفعول نہ ہوگا۔ اس لئے عام اہلِ تفسیر کا قول ہی صحیح ہے حضرتِ ابنِ عباس سے بروایت عطاء بھی منقول ہے۔

مَغَارَاتٍ : جمع مؤنث مَغَارًا اور مَغَارَۃً واحد، غار۔ پ۱۰ (دیکھو الغار)

اَلْمَغَارِبُ : جمع مجرد ظرف اَلْمَغْرِبُ واحد غروب ہونے کے مقامات۔ پ۲۹ (دیکھو غربت اور المشارق)۔

مَغَارِبَہَا : مغارب ظرف منصوب مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ، اس کے ڈوبنے کے مقامات پ۹ (دیکھو غربت اور المشارق)۔

مُغَاضِبًا : اسم فاعل واحد مذکر مُغَاضَبَۃٌ مصدر (باب مفاعلہ) بمعنی غضوب، ناراض ہو کر غصہ میں، پ۱۷ (دیکھو غَضِبَ اور غَضَبٌ)

مَغَانِمُ : جمع مَغْنَمٌ واحد غنیمتیں وہ چیزیں جو مفت حاصل کی جائیں، دشمن سے ہوں یا کسی اور سے۔ پ۵ (دیکھو غَنِمْتُمْ)

مَغَانِمُ: جمع مَغْنَمٌ واحد۔ غنیمتیں۔ ۲۶/۱۰، ۱۱ (دیکھو غنمتم و مغانم)

مُغْتَسَلٌ: ظرف مکان، چشمہ، نہانے کی جگہ۔ وہ چیز جس سے غسل کیا جائے یعنی پانی۔ ۲۳/۱۳ (دیکھو غسلین)

اَلْمَغْرِبِ: ظرف مکان و زمان، مفرد، غروب ہونے کی جگہ، جہت مغرب۔ ۲/۲، ۲/۱۶، ۳/۲

اَلْمَغْرِبُ:

مَغْرِبَ: ۱۹/۱۶، ۲۹/۱۳، ۲/۱، ۶/۲ (دیکھو غربت اور المشارق)

اَلْمَغْرِبَيْنِ: ظرف مکان تثنیہ، اَلْمَغْرِبُ واحد۔ غروب ہونے کے دو مقام ایک سردی کا ایک گرمی کا۔ ۲۷/۱۱۔

مُغْرَقُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع، غَرَقٌ مادہ۔ اِغْرَاقٌ مصدر (باب افعال) ڈبو دیئے گئے۔ ۱۲/۴، ۱۸/۲، ۲۵/۱۴ (دیکھو الغرق اور غرقًا)

اَلْمُغْرَقِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور، ڈبوئے گئے۔ ۱۲/۴

مَغْرَمٍ: اسم مصدر مجرور، تاوان۔ ۲۷/۴

مَغْرَمًا: اسم مصدر منصوب، تاوان۔ ۱۱/۱ (دیکھو غرامًا)

مُغْرَمُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، اِغْرَامٌ مصدر باب افعال، غَرَمٌ مادہ، تاوان زدہ۔ ۲۷/۱۵ (دیکھو غرامًا)

اَلْمُغْشِيِّ: (علیہ) اسم مفعول واحد مذکر، اصل میں المغشوی بروزن المفعول تھا واؤ کو یاء بنا کر یاء کو یاء میں ادغام کر دیا جیسے المعنیّ (باب سمع) بیہوش، جس پر بیہوشی طاری ہو۔ ۲۶/۲

مَغْفِرَةٌ: اسم اور مصدر، معاف کر دینا، معافی۔ ۳/۴، ۴/۸، ۶/۶، ۹/۱۵، ۱۰/۶، ۱۲/۲، ۱۷/۱۴، ۱۸/۱۹، ۲۲/۱۳، ۲۷/۱۹، ۲۹/۱ (دیکھو الغاشیۃ اور غشیھم)

مَغْفِرَةً: ۳/۵، ۵/۱۰، ۲۲/۲، ۲۶/۱۲۔

مَغْفِرَةٍ: ۵/۴، ۱۳/۷، ۲۲/۱۸، ۲۴/۱۹، ۲۷/۱۹۔

اَلْمَغْفِرَةِ: ۲/۵، ۱۱، ۶/۷، ۲۹/۱۶ (دیکھو غافر، غفر)

مَغْلُوْبٌ: اسم مفعول واحد مذکر، غَلَبَۃٌ مصدر کمزور، مقابلہ سے عاجز۔ ۲۷/۸ (دیکھو غالب)

مَغْلُوْلَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث مرفوع غَلٌّ مصدر، گردن سے بندھا ہوا، بند، بخیل۔ ۶/۱۳ (دیکھو غُلَّت)

مَغْلُوْلَةً: اسم مفعول واحد مؤنث منصوب بالکل بندھا ہوا، کامل، بخیل۔ ۱۵/۳ (دیکھو غُلَّت)

مُغْنُوْنَ: (عَنَّا) اسم فاعل جمع مذکر، اصل

ہیں مُغْنُونَ دفع کرنے والے، دور کرنے والے ۲۴/۱ (دیکھو غَنِیٌّ اور غَنِیًّا)

مُغَيِّرًا: اسم فاعل واحد مذکر تَغْيِيْرٌ مصدر، باب تفعیل بدلنے والا۔ ۱۰/۲ (دیکھو غیرًا اور غورًا)

اَلْمُغِيْرَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُغِيْرَةُ واحد، اِغَارَةٌ مصدر، لوٹنے والے، چھاپہ مارنے والے، مراد سواروں کے دستے جو صبح کو دشمن پر چھاپہ مارتے ہیں (اکثر مفسرین) یا قرظی نے کہا اس سے مراد اونٹوں کی وہ جماعتیں ہیں جو اپنے سواروں کو لے کر قربانی کے دن صبح سے منیٰ کو تیز تیز جاتی ہیں اور سنت یہی ہے کہ صبح سے پہلے روانگی نہ کی جائے، اغارۃ کا معنی تیز رفتار، عرب کا مشہور مقولہ تھا اشرق ثبیر کیما نغیر، کوہ ثبیر چمکنے لگا یعنی صبح ہوگئی تاکہ ہم تیزی کے ساتھ چل دیں (البغوی) ۳۰/۲۵

مَفَاتِحُ: صیغہ منتہی الجموع کنجیاں، خزانے ۷/۳ (دیکھو فاتحین و فتح)

مَفَاتِحَهٗ: مفاتح مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، اسکی کنجیاں یا خزانے۔ ۱۸/۱۲ ۲۰/۱۱ (دیکھو فاتحین)

مَفَازًا: اسم مصدر بمعنی فوز یا ظرف مکان، مقام فوز یعنی کامیابی یا مقام کامیابی۔ ۳۰/۲

مَفَازَتِهِمْ: مَفَازَةٌ مصدر مضاف هِمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کے کامیاب ہونے کے سبب سے۔ ۲۴/۳

مَفَازَةٌ: مصدر باب نصر، کامیاب ہونا (راغب) ۴/۸ (تینوں الفاظ کے لئے دیکھو فاز)

مُفَتَّحَةً: اسم مفعول واحد مؤنث کھولے گئے کھلے ہوئے۔ ۲۳/۱۲ (دیکھو الفاتحین و فتح)

مُفْتَرٍ: اسم فاعل واحد مذکر، اِفْتِرَاءٌ مصدر باب افتعال، فری مادہ، اصل میں مفتری تھا اپنی طرف سے بنا کر نیوالا۔ فَرْیٌ کا معنی ہے درست کرنے کے لئے چمڑے کو تراشنا اور اِفْرَاءٌ کا معنی ہے بگاڑنے اور خراب کرنے کیلئے چمڑے کو تراشنا، اِفْتِرَاءٌ (افتعال) کا معنی ہے چمڑے کو تراشنا خواہ درست کرنے کے لئے ہو یا بگاڑنے کے لئے، موخر الذکر استعمال اکثری ہے قرآن مجید میں شرک، ظلم اور کذب کے لئے استعمال کیا گیا (راغب) ۱۴/۲

مُفْتَرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، مُفْتَرِیٌ واحد افتراء مصدر، اصل میں مُفْتَرِیُوْن تھا۔ جھوٹے بہتان باندھنے والے۔ ۱۲/۵ (دیکھو مفتر)

مُفْتَرًى: اسم مفعول، افتراء مصدر، از خود ساختہ۔ ۲۰/۷ ۲۲/۱۱۔

مُفْتَرَيَاتٍ: اسم مفعول جمع مؤنث مُفْتَرَاةٌ واحد خود ساختہ۔ ۱۲/۲

اَلْمُفْتَرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، افتراء پرداز ۹/۸ (دیکھو مفتر)

اَلْمَفْتُوْنُ: اسم مفعول واحد ضحاک نے کہا اس جگہ اسم مفعول بمعنی مصدری ہے یعنی تم میں سے کس کو جنون ہے جیسے مَالِفُلَانٍ مَجْلُوْدٌ وَلَا مَعْقُوْلٌ فلاں شخص میں نہ جلادت (دلیری) ہے نہ عقل، عوفی نے ابن عباس کا بھی یہی قول نقل کیا ہے، مجاہد نے کہا مفتون سے مراد شیطان یعنی تم میں سے کس کے ساتھ شیطان ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسجگہ بار بمعنی فِی ہے یعنی تم سے کس فریق کے اندر مجنون ہے، تمہارے فریق کے اندر یا کافروں کے گروہ میں۔ قتادہ اور بعض دوسرے علماء کا قول ہے کہ اس جگہ بار زائد ہے بے معنی مطلب یہ ہے کہ تم میں کون دیوانہ ہے (معالم) ۲۹/۳ (دیکھو فاتنین)

اَلْمَفَرُّ: مصدر میمی، بھاگنا، فرار۔ ۲۹/۱۷ (دیکھو الفرار و فرارًا)

مُفْرَطُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر۔ اِفْرَاطٌ مصدر، آگے بھیجے ہوئے۔ آگے روانہ کئے جائیں گے۔ اِفْرَاطٌ آگے بڑھنے میں زیادتی کرنا (راغب) ۱۴/۱۴ (دیکھو فرطًا)

مَفْرُوْضًا: اسم مفعول فَرْضٌ مصدر ۴/۱۲ مقرر کاٹ کر الگ کیا ہوا (دیکھو فارض اور فرض)

اَلْمُفْسِدُ: اسم فاعل واحد مذکر، اِفْسَادٌ مصدر، بگاڑنے والا۔ تباہی پیدا کرنے والا ۱۲/۱۱ (دیکھو الفساد)

اَلْمُفْسِدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اَلْمُفْسِدُ واحد بگاڑ پیدا کرنیوالے۔ تباہ کار ۱/۲ ۳/۱۴ ۶/۱۳ ۸/۱۷، ۱۸ ۹/۳، ۷ ۱۱/۹، ۱۳، ۱۴ ۱۲/۸ ۱۹/۱۴، ۱۶ ۲۰/۲، ۱۱، ۱۵، ۱۶ ۲۳/۱۲۔

مُفَصَّلًا: اسم مفعول واحد مذکر، تفصیل، مصدر، تفصیل وار یعنی امر و نہی کو الگ الگ بیان کر دیا گیا ہے بعض کا قول ہے کہ قرآن کا نزول تفصیلی ہے یعنی پانچ پانچ اور دس دس آیات نازل کی گئی ہیں (معالم) اس صورت میں مفصلا الکتاب سے حال نہ ہوگا بلکہ موصوف محذوف کی صفت ہوگا یعنی اَنْزَلَ اِنْزَالًا مُفَصَّلًا ۸/۱ (دیکھو فاصلین اور فصّل)

مُفَصَّلَاتٍ: اسم مفعول جمع مؤنث، تفصیل مصدر۔ جدا جدا کھلی ہوئی ۹پ/۶ (دیکھو فاصلین اور فصّل)

مَفْعُوْلًا: اسم مفعول واحد مذکر فعلٌ مصدر باب فتح کر دیا گیا۔ ہو کر رہنے والا۔ یقینی الوقوع پورا ہو کر رہے گا۔ یہ تراجم سب معنوی مناسبت کے لحاظ سے ہوں گے۔ مفعول کا لفظی ترجمہ ہے وہ شے جس کو کیا جائے یا کیا گیا ہو۔ ۵پ/۴ ۱۰پ/۱ ۱۵پ/۱،۱۲ ۲۲پ/۱۰ ۲۹پ/۱۳ (دیکھو فاعلٌ)

اَلْمُفْلِحُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع اَلْمُفْلِحُ واحد، اِفْلَاحٌ مصدر باب افعال فلاح پانیوالے۔ مراد پانے والے، کامیاب۔

فَلْحٌ پھاڑنا مشہور مقولہ ہے اَلْحَدِیْدُ بِالْحَدِیْدِ یُفْلَحُ لوہا، لوہے سے پھاڑا جاتا ہے فَلَّاحٌ کاشتکار جو زمین کو چیرتا ہے، فَلَاحٌ کامیابی دنیوی ہو یا اخروی، مُفْلِحٌ کامیاب (راغب) قرآن مجید میں مفلحون کا لفظ صرف انہی لوگوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو آخرت میں فلاح پانیوالے اخروی کامیابی کے دروازے جن کیلئے کھولدئے جائیں گے ہاں اَفْلَحَ کا لفظ ایک جگہ فرعون و موسیٰ کے قصہ میں دنیوی کامیابی کیلئے استعمال کیا گیا وہ بھی اللہ کا مقولہ نہیں ہے بلکہ دوسروں کا مقولہ اللہ نے نقل کیا ہے، فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰی آج جو غالب آئیگا وہی کامیاب ہوگا۔ ۱پ/۱ ۴پ/۴ ۸پ/۸ ۹پ/۹ ۱۰پ/۱،۱۷ ۱۸پ/۶،۱۳ ۲۱پ/۷،۱۰ ۲۸پ/۳،۴،۱۶۔

اَلْمُفْلِحِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور اَلْمُفْلِحُ واحد، اِفْلَاحٌ مصدر، کامیاب، مراد پانے والے۔ ۲۰پ/۷ (دیکھو المفلحون)

اَلْمَقَابِرَ: صیغہ منتہی الجموع ظرف مکان اَلْمَقْبَرَۃُ اور اَلْمَقْبُرَۃُ واحد، قبرستان۔ ۳۰پ/۲۷ (دیکھو القبور)

مَقَاعِدَ: صیغہ منتہی الجموع ظرف مکان، مَقْعَدٌ واحد بیٹھنے کی جگہ، گھات لگانے کے مقامات، ۴پ/۱۱ ۲۹پ (دیکھو مَقْعَدٍ اور قاعدًا)

مَقَالِیْدُ: جمع منتہی الجموع، مِقْلِیْدٌ اور مِقْلَادٌ واحد، کنجیاں یا خزانے یا وہ قدرت جو ساری کائنات کو محیط ہے (راغب) بغوی نے اول معنی اختیار کیا ہے۔ کلبی نے کہا بارش اور نبات کے خزانے مراد ہیں۔ قتادہ اور مقاتل کے نزدیک رزق و رحمت مراد ہے۔ ۲۴پ/۴ ۲۵پ/۳۔

قَلْدٌ بٹنا، قَلِیْدٌ اور مَقْلُوْدٌ بٹی ہوئی چیز قلادہ بٹا ہوا ڈورا یا زنجیر یا کنٹھا جو گلے میں

ڈالا جاتا ہے، توسیعِ استعمال کے بعد ہر اس چیز کو قلادہ کہا جانے لگا جو کسی چیز کو محیط ہو۔

تَقَلَّدَ سَیْفَہٗ اس نے اپنے گلے میں قلادہ کی طرح تلوار لٹکا لی۔ قَلَّدْتُہٗ سَیْفًا میں نے اس کی گردن میں تلوار باندھ دی یا تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔ قَلَّدْتُہٗ عَمَلًا میں نے کام اس کی گردن میں باندھ دیا یعنی اس کو کام کا ذمہ دار بنا دیا (المفردات وتاج)

مَقَامِعُ: جمع اسم آلہ، مِقْمَعٌ واحد، گرز۔ قَمَعْتُہٗ میں نے اس کو روکا۔ اِنْقَمَعَ (باب انفعال) وہ رک گیا۔ ۱۷/۱۹

مَقَامُ: ظرفِ مکان، قیامٌ مصدر، کھڑا ہونے کی جگہ۔ ۳/۱

مَقَامِ: ظرفِ مکان، قیامٌ مصدر، کھڑا ہونے کی جگہ۔ ۱/۱۵

مَقَامَ: ظرفِ مکان، جگہ۔ ۲۱/۱۸ مصدر میمی کھڑا ہونا۔ ۲۷/۱۳ ۲۰/۳

مَقَامٌ: ظرفِ مکان، مرتبہ، جگہ ۲۳/۹

مَقَامٍ: ظرفِ مکان، جگہ ۱۹/۸ ۲۵/۱۴،۱۶

مُقَامًا: ظرفِ مکان، کھڑا ہونے کی جگہ یا جگہ۔ ۵/۹ ۱۶/۸

مُقَامًا: ظرفِ مکان، اِقَامَۃٌ مصدر، باب افعال۔ ۱۹/۴، رہنے کی جگہ۔

مَقَامِكَ: ظرف مضاف كَ ضمیر خطاب مضاف الیہ، تیری جگہ سے۔

مُقَامَۃِ: مصدر میمی، باب افعال، قیام دوامی۔ ۲۲/۱۲

مَقَامَهُمَا: ظرفِ مکان مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ غائب، مضاف الیہ۔ ان دونوں کے کھڑے ہونے کی جگہ میں۔ ۷/۴

مَقَامِي: مصدر میمی مضاف، یا متکلم مضاف الیہ (ثلاثی مجرد) ۱۱/۱۳ میرا رہنا ۱۳/۱۵ میرا کھڑا ہونا (دیکھو قام)

اَلْمَقْبُوحِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور المقبوح واحد قبح مادہ، بدحال لوگ۔ قَبَاحَۃٌ مصدر لازم (باب کرم) و قَبَحَ متعدی (باب فتح) قُبح ایسی حالت اور شکل جس کو دیکھنے سے آنکھوں کو نفرت اور طبیعت کو کراہت ہو۔ قبیح عمل بھی ہوتا ہے اور شکل بھی اور حال بھی دوزخیوں کی شکل بھی قبیح ہوگی اور حال بھی برا ہوگا۔ اس جگہ مراد دوزخی ہیں۔

قَبَّحَہُ اللّٰہُ عَنِ الْخَیْرِ (مفعول ثانی پر عن)

اللہ نے اس کو خیر سے دور کر دیا۔ ۲۲/۱۷

مَقْبُوْضَۃٌ : اسم مفعول واحد مؤنث، قَبْضٌ مصدر، با قبضہ، قبضہ میں لیا ہوا قبضہ کیا ہوا ۳/۱۲ (دیکھو قَبْضًا)

مَقْتٌ : مصدر مرفوع، باب نصر، مُقَاتَلَۃٌ بھی مصدر ہے کسی شخص کو کسی برائی کا مرتکب دیکھکر اس سے بغض رکھنا اور مبغوض قرار دیا جائے اِمْقَاتٌ (باب افعال) اور تَمْقِیْتٌ (باب تفعیل) کا بھی یہی معنی ہے۔ مَقْتٌ باپ کی بیوی سے نکاح کر لینے کو بھی کہتے ہیں۔

مَقْتِیٌّ باپ کی بیوی سے نکاح کرنے والا یا نکاح مقت کی اولاد ۲۴/۷ (قاموس و مفردات)

مَقْتًا : مصدر منصوب ۴/۱۴ میں سبب بغض مراد ہے یعنی تمہاری یہ حرکت اللہ کی دشمنی اور شدت بغض کا سبب بنیگی۔ ۲/۱۷، ۲۴/۹، ۲۸/۹ بغض شدید۔

مُقْتَحِمٌ : اسم فاعل واحد مذکر، ہولناک مقام میں گھس پڑنے والا۔ ۲۳/۱۳ اِقْتِحَامٌ (باب افتعال) لازم، کسی خوفناک مقام یا چیز میں گھس پڑنا۔ قَحَمَ نَفْسَہٗ (باب فتح متعدی) اس نے اپنے آپ کو بغیر سوچے کسی کام میں ڈال دیا۔ وَحَمَ الْفَرَسُ فَارِسَہٗ (باب تفعیل) گھوڑا سوار کو لے کر خطرناک مقام میں گھس پڑا۔ مَقَاحِیْمُ ہولناک کاموں میں بے دھڑک داخل ہونیوالے ایک شاعر کہتا ہے ؎

مَقَاحِیْمُ فِی الْاَمْرِ الَّذِیْ یُتَجَنَّبُ

قابل اجتناب یعنی ہولناک امور میں وہ بے دھڑک گھس پڑتے ہیں۔ (المفردات و تاج)

مُقْتَدِرٍ : اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اِقْتِدَارٌ مصدر باب افتعال، ہر طرح کی قدرت والا، با اقتدار، ۲۷/۱۰ دوجگہ (دیکھو القادر)

مُقْتَدِرًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب اِقْتِدَارٌ مصدر، با اقتدار۔ ہر طرح کی قدرت والا۔ ۱۵/۱۸ (دیکھو القادر)

مُقْتَدِرُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مُقْتَدِرٌ واحد، قابو یافتہ، ہر طرح قابو رکھنے والے ۲۵/۱۰ (دیکھو قادر)

مُقْتَدُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مُقْتَدِیٌ واحد، اِقْتِدَاءٌ مصدر، باب افتعال، پیروی کرنیوالے پیچھے پیچھے چلنے والے نقل کرنیوالے، ۲۵/۸ قدوۃ وہ شخص جس کی پیروی کی جائے، مقتدی امام جس کی پیروی کی جائے۔

اَلْمُقْتِرِ : اسم فاعل واحد مذکر، اِقْتَارٌ مصدر، باب افعال، قَفِیْرٌ، قُتَارٌ اور قَتَرٌ لکڑی یا ترکاری تو میسر نہ آئے، صرف بھاپ مل جائے مراد نادار، کم مایہ ۲/۱۵ (دیکھو قَتُوْرًا اور قَتَرَۃٌ)

مُقْتَرِفُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، اِقْتِرَافٌ کا اصل معنی ہے درخت کی کھال چھیلنا۔ زخم کا چھلکا کریدنا، مجازی معنی ہے کمانا۔ کمائی اچھی ہو یا بری لیکن بری کمائی کرنے میں اقتراف کا استعمال زیادہ ہے، مشہور مقولہ ہے اِلْاِعْتِرَافُ یُزِیْلُ الْاِقْتِرَافَ اقرار جرم۔ ارتکاب جرم کو دور کر دیتا ہے۔ قَرَفَ (باب ضرب) تہمت لگائی۔ خود گھڑ کر اصلی ہونا ظاہر کیا۔ مُقْتَرِفٌ نسل کا دوغلا، مُقَارَفَۃٌ ایسا کام کرنا جس سے کرنیوالے پر برائی آتی ہو (المفردات وبعض از نہایہ)

مُقْتَرِنِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور، اَلْمُقْتَرِنُ مصدر، باب افتعال۔ ساتھ ساتھ ۲۵/۱۱ (دیکھو قارون۔ قرین۔ قَرْنٌ)

اَلْمُقْتَسِمِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور اَلْمُقْتَسِمُ واحد، اِقْتِسَامٌ مصدر، بانٹ لینے والے، مراد یہودی اور عیسائی (مروی از ابن عباس) یعنی اپنی کتابوں کے بعض حصوں کو ماننے والے اور بعض کو نہ ماننے والے یا وہ لوگ مراد ہیں جو مکہ کی مختلف گھاٹیوں اور راہوں میں بٹ کر بیٹھ گئے تھے تاکہ آنیوالوں کو اسلام سے روکیں اور رسول اللہ تک نہ پہنچنے دیں یا وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی مخالفت پر مضبوط معاہدے کئے اور قسمیں کھائی تھیں (راغب) ۱۴/۱ (دیکھو قَاسَمَهُمَا اور قَسَمٌ)

مُقْتَصِدٌ : اسم فاعل واحد مذکر اِقْتِصَادٌ مصدر قَصْدٌ مادہ باب افتعال، سیدھے راستہ پر قائم۔ ۲۱/۱۳ ۲۳/۱۶۔

مُقْتَصِدَۃٌ : اسم فاعل واحد مؤنث اِقْتِصَادٌ مصدر قَصْدٌ مادہ، باب افتعال، سیدھے راستہ پر قائم، ۶/۱۳ (دیکھو قَاصِدًا اور قَصْدٌ)

مَقْتِکُمْ : مَقْتٌ مصدر مجرور مضاف، کُمْ مضاف الیہ۔ تمہاری اپنے سے بیزاری اور دشمنی ۲۴/۷ (دیکھو مَقْتٌ)

مِقْدَارٌ : اسم مفرد، مقادیر جمع، مقررہ اندازہ۔ ۱۳/۸۔

مِقْدَارُہٗ : مقدارُ مضاف ہٗ مضاف الیہ، اسکی مقدار، اس کا حسابی اندازہ۔ ۲۱/۱۴

پ ۲۹/۷ (دیکھو قادر اور قدر)

اَلْمُقَدَّسِ: اسم مفعول واحد مذکر تَقْدِیْسٌ مصدر، قُدْسٌ مادہ باب تفعیل پاک جس کو پاک کر دیا گیا ہو پ ۱۶/۱ ۳۰/۳ (دیکھو اَلْقُدُسِ اور اَلْقُدُّوْسُ)

اَلْمُقَدَّسَۃَ: اسم مفعول واحد مؤنث تَقْدِیْسٌ مصدر، پاک کی ہوئی یعنی طور اور حوالی طور (مجاہد) ایلیا اور بیت المقدس (ضحاک) اریحا (عکرمہ) دمشق فلسطین اور اردن کا کچھ حصہ (کلبی) پورا ملکِ شام (قتادہ) معالم۔ کعب احبار کے قول سے قتادہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ کعب نے کہا میں نے اللہ کی کتاب میں پایا کہ شام تمام زمین میں اللہ کا خزانہ ہے اور ملکِ شام کے رہنے والے تمام بندوں میں سے اللہ کا محفوظ کنز ہے۔ پ ۶/۸ (دیکھو اَلْقُدُسِ اور اَلْقدوس)

مَقْدُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر قَدْرٌ مادہ ٹھیرایا جاچکا۔ مقرر کردہ۔ پ ۲۲/۲ (دیکھو قادر)

اَلْمُقَرَّبُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع اَلْمُقَرَّبُ واحد، تَقْرِیْبٌ مصدر، قریب کئے ہوئے، زیادہ عزت والے، پ ۶/۴ ۲۷/۱۴ ۳۰/۸ (دیکھو قُرُبات اور قُرْبَۃ اور قُرْبان)

مَقْرَبَۃٍ: مصدر میمی، قرابۃ، رشتہ داری پ ۳۰/۱۵ (دیکھو قُرْبَۃ، قُرُبات، قُرْبان)

اَلْمُقَرَّبِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور اَلْمُقَرَّبُ واحد، قریب کئے ہوئے زیادہ عزت والے پ ۳/۱۳ پ ۹/۴ پ ۱۹/۷ پ ۲۷/۱۶ (دیکھو قربات قربۃ وغیرہ)

مُقْرِنِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب مُقْرِنٌ واحد، اِقْرَانٌ مصدر، قابو میں لانیوالے بس میں کرنیوالے، پ ۲۵/۷ (دیکھو قارون، قرین، قرن)

مُقَرَّنِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب مُقَرَّنٌ واحد تَقْرِیْنٌ مصدر، باب تفعیل، جکڑے ہوئے کس کر باندھے گئے، پ ۱۳/۱۹ پ ۱۸/۱۲ پ ۲۳/۱۲ (دیکھو قارون۔ قرین۔ قرن)

اَلْمُقْسِطِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُقْسِطُ واحد، اِقْسَاطٌ مصدر، باب افعال، قسط مادہ۔ انصاف کرنیوالے پ ۶/۱۰ پ ۲۶/۱۳ ۲۸/۸ (دیکھو قاسطون)

اَلْمُقَسِّمَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُقَسِّمَۃُ واحد، تقسیم مصدر، تقسیم کرنے والے ملائکہ جو

اللہ کے حکم کے مطابق مخلوق کا حصہ تقسیم کرتے ہیں۔ پ ۲۶ ۱۸ (دیکھو قاسمۃ ہما)

مَقْسُوْمٌ: اسم مفعول واحد مذکر، بانٹا ہوا، بانٹ کر علیحدہ کیا ہوا۔ پ ۱۴ ۳ (دیکھو قاسمہا)

مُقَصِّرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مُقَصِّرٌ واحد تَقْصِیْرٌ مصدر، کتروانے والے، کم کرنے والے۔ پ ۲۶ ۱۲ (دیکھو قاصرات)

مَقْصُوْرَاتٌ: اسم مفعول جمع مؤنث مَقْصُوْرَۃٌ پردہ نشین، مسہریوں کے پردوں کے اندر چھپی ہوئی (البغوی فی المعالم) یا وہ حوریں، جنہوں نے اپنی نگاہ کو اپنے شوہروں پر روک رکھا ہوگا کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی، (مجاہد) مجاہد کے قول پر مقصورات بمعنی قاصرات ہوگا یعنی اسم مفعول بمعنی اسم فاعل۔ پ ۲۷ ۱۳ (دیکھو قاصرات)

مَقْضِیًّا: اسم مفعول واحد مذکر قضاءٌ مصدر فیصل شدہ۔ مقرر۔ پ ۱۶ ۸،۵ (دیکھو قاض)

مَقْطُوْعٌ: اسم مفعول واحد مذکر قَطْعٌ مصدر (باب فتح) قطع کردہ۔ کاٹ دی گئی، وہ چیز جس کو کاٹ دیا جائے۔ پ ۱۴ ۵ (دیکھو قاطعۃ)

مَقْطُوْعَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث قَطْعٌ مصدر، قطع کردہ، جس کا سلسلہ عطا کاٹ دیا گیا ہو، ختم کر دیا گیا ہو، لَا مَقْطُوْعَۃٍ کا ترجمہ ہوا نہ ختم ہونے والے پ ۲۷ ۱۴ (دیکھو قاطعۃ)

مَقْعَدٌ: ظرف مکان مفرد، مَقَاعِد جمع، قَعْدَۃٌ اور قعودٌ مصدر، باب نصر، جگہ، بیٹھنے کی جگہ پ ۱۷ ۱۱ (دیکھو قاعدًا)

مُقْمَحُوْنَ: اسم مفعول مذکر مُقْمَحٌ واحد اِقْمَاحٌ مصدر، باب افعال، قَمْحٌ مادہ، گردن پھنسنے کی وجہ سے سر اوپر کو اٹھے ہوئے، مُقْمَحٌ وہ شخص جو سر اٹھائے اور آنکھیں بند کرلے، بَعِیْرٌ قَامِحٌ وہ اونٹ جو پانی پینے کے بعد آنکھیں بند کرکے سر اٹھائے کھڑا ہوتا ہے، اِقْمَاحٌ سر اٹھا لینا اور آنکھیں بند کر لینا۔

ازہری نے کہا چونکہ دوزخیوں کی گردنوں میں طوق پھنسے ہوئے ہونگے اور ٹھوڑیاں اوپر کو اٹھ جائینگی لامحالہ سر بھی اوپر کو اٹھ جائیں گے (معالم) راغب نے لکھا ہے قَمْحٌ کا معنی سر اٹھانا قَمَحَ الْبَعِیْرُ اونٹ نے اپنا سر اٹھایا۔ اگر سرکش اونٹ کا سر پیچھے سے کھینچ کر کس کر باندھ دیا جائے اور اس طرح اوپر کو اٹھ جائے تو قُمِحَتْ الْبَعِیْرُ کہا جاتا ہے۔

مضمون تشبیہی اور تمثیلی طور پر کہا گیا ہے
(حقیقت مراد نہیں ہے) کافر سرکش تھے، قبولِ
حق سے سرتابی کرتے تھے، راہ خدا میں خرچ کرنے
سے گردن نیوڑاتے تھے اس لئے ان کی حالت
بغیر مقمح کی طرح ہوگئی (المفردات)

خلیل نے کہا اگر پختگی کے وقت سے لیکر
ذخیرہ اندوزی تک گیہوں بالی کے اندر ہی رکھا
جائے تو ایسے گیہوں کو قَمِیْحٌ کہتے ہیں اور اس سے
بنائے ہوئے ستو کو قمیح ۔ ۲۲/۱۸

اَلْمُقَنْطَرَۃِ: اسم مفعول واحد مؤنث، ڈھیر
کئے ہوئے، قَنْطَرَۃٌ مصدر (باب فعللۃ رباعی
مجرد) ۳/۱ (دیکھو قنطار اور القناطیر)

مُقْنِعِی: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مضاف
اصل میں مُقْنِعِیْنَ تھا اضافت کی وجہ سے
نون گرادیا۔ اِقْنَاعٌ مصدر، باب افعال، قَنْعٌ
مادہ۔ اٹھائے ہوئے۔ ۱۳/۱۹۔

اَلْمُقْوِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور، اَلْمُقْوِی
واحد اِقْوَاءٌ مصدر، قَوَاءٌ یا قُوَّۃٌ ماخذ، اس لفظ
کے ترجمہ میں اہل تفسیر کا اختلاف ہے، صاحبِ
معالم التنزیل نے لکھا ہے کہ قِیٌّ اور قواء ویران
زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی رہنے والا نہ ہو، اَقْوَتِ
الدَّارُ مکان غیر آباد ہوگیا، رہنے والوں سے خالی
ہوگیا اس لئے مقوین سے مراد ہیں مسافر، مسافر
اور صحرا نشین لوگوں کو آگ سے زیادہ فائدہ پہنچتا
ہے، رات کو آگ جلاتے ہیں تو دیکھ کر درندے
بھاگ جاتے ہیں، بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ
مل جاتا ہے۔ (ہذا قول اکثر المفسرین)

مجاہد اور عکرمہ نے کہا مقوین سے مراد ہیں
عام فائدہ حاصل کرنیوالے مسافر ہوں یا غیر مسافر
ابن زید نے کہا بھوکے مراد ہیں، عرب کہتے ہیں،
اَقْوَیْتُ مُنْذُ یَوْمَیْنِ (مثلاً) میں دو دن سے
بھوکا ہوں، قطرب نے کہا مقوی اضداد میں
سے ہے فقیر کو بھی کہتے ہیں اس لئے کہ وہ مال
سے خالی ہوتا ہے اور غنی کو بھی کہتے ہیں اس لئے
کہ وہ صاحبِ قوت ہوتا ہے اپنے ہر مقصود کو
حاصل کرنے کی اس میں قوت ہوتی ہے اَقْوَی
الرَّجُلُ اس کے مویشی قوی ہوگئے، مال بہت ہوگیا
اور قوت دار ہوگیا، شاید قطرب کا مدعا یہ ہے کہ
اگر مقوی کا ماخذ قواء کو قرار دیا جائے تو فقیر کہتے
ہیں کیونکہ قواء خالی مکان اور بیابان کو کہتے ہیں،
فقیر کا پیٹ بھی خالی اور جیب بھی خالی اور گھر بھی خالی اور
قوت کو ماخذ قرار دیا جائے تو مقوی کا معنی ہوگا

صاحبِ قوت اور غنی صاحبِ قوت ہونا ہے اس کو مالی قوت حاصل ہوتی ہے۔ ۲۷/۱۵

مُقِيتًا: اسم فاعل واحد مذکر، اِقوات مصدر قُوت مادہ، قادر، نگراں، محافظ (روزی دینے والا) قوت اتنی روزی جس سے زندگی رہ جائے اقوات جمع (دیکھو اقواتہا) قُوت مصدر قَاتَہٗ یَقُوتُہٗ باب نصر اس کو اس کی روزی کھلائی۔ اَقَاتَہٗ، یُقِیتُہٗ (باب افعال) ایسی چیز اس کو دی جس سے اس کی زندگی موت سے بچ جائے، قُوت لَیلَۃٍ قِیتُ لَیلَۃٍ قِیتَۃُ لَیلَۃٍ ایک رات کا کھانا۔ (المفردات) ۵/۸۔

مَقِيلًا: اسم ظرف، خواب گاہ دوپہر یا مصدر (باب ضرب) قَیلُولَۃٌ بھی مصدر ہے دوپہر میں آرام کرنا۔ لیٹنا۔ ۱۹/۱ (دیکھو قائلون)

مُقِيمٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع۔ اِقامۃٌ مصدر اٹل۔ دوامی۔ ۶/۱ ۱۰/۹ و ۱۵ ۲۴/۱ (دیکھو قام)

مُقِيمٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اِقامۃٌ مصدر ۱۴/۵ مستقیم سیدھا ۲۵/۶ دوامی۔ لازوال۔

مُقِيمَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مضاف پابندی اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرنیوالا۔ ۱۳/۱۸۔

اَلْمُقِيمِ: اسم فاعل جمع مذکر معرف باللام مضاف باضافتِ لفظیہ، پابندی اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کرنیوالے۔ ۱۷/۱۲

اَلْمُقِيمِينَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب اَلْمُقِیمُ واحد، اِقامۃٌ مصدر بمعنی مذکورہ بالا۔ ۶/۲ (دیکھو قام)

مُكَاءً: مصدر، منہ سے سیٹی اور انگلیوں سے چٹکی بجانا (قاموس) باب نصر مُکُوٌّ بھی مصدر ہے اور مَکِیَ مَکًا (باب سمع) مضبوط پکڑنا۔ تَمَکِّیُ (باب تفعل) پسینہ سے تر ہو جانا۔ مَکْوٌ اسم لومڑی اور خرگوش وغیرہ کا بھٹ۔ اَلْمِکَاءُ اور مُکَاءٌ جمع (قاموس و تاج) ۹/۱۸

مَكَانٍ: اسم ظرف مجرور، کَونٌ مصدر باب نصر مقام، جگہ، ۱۴/۱ جگہ، عوض، بدل۔ ۶/۲ ۹/۸ ۱۱/۱۵ ۱۳/۲۰ ۱۴/۱۷ و ۲۱ ۱۶/۱۸ ۱۲/۲۲ جگہ ۲۶/۱۷ جگہ، مراد صخرہ بیت المقدس (مقاتل) بغوی کَونٌ (اسم) اور کائِنَۃٌ شئ پیدا شدہ چیز، اَکوانٌ کَونٌ کی جمع ہے۔

مَکانٌ ظرف اَماکِن اور اَمکِنَۃٌ جمع مَکانَۃٌ بمعنی مکان اور قیام گاہ، مرتبہ، نیت، ارادہ، مَکِینٌ مکان میں رہنے والا مضبوط، بڑے مرتبہ والا۔ مَکِنَتِیۃٌ نیت، ارادہ۔ کِنانَۃٌ قبولیت تَکوِینٌ موجود کرنا، کسی شئ چیز کو

عدم سے وجود میں لانا۔ پیدا کرنا۔ تکوُّنٌ ہونا۔ ہوجانا ہلنا۔ اِکْتِیانٌ (افتعال) ہونا۔ موجود ہوجانا۔ ضامن ہونا۔ اِسْتِکَانَۃٌ (استفعال) عاجزی کرنا۔ (دیکھو کانَ)

مَکَانًا: اسم ظرف منصوب جگہ ۶/۱۲ ۵ ۱۱/۱۶ ۸ ۱۲ ۱۹/۱۸ ۱۷/۱ جگہ، مقام۔ ۱۳/۳ مرتبہ منزلت۔ ۱۶/۷ جنت، یا آسمان یا علوِ مرتبہ۔

مَکَانَتِکُمْ: مکانۃِ مضاف کُمْ مضاف الیہ بمعنی مکان جیسے مَقَامَۃ اور مقام مراد حالت یعنی تم اپنی حالت پر رہو جو کچھ کر رہے ہو کرتے رہو ۸ ۸ ۱۲ ۲۴/۱

مَکَانَتِہِمْ: مضاف اور مضاف الیہ، جگہ مراد ان کے گھر ۲۳/۳

مَکَانَکُمْ: مَکَانَ مضاف منصوب کُمْ مضاف الیہ یعنی تم اپنی جگہ قائم رہو (روح) ۱۱/۸

مَکَانَہٗ: مضاف و مضاف الیہ اس کی جگہ ۹/۴ ۱۱/۲ آیت ۱۳/۳ میں جگہ سے مراد بدل ہے (خازن)

مُکِبًّا: اسم فاعل واحد مذکر اِکْبَابٌ مصدر باب افعال۔ سرنگوں اوندھا۔ ۲۹/۲

اِکْبَابٌ (باب افعال) لازم ہے اور کَبٌّ (نصر) متعدی کَبَّہُ اللّٰہُ اللہ اس کو اوندھا گرا دے۔ اَکَبَّ زَیْدٌ زید سرنگوں گر پڑا (گویا اس جگہ باب افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہے) (صاوی) لیکن صاحب قاموس نے اِکْبَابٌ کو لازم بھی لکھا اور متعدی بھی، اوندھے منہ گرنا اور گرانا دونوں معنی ہیں لفظ مذکورہ میں بطور لازم استعمال کیا ہے (دیکھو کُبَّتْ اور کُبْکِبُوا)

مَکْتُوْبًا: اسم مفعول واحد مذکر، کَتْبٌ اور کِتَابَۃٌ مصدر، باب نصر، لکھا ہوا ۹/۹ (دیکھو کَاتِبٌ اور کَتَبَ)

مُکْثٍ: مصدر (نصر و کرم) انتظار کرتے ہوئے توقف کرنا، ٹھہرنا ۱۵/۱۲ بقول راغب مُکْثٌ کے مفہوم میں انتظار داخل ہے (المفردات) گویا مُکْث کے مفہوم کے دو جزء ہیں ۱۔ ٹھہرنا توقف کرنا۔ ۲۔ انتظار، اس جگہ صرف اول معنی ملحوظ ہے یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔

مُکُوْثٌ مُکْثَانٌ اور مَکِّیْثَی بھی مصادر ہیں، مِکْثٌ اور مُکْثٌ اسم مصدر، دیر۔ مَکِیْثٌ صیغہ صفت متوقف، بوجھل با وقار (دیکھو مَاکِثُوْن اور مَاکِثِیْنَ)

مَکَثَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف (نصر وکرم) مُکْثٌ مصدر، انتظار میں ٹھیرا۔ پ ۱۹/۱۷

اَلْمُکَذِّبُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع تکذیبٌ مصدر، جھٹلانے والے، جھوٹا قرار دینے والے۔ پ ۱۷/۱۵

اَلْمُکَذِّبِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور و منصوب معرفہ، تکذیب مصدر، جھوٹا کہنے والے، جھوٹ قرار دینے والے۔ پ ۴/۵ پ ۷/۸ پ ۱۴/۱۱ پ ۲۵/۸ پ ۲۷/۳ پ ۲۹ (۳، ۱۳، ۱۰، ۲، سات جگہ ۲۲ تین جگہ) پ ۳۰/۸۔

مُکَذِّبِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر نکرہ، جھٹلانے والے۔ پ ۲۹/۴ (دیکھو کاذِبٌ)

مَکْذُوْب : اسم مفعول بمعنی حاصل مصدر، جھوٹ، یعنی وعدہ ہے بغیر جھوٹ کے (دیکھو کاذِبٌ)

مَکَرَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف، مَکْرٌ مصدر باب نصر پ ۱۳/۱۲ ان کو سزا دینے کی باطنی تدبیر کی پ ۱۳/۱۲ پ ۱۳/۱ پوشیدہ فریب کیا (دیکھو الماکرین)

مَکْرًا : مصدر منصوب (نکرہ) دھوکہ دینا فریب کرنا۔ دھوکہ کی سزا دینا یا سزا دینے کی خفیہ تدبیر کرنا پ ۱۱/۸ میں دھوکہ کی سزا دینا یا سزا دینے کی خفیہ تدبیر کرنا مراد ہے پ ۱۹/۱۹ میں دوسری جگہ بھی، مکر کی سزا دینا یا سزا دینے کی تدبیر کرنا مراد ہے پ ۱۹/۱۹ میں پہلی جگہ فریب دینا مراد ہے پ ۲۹/۱۰ میں بھی یہی مراد ہے۔

مَکِرَ (سمع) سرخ ہونا۔ تَمْکِیْرٌ (تفعیل) غلہ کی بھرتی کرنی، روک کر رکھ لینا تاکہ گراں بیچا جائے، اِمْتِکَارٌ (افتعال) گل سرخ میں رنگنا۔

مَکْرٌ : مصدر و اسم مرفوع نکرہ (نصر) پ ۹/۴ خفیہ تدبیر پ ۱۱/۸ حیلہ۔ چال۔

مَکْرِ : مصدر و اسم مجرور معرفہ پ ۱۲/۱۴ چال پ ۲۲/۱۷ چال۔

مَکْرَ : مصدر و اسم منصوب معرفہ پ ۹/۲ خفیہ تدبیر پ ۲۲/۱ چال۔

مَکْرُ : مصدر و اسم مرفوع معرفہ پ ۱۳/۱۲ خفیہ تدبیر پ ۲۲/۱۰، ۱۴ چال۔

مَکْرُهُمْ : مضاف مرفوع ھُمْ مضاف الیہ ان کا مکر۔ فریب۔ پ ۱۳/۱۱، ۱۹۔

مَکَرَهُمْ : مضاف منصوب ھُمْ مضاف الیہ ان کے مکر کو، پ ۱۳/۱۹ (مادہ مکر کی تنقیح کے لئے دیکھو الماکرین)

مَکَرْتُمُوْهُ : جمع مذکر حاضر ماضی، وا اشباعی کا، ہٗ ضمیر غائب مفعول، تم سب نے یہ چال کی ہے یعنی موسیٰ سے تم سب نے سازش کر لی تھی، تمہاری شکست خود ساختہ فریب ہے۔ پ ۹/۴۔

مُکْرِمٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِکْرَامٌ مصدر، عزت دینے والا ۱۷/۹ (دیکھو کِرَامٍ وکَرَّمْتَ)

مُکْرَمُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مرفوع، اِکْرَامٌ مصدر، بزرگ، معزز ۱۷/۲ ۲۹/۷ (دیکھو کِرَامٍ وکَرَّمْتَ)

مُکَرَّمَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث، تَکْرِیْمٌ مصدر (تفعیل) عزت والے، قابلِ ادب ۳۰/۵ دیکھو کِرَامٍ وکَرَّمْتَ)

مُکْرَمِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب نکرہ، اِکْرَامٌ مصدر (افعال) معزز ۲۳/۱

اَلْمُکْرَمِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب معرّف باللام، اِکْرَامٌ مصدر، عزت والے معزز۔ ۱۷/۱۹ ۔

مَکَرْنَا: جمع متکلم ماضی مَکْرٌ مصدر باب نَصَرَ ہم نے مکر کی سزا دی۔ مکر کی سزا دینے کی تدبیر کی۔ ۱۹/۱۹ ۔

مَکَرُوْا: جمع مذکر غائب ماضی، مَکْرٌ مصدر باب نَصَرَ انہوں نے چال کی، خفیہ تدبیر کی، ۳/۱۳ ۱۳/۱۹ ۱۴/۱۲ ۱۹/۱۹ ۲۴/۱۰ ۲۹/۱۰ ۔

مَکْرُوْھًا: اسم مفعول، کُرْہٌ و کَرَاہِیَۃٌ مصدر، باب سَمِعَ۔ بہت ناپسند ۱۵/۴ (دیکھو کَارِھُوْنَ۔ کَارِھِیْنَ۔ کُرْہٌ)

مَکْظُوْمٌ: اسم مفعول واحد مذکر کَظْمٌ مصدر باب ضرب، غم آگیں، غم کی وجہ سے دم گھٹا ہوا ۲۹/۴ (دیکھو الکاظمین)

مُکَلِّبِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، مُکَلِّبٌ واحد تَکْلِیْبٌ مصدر، شکار کی تعلیم دینے والے ٹریننگ دینے والے (خطیب وغیرہ) شکار پر چھوڑنے والے (جلالین) ۶/۵ (دیکھو الکلب)

مَکَّنَّا: جمع متکلم ماضی معروف، تَمْکِیْنٌ مصدر (تفعیل) ہم نے ان کو جما و عطا کیا۔ ہم نے ان کو با اقتدار بنایا ۷/۱ ۵/۷ ۱۲/۱۳ ۱۳/۱ ۱۶/۲ ۱۷/۱۳ ۲۶/۳ ۔

مَکِنَۃٌ: آشیانہ مکنات جمع، مَکُنَ مَکَانَۃً (کَرُمَ) حاکم کے پاس عزت پائی مرتبہ حاصل کیا اِمْکَانٌ باب افعال، با اقتدار ہونا، قابو پانا، کسی جگہ پر قدرت حاصل کرنا، تَمْکِیْنٌ (تفعیل) جما و عطا کرنا۔ توانا اور با اقتدار بنا دینا۔ تَمَکُّنٌ جگہ پکڑنے والا۔ اِسْتِمْکَانٌ کسی چیز پر قابو پانا۔ با اقتدار ہونا۔ (قاموس وصحاح)

مَکْنُوْنٌ: اسم مفعول واحد مذکر، کَنٌّ اور کُنُوْنٌ مصدر باب نَصَرَ چھپایا ہوا، صاف، محفوظ،

۲۷/۲ سبب ہیں محفوظ صاف ۲۷/۱۴ ۲۷/۱۶ محفوظ۔

کَنٌّ کُنُونٌ (باب نصر) اِکْنَانٌ (باب افعال) تَکْنِینٌ (باب تفعیل) چھپانا دھوپ کی تیزی سے بچانا۔ اِکْتِنَانٌ (باب افتعال) چھپنا چھپانا۔ اِسْتِکْنَانٌ چھپ جانا۔ پردہ میں ہو جانا۔

کَنَّۃٌ بیٹے یا بھائی کی بیوی، کَنَائِنُ جمع، کِنٌّ لباس، پردہ کِنَّۃٌ لباس، گھر، سعیدی کُنَّۃٌ دروازہ کا سائبان۔ کِنَانٌ لباس ہر چیز کا پردہ۔ کِنَانَۃٌ چمڑے کا تیردان، کَانُونٌ چولہا بھاڑ۔ بھٹی (تاج ومنتہی الارب)

مَکَّنِّیْ: اصل میں مَکَّنَ نِی تھا، مَکَّنَ واحد مذکر غائب ماضی، تَمْکِیْنٌ مصدر نِی ضمیر مفعول، نون کو نون میں ادغام کردیا۔ اس نے مجھے جگہ دی با اقتدار بنایا، اختیار دیا۔ ۱۶/۲

مَکَّۃَ: عَلَم، حجاز کا مشہور شہر ہے (دیکھو بَکَّۃَ) اس جگہ بطن مکہ سے مراد حدیبیہ ہے۔

تَمَکَّکْتُ الْعَظْمَ میں نے ہڈی کو چوس کر اس کی مینگ نکال لی۔ اِمْتَکَّ الْفَصِیْلُ اونٹ کے بچہ نے تھن کا تمام دودھ چوس کر پی لیا۔ امام راغب کے نزدیک لفظِ مکۃ کا اشتقاق انہی دونوں محاوروں سے ہے (یعنی جس طرح ہڈی کا مغز اس کا اصل جوہر ہوتا ہے اسی طرح مکہ کل زمین سے افضل اور سب کا اصل جوہر ہے، دائم، اور چونکہ باب نصر سے مَکٌّ کا معنی ہلاک کرنا ہے اور سرزمین مکہ میں ظالم ہلاک ہی ہو جاتے ہیں کوئی بچ نہیں سکتا اس لئے اس زمین کا نام مکہ ہو گیا۔ خلیل نے کہا کہ وسط زمین ہے جیسے مینگ ہڈی کے وسط میں ہوتی ہے (المفردات)

مَکَاکٌ چوسا ہوا، مَکَاکَۃٌ بچوسا ہوا اور ہڈی کی مینگ۔ مَکَّانٌ چوسنے والا بکری کے تھن سے چوس کر دودھ پینے والا ذلیل آدمی (قاموس)

اَلْمِکْیَالَ: اسم آلہ مفرد کَیْلٌ مصدر، غلہ کو ناپنے کا پیمانہ ۱۲/۸ (دیکھو کالوا اور کَیْلٌ)

اَلْمَکِیْدُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر اَلْمَکِیْدُ واحد، کَیْدٌ مادہ، مغلوب اور ہلاک ہونے والے (مکلی) مکر کی سزا میں گرفتار (ترجمہ از مولوی اشرفعلی تھانوی) دانوؤں میں پھنسنے والے ۵۲/۴۲ (دیکھو کَیْدٌ)

مَکِیْنٌ: صفتِ مشبہ مرفوع، کَوْنٌ مصدر (نصر) ۸۱/۲۰ عزت والا۔ مرتبہ والا۔

مَکِیْنٍ: صفت مشبہ مرفوع، کَوْنٌ مصدر

(نصر) ۱۸/۱ ، ۲۹/۲۱ مضبوط ۳۰/۶ عزت والا مرتبہ والا۔
(دیکھو مکان)

اَلْمَلَاُ : اسم جمع معرف باللام مرفوع۔ اَلْاَمْلَاءُ جمع سرداروں کی اور بڑے لوگوں کی جماعت ۸/۵ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۹/۴ ، ۵ ، ۱۲/۱۳ ، ۱۶ ، ۱۸/۲ ، ۳ ، ۱۹/۱۷ ، ۱۸ ، ۲۳/۱۰۔

اَلْمَلَاِ : اسم جمع معرف باللام مجرور ۲/۱۶ جماعت ۲۳/۵ ، ۱۴۔

مَلَاِءِ : اسم جمع مضاف مجرور ۲ سرداروں کی جماعت ۲۵/۱۱ ، ۱۸/۳ ، ۱۲/۹ ، ۱۱/۱۳ ، ۹/۱۲ سرداران قوم۔

مَلَاَءَ : اسم جمع منصوب، مضاف سرداران قوم کی جماعت، جماعت شوریٰ۔ ۱۱/۱۴۔

مَلَاٌ : اسم جمع نکرہ مرفوع۔ ۱۲/۴ سرداروں کی جماعت۔

مَلَاِهِمْ : اسم جمع مجرور مضاف ان کے سرداروں کی جماعت۔ ۱۱/۱۴۔

مَلَاٌ کا ترجمہ ہے، بھر دینا۔ قوم کے سردار اور اہل الرائے اشخاص اپنی رائے کی خوبی اور ذاتی محاسن سے لوگوں کی خواہش کو بھر دیتے ہیں یا آنکھوں میں روشنی اور دلوں میں ہیبت بھر دیتے ہیں اسی لئے ان کو مَلَاٌ کہتے ہیں (مصباح) جو لوگ زینت محفل ہوں دلوں کو ہیبت و عظمت سے اور آنکھوں کو ظاہری حسن و جمال سے بھر دیں ان کو مَلَاٌ کہا جاتا ہے (ابوالسعود) امام راغب کی رائے بھی ابوالسعود کی تائید میں ہے۔ راغب نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص دیکھنے والوں کی نظر میں عظیم و کریم ہو اور آنکھوں کو بھر دے اس کو مِلْاُ الْعُیُوْنِ کہتے ہیں۔ شَابٌّ مَالِئُ الْعَیْنِ اور اَلْمَلَاُ الْخُلُقِ دیدار و جوان جو خوبصورتی سے بھرپور ہو (المفردات)

مِلْءُ : اسم مرفوع مضاف بقدر، پری، ۳/۱۷۔
(دیکھو اَلْمَالِئُوْنَ)

مُلَاقٍ : اسم فاعل واحد مذکر، مُلَاقَاۃٌ مصدر باب مفاعلہ، اصل میں مُلَاقِیٌ تھا پہنچنے والا ۲۹/۵ (دیکھو لقاء)

مُلٰقُوْا : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مضاف اصل میں مُلَاقُوْنَ تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، پانیوالے، پہنچنے والے۔ ۱/۵ ، ۲/۱۲ ، ۱۷ ، ۱۲/۳ (دیکھو لقاء)

مُلَاقِیْکُمْ : اسم فاعل واحد مذکر مضاف کُمْ ضمیر مضاف الیہ، تم کو پہنچنے والا۔ تم کو پالینے والا۔ ۲۸/۱۱ (دیکھو لقاء)

مُلَاقِیْهِ : اسم فاعل واحد مذکر مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، اس کے پاس پہنچنے والا۔ ۳۰/۹۔

(دیکھو نفار)

مَلٰٓئِکَتُہٗ : مَلٰٓئِکَۃٌ جمع مضاف، مَلَکٌ مفرد یا اسم جنس، اس کے فرشتے ۱/۱۲ ، ۳/۸ ، ۵/۱۷ ، ۲۳/۳ و ۴

اَلْمَلٰٓئِکَۃُ : جمع، اَلْمَلَکُ مفرد یا اسم جنس، اس کے فرشتے ۱/۴ ، ۲/۳، ۶، ۹، ۱۶ ، ۳/۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷ ، ۴/۴ ، ۵/۱۱ ، ۶/۳، ۴ ، ۷/۱۷ ، ۸/۱، ۷، ۹ ، ۹/۱۵، ۱۶ ، ۱۰/۳ ، ۱۳/۸، ۹ ، ۱۴/۱، ۳، ۷، ۱۰، ۱۲ ، ۱۵/۴، ۱۰، ۱، ۱۹ ، ۱۶/۱۶ ، ۱۷/۷، ۱۷ ، ۱۸/۲ ، ۱۹/۱ ، ۲۲/۱۱، ۱۳ ، ۲۳/۹، ۱۴ ، ۲۴/۵، ۱۶ ، ۲۴/۱۸ ، ۲۵/۲، ۸، ۱۱، ۱۲ ، ۲۶/۷ ، ۲۷/۶ ، ۲۸/۱۹ ، ۲۹/۷، ۱۵ ، ۳۰/۱۲، ۲۲

مَلَکٌ اصل میں مَالَکٌ تھا، اصل ماخذ مالکہ ہے یا اُلوکَۃٌ (یعنی اگر میم کو اصلی مانا جائے تو ماخذ اول ہے اور میم کو زائد کہا جائے تو ماخذ دوسرا ہے) اول ہمزہ اور لام کی جگہ کو بدلکر مَالَکٌ کو مَلْاَکٌ بنایا گیا پھر ہمزہ کو تخفیفاً گرا کر مَلَکٌ کر دیا گیا۔ (لغوی)

بعض اہل تحقیق کا خیال ہے کہ جن فرشتوں کے متعلق انتظام کائنات کی خدمت ہے ان کو مَلَک کہا جاتا ہے جس طرح عام انسانی انتظام کرنیوالے آدمی کو مَلِک کہا جاتا ہے، مَلَک کو ہی قرآن مجید میں مدبرات کہا گیا ہے گویا ملائکہ تو فرشتوں کی عام جماعت کو کہتے ہیں اور مَلَک ملائکہ میں سے وہ ممتاز ہستیاں ہیں جنکے متعلق کوئی کائناتی خدمت ہے (المفردات)

محقق اعظم بیضاوی نے لکھا ہے کہ ملائکہ کا ماخذ یا اُلوکَۃٌ ہے یا مَلاکٌ ہے اُلوکَۃٌ کا معنی ہے پیام رسانی اور مَلاکٌ کا معنی دار و مدار چونکہ ملائکہ اللہ کا حکم کائنات کے ذرہ ذرہ کو پہنچانے ہیں اور مخلوق و خالق کے درمیان وسائط ہیں اور ملائکہ پر ہی نظم کائنات کا مدار ہے مختلف خدمتیں فرشتوں ہی کے متعلق ہیں اس لئے انکو ملائکہ کہنا صحیح ہے (بیضاوی فی تفسیر و اذ قلنا للملائکہ ۱۵/۱۶ ، ۲۹/۱۲ (دیکھو مَالِکُ)

مُلْتَحَدًا : اسم ظرف بر وزن اسم مفعول اِلْتِحَادٌ مصدر، باب افتعال، پناہ کی جگہ یا مصدر میمی (باب افتعال) پناہ۔

لَحْدٌ اور لُحْدٌ (اسم) زمین کے اندر بغلی گڑھا، اِلْحَادٌ اور لُحُودٌ جمع، لَحَادَۃٌ گوشت کا ٹکڑا، اعراب پڑھنے میں غلطی۔

لَحْدٌ مصدر باب فتح، بغلی قبر کھودنا لحد میں میت کو رکھنا۔ اگر اس کے بعد اِلٰی مذکور ہو تو معنی ہوگا کسی طرف جھکنا

مائل ہونا۔ مڑنا۔ کن انکھیوں سے دیکھنا۔ اِلْحَادٌ (بابِ افعال) قبر میں لحد بنانا۔ لحد میں میت کو داخل کرنا۔ پھر جانا۔ حق سے پھر جانا۔ لڑائی جھگڑا کرنا۔ بے دین ہو جانا۔ حد سے گزر جانا۔ حکم کا پاس نہ کرنا۔ اللہ کے ساتھ شریک بنانا۔ ظلم کرنا۔ گراں فروشی کے لئے غلہ اسٹاک کرنا۔ کسی پر عیب بندی اور دروغ تراشی کرنا۔

(قاموس و تاج)

اِلْحَادٌ (شرک) کی دو صورتیں ہیں ۱۔ اللہ کی ایسی صفات قرار دی جائیں جو شانِ الوہیت کے مناسب نہیں ۲۔ اللہ کی صفات کی ایسی تاویل کی جائے جو نازیبا ہو، دونوں کو قرآنی اصطلاح میں الحاد فی الاسماء کہا گیا ہے۔

(راغب فی المفردات)

مِلَّۃٌ: امامِ راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ دین کی طرح مِلَّۃ بھی اس دستورِ الٰہی کا نام ہے جو اللہ اپنے بندوں کے لئے جاری فرماتا ہے تاکہ اس پر چل کر انسان قربِ خداوندی حاصل کر سکے اور یہ دستور انبیاء کی وساطت سے بندوں تک پہنچتا ہے لیکن قرآن مجید میں لفظِ مِلَّۃ کا اطلاق کئی جگہ باطل مذہب پر بھی ہوا ہے جو خود انسانوں کا تراشیدہ تھا دستورِ الٰہی پر مبنی نہ تھا دیکھو پ۱۲ کی آیت ۳۷ میں حضرتِ یوسف نے جیلخانہ کے دونوں قیدیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور آخرت کے منکر ہیں، میں ان کی ملت (یعنی ان کے مذہب اور خود ساختہ دستورِ زندگی) کو چھوڑے ہوئے ہوں۔ اسی طرح پ۲۳ کی آیت ۷ میں اللہ نے قریش کا قول نقل فرمایا ہے قریش نے کہا مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ (ہم نے پچھلے مذہب میں یا اور مذہب میں یہ بات نہیں سنی) علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرتِ ابنِ عباس، کلبی اور مقاتل کے نزدیک اس جگہ ملتِ آخرۃ سے نصرانیت مراد ہے اس لئے کہ نصرانیت توحید سے خالی ہو چکی تھی (اور تثلیث پر مبنی تھی) مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ مذہب قریش مراد ہے، بہر حال مذہبِ قریش مراد ہو یا تثلیثی نصرانیت دونوں دستورِ الٰہی پر مبنی نہیں۔

شاید راغب کی مراد یہ ہو کہ ملۃ اصل میں

تو اس دستورِ الٰہی کا ہی نام ہے جو انبیاء کی معرفت بھیجا جاتا ہے لیکن اگر انسانی دماغ کبھی اس میں خرد برد کر لیں اور بگاڑ دیں تب بھی بطورِ مجاز اس پر لفظِ ملّت کا اطلاق ہو جاتا ہے کیونکہ خرد برد کرنے والوں کے دعوے میں تو شکستہ بریدہ دین یا دستور بھی اللہ کا بھیجا ہوا دین ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

امام راغب نے دین اور ملّۃ کا فرق ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لفظِ ملّت کی اضافت صرف انبیاء کی طرف ہوتی ہے کسی غیر نبی کی طرف نہیں ہوتی اور نہ اللہ کیطرف ہوتی ہے اسی لئے مِلَّةُ اللہِ یا مِلَّةُ زَیْدٍ یا مِلَّتِیْ نہیں کہا جاتا ہاں دین کا استعمال عام ہے دِیْنُ اللہِ دِیْنُ الْاَنْبِیَاءِ اور دِیْنُ زَیْدٍ ہر ایک صحیح ہے۔ لفظِ ملّت کی انبیاء کے ساتھ تخصیص بھی امام کے اسی نظریہ پر مبنی ہے کہ ملت صرف دستورِ الٰہی کا نام ہے جو انبیاء کی معرفت بھیجا جاتا ہے نہ غیرِ انبیاء کی طرف اضافت خود ۱۲/۵ کی آیت ۳۷ میں موجود ہے، امام راغب نے لفظِ ملّت کا استعمالی ماخذ اَمْلَلْتُ الْكِتَابَ کو قرار دیا ہے اگر کوئی تحریر آپ کسی سے لکھوائیں تو آپ کہیں گے اَمْلَلْتُ الْكِتَابَ تو گویا اللہ کی جاری کردہ یا تحریر کردہ چیز مِلَّۃ ہوئی اور دین کا معنی ہے طاعت، ایک اضافی چیز ہے اطاعت کرنیوالا بھی ہونا چاہئے اور جس کی اطاعت کی جائے اس کا ہونا بھی ضروری ہے اسلئے دین کی اضافت مطیع اور مطاع دونوں کی طرف ہوتی ہے

مَلَّةٌ گرم راکھ، گرم ریت، مَلِيلَةٌ بخار کی گرمی (قاموس) یا وہ حرارت جو انسان محسوس کرتا ہے (المفردات)

مَلَال بخار کا پسینہ، عادت، کمر کا درد، بیماری یا غم سے بے چین ہو جانا، روٹی یا گوشت راکھ پر گرم کرنا (نصر و سمع) مَلَّةٌ۔ مَلَلٌ، مَلَالٌ، مَلَالَةٌ (باب سمع) کسی چیز سے اکتا جانا۔ بے آرام کرنا۔ مَلْمَلَةٌ جلدی کرنا۔ اِمْلَالٌ (باب افعال) اکتا دینا سفر دراز ہونا مضمون بولکر لکھوانا۔ تَمَلُّلٌ (باب تفعل) کسی مذہب کو اختیار کرنا۔ بخار میں پسینہ آنا۔ بیماری یا غم سے بے چین ہو جانا۔ اِمْتِلَالٌ (افتعال) کوئی مذہب اختیار کرنا۔ جلدی جانا۔ اِسْتِمْلَالٌ (باب استفعال) اکتا جانا۔ تَمَلْمُلٌ (تفعلل) بے چین اور مضطرب ہو جانا۔

۱۶/۱ مکسور مضاف ۱/۱۲ منصوب ۱۵/۵ منصوب ۷/۵ منصوب ۱۵/۱۲ ۲/۱ منصوب ۲۲/۱۲ منصوب ۱۷/۷

منصوب ہر جگہ دینِ الٰہی مراد ہے ۱۲/۱۵ منصوب
۱/۱ میں مذہبِ شرک مراد ہے ۲۳/۱ مجرور معرف
باللام بر قولِ ابنِ عباس، کلبی و مقاتل تثلیثی نصرانیت
اور بر قول مجاہد و قتادہ مذہبِ قریش مراد ہے
(البغوی)

مِلَّتِكُمْ: مضاف مجرور، کُمْ مضاف الیہ، تمہارے
مذہب میں یعنی مذہبِ شرک میں۔ ۹/۱۔

مِلَّتِنَا: مضاف مجرور نَا ضمیر جمع متکلم مضاف
الیہ، ہمارے مذہب میں یعنی مذہبِ شرک
میں۔ ۹/۱ ۱۳/۱۵۔

مِلَّتَهُمْ: مضاف منصوب هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب مضاف الیہ۔ ان کا مذہب یعنی
مذہبِ شرک۔ ۱/۱۴۔

مِلَّتِهِمْ: مضاف مجرور، هِمْ ضمیر مضاف
الیہ، ان کے مذہب میں، یعنی مذہبِ شرک میں
۱۵/۱۵ (۹/۱ سے ۱۵/۱۵ تک پانچوں جگہ ملّت سے
ملّتِ شرک مراد ہے)

مَلْجَأً: ۱۱/۳ اسم ظرف مکان، پناہ کی جگہ
لَجْأٌ مصدر، پناہ پکڑنا (فتح و سمع) لَجَأٌ بھی
مصدر ہے۔

مَلْجَأَ: ۱۱/۳ اسم ظرفِ مکان، پناہ کی جگہ
اِلْجَاءٌ (باب افعال) کسی کو کسی کام پر مجبور
کرنا۔ کوئی کام خدا کے سپرد کر دینا۔ تَلْجِئَةٌ
(باب تفعیل) کسی کو کسی کام پر مجبور کرنا۔ کوئی چیز
جھوٹ بول کر فروخت کرنا۔ اِلتِجَاءٌ

مِلْحٌ: اسم مفرد۔ نمکین۔ ۱۹/۳ ۲۲/۱۴۔
مِلْحٌ، نمک، نمکین، چربی۔ فربہ۔ سینے وفا
مُلْحَةٌ دریا کی گہرائی۔ مَلْحٌ شیر خوارگی۔ دانائی۔
نمکینی۔ فربہی، خوبی، حرمت، قسم، عہد، حق
واجب، مِلْحَةٌ حرمت۔ قسم۔ ذمہ۔ مَلِيحٌ نمکین
خوبصورت۔ مِلَاحٌ اور اَمْلَاحٌ جمع۔
مُلْحَةٌ خوف، ہیبت۔ برکت۔ مزہ دار بات،
نمکین۔ سفیدی سیاہی آمیز یعنی گندمی۔
مِلَاحٌ کشتی کو چلانے والی ہوا، لباس، توبرہ
مَلَاحَةٌ کشتی بانی۔ مُلَاحٌ اور مُلَّاحٌ نمکین،
خوبصورت۔ مَالِحٌ کھاری پانی۔ اَمْلَحُ گندمی،
مَلَّاحٌ نمک فروش۔ نمک والا کشتی بان۔ درستی
کا خواستگار۔ اصلاح کا ذمہ دار۔ مَمْلَحَةٌ نمک
اور شورہ کی کان۔ مِمْلَحَةٌ نمکدان۔ مَلْحٌ (فتح)
غیبت کرنا۔ بچہ کو دودھ دینا۔ ہانڈی میں نمک
ڈالنا۔ جانور کو نمک کھلانا (کرم و فتح و نصر)
پانی کو نمکین کر دینا اور صرف کَرُمَ سے نمکین

اور خوبصورت ہوجانا۔ اِمْلَاحٌ (افعال) کھاری پانی میں اترنا۔ میٹھے پانی کا کھاری ہوجانا۔ کھاری پانی پلانا۔ ہانڈی میں زیادہ نمک ڈالنا۔ کھانے کو نمکین بنا دینا۔ تَمْلِيْحٌ (تفعیل) موٹا ہونا۔ ہانڈی میں نمک زیادہ کر دینا۔ کوئی مزہ دار اچھا شعر کہنا۔ مُمَالَحَةٌ (مفاعلۃ) شرکت میں دودھ پینا۔ شرکت میں سفر کرنا۔ باہم بھروسہ کرنا۔ مِلَاحٌ (مفاعلۃ) بادِ جنوبی کے بعد بادِ شمالی چلنا۔ تَمَلُّحٌ فربہ ہونا۔ اِمْتِلَاحٌ (افتعال) سچ میں جھوٹ ملا دینا۔ اِسْتِمْلَاحٌ (استفعال) نمکین پانا۔ نمکین سمجھنا (قاموس وصحاح وتاج)

اَلْمَلْعُوْنَةَ : اسم مفعول واحد مؤنث لَعْنٌ مادہ۔ باب فتح۔ برا۔ لعنت کیا ہوا۔ پ ۱۵/۶ (دیکھو لَعَنَ و لَعْنًا و لعنتی)

مَلْعُوْنِيْنَ : اسم مفعول جمع مذکر منصوب لعنت کئے ہوئے۔ پھٹکاری۔ راندۂ درگاہ پ ۲۲/۵ (دیکھو لَعَنَ و لَعْنًا)

مُلْقُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ اِلْقَاءٌ مصدر، باب افعال۔ اصل میں مُلْقِيُوْنَ تھا ڈالنے والے۔ پیش کرنیوالے۔ پ ۱۱/۱۳ پ ۱۹/۷ (دیکھو لِقَاءٌ اور لِقَائِہٖ اور لقوا)

اَلْمُلْقِيٰتِ : اسم فاعل جمع مؤنث اَلْمُلْقِيَةُ واحد، اِلْقَاءٌ مصدر، پیش کرنیوالے، پہنچانیوالے یعنی اللہ کی وحی انبیاء کو پہنچانیوالے ملائکہ۔ بقول ابن کثیر اسجگہ بالاجماع فرشتوں کی جماعت مراد ہے پ ۲۹/۲۱ (دیکھو لقاء و لقائہ و لقوا)

اَلْمُلْقِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب، اَلْمُلْقِیْ واحد، القاء مصدر، پیش کرنیوالے، پھینکنے والے ڈالنے والے۔ پ ۹/۴ (دیکھو لقاء و لقائہ و لقوا)

مَلَكٌ : اسم جنس نکرہ مرفوع، فرشتہ، پ ۷/۷، ۱۱ پ ۱۲/۲، ۳، ۱۴ پ ۱۸/۱۶۔

مَلَكٍ : اسم جنس نکرہ مجرور، فرشتہ۔ پ ۲۱/۱۴

مَلَكُ : اسم جنس معرفہ مضاف مرفوع فرشتہ۔ پ ۲۱/۱۴

اَلْمَلَكُ : اسم جنس معرف باللام مرفوع، فرشتے، فرشتوں کی جماعت، پ ۲۹/۵ پ ۳۰/۱۴ (ملک کی تنقیح کے لئے دیکھو الملائکۃ)

اَلْمَلِكُ : صیغہ صفت مرفوع معرفہ، مِلْکٌ مادہ بادشاہ، با اقتدار، پ ۱۲/۱۶، ۱۷ پ ۱۳/۱ پ ۱۶/۱۵ پ ۱۸/۶ پ ۲۸/۶۔

اَلْمَلِكِ : صیغہ صفت مجرور معرف باللام، مِلْکٌ مادہ، بادشاہ، با اقتدار۔ پ ۱۳/۳ پ ۲۸/۱۱۔

مَلِكِ : صیغہ صفت مجرور معرفہ مضاف مِلْکٌ مادہ، بادشاہ۔ حاکم اعلیٰ۔ پ ۳۰/۳۹

مَلِكًا: صیغہ صفت منصوب نکرہ، مُلک مادہ بادشاہ، حاکمِ اعلیٰ۔ پ۲/۱۶

مَلِكٌ: صیغہ صفت مرفوع نکرہ، کوئی بادشاہ پ۱۶/۱ پ۱۲/۱۶، ۱۷ اور پ۱۳/۳، ۱ میں مصر کا بادشاہ مراد ہے جو حضرتِ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھا پ۱۶/۱ میں کوئی حکمراں یا بادشاہ مراد ہے جس کے ظلم سے محفوظ رکھنے کیلئے حضرتِ خضر نے کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا پ۲/۱۶ میں کوئی حاکمِ اعلیٰ، باقی آیات میں بادشاہِ حقیقی یعنی اللہ مراد ہے (دیکھو مالک اور مالکون)

مَلَكًا: اسم جنس منصوب نکرہ، فرشتہ۔ پ۷ پ۱۵/۱۱ (دیکھو الملائکہ)

اَلْمُلْكُ: اسم اور مصدر مرفوع معرف باللام پ۲/۱۶ پ۷/۱۵ پ۱۷/۱۴ پ۱۹/۱ پ۲۲/۱۴ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۹، ۷ پ۲۸/۱۵ پ۲۹/۱ ۔

مُلْكُ: اسم اور مصدر مرفوع، مضاف پ۳/۱۰ پ۶/۱۰، ۷ پ۷/۶ پ۹/۱۰ پ۱۱/۳ پ۱۸/۱۲، ۱۶ پ۲۳/۱۰، ۱۱ پ۲۴/۳ پ۲۵/۱۱، ۱۳، ۱۶ پ۲۵/۲ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۷ پ۳۰/۱ ۔

اَلْمُلْكَ: اسم اور مصدر منصوب معرف باللام۔ پ۲/۱۷ پ۳/۱، ۳ ۔

اَلْمُلْكِ: اسم مصدر، مجرور معرف باللام پ۱/۱۲ پ۲/۶ پ۳/۱۱ پ۵/۵ پ۱۳/۵ پ۱۵/۱۲ ۔

مُلْكًا: اسم منصوب نکرہ پ۵/۵ پ۲۳/۱۲ پ۲۹/۱۹

مُلْكٍ: اسم نکرہ مجرور۔ پ۱۶/۱۶ ۔

مُلْكَهٗ: اسم معرفہ منصوب مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲/۱۶ ۔

مُلْكِهٖ: اسم معرفہ مجرور مضاف، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲/۱۶ ۔

ملک کا معنی ہر جگہ غلبہ، اقتدارِ اعلیٰ اور بادشاہت ہے، صرف پ۷ اور پ۹ میں بارش، رزق اور غلّہ کے خزانے مراد ہیں اور پ۱۵/۱۲ میں الوہیت اور پ۱/۱۲ میں عہدِ سلطنت۔ (دیکھو مالک اور مالکون)

اَلْمَلَكَيْنِ: اسم معرفہ تثنیہ مجرور، الملک واحد دو فرشتے پ۱/۱۲ حضرتِ ابنِ عباس اور حسن بصری نے اَلْمَلِكَيْنِ روایت کیا ہے یعنی دو بادشاہ۔ یہ دونوں جادوگر تھے حسن بصری نے کہا دو عجمی ساحر تھے کیونکہ فرشتے سحر سے واقف نہیں ہوتے۔ (معالم) (دیکھو الملائکہ)

مَلَكَيْنِ: تثنیہ منصوب، مَلَک واحد، دو فرشتے، پ۸/۹ (دیکھو الملائکہ)

اَلْمُلُوْكَ: جمع منصوب حرفہ، مَلِک واحد بادشاہ یعنی تاج بادشاہ۔ پ۱۹/۱۸ ۔

مُلُوكًا : جمع منصوب نکرہ، مَلِكٌ واحد بادشاہ پ۶ (دیکھو مالک و مالکون)

مَلَكَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی معروف مِلْكٌ مادہ مالک ہوں، ملک میں ہوں (دیکھو مالک و مالکون) پ۴/۱۲، ۵/۳، ۱۴/۱۶، ۱۸/۱۰، ۱۴، ۲۱/۷، ۲۲/۳، ۴، ۲۹/۷۔

مَلَكْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف مِلْكٌ مادہ۔ تم مالک ہو پ۱۸/۱۴ (دیکھو مالک اور مالکون)

مَلَكْنَا : مَلَكَ اسم مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارے اختیار میں، ہماری قدرت میں پ۱۶/۱۳ (دیکھو مالک اور مالکون)

مَلَكُوتُ : مصدر مرفوع مضاف، مَلَكَ فعل، مبالغہ کے لئے تا بڑھائی گئی ہے جیسے رَحَمُوتُ اور رَهَبُوتُ اقتدار کامل، غلبہ تامہ، حکومت حقیقیہ بقول راغب ملکوت اللہ کی ملک کے لئے مخصوص ہے۔ پ۵/۱۸، ۲۳/۴۔

مَلَكُوتِ : مصدر مجرور، اقتدار کامل، غلبہ تامہ، حکومتِ حقیقیہ۔ پ۷/۱۵۔

مَلُومٍ : اسم مفعول واحد مذکر مجرور لَوْمٌ مادہ، ملامت زدہ۔ ملامت کیا ہوا۔ پ۲۷/۲۔

مَلُومًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب لَوْمٌ مادہ ملامت زدہ۔ پ۱۵/۳، ۴

مَلُومِينَ : اسم مفعول جمع مذکر مجرور، مَلُومٌ واحد لَوْمٌ مادہ، ملامت کئے گئے، ملامت زدہ پ۱۸/۱، ۲۹/۷ (لَوْمٌ کے معنی کی تنقیح کے لئے دیکھو لَوْمًا لَوْمَةَ لَائِمٍ)

مَلِيًّا : اسم منصوب، زمانۂ دراز (معالم و مدارک) پ۱۶/۹۔

مَلَا جنگل، بیابان۔ مَلَوَانِ تثنیہ رات دن۔ مَلَا واحد۔ مَلَاةٌ سراب والا میدان مَلِيٌّ زمانہ دراز، لمبا وقت، مَلَاوَةٌ اور مُلْوَةٌ زمانہ۔ لمبا وقت۔ مَلْوٌ مصدر، مَلَا ماضی (نصر) بہت زیادہ سیر کرنا۔ اِمْلَاءٌ (باب افعال) فائدہ دینا، مہلت دینا، زمانہ دراز گذار دینا۔ رسّی ڈھیلی چھوڑ دینا۔ لکھنا۔ مضمون بولکر دوسرے سے لکھوانا۔ تَمْلِيَةٌ (تفعیل) فائدہ دینا۔ تَمَلِّيْ (تفعل) فائدہ پانا۔ اِسْتِمْلَاءٌ (استفعال) املا پوچھنا۔

مُلِئَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی مجہول، بھر دیا گیا ہے۔ پ۲۹/۱۱ (دیکھو مالئون)

مُلِئْتَ : واحد مذکر حاضر ماضی مجہول بمعنی مضارع تو بھر جائیگا، بھر دیا جائیگا۔ پ۱۵/۱۵ (دیکھو مالئون)

مَلِيكٍ : صیغہ صفت برائے مبالغہ مَلِكٌ

مادہ، بڑا بادشاہ۔ ۲۷/۶ (دیکھو مالک اور مالکون)

مُلِیْمٌ: اسم فاعل واحد مذکر۔ اِلَامَۃٌ مصدر ملامت یا لوم کا مستحق (جلالین) ایسا کام کرنیوالا جس پر ملامت کیجائے (معالم) ۲۳/۹، ۲۷/۱ (دیکھو لومًا لَوْمَۃَ لَائِمٍ)

مِمَّ: مرکب ہے، اصل میں مِنْ مَا تھا، مِنْ حرف جر، مَا کلمۂ استفہام، کس چیز سے۔ ۳۰/۱۱۔

مِمَّا: مرکب ہے اصل میں مِنْ مَا تھا، مِنْ حرف جر، مَا اسم موصول یا زائدہ یا مصدریہ یا استفہامیہ ۱/ ۳، ۴، ۷، ۹ اور ۲/ ۵، ۹، ۱۳، ۱۶، ۱۷

۳/ ۲، ۴، ۵ اور ۴/ ۸، ۱۲، ۱۳ اور ۵/ ۱، ۲، ۳، ۹ اور ۶/ ۴، ۹، ۷ اور ۷/ ۱، ۲، ۳

۷/ ۱۵ اور ۸/ ۳، ۴، ۱۳ اور ۹/ ۱۵ اور ۱۰/ ۵، ۶ اور ۱۱/ ۸، ۱۱، ۱۵ اور ۱۲/ ۳، ۵

۱۲/ ۶، ۸، ۹، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اور ۱۳/ ۸، ۹، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اور ۱۴/ ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۲۱

۱۴/ ۲۲ اور ۱۵/ ۴، ۵، ۱۸، ۲۱ اور ۱۷/ ۲، ۱۲، ۱۳ اور ۱۸/ ۱، ۳، ۹، ۱۰ اور ۱۹/ ۳، ۱۳، ۱۶

۲۰/ ۴، ۹ اور ۲۱/ ۴، ۷، ۱۴، ۱۵ اور ۲۲/ ۳، ۶، ۱۶ اور ۲۳/ ۳، ۴، ۱۵ اور ۲۴/ ۹، ۱۵ اور ۲۵/ ۴، ۸، ۹

۲۶/ ۲ اور ۲۷/ ۳، ۴، ۱۷ اور ۲۸/ ۴، ۷، ۱۴، ۱۷ اور ۲۹/ ۸، ۱۰، ۲۲۔

اَلْمَمَاتُ: اسم و مصدر، موت اور مرنا ۱۵/۸

موت ضد حیات یا عدم حیات کا نام ہے حیات کی جتنی انواع ہیں اتنی ہی موت کی۔

۱۔ قوتِ نامیہ نہ ہونا یا نمو مفقود ہونا جیسے یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور بَلْدَةً مَّيْتًا۔

۲۔ بے حس ہو جانا جیسے اَءِذَا مَا مِتُّ

۳۔ علمی موت یعنی جہالت جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا یا لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ۴۔ زندگی کو بے لطف بنا دینے والا غم جیسے وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۵۔ نیند، محاورہ ہے اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِيْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيْلٌ نیند ہلکی موت ہے اور موت بھاری نیند۔

مَائِتٌ وہ شخص جو رفتہ رفتہ گھل رہا ہو ایک شاعر کا قول ہے: يَمُوْتُ جُزْءًا فَجُزْءًا اور مَيِّتٌ وہ شخص جس کی روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو گیا (یا عقل مردہ ہو گئی ہو) قاضی علی بن عبد العزیز نے کہا عربی میں مَائِتٌ کا یہ معنی نہیں ہے مَيْتٌ مَيِّتٌ کا مخفف ہے لیبلہ مَيِّتٍ بھی آیا ہے اور بَلْدَةً مَّيْتًا بھی، مَيْتَةٌ مردار جانور، مَوَتَانٌ غیر آباد زمین جس پر سبزی موجود نہ ہو مَوَاتٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ مُوْتَانٌ عام موت کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے وَقَعَ فِي الْاِبِلِ مُوْتَانٌ کثیرۃٌ اونٹوں میں بکثرت مری پھیل گئی نَاقَةٌ مُمِيْتَةٌ اور مُمِيْتٌ وہ اونٹنی جس کا بچہ مر گیا ہو، مُمِيْتٌ اِمَاتَةٌ (باب افعال) کا اسم فاعل بھی ہے مُسْتَمِيْتٌ وہ بہادر جو موت

کی تلاش میں رہتا ہے ایک شاعر کہتا ہے فَاَعْطَيْتَ الْجُعَالَةَ مُسْتَمِيْتًا تونے بہادر کو انعام یا مزدوری دی۔ مُوْتَةٌ ایک طرح کا جنون، مرگی، بیہوشی یعنی عقل و علم کی موت۔ رَجُلٌ مَوَاتُ الْقَلْبِ مردہ دل مرد۔ اِمْرَأَةٌ مَوَاتَةُ الْقَلْبِ مردہ دل عورت، مُتَمَاوِتٌ دکھاوٹ کی عبادت کرنے والا۔ مَوْتٌ مصدر، مرنا۔ مَاتَ ماضی (نصر، سمع، ضرب)

مَمَاتُهُمْ : مضاف و مضاف الیہ، انکی موت، ان کا مرنا۔ ۲۵/۱۸ ۔

مَمَاتِيْ : مضاف و مضاف الیہ، میری موت میرا مرنا۔ ۸ ۔

الْمُمْتَرِيْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مجرور، اَلْمُمْتَرِيْ واحد، اِمْتِرَاءٌ مصدر باب افتعال، شک میں پڑنیوالے، تردد کرنیوالے ۲/۱ ۳/۱۴ ۶ ۱۱/۱۵ (دیکھو مِرْيَۃٌ اور مِرَاءٌ)

مُمِدٌّ : اسم فاعل واحد مذکر، اِمْدَادٌ مصدر باب افعال۔ مدد دینے والا۔ ۹/۱۵ (دیکھو مَدَّ مَدًّا مَدَدًا)

مُمَدَّدَةٍ : اسم مفعول واحد مؤنث تَمْدِيْدٌ مصدر باب تفعیل، لانبے کیئے گئے (لانبے لانبے ترجمہ مولانا تھانوی ۳۰/۲۹ (دیکھو مَدَّ و مَدًّا و مَدَدًا)

مَمْدُوْدٍ : اسم مفعول واحد مذکر مجرور، مَدٌّ مصدر، باب نصر، دراز کیا گیا، لانبا (ترجمہ مولانا اشرف علی) ہمیشہ رہنے والا (جلالین) یعنی دھوپ کی وجہ سے کبھی زائل نہ ہونے والا (معالم) ۲۷/۱۴ (دیکھو مَدَّ مَدًّا مَدَدًا)

مَمْدُوْدًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب مَدٌّ مصدر باب نصر، بڑھایا گیا۔ کثیر (جلالین و ترجمہ مولانا اشرف علی) بعض کا قول ہے کہ ممدود ترقی پذیر یا در بڑھنے والے بال کو کہتے ہیں جیسے کھیتی باڑی مویشی اور مال تجارت (معالم) ۲۹/۱۵

مُمَرَّدٌ : اسم مفعول واحد مذکر، تَمْرِيْدٌ مصدر مرد، مادہ، چکنا، صاف، ہموار۔ ۱۹/۱۸ کسی محل کی دیواروں اور زمین کا چکنا ہونا اسکے حسن کو دوبالا کرتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے ؎

فِيْ مَجْدَلٍ شِيْدَ بُنْيَانُهُ　　يَزِلُّ عَنْهُ ظُفُرُ الطَّائِرِ

ایک مضبوط محل میں جس کی دیواروں پر ایسا پلاستر کر دیا گیا ہے کہ پرندہ کے پنجے اسپر پھسلتے ہیں (دیکھو مَارِدٌ)

مُمَزَّقٍ : مصدر میمی بروزن اسم مفعول، باب تفعیل، ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ ۲۲/۸ ۔

مَزَّقَ اور مُزِّقَتْہٗ (ضرب) پھاڑ ڈالنا
ٹکڑے ٹکڑے کر دینا (ضرب و نصر) کسی
کو برا سمجھنا، عیب لگانا، طعن کرنا۔ تَمْزِیْقٌ
(تفعیل) خوب پارہ پارہ کر دینا۔ تَمَزُّقٌ (تفعل)
پارہ پارہ ہو جانا۔

مُمْسِکَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب
بمعنی جنس۔ اِمْسَاکٌ مصدر باب افعال، روکنے
والا، بند کرنے والا یعنی کوئی روکنے اور بند کرنے والا
نہیں۔ پ۲۲/۱۲ (دیکھو مُسْتَمْسِکُوْنَ)

مُمْسِکَاتُ: اسم فاعل جمع مؤنث،
مُمْسِکَۃٌ واحد اِمْسَاکٌ مصدر (افعال) روکنے والیاں
یعنی وہ فرضی دیویاں جنکی پرستش مشرک کرتے
تھے پ۲۴/۱ (دیکھو مُسْتَمْسِکُوْنَ)

مُمْطِرُ: اسم فاعل واحد مذکر، اِمْطَارٌ مصدر
باب افعال، مطر مادہ، بارش کرنے والا۔ مینہ برسانے
والا۔ پ۲۶/۳ (دیکھو مطرا)

مَمْلُوْکًا: اسم مفعول واحد مذکر، مِلْکٌ مادہ
باب ضرب، ملک میں لایا ہوا، وہ جو کسی
کی ملکیت میں ہو یعنی غلام (معالم) پ۱۴/۱۶
عبد مملوک سے مراد اس جگہ ہر کافر ہے (البغوی)
یا بقول عطاء بروایت ابن جریج ابو جہل مراد ہے
(دیکھو مالک و مالکون)

مِمَّنْ: مرکب مِنْ حرفِ جر اور مَنْ اسم موصول
سے۔ پ۱/۱۴، ۱۶ پ۲/۱ پ۳/۷، ۱۱ پ۵/۱۵ پ۶/۷
پ۷/۹، ۱۷ پ۸/۴، ۷، ۱۱ پ۹/۱۲ پ۱۱/۲، ۷ پ۱۲/۴، ۱۰ پ۱۵/۷، ۱۴، ۲۰
پ۱۶/۷، ۱۰ پ۲۰/۳، ۸ پ۲۱/۳، ۱۵ پ۲۲/۳، ۸ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۱، ۱۹ پ۲۵/۱
پ۲۶/۱ پ۲۸/۹۔

مَمْنُوْعَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث، مَنْعٌ
مادہ، باب فتح۔ روکا گیا یعنی اہل جنت کو اس سے
کوئی روکنے والا نہ ہوگا پ۲۷/۱۴ (دیکھو مانعتہم)

مَمْنُوْنٍ: اسم مفعول واحد مذکر، مَنٌّ
مادہ، باب نصر، کم کیا ہوا، قطع کیا ہوا یعنی
ان کا اجر کم نہ کیا جائیگا، نہ منقطع اور ختم ہوگا
(عام مفسرین) یا بیشمار (راغب، قائل مجہول)
یا بغیر عمل (ضحاک رواہ البغوی) شاید بیشمار کا معنی
اس لئے لیا گیا کہ ممنون کو مِنّت یا مَنٌّ مصدر
سے مشتق نہیں قرار دیا گیا بلکہ اس کا ماخذ مَنًّا (اسم)
کو قرار دیا گیا اور مَنّ کا معنی ہے وزن کشی کا باٹ
تو ممنون کا ترجمہ ہوا موزون اور غیر ممنون غیر موزون
ہوگیا اور بے وزن دینے کا مطلب ہے بیشمار دینا
اسلئے غیر ممنون کا ترجمہ ہو گیا بیشمار۔
مِنَّۃٌ کا معنی ہے بھاری احسان، اسکی دو صورتیں

ہوتی ہیں عملی اور قولی۔

۱۔ منّۃ عملی کا معنی ہے کسی کو بڑی نعمت دینا، نعمت کسی پر لاد دینا جیسے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ۔ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا۔ منّۃ عملی کا استحقاق حقیقت میں اللہ کے سوا کسی کو نہیں ۲۔ منّۃ قولی کا معنی ہے احسان جتانا۔ احسان رکھنا۔ احسان کر کے جتانا انسانی معاشرت میں برا شمار کیا جاتا ہے اور یہ بھی برا، مشہور مقولہ ہے اَلْمِنَّۃُ تَھْدِمُ الصَّنِیْعَۃَ احسان جتانا احسان کو ڈھا دیتا ہے، ہاں کفرانِ نعمت اور ناشکری کے وقت جائز ہے مشہور مثل ہے اِذَا کُفِرَتِ النِّعْمَۃُ حَسُنَتِ الْمِنَّۃُ جب نعمت کی ناشکری کی جائے تو احسان جتانا اچھا ہے۔

مَنٌّ مصدر (باب نصر) کسی کے ساتھ بھلائی کرنا۔ کبھی مَنٌّ کا معنی ہوتا ہے احسان بلا عوض جیسے فَاِمَّا مَنًّا یا بلا عوض آزاد کر دو۔ اسی معنی کا لحاظ کرتے ہوئے غالباً ضحاک نے غیر ممنون کا ترجمہ بغیر عمل کیا ہے۔ مَنٌّ کا معنی کم کرنا اور قطع کرنا بھی ہے۔ غیر ممنون کے مشہور ترجمہ میں یہی معنی ماخوذ ہے۔ مَنُوْنٌ زمانہ اور موت جو تعداد کو کم اور زندگی کو قطع کر دیتی ہے ایسی مالدار عورت کو بھی مَمْنُوْن کہا جاتا ہے جو شوہر پر اپنے مال کا احسان رکھے، مَنَّانٌ بڑی نعمت دینے والا مُنَّۃٌ توانائی۔ طاقت۔

مَنٌّ (اسم) شبنمی گوند جو وادی تیہ میں درختوں کے پتوں پر روزانہ کو جم جاتا تھا۔ ترنجبین، مَنِیْنٌ گرد و غبار۔

مُمَانَنَۃٌ (مفاعلہ) کسی کی حاجت پوری کرنے میں تردد کرنا۔ تَمَنُّنٌ (تفعل) سست اور عاجز ہو جانا۔ اِمْتِنَانٌ (افتعال) نعمت دینا۔ پ۲۴/۱۵ ۲۹/۳ پ۳۰/۲۰۹۔

مِنْ: حرفِ جر ہے، مختلف معانی کے لئے مستعمل ہے۔

۱۔ ابتدائیہ معنی سے، اس معنی کے لئے مِنْ کا استعمال بکثرت ہے جیسے اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ اور مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (اخفش، مبرد، ابن درستویہ، عام علماء کوفہ)

۲۔ تبعیضیہ، جیسے مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ اور حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

۳۔ بیانِ جنس کے لئے، یہ اکثر ما یا مہما کے بعد آتا ہے جیسے مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ اور مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اور مَھْمَا تَاْتِنَا بِہٖ مِنْ

آیۃٍ ۔ کبھی بغیر مَا اور مَہما کے بھی آتا ہے جیسے
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ اور یَلْبَسُوْنَ
ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ اور فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْاَوْثَانِ اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ مِنْهُمْ اور اَلَّذِیْنَ
اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ
الْقَرْحُ اور لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ
عَظِیْمٌ ۔ بعض لوگوں کے نزدیک پہلی دونوں
آیتوں میں مِن تبعیضیہ ہے اور تیسری آیت
میں ابتدائیہ ۔ بعض علمار نے آخری تینوں آیات
میں مِن کو تبعیضیہ کہا ہے لیکن صاحب مغنی اللبیب
نے کہا ہے کہ بیانیہ ہے تبعیضیہ کہنا غلط ہے۔

۴ تعلیلیہ یعنی حکم کی علت اور سبب بیان
کرنے کے لئے جیسے مِمَّا خَطِیْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا ۔

۵ بدلیہ بمعنی بجائے جیسے اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ یعنی بَدَلَ الْاٰخِرَةِ اور لَجَعَلْنَا
مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَةً فِی الْاَرْضِ یعنی بَدَلَکُمْ ۔

۶ تجاوز کے لئے عَنْ کا مرادف، جیسے
فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ، یعنی
اللہ کی یاد کو چھوڑ کر جن کے دل سخت پڑ گئے
ہیں ان کے لئے ویل ہے اور یَاوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا
فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا یعنی ہائے اس کو چھوڑ کر
ہم غفلت میں تھے۔

۷ بارکا مرادف جیسے یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ وہ
دیکھیں گے چوری کی نگاہ سے (یونس)

۸ فِی کا مرادف جیسے اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا
مِنَ الْاَرْضِ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین
میں کیا پیدا کیا اور اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ
یَّوْمِ الْجُمُعَةِ ۔ جب جمعہ کے [illegible] نماز کے لئے
اذان دی جائے۔

۹ عِنْدَ کا مرادف جیسے لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ
اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۔
یہ قول ابوعبیدہ کا ہے، عام علمار کے نزدیک
اسجگہ مِن بدلیہ ہے۔

۱۰ عَلٰی کا مرادف جیسے وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ
یعنی عَلَی الْقَوْمِ ۔

۱۱ ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنے کے
لئے، یہ مِن دو متضاد چیزوں میں سے اول پر
نہیں، دوسرے پر آتا ہے جیسے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ
الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ
مِنَ الطَّیِّبِ، یہ قول ابن مالک کا ہے ابن ہاشم
کا قول ہے کہ بظاہر ان دونوں آیات میں مِن ابتداء

کے لئے ہے یا تجاوز کے لئے۔

۱۲ زائد، عموم کا معنی پیدا کرنے کے لئے یا تاکید عموم کے لئے جیسے مَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا اور مَا تَرٰی فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ اور فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ اور مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ اور مَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اور مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ اور وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ اور يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ اور يُكَفِّرْ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ

ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَمَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِئٍ مِنْ خَلِيْقَةٍ
وَاِنْ خَالَهَا تَخْفٰی عَلَی النَّاسِ تُعْلَمِ

آدمی کی جو طبعی عادت ہوتی ہے وہ معلوم ہی ہو جاتی ہے اگرچہ وہ خیال کرتا ہو کہ اس کی عادت لوگوں سے مخفی رہیگی۔

۱۳ رُبَّمَا کا مرادف، یہ قول صرف سیرافی اور ابنِ خروف اور ابنِ طاہر کا ہے قرآنِ مجید میں اسکی کوئی مثال نہیں۔

۱۴ غایت کے لئے جیسے رَاَيْتُهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ میں نے اس کو اس جگہ تک دیکھا - اس مثال میں مِنْ بمعنی اِلٰی ہے، یہ سیبویہ کا قول ہے، ابنِ مالک کے نزدیک تجاوز کے لئے اور ابن ہاشم صاحبِ مغنی اللبیب کے نزدیک ابتداء کے لئے ہے۔ قرآن میں اس کی کوئی مثال نہیں۔

چند غور طلب آیات کی تنقیح

كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ میں اول مِنْ ابتدائیہ اور دوسرا تعلیلیہ ہے ارادہ کے متعلق۔

مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا میں دونوں جگہ ابتدائیہ ہے یا دویم بیانیہ۔

اَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ میں ابتدائیہ یا بدلیہ۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ میں اول بیانیہ دوسرا زائدہ تیسرا ابتدائیہ ہے

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ میں اول ابتدائیہ اور دوسرا بیانیہ ہے۔

يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ میں بھی اول ابتدائیہ اور دوسرا بیانیہ ہے۔

نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ دونوں جگہ ابتدائیہ

ہے اور ثانی اول سے بدل ہے۔

(یاد رکھو کہ مِنْ کا نون ساکن ہوتا ہے

لیکن جب بعد والے لفظ سے ملایا جاتا ہے

تو سکون فتحہ سے بدل جاتا ہے) ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۷،

۱	۲
۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶،	۱، ۲، ۳، ۴، ۵،

۲
۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷،

۳	۴
رکوع ۱ سے رکوع ۷ تک ہر رکوع میں	رکوع ۱ سے

۴	۵
رکوع ۱۵ تک ہر رکوع میں	رکوع ۱ سے رکوع

۵	۶
۱۵ تک صرف رکوع ۹ مستثنیٰ ہے	رکوع اول سے

۶	۷
پندرھویں تک ہر جگہ	۱ سے ۱۹ تک ہر رکوع میں

۸	۹
۱ سے ۱۸ تک ہر رکوع میں	۱ سے ۸ تک صرف رکوع ۲ مستثنیٰ

۱۰	۱۱	۱۲
۱ سے ۸ تک	۱ سے ۷ تک	۱ سے ۰ تک

۱۳	۱۴	۱۵
۱ سے ۱۹ تک	۱ سے ۲۲ تک	۱ سے ۲۲ ہر رکوع میں

۱۵	۱۶	۱۷
صرف ۱۵، ۱۸ مستثنیٰ	۱ سے ۷ تک	۱ سے ۷ تک باستثناء ۱۲

۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۱ سے ۸ تک	۱ سے ۱۹ تک	۱ سے ۱۶ تک	۱ سے ۳ تک

۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
۱ سے ۱۹ تک	۱ سے ۷ تک	۱ سے ۲۰ تک	۱ سے ۴ تک

۲۶	۲۷	۲۸	۲۹
۱ سے ۸ تک	الغایۃ ۲۰	الغایۃ ۲۰	الغایۃ ۲۱ باستثناء

۲۹	۳۰
۱۳، ۱۵، ۱۷	۱ سے ۳۹ تک باستثناء ۳، ۴، ۶، ۷،

۳۰
۲، ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸،

۳۰
۲۹، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۷۔

مَنْ: اسم ہے مختلف طور پہ مستعمل ہے۔

۱۔ شرطیہ، مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ اگر کوئی برائی کریگا اس کو اسکی سزا ملے گی۔

۲۔ استفہامیہ یعنی سوالیہ مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ہم کو ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھا دیا۔ فَمَنْ رَّبُّكُمَا تو تم دونوں کا رب کون ہے۔

۳۔ انکاریہ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اللہ کی اجازت کے بغیر کون ہے جو اسکے پاس سفارش کر سکے حقیقت میں یہ استفہام بمعنی انکار ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں مَنْ ذَا مرکب ہے مَاذَا کیطرح یعنی ایک مرکب لفظ ہے، ثعلب نے امالی میں اور ابوالبقاء نے اعراب میں انکار کیا ہے۔

۴۔ موصولہ جیسے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا تم کو نہیں معلوم کہ آسمان و زمین میں جو کوئی ہے وہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔

۵۔ موصوفہ، مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ زمخشری نے کہا اگر النّاس پر الف لام عہدی کہا جائے تو مَنْ موصولہ ہے اور جنسی کہا جائے تو مَنْ موصوفہ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک بہر حال

موصوفہ ہے، ایک شاعر کہتا ہے ؎

رُبَّ مَنْ اَنْضَجْتُ غَیْظًا قَلْبَہٗ
قَدْ تَمَنّٰی لِیَ الْمَوْتَ لَمْ یُطَعِ

ایسے بہت آدمی جن کے دل کو میں نے غصہ کی آگ سے پکاد یا انہوں نے میری موت کی تمنا کی مگر انکی خواہش پوری نہ ہوئی، حضرت حسّان کا شعر ہے ؎

فَکَفٰی بِنَا فَضْلًا عَلٰی مَنْ غَیْرُنَا
حُبُّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِیَّانَا

اللہ کے نبی محمد کا ہم سے محبت کرنا دوسروں پر ہماری برتری کے لئے کافی ہے

فرزدق کا قول ہے ؎

اِنِّیْ وَاِیَّاکَ اِذَا حَلَّتْ بِاَرْحُلِنَا
کَمَنْ بِوَادِیْہِ بَعْدَ الْمَحْلِ مَمْطُوْرُ

جب محبوبہ ہمارے پڑاؤ پر فروکش ہو جائے تو میری اور تیری مثال اس شخص جیسی ہے جس پر اس کے وادی کے اندر خشک سالی کے بعد بارش ہو گئی ہو۔

۱

دوسرے رکوع سے ۱۶ تک ہر رکوع میں ہے باستثنار ۳ ر

۱ | ۲
۵ ر ۶ ر ۷ و ۱۰ و ۱۱ | الغایۃ ۱۷ باستثنار ۲ ر ۱۲ و ۱۵

۳ | ۴
اسے ۷ تک باستثنار ۳ ر ۹ ر ۱۵ | ا سے ۱۳ تک باستثنار ۲ ر ۳

۵ | ۶
اسے ۱۹ تک باستثنا ۱۲ | اسے ۱۴ تک باستثنار ۲ ، ۳ ، ۶ ، ۹ ،

۷
ملا سے ۱۹ تک باستثنا ر ۱ ر ۶ ر ۷ ، ۱۳ و ۱۵ ر ۱۸

۸
اسے ۱۰ تک باستثنار ۸ ر ۱۰ ر ۱۲ و ۱۳ ر ۱۴ ، ۱۵ و ۱۶

۹ | ۱۰
۵ ر ۶ ر ۹ ر ۱۱ ر ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۶ | ۱ ر ۳ ر ۴ ر ۶ ر ۸ ر ۹ و ۱۰ و ۱۳ ر

۱۰ | ۱۱
۱۴ و ۱۵ ر ۱۶ | ملا سے الغایۃ ۱۶ باستثنار ۶ ر ۱۱

۱۲ | ۱۳
اسے ۱۳ تک باستثنار ۱ و ۵ ر ۷ ر ۱۱ ر ۱۲ | الغایۃ ۱۸ باستثنا ر ۲ ر ۵ و

۱۳ | ۱۴
۷ ر ۱۲ ر ۱۶ ر ۱۷ | الغایۃ ۲۲ باستثنا ر ۵ ر ۶ و ۷ ، ۹ و ۱۰ و

۱۴ | ۱۵
۱۲ ر ۱۳ ر ۱۴ ر ۱۷ و ۱۸ | الغایۃ ۲۰ باستثنار ۱ ر ۱۲ ، ۱۵ و ۱۷ و

۱۵ | ۱۶ | ۱۷
۱۸ ر ۹؛ | الغایۃ ۱۷ باستثنار ۱ و ۳ ر ۶ | الغایۃ ۱۵ باستثنار

۱۷ | ۱۸
۳ ر ۱۲ و ۱۴ | الغایۃ ۱۷ باستثنار ۳ ، ۷ ، ۸ و ۱۳ ر ۱۴ ، ۶ ؛

۱۹
الغایۃ ۱۹ باستثنار ۱ ، ۵ ر ۷ ر ۱۱ و ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۴ و ۱۷

۲۰ | ۲۱
الغایۃ ۱۶ باستثنا ۴ ر ۵ و ۱۵ | الغایۃ ۲۰ باستثنار

۲۱ | ۲۲
۵ ر ۹ و ۱۳ ر ۱۴ ر ۱۶ و ۱۷ | الغایۃ ۱۹ باستثنار ۴ ر ۵ ر ۷ و

۲۲ | ۲۳
۱۲ و ۱۳ و ۱۷ | الغایۃ ۱۷ باستثنار ۱ و ۶ ر ۷ ر ۸ و ۱۰ ر ۱۱ ر ۱۲

۲۴
الغایۃ ۲۰ باستثنار ۳ ، ۵ ر ۷ و ۱۱ ر ۱۴ ر ۱۵ ر ۱۷ ر ۱۸

۲۵
الغایۃ ۱۹ باستثنار ۱۲ ر ۱۳ و ۱۴ ر ۱۶ و ۱۷

۲۶
الغایۃ ۱۸ باستثنار ۲ ر ۳ ر ۴ ر ۵ ر ۷ ر ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۵ و ۱۶

۲۷
الغایۃ ۲۰ باستثنار ۲ ر ۳ و ۴ ، ۵ ر ۷ ر ۱۰ و ۱۱ ر ۱۴ ، ۱۵ ر ۱۶

۲۸ | ۲۹
الغایۃ ۱۹ باستثنار ۲ و ۵ ر ۶ و ۱۲ | الغایۃ ۲۰ باستثنار

۲۹ | ۳۰
۶ ر ۸ و ۹ ر ۱۴ ، ۱۸ ر ۱۹ | الغایۃ ۲۶ باستثنار ۱ ، ۷ ر ۸ ر ۱۰ و

۳۰
۱۱ ر ۱۴ ر ۱۵ ر ۱۸ ر ۱۹ ر ۲۰ و ۲۱ ر ۲۲ ر ۲۳ ر ۲۵ ہر پارہ

سے آخری رکوع کا جو نمبر ہم نے درج کیا ہے اگر اس پارہ میں اس نمبر کے بعد کوئی مزید رکوع ہے تو اس کو مَنْ کے استعمال سے خالی سمجھا جائے جیسے پ۳۰ میں رکوع ۲۶ کے بعد جتنے رکوع ہیں وہ خالی ہیں۔

(مَنْ کا نون ہمیشہ ساکن رہتا ہے لیکن اگر بعد والے لفظ سے ملا دیا گیا ہو سکون کسرہ سے بدل جاتا ہے) مَنْ کا استعمال ہمیشہ اہلِ نطق کے واسطے ہوتا ہے اگر غیر ناطق کو اہلِ نطق کے ساتھ شامل کر دیا گیا تو سب کے واسطے مَنْ مستعمل ہو سکتا ہے تنہا غیر ناطق کے لئے نہیں استعمال کیا جاتا، مَنْ افراد تثنیہ جمع مذکر مؤنث سب کے لئے مستعمل ہے (کتب النحو والبلاغۃ)

اَلْمَنَّ: اسم۔ شبنمی گوند جو وادئ تیہ میں بھٹکنے والے اسرائیلیوں کے کھانے کے لئے اللہ روزانہ درختوں کے پتوں پر جما دیتا تھا۔ ۱/۶ ۹/۱۰ ۱۶/۱۳ (دیکھو مَمْنُون)

مَنَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مَنٌّ مصدر باب نَصَرَ، بڑا احسان کیا۔ ۴/۸ ۵/۱۰ ۷/۱۲ ۱۳/۴ ۲۰/۱۱ ۲۷/۳۔

مَنًّا: مصدر باب نَصَرَ ۳/۴ احسان جتانا۔ احسان رکھنا ۲۶/۵ بلاعوض لئے قیدیوں کو آزاد کر دینا (دیکھو ممنون)

مِنَّا: مِنْ حرفِ جار، نَا ضمیر جمع متکلم مجرور، ہم سے، ہماری طرف سے۔ ۱/۱۵ ۳/۴ ۶/۱۳ ۸/۱۶ ۹/۴،۹ ۱۲/۲،۴،۵،۶،۸،۱۲ ۱۳/۲ ۱۴/۱۶ ۱۶/۵ ۱۷/۴،۷ ۱۸/۴ ۲۲/۸،۱۹ ۲۳/۲،۹،۱۳ ۲۴/۲،۱۹۔

مَنَاةَ: اسم غیر مشتق ۲۷/۵ مقام قُدَید میں قبیلہ خزاعہ کا ایک بت تھا جو عورت کی شکل پر تھا (قتادہ) قبیلہ خزاعہ اور ہذیل کا ایک بت تھا جسکو مکہ والے پوجتے تھے (ضحاک) ایک مندر یا کوٹھری مقام مُشلل میں تھی جسکی پوجا بنی کعب کرتے تھے (ابن زید) حضرتِ عائشہ نے فرمایا (اسلام سے پہلے) انصار مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے جو قدید کے مقابل تھا بعض کا قول ہے لات عُزّٰی اور مناۃ تینوں بت کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تھے (لغوی)

اَلْمُنَادِ: اسم فاعل واحد مذکر، ندا کرنے والا اور مُنَادَاۃٌ مصدر باب مفاعلہ، اصل میں اَلْمُنَادِیْ تھا، یا کو بحالتِ رفع ساقط کر دیا گیا پکارنے والا۔ بلانے والا۔ ۲۶/۱۷۔

نَدَءٌ مصدر ندا اور مُنَادَاۃٌ مصدر باب

مفاعلۃٌ اصل میں المُنادی تھا یار کو بحالتِ رفع
ساقط کر دیا گیا، پکارنے والا، بلانے والا۔ پ۲۶ ع۱۷
نَدْوٌ مصدر نَدَا ماضی یَنْدُوْ مضارع
(باب نصر) مجلس میں جمع ہونا۔ نَدًی مصدر
نَدِیَ ماضی یَنْدٰی مضارع (باب نصر) تر ہونا
گیلا ہونا۔ نَدٰی (اسم) نمی۔ تری، نرم مٹی۔ نَدِیٌّ
اور نَدْوَۃٌ مجلس، اَنْدَاءٌ اور اَنْدِیَۃٌ جمع،
نَدِیٌّ صفت مشبہ نمناک، سخی آدمی، نَدِیُّ
الصَّوْتِ تر زبان، بلند آواز۔ نَادِیَۃٌ حادثہ
نَوَادِی جمع، مُنَادَاۃٌ (مفاعلۃ) بلانا، پکارنا،
مجلس میں باہم جمع ہونا۔ نِدَاءٌ پکارنا، بے معنی
ہو یا بامعنی۔ نِدَاءُ الصَّلٰوۃِ اذان۔ تَنَادِی
(تفاعل) باہم جمع ہونا، ملکر بیٹھنا، ایکدوسرے
کو بلانا، منتدیٰ مجلس، اِنْتِدَاءٌ (افتعال) مجلس میں
جمع ہونا، حاضر ہونا۔ (تاج وصحاح)

مُنَادِیًا: اسم فاعل منصوب، مُنَادَاۃٌ مصدر
(باب مفاعلہ) پکارنے والے اور بلانے والے کو یعنی
بلانے والے اور پکارنے والے کی دعوت اور پکار کو
پ۴ ع۱۱ (دیکھو المنادِ)

مَنَازِلَ: اسم ظرف جمع منتہی الجموع، مَنزِلٌ
واحد، نُزُوْلٌ مصدر، باب ضرب اترنے کے
مقامات یعنی چاند کی منزلیں۔ پ۱۱ ع۶، پ۲۳ ع۲۔
نَزْلَۃٌ ایکبار اترنا، زکام۔ نَزِل مجتمع آدمی
آدمی، نُزُلٌ منزل، طعام مہمانی۔ زیادتی۔ برکت
خوبی۔ پاکیزگی۔ کھیتی کی افزائش۔ نُزُلٌ منزل
قرارگاہ۔ طعام مہمانی۔ بابرکت کھانا، سخاوت،
کھیتی کی بڑھوتری، عمدگی۔ اترنے والا گروہ۔ نَزْلٌ
بارش۔ پاکیزگی۔ برکت۔ زیادتی۔ نُزُلٌ فرودگاہ
پڑاؤ۔ نَزْلَۃٌ سخت اور صاف زمین جہاں سے
تھوڑی بارش سے بھی پانی کی رو چل جائے۔ نَزِیْلٌ
بابرکت کھانا۔ آنے والا مہمان۔ نُزَالَۃٌ سفر۔ نُزَالَۃٌ
ٹپکنے والا پانی۔ نَازِلَۃٌ سخت مصیبت، مَنْزِلَۃٌ
اترنے کی جگہ۔ مرتبہ عزت۔ نُزُوْلٌ اور مَنْزِلٌ (مصدر
باب ضرب) اترنا منٰی میں اترنا۔ سفر کرنا۔ نَزْلٌ
(مصدر باب سمع) کھیتی کا بڑھنا۔ زمین کا
سخت اور صاف ہونا۔ مُنْزَلٌ مصدر میمی (باب
افعال) اتارنا اور اسم مفعول (باب افعال) اتارا
ہوا۔ اِنْزَالٌ اتارنا نیچے کو بھیجنا۔ تَنْزِیْلٌ (تفعیل) رفتہ
رفتہ، تھوڑا تھوڑا اتارنا۔ تَنَزُّلٌ (تفعل) اترنا۔
اگر شر، کذب اور شیاطین وغیرہ کے اترنیکو
ظاہر کرنا ہوگا تو صرف لفظ تنزّل استعمال کیا
جائیگا اور خیر، صدق، ملائکہ، قرآن وغیرہ کے

نزول کے لئے لفظ نزول اور تنزل دونوں مستعمل
ہیں لیکن اللہ کے لئے نزل مستعمل ہے نہ تنزّل
(راغب) مُنَازَلَۃٌ اور نِزَالٌ (مفاعلۃ) دو آدمیوں
یا دو گروہوں کا لڑنے کے لئے میدان
یا دنگل میں اترنا۔ اِسْتِنْزَالٌ (استفعال)
اترنا۔ اتارنا۔ اپنے مرتبہ سے نیچے گیا۔ اترنے
کی خواہش کرنا۔ (قاموس وتاج)

مَنَاسِكَنَا: اسم ظرف جمع مضاف مَنْسَكٌ
واحد، نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارے حج
اور عبادت کے طریقے۔ ۱/۱۵۔

نُسُكٌ عبادت، پرستش۔ نُسُكٌ مانوس
جگہ۔ نُسُكٌ اور نُسْكٌ قربانی نَسِيكٌ سونا۔
چاندی نَسِيكَۃٌ قربانی۔ نَاسِكٌ عابد۔ دین
کے راستے پر چلنے والا۔ نُسَّاكٌ جمع مَنْسَكٌ
قربانی کی جگہ۔ دین کا راستہ۔ عبادت کا طریقہ،
حج کا طریقہ۔ مَنَاسِكُ جمع۔ تَنَسُّكٌ (مصدر)
عبادت کرنا۔

مَنَاسِكَكُمْ: مناسک جمع مضاف
کُمْ ضمیر جمع مخاطب مضاف الیہ۔ تمہاری
عبادت کے طریقے۔ ۲/۹ (قاموس)

نُسُكٌ مصدر عبادت اور عبادت کرنا

باب کَرُمَ ونَصَرَ۔ (تاج)

مَنَاصٍ: مصدر میمی مجرور باب نَصَرَ
بھاگنا۔ پناہ لینا۔ ۲۳/۱۰ مَنَاصٌ اسم ظرف بھی
ہے پناہ گاہ۔ جائے فرار۔ (قاموس) نَائِصٌ سر
اٹھا کر بھاگنے والا۔ نَوْصٌ خرگوش، نَوِيصٌ توانائی
جنبش۔ نَوْصٌ اور مَنَاصَۃٌ مصدر (باب نَصَرَ)
ہلنا۔ ایک طرف ہو جانا۔ اٹھنا۔ پناہ لینا۔ پیچھے
ہٹ جانا۔ بھاگنا۔

اِنَاصَۃٌ (افعال) ارادہ کرنا۔ مُنَاوَصَۃٌ
(مفاعلۃ) میدان میں دو حریفوں کی باہم پکڑ۔

مَنَّاعٌ: صیغہ مبالغہ مَنْعٌ مصدر۔ باب فتح
۲۶/۱۶ نیکی سے روکنے والا ۲۹/۲ مال روک کر رکھنے
والا۔ بخیل۔ (دیکھو مَا نَعَتْهُمْ)

مَنَافِعُ: اسم جمع منتہی الجموع مرفوع، مَنْفَعَۃٌ
واحد، فائدے ۲/۱۱ ۱۴/۷ ۱۸/۱ ۲۳/۴ ۲۴/۱۴ ۲۷/۱۹۔

مَنْفَعَۃٌ نَفِيعَۃٌ نَفَاعٌ فائدہ نَفْعٌ فائدہ دینا۔
فائدہ ہونا۔ فائدہ (باب فتح) نُفُوعٌ اور نَفَّاعٌ اسم مبالغہ
بہت فائدہ بخش۔ نَفْعَۃٌ لاٹھی اِنْفَاعٌ (افعال) لاٹھیوں
کی تجارت کرنا۔ اِنْتِفَاعٌ (افتعال) فائدہ حاصل کرنا
(تاج وصحاح)

مَنَافِعَ: اسم جمع منصوب، منفعۃ واحد

فائدے یعنی فائدہ کی چیزیں فائدہ کے کام۔ ۱۷/۱۱۔

اَلْمُنَافِقَاتُ: اسم فاعل جمع مؤنث،
اَلْمُنَافِقَۃُ واحد۔ دو رخی کرنیوالیاں یعنی زبان و
عمل سے بظاہر مسلمان اور دل سے اسلام کے
خلاف عقیدہ رکھنے والیاں۔ ۱۰/۱۵، ۲۷/۱۸۔
نَافِقَاءٌ اور نُفَقَۃٌ گوہ کا بھٹ جس کے
کم از کم دو منہ ہوتے ہیں ایک دہانے سے گوہ
داخل ہوتی ہے اور شکاری اس سوراخ کی طرف
متوجہ ہوتا ہے تو دوسرے سوراخ سے باہر نکلجاتی
ہے (تبریزی) نفاق اور منافقت اصطلاح
قرآنی میں اسی دو رخی کا نام ہے بظاہر زبان سے
آدمی مؤمن ہونیکا اقرار کرتا ہے اور دکھاوٹ
کی نمازیں بھی پڑھتا ہے لیکن دل میں کافر رہتا
ہے اسلام کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے ایسے آدمی
کو عرف شریعت میں منافق کہا جاتا ہے لیکن اگر
عقیدہ مومنانہ ہو اور عمل کافرانہ تو دو رخی کی
یہ بھی ایک شکل ہوتی ہے ایک دروازہ سے آدمی
اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے اور دوسرے
راستہ سے خارج ہوتا ہوا نظر آتا ہے لیکن قرآنی اصطلاح
میں ایسے آدمی کو منافق نہیں کہا جاتا بلکہ فاسق اور
عاصی کہا جاتا ہے۔ (شرح عقائد نسفی)

نَفَقٌ کوچہ نافذہ یعنی آر پار ہونے والا کوچہ
جس کے دونوں دہانے کھلے ہوئے ہیں اسی لئے
اس سرنگ کو بھی نَفَقٌ کہتے ہیں جس کے دونوں
منہ کھلے ہوں۔ (المفردات)
نَفَقَ الشَّیْئُ وہ چیز چلی گئی، جاتی رہی، کسی چیز
کے چلے جانیکی مختلف صورتیں ہیں۔ ۱۔ ختم ہو جانا
کچھ باقی نہ رہنا جیسے نَفِقَتِ الدَّرَاہِمُ روپیہ سب
خرچ ہو گیا، سب چلا گیا، کچھ باقی نہیں رہا۔ اس کا
مصدر نَفَقٌ اور باب سَمِعَ ہے ۲۔ مرجانا جیسے
نَفَقَتِ الدَّابَّۃُ گھوڑا مر گیا۔ اس کا مصدر نُفُوقٌ
اور باب نَصَرَ ہے ۳۔ چیزوں کا خوب لین دین
ہونا، خوب مال بکنا۔ بازار کا پر رونق ہو جانا جس
میں اشیاء کا خوب تبادلہ ہو رہا ہو جیسے نَفَقَ
الْقَوْمُ اس قوم کا بازار خوب پر رونق ہو گیا،
دکان چل گئی۔ اس کا مصدر نِفَاقٌ اور باب نَصَرَ
ہے (المفردات)
نَفَقَۃٌ خرچ۔ خرچ کی جانیوالی چیز۔ اِنْفَاقٌ
(باب افعال) خرچ کرنا۔ فقیر ہو جانا، سب مال
ختم ہو جانا۔ (دیکھو اِنْفَاقٌ)

اَلْمُنَافِقَاتِ: جمع مؤنث اسم فاعل مُنَافِقَۃٌ
اور نِفَاقٌ مصدر (باب مفاعلۃ) منافق

عورتیں۔ پ۱۵/۵ پ۲۲/۶ پ۲۶/۹ ۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرف باللام۔ اَلْمُنَافِقُ واحد نفاق کرنے والے مرد۔ پ۱۰/۱۵،۱۴ پ۲۱/۱۸ پ۲۲/۵ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۱۳ ۔

مُنَافِقُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ منافق واحد۔ نفاق کرنیوالے پ۱۱/۲ ۔

اَلْمُنَافِقِیْنَ : اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور، اَلْمُنَافِقُ واحد، نفاق کرنیوالے۔ پ۵/۱۷،۹،۶ پ۵/۱۸ پ۱۰/۱۶،۱۵ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۱۹،۱۷ پ۲۶/۹ پ۲۸/۲۰،۱۳ ۔

مَنَاکِبِهَا : جمع منتہی الجموع مضاف، ھا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ۔ مَنْکِبٌ واحد اس کے اطراف و جوانب۔ پ۲۹/۲ مَنْکِبٌ کا اصل معنی ہے جانب، طرف اسی لئے آدمی کے مونڈھے کو بھی مَنْکِب کہا جاتا ہے (معالم التنزیل) نَکْبٌ اور نُکُوْبٌ (نصر و سمع) پھر جانا۔ مڑ جانا۔ نَکَبٌ (سمع) لنگڑا بن جانا۔ نُکُوْبٌ (فتح) قبول کرنا۔ اختیار کرنا۔ نِکَابَۃٌ، نُکْبَۃٌ، نَکْبٌ (فتح) قوم کا سردار اور معتمد ہو جانا۔ پانی کے برتن اور تیر دان کو الٹ دینا۔ رنج اور سختی پہنچانا۔ نَکْبَۃٌ رنج، سختی مصیبت۔ نَکَبَاتٌ جمع اَنْکَبُ بے کمال آدمی ظالم، تھکا ہوا اونٹ۔ مَنْکِبٌ بازو، مونڈھا۔ قوم کا سردار، مددگار۔ اونچی زمین تَنْکِیْبٌ (تفعیل) پھر جانا۔ پھیر دینا، راستہ سے ہٹ جانا ہٹا دینا۔ تَنَکُّبٌ (تفعل) کنارہ کو ہٹ جانا۔ اِنْتِکَابٌ (افتعال) رنج اور سختی میں پڑ جانا۔ (المفردات و تاج واقرب الموارد)

اَلْمَنَامِ : اسم، خواب پ۲۳/۷ نَوْمٌ، نِیَامٌ، مَنَامٌ نُوَامٌ (اسم) خواب۔ نیند۔ نِیْمٌ، لباس، خواب نِیْمَۃٌ سونے کی ہیئت۔ نَؤُوْمٌ سونے والا۔ نَائِمٌ سویا ہوا۔ نُوَّمٌ اور نُوَمَۃٌ بہت سونیوالا۔ نُوَمَۃٌ اور نُوَیْمٌ گمنام۔ بے اعتبار، نادان۔ کند ذہن نِیَامٌ، نُوَّمٌ، نِیَّامٌ چاروں نائم کی جمع کے صیغے ہیں۔ مَنَامٌ (ظرف) خوابگاہ۔ مَنَامَۃٌ خواب گاہ لباسِ خواب۔ بستر۔ دکان۔

نَوْمٌ (مصدر باب نَصر) سونا۔ کسی چیز کا سونا ہو جانا۔ ہوا کا ٹھہر جانا۔ آگ کا بجھ جانا۔ دریا کا رک جانا۔ بازار کا مندا ہو جانا۔ کپڑے کا پرانا ہو جانا۔ آرام لینا۔ قرار پکڑنا۔ اللہ کے سامنے عاجزی کرنا۔ نَوْمٌ اور نِیَامٌ (مصدر باب سمع) سو جانا۔ اِنَامَۃٌ (باب افعال) سلا دینا۔ توڑ دینا۔ شکست دینا۔ مار ڈالنا۔ تَنْوِیْمٌ (تفعیل) سلا دینا۔ تَنَوُّمٌ (تفعل) نیند لے لینا۔ تَنَاوُمٌ

سوتا بخانا۔ مُتَنَام نشیبی زمین جہاں پانی کھڑا ہو جائے۔

مَنَامِكَ: منام اسم مضاف مجرور لَكَ خطاب مضاف الیہ۔ تیری خواب، تیری نیند۔ پ۱ (دیکھو المنام)

مَنَامُكُمْ: مضاف مجرور، مضاف الیہ۔ اسکی نیند کے وقت، سوتے میں۔ ۲۴پ۳ (دیکھو المنام)

مُنْبَثًّا: اسم فاعل واحد مذکر، اصل میں مُنْبَثِثٌ تھا یا اسم مفعول، اصل میں مُنْبَثَثٌ تھا، پراگندہ، منتشر، پھیلا ہوا۔ اڑتا ہوا۔ ۲۷پ۱۴ (دیکھو بث، بثی، المبثوث)

مُنْتَشِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِنْتِشَارٌ مصدر باب افتعال، نَشْر مادہ، پراگندہ۔ پھیلا ہوا۔ ۲۷پ۸

مُنْتَصِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع اِنْتِصَارٌ مصدر، باب افتعال، لفظی ترجمہ بدلہ لینے والا۔ مراد مضبوط، طاقتور۔ ۲۷پ۱۔

مُنْتَصِرًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب، اِنْتِصَارٌ مصدر، بدلہ لینے والا، غالب۔ ۱۵پ۱۷۔

مُنْتَصِرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب نکرہ۔ مُنْتَصِرٌ واحد اِنْتِصَارٌ مصدر، بدلہ لینے والے۔ ۲۷پ۱

الْمُنْتَصِرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور معرفہ اَلْمُنْتَصِرُ واحد بدلہ لینے والے، بدلہ پانیوالے۔ ۲۰پ۱۱ (دیکھو الانصار اور اِنْصُرُوا)

مُنْتَظِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع انتظارٌ مصدر، نظر مادہ، باب افتعال، انتظار کرنیوالے۔ انجام کو تکنے والے۔ ۱۲پ۱۰ ۲۱پ۱۶ (دیکھو اِنْتَظِر۔ اِنْتَظِرُوا۔ اُنْظُرْ)

المنتظرین: اسم فاعل جمع مذکر مجرور، انتظار کرنیوالے، امید رکھنے والے انجام کو تکنے والے۔ ۸پ۱۰ ۱۲پ۱۰ ۲۱پ۱۶ (دیکھو حوالہ مذکورہ)

مُنْتَقِمُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر اِنْتِقَامٌ مصدر، باب افتعال، بدلہ میں سزا دینے والے ۲۱پ۱۵ ۲۵پ۱۰ ۱۴۔

نِقْمَةٌ سزا۔ عذاب نِقَمٌ جمع نِقَمٌ اور نَقِمٌ (اسم) درمیانی راہ۔ نَاقِمٌ سزا دینے والا غصہ کرنیوالا۔ ناپسند کرنیوالا۔ نَقْمٌ (مصدر) باب ضرب وسمع سزا دینا غصہ کرنا۔ ناپسند کرنا۔ جلدی کھانا۔ اِنْتِقَامٌ غصہ کرنا۔ سزا دینا۔ (قاموس مفردات)

مُنْتَهُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اِنْتِهَاءٌ مصدر، باب افتعال۔ اصل میں مُنْتَهِيُوْنَ تھا، باز رہنے والے۔ رک جانیوالے۔ ۷پ۲

نہیٌ روکنا (فتح) قولاً ہو یا عملاً پھر عملاً روکنا اپنے کو یا دوسرے کو، نہار النہار دن چڑھے، نُہُوٌ، نَہَایَۃٌ (کرم) بہت عقلمند ہو گیا - نِہْی تالاب یا حوض جس میں پانی رکا ہوا ہو - نُہْیَۃٌ عقل برائی سے روکنے والی (دیکھو اِنْتَھَوْا اور اِنْتَھُوْا)

اَلْمُنْتَهٰى: اسم ظرفِ مکان، آخری حد - ۲۷/۵ مصدر میمی، آخر پہنچنا ۲۷/۵ -

مُنْتَهَاهَا: منتہیٰ اسم، ظرفِ زمان، مضاف ھا مضاف الیہ، اس کا آخری وقت یا ظرفِ مکان - اسکی آخری حد - ۳۰/۴ -

علامہ بغوی نے کہا یعنی اس کے علم کی آخری حد - (معالم)

مَنْثُوْرًا: اسم مفعول واحد - نَثْرٌ مصدر (نصر و ضرب) بکھیرا ہوا، غیر منظوم، ۱۹/۱ ۲۹/۱۹ نَثَرٌ پراگندہ، نُثَارٌ اور نُثَارَۃٌ جھڑن - وہ چیز جو دستر خوان وغیرہ سے جھڑ کر نیچے گر جاتی ہے مِنْثَرٌ بہت باتونی آدمی - نَثْرٌ مصدر (نصر) بہت باتیں کرنا - کثیر الاولاد ہونا، ناک جھاڑنا - مِنْثَرٌ سست آدمی تَنَثُّرٌ (تفعل) پراگندہ ہونا (تاج و صحاح)

مُنَجُّوْ: اسم فاعل جمع مذکر، مُنَجِّی واحد تَنْجِیَۃٌ مصدر (تفعیل) اصل میں مُنَجُّوْنَ تھا، نون کو اضافت کی وجہ سے اور یاء کو ثقل کی وجہ سے ساقط کر دیا بچانے والے - ۱۴/۴ ۲۰/۱۶ -
(دیکھو اَنْجَاکُمْ - اَنْجَانَا - اَنْجَیْتَنَا)

اَلْمُنْخَنِقَۃُ: اسم فاعل واحد مؤنث، اِنْخِنَاقٌ مصدر باب انفعال گلا گھونٹ کر مارا ہوا - ۶/۵ خَنْقٌ مصدر مجرد (نصر) گلا گھونٹنا - اِنْخِنَاقٌ (انفعال) اور اِخْتِنَاقٌ (افتعال) گلا گھونٹا جانا خُنَاقٌ وہ گلٹی یا ورم جو حلق میں پیدا ہو کر سانس کو گھونٹ دیتا ہے -

مُنْذِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر نکرہ - اِنْذَارٌ مصدر (افعال) ڈرانیوالا - ہر پیغمبر عذابِ الٰہی سے سرکشوں اور نافرمانوں کو ڈراتا ہے اسلئے ہر پیغمبر کو منذر کہا جاتا ہے اور چونکہ ہر پیغمبر کے ڈرانے کا اصل مقصد ہدایت کرنا ہوتا ہے اس لئے بعض ترجمہ کرنیوالوں نے منذر کا ترجمہ ہادی بھی کیا ہے - ۱۳/۷ ۲۳/۱۰،۱۴ ۲۶/۱۵ -

نَذَرٌ منت - نُذْرٌ (اسم مفرد) زخم کی دیت نَذَارَۃٌ نُذْرٰی اور نُذُرٌ (بصورتِ اسم مصدر) خوف - نَذِیْرٌ صفت مشبہ، نُذُرٌ جمع، ڈرانیوالا -

(اگر بمعنی فاعل ہو) ڈرایا گیا (اگر بمعنی مفعول ہو)
ڈرنا (اگر بمعنی مصدر ہو) نُذُرٌ یعنی ڈرانے والا
آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کوئی آدمی ہو
یا غیبی حادثہ یا کوئی ناگہانی مصیبت ہر ایک قرآنی
استعمال میں نذیر ہے، نَذِیْرَۃٌ منت کی چیز چڑھاوا
وہ بچہ جسکو اس کے والدین کسی عبادت خانہ
کے لئے وقف کر دیں۔

نَذْرٌ (مصدر باب نصر) ڈرانا، منت ماننا
آخری معنی میں۔ ضرب سے بھی آیا ہے۔ نَذَرٌ
(باب سمع) جاننے کے بعد پرہیز کرنا۔ اِنْذَارٌ
آگاہ کرنا، ڈرانا۔ اِنْتِذَارٌ (افعال) منت ماننا۔

مُنْذِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف۔
ڈرنے والا۔ پ۳۰/۴ ۔

مُنْذِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ مُنْذِرٌ
واحد، ڈرانیوالے یعنی پیغمبر۔ پ۱۹/۱۵ -

مُنْذِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔
مُنْذِرٌ واحد، ڈرانیوالے یعنی پیغمبر پ۲/۱۰ پ۶/۳ پ۷/۱۱
پ۱۵/۲۰ پ۲۳/۶ پ۲۵/۱۴ پ۲۶/۴ ۔

اَلْمُنْذِرِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ مجرور۔
اَلْمُنْذِرُ واحد، ڈرانیوالے یعنی پیغمبر پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۳ ۔

اَلْمُنْذَرِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور،
ڈرائے گئے، وہ لوگ جنکو سرکشی اور نافرمانی کی سزا
سے ڈرایا گیا۔ پ۱۱/۱۳ پ۱۹/۱۳، ۱۹ پ۲۳/۶ ۔

مُنَزَّلٌ: اسم مفعول واحد مذکر، تَنْزِیْلٌ مصدر (تفعیل)
اتارا گیا۔ بھیجا گیا پ۸ (دیکھو مَنَازِلَ)

مُنْزَلًا: مصدر مجہول، اتارا جانا یا ظرف مکان
اترنے کی جگہ بصورت ظرفیت یا کشتی مراد ہوگی
یا کشتی سے اترنے کے بعد زمین۔ پ۱۸/۲

مُنْزِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔
اِنْزَالٌ مصدر باب افعال، اتارنیوالے۔ پ۲۰/۱۶

اَلْمُنْزِلُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرفہ
اِنْزَالٌ مصدر، باب افعال، اتارنیوالے یعنی برسانے
والے۔ پ۲۷/۱۵ ۔

مُنَزِّلُهَا: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ھا ضمیر
مضاف الیہ، تَنْزِیْلٌ مصدر، اس کو اتارنے والا۔
یعنی اتاروں گا (اسم فاعل بمعنی مستقبل) پ۷/۵ ۔

اَلْمُنْزِلِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور معرفہ
اِنْزَالٌ مصدر، اتارنیوالے یعنی مہمان کو ٹھہرانیوالے۔
چونکہ عموماً دور کا مسافر سواری میں آتا ہے اور میزبان
اگر اسکو اتارتا ہے اسلئے مُنْزِلٌ (اتارنیوالا) میزبان
ہوگیا۔ پ۱۲/۲ پ۱۳/۲ پ۱۸/۲ ۔

مُنْزَلِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب،

باب افعال، اتارے گئے، اوپر سے بھیجے گئے، ۲۹/۴ (مُنزَلٌ سے مُنزَلِیْنَ تک کی تنقیح کیلئے دیکھو مَنازِل)

مِنْسَاتَهٗ: مِنْسَاۃٌ اسمِ آلہ، مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ۔ اس کی لاٹھی کو۔ ۱۴/۳۴۔

نَسِیٌّ (اسم) بیہوش کر دینے والی شراب، پانی ملا ہوا دودھ، نَسِیٌّ خوش گفتار۔ عورتوں کا دلدادہ۔ نُسَاۃٌ تاخیر نَسِیْئٌ تاخیر، ادھار بیچنا ماہِ صفر جس میں کسی سال اہلِ جاہلیت بجائے محرم کے قتل و قتال کو حرام قرار دے کر محرم میں جنگ و جدال کو جائز بنا لیتے تھے۔ نَسِیْئَۃٌ تاخیر، ادھار، نَسَا درازیٔ عمر، نَاسِئٌ فربہ مِنْسَاۃٌ اور مَنْسَاۃٌ ہنکانے کا آلہ یعنی لاٹھی ڈنڈا۔ نَسْئٌ (مصدر باب فتح) آواز دینا۔ ہنکانا۔ نگہبانی کرنا۔ ادھار بیچنا۔ مہلت دینا۔ مؤخر کر دینا۔ پیچھے ڈال دینا۔ اِنْسَاءٌ مصدر باب افعال، مہلت دینا، ادھار بیچنا۔ مؤخر کر دینا پیچھے ڈال دینا۔ تَنْسِیْئٌ (باب تفعیل) ہنکانا۔ اِنْتِسَاءٌ (افتعال) دور چلا جانا۔ دور ہو جانا۔ پیچھے رہ جانا۔ (تاج العروس و تاج المصادر)

مَنْسَكًا: بفتح سین مصدر میمی، قربانی کرنا اور بکسرِ سین قربانی کی جگہ اور شریعت ۳۴/۲۲ میں قربانی کرنا یا قربانی کی جگہ مراد ہے اور ۶۷/۲۲ میں شریعت یا عبادت کا طریقہ (دیکھو مَنَاسِكَنَا)

مَنْسِیًّا: اسم مفعول واحد مذکر نَسْیٌ، نِسْیَانٌ، نِسَاوَۃٌ نَسْوَۃٌ مصدر ہیں (باب سمع) بھولی بسری، فراموش کردہ، لوگوں کی یاد سے بھی غائب (معالم)

نَسِیٌّ فراموش کردہ یا بھول جانے کے قابل، نَسِیٌّ بہت بھولنے والا اور بھولا بسرا، ناقابلِ شمار۔ نَاسِیٌ بھولنے والا۔ نَسْیَانٌ جس پر بھول غالب ہو۔ اِنْسَاءٌ کسی کی یاد سے کسی بات کو فراموش کرا دینا۔ نِسْوَۃٌ نِسَاءٌ نِسْوَانٌ نِسْوُوْنَ عورتیں ان چاروں کا واحد اِمْرَاَۃٌ ہے (تاج)

اَلْمُنْشَآتُ: اسم مفعول جمع مؤنث اَلْمُنْشَاَۃُ واحد اِنْشَاءٌ مصدر باب افعال، سطحِ سمندر سے اونچی کی ہوئی کشتیاں یا وہ کشتیاں جن کے بادبان اونچے ہوتے ہیں یا پیدا کی ہوئی کشتیاں ۲۴/۵۵ نَشْئٌ اونچا ابر۔ سب سے پہلے نمودار ہونے والا ابر کا ٹکڑا۔ نَشْاَۃٌ اور نَشَارَۃٌ پیدائش، نَشِیْئَۃٌ اور نَاشِئَۃٌ سونے کے بعد اٹھنا، نَاشِئٌ وہ بچہ جو بچپن کی حد سے گزر چکا ہو۔

نَشْئٌ۔ نَشْاَۃٌ۔ نُشُوْءٌ، نُشَاءٌ مصدر ہیں (باب فتح و کرم) پیدا ہونا۔ زندہ ہونا جوان

ہونا، اِنْشَارٌ (افعال) پیدا کرنا - پرورش کرنا - اوپر کو ابھارنا - (قاموس و منجد)

مُنَشَّرَةً : اسم مفعول واحد مؤنث - تَنْشِیْرٌ مصدر (باب تفعیل) کھلی ہوئی، پھیلی ہوئی - ۲۹/۱۶ -

مُنْشَرِیْنَ : اسم مفعول جمع مذکر منصوب، مُنْشَرٌ واحد، اِنْشَارٌ مصدر (باب افعال) اٹھائے گئے، زندہ کئے گئے یعنی دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گئے - (جلالین) ۲۵/۱۵ -

مَنْشُوْرٍ : اسم مفعول واحد مذکر مجرور، نَشْرٌ مصدر (باب نصر) کھلا ہوا یعنی قرآن یا توریت (کبیر) ۲۷/۳ -

مَنْشُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر منصوب نَشْرٌ سے - کھلا ہوا (ترجمہ مولانا اشرف علی) ۱۵/۲ (چاروں الفاظ کے دیکھو اَنْشَرَ اور انشرنا)

اَلْمُنْشِئُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، اَلْمُنْشِئُ واحد، اِنْشَاءٌ مصدر، پیدا کرنیوالے - ۲۷/۱۵ (دیکھو اَلْمُنْشَآتُ)

مَنْصُوْرًا : اسم مفعول واحد مذکر - نَصْرٌ مصدر (باب نصر) مدد کیا گیا - ۱۵/۴ (دیکھو الانصار اور انصر)

اَلْمَنْصُوْرُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع مدد کئے گئے یعنی غالب ۲۳/۹ (دیکھو الانصار اور انصر)

مَنْضُوْدٍ : اسم مفعول واحد مذکر تہ برتہ، (ترجمہ تھانوی) ۱۳/۱۲ ۲۷/۱۴ -

نَضَدٌ مصدر، طے کیا ہوا سامان، منتخب سامان، آبائی بزرگی، بزرگ - اَنْضَاد جمع -

نَضْدٌ مصدر (باب ضرب) تہ بر تہ کرنا - نَضِیْدٌ تہ بر تہ، نَضِیْدَةٌ تکیہ، نُضُوْدٌ موٹی اونٹنی، منضود بمعنی نضید -

مَنْطِقَ : اسم، باب ضرب - بات بولی آوازوں کی سمجھ (جلالین) ۱۹/۱۷ -

نُطْقٌ - نُطُوْقٌ - مَنْطِقٌ مصدر (ضرب) بولنا - مَنْطِقٌ (اسم) بات - بولی - اِنْطَاقٌ (افعال) گویا بنا دینا - بات میں دخل دینا - مُنَاطَقَةٌ (مفاعلة) باہم گفتگو، اِسْتِنْطَاقٌ (استفعال) گویا کر دینا - باہم بات کرنا - بات کرنیکی خواہش کرنا -

مُنْظَرُوْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مرفوع - مُنْظَرٌ واحد، اِنْظَارٌ مصدر (باب افعال) مہلت دیے ہوئے ۱۹/۱۵ (دیکھو انظر)

اَلْمُنْظَرِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور معرفہ اَلْمُنْظَرُ واحد، مہلت دیئے ہوئے۔ مہلت یافتہ ۸/۹ ۴/۱۶ ۱۴/۲۳ (دیکھو انصر)

مُنْظَرِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر منصوب نکرہ مُنْظَرٌ واحد، مہلت یافتہ۔ مہلت دیئے گئے ۱/۱۴ ۱۴/۲۵ (دیکھو اَنْظِرْنِي)

مَنَعَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف مَنْعٌ مصدر (فتح) اس نے روکا۔ ۱۴/۱ ۲۰/۱۱ ۵/۱ (دیکھو مانعتم)

مُنِعَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول مَنْعٌ مصدر (فتح) اس نے روکا۔ ۲/۱۳ (دیکھو مانعتم)

مَنَعَكَ: مَنَعَ فعل ماضی واحد غائب کَ مفعول تجھ کو کس نے روکا۔ ۹/۸ ۱۴/۱۶ ۱۴/۲۳ (دیکھو مانعتم)

مَنَعَنَا: منع فعل ماضی واحد غائب نَا مفعول ہم کو روکا۔ ۹/۱۵ (دیکھو مانعتم)

مَنَعَهُمْ: مَنَعَ فعل ماضی واحد غائب هُمْ مفعول ان کو روکا۔ ۱۳/۱ (دیکھو مانعتم)

مُنْفَطِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر۔ اِنْفِطَارٌ مصدر، باب انفعال۔ پھٹ جانیوالا یعنی پھٹ جائیگا (اسم فاعل بمعنی مستقبل)

۱۳/۲۹ (دیکھو فاطر)

اَلْمُنْفِقِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اَلْمُنْفِقُ واحد اِنْفَاقٌ مصدر، راہِ خدا میں خرچ کرنیوالے ۱/۳ (دیکھو المنافقات)

مُنْفَكِّيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب، مُنْفَكٌّ واحد، اِنْفِكَاكٌ مصدر، باب انفعال، باز رہنے والے۔ جدا ہونیوالے۔ چھوٹنے والے۔ ۲۳/۳۰ (دیکھو فکٌّ)

اَلْمَنْفُوْشِ: اسم مفعول واحد مذکر نَفْشٌ مادہ، دُھنا ہوا۔ ۲۷/۳۰۔

نَفْشٌ اون۔ ارزانی۔ نَفِيْشٌ پراگندہ سامان۔ نُفُوْشٌ مصدر باب اَلنَّصر۔ ارزاں ہوجانا نَفْشٌ (مصدر باب ضرب و سمع و نصر) اون یا روئی کو دھنکنا۔ انگلیوں سے کسی چیز کو بکھیر دینا۔ رات کو جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دینا۔ آخری معنی کے لئے۔ باب افعال، اور اول دونوں معنی کے لئے باب تفعیل آتا ہے۔ مُنَفَّشُ الْمَنْخَرِيْنِ چوڑے نتھنوں والا آدمی تَنَفُّشٌ (تفعل) اور اِنْتِفَاشٌ (افتعال) کسی چیز کا دھنک جانا۔

مُنْقَعِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، اِنْقِعَارٌ

مصدر، باب انفعال، قَعْرٌ مادہ، جڑ سے اکھڑا ہوا۔ ۲۷/۸ ۔

قَعْرٌ کسی چیز کا انتہائی گہراؤ۔ قَصْعَۃٌ قَعِیْرَۃٌ گہرا پیالہ۔ تَقْعِیْرٌ فی الکلام، کاسہ کی طرح منہ بنا کر بات کرنا۔ بات کرتے وقت ایسا منہ بنا لینا جیسے آبخورہ۔

اِنْقَعَرَتِ الشَّجَرَۃُ زمین کی پوری گہرائی میں درخت کی جڑیں گھس گئیں یا زمین کی گہرائی میں گھسی ہوئی جڑیں اکھڑ گئیں، آیت میں (بقولِ راغب) مراد یہ ہے کہ جیسے زمین کی گہرائی میں گھسنے والے درخت کی جڑیں اکھڑ جاتی ہیں اور اس جگہ کسی قسم کا نشان بھی نہیں رہتا، اسی طرح ان کافروں کی حالت ہوگئی (المفردات)

مُنْقَلَبٍ: اسم ظرف مجرور، انقلاب مصدر لوٹنے کی جگہ، انجام، نتیجہ۔ ۱۹/۱۵ ۔

مُنْقَلَبًا: مصدر میمی بمعنی انقلاب، لوٹنا یا اسم ظرف لوٹنے کی جگہ، انجام ۱۵/۱۲ ۔

مُنْقَلِبُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ مُنْقَلِبٌ واحد، انقلاب مصدر قَلْبٌ مادہ لوٹنے والے۔ ۹/۴ ۱۹/۷ ۲۵/۷ (دیکھو قلب اور قَلَبُوْا)

مَنْقُوْصٍ: اسم مفعول واحد مذکر نَقْصٌ مصدر باب نصر۔ کم کیا ہوا۔ غیر منقوص کا معنی پورا پورا۔ ۱۲/۹ ۔

نَقْصٌ، نُقْصَانٌ، تَنْقَاصٌ مصدر باب نصر، کم ہونا، کم کرنا (لازم و متعدی) نَقِیْصٌ میٹھا پانی۔ پاکیزہ، خوشبودار چیز۔ نَقِیْصَۃٌ سخن چینی۔ عیب جوئی۔ بُری عادت۔ نَقَاصَۃٌ مصدر (باب کرم) پانی کا میٹھا ہونا۔ مُنْقَصَۃٌ اور نُقْصَانٌ (بصورتِ اسم) کمی۔ اِنْتِقَاصٌ اور تَنْقِیْصٌ کم کرنا۔ تَنَقُّصٌ (تفعل) عیب جوئی کرنا برا کہنا۔ انتقاص (افتعال) کم کرنا۔ کم ہونا (لازم و متعدی) (تاج المصادر)

اَلْمُنْکَرِ: اسم مفعول واحد مذکر، اِنْکَارٌ مصدر، وہ قول و فعل جس کو عقلِ سلیم برا جانتی ہو اور اگر حسن و قبح کو عقلِ سلیم نہ سمجھ سکے تو شریعت نے اس کو برا قرار دیا ہو منکر ہے۔ (راغب)

راغب کی یہ تعریف کسی قدر پیچیدار ہے۔ اشاعرہ کے نزدیک منکر وہ قول و فعل ہے جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہو۔ ۴/۳ ، ۴/۳ ۹/۹ ۱۰/۱۵ ۱۱/۳ ۱۴/۱۹ ۱۷/۱۳ ۱۸/۹ ۲۱/۱ ، ۲۱/۱۱ ۔

اَلْمُنْكَرَ: حسبِ تفصیلِ مذکور۔ ۱۴/۱۲ ناخوشی یعنی
ناخوشی اور نفرت کے آثار ۱۵/۲۲ ناپسندیدہ کام۔

مُنْكَرٍ: اسم مفعول نکرہ مجرور، برے کام۔
بری بات۔ ۱۵/۶۔

مُنْكَرًا: اسم مفعول نکرہ منصوب، بری بات۔ ۲۵/۱

مُنْكِرُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، مُنْكِرٌ
واحد، انکارٌ مصدر ۱۳/۲ نہ پہچاننے والے،
ناواقف۔ ۱۲/۷ اور ۱۴/۸ نہ ماننے والے، انکار
کرنیوالے۔

مُنْكَرُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر،
مُنْكَرٌ واحد، ناآشنا۔ شناخت میں نہ آئے
ہوئے۔ ۱۴/۵ ۔ ۲۶/۱۹۔

مُنْكِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، اِنكارٌ
مصدر، نہ ماننے والے۔ ۱۴/۹۔

نُكْرٌ۔ نُكَارَةٌ۔ نُكْرٌ (اسم مصدر)
دانائی۔ نُكْرَةٌ اور نَكِرَةٌ عدمِ شناخت
انجان۔ نُكْرٌ عقلمند، نُكُرٌ برا کام، مشکل کام۔
نُكُرٌ عقلمند عورت۔ بری چیز، نُكُرٌ
روشن طریقہ۔ نَكِيْرٌ دگرگوں ہوجانا۔ حالت
کا پلٹ جانا۔ انکار، مُنْكَرٌ بری بات، برا
کام عقلمند آدمی شگفتگی۔ مُنْكَرٌ اور نکیر قبر
میں سوال کرنے والے فرشتے۔

نُكْرٌ، نُكُرٌ، نُكْرٌ، نُكُوْرٌ، نَكِيْرٌ مصدر باب
سمع، نہ پہچاننا۔ نُكَارَةٌ (مصدر باب کرم)
کام کا سخت اور مشکل ہوجانا۔ اِنکار نہ ماننا
دل سے یا زبان سے، نہ پہچاننا و مانع سے، حالت
اور ہیئت کا بدل جانا کہ شناخت میں نہ آسکے،
تَنْكِيْرٌ (تفعیل) دگرگوں کر دینا، ناشناسا بنا دینا۔
مُنَاكَرَةٌ (مفاعلۃ) باہم لڑنا۔ باہم دانائی میں مقابلہ
کرنا۔ تَنَكُّرٌ (تفعل) دگرگوں ہوجانا۔
حالت بگڑ جانا۔ تَنَاكُرٌ نادان بننا۔
اِسْتِنْكَارٌ نہ پہچاننا۔ ان جان بات
کو معلوم کرنا (قاموس۔ المفردات۔ تاج۔
نہایہ۔ مختلف تفاسیر)

مِنْكَ: مِنْ حرفِ جر، كَ ضمیر خطاب مجرور
تجھ سے، ۳/۵ ، ۱۵/۱۲ ، ۱۶/۵ ، ۲۱/۱۲ ، ۲۳/۱۴ ، ۲۸/۵ ۔

مِنْكُمْ: مِنْ حرفِ جر كُمْ ضمیر جمع مذکر
مخاطب مجرور، تم سے، تم میں سے۔ ۱/۸، ۱۰
۲/۲، ۷، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۵ ۔ ۴/۲، ۴، ۵، ۷، ۱۱، ۱۳ ۔ ۵/۱، ۲، ۱۴،
۵، ۷ ۔ ۶/۲، ۷، ۱۱، ۱۲ ۔ ۷/۳، ۴، ۵، ۱۲ ۔ ۸/۳، ۹، ۱۱، ۱۵،
۱۶، ۱۸ ۔ ۹/۱۷ ۔ ۱۰/۱، ۲، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۵
۱۲/۴، ۷، ۸ ۔ ۱۳/۸ ۔ ۱۴/۲، ۴، ۵، ۱۳، ۱۵ ۔ ۱۶/۸، ۱۳

۱۷/۸، ۱۲ — ۱۸/۸، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷ — ۱۹/۶ — ۲۱/۱۸ — ۲۲/۴ — ۲۳/۳ — ۲۴/۵، ۱۲ — ۲۶/۸ — ۲۷/۱۶، ۱۷، ۱۸ — ۲۸/۱، ۲، ۳، و ۲۸/۴، ۷، ۱۵، ۱۷ — ۲۹/۵، ۶، ۱۴، ۱۶، ۱۹ — ۳۰/۶ ۔

مِنْكُنَّ: مِنْ حرفِ جر، کُنَّ ضمیر جمع مؤنث مخاطب۔ تم سے۔ تم میں سے ۱۲/۲ — ۲۲/۱ — ۲۵/۱۹ ۔

مَنَنَّا: جمع متکلم ماضی معروف، مَنٌّ مصدر، باب نصر۔ ہم نے بڑا احسان کیا، ہم نے بڑی نعمت دی۔ ۶/۱۱ — ۲۳/۸ (دیکھو مَمْنُوْنٍ)

مَنُوْعًا: صیغۂ مبالغہ۔ مَنْعٌ مصدر۔ باب فتح۔ بہت روکنے والا یعنی بڑا کنجوس ۲۹/۷ (دیکھو مانعتہم)

اَلْمَنُوْنِ: اسم، زمانہ، موت، ریب المنون کا معنی ہوا حوادثِ زمانہ (جلالین) یا حادثۂ موت، (صاوی) ۲۷/۴ (دیکھو مَمْنُوْنٍ)

مِنْهُ: مِنْ حرفِ جر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور۔ اس سے۔ اس کی طرف سے اس میں سے۔ ۱/۷، ۹ — ۲/۱۱، ۱۶، ۱۷ — ۳/۵، ۷، ۹، ۱۳، ۱ — ۳/۱۷ — ۴/۱۲، ۱۴ — ۵/۱۰ — ۶/۳، ۱۳، ۱۴، ۶ — ۷/۳، ۱۸ — ۸/۸، ۹ — ۹/۱۰، ۱۶ — ۱۰/۹ — ۱۱/۳، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۷ — ۱۲/۲، ۴، ۶، ۱۰، ۱۵ — ۱۳/۴، ۱۹ — ۱۴/۸، ۱۵، ۱۶ — ۱۵/۱۴، ۱۵، ۱۷، ۲۱ — ۱۶/۱، ۲، ۹ — ۱۷/۱۴، ۱۷ — ۱۸/۳ — ۲۰/۱۱ — ۲۱/۷، ۱۶ — ۲۲/۱۵، ۱۷ — ۲۳/۲، ۳، ۱۴، ۱۵ — ۲۴/۲۰ — ۲۵/۳، ۱۲، ۱۸ — ۲۶/۱۶ — ۲۷/۲ — ۲۸/۳، ۱۱ — ۲۹/۶، ۱۳، ۱۴، ۱۸ — ۳۰/۲ ۔

مِنْهَا: مِنْ حرفِ جر، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور۔ اس سے۔ اس میں سے۔

۱/۳، ۴، ۶، ۹، ۱۳، ۱۵ — ۴/۲، ۶، ۱۴ — ۵/۳ — ۶/۸، ۱۰ — ۷/۵، ۱۴ — ۸/۲، ۵، ۹، ۱۱ — ۹/۱، ۴، ۱۰، ۱۲، ۱۴ — ۱۰/۱۱، ۱۳ — ۱۲/۹ — ۱۳/۱ — ۱۴/۳، ۷ — ۱۵/۸، ۱۷ — ۱۶/۱۰، ۱۲، ۱۶ — ۱۷/۳، ۹، ۱۱، ۱۲ — ۱۸/۱، ۶، ۱۰، ۱۶، ۱۷ — ۱۹/۱۶ — ۲۰/۱، ۳، ۵، ۷، ۱۲، ۱۴ — ۲۱/۱۵ — ۲۲/۲، ۶، ۷، ۸ — ۲۳/۲، ۴، ۶، ۱۴، ۱۵ — ۲۴/۱۴ — ۲۵/۳، ۶، ۱۱، ۱۳، ۲۰ — ۲۷/۱۵، ۱۷ — ۲۸/۱۳ — ۲۹/۳، ۹، ۱۱ — ۳۰/۴ ۔

مِنْهُمَا: مِنْ حرفِ جر۔ هُمَا ضمیر تثنیہ غائب مجرور۔ ان دونوں سے۔ ۱/۲ — ۳/۱۴ — ۴/۱۲، ۱۳ — ۱۳/۱۵، ۱۶ — ۱۸/۷ — ۲۰/۸ — ۲۷/۱۱ ۔

مِنْهُمْ: مِنْ حرفِ جر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور، ان سے۔ ۱/۹، ۱۲، ۱۵، ۱۶ — ۲/۱، ۲، و — ۲/۶، ۹، ۱۶، ۱۷ — ۳/۱۱، ۱۳، ۱۶، ۱۷ — ۴/۳، ۸، ۹، ۱۲ — ۵/۵، ۶، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴ — ۶/۱، ۲، ۷، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ — ۷/۵، ۷، ۹ — ۸/۷، ۹، ۱۷ — ۹/۶، ۱۰، ۱۱، ۱۲ — ۱۰/۳، ۶، ۱۳، و — ۱۰/۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸ — ۱۱/۳، ۴، ۵، ۶، ۹، ۱۰ — ۱۲/۹، ۱۰، ۲ :

پ۱۴/۳، ۵، ۱۶، ۱۱، ۲۱ پ۱۵/۷، ۱۵، ۱۸ پ۱۶/۹، ۱۷ پ۱۷/۲، ۳ پ۱۸/۲، ۶، ۸، ۱۲، ۱۵ پ۲۰/۴، ۷، ۱۶ پ۲۱/۴، ۷، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ پ۲۷/۱۵، ۱۷ پ۲۸/۱۳ پ۲۹/۳، ۹، ۱۱ پ۳۰/۴۔

مِنْهُنَّ: مِن حرفِ جر۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مجرور۔ اُن سے۔ پ۳/۳ پ۵/۱ پ۱۲/۴ پ۲۲/۲، ۳ پ۲۶/۱۴۔

مِنْهَاجًا: اسم آلہ مفرد۔ کھلا ہوا راستہ پ۶/۱۱ نَهْجٌ، مَنْهَجٌ، مِنْهَاجٌ تینوں ہم معنی ہیں۔ روشن۔ کشادہ راستہ۔ نَهْجٌ مصدر باب فتح، راستہ کا کشادہ اور صاف ہونا اور اس پر چلنا۔ کپڑے کا بیانا ہونا۔ کپڑے کو پُرانا کرنا۔ اس معنی میں سَمِعَ اور کَرُمَ سے بھی مستعمل ہے۔

اِنْهَاجٌ کشادہ راستہ ہونا اور راستہ کشادہ کرنا (لازم و متعدی) (تاج)

مُنْهَمِرٍ: اسم فاعل واحد مذکر۔ اِنْهِمَارٌ مصدر باب انفعال خوب برسنے والا۔ پ۲۷/۸۔

هَمْرَةٌ ایک بار بارش ہونا، شدتِ غصہ میں ہلاک ہو جانا۔ هَامِرٌ خوب بارش۔ هَمَّارٌ خوب بارش۔ بیہودہ بکواس کرنیوالا آدمی۔ يَهْمُورٌ، مِهْمَرٌ، هِمْهَارٌ بکواسی آدمی۔ هَمِرٌ بہت ریت۔ هَمْرٌ (نصر و ضرب) گرنا۔ گرانا رنج دینا۔ هَمْرٌ (صرف ضرب سے) توڑنا۔ ویران کرنا۔ اِنْهِمَارٌ (انفعال) شکستہ اور ویران ہونا۔ گرنا۔ پانی اور آنسوؤں کا گرنا۔ بہنا۔ لکڑی مارنے سے درختوں کی پتیاں گرنا۔ (قاموس و اقرب الموارد)

مِنِّيْ: مِن حرفِ جر۔ ی ساکن ضمیر واحد متکلم مجرور۔ مجھ سے۔ میری طرف سے۔ میری۔ پ۱/۴ پ۲/۱۷ پ۳/۱۲ پ۱۳/۱۸ پ۱۶/۴، ۱۱، ۱۶ پ۲۰/۷ پ۲۱/۱۵۔

مَنِيٍّ: صیغہ صفت بروزن فعیل یعنی وہ چیز جس سے انسانی ساخت کا قوام در اندازہ بنایا جاتا ہے جس کو جوہرِ انسانی کہہ سکتے ہیں۔ پ۲۹/۱۸۔

مَنِيَّةٌ منی کا ہم معنی ہے۔ مَنًى موت۔ اندازہ، ارادہ۔ مُنًى بمعنی مُنْيَةٌ، مَنِيَّةٌ موت، مدت مَنَايَا جمع مُنْيَةٌ آرزو مُنًى جمع، اُمْنِيَّةٌ آرزو۔ اَمَانِيُّ جمع، مُنَاوَاةٌ بدلہ۔ سزا۔

مَنْيٌ مصدر (ضرب) اندازہ کرنا۔ آزمانا۔ اِمْنَاءٌ (افعال) منی ڈالنا۔ تَمْنِيَةٌ (تفعیل) دل میں آرزو پیدا کرنا۔ آرزومند کرنا۔ بدلہ دینا۔ مُمَانَاةٌ (مفاعلۃ) بدلہ دینا۔ انتظار کرنا۔ مدارات کرنا۔ سواری پہ باری باری سے سوار ہونا۔ تَمَنِّيْ (تفعل) آرزو کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ نئی بات پیدا کرنا۔ تحریر کو پڑھنا۔

(مجمع البحار و تاج و مفردات و معجم القرآن)

مُنِیْبٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع، اِنَابَةٌ مصدر باب افعال۔ نَوبٌ مادہ۔ اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا خلوص کے ساتھ توبہ کرنے والا۔ ہر طرف سے ہٹ کر اللہ کی طرف لوٹنے والا ۲۴/۱۲۔

نَوبٌ مصدر (باب نَصَرَ) کسی چیز کا بار بار لوٹنا۔ نَوبَةٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ نَائِبَةٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ نَائِبَةٌ حادثہ مصیبت جو بار بار لوٹتی ہے۔ اِنَابَةٌ (افعال) خلوص عمل کے ساتھ اللہ سے توبہ کرنا۔ اِنْتِیَابٌ (افتعال) باری باری سے آنا۔ (المفردات) (دیکھو اَنَابَ و اُنِیْبُ)

مُنِیْبٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اللہ کی طرف خلوص سے رجوع کرنیوالا۔ ۲۴/۱۵ ۲۶/۱۷۔

مُنِیْبًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب بمعنی مذکور ۲۳/۱۵

مُنِیْبِیْنَ: اسم فاعل واحد مذکر منصوب مُنِیْبٌ واحد۔ اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا۔ ۲۱/۷۔

مُنِیْرٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور، اِنَارَةٌ مصدر باب افعال نُورٌ مادہ۔ باب افعال کا ابتدائی ہمزہ کبھی متعدی بنانے کے لئے آتا ہے اور کبھی صاحب ماخذ ہونے کو ظاہر کرتا ہے اسلئے اِنَارَةٌ کا معنی روشن کرنا بھی ہے اور روشنی والا یعنی روشن ہو جانا بھی۔ اس بنا پر مُنِیْر کا ترجمہ ہوا خود روشن اور دوسروں کو روشن کرنیوالا ۱/۸ ۲۱/۱۲ ۲۲/۱۵۔

نُورٌ وہ بے کیف چمک ہے جو خود ظاہر اور دوسری چیز کو ظاہر کر دیتی ہے (کبیر)

نور کبھی بصیرت سے دکھتا ہے جیسے عقل کا نور، علم کا نور، قرآن کا نور، روح کا نور، کبھی بصر سے دکھتا ہے جیسے آگ، بجلی، ستاروں اور سورج، چاند کا نور۔ (مفردات) انتہائی نور کو ضوء اور ضیاء کہتے ہیں۔ (بیضاوی)

نُورٌ کلی، شگوفہ، اَنْوَارٌ جمع۔ نَارٌ آگ، نِیرَانٌ نیرةٌ اَنْوِرَةٌ نِیَارٌ جمع۔ اَنْوَرُ خوبصورت روشن، مَنَارَةٌ (اسم مصدر) روشنی (اسم ظرف عقلی و حسی) اذان۔ کہنے کا مقام۔ جہاں سے عقلی اور روحانی نور نکلتا اور پھیلتا ہے، چراغ دان، جہاں سے چراغ کی روشنی پھیلتی ہے۔ مَنَارٌ (اسم مصدر) روشنی (اسم ظرف) راستہ کا نشان۔ نُورٌ مصدر باب نصر، روشن کرنا اِنَارَةٌ (افعال) روشن ہونا، روشن کرنا (لازم و متعدی) درخت پر پھول آنا۔ خوبصورت ہونا۔ ظاہر کرنا۔ اِنْوَارٌ بھی باب افعال کا مصدر ہے

تَنْوِیْرٌ (تفعیل) روشن ہونا۔ روشن کرنا۔ صبح کی روشنی ہو جانا، درخت میں پھول آجانا۔ تَنَوُّرٌ (تفعل) روشن ہو جانا۔ اِنْتِیَارٌ (افتعال) بدن پر نورہ (چونہ وغیرہ) ملنا۔ اِسْتِنَارَۃٌ (استفعال) روشن ہونا روشنی ڈھونڈھنا۔

مُنِیْرًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب۔ خود روشن، دوسروں کو روشن کرنیوالا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی۔ ۲۲/۳ ۔

مَوَاخِرَ: صیغہ صفت جمع، مَاخِرۃ واحد مَخْرٌ اور مُخُوْرٌ مصدر، باب فتح۔ پانی کو چیرنے والی کشتیاں۔ ۸/۱۴ ۲۲/۱۴ ۔

مُخْتَرَۃٌ ہر برگزیدہ منتخب چیز، مَخِیْرٌ پانی ملی ہوئی شراب۔ مَاخُوْرٌ شراب کی بھٹی، شراب کی بھٹی پر بیٹھنے والے، مَوَاخِرُ اور مَوَاخِیْرُ جمع۔ مَاخِرٌ پانی کو پھاڑنے والی کشتی۔ آواز دینے والی کشتی، ایک جھونکے میں آگے بڑھنے والی کشتی۔ مَوَاخِرُ جمع، مَمْخُوْرٌ دراز قامت دراز گردن آدمی۔

مَخْرٌ اور مُخُوْرٌ مصدر، باب فتح کشتی کا چلنا۔ پانی کو پھاڑنا۔ چلنے میں آواز پیدا ہونا۔ پانی کو ہاتھوں سے چیرنا۔ زمین کو نرم بنانے کے لیے پانی کو اس پر چھوڑ دینا۔ اِمْتِخَارٌ (افتعال) ہر اچھی چیز کو چھانٹ لینا تَمَخُّرٌ (تفعل) ہوا کی طرف پشت کر کے کھڑا ہونا۔

اَلْمَوَازِیْنَ: اسم آلہ یا اسم مفعول، جمع، اَلْمِیْزَانُ یا اَلْمَوْزُوْنُ واحد، ترازویں یا وزن کئے جانیوالے اعمال۔ ترازو ایک ہوگی موازین جمع کا صیغہ کیوں ذکر کیا؟ اسکی توجیہ یہ ہے کہ موزونات مختلف ہوں گے ہر شخص کے اعمال الگ الگ تولے جائیں گے توگویا ہر ایک شخص کے اعمال کی ترازو بھی الگ ہوگئی، یا وزن میں تعدد ہوگا، لاتعداد آدمی ہوں گے اس لئے وزن کی بھی شمار نہیں، جتنے آدمی اتنی ہی مرتبہ وزن کشی، میزان کو بصورت تعدد لانے سے وزن کے تعدد کی طرف اشارہ ہے (بیضاوی) ۱۷/۴ ۔

وَزْنٌ کسی چیز کی مقدار کی پہچان، عوام کے نزدیک کسی چیز کو ترازو سے تولنے کو وزن کرنا کہتے ہیں (راغب) حقیقت میں وزن کا معنی تولنا ہی ہے، تولنے سے چیز کی صحیح مقدار معلوم ہو جاتی ہے جو وزن کی اصل غرض ہے اس لئے

وزن کے معنی جانچنے اور مقدار کو پہچاننے کے ہونگے موزوں چیز وہی ہوتی ہے جس کی کوئی جسمانیت ہو، لیکن کبھی غیر جسمانی چیزوں کے لئے بھی وزن کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے اقیموا الوزن بالقسط اپنے تمام افعال، اعمال اور معاملات کی صحیح وزن کشی کرو، انصاف پیش نظر رکھو کمی بیشی نہ کرو۔ (آیت کی یہ تشریح راغب نے کی ہے)

موزون کبھی ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اندازہ کے موافق ہو، کم زیادہ نہ ہو، خواہ وزن سے اس کا تعلق نہ ہو جیسے وانبتنا فیہا من کل شیئ موزون ہم نے زمین میں ہر چیز آئیڈیل پیدا کی یعنی اندازہ شدہ متناسب الاجزاء متناسب الکیفیۃ۔

وزن کے دوسرے مفعول پر کبھی لام نہیں آتا جیسے وَزَنُوھُم، کبھی آتا ہے جیسے وَزَنْتُ لِفُلَانٍ، مِیْزَانُ النَّھَارِ ٹھیک دوپہر۔

مَوَازِینُہٗ: موازین جمع مضاف۔ ہ ضمیر مضاف الیہ۔ اسکی ترازویں یعنی نیکیوں کے پلڑے۔ پ۸ پ۱۸ پ۳۰ ۲۶ ۶ -

مَوَاضِعِہٖ: اسم ظرف جمع۔ مَوْضِعٌ واحد وَضْعٌ مصدر باب فتح، رکھنے کے مقامات پ۵ پ۶ ۷، ۱۰ -

وَضْعٌ اتار کر نیچے رکھ دینا جیسے وَضَعَتِ الحِمْلَ اس نے بوجھا اتار کر نیچے رکھ دیا۔ بچہ جننا جیسے وَضَعْتُھَا میں نے اس کو جنا۔ ایجاد کرنا، پیدا کرنا بچھانا۔ وَضَعَھَا لِلْاَنَامِ اللہ نے زمین کو پیدا کیا بچھایا۔ قائم کرنا، بنانا جیسے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ قائم کیا گیا۔ سامنے لاکر رکھنا، ظاہر کرنا۔ وُضِعَ الکِتٰبُ اعمالنامے ظاہر کیے جائیں گے سامنے لائے جائیں گے۔ ان سب معانی میں مفہوم مشترک رکھنا ہے وَضَعَتِ الدَّآبَّۃُ فِیْ سَیْرِھَا گھوڑے نے اپنی رفتار میں تیزی کی یعنی جلد جلد قدم رکھے، دَآبَّۃٌ حَسَنَۃُ الْمَوْضُوْعِ خوش رفتار گھوڑا۔ اِیْضَاعٌ (باب افعال) تیز رفتار پر آمادہ کرنا۔ تیز دوڑانا۔ وُضِعَ الرَّجُلُ فِیْ تِجَارَتِہٖ اس کو تجارت میں نقصان ہو گیا۔ وَضِیْعٌ کمین، ذلیل، حقیر، رکھی ہوئی امانت، وَضِیْعَۃٌ کم کی ہوئی قیمت۔ سرکاری ٹیکس۔ خواندہ لڑکا۔ وَضَائِعُ جمع، وَاضِعَۃٌ بدکار عورت، مُوَضَّعَۃٌ مہربانی۔ محبت۔ وَضْعٌ، مَوْضِعٌ، مَوْضَعٌ سب مصدر ہیں، باب فتح۔ وَضْعٌ کے

بعد اگر عَنْ ہو تو مراد ہوتی ہے مرتبہ سے نیچے گرا دینا۔ کم کر دینا۔ امانت رکھنا خطا معاف کر دینا اور مٹا دینا۔

ضَعَةٌ مصدر باب کرم، کمینہ، نالائق اور ذلیل ہو جانا مُوَاضَعَةٌ (مفاعلۃ) باہم معاہدہ۔ باہم خرید و فروخت۔ باہم کسی چیز پر موافقت تَوَاضُعٌ (تفاعل) عاجز بن جانا۔ اپنے کو کمزور درجہ والا ظاہر کرنا۔ اِتِّضَاعٌ (افتعال) کمینہ اور ذلیل ہونا۔ (المفردات، تاج، صحاح)

مَوَاطِنَ : جمع، مَوْطِنٌ واحد، مواقع مقاماتِ جنگ۔ پ ۱۰

وَطْنٌ وَطَنٌ (جمع اوطانٌ) مَوْطِنٌ (جمع مَوَاطِنُ) لوگوں کے رہنے کی اصل جگہ۔ مواقعِ جنگ، وَطْنٌ مصدر باب ضرب۔ جگہ پکڑنا مقیم ہو جانا۔ اِيْطَانٌ (افعال) تَوْطِيْنٌ (تفعیل) اِسْتِيْطَانٌ (استفعال) رہنے کی جگہ اختیار کر لینا۔ تَوَطُّنٌ (تفعل) جگہ پکڑ لینا۔ کسی چیز پر دل بستہ ہونا۔

مَوَاقِعَ : جمع مضاف مَوْقِعٌ واحد، منزلیں فرودگاہیں، مراد ستاروں کے غروب ہونے کے منازل۔ پ ۲۷/۱۶۔

وُقُوْعٌ نیچے کو گرنا کسی چیز کا ہو، ثابت ہونا۔ واجب اور لازم ہو جانا (فتح) قرآنِ مجید میں وَقَعَ اور اس کے مشتقات کا استعمال عموماً عذاب، مصیبت اور شدائد کے موقع پر ہوا ہے جیسے وَقَعَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ۔ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ، بِعَذَابٍ وَاقِعٍ۔

لیکن دو ایک جگہ ثواب کے موقع پر بھی ذکر کیا ہے جیسے فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (المفردات) وَقَعٌ (سمع) سخت زمین یا پتھر سے گھوڑوں کے سموں کا گھسنا اور تکلیف پانا وَقْعٌ (اسم) آسیب، کسی چیز پر دوسری چیز کا گرنا۔ اونچی جگہ، وہ ابر جس سے بارش کی امید ہو۔ وَقْعَةٌ آسیب، لڑائی کی بہیم مصیبت، وَقِيْعَةٌ لڑائی کی مصیبت، چھوٹا کنواں۔ وَاقِعَةٌ حادثہ، مصیبت، قیامت مَوْقِعٌ گرنے کی جگہ، مَوَاقِعُ جمع، اِيْقَاعٌ (افعال) کسی کو امرِ ناگوار میں ڈال دینا۔ تَوْقِيْعٌ (تفعیل) خط پر نشان کرنا۔ نشان۔ کسی بات کا گمان کرنا۔ مُوَاقَعَةٌ (مفاعلۃ) لڑائی میں پڑ جانا جماع کرنا۔ تَوَقُّعٌ اور اِسْتِيْقَاعٌ کسی چیز کے واقع

ہونے کی امید کرنا۔ (قاموس صحاح)

مُوَاقِعُوْا: اسم فاعل جمع مذکر اصل میں مُوَاقِعُوْنَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہو گیا۔ مُوَاقَعَۃٌ (مفاعلۃ) مصدر، گرنے والے۔ ۱۵/۱۹ -

مَوَاقِیْتُ: جمع مِیْقَات واحد، اسمِ آلہ، وقت کی شناخت کے ذرائع۔ ۲/۸ -

وَقْت زمانہ کی وہ موہوم امتداد جو کسی کام کے لئے فرض کی جاتی ہے، وَقْتٌ مصدر باب ضرب، وقت مقرر کرنا۔ تَوْقِیْتٌ (تفعیل) وقت ظاہر کرنا۔ مُوَافَتَۃٌ وقت مقرر کرنا۔ مِیْقَاتٌ اور مَوْقِتٌ کسی کام کو شروع کرنیکی جگہ جیسے میقاتِ حج، میقاتِ احرام وہ وقت جو کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے کسی کام کا وعدہ جس کے لئے وقتِ مقرر کیا جاتا ہے۔ (المفردات)

مَوَالِیَ: جمع مَوْلٰی، واحد، ۲۵/۴ وہ عصبات جو ذوی الفروض سے بچے ہوئے مال کے وارث ہوتے ہیں اور اگر میت کے ذوی الفروض نہ ہوں تو کل مال کے وارث ہوتے ہیں (لغوی)

بعض مفسروں کا خیال ہے کہ مِمَّا تَرَکَ میں بمعنی مَنْ ہے اور مَنْ تَرَکَ سے مراد ہے میت اور موالی کی تفسیر ہے والدان اور اَقْرَبُوْنَ، اس تفسیر پر والدین اور تمام رشتہ دار وارث موالی ہوں گے۔

اَلْمَوَالِیَ: جمع المولیٰ واحد، چچا کے بیٹے، (لغوی) عصبات (مجاہد) کلالہ (ابوصالح) عام وارث (کلبی) ۱۶/۵ -

مَوَالِیْکُمْ: جمع مضاف کُمْ مضاف الیہ تمہارے (دینی) دوست۔ ۲۱/۱۷

وَلَاءٌ اور تَوَالِی دو چیزوں میں ایسی کیفیت اتصالیہ کہ اجنبیت حائل نہ ہے مجازاً مراد قرب ہوتا ہے کیسا ہی ہو مکانی یا نسبی یا دینی یا دوستی کے لحاظ سے یا اعتقاد کے لحاظ سے یا امداد کے اعتبار سے یا مالکیت اور مملوکیت کے اعتبار سے۔

وِلَایَۃٌ امداد، وَلَایَۃٌ حکومت کی ذمہ داری کسی کام کا ذمہ دار ہونا۔ وَلِیٌّ اور مَوْلٰی دونوں ہم معنی ہیں، ہر ایک کے معنی ہیں قرب و اتصال کا مفہوم ماخوذ ہے اسی لئے دونوں لفظوں کا اطلاق اللہ پر بھی ہوتا ہے اور بندوں پر بھی اہلِ ایمان اور فرمانبرداروں کا اللہ وَلِی

اور مولیٰ ہے انیک بندے اور اہلِ ایمان اللہ کے بھی اولیاء ہیں اور آپس میں بھی ہر ایک دوسرے کا ولی اور مولیٰ۔ مؤمن اور غیر مؤمن میں چونکہ رشتۂ اتصال اور تولّی نہیں ہے اس لئے کوئی دوسرے کا ولی ہے نہ متولی۔ باہمی خصوصی تعلق کی وجہ سے ہی مولیٰ آزاد کرنیوالے آقا کو بھی کہتے ہیں اور آزاد شدہ غلام کو بھی معاہد کو بھی چچا کے بیٹے کو بھی بلکہ ہر قرابتی رشتہ دار کو بھی ورہمسایہ اور دوست کو بھی۔

(مادہ وَلِیٌ کی مزید تنقیح کے لئے دیکھو اولیاء اور اولیٰ)

مَوْبِقًا : ظرف مکان، وُبُوقٌ مصدر (سمع، حسب، ضرب) ہلاکت کی جگہ مراد جہنم کا خاص درجہ۔ ۱۵/۹۔

مَوْبِقٌ جیلخانہ۔ ہلاکت کا مقام۔ وُبُوقٌ اور مَوْبِقٌ مصدر، ہلاک ہونا۔ اِیْبَاقٌ (افعال) قید کرنا۔ روک رکھنا۔ ہلاک کرنا۔ اِسْتِیْبَاقٌ (استفعال) ہلاک ہونا۔ ہلاک ہونے کی خواہش کرنا۔

اَلْمَوْتُ : مصدر اور اسم مرفوع معرفہ مرنا۔ موت۔ (نصر۔ سمع، ضرب) ۱/۵ ۲/۶

۴/۱۴ ۵/۸،۱۱ ۷/۴ ۱۳/۱۵ ۱۸/۶ ۲۸/۱۴۔

اَلْمَوْتَ : مصدر در اسم منصوب، معرفہ، مرنا۔ موت۔ ۱/۱۱ ۷/۵،۸ ۲۲/۸ ۲۴/۲ ۲۵/۱۲ ۲۷/۱۵ ۲۸/۱۱ ۲۹/۱۔

اَلْمَوْتِ : مصدر و اسم مجرور معرفہ۔ مرنا موت۔ ۱/۲ ۲/۱۲ ۴/۱۰ ۷/۴،۱۷ ۹/۱۵ ۱۳/۱ ۱۷/۳ ۲۱/۲،۱۴،۱۸ ۲۶/۷،۱۶

مَوْتًا : مصدر، منصوب نکرہ۔ مرنا ۱۸/۱۶

نوٹ : ۲/۶ ۷/۴ ۱۳/۱۵ میں موت سے مراد اسبابِ موت ہیں۔ ۱۸/۱۶ میں موت سے مراد اِمَاتَۃٌ یعنی موت دینا ہے ۲۱/۱۸ میں موت سے مراد سکراتِ موت ہے۔ باقی آیات میں موت کا مصدری یا اسمی معنی ہی مراد ہے۔

مَوْتَتُنَا : مصدر مضاف، نَا ضمیر جمع متکلم مجرور۔ ہماری موت۔ ۲۳/۶ ۲۵/۱۵۔

(تفصیل کے لئے دیکھو مات اور مَمَات)

مَوْتِکُمْ : مصدر مجرور مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تمہاری موت۔ ۱/۶۔

مُوْتُوْا : امر جمع مذکر حاضر، مَوْتٌ مصدر (نصر) مرجاؤ۔ ۲۱/۱۶ وقت موت تک اسی حالت

پر قائم رہو۔ پ۴

اَلْمَوْتَۃَ: اسم بمعنی موت۔ ۲۵/۱۶۔

مَوْتِہٖ: اسم مضاف مجرور، ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ اسکی موت۔ پ۲ ۲۲/۸۔

مَوْتِہَا: اسم مضاف مجرور ہا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، اسکی موت، پ۲ پ۳ ۱۴/۱۴ پ۲۱ ۸/۸، ۵/۱۹، ۲ ۲۲/۱۴ ۲۴/۲ ۲۵/۱۷ ۲۷/۱۸ آیت پ۳ اور ۲۴/۲ میں مرنا مراد ہے باقی ہر جگہ زمین کا خشک ہو جانا۔ ناقابل روئیدگی ہوجانا۔

اَلْمُوْتُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر۔ اَلْمُؤْتِیْ واحد۔ اِیْتَاءٌ مصدر (افعال) دینے والے۔ ادا کرنیوالے۔ پ۲ (دیکھو اٰتٰی اور اٰتت)

اَلْمَوْتٰی: جمع اَلْمَیِّتُ واحد مردے۔ پ۱ ۹/۹، ۱۳/۳ ۳/۳، ۳ ۵/۷، ۱۴/۸ ۱۰/۱۳، ۸/۱۷ ۲/۲۰، پ۲۱ ۸/۸ ۲۲/۱۸ ۲۴/۱۹ ۲۵/۲ ۲۶/۴ ۲۹/۱۸ مردہ دل کافر۔ پ۷۔

اَلْمُؤْتَفِکَاتُ: اسم فاعل جمع مؤنث مرفوع و مجرور۔ اَلْمُؤْتَفِکَۃُ واحد، اِیْتِفَاکٌ مصدر (افتعال) اِفْکٌ مادہ۔ الٹی ہوئی۔ منقلب، مراد حضرت لوط کی قوم کی بستیاں جو بحیرہ مردار کے ساحل پر آباد تھیں اور جن کی تخت گاہ یا سب سے بڑا شہر سندوم یا سدوم تھا، حضرت لوط کا حکم نہ ماننے اور ظلم و لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ نے انکی زمین کا تختہ الٹ دیا اور اوپر سے کنکریلے پتھروں کی بارش کی۔ پ۱۰ ۱۵/۱۵ ۲۹/۵۔

اَلْمُؤْتَفِکَۃَ: اسم فاعل واحد مؤنث منصوب المؤتفکات جمع۔ الٹی ہوئی (بستیاں) مراد قوم لوط کی بستیاں۔ پ۲۷۔

مَوْثِقًا: مصدر منصوب وُثُوْقٌ بھی مصدر ہے (حسب) پختہ پیمان مضبوط عہد۔ ۱۳/۲،۴۔

مَوْثِقَہُمْ: مصدر منصوب مضاف ہُمْ ضمیر مذکر غائب مضاف الیہ۔ انکا مضبوط عہد۔ پ۱۳/۲ وَثِیْقٌ مضبوط، وِثَاقٌ جمع، وَثِیْقَۃٌ عہد نامہ وہ دستاویز یا کوئی چیز جس سے کام میں مضبوطی ہو وَثَاقٌ اور وُثَاقٌ اور وِثَاقٌ بند۔ مَوْثِقٌ اور مِیْثَاقٌ عہد و پیمان مضبوطی۔ مَوْثِقٌ کی جمع، مَوَاثِقُ اور مَیَاثِقُ مِیْثَاقٌ کی جمع مَوَاثِیْقُ اور مَیَاثِیْقُ۔

وَثَاقَۃٌ مصدر (کرم) کسی کام کو مضبوط کرنا۔ ثِقَۃٌ اور مَوْثِقٌ مصدر (حسب) مضبوط رکھنا۔ کسی پر بھروسہ کرنا۔ اِیْثَاقٌ (افعال) مضبوط باندھنا۔ تَوْثِیْقٌ (تفعیل) مضبوط کرنا۔ عہد لینا۔

اِسْتِیثَاقٌ (استفعال) عہد لینا،

مَوْجٌ: اسم مفرد نکرہ، اَمْوَاجٌ جمع، پانی کی پٹار لہر۔ ۱۸/۱۱ ۲۱/۱۲ ۔

مَوْجٌ مصدر (نصر) ہلنا۔ لہر دینا۔ تلاطم پانی میں لہریں اٹھنا۔ حق اور سچی بات سے مڑنا۔ لوگوں کو پریشان کرنا۔

مَوْجٍ: اسم مفرد نکرہ۔ لہر ۱۲/۴ ۔

اَلْمَوْجُ: اسم مفرد معرفہ۔ لہر ۱۱/۸ ۱۲/۴ ۔

مُؤَجَّلًا: اسم مفعول واحد مذکر، تَاْجِیْلٌ مصدر (تفعیل) اَجَلٌ مادہ۔ مقرر الوقت۔ وہ جس کا وقت معین ہو۔ ۴/۶ ۔

تَاْجِیْلٌ وقت دینا۔ مہلت دینا۔ وقت مقرر کرنا۔ دیر کرنا۔ (دیکھو اَجَلٌ)

مَوَدَّةً: مصدر منصوب نکرہ (سمع) دوستی محبت۔ دلی رغبت۔ ۶/۱۵ ۲۱/۶ ۲۸/۸ ۔

مَوَدَّةٌ: مصدر مرفوع نکرہ، دوستی، دوست رکھنا۔ ۵/۷ ۔

اَلْمَوَدَّةَ: مصدر منصوب معرفہ۔ دوستی، دوست رکھنا۔ ۲۵/۴ ۔

اَلْمَوَدَّةِ: مصدر مجرور معرفہ، دوستی، دوست رکھنا۔ ۲۸/۷ ۔

مَوَدَّةَ: مصدر منصوب مضاف، دوستی محبت۔ ۲۰/۱۵

وَدٌّ وَدِیْدٌ وَدُوْدٌ دوست، بہت محبت کرنیوالا۔ وَدٌّ کی جمع اَوِدَّاءُ، اَوْدَادٌ، اَوُدٌّ ہے۔

وَدٌّ اور وُدٌّ حضرت نوح کی قوم کے ایک بت کا نام۔ مَوَدَّةٌ کتاب۔

وُدٌّ، وَدَادٌ، وَدَادَةٌ، مَوَدَّةٌ، مِوَدَّةٌ، مَوْدِدَةٌ مصادر ہیں (سمع) دوست رکھنا۔ فتح سے بھی بہت کم بطور شاذ آیا ہے، وَدٌّ، وِدَادٌ، وَدَادَةٌ آرزو کرنا۔ تَوَدُّدٌ (تفعل) دوستی نباہنا۔ دوست رکھنا۔ تَوَادٌّ (تفاعل) باہم دوستی رکھنا۔

مُؤَذِّنٌ: اسم فاعل واحد مذکر۔ تَاْذِیْنٌ مصدر (تفعیل) پکارنے والا منادی اعلانچی۔ ۱۳/۱۲ ۳ ۔

اِذْنٌ اجازت، علم، دانست۔ اُذْنٌ اور اُذُنٌ کان۔ نَاشِرُ الْاُذُنَیْنِ کان کھولے ہوئے یعنی لالچی اور امیدوار۔ لَبِسْتُ اُذُنِیَ لَہٗ میں نے اس کے لئے دونوں کان چھپلئے یعنی روگردانی کی۔ غافل بن گیا۔ اُذُنَۃٌ وہ شخص کہ ہر سنی ہوئی بات کا یقین کرلے۔ طَعَامٌ لَا اُذُنَۃَ لَہٗ ایسا کھانا جس کی رغبت نہ ہو۔ اَذِیْنٌ کان اور علم۔ اَذَانٌ

اعلان اطلاع، تَاذِیْنٌ کا اسم مصدر بھی ہے یعنی نماز کی ندار۔ اَذِنٌ دربان ضامن ذمہ دار۔ اُذُنٌ اور اُذُانِیٌّ بڑے کان والا۔ مُؤَذِّنٌ ضامن ذمہ دار۔ وہ جگہ جہاں ہر طرف سے اذان کی آواز سنی جائے۔ مِئْذَنَۃٌ اذان۔ اذان دینے کی جگہ۔ گرجا۔

اِذْنٌ۔ اَذَنٌ۔ اَذَانٌ۔ اَذَانَۃٌ مصادر ہیں (سمع) اگر اس کے بعد بار ہو تو معنی ہو گا جاننا اگر لام ہو تو معنی ہو گا امیدوار ہونا۔ اَذِنَ لَہٗ اِذْنًا وَاَذِیْنًا اس کو اجازت دی۔ اَذِنَ اِلَیْہِ اَذَنًا اور اَذِنَ لَہٗ اَذَنًا تعجب سے اس کو سنا۔ اَذَنَہٗ (نصر) اس کے کان پر مارا۔ اَذِنَ الْعُشْبُ گھاس خشک ہونے لگی۔ اِیْذَانٌ (افعال) اعلان کرنا۔ اذان کہنا۔ اگر اس کے بعد ایک مفعول ہو جیسے اٰذَنَہٗ تو تعجب میں ڈالنے، اردگنے اور کان پر مارنے کا معنی ہو گا، اگر دو مفعول ہوں خواہ دوسرے مفعول پر بار ہو یا نہ ہو جیسے آذَنَہُ الْاَمْرَ اور بِالْاَمْرِ تو کسی بات کی کسی کو اطلاع دینے کا معنی ہو گا تَاْذِیْنٌ (تفعیل) اذان کہنا۔ اعلان کرنا۔ اجازت دینا۔ گوشمالی کرنا۔ اِسْتِیْذَانٌ (استفعال) اجازت چاہنا۔ تَاَذُّنٌ (تفعل) قسم کو یاد کرنا۔ اعلان کرنا۔ اطلاع دینا۔

مَوْرًا : مصدر (نصر) ہلنا، موجی حرکت کرنا ۹/۲۷ مَوْرٌ (اسم) موج۔ ہموار راستہ جس پر بکثرت آمدورفت ہو، خون جاری ہونا۔ موجیں مارنا۔ ہلنا۔ پراگندہ ہونا۔ غبار اٹھنا۔ اِمَارَۃٌ (افعال) زمین پر خون بہانا۔ ہوا کا غبار اڑانا۔ امتیارٌ (افتعال) تلوار سونتنا۔ تَمَوُّرٌ (تفعل) آمد و رفت۔ آنا جانا۔ (قاموس و تاج)

اَلْمَوْرُوْدُ : اسم مفعول واحد مذکر وُرُوْدٌ مصدر (ضرب) اترنے کی جگہ (یعنی ظرفِ مکان) ۹/۱۲ وَرْدٌ گلاب کا پھول، ہر پھول، بہادر، شیر، زعفران۔ وِرْدٌ بخار، بخار کی باری۔ وظیفہ، مقررہ حصہ، پانی کا مقررہ حصہ۔ پانی پر اترنے والے لوگ، فوج کا ایک دستہ۔ وردۃٌ ہلاکت۔ مَوْرِدٌ اور مَوْرِدَۃٌ راستہ۔ گھاٹ۔

وُرُوْدًا اور وِرْدٌ مصدر (ضرب) آنا پانی پر آنا۔ وَرَادَۃٌ اور وُرُوْدَۃٌ مصدر (کرم) گھوڑے کا گلگوں ہونا۔ اِیْرَادٌ (افعال) گھاٹ پر لانا۔ حاضر کرنا۔ تَوْرِیْدٌ (تفعیل) درخت میں پھول آنا۔ رخسار کو گلابی کرنا۔ تَوَرُّدٌ (تفعل)

گھاٹ ڈھونڈھنا۔ پانی پر آنا۔ اِسْتِیْرَا ذٌ (استفعال) پانی پر آنا۔ گھاٹ پر لانا۔ (تاج و مفردات و راغب)۔

اَلْمُوْرِیَاتِ : اسم فاعل جمع مؤنث، اَلْمُوْرِیَۃُ واحد۔ اِیْرَاءٌ مصدر (افعال) آگ روشن کرنیوالے۔ ۳۰/۲۵۔

مراد وہ گھوڑے جو پتھریلی زمین پر چلتے ہیں تو ان کے سموں کی رگڑ سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں (عکرمہ، عطاء، ضحاک، مقاتل، کلبی) بھڑک کر میدانِ کارزار کی طرف جانیوالے گھوڑے جن کے سواروں کے دلوں میں عداوت کی آگ بھڑکتی ہے (قتادہ) سواروں کا وہ دستہ جو دن بھر جہاد کر نیکے بعد شام کو واپس آ کر کھانا پکانے کے لئے آگ جلاتا ہے (حضرت ابنِ عباس بروایت سعید بن جبیر) جنگی داؤں کرنیوالے سپاہی (مجاہد، زید بن اسلم) قولِ اول کو ترجیح عام اہلِ تراجم اور مفسرین نے دی ہے۔

زِنْدٌ پھیرا۔ وہ چیز جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔ وَرَیٰ مخلوق۔ وَرِیٌّ آگ جلانے کی چیز۔ آگ دینے والا۔ وَرَاءٌ اوٹ۔ آگے پیچھے وَرْیٌ مصدر (ضرب) آگ جل جانا۔ رِیَۃٌ اور وُرِیٌّ بھی مصدر ہیں، وَرْیٌ مصدر (حسب و سمع) جمع ہونا بھر جانا لکڑی وغیرہ کو رگڑ کر آگ نکالنے کی کوشش کرنا۔ اِیْرَاءٌ لکڑی پتھر وغیرہ کو رگڑ کر آگ نکالنا۔ تَوْرِیَۃٌ (تفعیل) بمعنی اِیْرَاءٌ اور پردہ کے اندر کوئی بات کہنا یعنی اصل بات کو چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا، اس طور پر کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور اصل بات ظاہر بھی نہ ہونے پائے، مُوَارَاۃٌ (مفاعلہ) کسی چیز کو چھپانا۔

(تاج و مفردات و قاموس و لسان)

مَوْزُوْنٍ : اسم مفعول واحد مذکر وَزْنٌ اور زِنَۃٌ مصدر (ضرب) اندازہ کی ہوئی۔ جانچی ہوئی، ۱۴/۲ وزن تولنا۔ جانچنا۔ اندازہ کرنا۔ اِتِّزَانٌ (افتعال) وزن کرنا۔ جانچنا۔

اَلْمُوْسِعِ : اسم فاعل واحد مذکر، اِیْسَاعٌ مصدر (افعال) مالدار، وسعت والا۔ ۲/۱۵

مُوْسِعُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر، اِیْسَاعٌ مصدر (افعال) مقدر والے، قدرت والے۔ ۲۷/۲

وُسْعٌ وِسْعٌ وُسْعٌ سَعَۃٌ کشائش، مالداری طاقت، دسترسی۔ وَسَاعٌ سبک دست، کشادہ دست۔ بزرگی۔ کشادہ کام۔ وَاسِعٌ کشادہ، فراخ وسعت والا، بہت دینے والے۔ ہر چیز کی سمائی رکھنے والا۔

سَعَۃٌ مصدر (فتح) سمانا۔ گنجائش رکھنا طاقت رکھنا۔ فراخی کرنا۔ وَسَاعَۃٌ اور سَعَۃٌ مصدر (کرم) صاحبِ مقدور ہونا۔ بزرگ ہونا۔ اِیْسَاعٌ (افعال) مالدار ہونا طاقتور ہونا۔ مالدار بنا دینا، کسی پر نعمت فراخ کرنا۔ تَوْسِیْعٌ (تفعیل) فراخ کرنا۔ فراخدست کرنا۔ تَوَسُّعٌ (تفعل) کشادگی۔ مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھنا اِتِّسَاعٌ (افتعال) کشادہ ہونا۔

مُوْسٰی : عَلَم معرفہ، بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر جنکی والدہ کا نام یوحانث تھا اور باپ کا نام عمران، کہا جاتا ہے کہ عبرانی زبان میں مُو پانی کو کہتے ہیں اور شٰی کا معنی درخت، عربی میں شین کو سین سے بدل دیا حضرتِ موسٰی کو پیدائش کے بعد لکڑی کے صندوق میں بند کر کے پانی میں ڈالدیا گیا تھا اس لئے موسٰی نام ہوگیا۔ (قاموس)

حضرتِ موسٰی علیہ السلام جلیل القدر رسول تھے قرآنِ مجید میں اتنا کثیر تذکرہ کسی اور پیغمبر کا نہیں آیا جتنا حضرتِ موسٰی کا آیا ہے فرعون شاہِ مصر کی گود میں پرورش پائی، جوان ہوئے تو ایک قبطی آپ کے ہاتھ سے بلاارادہ مارا گیا۔ آپ ملکِ شام کی طرف چلے گئے، وہاں حضرتِ شعیب کی صاحبزادی سے نکاح ہوا سالہا سال حضرتِ شعیب کی بکریاں چرائیں مدت کے بعد واپس ہوئے تو صحرا ء سینا میں کوہِ طور پر آگ بھڑکتی دیکھی قریب پہنچے تو نبوت سے سرفراز کر دئے گئے۔ آپ کی درخواست پر آپ کے بھائی ہارون کو بھی پیغمبر بنایا گیا۔ دونوں بھائی فرعون کے پاس پہنچے اور اللہ کا پیغام پہنچایا فرعون نے سرکشی کی، جادوگروں کو جمع کیا، مقابلہ ہوا، جادوگروں کا شکست ہوئی وہ مسلمان ہو گئے فرعون کی دشمنی بڑھ گئی۔ آپ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر راتوں رات مصر سے نکل کھڑے ہوئے فرعون نے پیچھا کیا اور مع لشکر کے دریا میں گھس پڑا، آخر غرق ہو گیا۔ موسٰی امن چین سے نکل کر چلدئے، مزید تفصیل کے لئے تاریخ کا مطالعہ کرو۔

ـــ ٦:٧، ١ ، ٣، ١٦ ـــ ٢/١٦ ـــ ٣/١٤٠ ـــ ٦/٢، ٣، ٨ ـــ ٧/١٦، ١٤ ـــ ٨/٦

٩/٣، ٤، ٥، ٦، ٧، ٨، ٩، ١٠ ـــ ١١/١٣، ١٤ ـــ ١٢/٢، ٩، ١٠ ـــ ١٣/١٣، ١٤

١٥/١، ١٢، ٢١ ـــ ١٦/٧، ١٠، ١١، ١٢، ١٣، ١٤ ـــ ١٧/٤، ١٣ ـــ ١٨/٣ ـــ ١٩/٢، ١٦، ٧، و

١٩/٨، ١٩ ـــ ٢٠/٤، ٥، ٧، ٨، ١١، ١٦ ـــ ٢١/١٦، ١٧ ـــ ٢٢/٦ ـــ ٢٣/٨ ـــ ٢٤/٨، ٩

٢٣/١١، ٢ ـــ ٢٥/٣، ١١ ـــ ٢٠/٢، ٤ ـــ ٢٦/١، ٧ ـــ ٢٨/٩ ـــ ٣٠/٣، ١٢ ۔

مُوْصٍ : اسم فاعل واحد مذکر، اِیْصَاءٌ مصدر باب افعال۔ اصل میں مُوْصِیٌ تھا، وصیت

کرنے والا۔ ۲/۹ ۔
کسی کے عمل کرنے کے لئے کوئی نصیحت آمیز
ہدایت وصیت کہلاتی ہے (المفردات)
اَرْضٌ واصِیَۃٌ وہ زمین میں ہمیشہ سبزی
رہی۔ اِیْصَاءٌ اور تَوْصِیَۃٌ دونوں کا معنی
ہے وصیت کرنا۔ تَوَاصِی باہم ایک کا دوسرے
کو وصیت کرنا۔

مُؤْصَدَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، اِیْصَادٌ
مصدر باب افعال، بند کی ہوئی۔ ۳۰ / ۲۹،۱۵
وَصْدٌ بننا، وَصِیْدٌ اور وَصِیْدَۃٌ چوکھٹ
صحن، وہ حظیرہ جو جانوروں کے لئے پتھروں کا بنا لیا
جاتا ہے، لکڑیوں سے بنایا ہوا باڑہ اصحاب کہف
کا غار، بند کیا ہوا، یہ آخری معنی اس وقت ہوگا
جب وصید کو صفت مشبہ کہا جائے۔
وَصَّادٌ بننے والا۔ وَصْدٌ مصدر ب
ضرب، پائیدار ہونا۔ برقرار ہونا۔ اِیْصَادٌ مصدر
(افعال) باڑہ بنانا۔ دروازہ بند کرنا قفل لگانا۔
تَوْصِیْدٌ (تفعیل) ڈرانا۔

مَوْضُوْعَۃٌ: اسم مفعول واحد مؤنث وَضْعٌ
مصدر باب فتح۔ رکھی ہوئی ۳۰ / ۱۳ یعنی جنت کے
چشموں پر پینے کے پیالے رکھے ہوئے ہوں گے۔

(مدارک ومعالم) (دیکھو مُوَاضِعِہٖ)

مَوْضُوْنَۃٍ: اسم مفعول واحد مؤنث، وَضْنٌ
مصدر باب ضرب، سونے کی پٹیوں اور تاروں
سے بنے ہوئے جڑاؤ (محلی) زرہ کی کڑیوں کی طرح
بنے ہوئے (بغوی) سونے کے تاروں سے گھنی
بناوٹ والے جواہرات سے جڑے ہوئے (عام
اہل تفسیر) قطار در قطار رکھے ہوئے (ضحاک) ۲۷ / ۱۴
اصل میں وَضْنٌ زرہ کی بناوٹ کو کہتے ہیں،
مجازاً ہر مضبوط بناوٹ کو وَضْنٌ کہہ لیا جاتا ہے
(راغب) مِیْضَنَۃٌ کھجور کی پتیوں کی چٹائی۔
مَوَاضِیْنُ جمع، تَوْضِیْنٌ ذلیل کرنا۔ اِتِّضَانٌ
نزدیک کرنا (قاموس)

مَوْطِأً: اسم ظرف، وَطْأٌ مصدر باب سَمِعَ
پاؤں رکھنے کی جگہ۔ ۱۲۰ / ۹
وَطْأَۃٌ قدم کی جگہ، تنگی، سخت گرفت،
وَطَاءَۃٌ پامال راستہ، مسافر لوگ، وطی کٹا ہوا
روندا ہوا۔ وِطَاءٌ بچھونا۔ مَوْطَأٌ اور مَوْطِیٌ
پاؤں کی جگہ وَطْأٌ مصدر وَطِئَ ماضی باب
سَمِعَ روندنا۔ نزدیک آنا۔ کھڑا ہونا۔ جماع
کرنا۔ وَطْأً باب فتح آمادہ کرنا۔ نرم اور آسان
کرنا۔ وَطَاءَۃٌ باب کرم راستہ پامال اور

کٹا ہوا ہونا۔ اِیْطَارٌ (افعال) غلبہ کرنا۔ پامال کرنا، بغیر جانے اور بغیر ظاہر کئے کسی کو کسی کام کا حکم دینا۔ تَوطِئَۃٌ روندنا۔ پامال کرنا۔ نرم اور آسان بنانا۔ مُوَاطَاۃٌ اور تَوَاطُوٌ موافقت: تَوَطُّوٌ پامال کرنا۔ اِتِّطَارٌ آمادہ ہونا۔ نرم اور آسان ہونا۔ ٹھیک ہو جانا۔ دوستی کی آخری حد کو پہنچ جانا۔

مَوْعِدُہٗ: اسم ظرفِ مکان مرفوع وَعْدٌ مصدر باب ضرب اسکے وعدہ کی جگہ یعنی ٹھکانا۔ ۱۲/۲۔

مَوْعِدُهُمْ: اسم ظرفِ مکان مرفوع، ان کے وعدہ کی جگہ ۱۴/۳ اسم ظرفِ زمان، انکا وقت وعدہ ۲۷/۱۰۔

مَوْعِدَهُمْ: اسم ظرفِ زمان منصوب مضاف هم مضاف الیہ، ان کے وعدہ کا وقت۔ ۱۲/۷۔

مَوْعِدُكُمْ: اسم ظرفِ زمان مضاف کم مضاف الیہ، تمہارے وعدہ کا وقت۔ ۱۶/۱۲۔

مَوْعِدَكَ: اسم مصدر منسوب مضاف، ک ضمیر خطاب، مضاف الیہ۔ تیرا وعدہ۔ ۱۶/۱۳۔

مَوْعِدِيْ: اسم مصدر منصوب مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ میرا وعدہ۔ ۱۶/۱۳۔

مَوْعِدٌ: اسم ظرف زمان نکرہ، مرفوع۔ وقت وعدہ۔ ۱۵/۲۰۔

مَوْعِدًا: اسم ظرف زمان نکرہ منصوب وقت وعدہ۔ ۱۵/۲۰، ۱۵/۱۸، ۱۶/۱۲، ۱۴۔

مَوْعِدَۃً: اسم مصدر نکرہ مجرور وعدہ ۱۱/۲ وَعْدٌ مَوْعِدٌ مِیْعَادٌ وَعِیْدٌ اسم مصدر دکھ اور سکھ، راحت اور تکلیف کا وعدہ۔ وعید صرف عذاب و شر کے موقع پر مستعمل ہے اسی لئے اس کا ترجمہ ہے دھمکی اور وَعْدٌ کا لفظ عام ہے ثواب و عذاب دونوں کے لئے مستعمل ہے وعید سے باب افعال میں اِیْعَادٌ بنایا گیا ہے یعنی دھمکی دینا مَوْعِدٌ اور مِیْعَادٌ مصدر بھی ہیں (باب ضرب) اور اسم ظرف بھی یعنی وعدہ کا وقت اور جگہ، مُوَاعَدَۃٌ ایسی زمین جسکی سبزی کی امید ہو۔

مَوْعِظَۃٌ: اسم مصدر نکرہ نصیحت، ۳/۶، ۷/۱۱، ۱۲/۱۰۔

مَوْعِظَۃً: اسم مصدر نکرہ۔ نصیحت ۱/۸، ۶/۱۱، ۹/۷، ۱۸/۱۰۔

اَلْمَوْعِظَۃُ: اسم معرفہ طریقہ نصیحت ۱۴/۲۲ وَعْظٌ (مصدر باب ضرب) ایسی نصیحت کرنا جس میں ڈراوا شامل ہو (راغب) بھلائی کی اس طرح نصیحت کرنا کہ دلوں میں رقت پیدا ہو جائے (خلیل) مَوْعِظَۃٌ اور

عِظَةٌ اسم مصدر ہیں، نصیحت۔ (المفردات)
مصدر بھی ہیں نصیحت کرنا (قاموس) اِتِّعَاظٌ
(افتعال) نصیحت قبول کرنا۔

اَلْمَوْعُوْدِ: اسم مفعول واحد مذکر، وَعْدٌ
مصدر، وعدہ کیا ہوا (دن) یعنی روزِ قیامت
۳۰/۱ (دیکھو موعدۃ)

مُوَفُّوْا: اسم فاعل جمع مذکر، تَوْفِيَةٌ مصدر
باب تفعیل، اصل میں مُوَفِّيُوْنَ تھا، پورا پورا
دینے والے۔ ۱۲/۱۱

اَلْمُوْفُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اِيْفَاءٌ
مصدر باب افعال، پورا کرنیوالے، پورا دینے
والے، اس جگہ اول معنی مراد ہے۔ ۲/۲

وَافِي پورا۔ وَفَاءٌ مصدر باب ضرب
اِيْفَاءٌ مصدر باب افعال مجرد اور مزید
دونوں متعدی ہیں، پورا کرنا اور پورا دینا
اول معنی کے لئے مفعول پر با آتا ہے اور
عموماً وعدہ پورا کرنے کے لئے مستعمل ہے
جیسے وَفَيْتُ بِعَهْدِهٖ، اَوْفُوْا بِعَهْدِيْ
اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو
مفعول پر با نہیں آتا جیسے اَوْفَيْتُ الْكَيْلَ
تَوْفِيَةٌ مصدر، باب تفعیل، پورا پورا دینا۔ تَوَفِّيْ
(تفعل) پورا لینا، قبضہ کرلینا کبھی مراد روح قبض
کرلینا ہوتا ہے۔ اِسْتِيْفَاءٌ (باب استفعال) پورا
پورا وصول کرلینا۔ (المفردات)

مَوْفُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر، وَفْرٌ مادہ
پورا پورا۔ پورا کیا ہوا۔ ۱۵/۷

وَفْرٌ (اسم) کثرت، مال کی زیادتی، سامان
فِرَةٌ زیادتی، کثرت، وَفْرَةٌ کانوں تک آجانیوالے
بال، وِفَار جمع۔

وَفَارَةٌ وَفْرٌ وَفُوْرَةٌ فِرَةٌ سب مصدر
ہیں (باب کرم وضرب) بہت ہونا۔ زیادہ
ہونا، پورا ہونا۔ وَفْرٌ اور فِرَةٌ (باب ضرب)
پورا کرنا۔ زیادہ کرنا، گالی نہ دینا، کسی کا دیا ہوا
خوشی سے واپس کرنا۔

تَوْفِيْرٌ (تفعیل) زیادہ کرنا۔ پورا کرنا، کسی کے
حق کو پورا دینا۔ کپڑے کو بہت کاٹنا۔

تَوَفُّرٌ (تفعل) حفاظت کرنا۔ تَوَافُرٌ (تفاعل)
اِتِّفَارٌ (افتعال) پورا ہونا۔

اَلْمُوْقَدَةُ: اسم مفعول واحد مؤنث،
اِيْقَادٌ مصدر باب افعال، بھڑکائی ہوئی۔ ۳۰/۲۹

وَقْدٌ وَقُوْدٌ مصدر باب ضرب، آگ بھڑکنا
وَقُوْدٌ ایندھن، شعلہ۔ اِيْقَادٌ (افعال) بھڑکانا

آگ جلانا۔ اِسْتِیقَادٌ (استفعال) بھڑکانا۔ بھڑکانے کے لئے تیار ہوجانا۔ اِتِّقَادٌ (افتعال) بھڑک جانا، مجازاً سخت غضبناک ہوجانا، جگمگ ہونا۔ وَقْدَةُ الصَّیْفِ سخت گرمی۔

مُوْقِنُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ مُوْقِنٌ واحد، اِیْقَانٌ مصدر باب افعال یقین کرنے والے، مومن یعنی ہم کو یقین آگیا (اسم فاعل بمعنی ماضی وحال) ۲۱/۱۵۔ (دیکھو مُسْتَیْقِنِیْنَ اور اِسْتَیْقَنَتْهَا)

اَلْمُوْقِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر معرفہ مجرور۔ اَلْمُوْقِنُ واحد اِیْقَانٌ مصدر ۷/۱۵ عین الیقین کے مرتبہ پر فائز ہونیوالے۔ ۲۶/۱۸ اہل ایمان۔ اہل توحید۔

مُوْقِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر نکرہ منصوب ایمان لانیوالے، یقین کرنیوالے۔ ۱۹/۹ ۲۵/۱۴۔

مَوْقُوْتًا: اسم مفعول واحد مذکر، وَقْتٌ مصدر باب ضرب۔ وقت مقرر کیا ہوا۔ معین الوقت۔ ۵/۱۲ (دیکھو مواقیت)

اَلْمَوْقُوْذَةُ: اسم مفعول واحد مؤنث وَقْذٌ مصدر باب ضرب، چوٹ کھاکر مرا ہوا۔ ۶/۵ وَقْذٌ (اسم) سخت چوٹ۔ وَقِیْذٌ صفت مشبہ بمعنی اسم مفعول، پھینکا ہوا۔ گر کر مرا ہوا۔ بہت دبلا۔ قریب الہلاکۃ بیمار، بوجھل آہستہ چلنے والا۔ قائذ پچھے ہوئے سنگریزے۔

مُوْقِذٌ بدن کی ابھری ہوئی نوکیں مثلاً ٹخنہ، کہنی، زانو، مونڈھا۔

وَقْذٌ (باب ضرب) زمین پر دے مارنا پھینک دینا۔ مار دینا۔ چوٹ سے مار ڈالنا سست کردینا۔ غالب ہوجانا۔ کسی پر نیند کو غالب کردینا۔ کسی کو بیمار چھوڑ دینا۔ اِیْقَاذٌ (افعال) کسی کو بیمار چھوڑ دینا۔ (قاموس و تاج و مدارک)

مَوْقُوْفُوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، وُقُوْفٌ مصدر، باب ضرب۔ کھڑے کئے گئے ٹھیرائے گئے۔ ۲۳/۱۰

وَقْفٌ مصدر باب ضرب واقف کرنا۔ وُقُوْفٌ مصدر باب ضرب کھڑا کرنا۔ ٹھیرائے رکھنا۔ وَقْفٌ فِی سَبِیْلِ اللہِ بھی اسی سے ماخوذ ہے کوئی چیز اپنی ملکیت سے نکال کر اللہ کی ملک میں داخل کردی جائے اور اسکے منافع خصوصی یا عمومی ضرورت مندوں کے لئے چھوڑ دیے جائیں تو ایسی چیز کو موقوف اور وقف

کہتے ہیں، مُوَافَقَۃٌ باہم ہر ایک کا دوسرے پر اپنے کام کو موقوف رکھنا۔ وَقْفٌ (اسم) ہاتھی دانت کے کنگن۔ حِمَارٌ مُوَقَّفٌ وہ گدھا جس کی نلیوں پر ہاتھی دانت کے کنگن جیسی سفیدی ہو۔

مَوْقِفٌ اسم ظرف ٹھہرنے اور رک جانے کی جگہ۔ وَقِیْفَۃٌ وہ نیل گائے یا ہرن وغیرہ جو شکاری سے ڈر کر متحیر ہو کر کھڑی ہو جائے۔ (المفردات)

اَلْمُؤَلَّفَۃِ: اسم مفعول واحد مؤنث، تَاْلِیْفٌ مصدر باب تفعیل، ملائے گئے۔ جوڑے گئے۔ ۶۰/۱۰ (دیکھو اَلَّفَ اور اَلْفَتْ اور ایلاف)

مَوْلُوْدٌ: اسم مفعول مفرد مذکر، وِلَادَۃٌ مصدر باب ضرب جنا ہوا۔ ۲/۱۴، ۲۱/۱۴۔

وَلَدٌ بمعنی مولود، واحد ہو یا کثیر، بڑا ہو یا چھوٹا، کتنی ہی عمر کا ہو اس کو وَلَدٌ اور مولود کہا جاتا ہے۔ امام ابو الحسن نے کہا ولد کا اطلاق صرف بیٹے اور بیٹی پر آتا ہے باقی اہل وعیال کو وُلْدٌ اور وِلْدٌ کہا جاتا ہے بعض اہل لغت کا قول ہے کہ وُلْدٌ اور وَلَدٌ کی جمع ہے جیسے اَسَدٌ کی جمع اُسْدٌ۔ راغب کے نزدیک وُلْدٌ کا واحد ہونا بھی جائز ہے۔

وَلِیْدٌ بچہ وِلْدَانٌ جمع۔ وَلِیْدَۃٌ عرف عام میں باندی کو کہا جاتا ہے، لِدَۃٌ ہم جولی، ہمعمر، اصل میں وِلْدَۃٌ تھا۔ تَوَلُّدٌ پیٹ سے پیدا ہونا، کسی سبب اور دلیل سے نتیجہ نکلنا۔ (المفردات)

مَوْلٰی: اسم مفرد، مَوَالِی جمع۔ ۲۵/۱۵ دوست ۲۶/۵ کارساز، حمایتی۔

اَلْمَوْلٰی: اسم مفرد، اَلْمَوَالِی جمع ۹/۱۹ ۱۷/۱۷ کارساز، حمایتی ۱۷/۹ دوست۔

مَوْلٰکُمْ: مَوْلٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۳ ۹/۱۹ ۱۷/۱۷ ۲۸/۱۹ مددگار، کارساز ۲۷/۱۸ ساتھی، لائق یعنی جہنم تمہارا ساتھی ہے اور تمہارے لائق ہے۔ (لغوی و محلی)

مَوْلٰنَا: مولیٰ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ہمارا کارساز، مددگار۔ ۳/۸ ۱۰/۱۳۔

مَوْلٰہُ: اس کا کارساز، مددگار ۱۴/۱۶ ۲۸/۱۹۔

مَوْلٰھُمْ: مَوْلٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ان کا کارساز، آقا ۲۰/۱۴ ۱۱/۸۔

مُوَلِّيْهَا: مُوَلِّی اسم فاعل مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث مضاف الیہ۔ تولیۃ اسکی طرف رخ پھیرنے والا۔ منہ کرنیوالا۔ پ۲ (مولی اور مُوَلّی کی تحقیق کے لئے دیکھو موالیکم)

مُؤْمِنٌ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع، نکرہ ایمان مصدر، باب افعال۔ ایمان رکھنے والا۔ صاحبِ ایمان۔ پ۲/۱۱ پ۵/۱۰، ۱۵ پ۱۴/۱۹ پ۱۵/۲ پ۱۶/۵ پ۱۷/۷ پ۲۴/۹، ۱۰ پ۲۸/۱۵۔

مُؤْمِنٍ: اسم فاعل واحد مذکر مجرور نکرہ ایمان رکھنے والا، صاحبِ ایمان پ۵/۱، ۸ پ۲۲/۲ یقین اور تصدیق کرنے والا۔ پ۱۲/۱۲۔

اَلْمُؤْمِنُ: اسم فاعل واحد مذکر مرفوع معرفہ ایمانٌ مصدر، امن دینے والا۔

مُؤْمِنًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب ایمانٌ مصدر۔ ایمان رکھنے والا۔ ایمان لانیوالا پ۵/۱۰ پ۱۶/۱۲ پ۲۱/۱۵ پ۲۹/۱۰۔

اَلْمُؤْمِنَاتِ: اسم فاعل جمع مؤنث معرفہ منصوب ومجرور، اَلْمُؤْمِنَۃُ واحد ایماندار عورتیں۔ پ۴/۱ پ۵/۵ پ۶/۱۵ پ۱۸/۹، ۱۰ پ۲۲/۳، ۴، ۱۶ پ۲۶/۹، ۶ پ۲۷/۱۸ پ۲۹/۱۰ پ۳۰/۱۰۔

اَلْمُؤْمِنَاتُ: اسم فاعل جمع مؤنث مرفوع معرفہ، ایماندار عورتیں۔ پ۱۸/۵ پ۲۶/۹ پ۲۸/۳

مُؤْمِنَاتٌ: اسم فاعل جمع مؤنث مرفوع نکرہ، ایماندار عورتیں۔ پ۲۶/۱۱۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرفہ ایماندار مرد، ایمان رکھنے والے مرد پ۳/۱۱، ۱۸ پ۴/۱۳، ۱۴، ۸ پ۶/۲، ۶ پ۹/۱۵ پ۱۰/۱۳، ۱۵ پ۱۱/۲ پ۱۳/۱۴ پ۱۸/۱، ۱۹، ۱۰، ۱۵ پ۲۱/۱۸، ۱۹ پ۲۶/۱۳، ۱۴، ۱۰ پ۲۸/۲، ۱۲ پ۲۹/۱۵۔

مُؤْمِنُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ ایمان رکھنے والے مرد۔ پ۲/۷ پ۸/۱۷ پ۲۲/۱۰ پ۱۵/۱۴ پ۲۶/۱۱ پ۲۸/۸

مُؤْمِنَۃٌ: اسم فاعل واحد مؤنث مرفوع ایماندار عورت پ۲/۱۱۔

مُؤْمِنَۃً: اسم فاعل واحد مؤنث منصوب ایماندار عورت۔ پ۲/۱۱۔

مُؤْمِنَۃٍ: اسم فاعل واحد مؤنث مجرور، ایماندار عورت۔ پ۵/۱ پ۲۲/۲۔

مُؤْمِنَیْنِ: اسم فاعل تثنیہ مذکر، مُؤْمِنٌ واحد، دونوں ایمان رکھنے والے۔ پ۱۶/۱

اَلْمُؤْمِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور معرفہ، ایماندار مرد۔ پ۱/۲ پ۲/۱۲ پ۳/۱۱، ۱۵ پ۴/۲، ۷، ۹ پ۵/۸، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۷، ۱۸ پ۶/۲، ۱۲ پ۷/۹ پ۸/۸ پ۹/۱۶، ۷ پ۱۰/۴، ۱۰، ۱۴، ۵، ۱۶ پ۱۱/۲، ۳، ۵، ۱۴

پ ۱۱/۱۵،۱۶ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۳/۱۸ پ ۱۴/۵،۶ پ ۱۵/۹،۱۳ اور پ ۱۷/۶ پ ۱۸/۷

پ ۱۸/۱۰،۱۲،۱۳ پ ۱۹/۷،۹،۱۰،۱۵،۱۶،۱۷ پ ۲۰/۲،۴،۸،۱۶

پ ۲۱/۷،۸،۱۹ پ ۲۲/۲،۳،۴،۵،۶،۸ پ ۲۳/۷،۸ پ ۲۶/۶،۹،۱۱،۱۳

پ ۲۷/۱،۲،۱۸ پ ۲۸/۴،۱۰،۱۳،۱۹ پ ۲۹/۱۰ پ ۳۰/۱۰ ۔

مُؤْمِنِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب و مجرور نکرہ۔ ایماندار مرد پ ۱/۲،۱۱ پ ۲/۱۶ پ ۳/۶،۱۳

پ ۴/۵،۹ پ ۶/۹،۱۳ پ ۷/۵ پ ۸/۱،۶،۱۸ پ ۹/۱۵ پ ۱۰/۸،۱۴ پ ۱۱/۱۳،۱۵

پ ۱۲/۵،۸ پ ۱۳/۵ پ ۱۸/۳،۸ پ ۱۹/۵،۸،۹،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳،۱۴ اور ۱۵

پ ۲۲/۱۰ پ ۲۳/۶ پ ۲۷/۱۷ ۔

اَمْنٌ چین، سکون نفس خوف نہ ہونا۔

اَمَانٌ چین کی حالت اور وہ چیز جو بطور امانت رکھی جائے۔ آمِنٌ محفوظ اور امن والا یعنی جہاں امن ہو۔ اَمْنٌ اور اَمِنَۃٌ بھی بمعنی اَمْنٌ آیا ہے، مَاْمَنٌ امن کی جگہ۔

اِیْمَانٌ (متعدی بنفسہ) کسی کو امن دینا مُؤْمِنٌ امن دینے والا، اسی لئے اللہ کا صفتی نام مؤمن ہے۔ اِیْمَانٌ (جو متعدی بنفسہ نہ ہو) امن والا ہونا۔ (تشریح کے لئے آئندہ سطریں)

ایمان شرعی کا معنی ہے شرع محمدی کی تصدیق کرنا اور چونکہ اس تصدیق کی تکمیل اقرار زبان اور عمل اعضاء سے ہوتی ہے اسلئے زبانی اقرار اور دیگر اعمال کو بھی ایمان کہا گیا ہے مثلاً نماز کو حیاء کو، راستہ سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کو۔

ایمان کا لغوی معنی ہے تصدیق کرنا خواہ تصدیق صحیح ہو یا غلط اگر تصدیق اعتراف کے معنی کو متضمن ہو تو ایمان کے بعد بار کا آنا ضرور ہے اور بے خوف ہونے کے معنی کو شامل ہو تو اس کے بعد مِنْ آنا لازم ہے اور امن دینے کا معنی مقصود ہو تو کسی حرفِ جر کی ضرورت نہیں، لفظِ ایمان خود متعدی ہوگا، رَجُلٌ اَمِیْنٌ و امان، امانتدار آدمی۔ اَمَنَۃٌ اور اُمْنَۃٌ ہر شخص پر اعتماد کر لینے والا آدمی۔ اَمُوْنٌ وہ اونٹنی جو ٹھوکر کھانے سے محفوظ ہو۔ (المفردات و بیضاوی)

اَلْمَوْءُدَۃُ: اسم مفعول واحد مؤنث، وَأْدٌ مصدر، باب ضرب، زندہ دفن کی ہوئی پ ۳۰/۶

اسلام سے پہلے عرب کے بعض قبائل مفلسی اور عار کی وجہ سے پیدا ہوتے ہی لڑکیوں کو زندہ گڑھے میں دفن کر دیا کرتے تھے کسی کو داماد بنانا باعثِ عار جانتے تھے لڑکی کمائی نہیں کر سکتی اس لئے اسکو کھلانا دشوار تھا، حضرتِ ابن عباس سے بروایت عکرمہ مروی ہے کہ گڑھا کھود کر حاملہ عورت

اس کے کنارہ پر بیٹھ جاتی تھی اگر لڑکا ہوا تو خیر اور لڑکی ہوئی تو فوراً گڑھے میں پھینک کر اوپر سے مٹی پاٹ دیتی تھی۔ (معالم)

وَأْدٌ سمت آواز، اونٹ کا بلبلانا۔ تُؤَرَدَةٌ تُؤَدَةٌ تُؤَدَةٌ آہستگی۔ وَئِيدَةٌ اور مَوْءُودَةٌ زندہ دفن کی ہوئی بچی۔ مَوَائِدُ مصائب۔ وَأْدٌ (باب ضرب) زندہ دفن کرنا۔ تَوَءُّدٌ (تفعل) آہستہ چلنا۔ ڈھانکنا۔ لیجانا۔

مُوْهِنٌ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف۔ وَهْنٌ مادہ کمزور کرنیوالا۔ پ۹ (دیکھو اَهْوَنَ)

مَوْئِلًا: اسم ظرف وَأْلٌ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ یعنی جائے پناہ۔ پ۱۵/۲

وَأْلٌ (اسم) جائے پناہ۔ اَوَّلُ پہلا۔ اُوْلیٰ پہلی۔ مَوْئِلٌ (اسم مصدر) رہائی (اسم ظرف) جائے پناہ۔ مُوَائِلَةٌ پناہ۔

وَأْلٌ اور وُؤُولٌ مصدر وَأْلٌ مانند۔ باب ضرب، پناہ لینا۔ رہائی ڈھونڈھنا۔ دوڑنا۔

مُهَاجِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر۔ مُهَاجَرَةٌ مصدر (مفاعلۃ) هجر مادہ، چھوڑ کر جانیوالا یعنی قوم کو چھوڑ کر اللہ کی رضامندی کی طلب میں جانیوالا (راغب و مدارک) پ۲۰/۱۵۔

هَجْرٌ اور هِجْرَانٌ چھوڑنا۔ چھوڑ دینا خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا عملی طور پر۔

مُهَاجَرَةٌ ترک تعلق کر لینا۔ مُهَاجِرٌ کسی سے تعلقات منقطع کر لینے والا مُهَاجِرٌ اصطلاحاً وہ شخص ہے جس نے باذن رسول اللہ اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم موقوف کر دیا گیا اب ہجرت کا معنی صرف یہ ہے کہ اگر ارکانِ دین اور ضروریات شرعیہ کو ادا کرنے سے آدمی مجبور ہو تو سہولت اور امن کی جگہ چلا جائے مدینہ کو ہجرت کرنے کا حکم باقی نہیں رہا ہجرت سے حقیقی مراد یہ ہے کہ ناجائز خواہشات ہوا و ہوس برے اخلاق اور گناہوں کو آدمی چھوڑ دے۔

هُجْرٌ بیہودہ کلام۔ هَجَرَ الْمَرِيضُ بیمار نے بیہوشی میں بکواس کی، بڑایا (باب نصر) اَهْجَرَ زید زید نے قصداً بیہودہ بات کہی۔ بکواس کی (باب افعال) هَاجِرَاتُ الْكَلَامِ کلام کی بیہودگیاں برے جملے۔ هِجِّيرٌ بری عادت کو ترک کرنے والا هِجِّيرٌ، اور هَاجِرَةٌ ٹھیک دوپہر جس میں عموماً گرم ممالک میں کاروبار ترک کر دیا جاتا ہے هِجَارٌ اونٹ کو باندھنے کی رسّی۔ فَحْلٌ مَهْجُورٌ ہجار سے بندھا ہوا اونٹ، هِجَارٌ

اَلْقَوْسِ کمان کی تانت۔

مُهَاجِرًا: اسم فاعل واحد مذکر منصوب، مُهَاجَرَةٌ مصدر، ہجرت کرنیوالا۔ وطن چھوڑ کر مدینہ کو جانیوالا۔ پ ۵/۱۱۔

مُهَاجِرَاتٍ: اسم فاعل جمع مؤنث، مُهَاجِرَةٌ واحد، مُهَاجَرَةٌ مصدر (باب مفاعلۃ) ہجرت کرنیوالیاں یعنی وہ عورتیں جو صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کر کے آئی تھیں۔ پ ۲۸/۸ (معالم و خازن)

اَلْمُهَاجِرِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور اَلْمُهَاجِرُ واحد، ہجرت کرنیوالے پ ۱۱/۲،۳ پ ۱۸/۹ پ ۲۱/۲ پ ۲۸/۴۔

تمام آیات میں مہاجرین سے وہ صحابہ کرام مراد ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ کو چلے گئے تھے۔

اَلْمِهَادُ: اسم، بچھونا۔ مراد ٹھکانا۔ قرارگاہ۔ پ ۲/۹ پ ۳/۱۰ پ ۴/۱۱ پ ۵/۱۲ پ ۱۳/۸ پ ۲۳/۱۳۔

مَهْدٌ گہوارہ پالنا۔ زمین۔ مُهُوْدٌ جمع، مَهْدَةٌ اونچی یا نیچی یا ہموار زمین۔ مِهَادٌ گہوارہ۔ زمین بستر۔ مَهْدٌ (مصدر، باب نصر) بچھانا۔ اختیار کرنا۔ کام کرنا۔

تَمْهِيْدٌ (تفعیل) بچھانا۔ کام کو ہموار کرنا۔ عذر سننا۔ عذر قبول کرنا۔ تَمَهُّدٌ (تفعل) تادر ہونا۔

مُهَانًا: اسم مفعول واحد مذکر، اِهَانَةٌ مصدر باب افعال، هَوْنٌ مادہ۔ ذلیل کیا ہوا۔ پ ۱۹/۴

هَوْنٌ نرمی۔ آسانی۔ کمزوری۔ هَيِّنٌ نرم۔ سہل الاخلاق ضعیف۔ هُوْنٌ ذلت۔ حقارت هَوْنٌ (مصدر باب نصر) آسان ہونا۔ اِهَانَةٌ (مصدر باب افعال) ذلیل کرنا۔ مُهِيْنٌ ذلیل کرنے والا۔ مَهِيْنٌ ذلیل حقیر۔ تَوْهِيْنٌ (تفعیل) کمزور کرنا۔ اَهْوَنُ بہت کمزور، هَاوُوْنٌ کمزور۔

اَلْمُهْتَدِ: اسم فاعل واحد مذکر معرفہ اِهْتِدَاءٌ مصدر، باب افتعال، هُدًى مادہ۔ ہدایت یافتہ۔ ہدایت پانے والا۔ اصل میں اَلْمُهْتَدِيُ تھا۔ یا کو ساقط کر دیا گیا یا طالب ہدایت (راغب) پ ۱۵/۱۴،۱۰

مُهْتَدٍ: اسم فاعل واحد مذکر نکرہ، حسب تفصیل مذکور۔ پ ۲۷/۲۰۔

اَلْمُهْتَدِيْ: اسم فاعل واحد مذکر معرفہ

ہدایت یاب۔ پ۹/۱۲۔
اَلْمُهْتَدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع معرفہ۔ اِهْتِدَاءٌ مصدر باب افتعال، ہدایت پانیوالے۔ پ۲۔
مُهْتَدُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع نکرہ۔ اِهْتِدَاءٌ مصدر باب افتعال، ہدایت پانے والے۔ ہدایت یافتہ۔ پ۸ پ۱۵ پ۱۱ پ۲۲/۹ پ۲۵/۸، ۱۰، ۱۱
اَلْمُهْتَدِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر مجرور و منصوب نکرہ۔ مُهْتَدِیْ واحد۔ ہدایت پانیوالے پ۲ پ۳ پ۱۱

هِدَايَةٌ مہربانی کے ساتھ رہنمائی ایسی چیز کی طرف جو رہنما کی نظر میں اچھی ہو۔ ہدایت کا یہ حقیقی معنی ہے مجازاً ہر چیز کا راستہ بتلانے کو کہتے ہیں خواہ وہ چیز تکلیف دہ اور عذاب آفریں ہو۔ هَدْیٌ کعبہ کو بھیجا ہوا قربانی کا جانور، هَدِيَّةٌ بروزن فَعِيْلَةٌ بمعنے مفعول، تحفہ بھیجی ہوئی سوغات، هَدْيَۃ طریقہ کو بھی کہتے ہیں بمعنی هَدْیٌ هَدَايَا جمع، هدیہ بھیجنے کے لئے اِهْدَاءٌ (باب افعال) مخصوص ہے مجرد سے ہدیہ بھیجنے کے لئے کوئی مشتق مستعمل نہیں۔

هَوَادِی الْوَحْشِ جنگلی جانوروں کا پیشرو دستہ جوگلہ کا رہنما ہوتا ہے۔ مِهْدَاءٌ جو ہدیہ بھیجنے کا عادی ہو، بکثرت تحفے بھیجتا ہو، ایک شاعر کہتا ہے وَاِنَّكَ مِهْدَاءُ الْخَنَا نَطِفُ الْحَشَا تو گالیوں کے تحفے بکثرت بھیجتا ہے، تیرا سینہ کچھ نہ کچھ ٹپکاتا ہی رہتا ہے۔

هَدَیٌ اور هِدَايَةٌ مصدر باب ضرب ہدایت کرنا۔ هَدَیٌ حاصل مصدر اور مصدر اِهْدَاءٌ (افعال) ہدیہ بھیجنا۔ تَهَادِیْ (تفاعل) باہم ایک کا دوسرے کو سوغات دینا۔ مُهَادَاةٌ (مفاعلۃ) دو آدمیوں کے بیچ میں ہو کر دونوں کے سہارے سے چلنا۔ اِهْتِدَاءٌ (افتعال) راستہ پانا دینی ہو یا دنیوی طلب ہدایت کرنا۔ ہدایت پر قائم رہنے کی طلب کرنا (المفردات)

هُدٰی اور ہدایت اگرچہ ہم معنی ہیں لیکن قرآن مجید میں لفظ ہدیٰ کی نسبت اللہ اور کلام اللہ ہی کی طرف کی گئی ہے کسی انسان کی طرف نہیں کی گئی، ہاں ہادی انسان کو کہا گیا ہے۔

ساری کائنات کو اللہ کی ہدایت کا معنی ہے

فطری راستہ بتانا جو بقاء زندگی کے لئے ضروری ہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، حرکت کرنا۔ سکون پانا۔ ہضم کرنا۔ نمو کرنا۔ جمع ہونا۔ الگ ہونا۔ رنگ، کیفیت، خاصیت اور مقدار کو بدلتے رہنا۔ غرض ہر شئ کا اپنا نوعی اور شخصی فریضہ ادا کرنا۔ اللہ کی تخلیقی رہنمائی کے زیرِ اثر ہے۔

انسان کو ہدایت کرنے کے اللہ کی طرف سے چھ طریقے ہیں یا یوں کہا جائے کہ چھ ترتیبی درجات ہیں ہدایت کے زیریں مرتبہ پر پہنچے بغیر اوپر کے درجہ پر کوئی فائز نہیں ہو سکتا۔

۱۔ عقل و دانش ادراکی حواس اور معارف ضروریہ کی عطاء، ان چیزوں کی تخلیق ہدایتِ انسانی کا پہلا درجہ ہے۔

۲۔ آیاتِ آفاقیہ اور براہینِ نفسانیہ جو ہر وقت خاموش پیامِ ہدایت لا رہی ہیں اور روشن دانش والے کے لئے انکی ہدایت بڑی ہدایت ہے۔

۳۔ پیغمبروں کا بھیجنا اور کتابوں کو نازل کرنا اور خیر و شر میں امتیاز کرنے کے لئے پیہم پیام بھیجنا۔

۴۔ ہدایت یافتہ ہونے کی توفیق دینا سیدھے راستہ پر چلانا۔

۵۔ مراتبِ معارف کی ترقی عرفان کے پہلے درجہ پر پہنچا کہ دوسرے درجہ کا راستہ کھول دینا اور دوسرے درجہ سے تیسرا مرتبہ اور تیسرے سے چوتھا، اسی طرح ترقی کرتے کرتے آخری درجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اللہ کا نور اللہ ہی کے نور سے دیکھتا ہے۔

۶۔ جنت کا راستہ دکھانا اور آخرت میں نجات دے کرا پنا قرب عطاء کرنا۔

پہلے تینوں طریقے تو تمام انسانوں کے لئے عام ہیں چوتھے نمبر پر آدمی ہدایت کا پھل پانے لگتا ہے اور اہلِ ھدیٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

کتاب اللہ یا پیغمبر یا آیاتِ آفاقیہ و انفسیہ کا ہادی ہونا محض رہنمائی کا معنی رکھتا ہے اور اللہ کا ہادی ہونا رہنمائی کے معنی میں بھی ہے اور فائز المرام بنانے کے معنی میں بھی۔

جس ہدایت کا سبب پیغمبر یا کتاب سے کیا گیا ہے اس سے مراد ہدایت یاب بنانے کی نفی ہے کسی کے اختیار میں ہدایت یاب بنانا

نہیں ہے اور جن آیات میں اللہ نے کافروں ظالموں اور سرکشوں کو خود ہدایت نہ کرنے کی صراحت کی ہے تو اس سے مراد ہے ہدایت یاب نہ بنانا یا بقولِ راغب اس طرح کہا جائے کہ ہدایت کا مفہوم اضافی ہے جس طرح تعلیم کے لئے معلم تعلیم نہ دے یا متعلم انتہائی کند ذہن غبی اور ناکارہ ہو اور تعلیم کے اثر کو قبول نہ کرے تو تعلیم کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور تعلیم معلم کے باوجود کہا جا سکتا ہے کہ گویا اس کو تعلیم ملی ہی نہیں اسی طرح اگر ہدایت پانے کا کوئی طلبگار ہی نہ ہو بتائے ہوئے راستہ سے روگرداں ہی رہے تو گویا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اللہ نے اسکو ہدایت ہی نہیں کی اسکو راستہ بتایا ہی نہیں اول توجیہ پر اللہ سے نفی ہدایت حقیقی ہے یعنی واقعی اللہ نے ہدایت یاب نہیں بنایا اور دوسری توجیہ پر سلب ہدایت مجازی ہوگا یعنی واقع میں تو اللہ نے رستہ دکھایا اور ہدایت کی مگر بدقسمتوں نے اللہ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھایا گویا اللہ نے ہدایت ہی نہیں کی۔

مَهْجُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر ہَجْرٌ سے یعنی متروک، نہ قرآن پر ایمان لائے، نہ اس کے حکم پر عمل کیا یا ھُجْرٌ سے بمعنی بکواس یعنی لوگوں نے قرآن کو بکواس قرار دیا کسی نے سحر کہا کسی نے شعر آخری تشریح مجاہد اور نخعی کی ہے۔ ۱۹/۱ (دیکھو ہَاجِرًا)

اَلْمَهْدُ: اسم، گہوارہ، گہوارہ میں ہونے کا مطلب ہے شیر خوارگی کا زمانہ، یا ماں کی گود میں، ۳/۱۳ ۵/۷ ۱۶/۵ (دیکھو مِهَادًا)

مَهْدًا: فرش، بچھونا ۱۶/۱۱ ۲۵/۷ (دیکھو مِهَادًا)

مَهَّدْتُ: واحد متکلم ماضی معروف تَمْهِيْدٌ مصدر باب تفعیل، میں نے بچھایا۔ میں نے پھیلایا۔ ۲۹/۱۵ (دیکھو مِهَادًا)

مَهْزُوْمٌ: اسم مفعول واحد مذکر، هَزْمٌ مصدر، باب ضرب شکست خوردہ یعنی مقہور، ہلاک۔ ۲۳۔

هَزْمٌ اور هَزْمَةٌ (اسم) نشیبی جگہ۔ گڑھا۔ هَزَمٌ کمان کی آواز، هَزُوْمٌ فرمانبردار گھوڑا۔ هَزِيْمٌ بے تہا۔ نہ رکنے والی بارش۔ هَزِيْمَةٌ شکست، هَازِمَةٌ مصیبت۔ هَيْزَمٌ سخت جنگل کا شیر۔ هَزَمَ عَلَيْهِ (باب نصر) اس پر مہربانی کی۔ هَزَمَ (ضرب) مارنا۔ توڑنا۔ شکست دینا۔ هَزِيْمَةٌ بھی مصدر ہے۔ تَهَزَّمَ

(تفعل) لاٹھی ٹوٹ جانا۔ بادل گرجنا۔ اِنْہِزَامٌ (انفعال) ٹوٹ جانا۔ شکست کھانا۔ (المفردات و قاموس)

مُهْطِعِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر منصوب مُهْطِعٌ واحد۔ اِهْطَاعٌ مصدر، باب افعال سر جھکائے تیزی سے دوڑنیوالے پ۱۳/۱۹ پ۲۷/۸ پ۲۹/۸ هَطِيْعٌ کشادہ راستہ۔ مُهْطِعٌ عاجزی اور ذلت کی وجہ سے نظر نہ اٹھانیوالا۔ بلانیوالے کی طرف خاموش چلا جانیوالا۔ هَطْعٌ اور هُطُوْعٌ (مصدر باب فتح) دوڑتا ہوا آنا۔ کسی چیز پر نظر جمائے رکھنا۔ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اٹھانا۔ اِهْطَاعٌ (افعال) سر جھکائے تیز دوڑنا۔ گردن لمبی کرنا۔

اَلْمُهْلِ: اسم، پ۱۵/۱۶ پ۲۵/۱۶ تیل کی تلچھٹ۔ پ۲۹/۷ چاندی کا پانی۔ (دملی) بعض مفسرین نے اس جگہ بھی تلچھٹ ترجمہ کیا ہے۔ مُهْلٌ ہر معدنی چیز کو کہتے ہیں جیسے تانبا، لوہا، سونا، چاندی، پگھلے ہوئے لوہے کے پانی کو بھی کہتے ہیں۔ روغنِ زیتون۔ روغنِ زیتون کی تلچھٹ۔ زہر۔ زرد لہو۔ پیپ۔ مردہ سے بہنے والا زرد پانی۔ مُهْلٌ وقفہ، آرام، آہستگی، زمانہ۔ مردہ سے بہنے والا زرد پانی۔ مُهْلَةٌ آرام۔ آہستگی۔ زمانہ۔ مردہ کا زرد پانی پیپ۔ مُهْلٌ اسلاف۔ مَاهِلٌ تیز چلنے والا۔ آگے بڑھنے والا۔

مَهْلٌ (مصدر باب نصر) آہستگی کرنا۔ بھلائی میں سبقت کرنا۔ اِمْهَالٌ (افعال) مہلت دینا۔ تاخیر کرنا۔ نرمی اور آہستگی کرنا۔ عذر کرنا۔ تَمْهِيْلٌ (تفعیل) مہلت دینا۔ (تفعل) دیر کرنا۔ بھلائی میں آگے ہونا۔ استمہال (استفعال) مہلت مانگنا۔ المہلاءُ سیدھا کھڑا ہونا۔ آرام لینا۔

مُهْلِكَ: اسم فاعل واحد مذکر۔ اِهْلَاكٌ مصدر باب افعال، ہلاک کرنیوالا پ۳ ع۹/۱۹ پ۹ هَلَكٌ مصدر (ضرب) ہلاک ہونا۔ اِهْتِلَاكٌ اور تَهْلُكٌ ہلاک کرنا۔ تَهْلُكَةٌ سبب ہلاکت، مَهْلَكٌ (اسم) ہلاک ہونیوالا۔ هُلُوْكٌ بدکار عورت ایسی نازک خرام لچکدار چال سے چلنے والی گویا زمین پر گری پڑتی ہے۔ ہلاکت پانچ معانی کے لئے قرآن میں مستعمل ہے۔

۱۔ ایک چیز کسی کے پاس سے جاتی رہنا اور دوسرے کے پاس ہونا جیسے هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ میری حکومت جاتی رہی میرا اقتدار زائل ہوگیا۔

۲۔ بگاڑنا۔ اجاڑنا جیسے هَلَكَ الطعام کھانا

بگڑ گیا۔ یُہْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وہ کھیتی اور مویشی کو اجاڑتا ہے، تباہ کرتا ہے ۲: ۲۰۵ ۳۔ موت جیسے اِنِ امْرُؤٌ ہَلَکَ اگر کوئی آدمی مرجائے۔ عموماً بری قابلِ مذمت موت کے لئے قرآن نے لفظ ہلاکت استعمال کیا ہے صرف دو جگہ معمولی مرجانے کو بھی ہلاکت کہا ہے ایک اسی مذکورہ آیت میں اور دوسری جگہ آیت حَتّٰی اِذَا ہَلَکَ قُلْتُمْ الخ میں ۴: ۱۷۶ بالکل معدوم ہوجانا، فنا ہوجانا جیسے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ ہر چیز فانی ہے ۵۔ عذاب محتاجی دشمنوں کے خوف میں مبتلا کرنا عام بربادی تباہی یہ ہی سب سے بڑی ہلاکت ہے رسول اللہ نے ارسال فرمایا لَا شَرَّ کَشَرٍّ بَعْدَہُ النَّارُ اس شر کی برابر کوئی شر نہیں جس کے بعد دوزخ میں جانا پڑے۔

مُہْلِکُوْا: اسم فاعل جمع مذکر مرفوع مضاف اِہْلَاکٌ مصدر، ہلاک کرنے والے۔ اصل میں مُہْلِکُوْنَ تھا اضافت کی وجہ سے نون کو ساقط کر دیا گیا۔ ۱۵/۶ ۲۰/۱۶

مُہْلِکُہُمْ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ہُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کو ہلاک کرنے والا۔ ۹/۱۱

مُہْلَکُہُمْ: مصدر میمی مضاف ہم ضمیر جمع مضاف الیہ، ان کا ہلاک ہونا ۱۵/۲۔

مُہْلِکِیْ: اسم فاعل واحد مذکر مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، مجھے ہلاک کرنیوالا۔ ۹/۲

اَلْمُہْلَکِیْنَ: اسم مفعول جمع مذکر مجرور اِہْلَاکٌ مصدر، ہلاک کئے ہوئے ۱۵/۲

مَہِّلْ: واحد مذکر امر حاضر تَمْہِیْلٌ مصدر باب تفعیل، مہلت دے۔ ۲۹/۱۲ ۳۰/۱۱۔

مَہْمَا: اسم ہے (اکثر علماء لغت) سہیلی نے کہا مہما حرف بھی ہوتا ہے۔

بعض لوگ کہتے مہما مرکب ہے مَہ اور مَا شرطیہ سے یا ما شرطیہ اور ما زائدہ سے لیکن ابن ہشام صاحب مغنی اللبیب نے کہا کہ مہما کا بسیط ہونا حق ہے۔

مہما زمان اور شرطیہ پر دلالت کرتا ہے اسلئے فعل شرط کا ظرف ہوتا ہے (ابن مالک) گویا متی کے معنی میں ہوتا ہے، حاتم کہتا ہے ایک شاعر کا شعر ہے ؎

وَاِنَّکَ مَہْمَا تُعْطِ بَطْنَکَ سُؤْلَہٗ
وَفَرْجَکَ نَالَا مُنْتَہَی الذَّمِّ اَجْمَعَا

جب تو اپنے پیٹ کو اسکی خواہش اور شرمگاہ کو اسکی خواہش دیدیگا تو دونوں پوری پوری

آخری برائی پالیں گے۔ اس شعر میں مہما کا معنی متی ہے۔

زمخشری نے اس کا سخت انکار کیا ہے

مہما کبھی استفہام کے لئے بھی آتا ہے (ذکرہ جماعۃ منہم ابن مالک) قرآنِ مجید میں مستعمل نہیں۔

پ۹۔ زمخشری نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ بہٖ کی مذکر ضمیر لفظ کی رعایت سے اور بہا کی مؤنث ضمیر معنی کے لحاظ سے لائی گئی ہے (کشاف)

مَھِیْلًا : اسم مفعول واحد مذکر، ھَیْلٌ مصدر باب ضرب، ریگ رواں۔ ریگ سیال اصل میں مَھْیُوْلٌ تھا۔ ۲۹/۱۴۔

ھَیْلٌ اور ھَیَالٌ بھُر بھُر کر گرنیوالی مٹی اور ریت۔ ھَیُوْلٰی روئی، عالم کا تخلیقی مادہ مَھِیْلٌ، ریگ رواں ھَیْلٌ مصدر (ضرب) بغیر تول ناپ کے آٹے کو ڈھیر میں ڈالنا۔ اِھَالَۃٌ (افعال) مٹی یا ریت کو پاٹنا۔ تَھَیُّلٌ (تفعل) ریت جھڑنا بصورت سیلاب جاری ہونا۔

اَلْمُھَیْمِنُ : اسم فاعل واحد مذکر مرفوع ھَیْمَنَۃٌ مصدر، نگراں۔ مشاہد۔ اللہ کا اسم صفتی ہے۔ ۲۸/۹۔

مُھَیْمِنًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب نگراں۔ مشاہد ۶/۱۱

مَھِیْنٌ : اسم مفعول مرفوع، اصل میں مَھْیُوْنٌ تھا ھُوْنٌ مصدر باب نصر، بے عزت۔ ۲۵/۱۱۔

مَھِیْنٍ : اسم مفعول مجرور اصل میں مَھْیُوْنٌ تھا۔ ھُوْنٌ مصدر، باب نصر ۲۱/۱۴ ۲۹/۲۱ حقیر ۲۵/۲ ذلیل (دیکھو مُھَانًا)

مُھِیْنٌ : اسم فاعل واحد مذکر۔ مرفوع، اِھَانَۃٌ مصدر باب افعال۔ ذلیل کرنیوالا ۱/۱۱ ۴/۹، ۱۳ ۱۷/۱۴ ۲۱/۱۰ ۲۲/۸ ۲۵/۱۵، ۱۷ ۲۸/۱، ۳۔

مُھِیْنًا : اسم فاعل واحد مذکر منصوب اِھَانَۃٌ مصدر، ذلیل کرنیوالا۔ ۵/۳، ۱۲ ۶/۱ ۲۲/۴ (دیکھو مُھَانًا)

اَلْمَیِّتِ : اسم صفت معرفہ منصوب و مجرور، موتٌ مادہ، باب نصر، بے جان ۳/۱۱ ۷/۱۸ ۱۱/۹ ۲۱/۵۔

مَیِّتٍ : اسم صفت مجرور نکرہ ۹/۱۴ ۲۲/۴ خشک زمین ۱۳/۱۵ مرنے والا، مردہ۔

مَیْتًا : اسم صفت منصوب نکرہ ۱۹/۲ ۲۵/۷

۱۵/۲۶ خشک زمین۔ ۱۴/۲۶ مردہ، بے حس ۶/۲ مردہ عقل۔ مردہ روح یعنی کافر۔

مَیِّتٌ: اسم صفت مرفوع نکرہ ۱۷/۳۰ مرنیوالا (عام مفسرین) بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس جگہ میت سے وہ مرد مراد نہیں جسکی روح اور بدن کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے بلکہ تدریجی تحلیل جسمانی اور ہر وقت کا بدنی گھلاؤ اور عمر کا گھٹاؤ مراد ہے یعنی تحلیل جسمانی آپ کی بھی ہر وقت ہوتی رہے گی آپ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں، ایک شاعر کہتا ہے ؎ یَمُوْتُ جُزْءً فَجُزْءً آدمی ایک ایک جزو ہو کر مرتا ہے یعنی ہر وقت تدریجی موت آتی رہتی ہے (المفردات) یہ قول سیاق قرآنی کے خلاف ہے۔

اَلْمَیْتَۃَ: ۲/۵ ۱۷/۲ مردار جسکو شریعت نے کھانے کے قابل نہیں دیا۔

اَلْمَیْتَۃُ: ۶/۵ مردار، ۲/۲۳ خشک زمین۔

مَیْتَۃً: ۶/۸ مردہ ۶/۵ مردار۔

مَیِّتِیْنَ: اسم صفت جمع مذکر مجرور، مَیِّتٌ واحد ۲/۲۳ مرنے والے (المیت سے مَیِّتِیْنَ تک تنقیح کے لئے دیکھو امات)

مِیْثَاقَ: اسم منصوب مضاف، عہد پیمان۔ ۱/۱ ۱۷/۳ ۱۰/۴ ۱۴/۷ ۱۴/۶ (دیکھو موثقھم) (مذکورۂ بالا پانچوں آیات میں مفعول کی طرف اضافت ہے یعنی لیا ہوا پختہ عہد)

مِیْثَاقُ: اسم مضاف معرفہ مرفوع ۱۱/۹ مفعول کی طرف اضافت ہے یعنی کتاب کے متعلق لیا ہوا عہد۔

مِیْثَاقٌ: اسم نکرہ مرفوع ۹/۵، ۱۰/۴ ۶/۱ معاہدہ

مِیْثَاقًا: اسم نکرہ منصوب عہد ۱۴/۳، ۲/۶، ۱۷/۲۱

اَلْمِیْثَاقَ: اسم منصوب معرف باللام ۹/۱۳ عہد

مِیْثَاقَکُمْ: اسم منصوب مضاف کُمْ ضمیر جمع مضاف الیہ (قائم مقام مفعول) تمہارا عہد یعنی تم سے عہد ۱/۸، ۱۰/۱۱، ۱۷/۲۷۔

مِیْثَاقَہٗ: اسم منصوب مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (قائم مقام فاعل) اس کا عہد یعنی اس کا لیا ہوا عہد۔ ۶/۲۔

مِیْثَاقِہٖ: اسم مصدر مجرور مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (قائم مقام مفعول) اسکی مضبوطی اور پختگی یعنی اس کو مضبوط کرنے اور پختہ کرنے کے (العہد) ۲/۱ ۹/۱۳۔

مِیْثَاقَہُمْ: اسم منصوب مضاف ھُمْ ضمیر مضاف الیہ (قائم مقام فاعل) ان کے

عہد کو یعنی انکی طرف سے کئے ہوئے وعدہ کو ۱ ر ۷ ب ۲۱ ب (میثاق کی تنقیح کے لئے دیکھو مُوثِقَهُم)

مِیْرَاثٌ: مصدر مرفوع مضاف، باب حسِب، ملکیت (یعنی حقیقی) ا ۹ ب ۲۷ ب.

وراثت اور ارث اور تراث مصدر ہیں باب حسِب اور وراثت اور ارث کا اصل معنی ہے بغیر بیع و شراء اور بلا ہبہ وغیرہ کے کسی کی طرف سے کسی مالی ملکیت کا دوسرے کی جانب منتقل ہونا۔ اسی مناسبت سے میت کے متروکہ مال کو جو میت کے بعد اس کے اقرباء کے پاس منتقل ہو کر آتا ہے میراث کہا جاتا ہے لیکن معنی کے علاوہ دو معنی اور بھی ہیں جن کے لئے وراثت کے مختلف صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔

۱۔ بلا عوض اور بغیر مشقت کسی چیز کا مالک ہو جانا جس طرح مومنین صالحین جنت کے وارث ہونگے۔ اس صورت میں ایک کی ملکیت دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہوتی بلکہ ابتداءً بلا انتقالِ ملکیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ علم یا کتاب کا وارث ہونا، اس صورت میں مال کی ملکیت نہیں ہوتی، نہ منقولہ نہ ابتدائی بلکہ ایک کا علم اس کے بعد دوسرے کو منتقل ہے یعنی جو علم یا دستور اسلاف کا تھا اخلاف اس کے حامل ہو جاتے ہیں جیسے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ علماء انبیاء کے علم کے حامل ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تھا اَنْتَ اَخِی وَوَارِثِی تم میرے بھائی اور میرے علم کے حامل ہو۔

اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ ہم نے کتاب کا حامل (آنیوالی قوموں کو) بنایا۔

اللہ کے وارث ہونے کا معنی ہے مالکِ حقیقی ہونا۔ اللہ سارے عالم کا وارث ہے یعنی مالک حقیقی ہے اور قیامت کے دن اللہ کے وارث ہونے کا مطلب ہے ہر چیز کا ظاہری باطنی صوری اور حقیقی اختیار اللہ کو ہونا اور کسی دوسرے کا کسی طرح مالک نہ ہونا کیونکہ ہر چیز کی ظاہری ملکیت بھی اللہ ہی کی طرف لوٹے گی۔

وَرِثَ عنہ اور وَرِثَہٗ دونوں طرح مستعمل ہے۔ اِيْرَاثٌ (افعال) تَوْرِيْثٌ وارث بنانا۔ کسی کو ورثہ میں شریک بنانا۔ تَوَارُثٌ (تفاعل) باہم وراثت کی طلب۔

اَلْمِيْزَانَ: اسم مصدر اور اسم آلہ، تول

ترازو، مجازی معنی عدل، انصاف، قانون عدل، ۵/۲ تول۔ وزن کشی ۱۲/۸ وزن کشی یا ترازو ۲۵/۳ ۲۷/۱۹ قواعد عدل یا تولنا۔

اَلْمِیْزَانِ: مصدر یا اسم، وزن کرنا یا وزن کشی ۲۷/۱۱ (دیکھو الموازین)

اَلْمَیْسِرِ: اسم و مصدر، جُوّا اور جُوا کھیلنا یُسر سے جُوا کھیلنے میں آسانی سے مال ہاتھ آجاتا ہے۔ ۲/۲ ۷/۱۱۔

مَیْسَرَۃٍ: اسم، آسانی یعنی فراخ حالی اور دولتمندی۔ ۳/۶۔

مَیْسُوْرًا: اسم مفعول واحد مذکر، یُسر سے آسان۔ نرم۔ ۱۵/۳۔

یُسْرٌ آسانی، سہولت، عُسر کی ضد

یُسْرٌ (مصدر باب ضرب) آسان ہونا۔

مَیْسَرَۃٌ اور یَسَارٌ فراخی، دولتمندی، یُسریٰ فراخی، سہولت، سہل۔ یَسِیْرٌ آسان۔ تھوڑا

مَیْسُوْرٌ آسان اور نرم۔ یَسَارٌ یا بقول بعض اہل لغت، یِسَارٌ بایاں ہاتھ، یمین کی ضد۔

تَیَسُّرٌ (تفعل) اور اِسْتِیْسَارٌ (استفعال) آسان ہونا۔ تَیْسِیْرٌ (تفعیل) آسانی کردینا سہل بنا دینا۔ (المفردات و قاموس)

اَلْمِیْعَادَ: اسم مصدر منصوب، وعدہ ۳/۹ ۴/۱۱ ۱۳/۱۱ ۲۳/۱۶۔

مِیْعَادُ: ظرف زمان مضاف ۲۲/۹ وقت وعدہ۔

اَلْمِیْعَادِ: ظرف مجرور ۱۰/۸ وقت وعدہ (دیکھو مَوْعِدَۃٍ)

مِیْقَاتُ: ظرف زمان مرفوع مضاف۔ مقرر وقت۔ ۹/۴

مِیْقَاتِ: ظرف زمان مجرور مضاف، مقرر وقت۔ ۱۹/۷ ۲۷/۱۵۔

مِیْقَاتًا: ظرف زمان منصوب نکرہ، مقرر وقت ۳۰/۱

مِیْقَاتِنَا: ظرف مجرور مضاف نا ضمیر متکلم مضاف الیہ، ہمارے مقرر وقت (پر) ۹/۷، ۹/۹۔

مِیْقَاتُھُمْ: ظرف مرفوع مضاف ھُمْ ضمیر مضاف الیہ، ان کا مقرر وقت، ۲۵/۱۵ (دیکھو

مِیْکَالَ: مشہور فرشتہ کا نام، اصلاً یہ لفظ عبرانی ہے، میکائل اور میکائیل بھی مستعمل ہے ۱/۱۲۔

اَلْمَیْلِ: اسم اور مصدر مجرور، باب ضرب جھکاؤ اور جھکنا۔ جھک پڑنا۔ ۵/۱۶۔

مَیْلًا: مصدر منصوب نکرہ۔ مڑ جانا۔

حق سے ہٹ جانا۔ ۵/۲۔

مَیْلَۃً: مصدر منصوب یکبارگی جھک پڑنا یعنی حملہ کرنا۔ ۵/۱۲

اصلاً مَیْلٌ بمعنی جَوْرٌ کا ہم معنی ہے یعنی حدِ اعتدال اور راستی سے ادھر ادھر مڑ جانا، جھک جانا۔ جسم میں اگر تخلیقی کجی اور جھکاؤ ہو تو اسکو مَیَلٌ کہتے ہیں اور عارضی یا بناوٹی جھکاؤ اور لچک ہو تو مَیْلٌ کہا جائے گا۔

میل کے بعد اگر عَلٰی ہو تو حملہ کر دینے کا معنی ہوتا ہے جیسے مَالَ عَلَیْہِ اس پر حملہ کر دیا اور عَنْ ہو تو اعراض کا مفہوم ہوتا ہے جیسے مَالَ عَنْہُ اسکی طرف سے مڑ گیا، اعراض کیا اور اِلٰی ہو تو رغبت کرنا مراد ہوتا ہے جیسے مَالَ اِلَیْہِ اسکی طرف رغبت کی بہرحال جھکاؤ کا مفہوم تمام استعمالوں میں مشترک ہے، مال کو بھی مال اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر وقت اس میں میلان اور جھکاؤ رہتا ہے کبھی کسی کی طرف سے کبھی کسی کی طرف کو، ایک سے اعراض، دوسرے کی طرف رخ، ایک جگہ استقرار نہیں ہوتا (المفردات مع بعض زیادۃ)

مِیْلٌ سرمہ کی سلائی، راستہ کے کنارے مقدار مسافت بتانے والا نشان، حدِ نگاہ تک زمین کی مسافت۔

مِیْلَۃٌ وقت، زمانہ، مَائِلَاتٌ لچکدار چال سے چلنے والی عورتیں، بدکار عورتیں۔ اَمْیَلُ پیدائشی بانکا۔ مَیْلٌ مُمِیْلٌ تَمْیَالٌ مَیَلَانٌ مَمِیْلُوْلَۃٌ سب مصادر ہیں (باب ضرب) پھر جانا۔ پھیر دینا۔ جھکنا۔ جھکانا۔ مَیَلٌ (مصدر باب سمع) پیدائشی ٹیڑھا ہونا۔

مُمِیْلَاتٌ لچکدار چال سے چلنے والی دلکش عورتیں۔ اِمَالَۃٌ (افعال) جھکانا۔ پھیر دینا۔ موڑ دینا۔ تَمْیِیْلٌ جھکانا۔ پھیرنا۔ شکایت کرنا۔ تَمَایُلٌ (تفاعل) لچکدار چال سے چلنا۔ اِسْتِمَالَۃٌ (استفعال) مائل ہونا، کسی سے کسی کو اپنی طرف مائل کر دینا۔

(قاموس و تاج)

اَلْمَیْمَنَۃ: مَیْمَنَۃٌ سیدھا ہاتھ، دائیں سمت۔ اصحاب المیمنہ سے مراد دائیں سمت والے یعنی اہلِ سعادت (راغب)

۲۷/۱۴ ۳۰/۱۵

عرب الٹے ہاتھ کو شومی یعنی منحوس

قرار دیتے تھے اور سیدھے ہاتھ کو مبارک۔ اس لئے
دائیں سمت والوں سے مراد ہوئے اہلِ سعادت
بعض لوگوں کا قول ہے کہ میدانِ قیامت میں
دوزخ بائیں جانب واقع ہوگی اور جنت سیدھی
طرف۔ اس لئے اصحاب المشأمۃ سے مراد دوزخی
اور اصحاب المیمنہ سے مراد جنتی ہیں۔

ابن عباس نے فرمایا نسلِ آدم کو جب
اللہ نے انکی پشت سے نکالا تو کچھ لوگ حضرتِ
آدم کی دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف نمودار
ہوئے سیدھی طرف والے جنتی اور الٹی طرف
والے دوزخی قرار دئے گئے۔ اصحابِ میمنہ و
مشأمہ سے وہی لوگ مراد ہیں۔

ضحاک نے کہا جن کے سیدھے
ہاتھوں میں اعمال نامے دئے جائیں گے وہ
اصحاب المیمنہ ہیں اور جن کے الٹے ہاتھوں
میں اعمالنامے دئے جائیں گے وہ اصحاب
المشأمہ ہیں۔ (البغوی)

اصحاب المیمنہ اور اصحاب المشأمہ کہنے
کی توجیہ میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن
تمام مختلف اقوال کا حاصل ایک ہی ہے کہ
اصحاب المیمنہ اہلِ سعادت اور اصحاب
المشأمۃ اہلِ شقاوت ہوں گے اس لئے امامِ
راغب کی تشریح سب کو حاوی ہے۔

یمین کا اصل معنی سیدھا ہاتھ ہے اس کے
بعد سیدھے رُخ کو یمین کہنے لگے پھر ہر خیر و
سعادت یمین سے مراد لی جانے لگی پھر
وسیلۂ سعادت پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔
حدیث میں آیا ہے اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ
سنگِ اسود اللہ کے قرب حاصل کرنے کا
ذریعہ اور حصولِ سعادت کا وسیلہ ہے۔

اور چونکہ معاہدہ عموماً سیدھے ہاتھ پر
سیدھا ہاتھ مار کر کیا جاتا ہے اور قول و قرار
کا یہی طریقہ بکثرت اقوامِ عالم میں جاری ہے
اس لئے یمین کا معنی قسم عہد اور حلف ہو گیا
اور مَوْلَی الْیَمِیْن معاہد کو کہنے لگے اور عام
طور پر خرید و فروخت سیدھے ہاتھ سے ہوتی
ہے اس لئے باندی غلام کے مالک ہونے کو
مِلکُ الیمین کہا جانے لگا یا یوں کہا جائے
کہ جس طرح رَقَبہ (گردن) اور ناصیہ (پیشانی)
سے کنایۃً پوری شخصیت مراد ہوتی ہے اور مالکِ رقبہ
یا مالکِ ناصیہ ہونے سے مراد مکمل ملکیت اور
کامل اقتدار ہوتا ہے اسی طرح دائیں ہاتھ سے

بھی مراد پوری شخصیت ہوتی ہے اور دائیں ہاتھ کے مالک ہونے سے مراد غلام یا باندی کا مالک ہونا۔

یَمِیْنٌ سے ہی یُمْنٌ (برکت وسعادت) ماخوذ ہے اور یُمْنٌ سے مَیْمُوْنٌ بنا ہے۔ (مبارک)

تَیَمُّنٌ (تفعل) برکت ڈھونڈنا۔ برکت کی طلب۔

تم الجلد الخامس من لغات القرآن بحمد اللہ سبحانہ وتعالےٰ